TO

THE HONORABLE

JOHN ELLIOT DRINKWATER BETHUNE,

President of the Council of Education,

&c. &c. &c.

IN THE HOPE,

THAT THIS TRIBUTE OF

PROFOUND RESPECT AND ADMIRATION

FOR HIS

PUBLIC AND PRIVATE WORTH AND VIRTUES,

WILL BE ACCEPTABLE,

THE FOLLOWING PAGES

ARE,

WITH THE WARMEST SENTIMENTS OF ESTEEM,

DEDICATED BY

HIS MOST SINCERE FRIEND,

GHOOLAM MOHUMED,

SON OF THE LATE TIPPOO SULTAN

RUSSAPUGLAH,
21st April, 1849.

جناب محامد انتساب

محترم و معظّم جان البٹط ڈرنکواٹر بتھون ممبر کونسل
و سر کردهٔ کونسلیان تعلیم جمهوری
بالقابه الشریفه و صفاته المنیفه

اِس اُمید سے

که یہ هدیه محمدت و ستایش کا واسطے خاصه خجسته
ملکات و عامه فرخنده صفات اس کریم الذات کے
مقبول هو گا

اِس سواد آینده کو اُسکے دوستدار صادق الولا شاهزاده
محمّد سلطان (عرف غلام محمّد) ابن تیپو سلطان جنّت مکان نے
نام نامی و لقب گرامی پر
اُس والا نظر ستوده سیر کے

نہایت مہر جوئی و غایت آزرم خوئی کے ساتھ
مخصوص کیا

۲۱ اپریل سنه ۱۸۴۹ ع

مطبع طبي مين مولوي عبد الله کے چهاپا هوا

حملات حیدری

A

Author: Abdur Rahim
Transl: Ahmad Ali Gopamavi
&
Ahmad Husaini.
1849.
Place of publication: Calcutta - Hatha Tech
Dip

فہرست حملات حیدری

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحہ

صفحہ

صفحه

صفحہ

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ایزد پاک

سر نامہ حمد خدا ے کریم
کہ ہی کردگار و غفور و رحیم

جواہر آبدار حمد و ثنا نثار بارگاہ اُس بادشاہ حقیقی کے جسکے ایک حکم کن سے زمین و آسمان اور کل مخلوقات ممکن نے جو پیدا ہو چکی یا پیدا ہوگی وجود پایا اور اُسکی قدرت کاملہ اور حکمت شاملہ نے ہر موجود کو نئے رنگ ڈھنگ کا خلعت حیات عطا کیا چارون عنصر کو کہ ہر ایک اپنی تاثیر مین مخالف دوسرے کا ہی باہم امتزاج دیکر انسان کو پیدا کیا اور اوپر منصب خلافت کے منصوب فرمایا فضائل اربعہ جو حکمت و شجاعت اور عفّت و عدالت ہین نشان و تمغا اُسکے مقبولون و مقربون کا ہی جس کسی مین یہہ چار صفتین پائی جاتی ہین وہ مرتبے سعادت کو پہنچتا ہی اور بادشاہ وقت یا وزیر یا رئیس بالضرور ہوتا ہی وہ ایسا حکیم ہی کہ جب کسی قرن و زمانے مین کسی طرح کے فتور و خلل حادث ہونے سے اُسکے بندے تکلیف و اذیّت اُٹھاتے ہین تب اُسکی خواہش کے موافق ایک ایسا شخص ایسے اطوار کا پیدا ہوکر خلق اللہ کی رفاہ و آرام کا باعث ہوتا ہی کہ پچھلے لوگ اُسکا حال سنکر عبرت پکڑتے و پند لیتے ہین

* جلّ شانہ وعمّ احسانہ *

* اُسکے احسان کا جلوہ تو ہی سب جگ مین عیان *

* مین لکھون کیا کہ ہی مشہور عیان را چہ بیان *

نعت رسول صاحب لولاک

* پر از مشک و عنبر نہ کیون ہو زبان ثناے محمد ہی وردِ زبان *

اور گلدستۂ درود و صلات نثار مرقد پر اُس سلطان کائنات کے * جو رحمۃً للعالمین وخاتم المرسلین * اور صاحب دعوت عامہ اور اُسکا وجود زمین و آسمان بلکہ کل مخلوقات کے وجود کی علت تامہ ہی دین اُس کا کفر کے یاجوج کے لیے سد سکندر اور واسطے ڈبانے فرعون بدعت کے دریاے نیل اور بحراحمر چمک موجودات کے آئینے کی اُسکی ذات کے آفتاب سے جلوہ گر اور نجات تمام عاصی گنہ گارون کی اُسکے حکم کے ماننے پر مقرّر اور درود و صلام آل و اصحاب پر اُس حضرت کے جنھون نے نقارہ اسلام کا عرب و عجم مین بجایا اور علم عدالت کا جمیع طوائف و اُمم مین بلند فرمایا ہر ایک اُنمین سے اپنے اپنے وقت کا شجاعت و ہمّت مین حیدر اور جہاد مین و غزا مین غضنفر تھا *

(صلی اللہ علی محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین)

اس کتاب کی تالیف کا سبب

ظاہر ہی کہ اِس جہان اِمکانی اور سراے فانی مین موافق تدبیر و تنظیم کارگزاران قضا و قدر کے ہردم و ہر آن نفوس کی فوجون مین سے کوئی تو ہستی کی خلعت پہنتا اور کوئی عالم وجود سے عالم عدم کو سدھارتا ہی * (بیت)

* نظرِ غور سے اِس وار و وان کو دیکھو * قافلے آتے ہوئے اور روان کو دیکھو *

کوئی چیز و کسی طرح کی خلقت ایک وضع پر نہین ٹھہرتی ہر جگہہ مین ایک نیا تماشا ہی
و ہر مقام مین ایک نئی سیر اس صورت مین تاریخ کا علم یعنے جاننا سرگذشت
اور احوال اگلے لوگون کا پچھلون کے لئے مفید ہی اور سب علمون مین ممتاز
کیونکہ اُسکے باعث ہر شخص کو معلوم ہوتا ہی کہ اگلے زمانے مین کس کس
مزاج و دین و وضع کے لوگ ہو گئے ہین اور نام نیک یا بد یادگار چھوڑ گئے
جس کسی سے آثار پسندیدہ ظاہر ہوے وہ زندگی مین بالضرور جاہ و مرتبے کو
پہنچا اور سب کا محبوب و پیارا رہا بعد مرنے کے بھی سب اُسکو بخیر یاد کرتے
ہین اور جس کسی سے افعال رذیلہ کہ اضداد فضایل ہین ظہور مین آے اُسکی
زندگی بھر خلق اللہ اُسکی دشمن رہی اور موت کے بعد لوگ اُسکو بد
کہتے ہین نیکون کی زندگی نیک اور انجام نیک بدون کی زندگی بد اور انجام بد
نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضلّ لہ
و من یضللہ فلا ھادی لہ * بہرصورت دونون حال مین فائدہ اور عبرت حاصل
ہوتی ہی کیونکہ نیک صفت کے نیک انجام معلوم ہونے سے نفس انسان
فضایل کے حاصل کرنے پر مشتاق ہوتا ہی اور بد افعال کے بد نتیجے ملنے
سے ہر کسی کو اُس سے نفرت حاصل ہوتی ہی و بناچار وہ اپنے تئین
ویسے افعال سے بچاتا ہی انھین فائدون کے لیے سب عام و خاص تاریخ کے
علم کو بہت دوست اور ہمیشہ اُسکی مزاولت رکھتے ہین اگر کچھ اُس مین
ایسی روداد بن ہین جنکو سنکر پچھلے عبرت و پند لے سکتے ہین تو فائدیکی نظر سے
گیانی لوگ خود لکھتے ہین یا اوروںکے لکھنے سے آپ فائدے اُٹھاتے ہین *
چنانچہ جب فضیلت انتساب کرامت مآب مظہر دقایق منطقی و حکمی مصدر
فیوضات علمی مبیّن غوامض انگریزی و عربی و فارسی صاحب ذہن سقیم درا ے

سلیم مولوی عبد الرحیم صانہ اللہ تعالیٰ عن آفات العصر و مصائب الدھر
کو معتبر روایتون سے انگریزی کتابون کے فضایل اور ستودہ صفتین نواب گردون
وقار سکندر طالع ارسطو فطرت سلیمان حشمت رستم زمان نوشیروان
دوران نواب حیدر علی خان بہادر مغفور کی مفصّل معلوم ہوئین کہ اُس نواب
بہادر مغفور نے صرف اپنی بلند ہمت و حسن سلیقے کے سبب سلطنت اسلامیہ
کی بسو رمین بنیاد قایم کی ایسا خلعت خداداد عقل سلیم کا دربار حضرت کریم
سے اُسنے پایا تھا کہ اگرچہ علم ظاہری کی چندان تحصیل نہ کی تھی پر ایسے آئین
اور دستور رعایا کی رفاہیت و ملک کی معموری کے باب مین ایجاد کیے کہ تمام خلایق
اُسکے خیر خواہ ہو گئے اور جان و دل سے مطیع و فرمان بردار ہر ایک نے اُسکی محبت
و مہر کا تخم مزرعۂ دل مین بویا و بغض و عداوت کے درخت کو جڑ سے اُکھاڑا *
سلوک اُس فریدون فر کا سپاہیون کے ساتھ۔ نہایت جوان مردی و مروّت سے
مقرون تھا کہ سپاہ کی بہت دلجوئی کرتا اور اُنھون کے ساتھ خوش معاشرت رہتا
جب کوئی جان فشانی کرتا عوض مین اُسکے صلہ و انعام دیتا حق تلفی کسی طور
جایز نرکھتا بڑی بڑی لڑائیون اور سخت سخت معرکون مین سپاہیون کے ساتھ
آپ محنت و سختیان اُٹھاتا * بہادرون اور جان بازون کی قدر دانی اُس
مرتبے مزاج مین تھی کہ لکھاہی کہ ایک بار انگریزی فوج نے نواب بہادر کے کسی
قلعے پر حملہ کیا تھا اگرچہ قلعے کی فوج محافظ گولے کے اولے برساتی تھی پر انگریزی
سپاہ داد تہوّر او دلیری کی دیتی و ہرگز منہ نہ موڑتی تھی نواب بہادر نے دوربین
سے ایک ٹیلے پر چڑھکر یہ حال دیکھا اور فرمایا کہ کاش ایسی فوج دلاور جانباز
میری ہوتی مین ایک سپاہی کو بھی اُسکے کوچ مین پیادہ نہ چلنے دیتا بلکہ شکاری
چیتون کے مانند گاڑیون پر سوار کرکے لیجاتا اور بروقت حملہ دشمنون کے ادہر

چھوڑ دیتا   حسن تدبیر و عقل کی رسائی اُس افلاطون ثانی کی دیوانی امور
و مقدمات مین ایسی تھی کہ حریفان ہوشیار دور اندیش صاحبان عالیشان انگریز
اور دشمنان مکّار و دغاباز مرہٹون سے اپنی پرکاری و عیّاری کے سبب کبھی چکما
نہ کھایا اور اکثر ایسا واقع ہوا ہی کہ دونون کو بنادے کر حیران و ششدر
کیا شجاعت و جوان مردی کا یہ عالم تھا کہ خود بنفس نفیس بڑے بڑے
سورما بہادرون کے مقابل میدان مین آتا اور سپاہی گری کے کرتب مین
غالب و ثابت قدم رہتا اور اکثر فتح و فیروزی کا نقارہ بجاتا ترحّم و عطوفت کا
اُسکے یہ عالم تھا کہ سب قریبون اور ہم نشینون کے ساتھ بہت تواضع و مدارا
سے پیش آتا اور تلطّف و مہربانی کی راہ چلتا یہان تک کہ موشیر م دل طے نے
اُس رحیم دل کے نہایت ترحّم کو جو بہترین فضایل انسانی سے ہی رذایل سے
سمجھا اور افراط رحم کو عیبون مین نواب نامدار کے لکھا ہی چلن و بہوار اُسکا
سوداگرون اور معاملے والون کے ساتھ نہایت راستی و دیانت کے قرین تھا*
تب اُس فضیلت مآب مولوی موصوف کو یقین اِسبات کا ہوا کہ فی التحقیقت
اس صفت و سیرت و ہمّت و جراُت کا امیر ہندوستان مین کم پیدا ہوا
چنانچہ صاحبان انگریز جو حکومت ملک دکھن مین دعویدار اور مخالف اس سکندر
طالع کے تھے اور اسکے سبب سے ملک دکھن مین دخل و تصرّف نکر سکے
اگرچہ کس کس طرح کی اذیّتین و صدمے اُسکے ہاتھ سے اُٹھائے اور باوجود
اِسکے کہ کوئی شخص اپنے دشمن کی تعریف نہین لکھتا تب بھی اُنھونے صرف
اِس خیال سے کہ خلاف واقع لکھنا مورّخون کا شیوہ نہین کیونکہ وقایع نگاری سے
سواے اعلام حقیقت حال کے اور کچھ فائدہ نہین سو وہ خلاف نویسی مین فوت
ہوتاہی واسطے فایدے پچھلے لوگون کے انصاف کو ہاتھ سے نہ دیکر اُسکا احوال

مفصّل لکھا اور فضایل و پسندیدہ صفات کو نواب بہادر کے من و حسن بیان کیا *
اور اُسے سمجھا کہ ایسے وقایع عجیبہ و سوانح غریبہ کے معلوم ہونے سے
بہت فائدہ سب لوگ حاصل کرینگے اور بڑا حیف ہی کہ ان واقعات اور
روداد ون سے اہل فرنگ تو عبرت و فائدے اُٹھائین اور خاص ہندوستانی واہل
اسلام اس نعمت سے محروم رہین اسیواسطے موافق حکم شاہزادے عالیشان
بلند ہمت والا خاندان رفیع المرتبت منیع المکان جناب محمد سلطان عرف غلام محمد
ابن ٹیپو سلطان ابن نواب حیدر علیخان بہادر ادام اللہ اقبالہ وحشمتہ کے جنکے
اخلاق حسنہ و عادات مستحسنہ حاجت مدّاحی کی نہین رکھنے اور ضرب المثل ہو گئے ہین
کیونکہ بہت کام اُس جناب سے ایسے ظہور مین آئے ہین جنکے سبب دنیا مین نیکنامی
حاصل ہوئی اور اُسکی ذات آفتاب کی مانند مشہور ہو گئی چنانچہ اُنمین سے
ایک یہہ کہ دار الامارہ کلکتّے مین دھرم تلے کے چوراہے پر ایک مسجد سنگین
عالیشان خوش قطع موسوم بہ مسجد اقصیٰ جسکی تاریخ ثانی خدا یا سنہ ١٢٥٦ ہجری
ہی اُسنے بنا کی اُسکے جانب مغرب تھوڑے فاصلہ پر کوٹھی گورنر صاحب بہادر
کی ہی کہ ویسا مکان سارے کلکتّے بلکہ تمام بنگالہ مین نہین اور مشرق کی طرف
چاندنی چوک جو تمام بازاروںمین شہر کے وسیع و پر رونق ہی اور دکھن کی
طرف میدان چورنگی کا جسکی سڑکین نہایت وسیع و خوش نما کنارے پر جنکے
نہر بن پختہ دریا کے پانی سے دن رات جاری جنسے تمام سڑکین چھڑکی جاتی ہین اور
کلکتّے کا قلعہ اُسکے متّصل ہی الغرض حق تو یہہ ہی کہ ایسا فرح بخش و فضا کا مکان
کہین کم ہوگا سب عمایدِ شہر ہر قوم کے امیر و خوش مزاج تفریح طبع کے لیے
دونون وقت وہان سیر کرنے آتے ہین عجب لطف ہوتا ہی کہ دیکھنے سے تعلّق
رکھتا ہی اور وہ مسجد نہایت بلند و وسیع و مستحکم ہی اندر و باہر اُسکے سنگ

مرمروسنگ موسی کا فرش اکثر اہل اسلام مسافر و شہری و تجار و علماء وغیرہ صبح و شام زیارت کرنے و نماز پڑھنے وہان آتے اور مسجد کی عظمت و شان کو دیکھ کہتے و مقر ہوتے کہ ایسی مسجد ملک بنگالے مین نہ بنی ہی نہ بنے گی فی التحقیقت یہ مسجد ایسی دل چسپ اور ایسے مقام نشاط بخش پر واقع ہی کہ اہل اسلام کیا بلکہ غیرون کا بھی اُس مسجد کو دیکھ کر یہی جی چاہتا ہی کہ وہان سجدہ کیجئے *

اور اُس جنات فیض مآب نے ایک اور بھی ویسی ہی مسجد بنام مسجد اطلار سا پگلے مین جو اقامتگاہ اُس شاہزادہ والا تبار و سایر خاندان سلطان مغفور و مبرور کا ہی بنائی ہی اور دونون مسجدون مین حافظ و موذن واسطے امامت و اقامت پنجگانہ کے مقرر ہین کہ ہر روز وعظ و نصایح خلق کو کیا کرتے اور ماہ مبارک رمضان مین کلام مجید سناتے ہین ہر مسجد کے اخراجات ضروری کے واسطے جایداد معقول وقف ہی اور ایک باغ وسیع معہ تالاب و گھاٹ سنگین واسطے اہتمام کرتے تعزیے جناب سید الشہدا علیہ السلام کے و گور غریبان کے لئے وقف کیا ہی اور قاری بھی تلاوت قران مجید کے لئے مقرر ہین

مولوی موصوف نے وقایع نواب حیدر علیخان بہادر مغفور اور ٹیپو سلطان مبرور کو انگریزی اور فارسی تواریخون سے جنکی تفصیل آتی ہی بسبب کمال دل جوئی و شفقت و حمایت و رعایت شاہزادہ عالیشان کے تین برس کے عرصے مین نہایت مشقت و زحمت سے معلوم کرکے زبان فارسی مین لکھا اور نام اُسکا کارنامۂ حیدری رکھا اور واقع مین کمال کیا ہی

ہر کہ سخن را بسخن ضم کند　　قطرۂ از خون جگر کم کند

حاجی شیخ احمد علی گوپاموئی نے اُس کتاب کے مضمون کا فائدہ عام پاکے اور

یہ سمجھکر کہ زبان فارسی سے اُسکے جولوگ فارسی مین کامل لیاقت رکھے ہین وہی اُس چشمۂ فیض سے بہرہ یاب ہوسکتے ہین اور جولوگ حرف حرف شناس اور کم مایہ ہین اُسکے فائدہ سے محروم رہینگے تعمیم فائدہ کی نیّت سے ساتھ صلاح اور مشورہ مظہر فضیلت مصدر حذاقت مفتح غوامض منطقی و ریاضی گنجینۂ معانی سرآمد حکماے زمانی حکیم مولوی احمد حسین شاہ جہان آبادی کے فارسی سے زبان اُردو مین جو بول چال لکھنو اور دلی والون کی ہی دارالامارہ کلکتے مین سنہ ۱۲۶۳ ہجری یا سنہ ۱۸۴۷ء مین ترجمہ کیا اور حملات حیدری اُسکا نام رکھا اور تاریخی نام تواریخ گزیدہ پایا

۱۲۶۳

تفصیل اُن انگریزی کتابون کی جنسے مولوی موصوف نے ترجمہ کیا اور فارسی تواریخون کی جنسے ضروری چیزین چن لی گئین

۱ ہسٹوری آف حیدر علیخان دو جلد مین تالیف کی ہوئی موشیر م ڈ ل ط کی جو سردار دس ہزار سپاہ مغلیہ کا تھا اور اکثر توپ خانے مین نواب حیدر علیخان بہادر کے افسر حکم دینے والا اور جماعت فرنگستانی پر جو اُس نواب کی خدمت مین تھی سردار رہا اور اُسنے اس کتاب کو دارالسلطنت لندن مین در سنہ ۱۷۸۴ء چھپوایا

۲ بریٹش ملیٹری بیاگریفی یعنے تذکرہ بہادران انگریزی جو وابستہ لشکری اخبار اس بادشاہت کے سابق سے حال تک دارالسلطنت لندن مین در سنہ ۱۸۰۴ء پہلی دفعہ چھاپا گیا

۳ آنھنٹک ممائرس آف ٹیپو سلطان جو حیدر علیخان بہادر کی سیر و شمائل پر

عتوی ہی تصنیف کی ہوئی بعضے منصب داران کمپنی کی جسکو فلیپ بربرا نے
ارلامارت کلکتے مین دوسری بار درسنہ ۱۸۳۰ء چھپوایا

۴ مارکوئیس ویلزلیس ڈسپاچیز پانچ جلد جو درسنہ ۱۸۳۶ء دارالملک
لندن مین چھپی

۵ ہسطوری اف نادرشاہ تالیف کی ہوئی جیمس فریزر کی جو درسنہ ۱۷۴۲ء
لندن مین چھپی

۶ ئیسٹ انڈیہ گزیطر تالیف کی ہوئی والطر ہملطن کی دو جلد درسنہ ۱۸۲۸ء
دارالسلطنت لندن مین چھپی

۷ اسکرس کپطیویطی یعنے اسیری اسکر کی عہدمین نواب حیدرعلی خان بہادر
اور طیپو سلطان کے

۸ بطنس دار یعنے طیپو سلطان کی لڑائی جس مین کرنیل بطسن خود حاضر
تھا اور اُسنے اسکا حال لکھا

۹ جرنل نیول انڈ ملطری مگزین یعنے روزنامچہ اور جہازی اور فوجی ذخیرہ

۱۰ ہسطوریکل اسکیچ اف سوتھ انڈیہ یعنے تواریخی نقشہ دکھن کا

۱۱ کتاب فتوحات حیدری تصنیف کی ہوئی لالہ لکھیم نراین کی

۱۲ کتاب نشان حیدری تالیف کی ہوئی میر حسین علی کرمانی کی

۱۳ جارجنامہ نظم کیا ہوا ملا فیروز کا

۱۴ تواریخ حمید خانی تالیف کی ہوئی منشی حمید خان کی جو دکھن کی مہم مین گورنر
جنرل مارکوئیس کارنوالس بہادر کے ہمرکاب تھا

List of Authorities from which the following work is either wholly or partly translated.

1.—Memoirs of Hyder Aly Khan, and his son Tippoo Sultan, By Charles Stewart, Esq. M. A. S.

2.—The History of Hyder Aly Khan, Nabob Bahader, By M. M. D. L. T.

3.—British Military Biography, from Alfred to Wellington.

4.—Authentic Memoirs of Tippoo Sultan, By an Officer in the East India Service.

5.—The History of Nader Shah, to which is prefixed a Short History of the Mogol Emperors, By James Fraser.

6.—The Despatches, Minutes, and Correspondence, of the Marquess Wellesley, K. G.

7.—The East India Gazetteer, By Walter Hamilton.

8.—A view of the origin and conduct of the war with Tippoo Sultan, by Lt. Col. A. Beatson.

9.—The United Service Journal, and Naval and Military Magazine for 1841, part 2.

10.—Historical Sketches of the South of India, in an attempt to trace the History of Mysoor, By Lieut. Colonel Mark Wilks.

اجمالي بيان هندوستان كي سرحدون كا و توصيف بعض
گرانمايه طبيعي چيزون كي جنهو نے اسكے رهنے والون كو
غير ملك سے بے نياز اور غير ونكو اسكا محتاج كيا هى

يه ولايت وسيع جنوبي حصے مين براعظم آشيا يا بلاد سمران كے واقع هى (اور بلاد سمران بڑا تيسرا حصه هى ربع مسكون قديم كا جسكے اور دو حصے كو يورپ يا بلاد بيضان اور افريكه يا بلاد سودان كهتے هين) اتر دكهن يه ولايت درميان آٹهه و پينتيس درجه عرض* شمالي كے واقع هى يعنے آٹهه درجے كے فاصلے سے شروع اور پينتيس درجے تك منتهي هوتا هى، اور پورب پچهم درميان اٹهسٹهه و بانوے درجه طول شرقي مين هى، يعنے اٹهسٹهه درجے كے فاصلے سے شروع هو كر بانوے درجے پر منتهي هوتا هى، ايك درجه ۳٦۰ درجون سے كسي منطقه زمين كے انهتّر ميل انگريزي سے كچهه زياده هوتا هى ميل انگريزي ۲۸۰۰ فٹ هى جو آدهه كوس هندوستاني سے كچهه كم هى،
پس اس بيان سے ثابت هوا كه طول هندوستان كا دكهن سے اتر كو هى اور نهايت بڑا طول اسكا قريب ايك هزار نوسى ميل انگريزي كے هى

---

* عرض كسي مكان كا خط استوا سے درجون پر خط نصف النهار كے جو ايك منطقه هى كه سمت الراس پر اس مكان كے هوكر قطب شمالي وجنوبي پر گذرتا هى اتر يا دكهن گنا جاتا هى اور خط استوا ايك دوسرا منطقه يا خط زناري زمين كا هى جس سے زمين دو نصف شمالي وجنوبي مين منقسم هوتي هى اسليئے عرض مكان كا كبهي شمالي بولا جاتا هى اگر وه مكان خط استوا سے شمال كي طرف هى اور كدهي جنوبي اگر وه مكان خط استوا سے جنوب كي طرف كو هى اور طول مكان كا انگريزي نقشون مين نصف النهار سے گرينويچ كے جو رصدگاه ولايت انگلستان كي هى پورب پچهم خط استوا كے درجون پر گنا جاتا هى،

یا قریب آٹھ سی اکتیس کوس ہندوستانی اور عرض اُسکا پورب سے پچھم
کو اور نہایت بڑا عرض قریب ایک ہزار پان سی میل انگریزی کے ہی یا
قریب چھ سی چھپن کوس ہندوستانی چونکہ اس ملک کا طول و عرض سب جگہہ
برابر نہین ہی یعنے نہ تو ہر جگہہ طول مین انیّس سی میل ہی اور نہ عرض مین پندرہ
سی میل اِسی سبب سے تمام روی زمین ہندوستان کی از روے پیمایش
کے بارہ لاکھ اسّی ہزار مربّع میل انگریزی سے زیادہ حساب نہین کیجاتی ٗ
موافق روایت اگلے ہندوون کے بڑا طول و عرض ہندوستان کا چالیس
چالیس درجے تھا اور جسقدر زمین پر فرنگستان ہی اِتنی ہی زمین پر محیط پچھم
کی سرحد اُسکی جسنے اوسے ایران کے ممالک سے جدا کیا تھا سیستان کے
پہاڑ تھے اور پورب کی حد چین کی زمین کے حصے تھے اُس سرزمین سے جو پورب
کی طرف گنگا کے باہر ایک قطعہ جزیرہ نما ہی اور اُتر کی طرف دشت ترکستان
اور خفچاق اور دکھن کی طرف سندا کے جزیرے اِن حدون مین بڑے بڑے پہاڑ
تبّت کے اور کشمیر جنّت نظیر کا جنگل اور تمام قدیم ملک اندوسیتھیہ یعنے ہندو
تورانی کا اور خطے نیپال کے اور بھوٹان و کامرو و آشام معہ سیام و آوا و اراکان
یارخنگ اور وے ریاستین جو اِن سے ملی ہوئی ہین جہان تک کہ چین ہندؤن
کا اور صین جغرافیا جاننے والون کا عربستان کے ہی اور تمام پچھم کے ممالک
زمین جزیرہ نماے ہند اور جزیرے سیلان کے واقع ہین ٗ براہمہ قدیم جنکا
مذہب اور عقیدہ تمام اِس ہندوستان مین پھیلا ہوا اور جاری تھا کبھو
اِس ملک کا نام اِس ترکیب توصیفی سے مدھیاما یعنے مرکزی حصہ لیتے تھے
اِسلئے کہ اُن کے گمان مین ہندوستان کی زمین مرکزی حصّے پر اُس کچھوے کی
پشت کے واقع ہی جو تمام زمین کو اپنی پشت پر رکھتا ہی اور کبھو اُسکو اِس ترکیب

اضافی سے پنیا بھوم یعنے زمین خبر پہنچانے کی کہتے تھے اور بیان کرنے کہ یہ قطعہ زمین کا بھارتھ کے حصے مین تھا جو نو بیٹون مین سے ایک بیٹا ایسے شخص کا تھا جسکے ہاتھ مین حفاظت تمام روے زمین کی تھی اِسلیئے اُسکا نام بھارتھ کہتے ہی اور ہنود بھارتھ کے ملک کو مرکزی حصہ جنبودیپ کا سمجھتے ہین

اور کبھو براہمہ اپنی ولایت اس قدر زمین کو جانتے تھے جو کوہستان ہمالہ اور رامیشرام کے درمیان واقع ہی اور یہہ رامیشرام (یعنے سیتون رام) ایک چھوٹا سا جزیرہ ہی درمیان جزیرہ سراندیپ و زمین جزیرہ نما ہندوستان کے، ہندوستان کہنا نام اِس ملک کا ہی فارسی ترکیب ہی یعنے کالے آدمیون کی زمین اور مدتون سے تمام خلقت اور سب ہندوستانیون مین یہی نام مشہور ہی اہل اسلام کے مورّخون کے نزدیک ہندوستان وہ ملک ہی جو تصرف مین دلی کے بادشاہون کے تھا اور یہہ ملک در سنہ ۱۶۸۲ء جلال الدین اکبر بادشاہ کے حکم سے پہلے گیارہ حصون مین تقسیم کر ہر ایک حصے کا نام صوبہ رکھا گیا جسکی تفصیل یہہ ہی، صوبہ لاہور، صوبہ ملتان، صوبہ اجمیر، صوبہ دہلی، صوبہ آگرہ، صوبہ الہاباد، صوبہ اودھ، صوبہ بہار، صوبہ بنگالہ، صوبہ مالوہ، صوبہ گجرات، اور اُسکے بعد جسقدر سلطنت اسلام مین زور آتا گیا یے صوبے بڑھتے گئے، صوبہ کابل، صوبہ کشمیر، صوبہ سندھ، صوبہ برار، صوبہ خاندیس، صوبہ احمد نگر، یا اورنگ آباد، صوبہ بیدر، صوبہ حیدر آباد، صوبہ بیجاپور، صوبہ اُڈیسہ، یے سب اکیس صوبے آخر عہد عالمگیر تک دہلی کے متعلق اور زیر حکم تھے یے سب حدبندیان قدیم ہندوون کی اور اہل اسلام کی تھی اور اب عہد مین انگریزونکے حدین ہندوستان کی اُسی طول اور عرض کے ساتھ جیسی کہ اگلے زمانے مین ہندو جانتے تھے یے بھی جانتے ہین اس نقشے کو اور سب نقشون پر

ترجیح اس سبب سے ہی کہ اس نقشے کو ایسی سرحدین جو سد سکندری کے مانند مستحکم ہین گھیرتی ہین اور نئے سرے سے حد باندھنے کی احتیاج نہین رہی اس قرارداد پر ہندوستان کا نقشہ اُتّر کی طرف تبّت کی زمین سے کوہستان ہمالہ یا نیپال کر جو ملک سندھ سے پینتیس درجے عرض شمالی سے شروع ہوکر اسی عرض پر سرزمین کشمیر پر پہنچ وہان سے دکھن کو پورب کی طرف مسافت نامعلوم پر جاکر بھوتان کے اُسطرف تک پہنچتا ہی جدا کیا گیا ہی

اور دکھن کی طرف حد ہندوستان کی بحر محیط ہی، اور پچھم کی طرف رود سند ولیکن پورب کی طرف حدبندی ہندوستان کی بہت مشکل ہی، مگر ایسی سرحد جس سے امتیاز حاصل ہو وہ کوہستان اور جنگلستان ہی جو چاٹگانو وتپرا کی زمین کے متّصل ہی اور وہان سے اُتر کو برمھپتّر تک پہنچتا ہی برمھپتّر نام ایک ندی کا ہی جو وہان سے دور تک سیدھی پچھم کی طرف کو جاری ہو کر ناگاہ دکھن کی طرف کو بہتی ہی، درمیان ان حدونکے جو لکھی گئین ہندوستان ان بڑے بڑے چار حصّون مین منقسم ہوتا ہی،

پہلا حصہ شمالی ہندوستان

یہ حصّہ وسیع اور ناہموار ہی، پچھم کی طرف ستلج سے شروع ہوتا ہی اور وہان سے دکھن کی طرف جھکتا ہوا پورب کو تیستا ندی تک جسکا طول شرقی اٹھاسی درجہ اور تیس دقیقہ ہی جاتا ہی اور اُتر کی حد اُسکی نیپال کے پہاڑ ہین جو جدا کرتے ہین اس حصے کو ممالک تاتار اور تبّت سے اور دکھن کی طرف قدیم حکومت اسلامی سے اُس سرحد کر ممتاز ہوتا ہی جہان پر سلسلہ پہاڑونکا وسیع جنگل سے جو گنگا کے پورب کو ہی ملتا ہی اور زمین کے ٹکڑے جو اس حصے مین

واقع ہین نام اس تفصیل کے ساتھ ہین،

۱ وہ قطعہ زمین جو درمیان ستلج اور جمنا کے واقع ہی،

۲ گراول جسکا نام سری نگر مشہور ہی،

۳ وہ خطہ جسکو سرچشمہ یا منبع گنگا کا کہتے ہین،

۴ کماؤن جو گنگا اور کالی ندی کے درمیان ہی،

۵ پیناکا ندی

۶ بھوٹان

۷ نیپال کا ملک چونکہ اس پہاڑی ملک کے آدمی اب تک ہندوستانیون سے کم اختلاط رکھتے ہین اس سبب سے بہ نسبت ہندوستانیون کے تہذیب اور عقل مین بہت ناقص ہین،

دوسرا حصہ ہندوستان خاص

یہ حصہ ہندوستان کا بہ نسبت اور تینون حصّون کے بہت وسیع و فراخ ہی کہ دکھن کی طرف نربدہ تک پہنچتا ہی جو دکھن کے ملک کی شمالی حد ہی اور شامل ہی ایسے گیارہ بڑے صوبون پر کہ ہر ایک اُن مین سے ایک ریاست یا بادشاہی ہی اور یہ دو صوبے کشمیر اور سندھ کے بھی اسی مین داخل ہین

۱ بنگالہ ۲ بہار ۳ الہاباد ۴ اودھ ۵ آگرہ ۶ دہلی ۷ لاہور ۸ کشمیر ۹ اجمیر ۱۰ ملتان ۱۱ سندھ یا کچھ ۱۲ گجرات ۱۳ مالوہ یہ صوبے ہمیشہ سے سیر حاصلی اور دولت مین اور سب صوبون سے ممتاز ہین اور انہین صوبون مین دارالامارت سلاطین ہند کا تھا اُن اقوام سخت کوش زبردست نے جو ہندوستان کے شمال مغرب کو رہتے ہین اکثر اس ملک کو فتح کیا تھا اور

اپنے قبضے مین لائے تھے رہنے والے اس حصّہ کے اکثر دوسرے صوبون کے رہنے والون پر طاقت جسمانی اور ظرافت اور قوت نفسانی مین بالائی اور ترجیح رکھتے ہین قدیم برہمنون نے بسبب ترجیح اِس حصے کے شرقی و جنوبی حصّون پر ہندوستان کے اِس حصے کا نام امید هیادیس یعنے مرکزی حصّہ رکھا تھا،

تیسرا حصّہ جنوبی ہندوستان

اُتر کی حد اِس حصّے کی نربدا ندی ہی اور تھوڑی سی پورب کو وہ حد خیالی جو اُسی عرض مین کھنچتی ہی تا جنوبی ہوگلی یا پچھم کی شاخ گنگا تک اور دکھن طرف کی حد اِس حصے کی یے دو ندیان کشتنا اور تنبھدرا ہی جو دکھن کی شمالی حد ہی اور پورب کی حد خلیج بنگالہ اور پچھم کی بحر ہند یہ حصہ ہندوستان کا اُن خطون کو احاطہ کرتا ہی جنکی تفصیل یہہ ہی،

۱ گندوانہ، ۲ اوڈیسہ، ۳ شمالی سرکارات، ۴ خاندیس، ۵ برآر ۶ بیدر، ۷ حیدرآباد، ۸ اورنگ آباد، ۹ بیجاپور،

چوتھا حصّہ دکھن

اِس حصّے کو اکثر بنام جزیرہ نما بولتے ہین شکل اُسکی مانند ایک مثلّث متساوی الساقین کے ہی کہ اُتر کی حد کشتاندی اُسکا قاعدہ اور دونو ساحل شرقی و غربی یعنے کرومنڈل اور ملیبار دو اُسکی ساق اور راس کمران اس مثلّث کا سر ہی تفصیل اُن خطون کی جو اِس مین ہین یہہ ہی ۱، کنرا، ۲ ملیبار، ۳ کوچین ۴ تراونکور، ۵ بالا گھات، ۶ میسور، ۷ کوئنبا تور، ۸ سالم و بارا محال، ۹ کرناتک، اب جاننا چاہیئے کہ سوا سراندیب کے اور کوئی جزیرہ

ہندوستان کے متصل قابل اعتبار کے نہین ہی اور وے ممالک جو ہندوستان کے متصل ہین اُنکی تفصیل یہہ ہی پچھم کی طرف بلوچستان و افغانستان اُترکی طرف تبّت و شمالی حصہ ہندوستان اور بھوٹان اور پورب کی طرف آشام اور وے ریاستین جو متصل آشام کے ہین یعنے آوا اور برہما کا ملک ؛

بزرگی اور خوبی ہندوستان کی اُسکی ندیون سے ہی علی الخصوص گنگا جو اکثر اُسکی سرزمین کو سیراب کرتی اور ایک جگہہ کے حاصل اور پیداوار کو دوسری جگہہ پہنچاتی ہی اگرچہ بہ سبب اختلاف حاکمون کی زبانون اور دینون کے اکثر خطون اور شہرون کے نام مین ہندوستان کے تغیر اور تبدیل ہوئی ہی پر ندیون کے نامون مین کچھ تغیر اب تک واقع نہین ہوئی ہندوستان کی مشہور ندیون کا نام اور اُنکی مسافت تقریبی اُنکے منبع سے سمندر اور گنگا یار و سندھ تک یہہ ہی ؛

شمالی ہندوستان کی ندیان

				میل انگریزی
۱	سندھ			۱۷۰۰
۲	گنگا			۱۵۰۰
۳	جمنا	جہانتک گنگا سے ملی	(۷۸۰)	۱۰۰۰
۴	ستلج	جہانتک رود سندھ سے ملی	(۹۰۰)	۱۲۰۰
۵	جھیلم	جہانتک رود سندھ سے ملی	(۷۵۰)	۱۲۵۰
۶	گندک	جہانتک گنگا سے ملی	(۴۵۰)	۹۵۰

جنوبی ہندوستان کی ندیان

۷	گوداوری			۸۵۰

		میل انگریزی
۸	کشتنا	۷۰۰
۹	نربدا	۷۰۰
۱۰	مہاندی	۵۲۰
۱۱	تپتی	۴۶۰
۱۲	کاویری	۴۰۰

اور بہت سی ندیان چھوٹی بڑی جنکی مسافت معلوم نہین ملک ہندوستان مین جاری ہین جیسے ۱ برہمپتر ۲ گھاگرہ ۳ راپتی ۴ گومتی ۵ سون ۶ راوی ۷ بیاہ ۸ چناب وغیرہ

ہندوستان کے پہاڑون مین سے دو سلسلے شرقی اور غربی وے پہاڑ ہین جو دکھن کے ملک مین بنام شرقی گھاٹ اور غربی گھاٹ باجتے ہین غربی گھاٹ راس کران سے جو جنوبی نہایت ملک دکھن کی ہی تپتی ندی یا رود سورت تک پہنچتا ہی چوٹیان ان پہاڑونکی جابجا پانچ ہزار فٹ سے لیکر چھہ ہزار فٹ تک سطح دریاے شور سے بلند ہی پر چوٹیان شرقی سلسلے کی بہ نسبت غربی کے نیچی ہین اور یہہ سلسلہ گیارہ درجے بیس دقیقے عرض شمالی سے تا کشتنا سولہ درجے عرض شمالی تک کھنچتا ہی اور زمین بالا گھاٹ کو پائین گھاٹ سے جو دراز ہوتا ہی سواحل شرقی کارومنڈل مین جدا کرتا ہی مدراس کے جوار مین نہایت بلند چوٹی اس سلسلے کی ہزار ذراع سطح دریاے شور سے بلند ہی اور شہر بنگلور کے پہاڑ کی چوٹی کے اوپر کی زمین جو قابل رہنے کے ہی سمندر سے تین ہزار ذراع بلند ہی لیکن ہمالہ پہاڑ عجائب عالم سے ہی اس لیئے کہ اتنا بلند دنیا مین کوئی پہاڑ نہین اور یہہ کوہ والا شکوہ حدود ملک خراسان سے طرف سرحد غربی

ہند کے جاتاہی اور سامھنے اکثر شہرون کے گذرتاہی اور ہر جگہہ ایک نیا نام
پاتاہی خراسانی اور کابلی جو پچھم طرف رود سند کے رہتے ہین اس پہاڑ کو
ہندوکش کہتے ہین اور اس رود کے پورب کے رہنے والے اُسکو ہمالہ بولتے ہین
یعنے برف کی جگہہ شمال شرقی جانب کشمیر سے یہہ پہاڑ پورب کی طرف ہو سب
منبو نہر پنجاب کی ندیون کے ستلج چھوڑا گذرتاہی اور ان حدون مین سنگستانی
بہرہ لاہور کے خطے کو چھوٹے تبت کے خطے سے جدا اور اُسی طرف کچھ
آگے جاکر گنگا جمنا کے منبون کو قطع کرتاہی اور دونون کو دکھن کی طرف پھیرتاہی
لنبائی اس پہاڑ کے سلسلہ کی اس سے آگے پورب کی طرف خیال پاتی ہی اور
شاید سبب اس خیال کا یہی ہی کہ کندک اور آرن اور کوسی اور تستی نے
اُسکی بنیاد اور بنا مین نفوذ کیاہی بھوٹان کے اُسطرف ایک قطعہ زمین مین جسکا
نام معلوم نہین ہی یہہ سلسلہ پہاڑ و نکا گم ہوتاہی اور یہہ بھی کہتے ہین کہ بحیرہ چین تک
جاتاہی یہہ سلسلہ جس قدر ہندوستان کے محاذی اور مقابل ہی اُسکی چوٹی کی بلندی
اس قدر ہی کہ تمام روے زمین پر جتنے پہاڑ ہین کسی کی ایسی بلندی نہین اور
اِس سلسلے کی تمام بلند چوٹیون مین چوٹی دھولا گرگی بہت بلند کہ بسیط دریاے شور سے
ستائیس ہزار ذراع یا قریب پانچ میل انگریزی کے بلند ہی؞

بیش قیمت تجارتی جنسین جو خاص ہندوستان مین پیدا ہوتی ہین اور سب
اقلیمون کو ان سے فیض پہنچتاہی تو ابل یعنے گرم مصالح ہین جنکو قدیم سے
ہندوستان کے شرقی جزائر سے سب ملکون کو لیجاتے ہین اور جواہر بیش
قیمت اور سیلان کے موتی جنکے سبب تونگری اور زینت اس ملک کی ہی؞
حاصل کلام یہہ ہی کہ اِس ملک مین ایسی سودمند اور نفیس چیزین جن سے حاجتین اصلی
بشر کی برآئین خالق مطلق نے اِس کثرت کے ساتھہ پیدا کی ہین جنکے سبب سے

ہر قوم بالطبع قدیم سے ابتک اِس ملک کے ہواخواہ اور اسکی طرف مائل رہے اور رہتے ہین اور اسکے خیرات و برکات کو اپنے ملک کو لیجاتے ہین چاندی اور سونا بہت دور دور ملکون سے تجارت کے واسطے یہان آتا ہی جسکے سبب اِس ملک کے آدمی تونگر ہین اور سچ تو یہہ ہی کہ اگر حکام زر و مال کو اُسکے بیگانے ملکون مین نہ لیجانے دیتے تو ثروت و فراغت اِس ملک کے لوگون کی حساب و شمار می نہ آتی ؀

اگرچہ اس ملک کے محاصل اور محاسن طبیعی نے سرمایہ فراغت اور تونگری کا زیادہ کیاہی اور انواع اقسام خیر و برکت کے دروازے رہنے والون پر کھولے ہین اور اُسکے ساکنین خاصہ ہنود کو ایسی گزیدہ صفتون سے موصوف کیا ہی کہ شاید غیر قوم مین کم پائی جاتی ہین چنانچہ یے خصال اُنکے قابل ذکر کے ہین نرم دلی، مہیادیا، خاکساری، ملنساری، جاندارآزاری سے تمامتر پرہیز، ضعیف جاندارون پر رحم، کثرت خیرات و صدقات (اگرچہ اِس بہت سے یہہ بڑی قباحت پیدا ہوئی ہی کہ ہزارہا فرقے فقیرون و مفت خورون کے جیسے جوگی بیراگی سنیاسی کبیرپنتھی نانک پنتھی وغیرہ ہندؤن مین اور مداریئے جلالئے بے نوا آزاد امام شاہی وغیرہ مسلمانون مین اور سیکرون فرقے بیکارون کے اور خرافاتیون کے جیسے نجومی رمّال فال گو اہل جفر و ارباب عزایم و اصحاب نیرنگ و افسون وغیرہ موجود ہوے ہین) احتراز لحوم حیوانات سے تعظیم و پرستش عظیم مظاہر یزدانی و مجالی ربانی کی، جلد سیکھ لینا بیگانی زبان اور طریقہ و دستور غیر قوم کا و لیکن وے رذایل جو فراغت اور تونگری کو لازم ہین اور تنعم اور تن آسانی سے خواہ نخواہ پیدا ہوتے ہین وہ بھی کچھ کم نہین ہین چنانچہ آل اولاد کی کثرت، نہایت دلدادگی بلوازم عیش و عشرت

خانہ نشینی، کوچکدلی کم ہمتی، ننگ جو صانگی ہنر و کمال مین، چنانچہ جیسا کپڑا سوتی یا ریشمین موٹا یا باریک کئی ہزار برس آگے ہندوستان مین بنا جاتا تھا اب بھی ویسا ہی بنا جاتا ہی کچھ تفاوت یا ترقی اُس مین نہوئی، حال اور سب پیشے اور ہنر اور زراعت وغیرہ کا بھی یہی ہی کسی مین کچھ ترقی نہوئی مگر تھوڑا سا فرق اہل فرنگ کی تلقین و آمیزش کے سبب بعضے کامون اور ہنرون مین ہوگیا ہی، دونی اور فرومایگی، اور رذیل شیوونکا اختیار کرنا، حد سے زیادہ زر کی طمع جسطرح حاصل ہوسکے مکر و فریب سے ہو یا ذلّت و بے عزتی سے اُسے بڑھانا یا جمع کرنا، غیرت اور حمیّت ملکی کچھ بھی نرکھنا اور بیگانونکی بندگی اور غلامی مین جلد سر جھوکانا، فی الحقیقت اِس سے زیادہ پاجی پن اور دونی اور ذلّت و زبونی کیا ہوگی کہ ایک ملک کے لوگ آپس مین تو لڑین وغیرونکے پر جاہو کے اُنکی غلامی کرین اپنے زر و زور و قوت سے بیگانونکو اپنا خداوند بنائین اور آپ اُنکے بار سنگین حکومت کے تلے گھسین اور پسین، بہنایت پنتھ اور مذہب کی جو بڑا سبب اختلاف اور نفاق کا اور بڑی علت دشمنی اور عداوت کی ہوئی ہی اور اسی سبب سے آہستہ آہستہ جمعیت ملکی و غیرت قومی مین اُنکے تفرقہ پڑا ہی، انھین جہتون سے اِس ملک کے لوگ قدیم سے مقہور اور مغلوب غیر قوم کے رہے ہین اور چونکہ اِس ملک کے رہنے مین ایسی ایسی خصلتین رذیل انسان مین خواہ نخواہ پیدا ہو جاتی ہین اِس باعث سے جن قدیم بادشاہون نے اِس ملک کو تسخیر کرنے کی عزیمت اور ہمت کی ہی اِس ملک کے توطّن سے ہمیشہ نفرت اور کراہیت ہی کرتے رہے ہین چنانچہ گرشاسپ نامہ، اسدی مین لکھا ہی کہ جب ضحاک نے گرشاسپ اپنے سپہسالار کو ہندوستان کی تسخیر کو بھیجا اُسکو یہ وصیّت کی

مثنوی

وصیّت چنین کرد گرشاسپ را — کہ در ہند پدرود کن خواب را
نداری زخون سیاہان دریغ — ہمین کار فرما درخشندہ تیغ
بجستی دہ انجام کار بزرگ — برایشان چنان زن کہ بر گلہ گرگ
نمانی دران بوم سالی تمام — کہ لشکر گران گیرد از ننگ و نام
گرت بگذرد چار موسم دران — ز فرہنگ و مردی نیابی نشان

خلاصہ اس وصیّت کا یہ ہی کہ انی گرشاسپ بعد فتح ہند کے زنہار وہان اقامت کا قصد نکرنا کیونکہ اگر چار موسم یا ایک سال تیری لشکر وہان رہیگی پھر مردی و مردانگی و ننگ و فرہنگ کا نشان لشکریون مین باقی نرہیگا، اور اگر کسی شخص کو اس بات مین شک ہو کہ آب و ہوا ہندوستان کی اور معیشت خاص ہندستانیون کی کس طرح نامردی و جبن پیدا کرتی ہی تو چاہئے کہ قدیم خاندانون پر مغل پٹھان کے ننگ نظر کرے کہ آل اولاد اُن شیر دل عالی ہمت امیرونکی بدولت بود و باش اِس ملک کے کیسی نامرد و زنخی ہوگئی ہین اور کیسی پوچ عادتین اور خصلتین اختیار کین ہمین، صاحبان عالیشان انگریزنے جو خداوند عقل اور فرہنگ و دانایان فرنگ کے درمیان ساتھ مزید تجربے اور آزمون کے ممتاز ہمین اِس ملک نامردم خیز کی آب و ہواکی و بائی تاثیر کو خوب پہچانا ہی اور اُنکی گزیدہ تدابیر ملکی سے ایک یہ ہی کہ اپنی قوم کے رئیسون کو اِس ملک کے رہنے سے منع کرتے ہین اور کسی طور توطّن اس ملک کا جائز نہین رکھتے بلکہ اپنی ہمّت بلند اور عقل ارجمند کے باعث حتی الوسع اِس بات مین سعی کرتے ہین کہ ہندوستانیون کو جہالت اور نامردی کی پستیون سے اُٹھا کر جوانمردی اور عقلمندی

کی بلندیون پر پہنچائین اور اپنی پسندیدہ عادتین اور ستودہ اخلاق سکھلائین، ولیکن بہ نتایج سے مفرط زر دوستی کے جو صفت ذاتی شیوہ سوداگری و تجارت کی ہی اور مفاسد سے زیادتی ناز و نعمت کے کہ لازمہ عالم تونگری اور امارت ہی دیر تک بری و پاک رہنا پر مشکل و دشوار ہی،

یہہ مختصر بیان تاریخ وار ہی قوم انگریز کے تسلّط کا
ہندوستان مین کہ کس طرح سے دو سو برس کے عرصے مین
اُنھونے آہستہ آہستہ دخل و تصرف مین اُسکے ترقّی کی ہی

	سنہ تصرّف
شہر مدراس باضمیمہ قطعہ زمین پانچ میل طول مین دریا کے کنارے اور ایک میل خشکی کی طرف عرض مین	۱۶۳۹
جزیرہ بمبئی	۱۶۶۴
قلعہ سنٹ ڈیوڈ کرناٹک مین سمندر کے کنارے پر	۱۶۹۱
کلکتہ	۱۶۹۶
جاگیر کرناٹک مین	۱۷۵۰ / ۱۷۶۳
چوبیس پرگنہ	۱۷۵۷
چاٹگانو اور بردوان اور میدنی پور	۱۷۶۱
بنگالہ اور بہار اور چار سرکار اُتر کی	۱۷۶۵
سالسٹی کی بوم وبر	۱۷۷۶
بنارس کی زمینداری	۱۷۸۱
سرکار گنٹور	۱۷۸۷

	سنه تصرف
مالیبار کنر اکوئنبنا تور دند یگل سالم بارامحال وغیرہ جو ٹیپو سلطان کے ملکون مین سے جدا کیے گئے	١٧٩٢
سرینگپٹن کی حکومت جو ٹیپو سلطان جنت مکان سے لی گئی	١٧٩٩
بالاگھات اور زمین بلاری اور کرپہ	١٨٠٠
خطے دیے ہوئے نواب اودہ کے عوض مین اعانت دایمی انگریزونکی مملکت روھیل کھنڈ معہ بریلی مراد آباد شاہ جہان پور وغیرہ اور ملک پائین دوآب کے اور خطہ فرخ آباد اور الہ آباد اور کانپور اور گورکھپور اور اعظم گڈھ وغیرہ	١٨٠١
صوبہ کرناٹک محتوی ان خطون پر جو تصرف مین نواب کرناٹک کے تھے	١٨٠١
دہلی آگرہ دوآب بالا ہریانہ سہارن پور میرٹھ علیگڈھ اٹاوہ بوندیل کھنڈ کٹک بالاسور جگرناتھ وغیرہ	١٨٠٣
حصہ ملوکر دچ اندر کے حصے جزیرے سیلان سے	١٨٠٣
خطے دی ہوئی پیشوا اور گیکوار کے صوبہ گجرات مین	١٨٠٣
خطے مفتوحہ نیپال کی سلطنت سے زمین کوہستانی کے ساتھ جو واقع ہی درمیان ستلج اور جمنا اور گروال اور کماؤن کے	١٨١۵
کانڈی کی ریاست سیلان مین	١٨١۵
انجار اور سنداوی ساتھ اور نواح کے کچھ مین	١٨١٦
پونان اور سب ممالک پیشوا کے خاندیس ساگر ساتھ اور خطے صوبہ مالوہ اور اجمیر کے راجپوتانہ مین سنبھلپور سرگوجہ گرامنڈلہ ساتھ اور نواح دیئے ہوئے راجہ ناگپور کے	١٨١٨

خطّے مفتوحہ برمھا کی مملکت سے آشام کا چار سی پور رخنگ مارتبان
و بے توائے تینا سیرام اور مرکائی جزیرے ، ۱۸۲۶

اِس مجمل بیان سے ہوشمند پر جو ایسے حالات کا متلاشی ہو ظاہر ہوگا کہ اب تمام ہندوستان جو تصرّف مین دولت تیموریہ کے عین قوت و فروغ کے وقت مین تھا بے چار صوبے کابل کشمیر لاہور ملتان چھوڑ کر باضمیمہ مرز و بوم شرقی برمھا کی مملکت سے اور جنوبی خطّے منتہاے دکھن تک معہ جزایر شرقی اور اُتر کے نواح نیپال کی مملکت سے سب کے سب بالکل قبضے و تصرف مین دولت برطنیہ ہندیہ کے ہین جنکی چار حدین اِس تفصیل سے ہین پچھم کو ستلج پورب کو بقیہ مملکت برمھا جنوب کو منتہاے دکھن شمال کو نیپال کے پہاڑ مگر ان حدون کے درمیان بعضے حاکمون کو جیسے بادشاہ اودھ اور نواب حیدرآباد اور راجہ میسور اور راجہ تراونکور اور راجہ کوچین مصلحت ملکی نے دولت برطنیہ کے نام کو حکومت سپرد کر رکھی ہی اور وے تعابندی کے طور پر اُسے خراج ادا کرتے ہین اور فوج انگریزی اُن کی ریاستون پر متعین ہین تاغیر کی سطوت سے اُنکی حافظ اور مددگار رہے اور اُنکی خانگی خصومت و نزاع مین منصف ہو اور اُنکو راہ عدالت پر رکھے اور کچھ فتنہ و فساد ہونے نہ دے اِن سب حکّام کو ہوا خواہ دولت برطنیہ گنا چاھئے اور بعضے اور چھوٹے راجے جیسے راجہ بھرتپور و مچھیری اور کئی سردار دہلی کی نواح والے اور سکھ ستلج پاس والے اگرچہ یے بھی خیر خواہ کمکی دولت برطنیہ کے ہین لیکن فوج انگریزی اُن کے ملک مین نہین رہتی اور بعضے زمیندار اور راجہ قدیم خاندان کے جیسے راجہ بوندی اور کوٹہ اور بھوپال جنکے ملک اور ریاست نے بہ نسبت سابق کے کچھ ترقی کی ہی اور پانچ راجہ نامدار قدیم راجپوتانہ کے راجہ جیپور اور راجہ اودے پور اور راجہ جودہ پور اور راجہ بیکانیر اور راجہ جیسلمیر کہ

بے سب ہو اخواہ متعاہد دولت برطنیہ ہندیہ کے لکھے جاتے ہین اور سب طرح کی تکلیف سے دولت برطنیہ کے آزاد اور فارغ ہین جیسے سابق مین تھے ویسے ہی رہتے ہین اور اُنکے حال پر نظر مرحمت دولت برطنیہ کی ہمیشہ رہتی ہی

مختصر بیان حاصل زرخراج اور باج دولت برطنیہ کا درسنہ ١٨٢١

اور سنہ ١٨٢٢ ع

تمام حاصل ممالک بنگالے اور ہندوستانکا

بابت خراج زمین کے	١٣٣٤٥٥٢٠	روپی
ملک مدراس کا حاصل	٥٥٥٧١٣٩٠	روپی
مملکت بنبئی کا حاصل	٢٨٥٥٧٤١٠	روپی
جملہ	٢١٧٥٣٣٧٢٠	

سب اکیس کرور پچھتر لاکھ تینتیس ہزار سات سی بیس روپی

درسنہ ١٨٢١ اور سنہ ١٨٢٢ ع

حاصل تجارت خاصہ نمک	٦٠٦٠٧٦٨٠	روپی
حاصل تجارت خاصہ افیون	١١٢٥٧٢٧٠	روپی
حاصل کاغذ اسطام	٢١٥٧٦٠٠	روپی
باج ممالک قدیمہ	٤٧٩٠٠١٤	روپی
باج ممالک جدیدہ	٨٤٧٤٤٩٠	روپی
جملہ	٤٧٢٨٧٠٥٩	

سب چار کروڑ بہتر لاکھ ستاسی ہزار اُنسٹھ روپی

	٢١٧٥٣٣٧٢٠
	٤٧٢٨٧٠٥٩
کل	٢٦٤٨٢٠٧٧٩

چھبیس کروڑ اٹھتالیس لاکھ بیس ہزار سات سی اُناسی روپیہ عالمگیر بادشاہ کے عہد مین حاصل خراج اور باج کا بسبب ضمیمہ ہونے ان دو صوبہ مفتوحہ حیدر آباد اور بیجاپور کے ممالک محروسہ مین بہت زیادہ ہو گیا تھا اور کل جمع اُسکے اکیس صوبون کی بہ تھی ۳۱۴۲۹۶۹۲۱ روپیہ یعنے اکتیس کروڑ بیالیس لاکھ چھانوے ہزار نو سی اکیس روپیہ حال زیادتی زراعت اور حاصل زمین کا عہد دولت برطنیہ مین بہ نسبت سابق کے اس طور پر قیاس کیا چاہیے کہ اب اگر خراج واجب الادا حاکم کی سرکار مین دس روپیہ آتے ہین تو زمیندار کو پانچ روپیہ بچتے ہین اور سابق عہد مین حاکم دس لیتے تھے اور زمیندار کو ایک بچتا تھا اور درمیان پندرہ اور گیارہ کے چار کا فرق ہی پس یہ بات ثابت ہوئی کہ اس عہد مین حاصل زراعت قریب ایک ثلث بہ نسبت عہد سابق کے زیادہ ہو گیا

تختہ تربیع یا مساحت سطحی روے زمین ہندوستان کا ساتھ گونہ تفصیل پرگنون اور ضلعون کے اور تقریبی شمار آدمیون کی وابستہ سال ۱۸۲۹ء

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
بنگالہ اور بہار اور بنارس	۱۶۲۰۰۰	۲۹۰۰۰۰۰۰
خطے مضاف ہندوستان کے ممالک سے بعد اس سنہ ۱۷۶۵ء کے	۱۴۸۰۰۰	۱۸۰۰۰۰۰۰
گروال اور کماؤن اور دہ عرصہ جو درمیان ستلج اور جمنا کے ہی	۱۸۰۰۰	۵۰۰۰۰۰
جملہ جو بنگالے کی حکومت مین ہی ...	۳۲۸۰۰۰	۴۷۵۰۰۰۰۰

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
جملہ جو حکومت مدراس مین ہی ...	١٥٤٠٠٠	١٥٠٠٠٠٠٠
جملہ جو حکومت بمبئی مین ہی	١١٠٠٠	٣٩٠٠٠٠٠
دکھن وغیرہ کے خطے حاصل کیئے ہوے سنہ ١٨١٥ ع کے پیشوا وغیرہ کی ریاست سے بعد اسکے اکثر ان مین سے داخل ممالک برطینہ کے ہو گئے ...	٦٠٠٠٠	٨٠٠٠٠٠٠
سب جس قدر سلطنت برطینہ کے تحت تصرف مین ہی	٥٥٣٠٠٠	٨٣٠٠٠٠٠٠

دولت برطینہ کے ہواخواهون اورخراج دینے والون کے ملک

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
ملکِ نظام علیخان نواب حیدرآباد	٩٦٠٠٠	١٠٠٠٠٠٠٠
ملکِ راجہ ناگپور	٧٠٠٠٠	٣٠٠٠٠٠٠
ملکِ پادشاہ اودھ	٢٠٠٠٠	٣٠٠٠٠٠٠
گیکوار کا ملک	١٨٠٠٠	٢٠٠٠٠٠٠
ملک کوٹے کا ٦٥٠٠ ملک بوندی کا ٢٥٠٠ ملک بھوپال کا ٥٠٠٠	١٤٠٠٠	١٥٠٠٠٠٠
ملکِ راجہ میسور	٣٧٠٠٠	٣٠٠٠٠٠٠
ملکِ راجہ ستارہ	١٢٠٠٠	١٥٠٠٠٠٠
ملکِ راجہ تراونکور ٦٠٠٠ ملکِ راجہ کوچین ٢٠٠٠	٨٠٠٠	١٠٠٠٠٠٠

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
دولت برطنیہ کے حمایتیون کا یعنے راجہ بیکانیر اور اودیپورا اور جودھپور اور جیسلمیر وغیرہ کا جو سردار راجپوتون کے ہیں اور ملک ہلکر اور امیر خان اور راو کچھ اور بہرتپور اور مچہری وغیرہ اور امیران سندہ اور سکھون کا اور کنڈوانہ (?) اور بھیل اور کولی اور کاٹی کے راجون کا ...	۲۸۳۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰۰
جملہ ممالک دولت برطنیہ اور اُسکے ہواخواہون کا	۱۱۰۳۰۰۰	۱۲۳۰۰۰۰۰۰

مستقل ریاستونکی

تفصیـــــــــــــل

	عدد مربعات میل انگریزی	عدد نفوس
ملکِ راجہ نیپال	۵۳۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰
ملکِ راجہ لاہور	۵۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰
ملکِ امیران سندھ	۲۴۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
ملکِ سیندھیہ	۴۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰
ملکِ شاہ کابل	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰
ملک سب کل ہندوستان کا	۱۲۸۰۰۰۰	۱۳۴۰۰۰۰۰۰ (?)

تخمینی شمار آدمیون کی بعضے شہرون میں ہندوستان کے

	عدد نفوس		عدد نفوس
بنارس	۶۰۰۰۰۰	دهلی	۱۵۰۰۰۰

	عدد نفوس		عدد نفوس
کلکتہ	٥٠٠٠٠٠	مرشد آباد ...	١٥٠٠٠٠
مدراس حوالی سمیت	٤٦٢٠٥١	پونان	١١٠٠٠٠
عظیم آباد ...	٣٠٠٠٠٠	اگرہ	٦٠٠٠٠
لکھنؤ	٣٠٠٠٠٠	بریلی	٦٦٠٠٠
حیدر آباد ...	٢٠٠٠٠٠	اورنگ آباد ...	٦٠٠٠٠
ناگپور ...	١١٥٠٠٠	بردوان	٥٤٠٠٠
برودہ	١٠٠٠٠٠	بانگلور	٥٠٠٠٠
احمد آباد	١٠٠٠٠٠	چھپرہ	٤٣٠٠٠
کشمیر	١٠٠٠٠٠	فرخ آباد ...	٧٠٠٠٠
مرزا پور ...	١٠٠٠٠٠	ڈھاکہ	١٨٠٠٠٠
بمبئی	١٧٠٠٠٠	سورت	١٦٠٠٠٠

بیان مین اجمالي خصوصیات ملک دکھن کے جو بسبب نزدیکي خط استوا اور اعتدال زمانے ظلمت وضیا کے بیشمار خیرات وبرکات پر محتوي هی، اور تعریف مین نواب مکارم انتساب حیدرعلیخان فردوس مکان کے جنہنے سریر نگپٹن مین حکومت اسلامیه کي بنیاد قایم کي اور انتہاے دکھن تک علم فتح و فیروزي بلند کیا، اور صفت مین بادشاه سلیمان جاه ٹیپو سلطان جنت آشیان کے جسنے تاج وتخت کو اس حکومت کے آرایش دي، اور توصیف مین جلائل مکارم و شرائف مناقب ارکان دولت برطنیه کے جواب تمام ممالک پر هندوستان کے سواحل شرقي سے لے سواحل غربي تک اور نہایت دکھن سے کوهستان همالہ تلک تسلّط رکھتے مین،

مثنوی

همایون کشوری خرّم زمینی
طربزا مرز بومی دلنشینی

وطنگاهی نشاط و خرمی را
طرب گاهی پری و آدمی را

صفای آب شیرینش روان بخش
رباح باد مشکینش توان بخش

مزاجش ز اعتدال استوائی
بعنبر بیزی و گوهر فزائی

هوایش را نشاط زعفران زار
نسیمش را شمیم زلف دلدار

جبالش معدن یعقوت و گوهر
بحارش مخزن لولو و عنبر

گیاهش زعفران و عود و سنبل
نباتش فلفل و جوز و قرنفل

کهستان در کهستان لاله زارش
گلستان در گلستان نوبهارش

مغاص در و مرجان ساحل او
خراج جمله گیهان حاصل او

اباز یرش بیابان در بیان
ریاحینش خیابان در خیابان

برند ازوی اباز یر و توابل
بکشورها قوافل در قوافل

زساج و آبنوس و عود و صندل
زبان و شک بید و رند و مندل

بهشتی گشته اش یابی بیابان
بداغ رشک ازو فردوس رضوان

ندیده کس چنین آب و هوائے
بدین خوبی همانا نیست جائے

زبان در وصف آن فرخنده کشور
بود لال و کند خامه نگون سر

بسست این فضل کش بر هر نجوم ست
کر آدم بو البشر را زاد بوم است

دکهن زین رو شده دار الخلافت
مصون باد از هر آسیب و آفت

خنک باش ای زمین مهر پرور
نواز شکر سعادت بار آور

جمادات توهار گردن حور
نباتات توان جان رنجور

نه تنها نا توانان را توان بخش   که جان را نیرو افزای روان بخش
بدین خوبی گیاه است و جمادت   چه باشد گلشن و جان بخش بادت
ولت گر باشد این بستان چه باشد   ستانت این بود ایوان چه باشد
چو دهلی را چراغ سلطنت مرد   گل و بستان او افسرد و پژمرد
دکهن مانده تهی از تاجدارے   دلیری نامجوی بردبارے
بهر بوم و بر آن از تباهی   تهی بر کرده سر از جیب شاهی
نخستین حاکمانش راجه بودند   که بر هر خطّه ذادائی نمودند
از ایشان زان سپس بازه ردستان   ستد پور علی حیدر علی خان
سپهدار مهین شیر سلحشور   که بنهاده اساسش ملک میسور
چو سام اندر توانائی و چستی   چو رستم در کمانداری و درستی
قوی رای و قوی بازو قوی بخت   سرش زیب کله پاش افسر تخت
نمود از تف تیغ گند ناگون   دل رایان ملک هند را خون
امیران دکهن از سطوت او   رمان از وی چنان کز شیر آهو
دکهن بد بیشهٔ آن شیر شرزه   چو روبه دشمنانش زو بلرزه
سمات مهتری پیدا ز کارش   نشان حیدری از کار و بارش
بهر بار و که عزمش کرد آهنگ   کلیدش را نهاد اقبال در چنگ
ظفر از چاؤشانِ موکب او   دوان در پیش موکب طرّقوگو
چو آن دارای دین رخت از جهان بست   به تختش خسرو آفاق بنشست
شهی سلطان نشان زیبای شاهی   همای سلطنت ظلّ الٰهی
مهی بهرام کین و مشتری خو   طرفدار دکهن سلطان طیپو
خدیوی نام جوی و دنجبر دار   دلیری گرم کین و برق پیکار

به کین و مهر زهر و انگبین ریز
برزم اسکندر و دربزم پرویز

جهان گیری به تیغ هندوی زاد
جهانداری به کلک پهلوی زاد

به آب تیغ برق کشت بیداد
زبد دینان جهان را شست و شو داد

رواج دین احمد بود کارش
چو عهد مهدی آمد روزگارش

صناعت خانه ها بنیاد کرد او
جهان از داد و دین آباد کرد او

بسی آئین شاهی کرد ایجاد
بسی دولت سرا بنها و بنیاد

زگوناگون عمارات نو آئین
زرنگارنگ باغات و بساتین

زبس آرایش و سامان و سازش
که بست این مملکت را زان طرازش

شده یکسر دکن چو خلد رضوان
پر از ناز و نعیم و حور و غلمان

ازان غیرت که او را بد در اسلام
چو پروانه بر آتش زد سرانجام

برد و نیکنامی از جهان برد
چوماند نام نیکو خوش توان مرد

چو دولت نوبت است و خم گردون
بهر نوبت رز درنگی دگرگون

زمانه آن ورق را در نوشته
بشسته نقش دیگر بر نوشته

کنون آن تخت و تاج از داد ذوالمن
درآمد زیر فرمان بر بطن

بیا ای خامهٔ اعجاز پرداز
برافگن پرده از روی سخن ساز

فراتر ها منه از حد خود پای
سخن سنجیده گوی و سخته بسرای

نگویم راه مدح و شاعری پوی
هر آنچت فرض شد گفتن همان گوی

ز مهر و داد این دولت سخن ران
حدیث شرم و آزرمش فرو خوان

ز ارکان و ز اعیانش نشانی
بده با نغز و زیبا تر بیانی

که نبود زو بیانی در دری به
خرد احسنت گوید دانشت زه

چه دولت مظهر الطاف یزدان
چه دولت مطلع اوصاف یزدان

همه آئین و دستورش همایون — گزین هنجارش و فرخنده قانون
اساسش بر سداد و مهر و داد است — ازان پاینده چون سبع شداد است
بنام ایزد خرد پرور گروهی — صفا پرور نوازشگر گروهی
دلیر و چابک و چست و سبک خیز — شگرف و کاردان نغز و دلاویز
براه نیکنامی گرم پویان — بکیش دلنوازی نرم خویان
همه خوشخوی و آزاد و هنرمند — همه دلجوی و راد و پاک پیوند
همه لطف و همه مهر و همه شرم — تهی از کینه و لبریز از آزرم
به مهر آمیختن فرخنده دین شان — ز کین بگسیختن آئین گزین شان
ز حکمت هر همه سرمایه دارند — همه شان یکدل ار صد گر هزار اند
چو آئینه مصفّا سینه‌ها شان — عیان زان مهرها و کینه‌ها شان
جهان پیما چو سیّاحان افلاک — چو صحن خانه شان این خطّهٔ خاک
چو مرغان هوا آزاده و خوش — به سیر این جهان دلداده و خوش
بهر گلشن زمانی خوش بپایند — درآیند و سرایند و برآیند
بدان سامان و ساز و رخت و کالا — کزایشان هریکی دارد ز دنیا
همه آزاده بزیند و سبکروح — گران و تیزرو چون کشتی نوح
سلیمان وار اندر مرکب باد — ازین کشور بدان گردند دلشاد
گزین دستورها را تازه کردند — ز دانش دهر پر آوازه کردند
هنر را عهدشان شد روز بازار — چه دانش را که نگرفتند در کار
شده از فرشان این ظلمتستان — فروغ آگین چو یونان حکمتستان
عجب نبود ازین پس گر ازین بوم — صنایع را برند در چین و در روم
بتدبیر و بدانش کارسازند — بتاب فکر خارا را گدازند

شکیب و آگہی و دوربینی — ہمہ آلات کار شان بہ بہی
قلم در کار یابی تیغ پیکار — سپر حزم و زبان شان تیغ پیکار
گنددا سلحہ در تاب آتش — وزان زنجیرہا پرداختہ خوش
کز بن بند دست و پائے اشرار — نہ زان بر بند بیخ و شاخ ابرار
سخن کوتہ بسے ہشیار کارند — دو روزہ زندگانی خوش گذارند

مملکت میسور اور اُسکے تختگاہ شہر سرینگپٹن کا بیان جسمین نواب حیدر علیخان بہادر مغفور نے حکومت اسلامی قایم کی اور ٹیپو سلطان مبرور نے اسکی آرایش اور زینت دی، ترجمہ کیا ہوا کتاب آتھنٹک ممائرس اف ٹیپو سلطان سے جسکو ایک منصبدار انگریزی نے تالیف کیا تھا

میسور ایک صوبہ جنوبی حصّہ ہندوستان کا ہی زمین اُسکی بلند ہموار تین ہزار فٹ سمندر سے مرتفع آب و ہوا وہان کی شیرین و خوشگوار جابجا اُس مین چھوٹے چھوٹے پہار، چونکہ سرزمین اِس خطّے کی بلند ہی آب و ہوا اُسکی صحت آگین اور نہایت اعتدال کے قرین، درسنہ ایک ہزار دو سات سو پچاس ع حیدر شاہ عرف نواب حیدر علی خان بہادر نے اِس مملکت کو راجہ میسور کے تصرف سے جو وہان کا حاکم تھا نکال کر اپنے قبضہ مین لا خود حاکم مستقل ہوا، سرینگپٹن میسور کا دارالملک ایک شہر ہی مضبوط اور استوار غربی سواحل ملیبار کے متصل، کیبی اور کوتہ کے درمیان، گرد و پیش اُسکے زمین سنگستان ہی اور چشمے و ندیان اُسمین جاری و روان انھین جہات کے سبب اکثر آفات و اخطار سے ایمن و محفوظ ہی، نواب حیدر علی خان بہادر نے اِس جگہ کی خوبی و رونق بڑھانی شروع کی اور ٹیپو سلطان نے اُسکی زینت و آرایش

کمال کو پہنچائی؛ عرض شمالی اِس دار الملک کا بارہ درجہ پینتیس دقیقہ ہی اور طول شرقی گرنوچ سے چھہتر درجہ اکتالیس دقیقہ؛ یہہ دار الملک ایک جزیرے مین واقع ہی جسکو دو شاخ نے کاویری ندی کے احاطہ کیا ہی طول اِس جزیرہ کا چار میل اور عرض ڈیڑھ میل انگریزی ہی اور سریرنگپٹن کا قلعہ جزیرے کی غربی حد کے پاس واقع ہی جہان دونو شاخین کاویری کی جدا ہوتی ہین؛ اور شرقی حد پر جہان دونو شاخین پھر ملجاتی ہین لعل باغ نامے ایک بادشاہی باغ ہی اگلے زمانے مین ایک شہر گنجام اُس جزیرے مین نہایت آباد تھا جو تمام جزیرے کی زمین پر ایک چھوٹا باغ چھوڑا جسکو دولر باغ یا راجہ کا باغ کہتے تھے محتوی تھا ولیکن جب سرداران ہم عہد کی فوجون نے سریرنگپٹن پر چڑھائی کی تھی بڑا حصہ قدیم شہر کا منہدم کیا گیا تا وہان دمدمے اور مورچے توپو نکے بنائے جاوین اور چھوٹا حصہ شہر قدیم کا قریب آدھے میل انگریزی مربع کے سوداگرون کی بود و باش اور افواج سلطانی کی اقامت کے لئے باقی رکھا گیا تھا اور یہہ قطعہ باقی جسکو (پیٹہ یعنے آثار باقی شہر گنجام) کہتے ہین اور لعل باغ کے پاس واقع ہی مضبوط چار دیواری سے احاطہ کیا گیا ہی؛

یہہ بات اِس مقام مین قابل ذکر کے ہی کہ جزیرے کے باہر ایک میدان وسیع ہی احاطہ کیا گیا بنواری اور کانٹون کی باڑ سے بمنزلۂ مرحلہ بیرونی دار الملک کے کہ وقت ہجوم اور تاخت کرنے دشمنونکی فوج کے اُس شہر اور گرد نواح کے رہنے والے اِس جگہہ مین کہ بہت قلب اور مثل ایک قلعہ مضبوط کے ہی آکر پناہ لیتے ہین؛ وہ احاطہ جو دکھن کی شاخ کاویری کے باہر ہی سب آباد ہی ولیکن احاطہ اُنکا تصرف مین میسوریہ افواج کے رہتا ہی؛ اِس احاطہ کے درمیان جسکے ٹکڑون کو ایک چوڑی نہر لکونی ندی کے پیچون نے گھیر لیا ہی چھہ ڈیا

گڑھی مضبوط بلند زمین پر بنائی گئی ہین تاکہ سپاہ حراست ہمیشہ غنیم کے ہاتھ سے جزیرے کی حمایت و حفاظت کرتی رہے

شہر سرینگپٹن کی عمارتین خشتی اور سنگین بہت خوشنما اور قرینے کے ساتھ ہین مرد وہان کے اکثر موٹے تازے صحیح و سالم عورتین کامل اندام و شیرین شمائل اور اپنی آرایش و زینت کی دلدادہ لباس اُنکے سپید اور فراخ کمر کے گرد بندھے اگلے زمانے مین جنکے دو لڑکے ہمزاد پیدا ہوتے تو وہ پہلے لڑکے کو وہان کی رسم کے موافق دریا مین ڈال دیتا تھا مگر عہد مین نواب بہادر کے یہ رسم موقوف ہو گئی تھی اور موافق عقیدہ ہندوون کے اکثر عورتین جو عفیفہ اور پاکدامن ہین بعد مرنے اپنے شوہر کے ستی ہوتی ہین،

سرزمین اِس خطے کی بہت فرح بخش سیرحاصل اور میوہ خیز اقسام طرح کے پھل پھلیری اور غلّجات پیدا ہوتے ہین تمام لوگون کی خوراک اغلب مچھلی اور چاول ہی گوشت وہان کا لاغر و ناخوشگوار ہوتا ہی اکثر لوگ وہان کے مالدار اور تونگر چنانچہ گلے پیلون کے اور حلقے ہاتھیون کے رکھتے ہین ممالک میسور اس تفصیل سے تار بجوار تصرف مین نواب حیدر علی خان بہادر کے آئے مملکت میسور در سنہ ١٧٦٣ و ١٧٦٥ سوندہ و کنول و کرپہ و شانور در سنہ ١٧٦٦ بارامحال درمیان سنہ ١٧٦٤ و ١٧٦٥ خطے چھوٹے زمینداروں اور پرحرام بھاو کے درمیان سنہ ١٧٧٤ و ١٧٧٧ کرناٹک بالاگھاٹ بیجاپوری در سنہ ١٧٧٦ بالاگھاٹ حیدرآبادی اور کرناٹک درمیان سنہ ١٧٧٦ و ١٧٧٩ ٹیپو سلطان نے بعد جلوس کے تخت سلطانی پر آدھونی بلّاری کو رک گتی اناکندی وغیرہ کو تسخیر کر کے اپنے والد ماجد کے ممالک میراثی پر اضافہ کیا تھا بہ امیر صاحب مکنت اور جاہ جسکا نام جبّارون مین شرقی ممالک کے بجا مشہور ہوا تھا اپنے پدر

نامداری سے وراثتاً مالک ملک کا ہوا اور بہت نعمت اور مکنت جمع کی چنانچہ
سال ۱۷۸۴ء مین سلطان موصوف نے ضلع ادھونی کو جو جاگیر تھی مہابت جنگ
برادر زادہ نواب نظام الملک کی بزور تصرف مین اپنے لایا اور نواب کارنول
اور نواب کرپہ کے بقیہ ممالک کو بھی اپنے قبضے مین کیا جن کے بڑے حصے کو اُسکے
پدر بزرگوار نواب بہادر نے سال ۱۷۷۸ و سال ۱۷۷۹ مین لے لیا تھا اگرچہ
وسعت اِن ممالک کی بہت بڑی نہ تھی پر یہ بڑی فتوح ہوئی کہ اُن کے ضمن مین
ایک بڑا نامور قلعہ جو بنام امتیاز گڑھ مشہور اور ہندوستان کے نہایت
مضبوط قلعون مین گنا جاتا ہی اور مدتون سے مرہٹون اور نواب بہادر کا بھی دانت
اسپر تھا اُسکے ہاتھ لگا سال ۱۷۸۶ کو ٹیپو سلطان نے اپنے خانگی امور (جیسے
ترمیم و تنظیم قلعجات و بازجست احوال سپاہ و دواب و ذخائر و خزائن وغیرہ)
کے بندوبست مین بسر کیا فوراً بعد مراجعت سرینگپتن کے فرمان سلطانی صادر
ہوا کہ تمام اساس و اسباب و نقود و جواہر کو جدا جدا شمار کر کے اُس کا ایک
دفتر منقح تیار کرین چنانچہ تمام نقود و جواہر اور اجناس بیش بہا قیمت
اور حساب کئی گئین

نقود و جواہر	... ...	۸۰۰۰۰۰۰۰۰	اسّی کروڑ روپیہ
فیل	... ...	۹۰۰	نو سو زنجیر
شتر	... ...	۶۰۰۰	چھ ہزار قطار
اسپ	... ...	۶۰۰۰۰	ساٹھ ہزار راس
گاو و نرگاو	... ...	۴۰۰۰۰۰	چار لاکھ راس
غنم با بھیڑی بکری	... ...	۶۰۰۰۰۰	چھ لاکھ راس
گاو میش	... ...	۱۰۰۰۰۰	ایک لاکھ راس

تفنگ چقماقی	۳۰۰۰۰۰	تین لاکھ فرد
تفنگ توڑہ دار	۳۰۰۰۰۰	تین لاکھ فرد
شمشیر	۲۰۰۰۰۰	دو لاکھ قبضہ
توپین مختلف خورد وبزرگ	۲۲۰۰۰	بائیس ہزار ضرب

ذخیرہ باروت وگولہ اور جنگی اسباب وآلات ان گنت یا حساب سے زیادہ بلکہ بیشمار
وے ممالک جو سلطان کے تصرف واختیار مین تھے عرض وطول اُنکا مربع اسّی
ہزار میل انگریزی سے کم نہ تھا جسمین بارہ ہزار جزیرے تھے کہ سالانہ
حاصل خراج وباج کا اُنکے بعد وضع اخراجات ملکداری وغیرہ کے تین کرور روپیہ
خزانہ عامرہ سلطانی مین ہرسال داخل ہوتے تھے اور شمار باشندون کا اُنکے
ساٹھ لاکھ سے زیادہ تھا اُنمین سے ایک لاکھ چھتیس ہزار سوار و پیادے مثل
فوج انگریزی کے چابک وچالاک وآداب ورزش سپاہ گری مین نہایت مشّاق
وبے باک واسطے نگاہبانی وپاسداری اُن ممالک محروسہ کے حصارون
قلعون پر پاشیدہ ومتعین رہتے تھے کہ حمایت رعایا وحراست مرحدون کی کیا کرین
علاوہ اُن فوجون کے اور بھی فوجین تھین جو دار الملک اور اطراف وحدود مین اُسکے واسطے
پاسداری ناموس وحریم اور نگہبانی خزاین واقلیم سلطان مرحوم کے حاضر رہتی تھین
شمار سپاہیون کا اُن فوجون کے ازروی حساب ایک لاکھ اسّی ہزار
تھا تکریان وتولیان اُنکی رنگارنگ ومختلف ہر قوم کی یعنے دکھنی کرناٹکی ہندی
ایرانی ترکی حبشی انگریزی فرانسیسی وغیرہ اور معادن زر وسیم اور کان
الماس ویاقوت اور انواع واقسام کے کنکر وپتھر بیش قیمتی کے متعدد
اور اشیا سے برّی یعنے صندل ودندان فیل وفلفل سیاہ ودار چینی ولونگ
الایچی وغیرہ وبحری یعنے مرجان ومروارید ممالک مین سلطان مغفور کے بیشمار

بند ا ہو تی تھین اسیواسطے اُسکے سرکار دولت مدار مین زر وجواہر موتی وپسبر یون تولا جاتا تھا سکہ سلطان مرحوم کا ایک جانب ہو السلطان الوحید العادل ' ودوسرے طرف یہہ مصرع دین احمد درجہان روشن زفتح حیدر است ' اور سجع وسکہ حیدر علی خان بہادر کا یہہ تھا

بیت

بہر تسخیر جہان شد فتح حیدر آشکار

لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

اللھم مالک الملک توتي الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شيي قدیر

سلطان اُسکے تھوڑے دنون بعد نیا نظم ونسق اپنے افواج کا عمل مین لایا اور دفتر سپاہ کا نیا تیار کروایا اِس نئے توڑجوڑ مین سوارونکی جمعیت کو کم کیا اور پیادون کی عدت کو بڑھایا اور سپاہیونکو حکم دینے کے لئیے پارسی و ترکی الفاظ مین ایک کتاب تصنیف کرکے اُسکا نام فتح المجاہدین رکھا تھا جو پہلے انگریزی یا فرانسیسی زمان مین دئے جاتے تھے ' اور قشون و فوجون کی ٹکریون کے لئیے نئے نام مقرر کئے ' اور کارگزارون کو یہہ فرمایا کہ اِس قدر اذوقہ کہ ایک لاکھ سپاہی کے لئیے تمام سال کفایت کرے ذخیرے خانے مین سر برنگپٹن کے جمع کرین ' اور اِسی طرح اور قلعجات سلطانی مین بھی موافق اُنکے حاجتون اور فراخور اُنکے مرتبون کے ذخیرے سالانہ مہیا کئے جائین سال ۱۷۸۷ مین ہمت سلطان کی خاص کر مصروف اِس مین رہی کہ کورگ کا راجہ اور قوم نائر و ملیبار کے حکام اُسکے مطیع اور خراج گزار ہون کورگ کا راجہ بعد چار برس اسیری کے اُسکی قید سے نکل بھاگا مگر ملیبار کے حاکمون سے بعضے بیخ و بن سے مستاصل کئے اور بزور دین اسلام مین لائے گئے اور بعضے مجبور و مضطر ہو انگریزون یا اُنھون کے

ہوا خواہوں کے ملک میں پناہ جو ہوئے ، راوی روایت کرتے ہیں کر ٹیپو سلطان ستّر ہزار نصرانی گرفتار کر کے ملیبار سے اپنے ملک میں لیگیا اور ایک لاکھ ہندو کو مسلمان کیا اگرچہ دین اسلام میں آنا اُن غریبوں کا اور چھوڑنا اپنے مذہب و آئین کا اُن پر بہت دشوار اور ناگوار تھا کیونکہ چھوٹتی ہی وے مسکین بجبر ختنہ کردائے اور گائے کا گوشت کھلائے گئے ولیکن سلطان کی غرض نکلی اور مراد اُسکی پوری ہوئی اِس لیئے کہ جب وے اپنے کیش وکنش سے جدا کیے گیے اور خیال ننگ وناموس کا اُن کے دل سے محو ہونے لگا اُنھیں ضرور پڑا کہ آئین وروش مسلمانوں کی اختیار کریں اور اپنے بچوں کو اسلامی تلقین اور تعلیم دین ، بعضے اُن نو مسلمانوں سے بہ سبب دل پانے اور داخل کیئے جانیکے جرگوں میں سپاہ کے ایسے سخت اور متعصّب مسلمان ہو گیئے کہ اُنکی جہت سے جماعت اسلامیہ کو بہت سی ترقی اور افزایش ہوئی سلطان کی سختگیری اِس بابت میں تنہا ملیباریوں پر مخصوص نہ تھی بلکہ کونمباتور کے باشندوں تک پہنچی تھی ، جس کسی ہندو سے ناخوش ہوتا اور اُسکی اسیری میں وہ پڑتا اُن سب پر تکلیف اسلام کی کرتا تھا سریرنگپٹن کے رہنے والے دین اور مذہب میں بہت متعصب ہیں اور اپنے خلاف عقیدوں سے بہت کم ملتے اسی جہت سے اگلے زمانے میں وہاں عوام کے اختلاف عقیدوں کے سبب اکثر کشت وخون واقع ہوا ہی اگرچہ باشندہ اُس ملک کے کثرت مال و نعمت میں مشہور ہیں لیکن سبھوں کے درمیان صرف اہل خدمات عالیہ بہت مالدار و تونگر ہیں غلجات اور بڑی بڑی اجناس کی تجارت خاص اپنے سرکار میں کرنا حیدر علی خان بہادر کا شیوہ تھا اور سلطان نے بھی اُسیکو اختیار کیا ،

بیان مبین اختلال و بے انتظامی دولت تیموریہ کے جو دکھن اور ممالک شرقی و غربی کے ریاستون کی بنا کا موجب ہوا

جب سنگدلی اور قساوت سے اورنگ زیب عالمگیر کے جو پچھلا بادشاہ نامدار دولت تیموریہ کا تھا جسنے اُسکو ندھڑک قتل کرنے پر اپنے حقیقی بھائیون کے اور مار ڈالنے پر اپنے پدر بزرگوار شاہ جہان کے قیدخانے مین اور خون ریزی پر بندگان خدا کے دلیر کیا اور اُسکی ازبس جرأت وجسارت اور حرص ازدیاد جاہ وحکمت سے جو اسکو تغلّب و تصرّف کرنے پر ملک قرب جوار کے جنکے رئیس وحاکم اور لوگ تھے لائین اور اُسکی گریزی اور مکّاری سے جسنے ہزار طرح کے رنج وعلّت پیدا کر سب مرزبان اور راجون کو ہندوستان کے اُسکا دشمن بنایا پہلے تخت سلطنت تیموریہ کا سست بنیان اور متزلزل الارکان اور اُمرا واکابر جو اعیان اُس دولت کے تھے بددل وبدگمان ہوگئے اور بعد اُسکے اُس جنگ وپیکار نے جو بعد انتقال اُسکے اُسکی آل اولاد مین باہم واقع ہوئی اور اُنھون کی ازبس آرام طلبی وآسایش دوستی و شب وروز کی عیش وعشرت وسلطنت کے کاربار مین تکلیف ومشقت سے بیزار ہونے اور زمان نابکار ہندوستان اور کمینون کی صحبت وشب وروز کی مستی اور تمامتر غفلت وبےخبری نے مہمات ملکی سے روز بروز اس سلطنت کی جمعیت مین پریشانی اور تفرقہ ڈالا تب تمام ہندوستان کے صوبہ دار جو نیابت کی راہ سے حکومت کرتے تھے مستقل ہو بیٹھے ونافرمانی اختیار کی چنانچہ بسبب بےانتظامی اور خالی رہنے تخت سلطنت کے ایسے بادشاہ کے وجود سے جو حدود واطراف ممالکت کو بخوبی بندوبست کر ظالمون وزبردستون کے ہاتھ کو ظلم و تعدّی سے کوتاہ کرے ؛

ہر جا جیسے مین ایک سردار اور ہر خطے مین ایک دعویدار نے ریاست کا علم بلند کیا؛ احمد شاہ درّانی نے افغانستان مین، اور فرقہ مرہٹہ نے ملک دکھن مین اور انگریزون کی جماعت نے صوبہ بنگالہ اور سواحل کرومنڈل یا شرقی سرزمین جزیرہ نما ہندوستان مین اور نواب حیدر علی خان مغفور نے ممالک میسور کنرہ و ملیبار وغیرہ مین اپنی اپنی حکومت کی بنیاد قایم کی وے حوادث اور تقالیب اوضاع روزگار (جنھون نے دکھن مین نواب حیدر علی خان کو سپہداری کے مرتبہ سے تخت فرمان روائی اور کشور خدیوی اور حکومت پر بٹھایا) تقریباً معاصر اُن سوانح اور تقالیب کے تھے جنھون کا انجام ممالک بنگالے مین یہ ہوا کہ شرقی انڈیہ کمپنی یعنے سوداگران انگریزی نے حالت تجارت مختصر سے منصب بزرگ دیوانی پر اِن تین صوبے بنگالہ اور بہار اور اُوڑیسہ کے متمکن ہوے اور اُسکے بعد تھوڑے ہی دنون مین آفتاب جہان تاب سلطانی نے مطلع دیوانی سے طلوع ہوکر تمام ممالک ہندوستان کو جو فراوان ناز و نعمت سے بھرا اور بیکران خیر و برکت سے معمور تھا نورانی و روشن کیا،

علّت مشترک داعیہ نواب حیدر علی خان بہادر کے صعود کی اُوپر سریر سلطنت دکھن کے اور باعث کمپنی انگریز بہادر کے عروج کی اُوپر شرقی حکومت کے وہ ہرج مرج تھا جو بسبب غارتگری و تاراج افواج غربیہ نادر شاہ ایرانی اور احمد شاہ درّانی کے ہندوستان مین ظاہر ہوا، اور بعد اسکے کہ عالمگیر کے خصال ناستودے (جیسا کہ سابق لکھا گیا) دولت تیموریہ مین پہلے تزلزل و اختلال آچکا تھا اور کشت و خون و جنگ و جدال خانگی سے جو باہم اُسکی اولاد و احفاد مین واقع ہوئین وہ سلطنت فتور اور زوال پر مشرف ہو ہی چلی تھی پہلے نادر شاہ کی غارتگری سے اور پھر احمد شاہ ابدالی کی چند بارہ تاخت و تاراج کے باعث آثار سلطنت

کے کچھ بھی باقی نرہے اور زمانے نے طرح بطرح کی مذلت اور خواری باقی ماندگان دودمان شہریاری کو دکھائی تب تمام حکام اور صوبہ دارون نے ہندوستان کے جن کا ایک ایک صوبہ فراخی اور وسعت مین مثل ایک سلطنت کے تھا اطاعت اور نیابت دولت تیموریہ سے نافرمانی و بغاوت اختیار کر کے علم استقلال و خودسری کا بلند کیا اور رشک و ہم چشمی کے باعث ایک دوسرے کی بیخ کنی اور استیصال مین مصروف و مستعد ہوے،

اِن حالات کا مشاہدہ نہ صرف کمپنی کو طبقۂ انگریزی کے اور نواب حیدر علی خان بہادر کو اِس بات پر لایا کہ حکومت کی بنا قایم کرین اور ایسی فرصت کو ہاتھ سے نہ دین بلکہ مرہٹون کی جماعت کو بھی جنکی ریاست کی بنیاد اِس سے آگے مضبوط اور قایم ہو چکی تھی ایسا انگیز دیا کہ اُنھون نے سرکار شمالی ممالکات حیدرآباد سے دہلی اور آگرے تک اور خلیج کنبی سے جو زمین جزیرہ نما ہند کے غربی سواحل پر واقع ہی خلیج بنگالہ یا شرقی سواحل بنگالہ تک فتح کر لیا اور اُنھون نے اپنی سطوت و ہیبت ان سب حدود و نواح مین ڈالی، اور اِس جہت سے کہ مرہٹون کا دارالملک مرکزی حصہ ہندوستان مین واقع ہی اور اُس سرزمین کے گھوڑے بالتخصیص گھوڑیان بہت جلد اور بڑے دھاوے کی ہوتی ہین اُنھون نے سب گرد و نواح کے ممالک کی مصیبتین اپنے لٹیرے اور ظالم سوارون کی فوج سے دوبالا کین،

بیان مین فطرت ارجمند اور ہمّت بلند اور قصد دوردراز نواب حیدر علی خان بہادر کے اور اُسکے سلیقے درست خداداد کفایت کرنے مین مہمات سپہسالاری وملکداری کے اور کمالات نفسانی اُس امیر پرتدبیر کے جنھون نے دولت جدید کی بنا ڈالی ؏

اگرچہ بے انتظامی و برہمی دولت دہلی کی کتنے طرفداران فرصت وقت غنیمت شمار کے ظہور کا باعث ہوئی ولیکن اُن سب مین نواب حیدر علی خان بہادر ممتاز اور قابلیت کشورکشائی اور صلاحیت دارائی مین مستثنا تھا اسواسطے کہ اُس سپہسالار بختیار نے نہ تو اور نوابون اور صوبہ داروں کی طرح نیابت اور باج گزاری کے بعد دعوا استقلال کا حکومت و فرمان روائی مین کیا؏ اور نہ ہندوستان کے قدیم راجون کی طرح سرکشی کرکے اپنی حکومت خاندانی کے پھیر اپنے کو قدم ہمت استوار کیا؏ اور نہ مانند رئیسان قبائل و ایلات کے جو بداعیۂ تحصیل ناموری و اعتبار اور افزایش حشمت و اقتدار؏ اپنے خاندانی جتھے اور قبیلون کی مدد سے (جیسے توران اور ایران مین اکثر اتفاق ہوتا ہی) مصدر امور جلیلہ کے ہوتے ہین رئیس ہوگیا اور نہ علم امامت یا ولایت کا بلند کرکر خلایق کو دعوت و ارشاد کے بہانے سے فراہم لاکے (جیسے اگلے لوگ اکثر اسی وسیلے سے مرتبۂ ولایت اور پیری سے درجۂ حکومت و امیری کو پہنچے ہین) مدارج امارت پر ترقی کی بلکہ بسبب محض سعادت طالع اور بلندی فطرت و علوّہمت و خواہش جاہ و مکنت اور فرط آرزوے بلند نامی و رفعت کے کہ زورآوری اور تنومندی اعضا و تیزی حواس ظاہر اور نیرومندی و اصابت قواے باطن اور کمال فراست و فطانت اور کثرت ہوشیاری

و بیداری مہمّات ملکداری مین اور اطّلاع و آگاہی آثار و اخبار پر دور و نزدیک
بلاد و عباد کے اور تشخّص اسرار اعدا اور برداشت و احتمال زخمونکا روز
جنگ کے اور بخشش و کرم بجا اور تدبیر و شورت مہمّات عظیمہ مین ان سب
صفتون نے اُسکو نہایت شایستہ و لایق اِس خواہش و آرزو کے بنایا تھا،
رتبہ سپہداری سے اوپر بلند مرتبہ کشورخدیوی اور شہریاری کے ترقی اور صعود کیا،
ہمت والا نہمت اُسکی خواہش ملک گیری مین صرف اِسی پر مقصور تھی کہ
دولت خاندان تیموریہ کو جسکی آب و تاب جاتی رہی تھی اگلی رونق و فروغ پر پھر
لاوے اور شان و شکوہ باغیون کو اسکے توڑے اور پھر اس دولت بحال
آمدہ کا رخ اپنے خاندان کی طرف پھیرے بلکہ وہ امیر دولت یار اپنی عقل و کفایت
پر در باب کشور کشائی اور تمہید بنیاد حکومت اس قدر اعتماد رکھتا تھا کہ اُسکی نظر
بلند و فطرت ارجمند کو یہ منظور تھا کہ از سر نو اس دولت کی بنا ایسی استوار
کرے اور احاطے کو اُسکے ایسی وسعت دے اور مدت کو اس دولت کے
ایسی ممتد اور پاینده کرے کہ بنا اُسکی بہ نسبت سابق مضبوط و فراخ و پایدار تر ہو،
اور امیران باغی سست بنیاد و صوبہ داران طاغی خدیعت نہاد کو خوار
و مبتذل سمجھتا تھا اور سرمایہ سے مردی و مردانگی کے جو رزم آرائی اور دشمن
شکنی کے لیئے روز میدان مین کام آئے اور پیرایہ سے کفایت و درایت کے
جو مصالح ملکی و رعیت پروری کے لیئے امور دیوان مین چاھیئے اُنھین ایسا بے بہرہ
جانتا تھا کہ وے اصلا اُس منزلت اور مقام کے لایق نہین جیسے بر سبیل اتّفاق
اُنھون نے پایا تھا اور اُن امیران پست فطرت کو اپنے بزرگ ارادون اور
عزیمتون کا خلل انداز نہ جان کر اپنی تدبیر شایستہ کے آگے اُن کی دولت و جمعیّت
کو باعث اُن کی نکبت اور وبال کا ایک نہ ایک دن سمجھتا تھا صرف جماعہ مرھٹہ کو

منحال اپنے مقصد و ارادے کا خیال کرتا تھا، اور چونکہ مدت تک اُن غافلان ناعاقبت اندیش کے ساتھ ایسے حرب بفنانہ حیلے و فسون عمل مین لایا کرتا تھا جن سے اُنکی حکومت کی وضع بآسانی برہم ہو جاتی اور خود فیروز اور منصور ہوتا اور مطلب کو پہنچتا، اُسکو اِس بات سے مایوسی نتھی کہ بوسیلۂ زر اُن کو قابو مین لے یا کچھ فتنہ و فساد اُن مین ڈال کر اُن کے اتفاق و اختیار کو بیکار کرے جب تک کہ اُسن کا اقتدار اُنکے ظلم کے ہاتھ کو تماتر بستہ اور اُنکی سعی و کوشش کے پانوکو جو اسکی کسر شان کے لئے تگ و دو کرتے تھے یکسر شکستہ نہ کرے، لیکن سب اُسکے اندیشے دور دراز درباب افزونی دولت و جاہ اور تمام منصوبے اُسکے ناتمام رہگئے اُس جنگ و جدال متمادی مالالت انگیز کے سبب سے جو بہت دنون تک ملک کرناٹک مین ہوا کی،

اور اُسنے پیش بینی سے یہہ معلوم کیا تھا کہ اگر انگریز اور مرہٹون مین بالفعل صلح آشتی نہوئی احتمال قوی ہی کہ تھوڑے دنون کے بعد ہو جایگی اور دلایل عقلی کی راہ سے وقوع کے پہلے یہہ بات اُسکے نزدیک ثابت ہوگئی تھی کہ مطمح نظر اُس اتفاق سے اُن دو فریق دشمن کا جو ترقی سے اُسکی جاہ و جلال کی تپ رشک بن جلتے ہین اور جنھون نے بارہا اُسکے ہاتھون سے زکین پائین اور شکستین اٹھائین تھین تقسیم کرنا اسکے ممالک محروسہ کا ہی، اور اُسنے اپنی نظر دوربین سے یہہ بھی معلوم کیا تھا کہ انگریز تمام فوج اُسکی طرف متوجہ کرینگے اور فوج بمبئی اور بنگالے کی باوکل برغم اُسکے حدود ملیبار مین جہان تک ہو سکے سعی کوشش کریگی اور چونکہ سپاہ حمایت پیشہ اسکی اُس نواح مین بہت کم ہی لہذا اس نواح بے پناہ مین اُنکی فوج سے تباہی آئیگی،

القصہ اُس صلح و صلاح کا عقد جسکا نواب نامدار بہادر اندیشہ رکھتا تھا

درمیان دونون فریق اعدا کے بوساطت مادھوجی سیندھیہ اور بسبب کاردانی او
سلیقہ شعاری سر انڈرسن کے محکم بندھا نوین شرط شرایط سے اس
عہد و میثاق کے یہہ تھی کہ نواب بہادر تمام ملک اور بوم و برکو جو دولت انگریز
سے تصرف مین لایا ہی پھیر دے اور سب اُنکے اسیرون کو چھوڑ دے
اور آیندہ تاخت و یورش نکرے اور موافق پیش گوئی نواب بہادر کے
جکا ذکر سابق لکھا گیا بنبئی سے ایک جمعیت سپاہ کی سرکردگی مین جنرل ماتھوس
کے سواحل ملیبار مین واسطے مدد کرنیل ھنبرسطون کے جو عین اضطرار مین
غائب اور خاسر پلاچری سے جا تا تھا روانہ ہوئی اور ٹیپو سلطان یہہ خبر سن
ایلغار کے طور پر کرنا تک سے جلد گیا تاراہ تلاقی کی اُنکی بند کرے چنانچہ بڑی
جمعیّت کے ساتھ معہ موسیُو لالی سپہدار قشون فرانسیسیہ بہیئت مجموعی انگریزی
فوج پر حملہ کیا ولیکن بسبب دلیرانہ مدافعہ کرنیل مالیوڈ کے ناکام پھرا دیا گیا
تب وہان سے پلاچری کے رستے جلد مراجعت کی اور موجب اُسکے جلد پھر جانیکا یہہ تھا کہ
سلطان نے خبر وحشت اثر بیماری یا وفات پدر نامدار کی سنی تھی خبر وفات نواب
بہادر اگرچہ چند روز چھپائی گئی ولیکن گمان غالب یہہ ہی کہ اخیر سنہ ۱۷۸۲ء مین یہ
واقعہ ناگزیر ظہور مین آیا حق تو یہہ ہی کہ نواب حیدر علی خان بہادر ہندوستان کے
حاکمون مین ایک حاکم عظیم الشان اور سپہسالار بدیع العنوان تھا اسکی عقل کو ایسی رسائی
اور وسعت تھی کہ ایک نظر اُسکی تمام خصوصیات سپہسالاری اور شہریاری پر پہنچتی
اور میدان کے واقعات اور دیوان کے مہمات کو احاطہ کر لیتی تھی کاروبار سے اُسکے ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام ہنر و کمال جو سلطنت کے قایم رکھنے کو چاہیئے مانند عطایا سے وہبی
یا قضایای طبیعی کے اُسکی جبلّت ہی سے پیدا ہوے تھے کمال موشگافی او
تیز نگاہی کا اُسکے یہہ عالم تھا کہ اندک نمود اور یا آغاز سے کسی کام کے اُسکے انجام تک

سمجھ جاتا اور کوئی دقیقہ اُسکی نظر شامل سے غایب اور پوشیدہ نہ رہ سکتا تھا۔ ہندوستانی سپاہیون سے ایسی لشکر جرّار چالاک و چست کہ ویسی ہندوستان مین نہ کبھو بنی تھی اور نہ بنیگی طیار کرنا۔ اور تسخیر کرنا بعضے ملکون کو تلوار کے زور سے اور قبضے مین لانا بعضون کا رای و تدبیر سے اور اپنے ممالک محروسہ کو اُس مرتبے آبادی اور رفاہیت اور ایمنی اور شگفتگی مین رکھنا جسکا سابق اُسمین نام و نشان نہ تھا عقل و کفایت اور فطنت و فراست سے نواب بہادر کے ایک شمّہ تھا۔ علاوہ تاسیس سلطنت اور حکومت جلیلہ کے ہمیشہ اُسکو یہہ منظور نظر تھا کہ طبقات اہل فرنگ کو جنھون نے اُس عہد مین سوداگری و تجارت سے امارت و حکومت مین سر اُٹھایا تھا اُنکی پہلی حالت تجارت اور کارخانہ داری پر پھیر لاوے اور رعایا کی طرح ہندوستانی سلطنت کے فرمان بردار اور مطیع ہو کر رہین۔

ایسا عالی ہمت اور بلند نظر تھا کہ بدل خواہان اِس امر کا رہتا کہ مرتبہ عظیمہ ملک التجاری کو جسّے بزرگتر درجہ عالم تجارت مین نہین دولت ہندیہ کی طرف سے بلاد ثمرا ان مین قایم کرے بلکہ ہمت اُسکی اِس مرتبے سے بھی بلند پروازی کر کے اُس اوج پر پہنچی تھی کہ ممالک شرقیہ مین ابتک کسی سلطان عظیم الشان نے کمندِ عزیمت اُسکے کنگرون پر پھینکا نہ تھا یعنے اُسے یہہ منظور تھا کہ حلقہ جہازات جنگی کا طیّار کرواے جسکے وسیلے سے ہندوستان کے سواحل غربی و شرقی کے ممالک تاخت و تاراج اور تغلّب و تصرّف سے غیروں کے ہمیشہ مامون و محفوظ رہین۔

اگرچہ نواب بہادر نے قانون بنانے کا طریقہ نہین اختیار کیا تھا لیکن اپنے ملک مین کمال ہنر ذاتی و سلیقہ فطری سے ایسے دستور حکمرانی اور قانون سلطنت

کے مقرّر کیے تھے کہ نہ فقط رعایا و برایا ممالک محروسہ کے بدل ہوا خواہ اُسکے وجود کرامت آمود کے تھے بلکہ رہنے والے اُس جوار دیار کے جو اُسکے ممالک محروسہ کے ہمسائے مین واقع تھے کمال آرزو رکھتے تھے کہ اُسکی حمایت اور پناہ دولت مین آکر بود و باش اختیار کرین اور اُسکی عطوفت عام کے سایہ تلے خوش و خرم زندگی کرین سارے رعایا مین اُسکے صرف نائرونکا فرقہ جو قدیم سے سرکشی و تمرّد مین شہرہ آفاق ہین متمرد و سرکش تھا کیونکہ یے لوگ اگرچہ بآسانی مطیع و منقاد ہو گئے تھے مگر اُنکی طبیعت بغاوت پیشہ اطاعت و فرمان برداری سے ہمیشہ اباہی کرتی رہی،

حریفان جنگ جو کہ نواب بہادر کے ساتھ ہمیشہ بازار کارزار کو گرم رکھتے تھے نہ فقط جنگ و جدال ہی کے امور مین اُس سے خوف و ہراس رکھتے و ترسان و لرزان جیتے تھے بلکہ ملکداری کے فنون و تدبیرون مین بھی اُسکو یکتا گنتے اور اُس سے بھرم و سہم رکھتے تھے،

الحق کچھ شک و شبہہ اِس مین نہین کہ وہ اپنے عہد کا ملکداری اور سپہسالاری کے امور مین فرنگستان اور ہندستان کے امیرون مین مستثنا و بے نظیر تھا، اُسکے شرایف ملکات سے ایک یہ ملکہ تھا کہ ظلم و بیرحمی و مردم آزاری سے اِسقدر بیزار و متنفّر تھا کہ کہہ سکتے ہین کہ وہ اس مقدمے مین تمام حاکمان قدیم سے ہندوستان کے جنکی خبر ہم تک پہنچی ہی ممتاز تھا و بے انباز، ولیکن چون خود راست باز و امانت دار تھا اور خیانت و ناہنجاری سے سخت متنفر اور جنگ و پیکار کی شرطون کو بحد رعایت کرتا تھا اس واسطے مجرمون اور خائنون کی سزا مین سخت گیری کیا کرتا اور زنہار مسامحہ جائز نرکھتا یہان تک کہ بعضے صورتون مین ظاہر بینون کے نزدیک جو حقیقت حال سے واقف

نہ تھے اور دریافت کرنے مین حقیقت کے انکو کچھ کاوش اور تدقیق نہ تھی وہ
عدالت پیشہ زمانہ جبّارون یا سنگدلون کے طبقے سے گنا جاتا، نواب موصوف
نمایش بیہودہ اور حشمت ونخوت آمیز شان و شوکت سے تمامتر نفرت رکھتا
تھا اور اپنے دوستون اور درباریون اور منصبدارون کے ساتھ کمال ہمدمی
و اختلاط رکھتا،

اگرچہ انگریزون کے طبقہ کا بسبب اُنکے خلاف انداز ہونے اُسکے منصوبون مین
دشمن جانی تھا اور اُنکی عداوت نہایت کو پہنچائی تھی اُسکے ہنر و کمال گوہری
کو اس جہت سے چھپانا یا قلم انداز کرنا اس مورّخ یا سیر نگار کی دونی و کمظرفی پر
محمول و منسوب ہوگا اگرچہ یہہ مورخ قوم انگریز سے ہی ہان ایک بڑا عیب جو سب
ہنرون کو نواب بہادر کے داغدار کرتا ہی اُس مین یہی تھا کہ واسطے افزونی
سرمایہ ثروت و غنا کے دہات و شہرون کے لوٹنے اور بندگان خدا کے قتل و خونریزی
مین کسیطرح کا تامل و توقف نکرتا تھا اور اِس جہت سے نام جبّاری اور لقب
قہاری کو اپنا نقش نگین کیا تھا لیکن اس نشأت ظلمانی اور پیکر انسانی مین
آکر بمضمون اِس بیت فارسی کے،

بیت

سیر کردیم درین دیر ز مہ تا ماہی
ہیچ کس نیست کہ بے داغ بود در عالم

کون کہہ سکتا ہی کہ وہ عیوب بشری سے تمامتر پاک و بری ہی،

اجمالی بیان اسلاف کرام اور آبای والا مقام نواب معامد انتساب حیدر علیخان بہادر مغفور کا جسنے دولت اسلامیہ کی بنا میسور مین قایم کی

نواب فرخندہ القاب کے اجداد قریشی نسب تھے لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا ہی کس زمانے مین کون شخص اس خاندان عالیشان کا عربستان سے پہلے ہندوستان مین وارد ہوا، آبای عظام ہمایون فرجام اُسکے قصبہ کولار مین رہتے اور عزت و احترام سے زندگی کرتے تھے اور بعضے اُنسے قضا کے منصب پر سرفراز اور اپنے اقران و امثال مین ممتاز تھے،

نشان حیدری مین یون لکھا ہی کہ شیخ ولی محمد نواب سعادت یار کا پردادا زیارت بقاع متبرکہ کی نیّت سے صوفیہ کے لباس مین اپنے وطن شریف سے نکل کر محمود بن ابراہیم عادل شاہ کی حکومت مین جو حاکم بیجاپور دکھن کا تھا شہر کلبرگہ مین وارد ہوا اور قریب مزار سید محمد گیسو دراز کے جو ایک مریدون سے شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہی اور اس ملک کے لوگ کمال اعزاز و اکرام سے اس بزرگ کو بلقب شاہ بندہ نواز یاد کرتے ہین سکونت اختیار کی خود تو سجادہ قناعت و توکّل پر بیٹھکے عبادات اور تلقین و ارشاد مین مشغول ہوا اور اپنے فرزند سعادتمند کو جسکا نام محمد علی اور شیخ موصوف کے ساتھ آیا تھا تحصیل مین علوم دین و معارف یقین کے مشغول کیا جب اُس نونہال سعادت و اقبال نے سرمایۂ فضائل و کمالات کے جمع کرنے سے فراغت پائی اور سن شباب کو پہنچا پدر عالی مقدار نے اس درگاہ عرش پایگاہ کے متوّلی کی لڑکی کو جو شرافت نسب و بزرگی حسب مین ممتاز تھا فرزند ارجمند کے سلک ازدواج مین لایا، اس صدف بحر عفّت و شرف سے چار گوہر شاہوار

اس ترتیب سے پیدا ہوئے، ۱ شیخ محمد الیاس ۲ شیخ محمد علی ۳ شیخ
محمد امام ۴ شیخ فتح علی، عرف فتح محمد، شیخ ولی محمد بہت دنون آخر حکومت
علی عادل شاہ تک عبادت اور طاعت مین جناب احدیت کے مصروف رہا تب
اس تیرہ خاک سے طرف جوار ایزد پاک انتقال فرمایا، شیخ محمد علی جو بنام
علی صاحب مشہور تھا بعد انتقال پدر بزرگوار کے شہر کلبرگہ شریف سے مع
عیال و اطفال بیجاپور کو تشریف لے گیا، اور وہان محلہ مشائخ پورہ مین
اپنے سالون کے گھر مین جو ہفت تن شیخ منہاج الدین سپہسالار والی بیجاپور
کی رفاقت مین رسالہ دار تھے رہنے لگا، وے سب اس جہت سے کہ اپنی
بہن کے ساتھ نہایت محبّت رکھتے تھے شیخ محمد علی کے آنے اور وہان سکونت
اختیار کرنے کو نعمت غیر مترقب جانکر لوازم خدمت گزاری مین جان و دل سے
کوشش و سعی کرتے اور کوئی دقیقہ ملاطفت و دلجوئی کا دریغ نہ رکھتے تھے شیخ
نیکنام ہر ہنوز کئی دن اس مقام مین اُنکے ساتھ آرام و آسایش سے نگذرے
تھے کہ زمانے کی گردش بوقلمون نے تفرقہ اُنکی جمعیت مین ڈالا وے ساتون
بھائی ایک لڑائی مین جو درمیان فوج بادشاہ دلّی کے جو استخلاص کے لئے
بیجاپور کے آئی تھی اور فوج والی اِس ملک کے جو سرگردگی مین منہاج الدین
کے اُسکے مدافعہ و مقابلہ کے لئے تعین کی گئی تھی، سواد شہر کلبرگہ مین واقع
ہوئی بہادرانہ لڑ بھڑ کے ساتون کے ساتون شہید ہوئے، اور نام نیک مردی و
مردانگی کا یادگار چھوڑ گئے شیخ علی صاحب اس واقعہ جان گسل سے نہایت
خستہ خاطر اور تنگ دل ہو وہان کی بود و باش بے مزہ جانی کیونکہ خاتون
غم زدی سوگ مین ناگہانی موت سات جلیل القدر سورمان بھائی کے ہردم بلکتی
اور کڑھتی اور آثار باقی ماندہ کو اُنھون کے جو عنقریب نظر سے غائب

ہو گئے تھے ہر وقت دیکھ گریہ و زاری کرتی تھی ؁ اس سبب سے آخر کو شیخ علی صاحب نے اپنی دکھیاری بی بی اور تمام لواحق و وابستون کے ساتھ وہان سے طرف کرناٹک بالا گھاٹ کے روانہ ہو کر قصبہ کولار مین آیا شاہ محمد دکھنی نے جو ایک مرد ستودہ صفات اور حاکم اُس سر زمین کا تھا بسبب اگلی شناسائی کے جو شیخ موصوف سے رکھتا تھا قدوم کو شیخ کے غنیمت سمجھکر نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا اور ایک مکان شایستہ اُسکی سکونت کے لئے مقرر کیا بعد چند روز کے جب وہ دیانت و امانت پر شیخ عالیمقدار کے بخوبی واقف ہوا تب زمام نظم و نسق تمام اپنے کار و بار کی کف کفایت مین اُسکے سونپی چنانچہ اُس نیک نہاد نے مدّت مدید تک اُس مقام مین عزت و حرمت سے زندگی کی اور جب وہ ۱۱۰۹ سنہ ہجری مین اس جہان فانی سے سراے جاودانی کو سدھارا اُسکا بیٹا شیخ محمد الیاس قایم مقام ہوا ؁ اور مانند اپنے والد مرحوم کے سربراہ کاری کے امور کو کفایت شعاری و ہوشیاری سے انتظام دیتا اور خویشون و برادرون اور تمام منسبون کو اپنے بخوبی پرورش کرتا تھا؁

عروج کرنا شیخ فتح علی عرف فتح محمد کا اوج سپہداری
پر اور طلوع کرنا اختر ولادت نواب حیدر علی خان
بہادر کا مطلع توفیق باری عزّاسمہ سے

جب شاہ محمد حاکم کولار نے اس جہان فانی سے رحلت کی شیخ فتح علی نے بموجب حکم جوانمردی اور عالی ہمتی کے جو اُسکی ذات مین مرکوز تھی گھر مین بیکار بیٹھنے کو ناموری و مردانگی کا ننگ جانکر بڑے اجازت اپنے بڑے بھائی

سے کہ جو مرد درویش قناعت پیشہ تھا کرناٹک پائین گھاٹ کی طرف چلا گیا
اور وہان اپنی خوش سلیقگی سے جو تحصیل معاش مین رکھتا تھا بہت جلد
نواب سعادۃ اللہ خان صوبہ دار آرکاٹ کی سرکار مین دخل پیدا کر پہلے عہدے
پر سرداری پانسو پیادہ اور پچاس سوار کے ممتاز ہوا اور بلقب سپہدار سرفراز
اور پھر تھوڑے ہی دنون مین سعی و کوشش شایستہ ظہور مین لا اِس مرتبے
سے ترقی کر سرگردگی پر دو ہزار پیادہ اور پانسو سوار کے سربلند ہوا جس معرکہ
مین وہ رستم زمان جاتا مظفر و منصور ہی ہوتا یہانتک کہ آخر عہد مین حکومت
نواب موصوف کے ایک جنگ مین جو در مقام چنجی مضافات سے کرناٹک
کے راجہ سبکہ کو نواب کے ساتھ واقع ہوئی تھی اور راجہ مذکور چودہ سوار
نیزہ گذار کے ساتھ سکر نیرت ندی سے عین طغیان مین اُتر کر اپنے تئین
بے محابا ٹھیک نواب کی سواری کے جو درمیان جمعیت پانچ ہزار سوار اور
تیرہ ہزار پیادون کے دوسرے کنارے پر ندی کے پرا باندھے ہوئے مستعد
جنگ کا تھا پہنچکر چاہتا تھا کہ سنان نیزہ کو نواب کے سینہ سے پار کرے کہ
اِس مین شیخ فتح علی سپہدار نامدار تمام سپاہ کے درمیان سے جلد آگے
گھوڑا بڑھا کر اُس طعن جان ستان سے نواب کی سپر حمایت ہوا اور ایک
ہی ضرب شمشیر مین راجہ بے باک کو ہلاک کیا صلہ مین اِس جان فشانی اور
بہادری نمایان کے علم و نقارہ پا کر سربلندی حاصل کی بعد چندے جب نواب
سعادۃ اللہ خان نے وفات پائی اور بسبب جنگ و پرخاش کے جو درمیان
اُسکے خویشون اور عزیزون کے وقوع مین آئی اُس ریاست مین تمامتر فتور و
اختلال پیدا ہو تب شیخ فتح محمد نے آرکاٹ کی بود باش سے دل برداشتہ
ہو کر ساتھ تمام اپنے حشم و خدم کے بالاگھاٹ کو پھر آیا اور اہل و عیال کو

کولار مین چھوڑا اپنے بھتیجے حیدر صاحب شیخ محمد الیاس کے بیٹے کی ملاقات کو جو ملک میسور مین بعزت و احترام خرم و شادمان زندگی کرتا تھا گیا اور سرکار مین راجہ میسور کے ایک عمدہ خدمت حاصل کر بلقب نائک (جسکے معنی زبان سنسکرت مین سپہدار ہی) معزز و ممتاز ہوا، اور بعد اُسکے کرکار و بار سرکار میسور کا درہم برہم ہو گیا فتح محمد نائک نے اُس خدمت سے استعفا دے کولار کو مراجعت فرمائی اور چند روز وہان آرام سے رہ ہنگام سکونت کولار حضرت آفریدگار نے اُسکو دو لڑکے عطا کئے بڑے بیٹے کا نام شہباز صاحب رکھا گیا اور دوسرا ہوتی ہی مہد فنا مین سو گیا، چونکہ ہمت والا نہمت فتح محمد نائک کی ہنوز جویاے نام بلند و مرتبہ ارجمند کی تھی اِس جہت سے وہ سپہدار بختیار ساتھ تمام اپنی فوج کے نئے منصب کی تحصیل کے لئے صوبہ دار سرا کے پاس جو ایک بڑا خطہ موسیل انگریزی بر سر یر نگپٹن کے اُتر واقع ہی گیا، صوبہ دار قدردان مردم شناس نے اُس سپہدار نامدار کو اوپر قلعداری قلعہ بالاپور کے منصوب فرمایا اور وہ ساتھ اپنی جمعیت کے وہان جابند و بست و انتظام مین مشغول ہوا اور چون آب و ہوا وہان کی موافق اُسکے مزاج کے آئی اپنے متعلقون اور وابستون کو قصبہ کولار سے اپنے پاس بلا نہایت خوشی و خرمی کے ساتھ رہنے لگا، ایزد جہان آفرین نے اُسکو اِس مقام مین ایک فرزند بخت بلند عطا کیا جسکے فروغ طلعت و نورانی جبہت سے تمام خاندان درخشان و منوّر ہو گیا اور اُسکے طالع ہمایون کے شاہدون اور زایچہ میمون کی دلیلون سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ لعل شبچراغ شہریاری کے تاج کا زیب دینے والا ہو گا چونکہ آثار سرداری و ریاست اور نشان جوانمردی و شجاعت کے اُسکی پیشانی سے ہویدا و روشن تھے اِس لئے اُس کا نام حیدر شاہ عرف حیدر علی رکھا گیا، یہ روایت عوام کی ہی جو لکھی گئی ولیکن

راویان ثقات یہ کہتے ہین کہ شیخ محمد علی جد بزرگوار نواب حیدر علی خان بہادر جب
سید پارسا کی لڑکی کو جو اشراف و رئیسون سے کولار کے تھا اپنے حبالۂ نکاح
مین لایا تب اپنے متعلّقون کو بلا کے کولار مین سکونت اختیار کی اِس بی بی سے
یک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام فتح علی رکھا گیا اور ایک لڑکی جو ہنوز پیدا نہوئی تھی
کہ شیخ محمد علی نے اِس جہان فانی سے انتقال کیا چونکہ فتح علی نے اپنے نانا کے
گھر مین تربیت و تعلیم پائی تھی بسبب ننہالی سیادت کے اُسکو میر فتح علی
کہا کرتے تھے میر فتح علی بہت اوصاف نامی اور خصال گرامی سے موصوف تھا
جب سن جوانی کو پہنچا فوج اپنے والد مغفور کی ہمراہ لے نواب دلاور خان
حاکم سرا کے پاس گیا اور چندے اُسکی رفاقت مین عزت و احترام کے
ساتھ رہا اور وہان اکثر کام شایستہ و نمایان اُس سے ظہور مین آے آخر کو وہ
سپہدار نامدار سرکردگی مین دو ہزار سپاہی اور پان سو سوار کے ممتاز ہو کر ساتھ
لقظ نائک کے ملقب کیا گیا؛

اتفاقاً ایک مرتبہ حاکم سرا نے میر فتح علی نائک کی تنخواہ کے مبلغ خطیر زر کی برات
میر علی اکبر خان زمیندار نامدار خطّہ سرا پر لکھی؛ جب میر فتح علی نائک زر تنخواہ
کے وصول کرنیکو وہان گیا؛ میر علی اکبر خان اُس قدر زر ایک مشت ادا
کر سکا؛ اِس واسطے اُس نے قطعہ تمسّک بقیہ زر اِس قرار پر کہ چھ مہینے
مین سب کا سب ادا کرونگا؛ میر فتح علی نائک کو لکھ دیا؛ ہنوز برات کی مدّت تمام
ہوئی تھی کہ میر علی اکبر خان کی برات حیات پوری ہوئی؛ جو کچھ نقد اور جنس
سے چھوڑا تھا؛ وہ سب بقیہ خراج کے بہانے سے سرا کے حاکم نے ضبط
کر لیا؛ نائک موصوف نے میعاد معیّن پر تمسّک مذکور لیجا کر میر مرحوم کی بی بی سے
التماس کیا کہ اگر زر تمسّک آپ دے سکتین ہین تو بہتر ورنہ بندے کو اپنی

دامادی مین قبول کیجیے، بی بی بیچاری مصیبت کی ماری اِس بات کو نوز عظیم جان کے اپنی دختر معصومہ مجیدہ بیگم کو برسم کدبانوی نائک موصوف کے ساتھ عقد کر دیا،

مشہور ہی کہ ایام حمل مین اس خاتون زمانہ کو حیدر شاہ نامے درویش مستجاب الدعوات کی خدمت بابرکت مین واسطے طلب دعا کے لیگئے تھے، اُس ولی خدا پرست غیب دان نے مژدہ پیدا ہونے فرزند ارجمند بلند اقبال، صاحب جاہ و حشمت، سکندر بخت، ارسطو فطرت، حاتم زمان، رستم دوران کا دیا اور زبان صداقت بیان سے ارشاد کیا کہ اُس بخت بلند کا نام حیدر شاہ رکھنا، چنانچہ مطابق فرمانے اُس بزرگ کے وہ طفل سکندر طالع در سنہ مقدسہ گیارہ سو انتیس ہجری موضع دیو نہلّی مین جو متصل کولار کے ہی پیدا ہوا اور دروازہ فتح و اقبال کا خاندان پر اُس برخوردار سعادت آثار کے کھلا،

فتح علی سپہدار رفاقت مین حاکم سرا کے مدت تک باجمعیت تمام خرسند و کامگار رہا اور اِس عرصے مین کبھو ترقی مرتبہ اور جاہ کی حرص اُسکے دل کے گرد نہ پھری، جب نواب دلاور خان کی حکومت کے کاروبار مین فتور پڑا، تب باقتضاے ضرورت سپہدار موصوف اور خدمت کی تلاش مین سرِیرنگپٹن کو گیا، بخت و اقبال تو اُسکے ہمرکاب ہی تھا، راجہ میسور نے سپہدار مذکور کی رفاقت کو فخر اور جمعیت کو اُسکی فوج کے اپنا نفع کثیر سمجھکر بعہدہ سپہداری دو ہزار پیادے اور پانسو سوار جو ہمراہ رکھتا تھا، اُسے اپنی رفاقت مین رکھا، یہ روداد جو سرمایہ اُسکی تمام جاہ و مکنت اور شان و شوکت آیندہ کی تھی، سن گیارہ سو چالیس ہجری مین مطابق سترہ سو ستائیس عیسوی کے، ظہور مین آئی،

راجہ میسور کے خاندان مین قدیم سے یہ دستور تھا کہ جب کوئی راجا لاولد مرتا خویش
واقربا تمام چھوٹے بڑے لڑکون کو اُس راجہ کے خاندان سے دیوان خاص مین
جمع کر اُن سبھون سے ایک لڑکے سہ سالہ یا پنج سالہ کو چن کر راجہ بناتے اور
جبتک وہ لڑکا جوان اور ہوشیار ہوتا وے آپ اُس راجہ صغیر سن کے
نام سے سب مہمات کے کفیل اور سربراہ کار رہتے اور سب محاصل مملکت کو
درمیان اپنے خاندان کے سرداروں مین تقسیم کر لیتے اور ایک شخص کو اپنے
درمیان سے وزیر اور وکیل مطلق کرتے؛

جب فتح علی نایک سرکار میسور مین آیا تھوڑے دنون کے بعد وہان کے راجہ نے
عالم عنصری کو چھوڑا اور کوئی اُس کا جانشین نہ تھا دستور مسطور کے موافق
ایک لڑکے کو راجہ متوفا کے خاندان سے چن کے چک کشنہ راجا اُس کا نام
رکھا اور بندوبست راج کا گوراچری نند راج کو سونپا یہ وزیر خیانت پیشہ
مکر و فریب کی راہ سے تھوڑے ہی دنون مین راجگی کے اقتدار کا خود متصرف
ہو بیٹھا؛ فتح علی نایک نے اپنے حسن سلیقہ سے بخوبی سربراہ کرنے مین اُن
امور کے جو سرکار سے اُس کے حوالے ہوتے تھے ایسی جگہ وزیر کے دل مین
پیدا کی کہ اُس نے انجام دینے مین تمام مہمون کے فتح علی نایک کو سپہسالار اور
سب مقصدا اون کا مختار کیا؛

جب فتح علی نایک سنہ سترہ سو سینتیس عیسوی مین اس سرای فانی سے سرائے
جاودانی کو سدھارا اُسکی فوج کی سپہداری اور حشم و خدم کی سرگردگی میراث
کے طور پر علی نایک شہباز خان اور حیدر علی خان کے ہاتھ مین جو اُسکے فرزند تھے
آئی اور یہ دونون جوان چالاک نے تھوڑے دنون مین اپنی پردلی و شجاعت
کے سبب بلند نامی حاصل کی؛

شروع جوانی مین حیدر علی خان نواب میر معین الدین حاکم قلعہ کرپہ کی بیٹی کو جو میر علی رضا خان کی بہن تھی سالک ازدواج مین لایا تھا اور اُسی بانوے نیک خو کے بطن سے سنہ ۱۷۴۹ سترہ سو اُنچاس عیسوی مین ایک بیٹا گرامی منش صاحب اقبال وجود مین آیا جسکا نام ٹیپو سلطان رکھا گیا ؛

حیدر علی خان کی دوسری زوجہ میر مخدوم علی خان کی بہن مدبر نگپٹن کے قاضی القضات کی بیٹی تھی جب بعد انتقال اپنے بھائی شہباز خان کے سارے مال و اسباب پر اپنے باپ کے قابض و متصرف اور تمام فوج و حشم کے اُوپر بلا استقلال فرمان فرما ہوا پھر تو سب لوگ اُسکو تمام سرداروں اور سپہداروں مین ممتاز سمجھنے اور حیدر علی نائک ملقّب کرنے لگے ؛

جب حیدر علی خان باپ کی جگہہ سپہسالاری کے مرتبے پر پہنچا وزیر کار فرما میسور کا اُسکی عقل و کفایت پر بہت اعتماد رکھتا تھا اور وہ دلاور نامجو بھی بھاری کامون مین خوب سعی و کوشش کرکے ہر روز اپنا استحقاق زیادہ ثابت کرتا آخر حق گزاری اور شگرف کاری اُسکی وزیر میسور کے دل پر یہان تک منقش و راسخ ہوگئی کہ جو مہم پیش آتی اُس مین اسکی راے سے استصواب کرتا اور ہر لڑائی مین اُس رستم زمان کے دست و بازوے مردانہ سے مدد و اعانت لیتا ؛

اب کار گزاری حیدر علی خان کی زبان زد خاص و عام اور شہرۂ آفاق ہوگئی اور اُسکی خوش خلقی و ملاطفت کے سبب جیسے وہ عموماً خلایق کی دلجوئی مین اور خصوصاً مسلمانون کی خاطرداری مین مصروف کرتا تھا سب لوگ اُسکے دام محبّت مین اسیر ہوگئے ؛ اِسی جزو زمانے مین صورت حال اس نواح کی اس طور پر تھی کہ بسبب شکستی اور تزلزل کے جو درمیان سولہ سو عیسوی کے دولت بیجانگر کی بنا مین واقع ہوا تھا ؛ سب راجا اور باجگزار اِس دولت کے اپنی اپنی گردن

بندِ بندگی اور اطاعت سے خلاص کر ہرایک نے اپنانام راجارکھا اور اطاعت کے ننگ سے اپنے تئین آزاد کیا، اُن راجاؤن مین لچھمن راج نام راجا بنگلور کا بہت تونگر ومال دار اور اوپر مرز و بوم وسیع و فراخ اُتر پچھم کی طرف ملک میسور کے حکومت کرتا تھا اور علاوہ اپنے دارالملک کے جوایک شہر محکم بنیاد او ومضبوط تھا سیون درگ کے قلعہ پر بھی جو بہت قاب اور نہایت مستحکم تھا متصرف اور قابض تھا اُس راجہ سادہ دل نے اِس جہت سے کہ اپنے اقتدار و حشمت پر مغرور تھا اور کارپردازان میسور پر جو قدیم سے اسکے ساتھ موافقت رکھتے تھے بدگمان نہ تھا اس قدر فوج کے نگاہ رکھنے مین جو اُسکے سارے ملک کی حفاظت اور حمایت کرسکے، سستی اور غفلت کی اور انجام بد سے کچھ اندیشہ نہ کیا، جب راجہ بنگلور کی یہ غفلت سپہسالار میسور کو معلوم ہوئی وہ تو ایسی خبر ڈھونڈھتا ہی تھا اور وقت فرصت کا متلاشی رہتا تھا، کارفرماے میسور کو ملک ومال کی طمع پر دلگرم کر سترہ سو چھیالیس عیسوی مین ساتھ جمعیت بیس ہزار مرد جنگی کے سریرنگپٹن سے واسطے تسخیر کرنے بنگلور کے کوچ کیا، بنگلور کے راجا نے جب یہ خبر پائی اپنے تئین درعین بے سروسامانی، بلاے ناگہانی مین گرفتار دیکھا کچھ تدبیر نہ سوجھی، سوا اِسکے کہ اُس قلعۂ استوار کے درمیان جا کر پناہ لے، چنانچہ ایک مہینے تک اُس مین محصور اور فوج مخالف کے آسیب سے محفوظ رہا، بعد اِس مدت کے سپہسالار میسور نے اِس شرط پر کہ راجہ بنگلور کا چار لاکھ روپیہ نقد ابھی دے اور آٹھ لاکھ روپیہ ہرسال خراج کے طور پر راجۂ میسور کو دیا کرے، قلعے کے محاصرے سے ہاتھ اُٹھا سبھوناتھ کو اپنا نایب بنگلور مین چھوڑ مظفّر و منصور طرف میسور کے کوچ کیا، میسور کا راجا اُس روداد نصرت بنیاد سے ایسا مسرور اور خوش ہوا کہ سپہسالار نامدار کا بڑی تکریم و تعظیم

سے استقبال کیا اور انواع اقسام کے الطاف و اشفاق بہ نسبت اُس کے مبذول فرما ساتھ لقب بلند فرزند ارجمند کے اُسے ممتاز و ملقب کیا،
بنگلور کے راجہ نے جب اُس بلا سے نجات پائی اور میدان کو دلیروں سے خالی دیکھا انتقام کے لیئے مستعد ہو کر نئی فوج کی نگاہداشت پر ہمت باندھی اور ساز و سامان جنگ طیار کرنے لگا بعد آمادہ کرنے آلات طعن اور ضرب کے نقارہ بغاوت و عصیان کا علانیہ بجایا، اور حیدر علی خان کے نایب کو زندان میں قید کیا، جب یہ خبر میسور میں پہنچی، فی الفور حیدر علی خان ساتھ جمعیت بیس ہزار پیادے اور سوار نیزہ گذار کے بنگلور کو متوجہ ہوا، چھٹی صفر سنہ گیارہ سو ساٹھ ہجری میں مطابق سترہ سو سینتالیس عیسوی کے ایک مقام پر جہاں سے دار الملک بنگلور بیس میل رہتا ہی راجا کی فوج سے مقابلہ ہوا، راجہ ناآزمودہ کار اپنی بر دلی اور نئی فوج کے بھروسے پر سپاہ پختہ کار آزمودہ کارزار میسور کے ساتھ لڑنے لگا اور اِس طرف سے بہادران شیر جنگ نے داد بہادری کی دی،

نظم

ہم جنگ جو دونوں لشکر ہوئے ہزاروں جوانوں سے واں سر ہوئے
ہوا گرم بازار رزم و ستیز ہوئی ایک برپا وہاں رستخیز
ہزاروں ہوئے کشتہ و خستہ بس رہی جنگ کی پھر نہ جی میں ہوس

آخرکار راجہ بنگلور کی فوج نے شکست کھایا اور خود راجہ اسیر ہوا، سپہسالار نامدار نے فرصت پاکر دار الملک بنگلور کو محاصرہ کیا، وہاں کے لوگ محاصرے کی تاب نہ لا شہر کو فی الفور تسلیم کیا، اسی طرح پر اور قلعے اور پر گنے اُس

مملکت کے تصرف مین میسوریون کے آئے سپہسار نامدار نے فتح نامہ مع غنایم اور قیدیونکے میسور کو روانہ کیا اور کچھ فوج خاص اپنی واسطے حراست اور حمایت اُس دارالملک کے اپنے نائب سنبھوناتھ کی سرگردگی مین متعین کی جب اِس امر سے جمعیت خاطر حاصل ہوئی تب وہ سپہسار دولت یاور اُنکے دستورات مالی اور ملکی کے دریافت کرنے پر متوجہ ہوا کئی دن مین سب حال کلی اور جزوی معلوم کر ایک دستورالعمل واسطے تحصیل خراج اور باج کے مقرر کیا اور نقل اُسکی میسور کو بھیجی وزیر میسور سعی اور کوشش سے اُس سپہسالار بختیار کے نہایت خوش ہوا پر اِس خوف سے کہ مبادا خویش و اقارب اُس اسیر راجا کے شورش اور بلوا کر کے اِس بلاد مفتوحہ کے پھیر لینے کے قصد پر لشکرکشی کرین مملکت بنگلور کو اُس سپہسالار نامجو کی وجہ تنخواہ سپاہ خاصہ مین جاید اد کے طور پر لکھ دیا اُس بہادر نامدار نے اِس روداد کو غنیمت جان کر اِس ملک کی حفاظت کے لیئے جتنی فوج ضرور تھی اُس سے دو چند نوکر رکھی اور آہستہ آہستہ سرحدون کو اُس ملک کے بڑھانا شروع کیا اور قرب جوار کے راجون اور زمیندارون کو اپنا مطیع کرنے لگا اگرچہ بسبب ایک نئے سانحے کے جو اُن دنون ظہور مین آیا تمام قصد جو مطمح نظر اُس سپہسالار جاہ طلب کے اپنی مکنت اور شوکت کے بڑھانے مین تھے تھوڑے روزون موقوف رہے ولیکن چونکہ اقبال اُسکا یار اور بخت بیدار تھا آخر کو وے سب موانع رفع دفع ہو گئے

توضیح اِس مقال اور تفصیل اِس اجمال کی یہ ہی کہ سن سترہ سو اکاون عیسوی مین محمد علی خان کرناٹک کا نواب جب کئی طرح کی مصیبت مین مبتلا ہوا اور چندا صاحب کی فوج نے جو اُسکا حریف غالب تھا اور جماعت فرانسیسون نے

اُسکو ترچناپلی کے قلعے مین محصور کیا؛ تب اُس نے ایک سفیر اپنا میسور کے راجا کی خدمت مین بھیج کر اُس سے سپاہ و زر کی مدد مانگی سفیر کو بتاکید یہہ تعلیم کی تھی تا وہ راجۂ میسور کو امداد اور اعانت پر جس طرح ہوسکے سعی اور کوشش سے انگیز دے اور اُس دشمنی اور عداوت کو جو چند اصاحب نے اُس راجا کے ساتھ سابق مین ظاہر کی تھی اور ترچناپلی کی حکومت کے وقت کئی محال آباد کو میسور کے مضافات سے لوٹا اور تاراج کیا تھا اور کئی مہینے تک قلعۂ کاترومہ متعلقۂ میسور کو محاصرے مین رکھا تھا اُسے یاد دلاوے اور آخر کو یہہ کہے؛ اِس صورت مین مصلحت ملکداری بہی اقتضا کرتی ہی کہ جس طرح ہوسکے بیخ اور بنیاد سے اِس دونون سرکار کے دشمن کو اُکھاڑین نہین تو اگر اُس نے کرناٹک لے لیا تو بیشک تمہارے ملک پر بھی وہ ظلم جو بہلے نہین کیا کریگا؛ اور اُس نے سفیر کو یہہ بھی اختیار دیا تھا کہ اگر میسور کا راجا ان انگیزون سے امداد و اعانت کی حامی بھرے تو مبلغ خطیر زر کا وعدہ او جو شرط کہ وہ چاہے قبول کرکے اُسکو بہر طور اعانت و امداد پر لاوے؛

راجۂ میسور کا وزیر کہ مرد ذوفنون و عیّار اور حیلہ گری مین یکتاے روزگار تھا مدّت سے مرکوز خاطر رکھتا تھا کہ میسور کی ریاست کو برہاوے اور تمام پرگنون کو متعلقہ ترچناپلی کے اُسکے منضاف کرے اس سبب سے کسی شرط کو منظور نہ کیا اور سفیر سے کہا کہ اگر نواب محمد علی خان قلعہ ترچناپلی مع اسکے پرگنون کے دینے کا وعدہ کرین تو البتہ اِس سرکار سے اعانت ہوگی؛ اگرچہ قبول کرنا اس شرط کا نواب پر شاق تھا لیکن سفیر مذکور نے باقتضاے ضرورت قبول کیا کہ بعد اسکے کہ چندا صاحب کو شکست دی جاوے اور دشمن نواب ممدوح کے ممالک محروسہ سے اُسکے نکال دیئے جاوین تب قلعہ ترچناپلی مع پرگنجات متعلقہ اہل کاران میسور کو

تسلیم کیا جائیگا اور اس اقرار کو سوگند و حلف سے مضبوطی بخشی ۔ القصہ موافق اُس عہد و پیمان کے میسور کی فوج مقام کاڑور مین جمع ہوئی اور وزیر میسور نے چھہ ہزار سپاہی مرہٹون کی جماعت سے نوکر رکھ تمام حشم اور سپاہ لے شروع سال سترہ سو تریپن عیسوی مین کرناٹک کو کوچ کیا اور چھٹی فبروری کو ساتھ جمعیت بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار سپاہی کے ترچناپلی مین جا پہنچا اور اُس فوج سے جو محاصرے مین سرگرم تھی مقابلہ کیا لڑائی شروع ہوئی کوئی تو اپنے مخالف کو تیر کا ہدف بناتا اور کوئی گولی کا نشانہ کرتا کوئی کسی کی پیاس آب خنجر سے بجھاتا اور کوئی کسی کو زخم پیکان کھلاتا نوک نیزہ نے بہتون کو خاک سے اٹھایا اور تلوار نے کتنون کو خاک پر گرایا ؛

مثنوی

سواران جنگی و مردان کار — ہوئے قائم آکر یمین و یسار
ہوا گرم بازار کین و ستیز — ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
جوانون کا سر تھا اور گرز گران — دلیرون کا پہلو و نوک سنان
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ — وہان کام تھا سبکو با گرز و تیغ
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار — زمین خون سے اُنکے ہوئی لالہ زار

لیکن تائید الٰہی سے میسوریون کو فتح نصیب ہوئی اور چندا صاحب نے مع اُسکے ہوا خواہ فرانسیس ہزیمت پائی اکثر تو کھیت رہے باقی بھاگ نکلے ۔ صحیح روایتون سے ثابت ہی کہ اس لڑائی مین جو ترچناپلی کے محاصرہ میں ہوئی حیدر علی خان بہادر ساتھ اپنے رسالۂ خاص کے چالاکی اور دست برد مین تمام سپہدار اور سردارون پر فایق رہا کبھی تنہا اور کبھی تھوڑے ہمراہیون کے ساتھ مخالف

کی صف مین گھس جانا اور نامی سردار اور مردان کارزار کو فوج دشمن کے اپنے ہاتھ سے مار کر اُنکے سرکاٹ اپنے لشکر مین بطور نشان اپنی فیروزی کے لے آنا ایسی ایسی بہادری اور مردانگی سے زمانے مین آوازہ ناموری کا اُسکے بلند ہوا؛ بعد مارے جانے چندا صاحب اور شکست پانے جماعت فرانسیس کے وزیر میسور نے نواب محمد علی خان سے ایفاے وعدہ کی درخواست کی لیکن نواب موصوف نے بلحاظ بے انتظامی اپنی سرکار کے اور بپاس حزم کے بھی اُس استوار قلعے کو ویسے حریف زبردست کو دینا مناسب نجانا اور عذر نادل پذیر درمیان لاکر عوض مین اُس قلعے کے چاہا کہ قلعہ مدرا کو مع اسکے پرگنون اور پیشکش قیمتی کے دیوے لیکن میسور کے کارگزارون نے اُسکا لینا قبول نکیا آخر اُن دونون فرقون مین کہ باہم دوستی اور رفاقت کا دم بھرتے تھے دشمنی کا قدم درمیان آیا سچ ہی؛

بیت

دوستی جس مین ہی غرض کا قدم
نام مین شہد ہی اور کام مین سم

پہلی لڑائی حیدر علی خان بہادر کی انگریزون کے ساتھ اور سیکھلینا اُسکا اہل فرنگ کی جنگ کے اطوار اور ممتاز ہونا اُس امر مین امیران ہم عہد سے

اگرچہ نادری و شجاعت و ہوشمندی و والاہمتی وغیرہ مین راویان حالات حیدر علی خان بہادر کے سب کے سب اس بات پر متفق وہم داستان ہین

کر وہ بہت قوی جثہ و زور مند اور جوانمردی و ہمت بلندی و ہوشیاری و چالاکی و جفاکشی مین اور دلجوئی کرنے مین سپاہ کے اور اطلاع حاصل کرنے مین دشمنان کینہ خواہ کے اخبار و اسرار پر اور اور گزیدہ صفتون مین جو ملک داری و سپہسالاری کے لیے ناگزیر و بہ ضرور ہین وہ بے مثال و یکتا تھا اور بے فضائل اُسمین بہ تمام و کمال جمع تھے ولیکن اِس خصوص مین کہ قواعد جنگ اور دشمن شکنی کے اور طریقی فتح کرنے قلعون کے اُن آلات سے جو اہل فرنگ نے ایجاد کیے اور اسلوب حراست و طلایہ داری اور ہوشیاری روز میدان کے جس مین فرنگستان کے لوگ خوب ماہر ہین اور اِسی سبب سے تھوڑی فوج اُنکی بڑی لشکر پر غالب ہو جاتی ہی اور یہ فنون نامدار بدون ممارست اور مشاقی کے حاصل نہین ہو سکتے ہین کیونکر نواب حیدر علی خان بہادر کی ذات مین جمع ہو گیے اور کب اور کس طرح اُسنے سیکھے اختلاف رکھتے ہین فارسی وقایع نگار تو اِس بات مین کچھ بھی بیان شافی نہین رکھتے لیکن ملّا فیروز صاحب فتوحات برطنیہ در ممالک ہندیہ جکی روایتون کا سلسلہ حقایق نگاران انگریزی کو پہنچتا ہی اِسطور پر لکھتا ہی

مثنوی

زگاہ مسیحا شمارہ ز سال   چو شد ہشت با بیست بر غین و ذال   ۱۷۲۸ ء
زمادر جدا گشت آن نامور   شدہ شاد زان پور فرخ پدر
چو می تاقت زو فرۂ پہلوی   درا نام بنہاد حیدر علی
بہ پرورد تا شد ز خوردی بزرگ   بہ رزم و بہ پیکار گردن سترگ
دہ و بیست سال چو شد نامور   سوی فلجری شد بہ گفت پدر

به همراه او بود پنجه سوار / دو صد هم پیاده ورا بود یار
که بوده فرانسیس را یار جنگ / پدید آور رسم و راه پلنگ
رسیده بدانجایگه سرفراز / بیاسوده از رنج راه دراز
به دیدار آن شهر بنهاده روے / بدیده دژ و باره و شهر و کوے
ز بس گونه گون ساز و سامان جنگ / همان راه و آئین جنگ فرنگ
سپه دیده هر روز در مشق کین / فراوان شگفتید و کرد آفرین
درخشان چو آئینه آلات حرب / همان راه و آئین پیکار و ضرب
چو بیدار بد بخت هشیار مرد / پسندید آن رسم و راه نبرد
خود و لشکر خویشتن نامور / دل و جان بپرداخته از خواب و خور
هنرها که آید گه کارزار / دلیران پیکار جو را بکار
یکایک بیاموخته آن هنر / به پیش فرانسیس پرخاشخر
چنان شد که در هند از هندیان / نه بد کس که با او به بندد میان
مر آن را که یاور بود کردگار / گزیند همه نغز و شایسته کار
ندارد ز آموختن هیچ ننگ / اگر رفت باید به چین و فرنگ
فرومایه مردم شود از هنر / گرامی تر از کان گنج و گهر
خداوند سازد هنر بنده را / سر افراز مرد سرافگنده را
هنر بے نیازی دهد از نژاد / کسے از نژادش نیارد بیاد
اگر شاهزاده بود بے هنر / به ننگ آورد دودمان پدر

اور مسٹر چارلس اسٹوارٹ تذکرے مین نواب حیدر علی خان اور ٹیپو سلطان کے جس سے یہ اوراق ترجمہ کیے گئے اس طرح لکھتا ہی کہ حیدر علی خان بہادر

نے پہلی لڑائیون مین جو وہ بہادر مسٹر لارنس اور کلیو سے لڑا سب ہنر اور
دیدہ وری کو اموز جنگ آوری مین سیکھے تھے جنکے سبب اُن سردارون اور
رئیسون پر ملک دکھن کے جو اُسکے بعد اُس سے لڑے مظفّر و منصور ہوا
اور قتل عام کرنے پر دو پلٹن انگریزی کے ایکبار جنگ مین قادر ہوا اور مقابلہ
کرنے پر ساتھ تمام افواج ہندیہ برطنیہ کے میدان جنگ مین دلیر اور توانا
سترھوین تاریخ ماہ آگسٹ سنہ سترہ سو چوّن عیسوی مین ترچناپلی کے پاس
ایک بڑی لڑائی انگریزون اور فرانسیسون مین واقع ہوئی جس مین دونون فریقون
نے اپنے اپنے خیرخواہون کی فوج بھی مدد کو بلائی تھی اِس لڑائی مین حیدر علی خان
سپہسالار نے (جسکو مسٹر ادم سب دکھن کے سردارون مین بہتر لکھتا ہی)
جب یہہ دیکھا کہ بھیڑ و بنگاہ لشکر انگریزی محض بے پناہ اور بدرقہ سے خالی ہی
ایک ٹولی کو اپنے سوارون سے یہہ حکم دیا کہ سوارون پر مخالف کے جوہراول فوج
انگریزی کے ہین حملہ کرے اور اُنکو لڑائی مین مشغول اور غافل رکھے اور
خود ساتھ ایک رسالہ سواران چابک و چست کے گھوڑے اُٹھا رستے
اور مقابلے سے کترا پھیر کھا غنیم کو بھلاوے مین ڈال چنداول پر فوج انگریزی کے
پیچھے سے آکر مار دھاڑ شروع کی اور آشوب قیامت اُس فوج مین برپا کیا
پینتیس چھکڑے ہتھیار اور ساز و سامان جنگی اور اذوقے سے بھرے ہوے
لوٹ لایا جب دونون فریق جنگ جوے فرنگستان (یعنے فرانسیسون و انگریزون)
مین تھوڑے دنون کے بعد صلح و آشتی درمیان آئی اور لڑائی بھڑائی کا
دروازہ بند ہوا کچھ روزون تک آثار بہادری و دلاوری میسوریون کے جو ہوا
خواہ فرانسیسون کے تھے اور بناچار تابع پردلی نواب حیدر علی خان بہادر کے
جو اُنکا سپہسالار تھا ظہور مین نہ آئے آخرکار وزیر میسور بہ سبب عہد شکنی نواب

محمد علی خان کے جیسا کہ اوپر لکھا گیا اُسکی دوستداری و ہواخواہی سے کنارہ اور انتقام کشی مین مستعد ہو کر تسخیر کرنے پر قلعہ ترچناپلی کے ہمّت باندھی اور بہت دنون تک اُسکو محاصرے مین رکھا لیکن بہ سبب ذوفنونی نواب ممدوح اور مدد جماعت فرانسیس کے جو بعد برہم ہو جانے کاروبار چندا صاحب کے ہواخواہ نواب محمد علی خان کے ہو گئے تھے محاصرے کی مدّت بڑھ گئی اور ہنوز کچھ فائدہ اُسپر مترتب نہ ہوا اِس درمیان مین ناگاہ وزیر میسور کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی کہ مرہٹون نے بڑی فوج لیکر میسور کی سرحدون پر تاخت کر فتنہ و فساد اُس ملک مین برپا کیا ہی اور وے چاہتے ہین کہ میسور کی مملکت پر ایک خراج سالانہ مقرّر کرین بہ حکم ضرورت اُسنے اِس مہم سے ہاتھ اُٹھا معہ لشکر میسور ترچناپلی سے میسور کو کوچ کیا اور سرداری چند اول فوج کی نواب حیدر علی خان بہادر کو دی اور کہا کہ حدود میسور مین لشکر کے پہنچنے ہی اپنی فوج کے ساتھ جلد ڈنڈیگل کو جو ایک محال ہی دکھن کی طرف سریرنگپٹن کے روانہ ہووے اور اعادی کی غنیمت اور تاراج سے اُس نواح کو بچاوے جب وہ وزیر باتدبیر دارالملک سریرنگپٹن مین پہنچا راجہ میسور کو، جو کتنے روزون سے ایّام غیر حاضری وزیر مین خود تمام کاروبار ریاست کا متکفّل ہوا اور تھوڑی سپاہ سے جو میسور مین تھی دارالملک کو محفوظ رکھا تھا، دشمنون کے حملون سے بہت پریشان و سراسیمہ پایا اسواسطے آرائے کارگزاران دولت میسوریہ کی اِس پر متفّق ہوئی کہ سپاہ کینہ خواہ واسطے دفع کرنے مرہٹون کے تعین کی جاے لیکن چون سپاہ نے کئی مہینے کی تنخواہ نہین پائی تھی اِسلیئے سرکشی اور بغاوت پر مستعد ہوی اور بے تنخواہ پائے اُس مہم پر جانے سے اِبا کیا آخر بہت بحث و تکرار کے بعد جب باقی تنخواہ کے روپی کا سرانجام کیا گیا اور سپاہ راضی ہوئی وزیر میسور نے اپنی فوج کے سب سردارون

کی طرف خطاب کرکے کہا کہ کون ایسا صاحب ہمّت و دلاور تم مین سے ہی
جو بیڑا مرہٹون سے لڑنے اور کینہ کشی کا اُن سے اُٹھاوے چون لشکر مرہٹے
کی بھاری تھی اور جس قدر فوج مقابلے اور مدافعے کو متعیّن ہوئی تھی قلیل کسی
شخص نے اُس مہم کے سر کرنے کا بیڑا نہ اُٹھایا آخر کار حیدر علی خان بہادر
جو واسطے محافظت سرحد جنوبی مملکت کے بھیجا گیا تھا اور اُسکی جرأت اور جلادت
پر اُس عہد مین بہت اعتماد تھا اِس مہم کی کفایت کرنیکو بلایا گیا، وہ شیر دل
تو ایسے کام کا جس مین جوہر مردی و شجاعت کا اُسکے نمایان ہو خود خواہان
اور متلاشی رہتا تھا اِس پیام نصرت انجام کو سنکر جلد دار الملک سریرنگپٹن
کو روانہ ہوا اور پہنچتے ہی سپہسالاری پر اُس فوج کے جو مرہٹون کے دفع کرنے کو
متعیّن ہوئی تھی ممتاز اور سر بلند ہوا ولیکن اُسی عرصے مین اپریل کے
مہینے سنہ سترہ سو چھپن عیسوی مین مرہٹے پُر متّصل دار الملک میسور کے آکر
ارکان دولت میسوریہ کو ایسا تنگ کیا تھا کہ اُنھون نے اِس شرط پر
کروے ایذا و اضرار سے وہان کی رعیت کے دست بردار ہو اپنے ملک کو
پھر جاوین بیس لاکھ روپیہ نقد دیکر اُس بلا کو دفع کیا اگرچہ نواب حیدر علی خان
بہادر بعد سرفراز ہونے منصب پر سپہسالاری کے مصدر کسی امر نمایان کا نہوا
کیونکہ کام کا وقت جا چکا تھا تب بھی اِن جہتون سے کہ اُسنے اِس منصب
سپہسالاری کو بطیب خاطر اختیار کیا اور اُسکے سرانجام دینے و اہتمام کرنے
مین جلد آمادہ ہوا تھا اور رقبا اس واقعہ کے اُسنے آداب و قواعد میدان جنگ
ایجاد کردۂ اہل فرنگ کو فرانسیسون سے سیکھے اور سب سپاہ میسوریہ کو تعلیم کر
بڑی مہمون اور بھاری کامون کے لایق بنایا تھا سبھون کے نزدیک معزّز و محترم تھا،
اُسی سال کے آخر مین محفوظ خان بڑے بھائی نواب محمد علی خان صوبہ دار

کرناٹک نے سرکشی اور تمرّد کی راہ سے خطۂ تینوالی پر جو ایک پرگنہ جنوبی بہرہ زمین جزیرہ نماے ہندوستان سے ہی قابض و متصرّف ہوا اور اُسنے دولت میسوریہ کے کارگزارون سے مدد چاہی اگرچہ اس مقام مین روایت مساعدت نہین کرتی کہ دولت میسوریہ کی طرف سے نواب محفوظ خان کی اعانت و امداد عمل مین آئی یا نہین لیکن اکطوبر مہینے سنہ سترہ سو ستاون عیسوی مین نواب حیدر علی خان اپنی فوج لیکر محال ڈنڈیگل مین گیا اور بعد ایک مہینے کے وہان سے طرف دکھن کے تاخت کی اور شولاونڈن کے قلعہ کو تسخیر کر محال مدرا مین جو قریب محال تینوالی کے اُتر طرف ہی گیا؛ لیکن اِس مقام مین بعد تھوڑے روز کے محمد یوسف نے جو کمیدان تھا انگریز کے لشکر کا حملہ کر حیدر علی خان کو ڈنڈیگل کی طرف پھرایا اِس محل مین سپہسالار فوج میسور نے ایک جماعت فرانسیسونکے ملنے کا سال آیندہ تک انتظار کھینچا جب وہ جماعت اُسکے ساتھ آملی شہر مدرا اور مضافات پر اُسکے دوڑ ماری اگرچہ آخر ماہ جنوری سال سترہ سو اٹھاون عیسوی مین ایک فوج جماعہ فرانسیسونکی معہ منصبدار موشیر اشترک شہر ڈنڈیگل مین پہنچی لیکن اس سبب سے کہ مرہٹے پھر میسور پر تاخت کر تمام ملک کے خراج کی چوتھ طلب کرنے لگے اور دولت میسوریہ سے حیدر علی خان بہادر کو یہ خط پہنچا کہ وہ تسخیر کرنا بلاد دور دست کا بالفعل ملتوی رکھ جلد دار الملک سرینگپٹن کو جس مین مرہٹے قسم قسم کے ظلم و بیداد کر رہے ہین متوجّہ ہو اُسکی محافظت اور حمایت کرے؛ حیدر علی خان اپنے قصد سے باز رہکر ساتھ جماعت فرانسیس اُن حدود کے جو جلد قصد اپنے لشکر سے ملنے کا جسنے اُن دنون مین قلعہ ترچناپلی کو سخت محاصرے مین گھیر رکھا تھا رکھتے تھے کوچ کیا؛

پر نواب حیدر علی خان بہادر کے سریرنگپٹن مین پہنچنے کے پہلے ہی معاملہ مرھٹون کا یون طی ہو چکا تھا کہ کارگزاران دولت میسوریہ نے کچھ روپیہ نقد اور کچھ اشیاے قیمتی اُن کو دیکر اُن سے جنس امان اور رایسی کی خرید کر لی تھی اور جب نواب حیدر علی خان دار الملک مین داخل ہوا سب طرح مرھٹون کے فساد سے اطمینان حاصل ہو چکا تھا تب اُس سپہسالار نامجو نے واسطے نظم و نسق امور خطّہ بنگلور کے جو اُسکی خاص جاید اد تھی اور بہ سبب اُسکی غیر حاضری کے وہان بہت سی بے انتظامی پیدا ہو گئی تھی بنگلور کو روانہ ہوا؁

تحریض کرنا حیدر علی خان بہادر کا دستور میسور کو تسخیر
پر چک پالاپور کے اور لشکر کشی کرنا اُسپر اور فتح
پانا اور نئی فوج کو نوکر رکھ اپنی جمعیّت کو بڑھانا؁

بعد چند روز کی اقامت کے بنگلور مین اُس سپہسالار پر دل نے جو عزم و رزم کا دوست و آرام و راحت کا دشمن تھا ایک فتح تازہ کی راہ وزیر میسور کو دکھائی؁ اور اسطرح اُسکو تحریض کر فواج کشی پر مستعد کیا کہ اس فتح سے جو میرے خاطر مین مرکوز ہی حوزہ دولت میسوریہ کا وسیع اور خزانہ اُسکا جو بہ سبب خرچ ہونے مبلغ خطیر کے آرکات کی لڑائی مین اور اِس صرف بیجا سے جو مرھٹون کو نقد دو بارہ دینے مین خالی ہو گیا ہی معمور ہو جائیگا؁ وزیر میسور کو نواب حیدر علی خان بہادر کی ان باتون نے بھلاوے مین ڈالا اور اُسنے اِس بات کی تہ کو نہ سمجھ. طمع زر سے اُسے بے تامّل قبول کرلیا؁

تفصیل اِس اجمال کی یہ ہی کہ ستّر میل کی. مسافت پر بنگلور کے پچھم اُتر

ایک خطّہ چک بالاپور (یاکوچک بالاپور) نام واقع ہی اور یہہ خطّہ ایک سر
زمین دل چسپ سبز حاصل زرخیز ہی جاسوسون نے سپہسالار نامدار کو یہہ
خبر پہنچائی کہ نراین شوامی نام وہان کا راجہ بہت مالدار اور خداوند نعمت بسیار
ہی اور باوجود اِس قدر نعمت و ثروت کے ہمّت اور جرأت سے جس سے
وہ اپنی حراست و حفاظت کرسکے بالکل بے نصیب اور محروم سپہسالار
جاہ طلب نے بہ مجرّد سنّنے اِس اخبار مسرّت بار کے قصد تسخیر اِس
خطّے کا اپنے دل مین مصمّم کیا اور وزیر میسور کی رائے سے ایک جمعیّت شایستہ
سپاہ میسوریہ سے چنکر سنہ سترہ سو آٹھاون عیسوی مین بنگلور سے کوچک
بالاپور کی طرف کوچ کیا اور قبل اِسکے کہ اُس خطّے کے راجہ کو اُسکی عزیمت پہ
اطّلاع حاصل ہو دفعةً اُس خطّے مین جاپہنچا راجہ بیچارہ پہلے تو نندی درگ
کے قلعہ مین جاگھسا پھر دو روز کے بعد افواج میسوریہ کے محاصرے کی تاب نہ لا
قلعہ سے بھاگ گیا اور سارا مال اور اسباب وہین چھوڑ دیا سپہسالار
نامدار وہ سب اپنے قبضے مین لا اُس مین سے کتنی نادر چیزیں ساتھ فتح نامہ
کے دارالملک میسور کو بھیجین اور بقیّہ اموال سے ایک حصّہ تو سپاہ
پر بطریق اِنعام تقسیم کیا اور باقی اپنی سرکار خاص مین رکھا اور اپنی طرف سے
عامل کارگزار واسطے بندوبست کے اُس تمام علاقون مین متعیّن اور مامور کر
اُس نواح کو اپنی جایداد قدیم مین منضاف کیا نواب حیدر علی خان بہادر نے
جب وضع زمانے کی اس طور اپنے موافق پائی اور فلک کو یار دیکھا اور اپنی
سعی اور کوشش کے پودھون کو ناموری کے باغ مین میوے خوش گوار
کے ساتھ پھلتے پایا تب اپنی ریاست کے احاطے کو بڑھانا چاہا اور ممالک مفتوحہ کی
حفاظت کے بہانہ سے سپاہ قدیم کی جمعیّت کو فوج نونگھداشت سے زیادہ کی اور

ایک رسالہ نیا ایسے اشراف سواروں سے جنگی وفاداری اور بہادری قابل اعتماد کے ہو بھرتی کر اپنی خدمت خاص میں رکھا،

حسد کرنا وزیر میسور کا اُس سپہسالار دولت یار کی عزت و شان دیکھکر اور کُوا کھودنا اُسکی راہ میں اور آپ ہی گرنا اُس میں اور پہنچنا سپہسالار کامگار کا مرتبہ جلیلہ وزارت پوراے میسور کے اور تصرف کرنا امور معظمہ برراج کے

جب خبر فتح اِس مہم کی جو سپہسالار بختیار سے ظہور میں آئی وزیر کو پہنچی خواب غفلت سے چونکا اور راجہ میسور کو اِس طور پر اغوا کیا کہ یہ سپہسالار حریف پرکار ہی لطایف الحیل اور فریب سے اُسکو دارالملک سریرنگپٹن میں بلا کر قید کیا چاہیئے چنانچہ بموجب اِس تجویز کے پیشگاہ دولت میسوریہ سے ایک اشتیاق نامہ بھرا ہوا انواع اقسام تعریف اور تملّق سے اُس سپہسالار یگانہ کی خدمت میں اُسکے تشریف لانے کے واسطے بھیجا گیا نواب حیدر علی خان بہادر تو اُمرا اور وُزراے روزگار سے عموماً اور مکر و فریب سے وزیر و راجہ میسور کے خصوصاً سابق سے آگاہ و واقف تھا اور اِسی واسطے بحکم احتیاط اور حزم کے ایک اخبار نویس تیز ہوش کو اوپر پیش قرار شاہرہ کے اپنی طرف سے خفیہ میسور میں متعین کر رکھا تھا تا ہمیشہ وہان کی خبر لکھتا رہے چنانچہ اُس نامہ خریعت ختامہ پہنچنے کے آگے ہی اُس خفیہ اخبار نویس نے وزیر کی مکّاری کو اور حضور طلبی کے باعث کو نواب حیدر علی خان پر ظاہر کر دی تھی اِس سبب سے اس بہادر نے نامہ پاتے ہی

بعد غور اور تدبیر کے بالاپور سے بنگلور کو کوچ کیا اور وہان پہنچ کر تمام اپنی فوج
کو جمع کر متوجّہ دار السلطنت سرنگپٹن کا ہوا اور جب منزل مقصود کو پہنچا حوالے
شہر مین مقام کر شام کے وقت ساتھ چند بہادر سپاہیون کے جن پر اعتماد کامل
رکھتا تھا وزیر کی ملاقات کو گیا اگرچہ وزیر پختہ کار نے سپہسالار نامدار کے پہنچنے سے
پہلے اُسکے پکڑنے اور قید کرنے یا مار ڈالنے کی بہت سی تدبیرین کر رکھی
تھین لیکن جب وہ نامدار وہان پہنچا کچھ اُس سے بن نہ آئی سب اُسکا اندیشہ خام
اور سودا ناتمام رہگیا سچ ہی جس کو خداوند علی الاطلاق شوکت و شکوہ مین
یگانۂ آفاق بناتا ہی ہر ایک روباہ منش اور خدیعت پیشے کا خدع اور مکر اُسکے
آگے پیش نہین جاتا بلکہ وہی مکر وفریب اُسکی ترقّی کا باعث ہو جاتا ہی الغرض
نواب حیدر علی خان بہادر اُس سے رخصت ہو اپنے خیمے مین داخل ہوا
اور فرصت وقت جاتی رہی جب اُس وزیر پر تزویر نے دیکھا کہ اول ملاقات مین اُسکی
بدسگالی کا منصوبہ عمل مین نہ آسکا اور مرکوز خاطر نے اُسکے کچھ ظہور نہ پایا
بار دیگر یہ چاہا کہ دوسری ملاقات مین پھر اُسی طرح کا بساط مکر اُس سکندر
طالع کی راہ مین بچھاوے اور اپنے حریف غالب کو مات کرے لیکن دوست
ہواخواہ اُس سپہسالار نامدار کے جو اُسکے دربار مین تھے اُس
راز سربستہ سے واقف ہو گئے اور فوراً پیش از وقوع اُس مکر وفریب
کی اطّلاع اُس رستم وقت کو پہنچائی اگرچہ وہ دلاور نامدار بد اندیشی سے وزیر
مکّار کے اِس واقعہ کے پہلے ہی خبردار ہو چکا تھا تو بھی پختہ کاری کی راہ
سے تجاہل عارفانہ کر اُس حال کو سنکر بہت متعجّب ہو حیرت کی راہ سے
کہا کہ ایسے عاقل و نیک خواہ سے ایسے اندیشے تباہ کہ سزاوار تھے
تب اپنے رفیقون اور مشیرون سے مشورہ لے یہ عزم جزم کیا کہ

وزیر خیانت پیشہ کو اوج وزارت اور کام گاری سے حضیض معزولی اور خواری مین ڈالے،

بعد چند روز کے وہ سپہسالار واسطے ظہور مین لانے اپنی عزیمت کے ملاقات کے بہانے وزیر کے گھر گیا ایک ٹکڑی کو اپنی سپاہ سے تو اُسکے دروازے پر بٹھا دیا اور تھوڑے سے بہادر سپاہی جو تمام فوج مین دلاوری اور چالاکی مین منتخب تھے ساتھ لیکر وزیر کے مکان مین جا بے لڑے بھڑے اُسکو قید کرلیا اور ایک جماعت کو اپنی سپاہ سے واسطے گھیر لینے راجہ میسور کی دولتسرا کو بھیجا راجہ میسور نے اِس واقعہ سے کچھ تنگدلی اور پریشانی کو اپنی خاطر مین راہ نہ دیا بلکہ نواب حیدر علی خان بہادر کو بُلا کر بہت اِعزاز و اکرام سے ملاقات کی اور سرِ دربار یہہ فرمایا کہ چلن نندوراج کی تھوڑے روزون سے ایسی راہ راست و اعتدال سے منحرف ہو گئی تھی اور کئی کام خلاف مرضی اُسنے ایسے کئے تھے کہ پیش نہاد میری خاطر حق گزین کے یہی تھا کہ وہ معزول ہو اور ایسے سپہسالار کفایت پیشے کو عہدۂ وزارت سونپا جاوے الحمد للہ کہ اِس مہم نے بے مداخلت اِس نیاز مند درگاہ احدیت کے نیک سرانجام پایا اب کمال خوشی اور رضامندی سے مین چاہتا ہون کہ حکومت کا اختیار اس سپہسالار کار گزار سلیقہ شعار کو سونپون جب نواب حیدر علی خان بہادر نے میسور کے راجہ کو اس واقعہ مین یون ترسان لرزان پایا زبان ملاطفت پرور کو واسطے دلجوئی راجہ کے کھولا اور مراتب محبّت و ہواخواہی کو اپنے اچھی طرح اُسکے ذہن نشین کیا اور کہا کہ اگر وزیر پر تزویر میری جان کا قصد نہ کرتا تو مین ہرگز مصدر اِس شورش اور اُسکی ایذا رسانی کا زنہار نہ ہوتا آخر نواب حیدر علی خان بہادر نے وزیر کو معہ اُسکے دونون لڑکون کے قلعہ میسور مین مقیّد

کر وظیفہ شایستہ اُن کے واسطے مقرّر کر دیا چنانچہ وہ بیچارہ تیرہ برس تک بعد
مبتلا ہونے اِس نکبت اور وبال کے قید حیات مین تھا آخر کو انتقال کیا۔

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب حریف کو اپنے جیل خانہ مین بھیجا تمام
مناصب جلیلہ پر دولت میسوریہ کے خود متصرّف ہوا سب ملکی اور مالی کام کو
اپنی تجویز اور راے سے انجام دینے لگا بعضے زمیندار اور راجاؤن نے جو
دار الملک سے مسافت بعید پر تھے اُسکی اطاعت سے سرکشی کی اور اُسکی
حکومت اور اقتدار پر معترف نہ ہوئے لیکن اِن سب کی ناخوشی کو وہ کچھ
حساب مین نہ لاتا تھا اور اِس نافرمانی کی کچھ وقعت اُسکے نزدیک نہ تھی کیونکہ
مے کے مہینے سال سترہ سو ساٹھ مین جب موسیو لالی حاکم پانڈیچیری نے
اُس نواب صاحب اقتدار سے اِس طور پر درخواست کمک کی کی تھی کہ وہ
فوج وظیفہ پرور اپنی معہ توپ خانے کے جو تحت حکم اُسکے بھائی میر مخدوم
علی خان کے تھا واسطے مدد فرانسیسون کے بھیج دے اُس نواب عالیقدر
نے اپنے دست و بازوے مردانہ پر اعتماد کرکے بہت فوج مدد کو اُسطرف
روانہ کر صرف تین سو سوار سے جو ہمیشہ واسطے حفاظت اور حمایت اُس
عالی جاہ کے ہمرکاب رہتے تھے بہت دنون تک مقام دریا دولت باغ مین جو تین
میل کے فاصلہ پر قلعہ سرنگاپٹن سے واقع ہی اقامت کی۔

روانہ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا میر مخدوم علی خان
کو توپ خانے سمیت واسطے اعانت فرانسیسون کے قلعہ پانڈی
چیری کی طرف اور تصرّف کر لینا انگریزون کا اُس قلعہ کو
اور ناکام مراجعت کرنا مخدوم علی خان کا وھان سے اور اس
جہت سے اُسکا پہلے موردِ عتاب نواب بہادر کا ھوجانا اور پھر
فرانسیسون اور منصبدارون کی شفاعت سے سرفرازی پانا ؛

سترہ سو ساٹھ عیسوی مین جب نواب حیدر علی خان بہادر سطوت و بغما گری سے مرھٹون کی اپنی مکنت و اقتدار کی حمایت وحفاظت مین مشغول تھا پانڈےچیری اقامت گاہ جماعت فرانسیسون کی انگریزون کی صولت سے بڑے خطرے مین تھی جب موشیر لالی وہان کے حاکم نے اُس سے کمک طلب کی نواب حیدر علی خان بہادر نے سات ہزار مرد جنگی سوار اور پیادے توپخانے سمیت بسر گردگی میر مخدوم علی خان اُسطرف کو روانہ کیا میر موصوف نے اثنائے راہ مین ایک جمعیّت کو فوج انگریزی کے جو اُسکی فوج کو مدّی کے آنے سے مانع ہوئی تھی پیچھے ہٹا دیا اور حوالی پانڈیچیری مین پہنچکر دو مہینے تک وہان اقامت کی اور اس عرصے مین کئی مرتبہ اپنی سپاہ قلعے کے درمیان واسطے حمایت قلعے کے بھیجی اور بارہا موشیر لالی کو تحریض کی کہ قلعے سے نکل میدان مین صف باندھ کر انگریزون سے لڑے لیکن اسکے دل پر ایسا انگریزی فوج کا رعب غالب ہو گیا تھا کہ میر مخدوم علی خان کی تحریض اور اُسکی اپنی سپاہ کی دلدہی اور انگیز نے مطلق فایدہ نہ بخشا آخرکار نامردی و جبن کے باعث وہ ایسے مضبوط قلعے کو انگریزی فوج کے سردارون کو تسلیم کر وہان سے چلا گیا؛

جب میر مخدوم علی خان نے یہ حال دیکھا لاچار وہان سے پھر کر بنگلور کو گیا اور
سب فرانسیسی سواروں کو جو مسیو آلن ہیوکل کے رسالے مین تھے
اور تمام اہل حرفہ اور پیشہ وروں کو جو وہان رہتے تھے ساتھ لے گیا آنا اُس
جماعت فرانسیسیہ کا واسطے نواب بہادر کے نوزعظیم تھا جنکے سبب اُسکی
فیروزی اور نیک سرانجامی زیادہ ہوئی اسواسطے کہ اکثر اُن پیشہ وروں
سے زرہ و جوشن بنانے والے اور لوہار اور صیقل گر و بڑھی تھے جن کو
فرانسیس واسطے توپخانے اور سلاح خانے پانڈیچیری کے بڑی تلاش سے
بہت زر خطیر خرچ کرکے لے آئے تھے چونکہ نواب موصوف قوم فرانسیس سے
بہت خوش گمان اور اُنکی چالاکی و دلیری کی بہت تعریف کیا کرتا تھا اسواسطے
اُنکے آنے اور داخل ہونے سے اُسکی سپاہ مین بہت شاد ہوا اور زیادہ
اِس جہت سے کہ اُن فرانسیسون کے ساتھ ایک جماعت پیشہ وروں
کی تھی جیسا کہ اُوپر مذکور ہوا اگرچہ نواب بہادر آنے سے اُس جماعت
فرانسیسون کے بہت خوش ہوا تھا لیکن اس جہت سے کہ میر مخدوم علی خان
پانڈیچیری سے ناکام پھر آیا اور کچھ کام نکیا بہت ناخوش ہوا اور خان موصوف
کے ساتھ نہایت سردمہری سے ملاقات کی اور مورد عتاب کرکے یہ کہا کہ
کیون کام کو ناتمام چھوڑا اور پانڈیچیری کی کمک سے ہاتھ اُٹھایا اور
قابت طیش سے قبل اِسکے کہ اُس سے کچھ جواب سنے اُسکو سپہسالاری کے
منصب سے معزول کر سواران سرسری کے جرگے مین داخل کیا اور فرمایا کہ اصلا
یہ شخص لیاقت حکومت اور سپہسالاری کی نہین رکھتا ہی جب نواب نامدار
نے اپنے برادر نسبتی کے ساتھ یہ سلوک کیا سب لوگ حیران ہو گئے اور
جتنے منصبدار اور سپاہی جو پانڈیچیری کی مہم مین میر مخدوم علی خان کے ساتھ

تھے بہت غمگین و دلگرفتہ ہوے اُن مین سے بہتون نے اور اُن فرانسیسون نے جو تازہ وارد تھے میر مخدوم علی خان کی شجاعت کی چونکہ اُس رستم نامدار کا یہہ دستور تھا کہ اگرچہ کسی امر ناشایستہ پر کسی سے ناخوش ہو جاتا لیکن انصاف سے ہرگز عدول نکرتا تھا اِسی سبب سے جب اُن رفیقون کو نبریہ واظہارِ بے قصوری مین خان مذکور کے متفق پایا میر مخدوم علی خان کی نوج کے سب منصبدارون کو بُلا کر راہ و روش خان موصوف کی اور تمام کیفیت مہم پاندیچیری کی اچھی طرح اُنسے پوچھی سب نے ایکدل و ایک زبان میر مخدوم علی خان کی پردلی اور عقل کی تعریف کی اور کسی طرح کا قصور اُسکا اُس مہم مین بیان نہ کیا بعد تحقیق ہونے اِس امر کے نواب بہادر نے حکم کیا کہ سواری خاص معہ تمام ساز و سامان شوکت اور توزک کے جلد طیار ہو حکم پانے ہی جھٹ پٹ فیلبانے نے ہاتھی تھنسان زردوزی جھولین پڑی ہوئین جڑاؤ عماریان طلائی ہودے گدیان بانات مخملی کھنچی ہوئین آکر در دولت خانے پر جھومنے لگین اور اصطبل سے نرکی تازی گھوڑے پوزی پٹے دمچی ہیکل جھبے نقرۂ طلائی مرصع کار سے آراستہ جڑاؤ کاٹھی کارچوبی چارجامے کھنچے ہوئے آنے لگے سوارون کے غٹ کے غٹ دستون پر آکر کھڑے ہو گئے اور پیادے برقنداز پنی اپنی وردی رنگ برنگ کی پہنے ساز سنگر اگائے بندوقین لئے تلوارین نلون مین ڈالے ہوے در دولت سرا پر جمع ہوے اور نقیب چوبدار عاصے بردار ملائی و گنگاجمنی عاصے سونٹے ہاتھ مین لئے حاضر الغرض نواب حیدر علی خان بہادر سُس شوکت و توزک سے ساتھ کو کبہ پر شکوہ و شان کے اپنے ققاو ارکان دولت سمیت میر مخدوم علی خان کے گھر اُسکی ملاقات کو سوار انھوڑی ہی دور سواری گئی تھی کہ بازار کے درمیان خان موصوف

کو پیادہ جاتا دیکھا نظر پڑتے ہی فی الفور نواب قدرشناس ہاتھی سے
اُتر خان موصوف کو آغوش شفقت مین لے کئی مرتبہ بدل معانقہ
کیا اور یہہ کہکر اُسکی دل جوئی اور اپنی طرف سے معذرت کی کہ تمہارے
ہوا خواہونکی تقریر سے اب مجھپر ثابت ہوا کہ عتاب میرا آپ پر بیجا تھا اِس
لئے مین تمہارے یہان معذرت کے لئے چلا تھا اب جو مین نے تم کو رستے پر
بازار مین پایا بہت خوش ہوا اِس لئے کہ یہہ اعتذار بر سر بازار تمہاری
بے قصوری سب لوگون کے نزدیک ظاہر کریگا تب نواب قدردان مہرپرور
نے خان موصوف کو اپنے خاص سواری کے ہاتھی پر سوار کیا اور خود اپنے
خاصے گھوڑے پر سوار ہو سب کوکبہ اور توزک سواری معیت اُسکے ہاتھی
کے آگے آگے جاتا تھا اور سب لوگ اور سپاہ پیچھے چلی آتی تھی نواب
بہادر کے اِس رفع ملال اور صفائی سے ساتھ میر مخدوم علی خان کے سب
لوگ نہایت خوش ہوئے؛

اگرچہ اس غضب اور رضامندی سے بہ نسبت میر مخدوم علی خان کے
یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ عادل زمان رادہ انصاف و عدل پر چلنا اور ظلم و جور سے
اعراض کرتا تھا لیکن حقیقت حال یہہ ہی کہ اس طرح کا خطاب اور عتاب اُسکی
مصلحت پر ملک داری اور سپہسالاری کے متضمن تھا اِسواسطے کہ چون دل اُسکا
جاہ طلب و اقتدار دوست تھا اور سر کو اُسیکے تاج داری اور کشورخدیوی کی
آرزو تھی پس یہہ عتاب اُسکا بموجب مضمون اِس مصرع کے؛

ای در بتو می گویم دیوار تو ہم بشنو؛

سب منصبداروں کے لئے ایک تعلیم تھی تاکہ وے سب اِس بات کو
خوب یاد رکھین کہ جب اُس نواب ذی اقتدار نے تو تم سے قصور کے مہم تک

شی مین اپنے بھائی کو جو اُسکے نزدیک جان کے مانند عزیز تھا عہدے سے معزول اور مورد عتاب کیا اور ایک لمحہ مین کچھ سے کچھ کردیا اور کسیکو ایسے کامون مین کب سزا دینے سے درگذر کریگا ؛

لشکرکشی کرنا بسواجی پنڈت سردار مرہٹے کا میسور پر اور راجہ میسور کا اُرخلا ننا پوشیدہ اُسکو واسطے گرفتار کرنے نواب حیدر علی خان کے اور آگاہ ہوجانا نواب موصوف کا اُس راز مخفی سے اور بچ کے چلا جانا نواب کا میسور سے بنگلور کو ؛

جب سترہ سو آٹھ عیسوی مین فوج مرہٹون کی بسر گردگی بسواجی پنڈت بجہلہ طلب چہارم حصہ خراج ملک میسور کے جسکا حال اوپر لکھا گیا سرینگپٹن کی سرحدون مین پہنچی میسور کے راجہ نے ایک سفیر رازدان کو مخفی بسواجی پنڈت کے پاس بھیج کر حال اپنی نکبت اور ذلّت کا اظہار کیا اور بکمال عاجزی سے اُسّے درخواست کی کہ وہ اُسے موذی مسلمان زبردست کے پنجے سے حیدر علی خان کی قید سے چھوڑانے مین سعی اور کوشش کرے سپہدار مرہٹے نے بہ سبب تعصّبِ دین وطمع زر اُس امر کو قبول کرلیا اور سب اپنی سپاہ ساتھ لیکر دارالملک سرینگپٹن کی طرف یورش کے قصد پر چلا چونکہ نواب نامدار اُس راز سے آگاہ نہ تھا پہلے مرہٹے کی فوج کے آنے کو واسطے مطالبے چوتھ کے سال گذشتہ کی طرح خیال کیا تھا لیکن کئی ساعت قبل روانگی فوج کے تمام منصوبون پر راجہ اور سپہدار مرہٹے کے واقف ہوگیا اور یقین جانا کہ اُن دونون کو میری تباہی منظور ہی وقت کو ضایع نکیا اور فی الفور وہان سے سوار ہو ساتھ کئی رفیق بہادر

چالاک جان نثار کے مخفی بنگلور کی طرف جہان اپنی سپاہ خاص واسطے ضبط وحراست قلعہ کے متعین کر رکھی تھی روانہ ہوا؛ جب نواب قلعہ سرینگپٹن سے نکل کر بنگلور کو چلا تب راجہ کے لوگون نے مطلع ہو کر اُسکی طرف جا ئے سب خالی گیئے اور بہت سے مرھٹون کے سوارون نے بھی اُسکے پیچھے گھوڑے ڈالے لیکن کوئی اُسکی گرد کو بھی نہ پہنچا اور وہ سپہدار نامدار صحیح وسالم قلعہ بنگلور مین داخل ہوا؛

سپاہ بھیجنا راجہ میسور کا بہ سپہسالاری کنڈاری راو واسطے محاصرہ بنگلور کے اور ہزیمت پانا اُسکا نواب حیدر علی خان بہادر کی فوج سے اور آنا نواب بہادر کا سرینگپٹن کو اور قید کرنا راجہ کو اور آپ خود بالاستقلال مسند حکومت پر جلوس کرنا؛

جب نواب حیدر علی خان بہادر بنگلور مین پہنچا پہنچتے ہی ایک قاصد باد رفتار میر مخدوم علی خان کی طرف روانہ کیا اور یہ فرما بھیجا کہ بہت جلد تمام اُس جمعیت سوار و پیادہ کے ساتھ کہ سابق فرانسیسون کی کمک کے لیئے پانڈی چیری کو بھیجی گئی تھی آرکاٹ سے بنگلور مین آکر حاضر ہو اور سب گڑھونکے قلعہ دارون کو جو اُسکے حکم مین تھے لکھ بھیجا کہ سب اپنے اپنے محالات اور پرگنون کی حراست اور حفاظت مین بخوبی مشغول و مصروف رہین اور جس قدر سپاہی اور کام کے آدمی وہان کی حاجت سے زیادہ ہون بنگلور کو جلد بھیج دین؛ راجہ میسور نے چڑھائی کی فرصت کو نواب بہادر پر جو ایک حریف زبردست لڑائی کی گھاتون سے خوب ماہر تھا قبل اسکے کہ اُسکی فوج آرکاٹ سے پہنچے غنیمت جانکر جلد جس قدر فوج جمع ہو سکی سپہسالاری مین کنڈاری راو کے

بنگلور کو روانہ کی تاوہ شتابی سے پہنچکر قلعہ بنگلور کو سخت محاصرہ کرے نواب
بہادر نے اسی عرصے مین پہلے پہنچنے فوج دشمن کے ایک اچھی جمعیّت سوار
و پیادون کی جمع کر لی تھی اور جب فوج مخالف کی قریب پہنچی اُسکو نہیت ہی
محقّر اور ناچیز سمجھہ بمقتضاے تہوّر ذاتی اپنے انتظار کرنے کو کر فوج مخالف
کی آوے اور قلعہ کو محاصرہ کرے نامردی جان مع سپاہ قلعہ سے باہر نکل
آگے بڑھکر اُنکا مقابلہ کیا دونون مہابھارت دلین جیسے ساونون بھادون کے بادل
گھن گھور چارون طرف سے اُٹھتے ہین ایک دوسرے کی مقابل ہوین پہلے تو دور
سے گولیان اور گولے تگرگ اور اولے کی طرح دونون طرف سے برسنے لگے
گولون کی گڑگڑاہٹ اور گولیون کی کڑکڑاہٹ بادل کی گرج اور رعد کی کڑک تھی
اور رنجک کا اُڑنا و مہتابی کا پھکنا برق کی جھلک اور بجلی کی چمک دھان دھان سے
توپونکے ہنگامہ محشر کا پیدا ارتھا اور دھمک سے اُسکے زلزلۃ الارض آشکار جب
دونون فوجین لڑتے لڑتے نزدیک آئین اور نوبت کوتہ یراق کی پہنچی تب تو
تیغ تبر خنجر جمدھر پستول طپنچے چھوری کتاری بھالے برچھی کی بوچھاڑ بن
چلتی تھین اور لہو کی پھوہارین اُڑتی ایک لمحہ مین خون کی ندیان اور نالے
بہنے لگے اور ہاتھی گھوڑے اُونٹ ناو بجرونکے مانند اُسمین نظر آنے
قتیلون کے سر حباب کے مانند تیرتے پھرتے تھے اور کشتونکے مانند لاشین
موجونکے مارے بہا کنارے لگتی تھین آخرکار نواب رستم شوکت اسفندیار
صولت نے راجہ میسور کے لشکر کو ہزیمت فاحش دی اور کنادی راو
سپہسالار کو پکڑ لیا اس لڑائی مین معلوم نہین ہوتا ہی کہ مرہٹے شریک تھے یا نہین
کسی راوی نے کچھ اس باب مین نہین لکھا نواب حیدرعلی خان بہادر نے
مظفّر و منصور مع سپہسالار اسیر بنگلور کو مراجعت فرمائی تھوڑے دنونکے بعد جب

میر مخدوم علی خان معہ فوج وہان پہنچا تب نواب بہادر تمام سپاہ کینہ خواہ کو ساتھ
لے وہان سے کوچ کر سرینگپٹن کو روانہ ہوا اور بے مقابلہ اور مزاحمت قلعہ مین
جا راجہ میسور کو حرم سرا مین قید کرلیا اور سپہسالار میسور کو لوہے کے پنجرے
مین مقیّد کیا اور کارگزارون کو اُسکے قلعہ سے باہر نکال تمام مملکت اور دارومدار
راجگی کے قابض و متصرّف ہوا یہہ واقعہ جلیلہ در سنہ سترہ سو ساٹھ عیسوی ظہور مین آیا
پیشتر انتزاع کرنے انگریزونکے پانڈیچری کو فرانسیسون کے ہاتھہ سے جو سنہ
سترہ سو ساٹھ عیسوی مین واقع ہوا موشیر لالی نے اُستف مالیکار ناسیرس
کو بسواجی پنڈت سپہسالار مرہٹون کے پاس جو اُن دنون صوبہ کرناٹک
مین تھا بھیج کمک اور مدد مانگی تھی اور واسطے زیادتی شان و شکوہ اُس
سفارت کے تین ہزار سپاہی فرنگی بسرکردگی موشیر آلین سفیر مذکور کے
ہمراہ کئے تھے لیکن چون فرانسیسون کا کام تھوڑے ہی دنون مین بالکل ابتر
اور دفتر اُنکی حکومت کا گاوخورد ہوا گویائی و زبان آوری نے اُسقف کے کچھ فائدہ
نہ بخشا اور قبل اِسکے کہ موشیر آلین مرہٹون کی لشکر سے مراجعت کرے
اُسکو خبر پہنچی کہ پانڈیچری کو انگریزون نے لے لیا اِس جہت سے موشیر آلین
اپنی تمام جمعیّت کے ساتھہ سرینگپٹن کو گیا اُسکے پہنچتے ہی نواب بہادر نے
اُن سب کو نوکر رکھہ لیا اور یہی لوگ اُس سرکار مین اچھے اچھے کار و خدمت کے
بانی ہوے اور پیادون کو آداب اور قواعد لڑائی کے فوج فرنگ کے طور پر
سکھایا اور توپخانہ کو اپنے دستور پر خوب ہی صاف ستھرا بنایا۔

متوسّل ہونا نواب بسالت جنگ برادر نواب نظام علی خان
صوبہ دار ملک دکھن کا نواب حیدر علی خان بہادر سے
واسطے تسخیر کرنے صوبہ سرا اور اُسکے قلعہ کے مشروط بچند شرط

جب حکومت میسور کی نواب حیدر علی خان بہادر پر بالاستقلال مسلّم و مقرّر ہوئی اُس عالی حوصلہ نے تمام محالات اور پرگنے میسور کے جو بسبب گوشہ گیری راجہ اور بد دلی و بد تدبیری وزیر بے تدبیر کے تصرّف مین اور حاکمان غالب کے آگئے تھے ہر ایک کے قبضے سے نکال ممالکات میسور کے مضاف کیے اور کانو ترو کرپہ و شانور وغیرہ کو بھی جو افغانان زبردست کے قبضے مین تھے بزور لیکر اپنے ممالک محروسہ مین داخل کیا ' اِس لڑائی کی جہت سے کہ نواب بہادر انتزاع کرنے مین اُن تینون ریاستون کے افغانونکے ہاتھ سے جو دربارۂ بیدلی و تہوّر تمام ہندوستان مین ضرب المثل ہین اُن پر غالب ہوا اور غاصبون و متمرّدون کو جیسا چاہیے مقہور اور مخذول کر مظفّر و فیروز ہوا اُسکے شیر دلی کا شہرہ اور جراُت و بہادری کا آوازہ تمام ہندوستان مین پھیلا سب امیر و رئیس و سرداروں نے دور و نزدیک کے اُسکا لوہا مانا اور اُس سے بیم و امید رکھنے لگے چنانچہ نواب بسالت جنگ برادر نظام علی خان صوبہ دار دکھن نے جو حاکم خطّہ ادھونی کا تھا اور اُن دنون قلعہ صوبہ سرا کے محاصرے مین جو بہت دنون سے قبضے مین مرھٹون کے آگیا تھا مشغول تھا اِس لڑائی کی فتح کو جو پٹھانون سے ہوئی سنکر نواب بہادر سے مدد طلب کی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ جب گیارہ سو چھاسٹھ ہجری مین نواب نظام علی خان نے بعد مار ڈالنے اپنے بھائی نواب صلابت جنگ کے جنکے بعد مارے جانے

نواب ناصر جنگ ابن نظام الملک مرحوم حاکم دکھن کے افغانون کے ہاتھون
سے چند روز حکومت کی تھی مسند پر جلوس کرثروت و نعمت کے اسباب
بڑھانے کی لالچ اور دین و مذہب کی غیرت سے یہ ارادہ کیا کہ شہر پونان پر
جو دار الملک پیشوایان قوم مرہٹے کا ہی چڑھائی کر اُسے تاراج کرے اسی
واسطے جسوقت اُسکو یہ معلوم ہوا کہ بالاجی راو پونان کا حاکم اپنی سب لشکر
سمیت واسطے بندوبست ملک خاندیس کے گیا ہی فرصت کو غنیمت جان
ایک بھاری لشکر لیکر جلد پونان کو جا پہنچا اور بہت مال و اسباب لوٹ
شہر مین آگ لگا دی اور بتخانے ہندوون کے جلا کر خاک سیاہ کئے
اور کوئی امر خواری و بیحرمتی کا باقی نہ رکھا لیکن جب یہ خبر وحشت اثر بالاجی
راو پیشوا نے سنی ایلغار کے طور پر ساتھ بڑی جمعیت سپاہ کینہ خواہ سے
مرگ ناگہانی کے مانند عین غفلت مین لشکر پر نظام علی خان کے ہمنا باد کے متصل
آکر اُسکی فوج کو فرصت ہتھیار اُٹھانے کی نہ دی اکثر سردارون کو نواب
نظام علی خان کی فوج کے مار ڈالا اور کتنون کو پکڑ لیا نواب نظام علی خان
جان کے خوف سے تمام ساز و سامان حشمت وجاہ اور خیمہ وخرگاہ چھوڑ پہلے
تو ایک قلعہ مین جو وہان سے قریب تھا جا کر پناہ لی اور آخر کو اسّی لاکھ روپیہ نقد
سربہا بھیج کر اپنے تئین بچایا اور اُس زر نقد کے سوا صوبۂ برہان پور و دولت آباد
و احمد نگر اور صوبۂ برار کو کارگزاران دولت پیشوا کے تصرف مین چھوڑا
اُسی عہد سے یہ صوبے قبضے تصرّف مین پیشوا کے تھے اُن دنون بالاجی راو
پیشوا کا اقتدار اُس مرتبہ کو پہنچا تھا کہ کسیکو امیران ہندوستان سے کچھ چیز
نہ سمجھتا بلکہ کسی کو عالم مین موجود نہ جانتا تھا چنانچہ بعد تھوڑے روز کے اپنے
بیٹے بسواس راو کو سداشیو پنڈت (عرف بھاؤ) کے ساتھ تین لاکھ سوار کی

جمعیّت اور بہت خزانے اور بھاری توپ خانے سے واسطے تسخیر کرنے
دار الخلافت شاہ جہان آباد اور اُسکے قرب جوار کے ملکون کو مامور کیا چنانچہ
بسواس راو اور سداشیو نے نواح دار الخلافت مین پہنچ کر لوٹ مار شروع کی اور
تمام سر زمین دلّی اور لاہور کو گھوڑیون کی ٹاپ سے کھود ڈالا اُنھونکا تسلّط اُس
نواح مین اسی طرح رہا یہان تک کہ احمد شاہ دُرّانی افغانستان کا حاکم ایک لشکر
خون خوار لیکر کابل سے ہندوستان کو متوجّہ ہوا اور پانی پت مین افغانون کی
سپاہ اور مرھٹون کے سوارون کا مقابلہ ہوا جب ساٹھ ہزار نفر مرھٹون کی فوج سے
معہ بسواس راو مارے گئے باقی فوج مرھٹونکی پٹھانون کی لڑائی کی تاب نہ لا
سکی اور بھاگ گئی جب یہ خبر نکبت اثر بالاجی راو پیشوا کو پہنچی سراسیمگی اور
وحشت کے سبب مجنون ہو گیا اور اُسی تاریخ سے پونان کی دولت مین اختلال
اور بالاجی راو کی مکنت و اقتدار مین زوال آیا زمانے کی ہوا اور دنیا کا
رنگ دیکھ نواب بسالت جنگ برادرِ نظام علی خان حاکم گتّی افغانان کرپہ
کو ہمراہ لے بھاری لشکر جمعیت سے کوتہ کی تسخیر کو متوجّہ ہوا اور اُسکے قلعہ
کو محاصرہ کیا ولیکن چونکہ بسالت جنگ خود لڑائی کے طریقے اور قلعہ کشائی
کی ڈھب سے محض نا آشنا تھا اور سپاہ اُسکی سایہ پرور اور مکند
سہبت نام جو قلعہ دار تھا سپاہیگری کے فنون مین خوب ماہر تھا اِس واسطے
باہر کی فوج کے مدافعہ مین ایسی سعی و کوشش کی کہ نزدیک تھا کہ نواب
بسالت جنگ کمال بدنامی و رسوائی کے ساتھ محاصرے سے دست بردار ہو
اسی اثنا مین بسالت جنگ نے اپنے بعضے مشیرون اور صلاح کارون کے
مشورے سے ایک نامہ محبّت ختامہ نواب حیدر علی خان بہادر کو کہ اُن دنون

آوازہ اُسکی سپاہی گری اور شیر زوری و دشمن شکنی و قلعہ گیری کا جہان
مین مشہور ہو گیا تھا لکھا اور اُسّے مدد چاہی نواب بہادر نے جو ملک گیری
و ملک داری مین یگانۂ روزگار و تراجمۂ کار تھا قبول اعانت و امداد نواب کے
سے شرطین اُسکے ساتھ استوار کرلین کہ یورش کے وقت وہ رستم زمان
اپنی لشکر اور توپ خانہ جمعیت ہمراہ لشکر نواب موصوف قلعہ محصور کی
تسخیر و فتح مین مشغول ہوگا اور جب قلعہ فتح ہو چکے تب جو فریق فریقین مے جس جانب
بر قلعہ سے حملہ کیا ہو وہی اُس جانب کا مالک و متصرّف ہوگا اور تمام توپخانہ اور
ذخیرہ و ساز و سامان جنگی اور ہر طرح کا مال و متاع جو فوج حیدری کے ہاتھ مین آئیگا
سب کا سب ملکِ نواب بسالت جنگ کا ہوگا اور وہ رستم زمان اِس جد و
جہد کی عوض قلعہ ھکوتہ اور پرگنون کو اُسکے تصرّف مین اپنے لائیگا آخر کو
نواب بہادر کہ قواعد لڑائی اور اصول سے قلعہ کشائی کے خوب واقف تھا
اور جنگ کی صعوبات و سختیونکا ترا متحمّل ساتھ اپنی لشکر ظفر پیکر اور
توپ خانہ آتشبار کے جکے گولنداز سب فرانسیس تھے باتّفاق فوج نواب
بسالت جنگ مُہم مین قلعہ کشائی کے مشغول ہوا اور تھوڑے ہی عرصے
مین سُرنگین کھود بارود سے بھر دو برج اور تھوڑی سی دیوار قلعہ کی
اوڑادی قلعہ والون نے جب یہ حال دیکھا مضطر ہو فوراً قلعہ کو خالی کر دیا
اور اپنی جان سلامت بچا وہانسے بھاگ نکلے ؏ نواب بسالت جنگ کو نواب
حیدر علی خان بہادر بعد اُس فتح کے بلقب تاجر یاد کرتا تھا کیونکہ اُسنے
اسباب و آلات جنگی سب جو اُس قلعہ مے اُسکے ہاتھ لگّے تھے نواب بہادر
کے ہاتھ زر نقد پر بیچ ڈالے تھے ؏ خیر اب نواب بسالت جنگ نے
حیدر علی خان کے ساتھ یہ عہد کیا کہ تمام عمر اُسکی دوستی کی راہ سے سر مو تجاوز

نہ کریگا اور وہ اپنی عرضداشت کے وسیلے سے بناے دوستی و اتفاق اور یک جہتی اور وفاق کی درمیان اُس رستم ثانی اور پادشاہ دہلی کے قایم کریگا، چنانچہ بعد گذرنے چند روز کے محمد شاہ بادشاہ دہلی کا سفیر معہ اتحاد نامہ آیا اور سپر اور شمشیر مرصّع کار اور پالکی جھالر دار و چتر جواہر نگار اور ماہی مراتب اور نقارہ و نشان و انواع و اقسام کے ہدیے اور نادر چیزین اُس سکندر بخت کے واسطے لایا، آوازہ اُن فتوحات تازہ اور بلند نامی نے اندازہ کا تمام ہندوستان اور عرب و عجم مین پہنچا، اور اُس رستم شوکت نے بعد تسخیر کرنے قلعہ ہُکوٹہ کے مرھٹون سے لڑ بھڑ کر قلعہ مرگسرا اور گھیری کو جو صوبہ سرا کے بڑے پرگنون سے اُنکے قبضے مین تھے بزور چھین لیا اور آبسنگر کے خطّے کو جسے یاساباہی کہتے ہیں اپنے تصرّف مین کر لیا،

استغاثہ کرنا مہابدّھی کا جو بیٹا رمنبھور راجہ بدنور دارالملک کنڑہ کا متبنّا تھا نواب حیدر علی خان بہادر سے تا اُس بہادر کی مدد سے مسند راجگی پر جو اُسکا حق تھا اور رانی بیوہ غصب کی راہ سے متصرّف ہو گئی تھی متمکّن ہو،

سترہ سو باسٹھ عیسوی مین بدّرسنبھو راجہ بدنور لاولد مرگیا اُسنے مرنے کے پہلے موافق کیش ہندوون کے مہابدّھی نام ایک برہمن بچے کو اپنی فرزندی مین لیا اور متبنّا کیا تھا لیکن راجہ متوفّا کی بیوہ خود تمام امور ریاست پر متصرّف ہو راج کی گدّی پر بیٹھی اور مہابدّھی کو مطلق دخل نہ دیا،

چونکہ کنڑہ مضافات صوبہ بیرا سے تھا اسواسطے مہابدّھی نے استغاثہ حق تلفی کا

نواب بہادر کے پاس جو حاکم اُس صوبے کا تھا کیا اور اُسّے مدد چاہی تا و درانی کو مسند پر سے اُٹھا اُسکو بٹھاوے اور صورت حال مصائبھی کے آنے کی حضور مین نواب بہادر کے یون ہی کہ جب نواب حیدر علی خان بہادر بالاپور کے سفر سے فراغت پاکر شہر سرا کو آیا مرہٹے کے سردار نے جو وہان کا قلعدار تھا نواب سے کچھ جنگ نکی اور قلعہ کو تسلیم کیا نواب موصوف نے اپنا تھانہ اُس قلعہ مین بٹھایا اور آپ بعد چند روزہ اقامت کے وہان سے کوچ کر اُس درگ کو آیا اور اُس قلعہ کو بھی فتح کر شہر بدنور کو روانہ ہونے کا قصد رکھتا تھا کہ اتنے مین ایک ہرکارے نے نواب کے حضور مین آکر عرض کیا کہ بدنور کا احوال مجھے خوب معلوم ہی نواب نے فرمایا بیان کر ہرکارے نے کہا مین بدنور کے راجہ کا رشتہ دار ہون راجہ تو مرگیا اب اُسکی رانی راج کرتی ہی کیونکہ اس راجہ کا کوئی فرزند نہین اور رانی جوان ہی راجہ کے دیوان سے مختلط ہی اور عیش و عشرت مین ملک کا بند و بست چھوڑ دیا ہی ملک سے خراج و باج آنا موقوف ہوگیا فوج کے طلب چڑھ گئی غرض حال ریاست کا تمام برہم و ابتر ہوگیا ہی مین نے اُس بے حیا رانی کو بہت نصیحت کی باتین کہین کہ ایسی غفلت اہل دولت کو مطلق مناسب نہین اگر یہہ کیفیّت دوسرے ملک کے حاکم سُنین تو ہمارے ملک پر چڑھ آوینگے ہمارا ملک ہاتھ سے جاتا رہیگا ملک کا بند و بست کرنا ضرور ہی غرض مین نے ایسی ایسی نصیحت کی بہت باتین رانی کو کہین پر اُسنے اپنے بیوقوفی سے یہہ سمجھا کہ میرا بھید اِسپر کُھلا اب اِسکو کسی طرح سے مار ڈالنا چاہئے نہین تو وہ مجھے مار ڈالیگا الغرض ایک رات دو چار آدمی کو فرمایا کہ اِس چھوکرے کی گردن مروڑ کر قلعہ کے باہر جوگی کے متھ مین دفن کردو اُن آدمیون نے نیند مین میری گردن مروڑی لیکن خوب نہین مروڑی

مین تو اُس درد سے بے تاب ہو گیا تھا پر اپنی جنرائی سے کچھ دم نہ مارا اُنھون نے
سمجھا کہ مین مر گیا تب ایک کمل مین مجھے گٹھڑی باندھ کر اُس جوگی کے مٹھ کو لیجا جلدی
جلدی میرے تئین مدفون کر کے چلے گئے جب مجھپر اُس مٹی کا بوجھ بہت
معلوم ہوا اس قبر مین مین آہستہ آہستہ کراہنے لگا چونکہ جوگی نے یہہ میری حالت
تمام اپنے آنکھون سے خوب دیکھی تھی میرے کراہنے کی آواز سنکر نزدیک
یا اور اپنے مٹھ سے پھاوڑا لا مجھے اس قبر سے نکال کر اپنے گھر لیگیا چراغ کی
روشنی مین میرا منہہ دیکھ پہچانا اور اُسی وقت گرم پانی کروا کر میری گردن خوب
سینکا اور ایک کوٹھری مین سُلایا جب صبح ہوئی مجھ سے پوچھنے لگا کہو بھائی
م پر کیا حالت گذری مین نے اُس بے تابی مین اُس سے کہا ابھی میری خوب
محافظت کرو جب مجھے بات کرنے کی طاقت ہو گی تو تمام کیفیت تم سے ظاہر
کرونگا جب جوگی نے یہہ بات سنی اپنی چیلے سے فرمایا کہ اِسکی گردن تیل سے
ب مالش کر چند روز مین میری گردن درست ہوئی اور بدن مین طاقت آئی
ب مین نے اپنا احوال تمام اُس جوگی کو کہہ سُنایا جوگی یہہ تمام ماجرا سن
کہنے لگا کہ اب تیرا یہان رہنا مصلحت نہین چنانچہ اُسنے میرا بھیس بدل کر
رراستے سے مجھے روانہ کیا اور آپ بھی تھوڑی دور میرے ساتھ آیا اور
خرچ راہ مجھے دیکر آپ وہان سے پھر گیا مین اُس سے رخصت ہو تمام روز
جنگل مین سو رہا جب رات ہوئی خدا کو یاد کر جوگی کے اِحسان کا شکر کرتا ہوا
اِسی طرح سے کئی روز و شب کے بعد آپ کے حضور مین آ پہنچا ہون ؎
اب حیدر علی خان بہادر نے جو ایسے امور کو غنیمت و فتوحات غیبی سمجھتا تھا
نی کو طلب کیا چون رانی زنانے برقع مین دل مردانہ و ہمت بہادرانہ رکھتی تھی اور
رجہت آب رسیدہ ہونے دولت دہلی کے مدّت سے کسی کے حکم احکام

کو نہین مانتی تھی نواب عالیجاہ کے ایلچی کو یہہ کہا کہ مین اپنے ملک کی خود مالک و حاکم ہون کسی کو میرے اوپر حکم رانی نہین پہنچتی؛ جب خبر عدول حکمی اور سرکشی رانی کی نواب بہادر نے سُنی ارادہ تسخیر کا اُس ملک کے مصمّم کیا ولیکن چونکہ راہ دشوار گذار اور زمین وہان کی کوہستانی و ناہموار ہی سدّ راہ لشکر کی ہوئی؛ اب جاننا چاہیے کہ بدنور دارالحکومت ملک کنرّہ کا ہندوستان کے ایک مشہور شہرون سے ہی اور اُس زمانے مین پچاس ہزار آدمی اُس شہر مین رہتے تھے؛ اگرچہ سکونت اِس قدر قلیل لوگونکی اُس شہر کی وسعت اور فراخی کے لحاظ سے جسکا دورہ تین فرسنگ سے زیادہ ہی کچھ مناسبت نہین رکھتی ولیکن اگر اُس شہر کی آبادی کے خصوصیات کو دیکھیے تو بیان مین شہر کی فراخی و وسعت کے مبالغہ نہین معلوم ہوتا کیونکہ اِس شہر کے کوچے اکثر دو فرسنگ تک سیدھے چلے جاتے ہین اور اکثر محلّون مین اشراف و ارکان دولت کنرّہ کے رہتے ہین جنکے گھرون کے درمیان ایسے ایسے وسیع باغ ہین جس مین تالاب وحوض واقع ہین اور انواع اقسام کے درخت بلند جنکا سایہ شاہراہ پر پڑتا ہی لگے ہوئے ہین اور شہر مین کوچونکے دونون طرف نہرین میٹھے اور صاف پانی کی ایسی روان جنکے دیکھنے سے آنکھونکو نور اور دلکو سرور حاصل ہو اور سارے کوچون مین فرش سنگین صرف سنگریزونکا ہی؛

یہہ سہاونا شہر ایک ایسے پہاڑ کے متصل واقع ہی جسکی چوٹی پر ایک قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنا ہوا ہی اور بعد اُسکے کہ وہ قلعہ تصرّف مین اولیاے دولت حیدریہ کے آیا اُسکی مضبوطی و اُستواری مین زیادہ تر اہتمام کیا گیا عرصہ قلعہ کا پانچ یا چھہ فرسنگ ہی اور گرد اُسکے پہاڑ اور جنگل گھنا

جو ہر طرف بیس فرسنگ سے زیادہ طول و عرض مین ہی اس طرح پر کہ گذرنا
اُسّے بیگانی فوج کو سوا ایک راہ تنگ کے جس مین تھوڑے تھوڑے فاصلے
پر چھوٹے قلعہ راہ کی محافظت کو غنیم کی فوج سے واقع اور اِس طرح
کی پہاڑیان تیلے ہر قدم پر بیگانی لشکر کو سدّ راہ اور مانع ہین کہ تھوڑی سی
فوج اِس راہ تنگ مین مخالف کی فوج کثیر کو روک سکتی ہی سوا اِس راہ
تنگ کے اور کوئی جگہ قابل ٹھہرنے اور مقام کرنے کے نہین اور اُسکے
ساتھ اُس ملک کے رہنے والون کے حملون سے ایمنی میسّر نہین کیونکہ وے وہان کے
تنگ رستون اور پگ ڈنڈیون سے خوب واقف ہین ہر دم دشمن پر اپنے
کمین کر سکتے ہین اور جنگل مین ایسی گھنی بنسواڑیان ہین کہ کاٹنا اُنکا دشوار
ہی اور جلا دینا مشکل شیر چیتے ریچھ ہاتھی گینڈے بندر سانپ اژدہے اور
سب طرح کے حشرات الارض زہردار وغیرہ اِس جنگل مین رہتے ہین؛
نواب حیدر علی خان بہادر نے جب اُس ملک کی تسخیر کا ارادہ کیا ہزار سوار
جرّار اور ایک جمعیّت پیادون کے ساتھ جو جنگل پہاڑون کو بخوبی طی کر سکین
مہابدّھی کو ہمراہ لے آب نگر سے بدنور کی طرف جلد کوچ کیا چونکہ مہابدّھی جو راجہ
متوفّا کا متبنّا تھا اور سب لوگ وہان کے اسکو اپنا امیر سمجھتے اور اُس سے محبّت
رکھتے تھے ہم رکاب وراہ بر تھا کوئی اُس سکندر جاہ کو روک نہ سکا اور
کسی نے رانی کی طرف سے تعرّض نہ کیا؛ قبل اُسکے کہ رانی کو خبر اِس کوچ کی
پہنچی لشکر ظفر پیکر سواد بدنور مین جا پہنچا اِس لشکر کشی مین سپاہ کے آذوقہ
کے لئے صرف بہت سے بیل چاول سے بھرے ہوئے لشکر کے ساتھ تھے
حیدری سوارون نے جو ہر طرح کی لڑائی دیکھے ہوئے تھے گھوڑے پھیر پھار کر
اپنی ہیبت بدنوریون کے دل مین جنھون نے اِس طرح کی سپاہ کدھو

نہ دیکھی تھی قایم کی ' مشاہدے سے ورزش و قواعد فوج حیدری کے اور ساتھ ہونے سے مہابدھی کے نواب بہادر ہر جگہ مقبول خلایق ہوا بلکہ اُس ملک کے سب لوگ اُسکو قطب محافظ اُس ملک کا سمجھکر نہایت احترام و تعظیم کے ساتھ پیش آئے '

جب فوج حیدری بدنور کے سواد مین پہنچی ایک جمعیت شایستہ سوار پیادون کی لے کر رانی واسطے مدافعہ و مقابلہ کے پیش آئی حیدری سوارون نے گھوڑونکو اُٹھا آگے بڑھکر مقابلہ کیا دونون لشکر مین بازار مقاتلہ کا گرم ہوا اور ہنگامہ محشر برپا آخرکار رانی کی فوج مقابلے مین حیدری سوارونکے نہ ٹھہر سکی ایک مرتبہ سب کے پانو اُٹھ گئے جب فوج رانی کی منتشر ہو گئی رانی نے اتنی فرصت پائی کہ بھاگ کر کسی مامن مین جا چھپے عین حالت اضطرار و فرار مین سپاہ مظفر کے ہاتھ مین گرفتار ہو کر حضور مین لائی گئی ' اور دوسری روایت یہہ ہی کہ رانی پہلے ہی فوج حیدری کے مقابلے کی تاب نلا کر قلعہ مین چھپی تھی چنانچہ فوج حیدری نے اُس قلعہ کا محاصرہ کیا اور رانی ستائیس روز تک محاصرے کی سختیان اُٹھا آخرکار مضطر ہو سر جھکا راجگی کی مسند سے ہاتھ اُٹھایا تب مہابدھی فارغ البال مسند حکومت پر بیٹھا لیکن چون اُسنے بعد جلوس مسند کے رانی کی بد مشورت بسمع رضا سُنی آخرکار مسند امیری سے محبس اسیری مین گرفتار ہوا تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی کہ رانی کے لڑنے سے پہلے مہابدھی نے نواب بہادر سے یہہ عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ اِس امداد و اعانت کے عوض مین بندر منگلور کو اُس خطے سمیت راج کے جو مملکت میسور کے متصل ہی کارگزاران دولت حیدری کے قبضے مین چھوڑ دیگا ' جب نواب نے مہابدھی کو گدی پر راج کی بیٹھایا اور کچھ فوج اپنی بدنور کے سواد مین چھوڑ باقی کو ساتھ لے بدولت و اقبال منگلور

کے تصرّف اور نظم و نسق کے لیئے روانہ ہوا، رانی تو اس واقعہ سے خستہ خاطر ہو ہی رہی تھی اور اسی فکر میں غلطان پیچان رہتی تھی کر اپنے حریف غالب کے ساتھ جسنے اُس سے حکومت چھین کر دوسرے کو دی کیا کرے اور کیونکر اُس سے اپنا بدلا لے جب کچھ بات اور نہ بنی تب آخر لاچار ہو مہابدّھی کے ساتھ آشنی کی اور استحقاق راجگی کو اُسکے قبول کیا اور اپنے تئین اُسکا خیرخواہ ظاہر کر میٹھی میٹھی باتین خوشامد آمیز اُسّے کہتے کہتے ایکدن دل سوزی کے رنگ مین اُسے یون ملامت کرنے لگی کر تو نے بسبب ناتجربہ کاری و صغرسن کے کچھ عاقبت اندیشی نکر صرف راجگی کے خشک نام پر قناعت کی اور اپنا اختیار و اقتدار بالکل ایک ایسے مسلمان سفّاک و بے رحم کے حوالہ کیا جو یقین قوی ہی کر تھوڑے ہی دنون مین تجھسے سب راج چھین کر اپنے تصرّف مین لائیگا جب رانی نے فریب کی راہ سے اُسکے یون خاطرنشین کیا وہ سادہ دل اُسکی مکر آمیز باتون کو دریافت نکر سکا اور یکبارگی سب عہد و پیمان کو جو نواب بہادر کے ساتھ کیا تھا توڑ رانی کے منصوبے کو جسے اُسنے اُس سکندر طالع کی بداندیشی مین ٹھہرایا تھا پسند کیا،

چونکہ نواب بہادر نے شہر بدنور مین راجہ کنڑ دکی دولت سرا مین اقامت کی تھی اس لیئے رانی کو یہ یقین ہوا کر جب وہ رستم وقت منگلور سے پھر‌ یگا، غالب ہی کر اُسی دولت سرا مین پھر مقیم ہوگا اور رانی کو یہ معلوم تھا کہ دولت سرا سے بڑے بت خانہ تک ایک راہ مخفی ہی جس سے اور کوئی واقف نہین اسلیئے یہ منصوبہ باندھا کر بنیاد اور زمین سے اس دولت سرا کے خشت اور مٹی نکال باروت بھروا دے اور جب وہ نامدار منگلور سے پھرے اور رات کو اپنے رفقا اور منصبدارون کے ساتھ خاصہ کھانے مین مشغول ہو اُس مکان کو

او ڑا دے اور اُسی وقت ریاست کنرہ کی فوج کو مہابدّھی لے کر موقع پر پہنچے فوج حیدری کو قتل کرے اِس منصوبے کے ظہور مین آنے کا سارا سامان مُہیّا اور تدبیر سب ہو چکی تھی کیونکہ اُس برہمن نے جو رانی کا آشنا تھا اُس بت خانے کے سب برہمنون کو موافق کر لیا تھا اور وے اُسکے ہوا خواہ ہو گئے تھے لیکن جب نواب نامدار نے منگلور سے معاودت کی اور وہ وقت معہود قریب آیا اتّفاقاً ایک برہمن نے اُس نواح کے برہمنون سے جو آشنائی سے برہمن زانی اور رانی زانیہ کے واقف اور اِس امر سے تمام نفرت رکھتا تھا کسی حیلہ سے اپنے تئین اُس مجلس مین جہان نواب نامدار مع امرا و ارکان دولت جلوس فرماتا تھا پہنچایا اور اُس سکندر طالع کو تمام راز اور منصوبے پر زانی کے آگاہ کیا حاضرین مجلس تو سنتے ہی حیرت مین آگئے پر نواب حیدر دل نے اصلا مضطر نہو اُس حال کے تحقیقات کو حکم فرمایا اور جب ثابت ہو گیا رانی کو معہ اُسکے آشنا برہمن اور بہت آدمیون سمیت جو اُس منصوبے مین رانی کے محرم اور مشیر کار تھے قتل کیا اور مہابدّھی کو گرفتار کر قلعہ گمبھیری مین بھیج دیا اور وہ سب ملک تصرّف مین اولیاے دولت حیدری کی آگیا،

کتاب فتوحات برطنیہ مین جو بنام چارجنامہ مشہور ہی حکایت پیشرفتہ اسطرح پر لکھی گئی ہی،

مثنوي

شگفتی ز کردار حیدر شنو ۔ نوای نو آئین دیگر شنو
چو آورد بوم سرا را بدست ۔ سر سرکشان کردہ یکبار پست

روان بود اختر به بهروزیش / فزایش همین داد در روزیش
کنارا که بد کشوری بس بزرگ / نشیمنگه راجگان سترگ
زبس خوبی خاک آن پاک بوم / شدی آشکارا انگبین از زقوم
درختش همه صندل و ساج و عود / کشیده همه سر به چرخ کبود
پر از میخک و فلفل و جوز و هیل / همه بیشه و دشت و راغ و سبیل
در انجا یکی رای بد کدخدای / چو زین خاکدان شد بدیگر سرای
بجایش یکی خورد کودک گذاشت / بجز وی دگر جانشینی نداشت
پسر نارسیده بد از انش مام / گرفته بکف کارها را زمام
چو مردان بپا داشت کار جهان / به هر شهر و جا داشت کار آگهان
ز کشور نماندیش پوشیده راز / چه از راه کوته چه راه دراز
سپه را به آئین نگه داشتی / ره و رسم شایسته نگذاشتی
کشاورز و بازارگان سربسر / ز هر گونه گون مردم پیشه ور
گرفته همه را بزیر پناه / به نیکی نموده به هر کس نگاه
چو رایان و فرماندهان سترگ / جهان راند تا گشت خود دش بزرگ
رسیده چو شد کودک نارسید / دلش مهر پیوند شاهی گزید
نشستن بجای پدر کرد رای / ز مادر نشد آرزویش روای
پدر چون شود خاک در قعر گور / کم از خاک گردد پدر مرده پور
به خوردی همبراد کس را پدر / کشاورز باشد اگر تاجور
چو زن از زنی سر بشاهی کشید / بجز خود سزاوار شاهی ندید
بشاهی دلش چون شده شیفته / جوان را بامید بفریفته
به امروز و فردا گشادی زبان / زبانش نبود آشنا با روان

سخن بود زو راستی ناپدید ۔ زمادر چو فرزند شد ناامید
بیازرد از مام و پژمرده روی ۔ زحیدر ازان درد شد چاره جوی
بگفت ار ببندی به بندی کمر ۔ مرا بر نشانی به جای پدر
زماهی به مه سر فرازی سرم ۔ گشاده کنی دست بر کشورم
سپاس ترا پاس دارم بجان ۔ بگنج پدر آنچه باشد نهان
سپارم فراوان ازان خواسته ۔ بگو هر همه چیز آراسته
جدا کرده از کشورم منگلور ۔ به بخشم نباشم زفرمانت دور
تو باشی بر آن مرز و بر مرزبان ۔ چنان چون بود تن بفرمان جان
مر آن شهر باشد بفرمان تو ۔ کسی سر نه پیچد زپیمان تو
چو بشنید حیدر سپه بر نشاند ۔ به سوی کناره به تندی براند
به نزد دژ آمد چو از دور راه ۔ زن رای آمد برون با سپاه
دو لشکر چپ و راست صف برزده ۔ زمین گل شد از خون هر دو رده
پس از آنکه بسیار پیکار شد ۔ زن از بخت واژون گرفتار شد
نه تابید با شیر نر ماده شیر ۔ بیفتاد در چنگ حیدر اسیر
بر خویشتن خواندش آن سرفراز ۔ نه کرده به بد دست بر وی دراز
پسر را بیاورده نزدیک مام ۔ سوی آشتی نیز بسپرده گام
دل هر دو از کینه پرداخته ۔ دو سینه زکینه تهی ساخته
دو ناساز گردا بهم سازگار ۔ نمود و زدود از روانها غبار
دل مام خوشنود شد از پسر ۔ به آئین بدو داد جائے پدر
نشیمن شدش جایگاه مهی ۔ گشاده دو دستش ز فرماندهی
زبازوی حیدر رسید او بکام ۔ همش مهربان گشت آشفته مام

چو شد رای زاده برای بلند — به عهد و به پیمان شده کاربند
بجا آوریده همه سربسر — نه کرد ایچ از گفتهٔ خود گذر
وفاییش خوانده جفا کرده دور — سپردش دژ و بارهٔ منگلور
جدا گشته زو حیدر نامجوی — بدان سوی با لشکر آورده روی
که آن جایگه را بگیرد به دست — بدان سان که شاید دهد بند و بست
نشاند ز خود مرزبان جابجا — گمارد ز نزدیک خود پیشوا
چو شد حیدر از زادهٔ رای دور — برغمش سخن راند مادر بسور
چه گفتش بگفته که ای پور خام — نه دانسته از سروری جز که نام
نبایست با او ترا گشت دوست — ترا در جهان بدترین دشمن اوست
بد آید به انجام زین کار کرد — به پیشش آیدت رنج و تیمار و درد
بود او مسلمان و بیگانه دین — به بیگانه دینان بود پر ز کین
مسلمان اگرچون فرشته به خوست — چو وا بنگری بدتر از دیو اوست
بود نیک شان به ز بدشان سخن — سر آید اگر کس نیاید به بن
بگیرد همه کشورت را بدست — به کیش نیاگانت آرد شکست
شود زو تبه کشور و دین ما — برافتد از و نام و آئین ما
دلیری که همتاے او اژدها — نباشد از و چون شوی تو رها
اگر تو بگردون برآئی بلند — کشد بر زمینت به خم کمند
شوی گر بدریا زبیمش نهان — چو ماهی به شست آردت بیگمان
چو او باز گردد بدین جایگاه — ورا ساخت باید نهانی تباه
برآورد باید ز جانش دمار — بدستان و نیرنگ‌ہای آشکار
تنش چون شود از روانش تهی — بماند بتو فرّ فرماندهی

وگرنه تو مرخویش را مرده گیر　　سر و تن به خون اندر آورده گیر
جوان چون ز مادر شنید این سخن　　فرو شد به اندیشه سر تا به بن
به گفتار مادر نهاده دو گوش　　سپرده روان و دل و جان و هوش
گذشته ز رسم و ره راستان　　به کردار بد گشت هم داستان
به بادافره نیکی چو شد بدسگال　　بزندان بسر برد بسیار سال
سگالید باهم دگر مام و پور　　که چون وا رسد حیدر از منگلور
بکاخی بیاورده او را فرود　　گسسته نهان کاخ را تار و پود
فرود آورد بام آن سرا بر سرش　　بخاک اندر آید سر و افسرش
سگالش بدین گونه آمد بجای　　میان زن و پور ناپخته رای
کنون حال زن بشنو ای نیک خوی　　که چون بود کارش پس از مرگ شوی
چو جوینده کام بود و هوا　　چنان چون بود زاد ناپارسا
گزیده به کامش یکی برهمن　　ازو شاد زان سانکه از بت شمن
ورا خواند نزدیکش آن چاره گر　　بگفت آنچه بودش بدل سر بسر
برهمن پرستار بت خانه بود　　به نزدش یکی خانه شاهانه بود
فراوان به آذین بیاراسته　　به زینت چو فردوس پیراسته
پی حیدر آن خانه کرده پسند　　که بر جانش آرد بدانجا گزند
بگفتش ز بت خانه تا آن سرا　　بکاود زمین را تهی جا به جا
گشاید بزیر زمین ره فراخ　　رساند سر نقب تا زیر کاخ
بدانسان که فرمود آن شوم زن　　به انجام آورد آن برهمن
چو حیدر بپرداخت از منگلور　　بیامد بجائیکه بد مام و پور
پذیره شده پور و مام و سپاه　　دران کاخش آورده از گرد راه

به پیوسته با او ز هر گون سخن   همی جست هنگام آن خیره زن
که ایوان ز مردم چو ماند تهی   سحیدر فرود آرد از ابلهی
کسی را که ایزد دهد از دستگاه   نگردد ز دوستان دشمن تباه
به فرمان دارندهٔ جان و تن   بکاخ اندر آمد یکی برهمن
نشسته دران جای بد رای نو   همان مادر کشور آرای نو
جز ایشان سران سپه سربسر   نشسته یکی ایستاده دگر
بحیدر سخن گفتن آغاز کرد   سر راز پوشیده را باز کرد
نهان بنجیه افگند بر روی کار   برو نقب پنهان نمود آشکار
شنید و روانش برآشفت سخت   بران مادر و پور گم کرده بخت
کسانیکه بودند انباز کار   به فرمود بستند و کشتند زار
همان دم زن و رازداران او   دران کار انباز و یاران او
به دژخیم فرمود کز تیغ تیز   برانگیزد از جان شان رستخیز
ببسته به بند گران پای رای   فرستاده در شهر و بوم سرای
برو کرده زندان یکی از حصار   نشانده بپاسش بسی استوار
سوی رانه بدنور شد با سپاه   که آن شهر بد رای را تخت گاه
شد آن شهر و کشور مر او را رهی   فره مند را شد فزون فرهی
بدست آمدش خواسته بیشمار   ز رایان و نام آوران یادگار
که آنرا کران و کناره نه بود   شمردی اگر کس شماره نه بود
زر و سیم آموده انبارها   ز هر گون گهر بود خروارها
طرایف ز هر گون به انبوه بود   نفایس بسی توده چون کوه بود
نگاور هیونان و پیلان مست   زر و گوهر آموده جای نشست

چو الماس شمشیر زرین نیام — ز زرین و سیمین رکیب و ستام
ز درع و ز خنجر ز خفتان و خود — به کس هیچ اندازه پیدا نبود
ز بسیار کس گنج اندوخته — به اندوختن در جگر سوخته
چو فرخنده بد روز فیروز مرد — بد ستش بیفشاند بی رنج و درد
ازان کشور و گنج و آن خواسته — فراوان شد کارش آراسته
ز گردون ورا بود چون یاوری — رسانده به شاهان سر همسری
مهان جهان زو گرفته شمار — زنا هش ن هراسان بسے نامدار
چو زان بوم آمد بدستش زمام — بگرداند ه از زانه بدنور نام
به فرمود تا مردمان سر بسر — مر آن شهر خوانند حیدر نگر

حاصل کلام یہہ ہی کرانی کے مکر و فریب کا ظاہر ہو جانا مملکت نواب بہادر کے برہنے کا باعث ہوا طرف اُن سواحل کے جن مین گوناگون محاصل پیدا ہوتے ہین اور طرف ایسے بنادر کے جن مین بہت نادر چیزین حاصل ہوتی ہین اور مقدمہ ہوا بہت سی تازہ فتحون کا مرز بوم ملیبار مین الحق تمام ملک کنرہ کا سیر حاصل بھرا ہوا انواع خیرات آسمانی اور اقسام برکات خاکی اور آبی سے ہی جہان بحری و کانی گنجون کا خزانہ ہی چاول جو اکثر غذا اُس ملک کے رہنے والون کی ہی وہان بکثرت پیدا ہوتا ہی مرچ سیاہ دارچینی جای پھل لونگ الاچی وغیرہ اور موتی مونگا صندل عود ہاتھی دانت وغیرہ کا تو وہ سرزمین مولد و معدن ہی وہین سے یہے سب چیزین دور و نزدیک کے شہرون مین لیجاتے ہین اسی لیئے اُس ملک کو ذخیرہ گاہ و انبار خانہ تمام ہندوستان کا کہتے ہین وہان کے پہاڑون مین سونے و الماس یاقوت لعل اور اور اقسام جواہر بیش بہا کے کان ہین رانہ بدنور

کے خاص قلعہ میں جو دارالملک اس مملکت کا ہی ایک بڑی کان سونے کی ہی ۔
جب نواب حیدر علی خان بہادر اُس قلعہ پر متصرّف ہوا بہت بڑا خزانہ
روپے اور سونے کی اینٹین اور پتلیان مرصّع و زیورات و موتی اور جواہرات
نادر کے ذخیرے اُسکے ہاتھ آئے فرانسیس لوگ جو اُس لڑائی میں ساتھ
تھے لکھتے ہین کہ نواب بہادر نے وہان یہہ حکم دیا تھا کہ خزانے موتیون اور جواہرات
بیش قیمت کے اُسکے روبرو تولے جاوین فوراً کارپردازون نے اقسام جواہرات
و مرواریدو غیرہ کے بہت سے تودے وانبار لگائے (کہ گھوڑے کے سوار کا
سر ایک طرف سے دوسری طرف نظر نہ آتا تھا اور یہے زر و جواہر بطور غلّے
کے منون و پنسیریون مین تولے اور وزن کیے گئے) اس فتح مین نواب
حیدر علی خان بہادر نے سب سپاہ اور منتسبون اور مقرّبون کو اپنے ڈیرھ
برس کی تنخواہ انعام عطا کر کے خوش کیا اور جو جو قلعہ دار اور سپاہی کہ باہر
صوبون پر متعیّن تھے اُنکو بھی اس عطیّہ شاملہ سے محروم نہ کیا اور نام منگلور کا
کہ ڈیال یا شاہ بندر اور روانہ بدنور کا حیدر نگر رکھا اور اپنے تئین ساتھ لقب
بادشاہ کنڑہ و کارگس کے ملقّب کیا کارگس بھی ایک ریاست ہی سرحد پر
کنڑہ کے اور اُن پہاڑون سے جو اُسکو کنڑہ اور مملکت میسور و مرز و بوم ملیبار
سے ممتاز و جدا کرتے ہین احاطہ کی گئی ہی ۔

متوجّہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تسخیر کرنے پر اُس نواح کے جو اُس مملکت سے تصرّف مین جماعت پرطکیشون کے آگئی تھی اور اعانت طلب کرنا قوم ماپلہ کا نواب بہادر سے ساتھہ اور روداد ون کے جو اُس ضمن مین واقع ہوئین ؛

نواب حیدر علی خان بہادر نے جب بندوبست سے دار الملک کنڑے کے فراغت پائی اطراف و نواح مین اُسکے جاکر سب حال وہان کا دریافت کیا جہان وہ سکندر ثانی گیا حکومت اُسکی ہر جگہہ و ہر شخص کے نزدیک مقبول ہوئی بعد اُسکے اِس عالی ہمّت نے یہہ ارادہ کیا کہ جو خطّے کہ پرطکیش نے مملکت کنڑہ سے بد کر کے اپنے قبض و تصرّف مین لائے ہمین اُن پر متصرّف ہو کر پھر اُس مملکت مین داخل کرلے جب پرطکیشون کو یہہ حال معلوم ہوا انسلیم وانقیاد سے اُسکے ابا کیا تب اُس نامدار نے بے تامّل حملہ کر تھوڑی ہی زحمت مین ناحیہ کارِوار اور اُسکے قلعہ کو جو سر زمین مین سند کے واقع ہی اور سابق مملکت کنڑہ مین داخل تھا پرطکیش کے قبضے سے نکال اپنے تصرّف مین لایا اور جب اُس عالی ہمّت نے قلعہ رامہ کے (جو سرحد مین راس رامہ کے واقع ہی) محاصرہ کرنیکا تہیّہ کیا (کیونکہ یہی ایک مانع اور سنگ راہ تھا اُسکے آگے جانے کا شہر گووہ کو جو مسکن قدیم پرطکیش کا ہی) تب تمام مردم فرنگستان فرانسیس وغیرہ نے مدد کرنے سے اُس نامدار کو اوپر لڑائی پرطکیش کے پہلو تہی کیا چونکہ اُس ارسطو فطرت کو یہہ یقین تھا کہ ہندوستانی فوج سے وہ قلعہ فتح نہین ہوسکیگا اسلئے پرطکیشون سے صلح کرلی اور پرطکیشون نے بھی اِس مصالحہ کو غنیمت جان ناحیہ کارِوار کو اس بہادر نامدار کے قبضے مین چھوڑ دیا جب حیدر علی خان بہادر مظفّر و منصور پرطکیش کے ملک سے مراجعت

کر کے منگلور مین داخل ہوا ایک سنہیر قوم ماپلہ کا بڑی حشمت و شوکت سے کے ساتھ اسکے حضور مین آیا۔

قوم ماپلہ تازی نژاد ہین یعنے اصل و نسب اُنکا عرب سے ملتاہی پر شکل و صورت اُن کی عربون سے چندان مشابہت نہین رکھتی اور یے لوگ مدّت مدید سے تمام سواحل ملیبار مین رہتے ہین اور سواے سوداگری کے اور کوئی پیشہ نہین کرتے تجارت خشکی اور تری اُس ملک کی اُس قوم پر منحصر ہی اور چونکہ سب سردار و رئیس اُس ملک کے بروقت ضرورت اُن لوگون سے بہت سود پر قرض لیتے ہین اس لئے تموّل اُس قوم کا نہایت بڑھ گیا ہی کیونکہ پہلے تو سود زیادہ مقرّر کرتے اور تب ہر مرتبہ حساب کر اُس سود کو اصل دین پر اضافہ کر کے سبکو اصل ٹھہراتے ہین اور رئیس اُس ملک کے ایسے قرض اور سود کے باعث مفلوک ہو گئے ہین چونکہ مال کی بہتایت اکثر خود بینی اور غرور کا باعث ہو جاتی ہی اور علی راجہ کے عروج دیکھنے سے بھی جو ایک جوان اُسی قوم سے تھا اور ناگاہ اُس ملک کا حاکم ہو گیا اُس قوم کے لوگون نے دفعۃً اپنے طریقے کو چھوڑ دیا اور سرداری کی خواہش ہر ایک کو پیدا ہوئی علی راجہ ایک تو نگر زادہ تھا ماپلہ کی قوم کا بہت خوب صورت اور اقبال مند جب وہ جوان ہوا کانانور کے راجہ کی بیٹی جو قوم نائر* سے تھی اُسپر عاشق ہوئی جب راجہ کانانور کو حال عاشق ہونے اُسکی بیٹی کا علی راجہ پر ثابت ہوا باوجود اختلاف دین اور مذہب برعکس طریقہ اپنی قوم کے جو رشتہ اور پیوند دوسری قوم کے ساتھ جایز نہین رکھتی اپنی لڑکی بخوشی اور رضا علی راجہ کے ساتھ بیاہ دیا اور اپنے مرض موت مین وصیّت کی راہ سے حکومت کانانور کی علی کو دیکر اُسے علی راجہ بنایا سب سردار قوم نائر کے تغیّر وضع و تکبّر طبقہ ماپلہ کا

دیکھکر رشک اور غیرت مین جلنے لگے اور اکثر لوگ اُن مین سے خصوصاً

*

قدیم تواریخ کي کتابون سے ایسا معلوم ہوتا ہی که قوم نائر سواحل ملیبار کے قدیم
شرفاؤن سے مین ایک عجیب رسم اس قوم مین یہہ ہی که سواے بھانجے کے بیٹے و
غیرہ کو اپنا وارث نہین کرتے اور وجه اِس دستور کي جوخلاف دستور جمہور کے
ہی یہہ لکھي گئی ہی که اُس قوم مین غیرت اور حرص دشمن شکني کي زیادہ ہی پس
اگر آل وعیال نه ہونگے توہر شخص واسطے مقابله ومقاتله اپنے دشمن کے خوب
آمادہ و مستعد رہیگا اور جب اُنکے بھانجے قابل لڑنے کے ہوتے مین اپنے ماموں کي
پیروي لڑائیون مین کرتے مین اور دوسري عجیب رسم اُس قوم مین یہہ ہی که
جیسے اہل اسلام کے مرد چار نکاح کرتے ہین عورتین اُس قوم کي چار مرد اختیار
کرتي مین اور عورت کا گھر اُنکے مکانون سے جدا اور اُس مین چار دروازے ہوتے
مین جب کوئي ایک مرد اُن چارون سے اُس عورت کي ملاقات کو وہان جاتا ہی اُسکے گھر
کے گرد پھرکر اپني تلوار کو سپر پر اسطرح زور سے ٹھونکتا ہی که اُسکا گھر گھر سنکر عورت
اُسکا خاص دروازہ کھول دیتي ہی اور وہ مرد اپنے چاکر کو معه اپنے ہتھیارون
کے دہلیز مین بٹھا کر خود گھر مین گھس جاتا ہی اور اُس عرصه مین اگر کوئي مرد
دوسرا اس ڈیوڑھي پر آتا ہی اور قصد جانے کا کرتا تو وہ چاکر اس کو اطّلاع کرتا
ہی که بي بي مشغول ہی ہفتے مین ایک روز چارون دروازے کھلتے مین اور چار و
مرد اُس عورت کي ملاقات کو مانند عناصر اربعه کے ایک جسم مین جمع ہو باہم کھانا
کھاتے اور صحبت رکھتے اور ہر ایک اِن چارون سے کچھ روپے واسطے خرچ کے اُس
عورت کو دیتا اور اولاد کي پرورش ذمّه مین اس عورت کے رہتي ہی نائر زادے
اپنے باپ کا نام خاص نہین جانتے بلکه ما کے چار شوہرونکو یا ماموں کو باپ کہتے مین،

جو سر دار اور صاحب حکومت و اقتدار تھے ادا کرنے مین قرض کو اُنکے مضایقہ کرنے جب حیدر علی خان بہادر مملکت کنرّہ اور جوار سواحل ملیبار پر جس کی سرحد مین ریاست کانانور و ناگور و ناگ پٹن واقع ہی حاکم ہوا علی راجہ اور سرداران قوم ماپلہ نے اِس خیال سے کہ نواب حیدر علی خان بہادر بہ سبب اشتراک دین اور مذہب کے البتّہ حمایت اور رعایت اُنکی کریگا اور قوم نائر سے زر قرضہ دلانے مین اُنکی امداد و اعانت فرمائیگا اپنا سفیر نواب ممدوح کی خدمت مین بھیج کر مدد مانگی اور اپنے تئین پناہ اور سائے مین اُسکے رکھنا چاہا اِس سفارت کو حیدر علی خان بہادر نے بہت خوشی کے ساتھ قبول کیا اور سفیرون کو خلعت گران مایہ و جواہر بیش قیمت عنایت کر کے سرفراز فرمایا اور اپنی حمایت اور رعایت اُنکے خاطر نشین کی چونکہ ماپلے جہاز رانی کے کام سے واقف تھے اور علی راجہ نے اُس عہد مین کئی جہاز تجارتی مال اسباب سے بھرے ہوئے روانہ کرنے کو طیار کئے تھے نواب حیدر علی خان بہادر نے اِس مصلحت ملکی کے واسطے کہ ایک حلقہ جنگی جہازون کا اپنی سرکار سے مہیّا اور طیّار کر ممالک محروسہ کے ساحلون پر متعیّن کرے تا رعایا تاخت اور تاراج مرھٹون اور رہزنون سے دریا کے محفوظ رہین علی راجہ کو بزرگ امیر البحر اپنا مقرّر کیا اور شیخ علی بھائی کو اُسکے امور دریائی اور اپنے ملکون کے بندرون کی تجارت دریائی کا سربراہ کار معیّن کیا اور مبلغ خطیر اُسکو دئے تاوہ نئے جہاز خرید ے اور طیّار کرے '

نواب حیدر علی خان بہادر نے مملکت کنرّہ کو بہترین عطیّہ الٰہی اپنے حق مین اور بہترین میراث جو اپنے وارثون کے لئے چھوڑ جاے سمجھا تھا اِسی لحاظ سے یہ چاہا کہ حیدر نگر کو اپنے تمام ملک کا دار الملک قرار دے چنانچہ بعد اُسکے

تمام متعلقات اور اپنے خانوادے کے لوگون کو وہان بُلایا اور ارادہ صمیم اُس بہادر کا یہہ تھا کہ اُس مملکت مین اِس طرح کی حکومت مکرمت آئین مرحمت قرین کی بنا ڈالے کہ اُس سبب سے اپنے تئین وہان کے رہنے والون کا محبوب بناوے اور وے لوگ اطاعت اور انقیاد کی جگہہ دل سے محبّت اُسکے ساتھہ کرین (فی التحقیقت یہی بڑی سعادت ہی جو سلاطین کو اس جہان مین حاصل ہو سکتی ہی) یہہ لکھا گیا ہی کہ نواب موصوف اپنی اِس آرزو سے زیادہ کامیاب ہوا اور حکومت ممالک محروسہ کی اپنے عزیزون و قریبون پر اِس طرح تقسیم کردی ؛

حکومت بنگلور اور اُسکے توابع کی اپنی چچا ابراہیم علی خان بہادر کو تفویض کی چنانچہ وہ مدت مدید تک اس ریاست سے فائدہ اُٹھاتا رہا اور میر مخدوم علی خان کو جسے مملکت بخشی کی سند مین ساتھہ لقب مخدوم علی خان بہادر کے یاد کیا تھا ساتھہ فرمان فرمائی سلطنت میسور کے عزّت بخشی اور مرزا صاحب کو ساتھہ مرزبانی مملکت سرا اور مضافات اُسکے نامزد فرمایا اور اپنے بھتیجے امین الدولہ عرف امین صاحب کو فرماندہی بربسنگر کے ممتاز کیا ؛ چونکہ علی راجہ امیر البحر نے ایک حلقہ جنگی جہازون کا حسب الحکم نواب بہادر کے جمع کیا تھا اور سپاہ و نشان حیدری اُن مین منصوب جہان کہین دریا مین جاتا لوگ وہان کے باکرام پیش آتے تھے آغاز موسم مین سفر دریاے ہند کے جزائر مالدیوہ کو اِس بہانے سے کہ اُسکی قوم پر اُن جزیرون کے رہنے والون کی طرف سے نہایت ظلم و ستم واقع ہوا ہی فتح کیا اور جزائر کے راجہ کو اسیر کر غایت سنگدلی سے دونون آنکھین اُسکی نکلوا ڈالین ؛

جب علی راجہ نے معہ اپنے جہازات مظفر کے منگلور کو مراجعت کی اور واسطے

ادا کرنے وظائف خدمت گزاری کے نواب بہادر کے حضور مین آیا اور راجہ
مالدیوہ کو بھی حاضر کیا چونکہ نواب بہادر ظلم سے اجتناب کرتا تھا اُس سنگری کو
جو علی راجہ نے راجہ مالدیوہ کے ساتھ کی تھی دیکھکر اِس قدر غضب مین آیا کہ
فی الفور علی راجہ کو مرتبہ امیری سے جہازات کے معزول فرمایا اور بہت منّت
ہو راجہ مالدیوہ سے عفو چاہا اور اپنا بہت تالّم اور غم اُس ظلم سے ظاہر کر کے
بہت طرح کی استمالت اور دل جوئی کے ساتھ ایک مکان عمدہ مکانات پادشاہی
سے واسطے سکونت راجہ مظلوم کے معیّن فرمایا اور ایک جاگیر معقول جسکی
آمد وبسے معزّز شخص کے اسباب معیشت و دل خوشی کے لئے کفایت
کرسکے واسطے اُسکے مقرّر کی؛
مسخّر ہونے نے مملکت کنرہ کے جسکی تسخیر کرنے مین اورنگ زیب عالم گیر
نے بہت سعی کی تھی اور سب اکارت گئی اور کچھ مفید نہ ہوئی اور فتح ہونے نے
جزائر مالدیوہ کے جو شمار سے زائد ہین اور اکثر سلاطین مغولیہ اُن جزائر کے
نام سے بھی واقف نہ تھے اِس قدر مکنت اور جاہ نواب حیدر علی خان بہادر کو
زیادہ کیا کہ تمام ہندوستان کے امیرون اور سردارون نے اپنے سفیر واسطے
ادا کرنے رسوم تہنیت اور مبارک باد کے اُس سکندر طالع کے حضور مین
بھیجے اور شاعران مدحت سرا نے اپنے قصیدون مین اُسکے مرتبہ کو اوپر رتبہ
اسکندر ذو القرنین اور تیمور گورگان کے ترجیح اور بالائی دی ایک شاعر
شیرین بیان دولت حیدری مین بمشاہرہ ہزار روپیہ سر کردگی مین ہزار نفر
کے مقرّر تھا اور واقعات شایستہ اور فتوحات بایستہ کو اُس نامدار بہادر کے
سلک نظم مین منظوم کیا کرتا تھا؛
ایک سال سے زیادہ تخمیناً نواب حیدر علی خان بہادر حوالی نگر سے دور نہین گیا

اور اُن دنون بہ سبب اسکے کہ وہ نامدار مہمّات متعلّق دیوانی و لوازم عشرت اور کامرانی مین مشغول تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ذوالعزم ساتھ دواعی عیش اور آرام کے جن سے ہمیشہ بیگانہ وار زندگی کرتا تھا شادمان اور مسرور ہی ایسے زمانے عیش و نشاط مین جس مین کشش اور کوشش حرب و ضرب سے جہان آسایش مین تھا اور ساقی زمانہ کا شراب خوشدلی اور سرور کی ندیمان اور مقرّبان بزم حضور کو پلا رہا تھا یکایک اِس عہد و پیمان کے یاد آجانے نے جو نواب بہادر نے قوم مابلہ کے ساتھ اُنکی حمایت و رعایت کے لئے کیا تھا اُسکی ہمّت والا نہمت کو اِس طرف متوجّہ کیا کہ فرش عیش و نشاط کو اُلٹ دے اور پٹکا زحمت کشی کا کمر مین باندھ شمشیر آبدار خون آشام ہاتھ مین لے ؛

قتل کرنا قوم نائر کا جماعہ مابلہ کے تئین اور آنا نواب بہادر کا واسطے انتقام لینے اس قوم ناشایستہ کے اور استقبال کرنا ملی راجہ کا اسکو اور محاربہ کرنا اس نواب نامدار کا نائرون کے ساتھہ اور ہزیمت دینا اُنکا

جب مابلے واسطے وصول کرنے اپنے زرقرضہ کے نائرون پر ستم کرنے لگے اور بہت سے نائرون کو ستمدیدہ کیا تب تمام قوم نائر باہم جمع ہوئے اور مشورت کرکے یہ ٹھہرایا کہ سب مابلون کو مار ڈالئے اور ملیبار کے ملک مین کسی مابلے کو زندہ نہ چھوڑئے اور عاقبت اندیشی نہ کی کہ نواب بہادر ایسا ستم مسلمانون پر ہونے نہ دیگا اور مدد مابلون کی کرکے اُن سے انتقام لیگا چنانچہ ایک مرتبہ سب نائرون نے قتل عام کے ارادے سے تلوار کھینچی اور مابلون

کو جہان جسنے پایا قتل کرنا شروع کر دیا گلی کوچون مین ماپلون کے خون سے نالے بہائے ہزارون تن و سر مین مفارقت ہو گئی اور ہر جگہ لاشون کے تودے مانند پہارون کے زمین پر نظر آنے لگے جب ماپلون نے یہ حال دیکھا کپرے پھار سر پر خاک ڈال روتے پیٹتے نواب بہادر کے حضور مین دادخواہ ہوے اُس دادرس کا دل یہ حال تباہ ماپلون کا دیکھ دریا کے مانند جوش مین آیا اور حکم کیا کر کوچ کی کرنا پھنکے حکم ہوتے ہی فوراً میدان مین خیمے کھرے ہو گئے اور سوار و پیادے جمع ہونے لگے آخر کار اُس عالی جاہ نے بیس ہزار سپاہ چیدہ اپنے ساتھ لے کنانور کو کوچ کیا اثناے راہ مین علی راجہ استقبال کر ملازمت سے مشرف ہوا نواب نامدار شہر کنانور کے قریب پہنچ ندّی کے اِس کنارے پر ڈیرے کھرے کروادئے اور اُسطرف نائرون نے بھی سپاہ اور جمعیّت اپنی فراہم کی دونون جانب سے صف آرائی ہو جنگ و پیکار شروع ہو گئی ؏

نظم

ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش ٭ کہ یکسر پریشان ہوا مغز و ہوش
ہوا گیر ہو کر غبار زمین ٭ گیا تا سر سقف چرخ برین
دو لشکر بہم حملہ آور ہوے ٭ ہزارون تن اکدم مین بے سر ہوے
بہ شمشیر و گرز و سنان و خدنگ ٭ رہا گرم تادیر بازار جنگ
ہوا گرم ہنگامۂ کشت و خون ٭ ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون

انجام کار بسبب اُسکے کہ فوج حیدری لرائی کی خو کردہ کار آزمودہ قواعد جنگ سے واقف تھی اور سپاہ نائرون کی ناتجربہ کار سایہ پروردہ علاوہ اِسکے وے سواران جنگی سے کبھو نہین لرتے تھے اور اُنکی لرائی بھی نہین دیکھی جب ناگاہ حیدری سوارون کو گھوڑے دوڑاتے دیکھا سب کے سب ہیبت کھا

بھاگ کھڑے ہوئے تب حیدری سواروں نے سپاہ مغلوب کے کھیت کو کاٹ لاشون کے کھلیان لگائے اور بہتون کو پامال کیے نقارہ فتح و فیروزی کا لشکر ظفر پیکر مین بجنے لگا؛

کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا کنانور سے کلی کوٹ کو اور استقبال کرنا راے حاکم کلی کوٹ کا جسکا لقب ساموری تھا اور تسلیم کرنا اپنے شہر کو اور ایک برھمن کا تہدید کرنا اُسے کہ وہ مرتد واپنے دین ومذہب سے پھرگیا او رمردود قوم کا ہوا اور جل مرنا ساموری مذکور کا ساتھ اپنے اہل وعیال کے اور مسلم ہوجانا بالکل ملیبار کا نواب حیدر علی خان بہادر پر؛

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے نائرون کی لڑائی کو فتح کیا عنان توجہ کی کلیکوٹ کی طرف جو ملیبار کی سرزمین کا پایہ تخت تھا اور وہان کا حاکم پشتہا پشت سے ساموری لقب رکھتا تھا پھیری اثناے راہ مین جو شہر آیا بہ زور مسخر کیا جب کلیکوٹ کے متصل پہنچا وہان کے حاکم ساموری نے دیکھا کہ سب ملک تو اُسکا پہلے ہی نواب بہادر نے مسخر کرلیا ہی صرف کلیکوٹ شہر ہی باقی رہ گیا اور سپاہ سب پریشان ومتفرق ہوگئی ہی نہ کوئی عزیز رہا نہ یار اور جو لوگ کہ اُسکے پاس تھے اُنکو لڑنے پر مستعد نہ پایا اپنی جگہہ سے حرکت نکی بلکہ شہر کا دروازہ بھی بند نکروایا نہ ارادہ باہر نکل کے لڑنے کا کیا جب نواب گردون قباب معہ فوج شہر مین داخل ہوچکا راے ساموری نے آگے بڑھکر استقبال اور بہت جواہر وموتی نثار کیا اور کمال تعظیم سے آداب بجالا کر اپنے دیوانخانے مین لا

اُسکو تخت پر بیٹھایا اور التماس کیا کہ یہہ سب ملک آپ کو مبارک ہو مین بندہ فرمان بردار ہون اور بہت سی باتین عاجزی کی گڑگڑا کر عرض کین نواب بہادر نے اُسپر رحم کھا کر زبان فیض ترجمان سے یہہ ارشاد فرمایا کہ تم مطمئن رہو کسیطرح کی زیادتی تمہارے اوپر نہین ہونیکی بلکہ یہہ ملک تم ہی پر مسلّم رکھا جائیگا اور ملک پر بھی کسیطرح کا گزند نہین پہنچیگا ایسی ایسی تشفّی آمیز باتون سے نواب والا مناقب نے ساموری کو تسلّی دیکر لشکرگاہ کو معاودت فرمائی اور راے ساموری دیوانخانے سے اپنے محل سرا مین گیا تب ایک برہمن بد اندیش وبدکیش وناپاک راے ساموری کے پاس آیا اور اُس سے یہہ کہا کہ تو تو ایک سخت مسلمان گاے کھانے والے بتخانے کھودنے والے سے مل گیا اپنے دین ومذہب کو چھوڑا اِس سے زیادہ گناہ دنیا مین کوئی نہین ہی اب تمام قوم نائر تجھ کو ذات سے نکال دینگے اور اپنے دین ومذہب سے بیگانہ جانینگے جب تک تو جیتا رہیگا کوئی تیرے پاس نہ بیٹھیگا نہ تیرے ساتھ کھانا کھائیگا نہ کھلائیگا اور جب تو مریگا کوئی کریا کرم نہ کریگا جب راے ساموری نے اُس برہمن کی یہہ گفتگو سنی نہایت سہمزدہ ہوا اور عالم بیخودی وسراسیمگی مین اپنے گھر مین آگ لگا لڑکے بالون اور تمام منتسبون کے ساتھ جل مرا ایک عالم اس حال تباہ کو دیکھ آبدیدہ ہوا اور ہاتھ ملا اور برہمن بدکیش پر جسنے یہہ آگ لگائی نفرین کی جب راے ساموری کلیکوت کا حاکم یون جل مرا اور اُسکے عیال واطفال سے جو وارث ملک وراج کا ہو کوئی باقی نہ رہا قوم نائر جو لڑائی مین شکست اُٹھا کر پریشان ہوگئے تھے پھر جمعیّت کثیر مثل مور وملخ جمع کر مستعد لڑنے کے ہوئے نواب نامدار سب فوج حیدری سمیت میدان مین آکر مستعد جنگ کا ہوا ؛

نظم

دلیرون نے تب کھینچ کر تیغ تیز　　کیا گرم بازار کین و ستیز
بطعن سنان و بزخم خدنگ　　عدو پر کیا عرصۂ جنگ تنگ

ایکدم مین ہزارون سر تن سے جدا ہوئے اور بے شمار لاشین خاک و خون مین لوٹنے لگین، الغرض بہت سے نائر مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ نکلے ایک مرتبہ اعادی سے میدان خالی ہو گیا نواب ظفر انتساب کی فتح ہوئی اور وہ تمام ملک دولت حیدری کے متعلق ہو گیا،

سرکشی کرنا نائرونکا اطاعت سے نواب بہادر کے اور بسبب آجانے موسم برسات کے اُنھونکا قصد کرنا پھر لے لینے پر بعضے قلعون کے اور مار ڈالنے پر ایک جماعت حیدری کے جو وہان کے قلعدار تھے اور لشکرکشی کرنا نواب بہادر کا مین طوفان آب وطغیان سیلاب مین واسطے قلع وقمع نائرونکے

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے اسطرح جل مرنے کا حال راے ساموری کے سنا نہایت متاثر ہو کر ساموری کے بھانجون پر جو اُس واقعہ کے بانی ہوے تھے بہت خشمگین ہوا اور سر دربار قسم کھائی کہ ہرگز ملک اُنکا اُن کو پھیر نہ دونگا کالیکوت کے امیرون نے تراونکور اور کوچین کے راجہ کی مدد سے ایک جمعیّت کثیر سپاہ جنگی پانیانے ندی کے کنارے پر جو بارہ فرسنگ کالیکوت سے ہی جمع کی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نائر بہ نسبت اگلی لڑائی کے جو کناور کے متصل واقع ہوئی تھی زیادہ لڑینگے لیکن جب مقابلہ ہوا کچھ بھی نہ لڑسکے

بھاگ گئے نواب بہادر نے ندّی اُتر کر قلعہ پاپانی پر حملہ کیا اگرچہ یہہ قلعہ اُس
ملک کے سب قلعون مین زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا تو بھی قلعہ والے حملہ حیدری
کی تاب نہ لاسکے آخر اطاعت و انقیاد اختیار کی تب نواب نامدار دشمن کی
سپاہ کے تعاقب کو آگے بڑھا جب لڑنے بھڑنے کوچین مین پہنچا اُس ملک کے
حاکم کو اپنا مطیع اور فرمان بردار کیا اُسکے دیکھا دیکھی سب نائرون کے فرقے
حکم حیدری کے مطیع و منقاد ہو گئے اور نواب بہادر نے اِس شرط پر کہ وے
مطیع اور خراج گزار دولت حیدری کے رہین اُن کے کشت وخون سے
ہاتھہ اُٹھایا اور سب ملک اُنکو پھیر دیا بعد اُسکے سپاہ و قلعہ دارون کو
واسطے حفاظت اور نگہبانی کلیکوٹ و پاپانی کے متعیّن کیا حکومت اُس
ناحیہ کی کوئنبا تور کے راجہ کو دی یہہ راجہ قوم کا برہمن اور ایک ریاست کا جو
مضافات میسور سے تھی اور اُس مین و میسور مین فقط کوہستان درمیان حاکم تھا نواب
بہادر نے اِس سب ملک کا اُس راجہ کو حاکم کرنے مین یہہ مصلحت ملکی دیکھی تھی
کہ چونکہ وہ راجہ قوم کا برہمن ہی اور سب نائرونکی قوم مین معزّز اور اُس ملک
کی راہ و رسم اور وہان کے رہنے والون کی عادات سے واقف ہی
سبھون کو موافق رکھیگا چونکہ موسم برسات کا جو ملیبار کی نواح مین دیر تک
رہتا ہی اور اُن دنون مین وہان ہمیشہ آندھی چلتی اور سیلاب رہا کرتا ہی
شروع ہو گیا تھا نواب بہادر نے لاچار ہو اس ملک کو چھوڑا لیکن اِس لئے
کہ وہ ملک حال مین مفتوح ہوا تھا بہت دور وہان سے جانا مناسب نجان کوئنبا تور
مین جو دار الامارت راجہ مذکور کا تھا جاکر اُسکے دولت سرا مین اقامت اختیار کی
اِس جہت سے کہ یہہ ملک اُن پہاڑون مین واقع ہی جنکا نام گھاٹ ہی اور
اُس مین بارش و سیلاب ویسی نہین جیسی سواحل ملیبار مین اپریل کے مہینے سے

آخر سپطنبر تک رہتی ہی نواب نامدار کو یہ یقین تھا کہ نائرون کی جماعت
اُسکی لشکر کا طمطراق اور سخت حملہ دیکھ کر ڈر گئی ہی اِس صورت مین
جون وہ اُنکے ساتھہ راہ نرمی و مواسات کی چلا ہی بالضرورت وے اُسکے
حکم سے سرتابی نہ کرینگے اور غاشیہ اطاعت کا اُسکے اپنے دوش پر اُٹھا ئینگے
وہ نامدار ابتک رسم و راہ سے اُس جماعہ خودبین کے خوب آگاہ نہ ہوا تھا
کہ یے لوگ جب ایکبار کسی سے آزردہ ہو گئے اگرچہ خطا اُنکی کیسی ہی بری ہو
جو اُس آزار کا باعث ہوئی تھی تو بھی در گذر کرنا نہین جانتے اور جب تک اپنے
آزار دینے والے سے انتقام نلین آرام نہین پاتے ہنوز مہینا مئے کا تمام نہ ہوا
تھا کہ تمام سواحل ملیبار مین نائرون کی بغاوت و خروج کا آوازہ حکومت حیدری بر
مشہور ہو گیا اِس خروج کی ابتدا مین ایک جمعیّت قلیل قلعداروں کی قتل
ہوئی اور قاتل اُنکے رہنے والے قصبہ کلان پاندہ پکاری کے تھے اُن باغیان
بدکار نے یہ ستمگری اس حد کو پہنچائی کہ چند سپاہی فرانسیس کے جو قلعہ ماہی
کو چھوڑ لشکر حیدری کو جانا چاہتے تھے اور اُس قصبہ مین دوسرے روز قتل
عام کے پہنچے اُنکو بھی قتل کر ڈالا ؛ آثار ظاہر سے یہ معلوم ہوا کہ خروج قوم
نائر کا راجہ تراونکور اور ساموری متوفّا کے بھانجونکے سبب واقع ہوا کیونکہ اگر راجہ
کونبانوڑ اور علی راجہ اور بھائی اُسکا شیخ علی جنکو نائرون سے قوم ملیلے
کے انتقام لینے کا کام سپرد ہوا تھا بہت سختی اور ظلم نہ کرتے تو یہ بغاوت
اُس حد کو نہ پہنچتی ؛

چونکہ بسبب کثرت بارش کے سواحل ملیبار مین برسات کے موسم مین چھوٹی
نالیان بھی بڑی ندیان ہو جاتی ہین اور سیلاب کے باعث برسات بھر راہون
مین اِس قدر ندی نالے بھرے رہتے ہین کہ کوئی شخص مسافر اجنبی راہ

چل نہین سکتا اس لیے نائرون نے جو اُس ملک کے رہنے والے اور ویسے
طوفان و سیلاب کے عادی ہو رہے تھے اور ننگے برسات بھر پھرا کرتے اور
جہان چاہتے چلے جاتے ایسا سمجھا تھا کہ وے کالیکوت اور پایانی کو بیشتر اُسکے
کہ فوج حیدری وہان پہنچے اپنے دخل مین لا تمام قوم ماپلے کو مار کر برباد کر دینگے
لیکن اُنکو یہہ خبر نہ تھی کہ اُنکے انتقام لینے والے کو سیلاب اور طوفان باد و باران
ایسا بھی سخت ہو مانع انتقام نہین ہو سکیگا اور اُنھون نے اس عصیان اور
بغاوت مین ایسا اخفا اور کتمان عمل مین لائے تھے کہ میر رضا علی خان سردار
مادیکھری اور نواب بہادر کو مطلقاً اس ارادے سے اُنکے خبر نہ ہوئی
آگے اُس سے کہ خبر اُس واقعہ کی نواب بہادر کو پہنچے نائرون کی فوج نے
کالیکوت اور پایانی کو محاصرہ کیا تب قلعہ دار پایانی نے ایک ملّاح یا جہاز کے
خلاصی کو پرتگیشون کی جماعت سے بہت اشرفیان و روپیہ انعام دے کر واسطے
اطلاع کرنے اس حال کے روانہ کیا وہ شخص جانبازی کی راہ سے اُترنے
پر رود پایانی کے جو کمال جوش و خروش مین تھی جرأت کر چھوٹی کشتی* پر سوار
ہوا اور اندھیری رات مین جنگل اور بیابان جن مین جانور درندے اور کیڑے
موذی زہردار ہر طرح کے رہتے تھے رات دن طی کرتا ہوا اگرچہ کوئی شخص

* یہہ کشتی بانس سے مثل ایک بڑے ٹوکرے کے بنتی اور چمڑے سے مڑھی جاتی ہے لیکن
وہ چمڑا اور ٹوکرا علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے دو حمّال ایک کشتی کے کالبد کو اور دو آدمی
اُسکے چمڑے کو خشکی مین اُٹھاتے اور عند الضرورت پاو ساعت مین قابل استعمال
دریا کے بنالیتے مین ایک کشتی مین پچیس آدمی سوار یا ایک ضرب توپ بار ہو سکتی
ہے اسطرح کی کشتیان سواحل ملیبار مین بہت ہوتی ہین اور فوج مین اکثر رہتی ہین

اُسکا راہبر جیسی قطب نما کے سوا نہ تھا بعد زحمت و مشقّت کے مقام ماویگھری مین پہنچا اور میر رضا علی خان کو واقعہ سے نائرون کے خروج کرنے اور معرض خطر مین ہونے فوج حیدری کے کلیکوٹ و پانیانی مین مطّلع کیا میر رضا علی خان نے اُس ملّاح کو تو فوراً کوئنباتور کو روانہ کیا اور خود جلد معہ اُس قدر فوج کے جو اُسکے متعیّن تھی اُسی کثرت بارش اور سیلاب مین پانیانی کی طرف کوچ کیا٬ اُس لشکر کی دوڑ کی خبر جماعہ باغیہ کو پہنچتے ہی تیزی اور تندی اُسکی فی الجملہ توٹ گئی لیکن جب اُنھین یہ معلوم ہوا کہ فوج جو میر رضا علی خان کے ساتھ ہی سواروں کی جمعیّت سے مطلقاً خالی ہی تب ایک جماعت اپنی فوج سے واسطے مدافعہ کے بھیجی چنانچہ وہ جماعت بروقت عبور کرنے ہر ندّی سے رضا علی خان کی فوج کو تشویش و پریشانی مین ڈالتی رہی آخر کو راہبرون کی خطا کے سبب وہ فوج ایک بڑے خطرے مین جہان پانڈیا گھری کے نزدیک دوندیان ملی ہمین اسطرح پڑ گئی تھی کہ گویا مخالف اپنی مراد پر مظفّر ہو گئے اور رضا علی خان اُس خطرگاہ مین ایسا پھنس گیا کہ دریا کے عمق اور پانی کی تیزی کے سبب اُسکو عبور کرنا دشوار ہوا اور طرفہ تر یہ کہ فوج اعدا نے اُسکے پیچھے پھر آنے کی راہ بھی بند کردی تھی اور اُس راہ تنگ مین کہ وہ وہان تک آیا تھا درمیان اُس گھنے جنگل کے جسکے درختون کے سر اوپر سے باہم ملے ہوئے تھے اُنھون نے بہت سے درخت کاٹ کر عرض مین اس راہ کے ڈال دیے اور اکثر جا وہان پر اپنی سپاہ کمین گاہ مین بٹھا رکھے تھے تا وہ اُس راہ سے اصلا پھر نہین سکتا تھا اور طی کرنا اُسکا دشوار ہو گیا تھا٬

جب نواب بہادر نے نائرون کے عصیان اور بغاوت کی خبر سنی اپنے سوارون کے رسالے کو جو حسن اتفاق سے نزدیک کوئنباتور کے قول سے جدا رہگیا

تھا بلوا لیا اور میسور وغیرہ کی نواح سے اپنی مملکت کے بھی ایک بڑی جمعیّت انبوہ سوار اور پیادوں کی طلب کر معہ اُن چست و چالاک پلٹنوں کے جو اُسکے پاس حاضر ہین ایک جیش شایستہ جمع و طیّار کر کے اِس لیئے کر اپنی ایسی فوج دلاور کو جو واسطے بڑی مہمّون کے بنائی گئی تھی درمیان و بسبب سیلاب و طوفان کے بلا توقّف خطرے مین ڈالنا ہرگز مناسب نہ سمجھا تھا اُس طرف کی صحیح خبرون کا منتظر رہا؎

جب میر رضا علی خان نے اپنا سارا حال لکھا نواب بہادر تین ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تفنگچی ساتھ لے سیل جوشان و باد تند کے مانند اُس طوفان و بارش مین روانہ ہوا اور تمام رسالہ دار اور سوارون کو یہ حکم کیا کہ گھوڑون پر زین نہ باندھین ننگی پیٹھ پر سوار ہون اور پیادون کو یہ فرمایا سوائے زیر جامۂ سبک اور جوتے کے کچھ نہ پہنین ہر پیادے کو ایک بارانی موم جامے کی سرکار سے دی گئی تا اُس سے اپنے کبسہ گولی باروت کو پانی سے محفوظ رکھین اور سپاہیان فرنگ کو جو تازہ پانڈیچیری اور کلنبو سے آئے تھے ہر نفر کو ایک چھتری موم جامے کی عنایت ہوئی بارہ ضرب توپ میدانی ہاتھیون پر لدوا کر اُس لشکر کی مدد کو ساتھ کی گئین اُس کوچ کا حال جس مین نواب بہادر خود اس لشکر کا قائد تھا اِس طور پر لکھا گیا ہی کہ پندرہ ہزار مرد جنگی سپیدہ صبح سے لے شام تک اُس ملک کوہستانی مین درمیان ایسی دشوار گذار راہوں کے جن کے عرض مین تین آدمی سے زیادہ چل نہین سکتے تھے طوفان کی شدّت اور رات دن کی جھڑی مین جو برق اور رعد کے ساتھ ہوتی تھی بھیگتے ہوئے چلے جاتے تھے اور باوجود اُسکے ہر روز بعد دو پہر کے آفتاب نکلتا تھا اور تین گھنٹے تک ایسی سخت دھوپ پڑتی اور گرمی ہوتی

کہ ویسے ملک گرم سیر مین کوئی غریب بات کیونکہ بھی اصلا متحمل اسکا نہین ہوسکتا اور دور اثنائے راہ ایسی ندیان اُترنی پڑتی تھی کہ کسی کے پانی زنخدان تک پہنچتا اور کوئی تیر کر جاتا تھا اور رات کو اُن قصبون اور ویران گانوُن مین اُنکے رہنے کا اتفاق ہوتا جہان کے رہنے والے اپنے گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے لیکن کھانے پینے کی چیزین بکثرت وہان ہاتھ آتی تھین ؎

نواب نامدار نے سب سپاہ کو یہہ حکم دیا کہ جس آبادی مین پہنچو لوٹ کر جلا دو ؎ اِس کوچ سے جو ناگاہ عمل مین آیا باغیون نے خبر پا کر اپنے جتھونکو جمع کیا اِس جہت سے میر رضا علی خان کے لشکریون کو فی الجملہ تسلّی ہوئی لیکن بہت لوگ اُسکی فوج سے بہ سبب نہ میسر آنے آذوقہ اور راہ کے مہلکون سے ہلاک ہوئے تھے نامردون کے سردار اپنی بغاوت و برخلافی کے نتیجیکے خوف سے جسکے مفاسد کو دیکھ چکے تھے خائف و ہراسان تو تھے باوجود اُسکے واسطے پشتی و حمایت اپنے لشکر کے گرد مورچے باندھے اور خندق کھود لی تھی اور بائین طرف اُسکے ایک ایسا گانون تھا جسکے گرد چار دیواری اور خندق اور احاطہ لکریون کا بہت استوار و مضبوط اور توپ خانہ سنگین جسکے گولنداز ایک جماعت بردل تھے سب نے آپس مین یہہ عہد و پیمان کیا کہ جان دین پر وہ جگہہ نہ دین اور چاہتے تھے کہ فوج حیدری سے مقابل و دوچار ہون ؎

نواب بہادر نے چار ہزار مرد جنگی کو اپنی سپاہ سنگین سے داھنے طرف کو حملہ کرنے اُس گانون پر مامور کیا اور لفطنط کرنیل کو جو برٹکیش کے طبقے سے اُنھین دنون بہت سرداران برٹکیش سمیت گووہ سے آیا تھا اُنکا سپہدار بنایا اور بائین طرف کو جو سپاہ حملے کے لئے مامور ہوئی اُسکی سرداری ایک سپہدار انگریز کو تفویض فرمائی اور قول کا سپہسالار خود نواب بہادر ہوا اپیچھے

اُس قول کے التمش سپاہ فرانسیس کی تھی ساتھ ایک چیدہ جمعیت جوانان طبقہ اُمرا و اکابر دولت حیدری کے یہہ جماعت برگزیدہ کے مردان جنگی سب پیادے تھے اور سواے سپر و شمشیر کے کچھ ہتھیار پاس نہ رکھتے تھے؛

چونکہ سوارونکی جمعیت کا اِس یورش مین کچھ کام نہ تھا اسواسطے وے پیچھے رہی موافق اِس ترتیب اور انتظام کے سپہدار پرطکیش پہلے ساتھ چار ہزار اپنی سپاہ خاصہ کے اُس گانوکی طرف متوجہ ہوا اور بڑی چستی و چالاکی سے اپنی فوج کو خندق کے کنارے پر پہنچایا لیکن آگے نہ بڑھکر اُسی قدر یورش پر کفایت کر اپنی سپاہ کو حکم کیا کہ بندوقین چلاوین چنانچہ وے گولیون سے مخالف کی فوج کو مارنے لگے لیکن چونکہ اُس فوج کو اِس خندق پر کچھ آڑ یا پناہ نہ تھا اِس لئے بہت لوگ مخالف کی بندوقونکی گولیون سے جو دیوار کے رخنون مین سے مارتے تھے مارے گئے جب دو ساعت تک فوج حیدری نے بندوقون سے آتشباری کی اور کچھ فائدہ نہ ہوا تب نواب نامدار بہت دل گرفتہ و آشفتہ ہوا اور اپنی اُس فوج کے بے محل تلف ہونے پر نہایت تاسف کھایا سپہدار فرانسیس سرگروہ قشون فرنگستانی نے جو تازہ ملازم ہوا تھا اور ہنوز کوئی محل قابل ظاہر کرنے اور دکھانے اپنے کمال و ہنر سپاہیگری کا ابتک نہین پایا تھا درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو مین اپنی التمش فوج کو لیکر اِس مہم پر اقدام کرون نواب بہادر نے اُسکی عرض کو قبول کرکے فرمایا کہ جو کچھ مناسب جانو عمل مین لاؤ تب اُس سپہدار نے فورًا سب اپنی سپاہ سمیت جو واسطے لڑائی کے بیقرار اور نائرون سے انتقام لینے پر جنھون نے سابق اُسکے کمال قساوت سے کئی نفر فرانسیس کو بے سبب باندیگھری مین قتل کیا تھا سرگرم تھی جنگ پر مستعد ہوا چنانچہ فوج فرنگ ساتھ سپہسالاری اُسی بہادر کے معہ جمعیت امیرون

اور اکابر دولت حیدری واسطے انتقام کے دوڑ کر خندق مین بدھڑک کود پڑی اور جھٹ پٹ اُس سے عبور کر چار دیواری کو توڑ دشمنون کے مقابل ہوئی اور قتل کرنا شروع کر دیا جب مخالفون نے اِس طرح کی سختی دلاوران حیدری کی خون ریزی مین دیکھی بدون اِسکے کہ واسطے مقاومت اور مدافعت کے ہاتھہ پانو ہلاوین مقتول ہوے تب فوج منصور نے گانو کو آگ لگادی اور شعلہ بلند ہوا اُسکو دیکھکر اور نشان سے گولون کے بھی جو نائران بغاوت نہادی طرف جاتے تھے نواب بہادر کو یقین ہوا کہ وہ گانو اولیاے دولت منصورہ کی تسخیر مین آگیا اِس بات کو معلوم کرتے ہی تمام لشکر نے ساتھہ ہئیت مجموعی کے حرکت کی تاکہ اُس لشکر کی جگہہ پر جہان خندق کھدی ہوئی تھی حملہ کرے لیکن جب دشمنون نے دیکھا کہ لشکر حیدری نے اُس گانو کو جو مضبوط پشتیبان لشکرگاہ کا تھا ساتھہ یورش کے لے لیا دل باختہ ہو کر گروہ گروہ کمال ہراس اور خوف سے ہر طرف بھاگے اور پریشان و متفرّق ہو گئے ؎

بیت

گریزان ہوئے چھوڑ میدان کو

بچا لیگئے اپنی وے جان کو

چونکہ نواب بہادر جانتا تھا کہ اِس مہم مین سب دشمن جان سے ہاتھہ دھو کر بہت لڑینگے اِسلئے یہہ یورش بردلانہ جسنے جرأت و دلیری سے امیران دولت حیدری کے جو اُس یورش مین مددگار تھے آب و تاب پائی تھی موجب کمال دل خوشی اور مسرّت کی نواب بہادر کو ہوئی سپہدار فراسیس کو جسنے دروازہ فتح کا کھولا تھا ساتھہ لقب بلند بہادر کے امتیاز و عزت بخشی اور اُسی روز شام کو اُوسے سند سپہسالاری دس ہزار سوار کی جو دولت متولیہ مین

واسطے سرداروں کے بہت بڑا مرتبہ تھا عطا کر کے اقران و امثال کا محسود اور
ساتھ منصب میر آتش یا سرخیل توپخانہ کے احترام اور احتشام کو اُسکے
دوبالا کیا ہر ایک سپاہی کو تیس روپیہ عطا اور ہر زخمی کو جو شمار مین بہت
تھے فی نفر ساٹھ روپیہ انعام عنایت کیا سپاہ مجروح سے صرف ایک آدمی
اِس لشکر منصور مین شہید ہوا تھا٭
فرنگستانی آدمیون نے اِس کشش اور کوشش سے بڑا خوف دلون مین جماعہ
مرہٹون کے ڈالا اور واسطے زیادہ کرنے ہیبت کے نواب والاجناب نے
یہ مشہور کروا دیا تھا کہ کئی ہزار سپاہ عنقریب فرنگستان سے لشکر حیدری مین
داخل ہونے والی ہی اور اِس ہیبت و دہشت کو ساتھ مشہور کرنے اِس
غلغلہ کے کہ سپاہ فرنگستان کی سخت ستمگار اور آدم خوار ہی دوبالا کیا تھا
یہ شہرہ بہ سبب اُس درشتی و شدّت کے جو انگریز و فرانسیس ملازم حیدری
نے انتقام لینے مین اپنے سپاہ ناحق مقتول کے قوم نائر سے عمل مین لائے اعتقاد
مین ساکنان اُس ملک کے خوب جم گیا اِسی سبب سے جس طرف کو فوج
حیدری کا کوچ ہوتا دشمنون کے وجود سے مطلقاً آدمی کا کچھ نشان نہین پایا جاتا تھا
سب مکان خالی و ویران دکھلائی دیتے اور رہنے والے وہان کے جلاوطنی اختیار
کر کے جنگل و کوہستان مین جا چھپتے تھے اور دور سے حسرت کی نظرون سے
یہ دیکھتے کہ اُن کے گھر تمام جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور درخت میوہ دار
زمین پر کاٹ کر ڈال دیئے گئے اور مواشی چراگاہ سب تباہ و برباد کی گئی
اور بت و بت خانے جلا دیئے٭ بدعہدی و خیانت نائرون کی اُس درجہ
کو پہنچی تھی کہ نائرون نے اصلا قول پر اُن برہمنون کے جنکو نواب
بہادر نے جنگل و کوہستان مین واسطے پھیر لانے کے اُنکو اپنے وطنون مین

بھیجا تھا اعتماد نہ کیا تب نواب والا جناب نے اُس تمرّد و عدول حکمی کے مکافات مین یہہ حکم کیا کہ جہان کہین جوکوئی اُن فراریون کو پاوے بیدریغ قتل کر ڈالے اور عورتون بچون کو اُنکے اسیر کرکے غلام بناوے لیکن سختی و نرمی دونون پھیرلانے مین اُن شقاوت شعارون کو اُنکے وطنون مین بے فایدہ تھی اِسی واسطے علی راجہ وغیرہ سرداروں نے متفق ہوکر نواب نامدار سے صواب اندیشی کے طریق پر عرض کیا کہ اگر سپاہ حیدری وہان سے کوئمباتور کی طرف کوچ کرے تو شاید اِس سبب سے خوف جو نائرون کے دلون مین بیٹھ گیا ہے کم ہو جاوے قبل وہان سے کوچ کے پیشگاہ نواب نامدار سے یہہ حکم صادر ہوا کہ جماعت نائرون کی تمام اپنے القاب اور حقوق قدیم سے محروم کیے جاوین اور جنکا مرتبہ عزّت مین بعد برہمنون کے ہی وے سب قبائل سے اپنے پست کیے جاوین اور اُنکے کمتر طبقون کے لوگون کو بزرگان نائر تعظیم و تواضع کرین اور جیسے سب مالیباری نائرون کے آگے جلو مین دوڑتے تھے اب نائر جماعہ بریہ وغیرہ کے آگے جلو مین چلین اور جس طرح کہ اِسکے آگے صرف نائر ہتھیار باندھنے مین مخصوص تھے اور کسی طبقیکو اجازت نہ تھی اب سب فرقے و طبقے کے لوگ ہتھیار باندھین اور نائر سلاح پوشی نہ کرین اور یہہ حکم عام دیا کہ جوکوئی قوم نائر کو ہتھیار باندھے دیکھے مار ڈالے ؛

نواب نامدار کو ایسے حکم سخت دینے سے یہہ منظور تھا کہ اگرچہ قبائل مالیبار کے جنکو جماعہ نائر اِس سے پہلے حقارت کی نظرون سے دیکھتے تھے نائرون کے دشمن ہو جاوین اور دیکھنے سے اِس اِنقلاب دل خواہ کے دل مین خوش ہون اور سمجھین کہ جوقوم جبّار اور متکبر اُن پر حکومت کرتے تھے ساتھ اِس ذلّت کے مناوب ہو گئے تو اِس صورت مین بالضرور غرور نائرون کا جاتا رہیگا

مگر یہہ حکم شدید بعد صدور کے پیشگاہ نواب نامدار سے نفاذ نہ پایا اسواسطے کہ جماعہ نائرموت کو ایسی زندگی پرترجیح دیتے تھے اسواسطے بالضرورت نواب معلا القاب نے ایک دستور نیا یہہ ایجاد کیا کہ جو کوئی نائرون سے دین اسلام کو قبول کرے اُسپر تمامی حقوق و رسومات قدیم اُسکے خاندان کے بحال و برقرار رہین چنانچہ اس حکم کو سنکر بہتون نے شرفاے نائر سے اسلام اختیار کرلیا لیکن اکثر اُس قوم سے آوارہ رہے اور قبول کرنے پر پہلے حکم کے جلاوطنی کو ترجیح دی ٭ اگرچہ بہ سبب نزدیک پہنچنے فصل خوش و خرّم کے اور رعب بیٹھ جانے اُنکے دلون مین توہم بغاوت کا پھر جماعہ نائرون سے جو سب وطن سے آوارے گوناگون مصیبت کے مارے تھے مطلق نہین رہا تھا لیکن نواب موصوف نے حزم و احتیاط کی راہ سے کئی پلٹن و رسالے سوارون کے اُس سرزمین مین چھوڑ کئی مقام مناسب مین اُنکو تعین کیا تا ضرورت مین ایک دوسرے کی کمک و مدد آسانی سے کرسکین اور باقی پیادون کی سپاہ کو مادیکھری کے متصل رہنے کو حکم کیا اور خود بدولت و اقبال صرف جماعہ سوارون کو ہمراہ لئے کوئنباتور کو کوچ فرمایا ٭

رشک لیجانا جماعہ مرہٹون کا نواب بہادر کی تسخیر و فیروزی پر ملک ملیبار مین اور لشکرکشی کرنا ہت نور پر

طبقہ مرہٹہ جو بہ سبب نزدیک و متصل ہو جانے سرحد مملکت حیدری کے اُنکے ملک سے رشک کی آگ مین جلتے تھے موافق درخواست کرنے بد نور یون کے واسطے اُنکے امداد و اعانت کرنے کے دربارہ دست درازی نواب بہادر

سال سترہ سو ترستھ عیسوی مین ایک لشکر جرّار ساتھ ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادے کا جمع کر واسطے تسخیر کرنے ملکون کو نواب والامناقب کے روانہ کیا نواب نامدار نے افواج مرہٹہ کا مقابلہ نکرنا مصلحت وقت جان محافظت پر شہر بدنور کے ہمّت مصروف کی چنانچہ وہ نامدار آغاز موسم برسات تک دفعہ کرنے پر افواج غنیم کے بخوبی قادر رہا جب موسم برسات آگیا مرہٹے محاصرے سے اُس شہر کے ہاتھ کھینچ کر پھر گئے،

لشکرکشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا راجہ چیتل درگ وغیرہ پر،

سنہ سترہ سو پینستھ عیسوی مین نواب بہادر نے محال پر پالیکارون اور راجہ چیتل درگ کے لشکر کشی کی اور اُس نواح کو بہت آسانی سے اپنے تصرّف مین لایا لیکن جب قلعہ چیتل درگ کو پانچ مہینے تک محاصرے مین رکھا بسبب اور ضروریات کے فتح کرنا اُسکا دوسرے وقت پر موقوف رکھ پھر آیا اور سال آیندہ دوبارہ وہان جا اُس قلعہ کو محاصرہ کر فتح کیا،

ازکتاب فتوحات حیدری
تالیف کردہ لالہ کھیم نراین

کوچ کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا واسطے تنبیہ نواب عبدالحکیم خان حاکم شانور کے اور شکست پانا خان موصوف کا

قبل اسکے کہ نواب بہادر نے واسطے استیصال کرنے رانی بدنور کے کوچ فرمایا عبدالحکیم خان حاکم شانور نے دو ہزار سوار و چار ہزار پیادے واسطے کمک اُس رانی کے بھیجے تھے اور خود کنارے پر ندی بلاّری کے اپنے لشکر جمعیت ڈیرہ کر رسد مارنے مین لشکر حیدری کے مشغول رہا تھا چنانچہ ہیبت جنگ بخشی حضور سے واسطے مقابلے خان موصوف کے ماموُر ہو کر ہمیشہ افغانون کے ساتھ بازار زد و کشت کا گرم رکھتا اور خان مذکور ہر چند سعی کرتا تھا کہ ہیبت جنگ کی فوج کو گھبر اُسکا کام تمام کرے لیکن وہ رستم دل فضل ایزدی پر تکیہ کر اُس سے دلیرانہ لڑتا رہا چونکہ جمعیت مخالف پناہ مین ایک گھنے جنگل اور گھاٹیون مین پہاڑ کے چھپکر قابو پا اُسپر حملہ کرتی تھی اِسواسطے ہیبت جنگ کی کوشش اُس لڑائی مین فائدہ نہ بخشتی اِسی طرح دو برس کے عرصے تک دونون لڑتے بھڑتے رہے اور فتح و شکست کسی طرف کی متمیز نہ ہوئی بعد بڑے عرصہ کے جب نواب والاجناب کو بندوبست سے ملک بدنور کے اور دوسرے قلعون کی تسخیر اور اُس نواح کے راجونکی گوشمالی و تنبیہ سے اطمینان و فراغ کلی حاصل ہوا چون جسارت کرنا عبدالحکیم خان کا مزاج اقدس پر ناگوار ہوا تھا یلغار کے طور پر با فوج قاہرہ کوچ کر رات کو ہیبت جنگ کی فوج سے ملحق

ہوا اور پیادگان کرناٹکی و دکھنی پلٹن اور سواران خنجر گذار و توپخانہ آتشبار کو کمین گاہ مین رکھ بندار ونکے سوارون کو یہ حکم کیا کہ پٹھانون کے مقابلے مین جاکر اُن اجل گرفتون کو جنگ زرگری سے توپخانہ کے منہ پر لگالاوین صبح کے وقت جب سوار بنداردن کے لڑائی کے میدان مین نمایان ہوے جماعۂ افغان جو لشکر منصور کے وہان پہنچنے سے بے خبر تھے اِن سوارونکو ہیبت جنگ کے سوار سمجھکر دلیرانہ آگے بڑھے بندارے حکمت عملی سے جنگ زرگری کرتے ہوئے اُنکو کمین گاہ کے مقابل لگالائے یکایک گلندازان سحرپرداز اور تفنگچیان قادر انداز نے توپون اور بندوقون کی شلک سے بہتون کو اُڑا اور کتنون کو خاک پر لٹا دیا اور جو کچھ باقی بچ کر بھاگ چلے تھے اُنکو سوارون نے تلوار و نیزے سے عدم کو روانہ کیا نواب عبدالحکیم خان نے جب رایات نصرت آیات نواب بہادر کے وہان پہنچنے سے اطّلاع پائی سب خیمے اسباب توپ خانے جو جہان تھے وہین چھوڑ دیے جو اس شانور کے قلعہ کی طرف بھاگا نواب ستطاب نے یہ مژدہ سن شادیانے فتح کے بجوادئے اور سواران تازہ زور کو یہ حکم فرمایا کہ گھوڑے اُٹھا فراریون کا تعاقب جہان تک وے جاوین کرین چنانچہ سوار بموجب حکم پاشنہ کوب اُس قلعہ تک گئے اِس اثنا مین نواب فریدون فر خود بدولت و اقبال وہان پہنچا اور حکم محاصرہ کرنے قلعہ اور دمدمے بنانے کا کیا نواب عبدالحکیم خان کو جب یہ یقین ہوا کہ اب فکر قلعہ داری کی کرنا دروازہ سلامتی و زندگی کا اپنے اوپر بند کرناہی اور ایسے فولادبازو سے پنجہ کرنا اپنے ساعد و بازو کو توڑنا اپنے کردار سے پشیمان و نادم ہو عاجزی کرنے لگا اور اپنی جان کے بچانے کے لئے ایک کروڑ روپیہ دینا کیا نواب بلند اقبال اگرچہ دلیری اور

گستاخی سے مشار الیہ کے آزردہ خاطر تھا رحم اور مصلحت کی راہ سے
درخواست اُسکی قبول کی پر خان مذکور سے اُس قدر زر نقد کا سرانجام
نہو سکا اِسلئے سارا اسباب اپنے توشک خانے کا جو جمع کیا ہوا احکام ملف
ساتھ معہ فیلان کوہ تمثال اور اسپان صبا رفتار اور اتواپ قلعہ شکن زر نقد
صمیت حضور مین بھیجا نواب عالیقدر نے وہ سب لے وہان سے کوچ کیا اور
اِس احتیاط سے کہ مبادا خان مشار الیہ کسی کے اغوا سے پھر اپنی کملی سے
باہر پانون پھیلاوے تھانہ مستحکم اپنی طرف سے مقام بنکاپور و چرونی دھرونی
دھرونی مین جو توابع شانور کے تھے بٹھا کر سامان کھانے پینے اور لڑائی کا بہ قدر
مناسب ہر مقام مین طیّار و آمادہ رکھوا دیا اور خود بدولت و اقبال سواد غربی نگر مین
پہنچکر مقام کیا اور بند و بست مین قلعون کے جو متعلّق بدنور کے سواحل دریا پر
واقع ہین مشغول ہو ہیبت جنگ بخشی کو یہ حکم فرمایا کہ بہت سی فوج لیجا کر
صوبہ سرا کا نظم و نسق عمل مین لاوے اور زر واجب سرکار کا اُس ملک
کے راجاؤن سے وصول کرے بعد چند روز کے مرزا حسین علی بیگ جو چھوٹے
شاہزادے کریم شاہ کا برا ماموں تھا واسطے تسخیر کرنے بھواری درگ
کے رخصت پا کر ساتھ بھاری فوج کے روانہ ہوا جب اُسنے ساحل پر پہنچ کر
دیکھا کہ قلعہ بھواری درگ دریا کے کنارے سے دو میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ
کے اوپر دریا مین واقع ہی اور دریاے شور کا پانی چارون طرف سے اُسکے
محیط تسخیر اُس قلعہ کی لڑائی سے مشکل جان کر کشتیون پر سب اپنے مردان
کاری سمیت بیٹھ دامن کوہ مین پہنچ ایک خط متضمّن وعید نافرمانی و وعدے
اضافہ مشاہرہ و جاگیر پر اور مفصّل حقیقت پر اسیر ہونے رانی اور فتح ہو جانے
پر سب قلعجات اُس ملک کے اور قبضہ پر نواب بہادر کے واسطے تسخیر اُس

قلعہ کے لکھکر ایک سفیر دانا کے ہاتھ بھاتر پر اُس قلعہ مین بھیجا وہان کے قلعہ دار نے پڑھنے سے اُس پروانہ وعدہ و عید آمیز کے بہت خوف کھا کر امان مانگی اور بعد تین روز کے قلعہ مرزا حسین علی بیگ کو تسلیم کیا مرزا موصوف نے سب مال اسباب ذخیرہ کئے ہوئے شوم سنگر متوفا کو جو شوہر رانی کا تھا جس مین دس صندوق بھرے ہوئے مروارید شاہوار و یاقوت و لعل آبدار سے اور دس صندوق بھرے ہوئے زیورا مرصع بیش قیمت سے اور دو عدد جھول ہاتھی کی جس مین کلابتون و ابریشم کی جگہہ چاندی اور سونے کے تارون سے گل دوزی کی ہوئی تھی اور دو عدد زنجیر طلائی اور دو عدد گلوبند مرصع واسطے آرایش گردن ہاتھیون کے اور دو عدد زین مرصع بیش قیمت تھے تصرف مین لا کر اپنی طرف سے تھانہ اُس قلعہ مین بیٹھا وہان سے مراجعت کی اور قدم بوس سے نواب معلّا القاب کے سرفرازی حاصل کی اور صلہ مین اس خدمت نمایان کے حضور سے عطیہ جزیل پا سرخرو اور ہم چشمون کا محسود ہوا نواب والا جناب کو جب انتظام کرنے سے ملک بدنور کے اطمینان کلی حاصل ہوا قلعہ مرجان (وانگولہ مین جو تعمیر کیا ہوا سیف الملک (یکی از امراے عادل شاہیہ) کا تھا اور کوڑیال بندر و سدا شیو گڑہ و منکی مولیر و دھنا ور وا میگل مین جو قلب مکانون سے اُس ملک کے ہین اپنے تھانے بیٹھا طرف دار الحکومت سریرنگپتن کے فتح و فیروزی کے ساتھ معاودت فرمائی اور سایہ ہما پایہ کو اپنے سرون پر منتظران قدوم میمنت لزوم کے ڈالا ہیبت جنگ بخشی جو حضور انور سے شرف رخصت حاصل کر واسطے انتظام نواح صوبہ سرا کے گیا تھا اُسنے پہلے تو کنک گری پر تاخت کر دو لاکھ روپیہ پیشکش اور خراج سہ سالہ کا باقی وہان کے راجہ سے وصول کیا پھر ہرپن ہلّی کی طرف متوجہ ہو کر وہانکے حاکم سے چھ لاکھ

روپیہ بمعرض وصول مین لاچیتل درگ کی طرف کوچ کیا اور وہان کے راجاؤن
سے چودہ لاکھ روپیہ لیکر رائے درگ کے سواد مین پہنچا وہان کے راجہ سے
جب پیشکش کے روپیہ طلب کیے اُسنے عذر ناداری کا پایمالی ملک کو ظلم
سے راجہ بلاّری کے بیان کر پیشکش کے روپیہ دینے مین تساہل و تغافل کیا
ہیبت جنگ کی خاطر پر اُسکا عذر ناگوار گذرا اور واسطے چشم نمائی کے قلعہ
آنیگل کو جو مضافات سے رائے درگ کے ہی محاصرہ کیا وہان کے راجہ نے
حمیّت ننگ و ناموس کے باعث پانچ چھہ سو سوار و دوہزار پیادے کی
جمعیّت سے لڑنیکو مستعد ہو قطع کرنے پر راہ رسد کو لشکر ہیبت جنگ
سے سعی کی اِس اثنا مین پروانہ نواب بہادر کا بخشی ہیبت جنگ کو
اِس مضمون کا صادر ہوا کہ ایک ہزار جوان قوی و چالاک اپنے لشکر
سے منتخب کرکے بے ہتھیارون کے حضور مین بھیج دے ہیبت جنگ
نے بموجب حکم ایک ہزار جوان بے سلاح اپنی فوج سے چن اور پان سو
سوار و دو پلٹن سپاہی واسطے اُنکی حفاظت کے ہمراہ کر حضور عالی مین روانہ
کیا جب اُس جماعت نے دو فرسنگ کے فاصلہ پر جا ڈیرے کیئے راجہ کے
سوار رات کو جنگل سے نکل اُس سوتی ہوئی جماعت پر غفلت مین آ ٹوٹے
اور کوئی دقیقہ خونریزی و قتل کے باب مین باقی نہ رکھا اور بہتون کو اُن
جوانان بے سلاح سے بار ہستی سے ہلکا کیا اگرچہ سواران ہمراہ نے ساتھ
پلٹنون کے متفق ہو کر بندوقونکی شلک کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور وے
لوٹیرے راجہ کے ملازم جدھر سے آئے تھے اُدھر کو صحیح و سالم چلے گئے
علی الصباح جب وہ سانحہ غیرت افزا ہیبت جنگ نے سنا اپنی فوج کو طیار کر
راجہ کے سوار و پیادونکی جماعت کو جا گھیر لیا اور ہزارون آدمی کو ذلت اور

خواری سے مار ڈالا اور ایک خط اِس مضمون کا اُس راجہ کو لکھ بھیجا کہ ہمارا ارادہ یہہ تھا کہ حضور مین نواب بہادر کے تمہارے گناہون کا کچھ عذر معقول لکھکر فکر تمہارے جان و مال و ناموس کے امان کی کرین مگر اب تمہاری اِس شوخی و گستاخی سے ہمکو معلوم ہوا کہ تمہاری عافیت کا زمانہ آخر ہوا اور برے دن آ پہنچے بہرحال اب نوبت رفق و مدارا سے گذر چکی تم اب اپنی سزا ے لایق و قرار واقعی کو پہنچائے جاؤگے اُس خط کے پڑھتے ہی راجہ کا زہرہ آب ہو گیا اور جانا کہ دوسری فوج تازہ زور ہیبت جنگ کی کمک کو حضور سے آویگی تب اُسنے لاچار ہو امان مانگی اور اپنے دیوان کو چھہ لاکھ روپیہ کے ساتھ ہیبت جنگ کے پاس بھیجا وہ شجاع دیوان کو معہ زر پیشکش ساتھ لے سعادت ملازمت مین پہنچکر مقضیّ المرام ہوا؛

کوچ کرنا مادھو راو پیشوا کا پونان سے واسطے انتزاع کرنے ممالک محروسہ نواب حیدر علی خان بہادر کے اور اُسکا ناکام پھر جانا اور مسخّر کرنا نواب نامدار کا اور چند قلعون کو؛

جب بالاجی راو حاکم پونان کا بعد مارے جانے اُسکے دو بیٹون کے بسواس راو و شمشیر بہادر جنھین سداشیو پنڈت عرف بھاؤ کے ساتھ تسخیر کرنیکو ممالک دھلی و لاہور کے معہ حشر بیشمار پیادہ و سوار بھیجا تھا اُس جنگ مین جو متّصل پانی پت کے درمیان اس لشکر اور افواج احمد شاہ درّانی کے واقع ہوئی تھی اور اُس لشکر بیشمار کا کچھ اثر باقی نرہنے سے اُس واقعہ ہایلہ کے مجنون ہو کر تھوڑے دنون مین (چنانچہ اگلے ورقون مین مسطور ہوا) مرگیا تب

مادھوراو بالاجی راو متوفّی کا بیٹا پونان کی مسند حکومت پر بیٹھا چونکہ ان دنون طنطنہ شوکت وجاہ نواب حیدر علی خان بہادر کا اور شہرہ اُسکی تسخیر کرنے کا ملکون کو مادھوراو کے کان مین پہنچا باعث طمع سانٹھ ایک لاکھ سوار اور ساٹھ ہزار سپاہیان پیادہ اور سواران پنڈارہ اور پچاس ہزار پیادگان تفنگچی دکھنی کے مصحوب علی بہادر پسر شمشیر بہادر اُسکی فوج جمعیت معہ اپنے توپخانہ عظیم پونان سے طرف کرناتک بالا گھاٹ کے متوجّہ ہوا اور پہلے شانور مین پہنچ وہان کے حاکم کو جو اصل فسادو منبع عناد تھا اُس مہم مین اپنے ساتھ لیا جب سوادمین چیتان درگ کے خیمہ کھڑا کیا وہان کا راجہ زمینداری کے دستور مستمر پر چلا اور اُسکے ساتھ مل گیا جب صوبہ سرا مین داخل ہو کر قلعہ کے محاذی علم اپنے لشکر کا بلند کیا میر علی رضا خان نے جو وہان کا ناظم تھا متحصّن ہو کر بارہ روز بازارِ جنگ توپ و تفنگ سے گرم رکھا آخر کو مقابلہ ایسے بڑے لشکر کا اپنی طاقت سے زیادہ دیکھ قلعہ مادھوراو پیشوا کو سپرد کر آپ اُسکی نوکری اختیار کرلی اور مادھوراو نے جو ایک مرد زیرک تھا میر موصوف کو بہت عزّت کے ساتھ اپنے لشکر مین جگہ دی پھر مادھوراو نے وہان سے مادگھڑی کی طرف کوچ کر ایک مہینے کے عرصے مین جنگ و جدل سے اُس کوھستانی قلعہ کو مسخّر کیا،

جب یہ خبرین نواب بہادر کو پے بہم پہنچین دارالامارت سرینگپٹن سے کوچ کر کے بنگلور مین آیا اور اُسکے قلعہ مین سازو سامان جنگی اور آذوقہ لشکری جمع کر پھر طرف مقرّ حکومت کے معاودت فرمائی اور چونکہ فوج مرھٹے کی بہت بڑی تھی اپنی فوج کو اُس الاو کا پتنگا بنانا آئین ہوشیاری سے بعید جان اپنے خاص رسالے کے سوار اور پنڈاروں کو یہ حکم فرمایا کہ وے سب درمیان گھنے جنگل ماکڑی درگ کے چھپکر مرھٹے کی لشکر پر دوڑ مارا کرین اور جتنا ہو سکے اُسکے ناراج

مین کوتاہی نکرین اور آپ خودداراالحکومت کے قلعہ مین داخل ہو اُسکے
گرد بہت سی کمین گاہ ساتھ توپون اور بندوقون کے مستحکم کرکے
منتظر فضل الٰہی کا رہا اِس ضمن مین مادھوراو با کرتی درگ کے سواد مین پہنچ
ایک خط اپنا ترغیب و تہدید آمیز سردار خان قلعدار کے نام پر جو فدوی جان نثار
سرکار حیدری کا تھا لکھکر قلعہ مین بھیجا سردار خان جو مرد باوقار و عالی خاندان اور
بارہا اُسکی شجاعت کا زر کسوٹی پر امتحان کے کامل عیار نکلا تھا اپنے ولی نعمت
قدیم سے پھرجانا اور قلعہ کو بے لڑے بھڑے غنیم کے حوالے کرنا عار و ننگ
جان اُس خط کے جواب مین کئی گولے قلعہ سے پیشوا بہادر کی ضیافت کی
تقریب مین مارے مادھوراو نے اُس قلعہ دار کی دلیری سے سخت غضب مین آ
اپنے لشکر کے دلاورونکو حکم کیا کہ برج و دیوار قلعہ کے ڈھانے کی فکر چھوڑ
سب یکبارگی حملہ کرکے پہاڑ پر چڑھ جائین اور قلعہ کو مسخّر کرین چونکہ نوکرون کو
اطاعت سے چارہ نہین کئی ہزار سوار نے گھوڑون سے اوتر تفنگچیون کو ہمراہ
لے دامن ہمّت کا کمر مین باندھ پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا جب یہ خبر سردار خان کو
پہنچی اُس بہادر رستم جگر نے اپنے رفیقونکو اور کئی ضرب توپ ہمراہ لیکر
قلعہ سے نکل توپون کے گولون سے بہتونکو اُڑادیا اور اکثرون کے سینہ کو
جنھون نے مانند بھڑون کے اپنی بھن بھناہٹ گنبد فلک مین ڈالی تھی شہد کے
چھتے کی طرح مشبّک و سوراخ سوراخ کیا اور جو متّصل آگئے تھے اُنکو طعمہ شمشیر
برّان اور خنجر جان ستان کا بنایا باقی ماندہ یہ حال دیکھ پہلے فراری ہوے پر دوبارہ
کمک تازہ زور کے پہنچنے سے قوّت حاصل کر اخوان الشیاطین کے مانند اُس پہاڑ
فلک سا پر ارادہ چڑھنے کا کیا مگر سردار خان فرشتہ خصال نے ساتھ مار نے
شہاب ثاقب بان و تفنگ کے ایسا اُنکو سنگسار کیا کہ ہزارون اُن مین سے

شہباز اجل کے پنجے مین گرفتار ہو گئے لاشون کی ڈھیر لگ گئی تیسرے روز
مادھوراو پیشوا نے غیرت کو کام فرمایا اور خود ہاتھی پر سوار ہو نکل کر اپنی تمام فوج کے
سردارون کو حکم کیا کہ سب جان سے ہاتھ دھو کر ایکبارگی قلعہ پر حملہ کرین سردار خان
اِس مرتبہ بھی پاس نمک کو حفاظتِ جان پر مقدّم رکھ مردانہ پیش آیا اور ایسے
گولے اور گولیان توپ و بندوق سے برسائین کہ کسی کو پہاڑ پر چڑھنے نہ دیا اور
جو چڑھا غار عدم و فنا مین گرا مادھوراو پیشوا یہ حال دیکھ شرم کے عرق مین
غرق ہو گیا بجز اسکے اور کچھ چارہ نہ دیکھا کہ راجہ چیتل درگ کئی شخص کو جو
اُس پہاڑ کی راہون سے واقف تھے واسطے فتح کرنے اُس قلعہ کے نامزد و
مامور کرے چنانچہ یہی لوگ جس حالت مین سردار خان غنیم کے مقابلے مین
مشغول تھا قلعہ کی فصیل پر نردبان لگا کر چڑھ گئے اور کتنے سپاہیون کو جو قلعہ
مین تھے مار ڈالا سردار خان نے جب بلا کے سیلاب کو اپنے گرد آتے دیکھا
لاچار ہو با کمال جانبازی دشمنون سے مقابلہ کیا سب اُسکے رفیقون نے جام شہادت کا
پیا اور اُسنے خود زخم کاری کھا کر خون تازہ کو روے شجاعت کا غازہ بنایا مادھوراو
نے خان شجاعت نشان کی یہ جانبازیان دیکھ اُسکو رزم گاہ سے اپنے
پاس بلا کر بہت سی تعظیم و تکریم کی اور اُسکی پردلی و مردانگی کو بہت سا
سراہا اور اپنے لشکر مین رہنے کو اُسے جگہ دی اور ماہر جرّاحون کو واسطے
اُسکے مرہم پٹی کے تعین کیا اور دوسرے روز اپنا تھانہ اُس قلعہ مین بٹھا کر
آگے بڑھا اگرچہ پنڈارے اور سواران رسالہ خاص حیدری جنکا مامور ہونا واسطے
غارت گری لشکر مرہٹے کے آگے لکھا گیا ہی غارت گری مین لشکر مرہٹہ کے کسی
طرح سے کوتاہی نکرتے تھے مگر چون حشر مرہٹون کے لشکر کا مور و ملخ سے زیادہ
تھا اِس لیے اُس قدر زد و کوب سے اعدا کی پشت کو شکست نہ پہنچی تھی

مادھوراو نے جب بتدریج و تامّل بندوبست بالاپور کلان کا عمل مین لایا تب اِس نیّت سے کہ پہلے اُن قلعجات اور پرگنون کو جو اطراف مین دار الحکومت سریرنگپٹن کے ہیین اپنے دخل مین لاوے پھر دار الحکومت خاص کی تسخیر کرنیکا ارادہ کرے بالاپور خورد کی طرف عنان عزیمت کی پھیری جب اُس مقام کے قریب پہنچا بدر الزمان خان وہان کا قلعہ دار اُس لشکر انبوہ کا مقابلہ نہ کرسکا بناچار قلعہ کو معہ سب کارخانجات غنیم کو تسلیم کیا اور غنیم سے رخصت لیکر کرپہ کی طرف چلا گیا مادھوراو پیشوا نے بعد تسخیر کرنے اُس مقام کے کولار کی طرف متوجّہ ہو نواب دلاور خان جاگیردار سے کچھ روپیہ لیکر اُسکی جاگیر بحال رکھی اور کوہ مرواکل کو جہان حیدری تھانہ تھا محاصرہ کر کئی یورش متواتر مین اُسکو مسخّر اور وہان کے قلعہ دار کو سب متحصّنون سمیت قتل کر کے گرم کنڈہ کی جانب تاخت کر اُسکو بھی بزور فتح کیا اور میر علی رضا خان کو جو اُسکی ملازمت مین حاضر اور کئی پشت سے وہ اُس حدود کی تعلقہ داری کرتا چلا آتا تھا اُسی جایداد مین واسطے نوکر رکھنے ایک ہزار سوار تین ہزار سپاہی کے حکم دے کر اُسطرف سے پھرا جب جاسوسان معتبر کی زبانی یہہ خبر نواب بہادر کو پہنچی حمایت ایزدی کو اپنا پشتیبان سمجھ سب سواران جگر دار ہنر برشکار کو ہمراہ لے کوہ ماکرّی کے جنگل مین ٹھہر کر وقت و قابو کا منتظر رہا اچانک غنیم کی فوج کے ہراول نے ساتھ جمعیّت پچاس ہزار سوار اور پیادون اور بڑی بڑی توپون کے کمین گاہ سے نواب بہادر کے غافل متّصل اُوتری درگ کے آکر ڈیرہ کیا اِس ارادے سے کہ دوسرے روز وہان سے کوچ کر دار الامارت سریرنگپٹن کے قلعہ کو محاصرہ کرے نواب بہادر نے اِس نوید کو سن تمام دن اُس صحرا مین بسر کر آدھی رات کو اُس ہراول کے پیچھے

سے آکر شب خون مارا اور اُن خون گرفتون کو جو بیخبر بستر خواب آسایش پر سوتے تھے خواب عدم مین سولایا لشکر فیروزی اثر کے بہادرون نے شجاعت اور حمیّت کو کام فرما ہزارون مردان بہادر کو قتل کیا تیر کی ترنگ اور تلوار کی صلیل اور گھوڑون کے ھہیل اور مردون کی للکار سے ھنگامہ روز محشر کا برپا ہوا

نظم

کرون کیا بیان ماجراے ستیز
کہ برپا تھا اُس جا پر اک رستخیز

سر و حلق مردان جنگ آزما
نثار دم خنجر و تیغ تھا

روان خون تھا مانند دریاے آب
سر پہلوانان تھے مثل حباب

جوان مرد جتنے تھے اُس فوج کے
سبھی دفعتہً وہان پہ مارے گیے

ہوے کشتہ اعدا بہت وقت جنگ
زمین خونسے یکسر ہوئی لالہ رنگ

کوئی لوٹتا تھا پڑا خاک پر
کوئی کھا کے نیزہ گرا آہ کر

ہوئے کشتہ جتنے کرون کیا بیان
سوا لاش کے کچھ نہ وہان تھا عیان

مظفّر ہوئی غازیونکی سپاہ
ہوئی فوج یونان سراسر تباہ

آخر کار باقی فوج بہ سبب نہ پہنچنے وعدہ موت معیّن کے اپنے ھتھیار و گھوڑے چھوڑ بھاگی اور اُس مہلکہ سے جان بچا اپنا بہت سامان و اسباب عوض مین نیم جان کے چھوڑ گئی تب نواب نامدار نے نقّارہ فتح کا بجوایا اور صبح کے وقت غنایم کو ضبط مین لا غازیان اسلام کو صلہ و انعام شایستہ دے مابقی سر برگشتن کو روانہ فرمایا؟ جب اِس شکست کی خبر مادھو راو کو پہنچی رنگ چہرہ کا اُسکے اُڑ گیا مار سر کوفتہ کے مانند پیچ و تاب کھانے لگا اتّفاقاً اُسی وقت پانچ چھہ ہزار سوار جو حسب الحکم اُسکے بار امحال کی طرف تاخت کو گیے تھے حیدری بندہ ارون کے ہاتھہ سے خستہ و پریشان حال مسلوب الحال اُسکے لشکر

like a snake whose head has been bruised -

مین جا داخل ہوے اُنکا یہہ پریشان حال دیکھنا زیادہ تر موجب رنج و کاہش کا مادھوراو کو ہوا پریشوائی کے نام کی غیرت کے سبب ایسی ناکامی سے پونان کو جانے کا لاچار ساتھ دل سوگوار و چشم اشکبار کے مقام چنتامنی سے کوچ کر دامن کوہستان انباجی درگ مین مانند جمادات کے بے حس و حرکت ہوکر اقامت کی جب یہہ خبر نواب بہادر کو جو عقل کامل اور اقبال شامل رکھتا تھا معلوم ہوئی مآل کار کو خرد خدا داد کی میزان مین تولا اور یہہ سمجھکر کہ دو سال کے عرصے سے تمام ملک متعلق دارالامارت مرہٹون کے لشکر سے پامال ہو رہا ہی اور اُس مدّت مین اُنکی تاخت و تاراج کے باعث دانہ کیا بلکہ گھاس بھی زمین پر اُگنے نپائی اِس صورت مین اگرچندے اسی طرح لڑائی بھڑائی اِس ملک مین قایم رہیگی تو رعایا کا حال بہت ابتر و خراب ہو جائیگا اور بزرگون نے فرمایا ہی کہ صلح و صلاح بہرحال جنگ و جدال سے بہتر ہی چنانچہ موافق حکم راے صواب نما کے ایک شخص کو جو شیر محفل خاص اور محرم خلوت سراے صدق و اخلاص کا تھا عہدے پر سفارت کے منصوب فرماکر ایک نامہ اِس مضمون کا مادھوراو بہادر کو لکھا کہ دنیا ایسی متاع نہین ہی جسکے لئے دو عاقل باہم نزاع کرین اور رعایا و برایا جو بدایع و ودایع ایزدی ہین اُنکو عبث عبث پامال کرنا اور لوٹنا اور خون ناحق کے گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر ڈالنا جوانمردان حق شناس کی آئین سے بہت بعید ہی اور یہہ بات ظاہر ہی کہ جب تک ایک رمق بھی اِس طرف کے مجاہدون کے تن مین باقی رہیگی تمہارے لشکر کو آرام و راحت سے بہرہ لینے نہ دینگے اور اگر سو برس اِس کوہستان مین سر ٹکراؤ گے تو بھی ممکن نہین کہ تمہاری ریاست کا نقش اِس ملک مین درست بیٹھے اسواسطے صلاح دولت اسی مین ہی کہ آپ

پونان کو ساتھ خیر و عافیت کے مراجعت کریں اور اگر تھوڑے روز
اور خوشامدیان خانہ برانداز کی اغوا سے اپنے دار الملک سے دور اس
ملک میں تاخیر کرینگے دشمنوں کے ہاتھ سے جو منتظر فرصت ہیں اس
ملک میں رنگ رنگ کے فتنہ و فساد سر اٹھاوینگے تب سوائے افسوس
ہاتھ ملنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ دار الحکومت تک پہنچنا دشوار ہو جائیگا اور چونکہ
عالم اتحاد میں دوستانہ ضیافت کرنا مناسب ہوتا ہی اس لئے کچھ نفائس اور کچھ
روپئی نقد بھیجے گئے ہیں اُسے قبول کر اپنے دوست دار کو مشکور کیجئے
والسلام جب نامہ مصالحت ختامہ مہر خاص سے مزین و مرتب ہو چکا معہ سات لاکھ
روپئی نقد اور کچھ نفائس اقمشہ کے ساتھ جو دو تین روز کے آگے مادھوراو
کی فوج ہراول سے لوٹ میں ہاتھ لگے تھے منتخب کر واسطے مادھوراو کے ہدیہ
کے طور پر سفیر باتدبیر کو حوالہ فرمایا گیا اُس فدوی اخلاص شعار نے سب نقد
و اجناس معہ نامہ مادھوراو کی خدمت میں پہنچایا مادھوراو تو ایسے مایدہ پر
فایدہ کے حاصل ہونے کی دعاہی مانگ رہا تھا نامہ و نقود و اقمشہ کے وصول
ہونے کو فتح غیبی سمجھ نواب بہادر کے ارشاد کو دامن جان میں باندھا اور
نواب بہادر کی طرف کے اسیروں کو انعام و خلعت دے کر سفیر مذکور کے
ساتھ روانہ کر خود فی الفور وہاں سے پونان کی طرف کوچ کیا جب میدان ملک
مرہٹہ کی فوج سے خالی ہوا نواب بہادر نے مادھوراو کے پیچھے پیچھے بالاپور
اود کی طرف کوچ کیا اور وہاں پہنچکر رعیتوں پر جو مرہٹوں کے ہاتھ سے ستم
رسیدہ ہو رہی تھیں توجہ کی نظر مبذول کی اپنی سرکار سے زر تقاوی دے
خراج یکسالہ معاف کر سب کو خوش کیا پھر خود بدولت و اقبال بنگلور کی طرف
عنان تاب ہوا اُن سوانح سے جو اس مقام میں وقوع میں آئے ایک یہ ہی کہ

علی زمان خان نابطم ذلف بدرالزمان خان نے وکالت مین محمد یوسف کمیدان قلعہ دار
مدھرا کے جسکو نواب محمد علی خان نے بغاوت مین متّہم کرکے واسطے استیصال
اُسکے فوج بھیجی تھی نواب بہادر کے حضور مین حاضر ہو کر مدد طلب کی لیکن چونکہ
ضمیر منیر مین ارادہ انتظام کرنے نواحی بنگلور و صوبہ سرا کا مصمّم ہوگیا تھا علی زمانخان
کو حکم حاضرباشی کا ہوا جب وقایع کی فردون سے معلوم ہوا کہ نواب محمد علی خان نے
محمد یوسف کمیدان کو پکڑ کے دار پر کھینچا اور قلعہ مدھرا فتح ہوگیا نواب بہادر نے
علی زمان خان کو جو نہایت جسیم الخلقت گھوڑے کی سواری سے معذور تھا ایک
فیل فلک شکوہ معہ عماری اُسکی سواری کو عنایت کیا اور ندیمان خاص کے
زمرہ مین ممتاز فرمایا اُنھین دنون مین فیض اللہ خان ہیبت جنگ نواب دلاور خان
سابق صوبہ دار سرا کا داماد اپنے خسر سے ناخوش ہو سایہ دولت حیدری مین
پناہ جو ہوا تھا جب اُسنے اُن روزون بہ سبب رفع ہو جانے فساد مرھٹون کے
خاطر انور کو نواب بہادر کے خوش دیکھا فرصت کے وقت مین اپنے دعوی کو ظاہر
اور اپنے خسر کو طغیان مین متّہم کرکے مزاج کو نواب بہادر کے برہم کیا اور
آپ ساتھ چند سوار اور ایک فیل کے واسطے حاضر لانے نواب دلاور خان کے
پیشگاہ حیدری سے کولار کو روانہ ہوا دلاور خان جو مرد جہاندیدہ تھا بے تامّل
حضور مین حاضر ہو کر اپنے داماد کی کیفیت مفصّل حضور مین ظاہر کی اور
ہیبت جنگ کے لڑکون کو جنھین ہمراہ اپنے لایا تھا حاضر کیا نواب بہادر نے
باتون کو دلاور خان کے سچ یقین کر لڑکون کو آگے فیض اللہ خان کے
بھجوا دیا اور دلاور خان کو حکم فرمایا کہ چونکہ فیض اللہ خان تربیت طلب ہے
نصیحت کرنے مین اُسکے خاطر خاطر مصروف رکھا چاہیے بعد اس گفتگو کے
نواب دلاور خان علحدہ ایک خیمہ مین جو موافق حکم کے ساتھ فرش

نفیس اور سامان مایحتاج کے مرتّب و آراستہ ہوا تھا داخل ہوا اور دونون
وقت نواب کے ساتھ الوان نعمت مین شریک ہوتا تھا علاوہ اُسکے سرکار کے
دیوان کو یہہ حکم دیا گیا تھا کہ جب تک نواب دلاور خان لشکر مین تشریف
رکھین ایک ہزار روپی ہر روز واسطے مصارف ضروریہ کے سرکار سے
پہنچاتا رہے اور از بسکہ خاطر انور نواب دلاور خان کی ملاقات سے مسرّت
اندوز ہوی نواب نور الابصار خان کو جو نواب دلاور خان کا بھتیجا تھا اپنی دامادی
مین افتخار بخشا اور بہت سامان جہاز کا جو لایق سلاطین کے اور فایق
اوپر رتبہ اعاظم و اکابر کے تھا عنایت کر سرفراز کیا بعد تھوڑے روز کے
خود بدولت چھہ مہینے تک نواحی بنگلور و مدن ہلّی و کمبیر مین تشریف رکھ راجگان
سرکش و متمرّد کنتین قرار واقعی سزا کو پہنچا سترحکومت کی طرف رونق افزا ہوا
اور دو برس کے عرصے تک کسی طرح کے فتنہ و فساد نے اطراف و جوانب
مین سر نہ اُٹھایا بڑی دل جمعی سے ہمت عالی کو آراستہ کرنے پر سپاہ جنگی
اور جمع کرنے پر ہتھیار و سامان حرب کے مصروف رکھا اور اُسی زمانے مین
خبر فوت ہونے محمد عمر کمیدان کی حضور مین پہنچی نواب بہادر نے اُسکے
لڑکے کو جسکا نام محمد علی تھا بمقتضاے بندہ نوازی اُسکے باپ کی جگہہ کمیدانی
پر اُسی رسالون کے منصوب و مقرّر فرمایا ؎

پہنچنا رگھناتھ راو پیشوا کا ملک بالاگھات کی تسخیر کے ارادے پر پونا سے اور پھر جانا اُسکا ناکام اور تسخیر فرمانا نواب بہادر کا ملک بانامی وجالی مال وغیرہ کو اور دوسرے وقایع جو سنہ گیارہ سو تیراسی ہجری مین ظاہر ہوے

جب نراین راو پیشوا اپنے چچا راگھو کے ظلم کے سبب محمد یوسف کمیدان کے ہاتھ سے مارا گیا راگھو راو جو بالاجی راو اور مادھوجی راو کے عہد سے قید مین دن رات بسر کرتا تھا اپنے بھتیجے کے قتل کو موجب استقرار اپنی دولت کا جانکر پونا کی مسند ریاست پر بیٹھا اور بہت سے اُمرا و ارکان دولت مرہٹہ کو بہ پیشکش زر نقد اور وعدہ احسان آیندہ مستمال و موافق کر فوج بیشمار اور توپخانہ آتشبار سے حیدرآباد کی طرف متوجہ ہوا ناظم حیدرآباد اس خبر کو سنکر اپنے لشکر کے ساتھ اُسکے مقابلے مین آیا اور دونون طرف سے صف آرائی ہوئی ناظمِ حیدرآباد کی فوج بہ سبب آرام طلبی و آسایش دوستی کے جنگ و جدال کی تاب نہ لا میدان سے بھاگ گئی اور رکن الدولہ نے بھی جو دیوان مستقل اور امورات جزوی وکلی کا مالک تھا اپنی سلامتی مقدم جان پہلو تہی کیا نواب نظام علی خان بہادر یہ حال دیکھ گرداب حیرت مین پڑ گیا موشیر رمو فرانسیس نے معہ دو پلٹن سپاہی نواب کی سواری کے ہاتھی کو درمیان مین لیکر جنگ کرتا ہوا اُسے بیدر کے قلعہ مین سلامت پہنچایا راگھو نے جلد تعاقب کر قلعہ کو محاصرہ کیا کئی روز مین نواب نظام علی خان نے تسلیم کر دینے پر کئی ملک سیر حاصل کے (جیسے بیدر اورنگ آباد احمد آباد برار) رگھناتھ راو سے مصالحہ کیا نب راگھو نے بعد اُس فتح نمایان کے دماغ فرعونی

بهم پهنچا کر طرف ملک بالا گهات کے جو قبضہ حیدری مین تها کوچ کیا اِس عرصے مین
نانا پهڑنویس رکن اعظم دولت پونان نے جو نراین راو کے مارے جانے اور
تسلّط پانے سے راگهو کے ناخوش هو تمارض کر کے پونان مین رہ گیا تها حیدرآباد
کے ناظم کو لکها کہ راگهو کو خلل دماغ هو گیا هی اُسنے اپنے حقیقی بهتیجے نراین راو
کو جو ایک جوان نیک ذات تها ناحق ظلم سے قتل کیا ستاصال کرنا اُس بے باک
کا اور خون ناحق کا قصاص لینا صاحب دولتون پر لازم و واجب هی اِسواسطے
مصلحت یہ هی کہ هم اور تم بالاتفاق ساتهہ تدابیر شایستہ اور مساعی بایستہ
کے قتل پر اُسکے همت باندهین اور نانا موصوف نے ایک نامہ اتحّاد آمیز
اِسی مضمون کا نواب حیدر علی خان بهادر کے حضور مین بهیجا نواب بهادر نے
اُسکو جواب مین لکها کہ اگر راگهو اِس طرف آیگا هم تمهارے لکهنے پر عمل
کرنے مین قصور نہ کرینگے٭
بعد اُسکے نواب حیدر علی خان بهادر نے اپنی جوانمردی کی شهرت کے
لئے واسطے حاضر کرنے تمام لشکر فیروزی اثر کے حکم کیا نانا پهڑنویس
کو جب نامہ نواب کا پهنچا پڑهکر بهت ممنون و مطمئن هوا اور فکر و
تدبیر کر لشکر کے سرداروں کو جو راگهو سے سازش رکهتے تهے یہ
پیام بهیجا کہ ایسے خونی کی رفاقت جسنے قطع رحم کر کے اپنے بهتیجے رشید کا
سینہ خنجر بیداد سے چاک کیا اختیار کرنا مردانگی کی حمیّت سے بعید هی اور
ایسے ظالم سے جسنے خون اپنے جگر گوشہ کا کمال بیرحمی سے خاک پر ڈالا توقّع
رفاہ و فلاح کی رکهنا عقلاں مآل اندیش کے نزدیک بهت غریب مقتضا آدمیت
کا یہ هی کہ رفاقت کو اُسکی ترک کر کے پونان کو سب چلے آو اور نراین راو
مقتول کے دروازے پر حاضر هو اُس مظلوم کی دادخواهی جو جملے سے هی اُسکی نوکری

اختیار کرو۔ جب یہ پیغام سرداروں کو پہنچا بمقتضاے خرد مصلحت اندیش اکثر لوگ تو کسی لطایف الحیل سے راگھو کی اجازت سے پونان کو سدھارے اور کتنے ہراولی و یزکداری کے بہانے لشکر سے نکل کر پونان کو چلے گئے غرض کہ بدر سے لے راے درگ کے پہنچنے تک کوئی متنفس لشکریوں سے راگھو کے ساتھ نرہا تب ناچار دل شکستہ تاسف سے ہاتھ ملتا ہوا ساتھ بیس ہزار سوار ہنداروں کے جو اُسنے خود جمع کیے تھے آہستہ آہستہ منزلونکو قطع کرنے لگا اِس درمیان مین جب جاسوسون سے اُسنے یہ خبر پائی کہ حیدر آباد کا ناظم موافق صواب دید نانا پھرنویس کے بڑی فوج سمیت ایلغار کیے ہوئے آتا ہی تب مضطرہو نواب بہادر سے التجا کرنی مصلحت وقت جان ایک وکیل دانا کو حضور مین نواب بہادر کے روانہ کیا اور ایک نامہ اِس مضمون کا لکھا کہ اگر آپ اِسوقت مین میری کمک و دستگیری کرین اور چہارم حصہ خراج کا جو معمول ہی لطف فرماوین تو سراسر کرم و عنایت ہی۔ نواب بہادر نے جواب مین لکھا کہ ترمک راو کے ظلم سے رعایا مین کچھ حالت باقی نہین رہی ہی مال واجب ادا نہین کرسکتین تمھارے واسطے حصہ کہان سے بھیجا جاوے اور جو تمنے کمک چاہی ہی اُسکا یہ حال ہی کہ اگر تم کو کسی غیر کے ساتھ منازعت ہوتی تو کمک کرنا مضایقہ نہ تھا مگر اِس صورت مین کہ یہ نزاع و خصومت تمھارے گھرہی سے اُٹھی ہی ہم کو تمھارے امورات خانگی مین دخل کرنا نہین پہنچتا آیندہ ہم کو ایسی تکلیف مالا یطاق سے معاف رکھیئے راگھو نے مکرر لکھا کہ اِس وقت مین فتنے کا بازار سب طرفون سے گرم ہی اگر دس لاکھ روپیے مہربانی کی راہ سے عنایت کرین تو اُسکے عوض مین تمام صوبہ سرا اُس طرف کشنا ندی کے بادامی و جالی مال وغیرہ تک

کماشتگان حیدری کو ہم تفویض کردینگے نواب بہادر نے اس پیام کے جواب
مین راگھو کے وکیل سے فرمایا کہ اگر تمہارا موکّل اپنے لکھے پر عمل کرے اسطرف
سے بھی تمہارے مقصد کے سرانجام کردینے مین فروگذاشت نہ ہوگی راگھو نے
جب یہہ مژدہ سنا خوش ہوا اور باجی راو اپنے نسبتی بھائی کو معہ تین سوسوار
اور ایک پروانہ بابوجی سیندھیہ صوبہ دار سرا کے نام پر واسطے خالی کردینے
قلعہ کے روانہ کیا جب باجی راو قلعہ کے حوالی مین پہنچا اور پروانہ قلعہ مین صوبہ دار
کے پاس بھیجا وہ فی الفور اُسکو پڑھکر آگ ہوگیا اور یہہ جواب دیا کہ راگھو راو
قاتل برادرزادہ کون ہی جسکے حکم سے ہم قلعہ کو خالی کردین اگر وہ اپنی خیریّت
چاہتا ہی صحیح و سالم پھر جاوے نہین تو مارے گولون کے اُڑا دیا جائیگا باجی راو تو
اُس سے لڑنیکی طاقت نہین رکھتا تھا وہان سے مراجعت اور نواب بہادر کی ملازمت
حاصل کر کمک کی استدعا کی نواب بہادر نے موافق اُسکی تمنّا کے
شاہزادہ فیروز بخت کو فوج شایستہ دے واسطے فتح کرنے قلعہ سرا کے
رخصت فرمایا اسی اثنا مین کئی نامے ناناپھرنویس کے پونان سے اِس
مضمون کے ملاحظہ مین حضور کے گذرے کہ ہرگز ہرگز جھوٹھے قول وفعل پر
راگھو کے التفات و اعتبار نفرمانا اور جس طرح ہو سکے قلع و قمع مین اُس
موذی کے جس نے ریاست پونان کو مختل و برہم کر دیا ہی سعی کیا چاہئے
انشاء اللہ تعالی بعد استیصال اُس خونی و خیم العاقبت کے جو امر آپکی دولت
خداداد کے استحکام کے لیئے ضروری ہوگا اُس مین خیرخواہ امداد و اعانت کریگا“
نواب بہادر نے جسکے ضمیر مین ملک گیری کا خیال مکنون و منضمر تھا
اہل کار اور سرداردن کو پونان کے ممنون احسان رکھنا موجب افزایش
و فروغ اپنی دولت کا تصوّر کرکے دارالریاست سے نکل فوج قاہرہ سمیت

مواد برجن رائے پٹن مین علم اقبال کو بلند کیا شاہزادہ بلند بخت نے جو ہمراہ رکاب پدر بزرگوار کے تھا قلعہ سرا کو محاصرہ کیا اور مرحلہ و سیبہ (یعنے دیوار جسکے آڑ سے فوج لڑتی ہی) مرتب و طیار کر ساتھ ضرب گولون کے قلعہ نشینون کو تباہ کرنا شروع کیا تین مہینے کے عرصے مین بڑی کوششون سے وہ قلعہ فتح ہوا اور تھانہ مستحکم قلعہ مین بتھامد گیری کی جانب متوجہ ہوا چار روز کے عرصے مین بزور اُس قلعہ کو بھی مسخر کر بچھن رائے درگ کے قلعہ کو گھیر لیا بعد محاصرے ایک مہینے کے بہادران شیر صولت اور غازیان رستم صلابت نے قلعہ پر ہلا کر بزور بازوی مردی اُسے مفتوح کیا اس عرصے مین نواب بہادر نے بھی کوچ فرما آہستہ آہستہ جنگل میدان طی کرتا ہوا تمکور کی نواح مین آیا راگھو نے جب خبر فتح ہو جانے کی قلعہ کے شاہزادہ بلند اقبال کی پردلی و تدبیر سے سنی اور فوج ظفر موج حیدری کو بھی مانند سیل بلا کے اپنی طرف متوجہ دیکھا بھاگنے سے بہتر کوئی تدبیر اُسے نہ سوجھی سولہ ہزار سوار سے جو اُس اضطرار کی حالت مین اُسکے ساتھ رہگئے تھے پیچھے ہٹ کر ارادہ ہندوستان کے جانے کا کیا لیکن پونان اور حیدرآباد کی فوجون نے اُسکا تعاقب کیا اور اُسکو فرصت اُدھر جانے کی نہ دیکر پہلے تو برہانپور تک وہان سے خاندیس اور وہان سے گجرات تک اُسکا تعاقب کیا نواب بہادر نے اس فرصت کو غنیمت جان گوپال و بہادر بندہ و مودکی درگ و کچہندر گرہ کو جو سب قلعون مین مضبوط اور محالات توابع اُنکے جو سیر حاصل تھے اپنے قبضۂ اقتدار مین لایا راجہ سرہتی کو جسنے اطاعت و انقیاد اختیار کی تھی خلعت فاخرہ و جواہر گران بہا عطا کر کے اُسکی سرفرازی اور واسطے توفیر خزانہ و آبادی اُس ملک کے اُسکو تاکید بہت فرمائی چند روز مین نول کندہ و جان ہلی کو مفتوح کر طرف حوبلی دھاتوار کے لشکر کشی کی

مستخبران وقایع و آثار پر پوشیدہ نرہے

کہ جب اگلے دنون مین نواب بہادر نے قلعہ نگر کو مفتوح کر کے تمام ملک بدنور کو اپنے تصرّف مین لایا میر رستم علی خان فاروقی نے جو نواب آصف جاہ کی طرف سے قلعدار جویلی دھاڑوار کا تھا حلقہ عبودیت نواب بہادر کا اپنے کان مین ڈال کر قلعہ کے تئین اولیاے دولت کو تسلیم کردیا اور خود ساتھ شاہزادہ ہان ہورو پی کے عہدہ بخشی گری پر سواران بارگیر کے ممتاز ہوا بعد گذرنے تھوڑے روز کے جب مادھوراو پیشوانے ملک بالا گھاٹ مین آکر فتنہ و فساد برپا کیا وہ قلعہ گماشتگان حیدری کے تصرّف سے نکل کر مرھٹے کے تصرّف مین آگیا اُس عہدے بسونت راو نام ایک شخص گوپال راو کے خویشون سے اُس قلعہ کا قلعدار تھا دُہنولاجب حیدری لشکر کا گذار اُس طرف ہوا وہان سے سرسری چلا جانا اور قلعہ کو غیر کے قضبے مین چھوڑنا حمیت سرداری و بہادری سے بعید جانکر حکم والا واسطے محاصرہ کرنے اُس قلعہ کے صادر ہوا اور گلندازون کو حکم دیا گیا کہ دورسے گولے مارتے رہین چونکہ فتح کرنا مستحکم گڑھون کا شتابی ممکن نہین اس لئے نواب بہادر نے اپنی خرد دوربین سے یہہ تدبیر شایستہ ٹھہرا کر ایک خط آپاجی رام کارپرداز نواحی مرج کی طرف سے اسمی بسونت راو قلعہ دار جویلی دھاڑوار کے اِس مضمون کا لکھا کہ ظاہرا نواب بہادر عزم تسخیر کرنے کا قلعہ جویلی دھاڑوار کے رکھتا ہی تم ہرگز بیدل نہو اور جنگ پر مستعد رہو ہم جلد فوج واسطے کمک کے بھیجتے ہین جب خط لکھا گیا نواب بہادر نے آپاجی رام نام ایک اپنے ملازم کی مہر جو لشکر فیروزی

اثر کے ساتھ نہایت کردو نفر ہرکارے کو لباس مرہٹون کا پہنا اور وہ خط
اُنکو دیکر قلعہ کو روانہ کیا جب ہرکارے آگے قلعہ دار حویلی دھارواڑ کے پہنچے
اُس نافہم شامت رسیدہ نے اُس خط کو بھیجا ہوا آپا جی رام کارپرداز
نواحی مرج کا جانا اور کمک پہنچنے کی امید پر بہ نسبت سابق زیادہ استحکام
کرنے مین قلعہ کے مشغول ہوا بعد چار روز کے نواب بہادر بوقت شب کے
دو ہزار سپاہی تین سو سوار قوم مرہٹہ و راجپوت کے اپنے لشکر سے منتخب کر
تین ضرب توپ اُنکی ساتھ دے اور ایک رسالہ سوارون کا واسطے احتیاط
کے تعین فرما ایک شخص معتمد کو سپہدار اُس فوج کا مقرر کر رخصت فرمایا
اُس فوج نے جنگل مین گھس کے اُس راہ سے جو مرج سے قلعہ کو آتی تھی
سر نکال قلعہ کے نزدیک آکر کئی توپ و بندوقین بے گولے و گولی کے چھوڑین
قلعہ والون نے جو کمک کے پہنچنے کی انتظار مین راہ دیکھ ہی رہے تھے آواز توپ و
بندوقون کی سنتے ہی کمک پہنچنے کا یقین کر بہت خوشی سے دروازہ قلعہ کا
کھول سب سوار اور پیادون کو قلعہ مین راہ دی سپہسالار فوج جعلی نے
قلعہ دار کو کہا کہ سب اپنے سپاہیون کو قلعہ سے نکالو تا وے جا کر مورچون پر
نواب کے شب خون مارین اور جو لوگ ہمارے ساتھ مرج سے آئے ہین
قلعہ کی حفاظت اُنکے حوالے کرو وہ قلعہ دار اندھیری رات مین دوست
دشمن کی تمیز نکر سکا اپنے سپاہ کو قلعہ سے باہر نکال سپاہیان تازہ وارد
کو واسطے حفاظت قلعہ کے متعین کیا جو ہین قلعہ کے سپاہیون نے حصار سے
باہر قدم رکھا سپہسالار حیدری نے بے تکلف ہاتھ و گردن قلعہ دار اور کئی
اُسکے ملازمین کی اچھی طرح مضبوط باندھ تمام غلہ و آلات حرب جو قلعہ مین
تھے اپنے ضبط مین لا مبارکباد کی شلکین چھوڑین جب قلعہ اُس حیلے سے

لے لڑے بھرتے قبضے مین آگیا علی الصّباح نواب بہادر گھوڑے پر سوار ہو
قلعہ مین داخل ہوا اور وہان کے مکانون کی سیر کرکے اشیای نفیسہ
انتخاب فرما جو جو قابل انعام کے تھین سپاہ رزم خواہ کو عطا کین اور ایک
برس کے عرصے تک اُس ملک کی سیر و گشت فرما وہان کے راجاؤن سے
مبالغ خطیر معرض وصول مین لاکر تالیف قلوب کے واسطے جو فی الحقیقت
امراعظم سرداری کا ہی باجی راو برادر نسبتی راگھو کو جو لشکر ظفر پیکر مین
حاضر تھا حضور مین طلب کرکے فرمایا کہ اگر تمکو جانا منظور رہی جاؤ کچھ مزاحمت و
مواخذہ تمسے نہ کیا جائیگا اُس درماندۂ بیابان سرگردانی نے عرض کی کہ راگھو کا
کام سارا برہم ہوا پونان کے سردار سب میری قرابت قریبہ کے راگھو کے
ساتھ سب میرے خون کے پیاسے ہین اب مین سواے سایہ دولت کے ملجا و ماوا
نہین رکھتا نواب بہادر نے اُسکی بیکسی کی حالت پر ترحّم فرما عہدے پر رسالہ داری
پان سو سوار کے اور ساتھ عنایت کرنے فیل و نقّارہ و نوبت کے
اُسے سرفراز فرما ملازمان خاص مین داخل کیا اُنھین ایام میمنت التیام مین کہ سارا
اسباب دولت کا مہیّا و آمادہ اور فتح و اقبال مانند چاکران غاشیہ بدوش اور
بندگان حلقہ بگوش کے در دولت سرا پر حاضر تھے پورنیا برہمن کو جو ساتھ جوہر عقل
کے آراستگی رکھتا اور بہ مشاہرہ پچاس ہون ایک شخص کے پاس
جو عمدہ صرّافان لشکر حیدری سے تھا اوقات بسری کرتا تھا اور تحریر و تقریر
اُسکی بہت دنون سے منظور نظر مشکل پسند نواب عالی جناب کی تھی
بمقتضاے ذرّہ پروری حضیض نکبت سے نکال کر اُسے اوج سرفرازی پر پہنچا
دفتر کنڑی زبان کا اُسکو تفویض فرمایا اور مواجب معقول مقرّر کر اُسے
روشناس عالم کا کیا بعد انتظام کرنے اور سب کارخانجات کے خاطر انور بہ نسبت

سابق کے بیشتر آراستہ کرنے پر سپاہ رزم خواہ کے متوجہ ہوئی چنانچہ عرصہ قلیل مین جنگ کے آلات شمار سے زیادہ فراہم کیے گئے اور شہرہ قدردانی و سپاہ دوستی کا نواب نامدار کے بلاد و قصبات مین گوشوارے کے مانند بہادران جان سپار کے کان کا آویزہ ہوا جوق جوق سوار پیادے اچھے اچھے سلاح گھوڑون سمیت آکر نوکر ہونے لگے چنانچہ اب دستے دستے سوار خاص طویلون کے جگ مگے اور چمکیلے ہتھیارون کے ساتھ رنگ برنگ کے لباس پہنے جولانگاہ مین گھوڑے پھراتے پیادے بندوقچی وردی سرخ و زرد و سبز باناتون کی پہنے ہوئے مانند ابر موسم بہار کے ہر جانب خرامان ہوتے اور سوار زرہ بکتر خودچار آئینے پہنے ہوئے دریاے مواج بحر اخضر کو عرق خجالت مین ڈباتے الغرض عرصہ قلیل مین اٹھاون ہزار سوار جرار ساتھ پلٹن سپاہی و پینتالیس ہزار پیادے کرناٹکی جو برقندازی کے فن مین بے خطا تھے اور پانچ ہزار باندار و دس ہزار گولنداز قادر انداز علم آسمان سا کے تلے مجتمع ہوئے اور توپخانے کے علاوہ دو ہزار اونٹ منتخب جوانان رویین تن کے حوالے ہوئے کہ عراق و ترکستان کی فوج کی طرز پر شترنال اُنپر باندھکر لڑائی مین مانند ابر کے جوشان و خروشان و برق افشان رہین جب خاطر خطیر سب اسباب سروری کے انجام کرنے سے جمع ہوئی مستقر سریر دولت کی طرف معاودت فرماکر سایہ عاطفت کا شہر خجستہ بہ کے رہنے والون کے سر پر ڈالا اور مناصب مناسب و روزینے اور مواجب و خلعت و جواہرات ہاتھی گھوڑے عطا کرکے تمام اُن لوگونکو جو سائے مین دولت واقبال کے رہتے تھے عرق ریزی اور جانفشانی پر آمادہ و مستعد کیا؛

آنا مادھو راو پیشوا کا دوسری بار پونان سے بالاگھات مین بقصد استخلاص اور آخرکار صلح کرنا اور پھر جانا اپنے ملک کو

جب نواب حیدر علی خان بہادر نے بعد مراجعت مادھوراو کے ایک لشکر سنگین مردان جنگی اور لراک سے جمع کر اور بڑا توپخانہ آتش بار بہم پہنچا ملک بدنور کے بندوبست کو کوچ کیا صوبہ سرا کے ناظم کو جو مادھوراو کی طرف سے مقرّر تھا اِس کوچ سے اُسے یقین ہوا کہ نواب حیدردل توابع نگر کے بندوبست سے فراغت کر صوبہ سرا کی تسخیر کا ارادہ کریگا اِسلیئے اپنے بچاو کے واسطے اس واقعہ کا علاج وقوع سے پہلے کرنا مصلحت جانکر اپنی عرضی کے ذریعہ سے مفصّل حال اُسکا مادھوراو پیشوا کے حضور مین عرض کیا اُس سردار صاحب اقتدار نے بھی نواب بہادر کی جمعیّت کو اپنی دولت کی پریشانی کا سبب جانکر ایک حشر عظیم سوار و پیادون سے جمع کرکے خود مملکت محروسہ کی طرف نواب بہادر کے متوجّہ ہوا اور اپنی فوج کے سرداروں کو بڑی جمعیّت کے ساتھ واسطے فتح کرنے ان قلعون کے جو نواب بہادر کے علاقے مین تھے تعینات کیئے نواب بہادر نے اُسکے آنے سے کچھ تردّد و اندیشہ نہ کر تمام فوج ظفر موج اور توپخانہ کے ساتھ ہمو کر لسواتین کی راہ سے تنب بھدراندی اُتر کر شکارپور کے سواد مین خیمہ کیا (راجہ چیتان درگ کا اس مہم مین ہمرکاب نواب بہادر کے تھا) غنیم کی فوج نے بھی یہہ اطلاع پا کر قلعون کا محاصرہ ملتوی رکھ ایک کوس کے فاصلے پر آ ڈیرہ کیا اور شب بسر کرکے نورکے تر کے میدان مین آپہنچے اِس طرف سے نواب بہادر توکّل کا خود سر پر رکھ حفاظتِ حافظ حقیقی کا جوشن پہن میدان

مین آیا اگرچہ درمیان افواج غنیم کے جو مور ملخ کے مانند بیشمار تھی فوج نواب بہادر
کی محصور ہو گئی تو بھی غازیون نے آسدن کو لڑ بھڑ کے بسر کیا شام
کو مخالف کی فوج اپنے ڈیرون پر پھر گئی اور نواب بہادر نے سپاہ کو فرصت
کھانے پینے کی دیکر رات کو وہان سے کوچ کرچرولی و نوزلی وچراگی کے مقام پر
خیمہ کیا اور گھنے جنگل کو پشت پر رکھکر لشکر کی چارون طرف کمین گاہ دشمنون کے
شکار کے لیے مقرر کر جابجا سوار پیادون سے محافظت اور مضبوطی کی اور
اُسطرف سے مادھوراو نے بھی شانور کے حاکم سمیت جو اِس مرتبہ بھی بدعہدی
کرکے اُسکے ساتھ ہو گیا تھا آکر لشکر حیدری کے سامھنے ڈیرہ کیا ہردو زتولی
تولی بیر اور سورمان سوارون کی دونون فوجون سے نکل نکل میدان مین آ
لڑ بھڑ کو بھی شہادت کا شربت پیتا اور کوئی دوزخ کی آگ کا کندا بنتا تھا
کئی دن پیچھے جب مادھوراو نے گولے اولے کے مانند برسائے تب اُردوے
مبارک سے بہتون نے مرتبہ شہادت کا پایا نواب نامدار نے اِس سے
پہلے ہی رات کو پانچ ہزار بندوقچی اچوک پندرہ سو سوار جان نثار چار ضرب
جلوی یا میدانی توپین ہلکی ہلکی ساتھ لیکر سارا اسباب و اساس عظمت و شوکت کا
دلاور خان بہادر کے اعتماد پر چھوڑ اور باقی لشکر سمیت جنگ سپہسالار کے حوالے کر
شبخون کی نیت سے شیر کی مانند جنگل مین گھسا اور دل مین یہ ٹھہرایا کہ پہلے دشمن
کے توپخانے پر گر اُسکو قابو مین لا پیچھے دشمنون کو گولے و گولیون کا نشانہ
اور نہنگ شمشیر کا طعمہ بنایا چاہیے لیکن پیچ بیچ پڑ گیا کہ جنگل سے نکلنے نکلتے
رات آخر ہو گئی طلیعہ روشنی صبح لشکر فتح پیکر کا ہراول ہوا غنیم کی فوج
خواب غفلت سے چونکی اور نواب حیدر علی خان بہادر کی لشکر کے مقدمے کو
شہد کا چھتا سمجھ مکھیون کی طرح چارون طرف سے بھن بھنا کر آ جمتے اور مار مار للکارے

لے نواب بہادر نے اُس وقت مین گولندازون کو حکم دیا کہ توپ کو مہتاب دکھائین
ولیکن جب فلیتہ دکھایا توپون نے آگ نہ لی ہرچند گولندازون نے جو فن گولندازی
مین بے مثل و یکتا تھے سو طرح کی تدبیرین کین لیکن بموجب اس مصرع کے

تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی

ایک توپ بھی نہ چلی آخر کار خود نواب نے گھوڑے سے اُتر فلیتہ دکھایا اُن
اژدہاؤن سے ایک نے بھی مہرہ نہ اُگلا لاچار توپون سے ہاتھ اُٹھا کر بندوقچیون کو
حکم کیا اُنھون نے باڑھین مار غنیم کی فوج سے بہتون کو جہنم واصل کیا اور کتنونکو
زخمی پر چونکہ مرھٹون کی فوج شمار سے زیادہ تھی اسواسطے اس قدر زد و کشت
کو خیال مین نہ لائے اور جب کسی طرح اُنکو معلوم ہوا کہ نواب بہادر
بنفس نفیس اُس معرکے مین حاضر ہین اُسی روز کو لڑائی کے تمام ہونیکا
دن ٹھہرا جانون سے ہاتھ دھو گھوڑون کی باگ اُٹھا آ ٹوٹے اور غازیون کے ساتھ
تلوار و نیزے سے لڑے اور لڑائی رستم و اسفندیار کی بھلانے لگے اُسی
لڑائی مین یکنتہ راو دیوان نواب بہادر کی سرکار کا یکنتہ باشی ہوا اور
علی زمانخان نے چہرے پر زخم کھا کر ہم چشمون مین سرخروئی حاصل کی جو غازی کہ بچے
اُنھون نے مڑ کر لشکر اسلام مین ملنے کا ارادہ کیا مرھٹون نے تعاقب کیا
یہان تک کہ وے سب کام آئے نواب بہادر نے جب لڑائی کا رنگ اس ڈھنگ
سے بگڑتے دیکھا اکیلے اُس بلا سے نکل ایک جانب درخت کے سائے مین کارساز
حقیقی کی تائید کے منتظر اور اقبال کی مدد کے امیدوار کھڑا ہو رہا اتفاق سے
ایک طنبورچی لشکر حیدری کا اُس میدان جنگ سے نکل کر اُسی درخت
کے نیچے جا پہنچا نواب بہادر اسکے پہنچنے کو فال فتح کی سمجھا اسکو حکم طنبور
بجانے کا فرمایا جو نہین اُسنے طنبور پر چوب دی طنبور کی آواز سنتے ہی مرھٹے کی

فوج کو یقین ہوا کہ غازیون کو تازہ مدد پہنچی اِس تصوّر سے پانون سبھون
کے اُٹھ گئے ہتھیار گھوڑے غازیون کے جو اُنکے ہاتھ آئے تھے کچھ اپنے
اسباب سمیت جا بجا چھوڑ ہلکے پھلکے بھاگ کھڑے ہوے نواب بہادر
ساتھ کئی بہادرون کے جو طنبور کی آواز سنکر اُس درخت کے نیچے پہنچ گئے
تھے میدان مین نکل آیا فی الفور پشت کی طرف سے ایک بڑا غبار اُٹھا معلوم
ہوا کہ ہیبت جنگ بخشی فوجین اعدا کے خون کی پیاسی اور توپخانہ لیئے بطور
ایلغار کے آپہنچا نواب بہادر نے بخشی کی عزّت بخشی کرکے لشکر تازہ
زور اور توپخانہ ساتھ لے مخالفون کی فوج کا پیچھا کیا اور تلوار جو اعدا کے خون کی
پیاسی تھی میان سے نکال سیراب کی اور قتل عام کا حکم کیا حکم پاتے ہی گولندازون
نے جو اپنے کام مین برق کے مانند آتش دست تھے گولون کے اولے برسا کر اعدا
کے کھیت کو جلا دیا اور برق اندازون نے جو شراب شجاعت سے
مست تھے دشمنون کے کھلیان پر گولیون کے صاعقے ڈال کر خاک سیاہ کر دیا
سوارون نے باگ اُٹھا دشمنون کے سر سے نیزون کے لٹو اور مخالفون کی
جسد کو تلوارون کے میان و غلاف بنا اُن گران جانون کے نقد و جنس
پر لوٹ پاٹ کا ہاتھ بڑھایا،

نظم

ہوا اُس گھڑی اِس قدر کشت و خون — کہ حیرت مین تھا چرخ فیروزہ گون
عدو اِسقدر وہان پہ کشتے ہوئے — کہ میدان مین کٹ کٹ کے پشتے ہوئے
گریزان مخالف ہوئے لیکے جان — نہ ہرگز رہا وہان کسیکا نشان

آخر کار مادھو راو نے جب حیدری لشکر کے تلاطم امواج سے اپنی کشتی اُمید
کو تباہی کے بھنور مین پڑی ہوئی دیکھا باوجود اُس کثرت فوج کے فراری ہوا

اور بدنکابور سے اس طرف کہین نہ رکا نواب بہادر نے جب تائید غیبی سے اُس
میدان کو مخالفون کے وجود سے خالی دیکھا شادیانے فتح کے بجوا اُسی مقام پر
خیمہ کھڑا کرنے کا حکم دیا اور مرہم سے انعام نقد و جنس کے گھائلون کے
زخمون پر پھاہے لگائے اس عرصے مین برسات کے موسم نے واسطے رفاہ عالم کے
دورہ شروع کیا نقارچی بادل نے رعد کے کوس آپہنچنے لشکر باران کا بجا کر رہنیوالونکو
عالم سفلی کے آگاہی دی جو تھے آسمان کے حاکم آفتاب جہانتاب نے تہدید کے لئے
متمردان اور سرکشان عالم کے برق کی شمشیر نکالی مادھوراو نے بدنکابور
کی نواح مین قیام کیا اگرچہ بارش کی کثرت کے سبب عالم آب تھا اور چھوٹے
چھوٹے نالے بھی اتھاہ ہوگئے تھے مادھوراو نے اِس شکست فاش کی
غیرت کے مارے گوپال راو مرچ کے ناظم کو حکم کیا کہ جس طرح ہوسکے
تنب بھدراندی اُتر کر نواب بہادر کے ملک کو تاراج کرے گوپال راو نے
بموجب حکم چارناچار فوج سمیت ہوتل گھاٹ سے اُتر کر جتنے گانو پر گئے
نواب بہادر کے علاقے سے سامھنے پڑے لوٹے اور جلا کے خاک سیاہ کئے
اور راجہ ہرپن ہلی اور راے درگ سے بزور و تعدّی مبلغ خطیر لیکر چیتل
درگ کے علاقون مین ظلم کرنے لگا جب اِن سانحون کی خبر نواب بہادر نے سنی
فی الفور برسات اور ندیون کی طغیانی کے اندیشہ کرنیکو آبرو ریزی رعایا کی
سمجھ بے تامّل سارا ساز و سامان لشکر کا مقام پر چھوڑ صرف چھ ہزار جرّہ سوار
خاصے گھوڑون کے دو ہزار سوار سلحدار و چار پلٹن سپاہی چھ ضرب توپ ساتھ
لے بجلی کے مانند اُن ظالمون کی طرف تاخت کی تین دن کے عرصے مین تکلیف
اُٹھا کر اُس راہ پر خطر کو طی کیا اور اچانک جس حالت مین گوپال راو اور
اُسکے ساتھی بے خبر تھے مرگ ناگہانی کی طرح اُن کے سر پر جا گرا فرصت زین

باندھنے اور ہتھیار اُتھانے کی اُنھین نہ دی تلوار و خنجر آبدار سے ایک ایسا خون کا دریا بہایا جو دریاے سرغاب کی طرح موج مارنے لگا سپاہ غنیم نے اگرچہ میدان جنگ سے منھ نہ موڑا پر محاصرے کے سبب بند ہو کر توپخانہ فرنگی کے ہدف ہوے گھوڑے تھان پر بندھے کے بندھے رہ گیے گوپال راو نے جب اپنے تئین چار موجے مین کشت و مات کے پایا منصوبہ جنگ کو بے فائدہ سمجھ بساط لڑائی کی اُلٹ سب مال اگلا پچھلا اور خیمہ اقمشہ نفیسہ جو کچھ راجاؤن اور رعیتون سے بہ ظلم و تعدّی لیا تھا جا بجا چھوڑ اپنے رفیقون کے ساتھ جان لیکر بھاگا اور بہادرون کی دستبرد سے بچکر قلعہ سرا مین جو مادھوراو کے قبضے مین تھا جا کر پناہ پکڑی اور اُسکی سپاہ اور عورتین جو قتل عام سے جانبر ہوی تھین وہان قایم نہ رہ سکین بھاگ کر مادھوراو کے لشکر سے جا ملین تب نواب شیر جنگ نے اُن بزدلون کے تعاقب کو بیہودہ سمجھ نقّارہ فتح کا بجوایا اور وہین استقامت فرمائی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ حیدری لشکر کے پنڈارے جو طلایہ کے طور پر ہمیشہ بہ موجب دستور فوج کے آگے آگے رہتے ہین رخصت پا کر بہ تبدیل لباس و لہجہ گوپال راو کے سوارون مین جیسے پانی شراب سے جلد ملجاتا ہی مل گیے تھے جب گوپال راو بھاگا تب اُنھون نے قابو اور فرصت پا بہت سے مخالفون کو ٹکڑے کر پانچ ہزار گھوڑے جلدرو اور اُنتیس ہاتھی بڑے بڑے اور نوّے اونٹ لوٹ کر صحیح سالم بھرے پورے حضور مین آحاضر ہوئے اور بہت سا انعام نقد و جنس پا کر امتیاز و سرفرازی حاصل کی مادھوراو نے جب دیکھا کہ باوجود اِس قدر جمعیّت فوج کے کچھ ہو نہین سکتا اور پانی کے طغیان اور سیلابی کے باعث راہ پونان کی بھی نظر نہین آتی تب پہنچنا اپنا پونان تک مشکل بلکہ غیر ممکن سمجھکر ہوشیار وکیلون کی معرفت طالب صلح کا ہوا اور

دو لاکھ روپیہ پر انقطاع معاملہ کرکے نواب بہادر سے آشتی کی اور بعد ایک برس کئی مہینے کے نا اُمید خوار ہمّت ہار اپنے دار الحکومت مین پہنچا نواب بہادر نے بعد جانے بادھوراو کے اُس نواح کا بند و بست قرار واقعی کر فتح نصرت کے ساتھ حافظ حقیقی کے سایہ مین نگر کی راہ سے سریرنگپٹن مین داخل ہوا جن جن لوگون نے اُس لڑائی مین جانفشانی کی تھی اُنکو خلعت و جواہر اور نقد و جاگیر دیکر آرام کرنے کی رخصت دی تھوڑے روز کے پیچھے نواب دلاور خان نے جو نواب بہادر کے سایۂ حمایت مین خوش اور خرّم زندگی کرتا تھا ناگہان شیطان کے ورغلانے سے بے سبب عذر بیماری کا ظاہر کرکے کولار مین گیا اور وہان سے اپنا سب اسباب لیکر گپ چپ آرکات مین جا وہان سکونت اختیار کی نواب بہادر نے اس خبر کو سنکر بہت تاسّف کیا اور کولار کے علاقے کو ضبط کرکے ایک حاکم حضور سے وہانکے انتظام کو مقرّر فرمایا؎

بلند ہونا نشان عالیشان کا واسطے تسخیر گورگ اور کلیکوٹ کے
با دیگر وقایع کہ سنہ گیارہ سی اسی ہجری مین واقع ہوئے

اگلے زمانے مین جب بیجاپور کے سلاطین کی سلطنت قایم تھی کورگ اور کلیکوٹ کے حاکم اُنکے مطیع رہتے اور خراج دیا کرتے تھے جب اُنکی سلطنت آب رسیدہ ہوی اور نواب آصف جاہ بادشاہ دہلی کے حضور سے دکھن کا صوبہ دار ہوا کورگ اور کلیکوٹ کے مرزبان دستور کے موافق مقرّری خراج پہنچایا کرتے تھے اور آخر کو جب درمیان آصف جاہ و مرہٹے کے جنگ و جدال کی بنا بندھی نواب موصوف جزئیات پر متوجّہ نہوا اور صوبہ سرا کے ناظمون نے

جو اُس کی طرف سے سرکش زمینداروں کی تنبیہ کو مامور تھے رشوت لے
سرکار کے نفع و نقصان کا کچھ خیال نکر سرکشوں سے کسی امر مین متعرض نہوے
قابو جو زمینداروں نے حاکموں کی سستی دیکھکر خودسری اختیار کی اور اخراج
گزاری سے اِبا کیا اگرچہ نواب بہادر کو اُس ملک کی تسخیر سابق سے مرکوز خاطر
تھی لیکن بسبب تردد کے جو مرہٹے کے آنے سے لاحق رہا وہ ارادہ قوت سے
فعل مین نہ آتا تھا جب بالاگھاٹ نواب بہادر کے تشریف رکھنے سے باغ ہمیشہ
بہار ہوا اور مرہٹے سپاہ حیدری سے صدمے اُٹھا پونان کو چلے گئے بزادینی اُن
شریرون کی جنھوں نے اس عرصے مین فرصت پاکر سرکاری تھانون کو لوٹا
اور لوگون کو قتل کیا اور اپنے اپنے خطوں مین مستقل ہو کر زر خراج کچھ بھی سرکار مین
نہ بھیجا تھا واجب و لازم جان کر واسطے حاضر ہونے لشکر کے حکم کیا جب
فوج جمع ہو گئی نواب بہادر خود بدولت نگر کی راہ سے دریا کے کنارے پر
آیا اور سات سو کشتیون پر سامان رسد کا دریا سے منگایا اور جب رسد کی
طرف سے اطمینان حاصل ہوا رسالے اور توپخانے ساتھ لیکر اُن باغیون کے سر پر
اجل ناگہانی کے مانند پہنچا اوّل فوج جان نثار کو بیل کے راجہ کی تنبیہ کے لئے
حکم کیا جسنے اُنھیں دنون مین دار الامارت کے علاقون پر تاخت کر رعایا کا مال لوٹا
اور مواشی ہانک لیگیا تھا راجہ مذکور نے یہہ خبر سنکر پہلے تنہا افواج حیدری
سے لڑنا مناسب نجان قلعے کو خالی کر لڑنے کے بال لے اور اسباب ساتھ لے بھاگ کر
جنگل مین جا گھسا اور بعد اُسکے کوڑک کے حاکم کی فوج سمیت جنگ پر
مستعد ہوا جب حضور مین نواب بہادر کے یہہ خبر پہنچی ایک جماعت کو مردانِ
معتمد سے اُس قلعے مین چھوڑ خود جنگل کی راہ سے سرکشون کے سر پر
جا پہنچا اور شیر کے مانند اُس بیستان سے نکل کر بے تامل مار دھاڑ شروع کر دی

دونون طرف سے ہتھیار چلنے لگے باغیون نے جب اپنی مخلصی مشکل دیکھی جان سے ہاتھ دھو کر خوب ہی لڑے اور بائین طرف کی فوج پر بڑے زور سے حملہ لائے یہان تک کہ قریب تھا بہادرون کے پاے ثبات مین لغزش آجاوے لیکن نواب خود چار ہزار سوار خونخوار لیکر قلب لشکر سے دھاوا کرو جہین جا پہنچا اور پشت کی طرف سے ساتھ تلوار خونخوار کے باغیون کے بار سر کو تن سے اُتارنے لگا اُسی روز جسکو نوروز اقبال کہا چاہئیے شاہزادہ بلند بخت ٹیپو سلطان نے جو چہ ریزگوار کے ہمرکاب تھا زبانی مخبرون کے جب معتبر خبر پائی کہ اُن باغیون نے وہان سے ایک کوس کے فاصلے پر گھنے جنگل مین اپنا مال اور اسباب لڑکے بالون سمیت لار کھاہی اگرچہ عمر اُسکی تب اٹھارہ برس کامل کو بھی نہ پہنچی تھی لیکن چونکہ شیر بچی کو شکار کی تعلیم دینی ضرور نہین بلے تامّل دو تین ہزار بہادر ساتھ لیکر وہان سے باگ اُٹھا گھنے جنگل کو طی کر اُس مقام مین جا پہنچا اُن سپاہیون کے ساتھ جو باغیو کی طرف سے وہان محافظ تھے مقابلہ ہوا دونون طرف سے پہلے تو دیر تک گولی برسا کی اگرچہ اُن سرکشون نے بقدر مقدور لڑنے اور مارنے مین قصور نہ کیا آخر کار اکثر مارے پڑے کچھ لوگ جو بچے بھاگ نکلے تب شاہزادے نے سب عورتون کو گرفتار کرلیا اور تمام مال و اسباب جمع کر صحیح و سالم ساتھ فتح و فیروزی کے حضور مین پہنچا نواب بہادر نے اُس فتح کو سب اگلے پچھلے فتحون سے بہتر اور مقدّمہ فتوحات آیندہ کا جان کر شاہزادے بلند ہمّت کو آغوش شفقت مین لیا اور بہت سا اعزاز و اکرام کیا جب اُس راجہ نے اپنے لڑکے اور عورتون کی گرفتاری اور تمام مال و اسباب کے ہاتھ سے جانے کی خبر سنی مجبور ہو کر ساتھ چند خواص و رفقا کے حضور مین حاضر ہو کر سعادت زمین بوس حاصل کی اور باقی خزانہ مال

اسباب نفیس اور ہاتھی دانت جو اُسکے باپ دادون نے جمع کر رکھا تھا پچاس اونٹ
بھر نذر دیکر اُسکے ذریعہ سے اپنی جان بخشی چاہی نواب بہادر نے رحم کر
اُسکے ناموس کے چھوڑ دینے کا حکم دیا اور قسم و قول مضبوط و سخت ملک کی
آبادی اور رعایا کی حفاظت کے باب مین اُس سے لیکر راج کو اُسکے نام پر
بحال رکھا اور دوسرے روز وہان سے آگے کوچ فرمایا کوڑگ کے راجہ نے
جب اُس طوفان بلا کو اپنے ملک کی طرف متوجّہ دیکھا اور سارا احوال قلعہ بیل
کے راجہ کا اور گرفتار ہونے اُسکے لڑکے اور عورتون کا سنا اپنے بچاو کی
فکر مین پڑا اور اطاعت قبول کرنیکے سوا کچھ چارہ نپا کر بہت سے روپے اور چیزین
نفیس اُس ملک کی نذر بھیج مطیع و منقاد ہوا نواب بہادر نے فساد
کے دفع کرنے کو بند کرنا مصلحت وقت جانکر قلعہ بر کرا مین جسّے زیادہ قلب اُس
نواح مین کوئی قلعہ نہ تھا بہادرون کا تھانہ قایم کر کے آگے بڑھا علی راجہ کنانور کے
مرزبان نے جو مرد مسلمان قوم ماپلہ سے تھا نواب بہادر کے وہان تشریف
لانیکو جسنے وہان علم محمدی کھڑا کیا اور اُس ملک تاریک کفرستان مین ہدایت
کی شمع روشن کی تھی غنیمت سمجھکر ملازمت کی سعادت کے حاصل کرنیکو
فرض جان حضور مین حاضر ہوا اور جو کچھ نقد و جنس رکھتا تھا قدم مبارک پر نثار کیا
نواب بہادر نے اُسکی حسن عقیدت پر بہت تحسین و آفرین کر کے
اُسکو اُس ملک کا واقف کار سمجھ اپنی ہمرکابی مین ممتاز فرمایا اور اسقدر انعام
و اکرام سے اُسکو خوش کیا کہ اُسنے اپنی گذری زندگی پر تاسّف کیا پھر
نواب بہادر نے سپاہ کے آرام دینے کے لئے اُس سرزمین دلنشین مین دو تین
مقام کر کے وہان سے بھی کوچ کر کالیکوٹ مین جا داخل ہوا اور عزیمت ازالۂ
فساد اس ملک کے سرکشون اور مفسدون کی خاطر مبارک مین لا کر خون سے

قوم نائر کے جو بڑے سرکش جاہل دلیلے تھے پیاسی زمین کو سیراب کیا
چرکل کے راجہ نے شوخی کے گریبان سے سر نکال لڑنے کی جرأت کی تھی
بہادران حیدری نے بموجب حکم ہر طرف سے گھوڑے اُٹھا کر اکثر اُن کوتہ
اندیشون کے خون کو خاک مین ملایا اور آخرکار راجہ خود جہالت کی زرہ پہن کر
مانند پروانہ کے شمع پر شمشیر درخشان کے آگرا اور جلکر خاکستر ہو گیا اُسکے
مارے جانے کے بعد بہادرون نے اُسکے مال و اسباب کو ضبطی مین لا اُسکے
بیٹے کو جو سات برس کا تھا قید کر حضور مین پہنچایا اور انعام پایا اور وہ لڑکا
واجب الرحم اسلام سے مشرّف اور ایاز خان خطاب دیا گیا پھر چند روز مین
نواب بہادر نے ملک راجہ مقتول کے بندوبست سے فراغت پا کلیکوٹ کے
قلعے کو محاصرہ کرنیکے قصد پر علم ہمّت بلند کیا وہان کے حاکم نے جب سرکشونکا
مارا جانا دیکھا ہوش و حواس باختہ ہوا اور طاقت لڑنیکی اپنے مین ساقط دیکھکر
ایک وکیل ہوشیار کو حضور مین بھیجا اور زر نقد و اسباب اور چیزین غریب
و لطیف جو اُسکے پاس تھین نذر بھیج کر اپنی جان بخشی چاہی اور بعد عنایت
ہونے عہدنامے کے حضور کی ملازمت سے مشرّف و ممتاز ہوا اور
دولتخواہون مین گنا گیا اُسکی خطا معاف کرنے سے غریب پروری و عفو
گستری نواب بہادر کا آوازہ سب وہان کے باشندون کے کان مین پڑا
گروہ گروہ قوم ماپلہ اور نائر ہر روز حضور مین حاضر ہونے اور نواب خلیل نوال
کے خوان نعمت سے سب طرح کی نعمتون سے بہرہ ور اور محظوظ ہونے لگے
جب وہ نواح فتنہ و فساد سے متمردون کے صاف و پاک ہو گئی اور
کسی طرح کا کچھ تردّد باقی نرہا نواب بہادر نے کنجی بندر تک جا وہان سے
ملیبار کی طرف باگ پھیری وہان کے ناظم نے جب حیدری فوج کے دریا کو

موج مارتے دیکھا اپنے دولتخانے کے گرجانے سے ڈرا اتھائیس ہاتھی اور ساتھ لاکھ روپئے نقد نذر بھیج دیئے تب نواب بہادر نے اُس سے اور اُسکے ملک سے کچھ تعرّض نہ کیا اور بعضے نائروں کو جو کوئمبا تور کی طرف پہاڑون کی گھاٹیون مین چھپ کر مصدر شرارت و فساد ہوے تھے نیست و نابود کر کے سردار خان کو جو فدوی اعتقاد کیش شجاعت اندیش تھا وہان کا صوبہ دار مقرّر کیا اور بہت فوج وہان پر انتظام کے واسطے چھوڑی اور تمام اُس ملک خارستان کو دو برس کے عرصے مین رشک گلزار بنایا پھر مدگل کے سرکشون کی تنبیہ و استیصال کے لیئے اُس طرف متوجّہ ہوا۔

لشکرکشی کرنا ترمک راو نانا مادھوراو پیشوا کے ماموں کا اور چشم زخم پہنچنا لشکرکو نواب بہادر کے اور پھر درستی پانا اُس شکست سے اور معاودت کرنا ترمک راو نانا کا پونان کی طرف اضطرار و پریشان حالی کے ساتھ۔

جب سنین ماضیہ مین مادھوراو پیشوا دو مرتبہ ساتھ لشکر جرّار اور خزاین و توپخانے بیشمار کے واسطے انتزاع ممالک محروسہ نواب بہادر کے بالا گھاٹ کے ملک مین آیا اور باوصف کدوکاوش بے غایت کوشش و سعی نے اُسکی کچھ فائدہ نہ بخشا اور اخراجات بے نہایت کے بار کے تلے دب کر ناکام پونان کو پھر گیا لیکن جب تک زندہ رہا رات دن کباب کی طرح ساتھ دیدہ گریان و سینہ بریان کے اپنے غصّہ کی آگ پر لوٹتا رہتا تھا اور آخر کو خفقان کے مرض مین مبتلا ہو کر قعر عدم مین گرا تب نارایَن راو اُسکا بھائی اُسکے

مرنے کے بعد یونان کی حکومت کا مسند آرا ہوا وہ بھی اپنے بھائی کے طریق پر
ہا مگر خود یونان سے حرکت نہ کر ترمک راؤ کو جو اُسکا خال اور اُسکی دولت
کے رخسارے کا خال تھا ساتھ ایک لاکھ وبیس ہزار سوار نیزہ گذار اور
ساٹھ ہزار پیادے اور ایک سو ضرب توپ قلعہ شکن کے واسطے تسخیر
ملک میسور اور تمام دیار بالاگھات کے روانہ کیا ترمک راو بعد طی کرنے
منزلون کے جب سرزمین مین بالاگھات کے وارد ہوا امرار راو حاکم گنی اور
سب راجاؤن کو جیتل درگ ورتن گیری و مرکسی و نیگات گیری وکالستری
وغیرہ کے جو قابو وفرصت کے وقت گرگ حیلہ‌نگر کے مانند رعایاے بیچارہ کو
تکلیف واذیت دیتے اور جب پنجے مین شیران لشکر نواب بہادر کے گرفتار
ہوتے گربہ مسکین کی طرح خوشامد سے دم لابگی کرتے تھے اپنا رفیق بنایا اور
شانور کا حاکم بھی اپنے دستور قدیم کے موافق عہد و پیمان کی کتاب کو طاق
نسیان پر رکھ اپنی فوج سمیت ترمک راو کا شریک حال ہوا اور اُن سبھون نے
اُسکی لشکر کو رسد پہنچانے کا ذمہ کیا تب ترمک راو اذوقہ و رسد کی طرف
سے اطمینان حاصل کرکئی قلعہ سر برنگپٹن کو جن مین آلات حرب و اذوقہ چندان نہ تھا مسخر
کر اپنی طرف سے عامل واسطے انتظام کے تعین کر دار الامارت سر برنگپٹن کو
متوجہ ہوا اور اُس شہر کے سواد خجستہ بنیاد کو اپنے قدمون کی شامت سے
آشیانہ بوم کا بنایا جس زمین مین اُسکی لشکر گذری سبزی اور زراعت
کا نام و نشان وہان نرہا اور جس مرز بوم مین وہ شوم گیا گھاس خشک تک
رعایا کے چھپرون کی بھی نہ چھوڑی اور چونکہ نواب بہادر کی فوج دار الامارت
سے بہت فاصلہ پر تھی اور نواح مین اُس شہر فیض بہر کے ایسی کوئی فوج جو اُسکے
لشکر کو روکے حاضر نہ تھی اِس سبب سے مرہٹون کی فوج نے رعایا کو اذیت

دینی شروع کی اور اُن بیچارون سے جن لوگون نے واسطے حفاظت جان
و مال و ناموس کے ہتھیار پکڑے مفت مارے گئے جب یہ خبر وحشت افزا
نواب بہادر کو پہنچی تمام لشکر و سامان جنگ کے ساتھ سرینگپٹن مین داخل
ہوکر سب اسباب قلعہ داری کا جمع کر مطمئن ہو چیناپٹن کی راہ سے دامن کوہ مکڑی
درگ مین اقامت فرمائی اور یہ ارادہ کیا کہ جب فوج مرہٹے کی دار الحکومت
کے محاصرہ مین مشغول ہو پشت کی طرف سے لشکر غنیم مین راہ درآمد کی پیدا
کرکے اُنپر اچانک ٹوٹ پڑنا چاہیے مرہٹے کے ہرکارون نے جب خبر ورود رایات
نواب بہادر کی ترمک راو کو پہنچائی اور جو تدبیر کہ نواب حیدر دل نے خاطر عاطر
مین مرتکز کی وہ بھی ترمک راو پر ظاہر ہو گئی تب ترمک راو لشکر و توپخانے جمعیت
اُس طرف کو عازم ہوا نواب روشن ضمیر متوجہ ہونے سے ترمک راو کے
خبردار ہوکر رات کو فوج ہراول پر غنیم کے ایک اچھی دست برد ظہور مین لا
اور پہاڑ میلکوٹہ کے اُوپر چڑھکر نشان کو بلند کیا صبح ہوتے ہی ترمک راو نے بھی
ساتھ لشکر قاہرہ کے باگ اُٹھائی اور وہان پہنچکر اُس پہاڑ کو محاصرہ کیا
نواب بہادر نے چشمک زنی دشمن کی برق توپ و تفنگ کو معاینہ فرما رعد
خروشان و سیل دمان کے مانند پہاڑ سے اُتر اولے گولے کے برسا کر فوج برگی
کو ساتھ کمال بے برگی کے پریشان کیا ہر روز صبح سے شام تک اسی طرح
جنگ کا تنور گرم ہوتا و طرفین سے لوگ کام آتے بیس روز کے عرصے تک
نواب بہادر نے کوہ کے مانند پاے ثبات قایم رکھکر اعدا کی خونریزی مین کوئی
دقیقہ نامرعی نہ چھوڑا ترمک راو نے جب دیکھا کہ اُسکی سپاہ کے حملہ کرنے
سے کچھ کام نہین نکلتا اور سیل خون کا اُسکی فوج کے سپاہیان اجل گرفتہ
سے ہر روز روان ہوتا ہی جنگ کو ملتوی رکھ اُس کوہ کو درمیان مین لیکر

تنگ محاصرہ کرنے پر ہمّت کی اور لشکر اسلام کی رسد بند کردی نواب بہادر
نے جب دیکھا کر رسد کسی طرف سے نہین پہنچ سکتی مراجعت کرنا دارالامارت
کو مصلحت جانکر توپخانہ کو پہاڑ کے پیچھے سے بعد قطع کرنے گھنے جنگل کے
اُتار کر روانہ فرمایا اور خود سوار و پیادون کے ساتھ دامن کوہ سے نکل کر
منزل مقصود کو کوچ فرمایا چونکہ راہ دامن کوہ کی بہت ناہموار اور تمام زمین
سیلاب سے جا بجا کٹکر گڑھے غار پڑ گئے تھے اِس لئے توپخانے کا جانا
سخت مشکل بلکہ متعذّر ہوا ہزار مشقّت سے جب دو تین فرسنگ گیا
رات آخر ہو گئی کچھ لوگ غنیم کی فوج سے جو طلایہ پھر رہے تھے اِس حال سے
واقف ہوئے اور فی الفور ترمک راو کو مطلّع کیا اُسنے اُسی وقت ایک
فوج قوی زور کو واسطے چھین لینے توپخانے کے رخصت کیا اور خود بھی سوار
ہو کر اُس طرف کو دوڑ پڑا اِس عرصے مین نواب بہادر جب متّصل گڑھی کورہ کے
جہان سے دارالامارت تین چار فرسنگ رہ جاتا ہی پہنچا ہرکارون نے عرض کیا کہ ترمک
راو مانند صمندر کے اپنے تئین آتشخانہ پر ڈالکر غازیونکی آبرو برباد دینے کے درپی ہی
نواب شبر دل اُس خبر سے کچھ خوف نہ کر فوراً پھرا اور فوج مخالف کو جو گرد پیش
اُس توپخانے آتشبار کے دھوئین کی طرح منڈلاتی تھی جلد صرصر سے حملون کے
پریشان و متلاشی کر دیا اور میمنہ و میسرہ و قلب لشکر کو باتوزک تمام آراستہ
و درست اور توپون کو آگے کر کے شلّک کرتے ہوئے دارالحکومت کی
طرف روانہ ہوا غنیم کی فوجین ہر چند ہر طرف سے ہجوم اور حملہ کرتی تھین پر
صدمون سے تیر و گولون کے منتشر و فراری ہو جاتین جب سواری خاص
نواب بہادر کی موتی تالاب پر پہنچی اور یہ نظر آیا کہ گروہ مفسدون کی آٹھ ضرب
توپ کو تالاب کے باندھ پر چڑھا کر واسطے بند کرنے راہ لشکر حیدری

کے سعی و کوشش کر رہی ہی تب اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا
فدویان جان نثار نے مردانہ حملہ کیا اور توپین گولے باروت سمیت چھین کر
اپنے تصرّف مین لائے نواب ظفر انتساب اِس کامیابی سے خوش ہو کر اُن
بہادرون کو جنھون نے توپون کے چھین لے نے مین سعی کی تھی بہت سی
اشرفیان و جواہر عطا کیا بعد اُسکے کئی ساعت مین جب تمام توپخانہ و سوار و پیادے
اور اہل بنگاہ جمع ہوئے خود بدولت نے خاصہ تناول فرمایا اور سپاہ نے بھی
ناشتا کیا تب ہوا خواہان دولت نے عرض کی کہ چونکہ سپاہ نے کئی دن سے
بہت زحمت و مصیبت اُٹھائی ہی صلاح دولت یہ ہی کہ آج اِسی جگہہ
خیمے قایم کیے جاوین اور علی الصباح حضور میمنت و فرخی کے ساتھ
دارالامارت مین داخل ہون لیکن چونکہ ہر دولت کے واسطے زکات واجب
و ہر راحت کے پیچھے رنج لگا ہوا ہی اِس نظر سے کہ وہان سے دارالامارت قریب
ہی اور باگ اُٹھا کر جلد پہنچ سکتے ہین اور وہان سب سپاہ آرام پاوینگی ہوا
خواہون کی عرض پذیرانہ ہوئی اور جھٹ گھوڑے پر سوار ہو کر دارالامارت کو کوچ
فرمایا سپاہ کو اطاعت سے چارہ نہ تھا پر چونکہ لڑتے لڑتے و چلتے چلتے تھک
گئی تھی کمال بیدلی و سستی سے ہمرکاب ہو کر چلی اِس اثنا مین مرہٹہ کی
فوج نے جو مور و ملخ سے زیادہ تھی پھر دلیری کر کے کئی توپ بڑی بڑی سامھنے
لا کر لشکر جلادت اثر پر گولہ اندازی شروع کر دی قضا کار ایک گولہ غنیم کی
توپ کا اوپر سر کاری اونٹون کے جن پر بان لدے ہوئے تھے آ گرا اور
بانون مین آگ لگ گئی اور اونٹون کے اُچھلنے کودنے سے دو نھین ایک
اونٹ کے بانون سے دوسرے اونٹ کے بانون کو آگ لگ گئی اور تمام
بان چھوٹنے لگے ہزارون سوار و پیادے بنگاہ کے اُن بانون سے جل مرے

علاوہ اُسکے ایک بڑی مصیبت اور یہ ہوئی کہ کئی بان اُڑ کر باروت مین جو
گاڑیون پر بھری ہوئی تھی جا پڑے اور باروت مین آگ لگ جانے اور اُسکے
اُڑنے سے ہول محشر اور ہنگامہ روز حشر کا پیدا ہوا بانون کے اُڑنے سے
بہت سے لوگ مارے پڑے اور باروت کے جلنے سے ہزارون سپاہی
جل مرے اِس ہنگامے مین غنیم کے سوارون نے فرصت وقت کو مغتنم جانکر ہوا
کی مانند دھوؤن مین مل گئے اور ہزارون مردان کارزار اہل ہنگامہ کی خونریزی
کی لالا میان داماد جناب شہباز صاحب نے جو شجاعت مین رستم کو زال
اپنے عرصے نبرد کا جانتا تھا اِس حالت پر آفت مین حتی المقدور اعدا کے مارنے مین
قصور نہ کیا آخر کار شہادت کا شربت پیا اور فوج غنیم نے خیرہ ہو کر
میر علی رضا خان و علی زمان خان وغیرہ کئی شخص کو اعیان دولت سے کمند مین
اسیری کے کھینچا اور یاسین خان جو فدوی جان نثار اور اُسکا چہرہ و بازو
فی الجملہ ساتھ چہرہ و بازو نواب نامدار کے مشابہ تھا کئی آدمی کو اُن گمراہون سے
مجروح و بے روح کر کے داد جوانمردی کی دی اور خود زخم شمشیر کھا کر خون سے
گلگونہ شہادت کا منہ پر لگا کے میدان مین گرا غنیم کے سوار جو نواب بہادر کو
ڈھونڈھتے پھرتے تھے جب اُس پردل کے سر پر جا پہنچے اُسکا نام پوچھا
اِس مصلحت اندیش وفاکیش نے حیلہ کی راہ سے کہا کہ نواب حیدر علی خان
مین ہی ہون دشمن کے سوارون نے اُسکو نعمت غیر مترقب سمجھ طمع کی
راہ سے نواب بہادر کے دھوکے مین اُسے میدان سے اُٹھا کر ترمک راو
کے حضور مین بھجوا دیا اور خود نواب بہادر کے مال و اسباب پر جو برسون کا
جمع کیا ہوا تھا ہاتھ لوٹ کا دراز کیا جب نواب بہادر نے یہ حال دیکھا سمجھا کہ
جو تیر قضا کی شست سے چھوٹتا پھر نہین سکتا اُس آشوب گاہ سے اپنا دور

ہو ناضرور جانکر وہان سے نکل کوہ چرکولی پر چڑھگیا اِس اثنا مین غازی خان جو
سرخیل سرکار کے پنڈاروں کا تھا حضور مین آکر عجز و منّت سے واسطے
مراجعت فرمانے طرف دارالامارت کے عرض کرنے لگا اگرچہ نواب بہادر کا
عزم یون تھا کہ اگر اُسوقت بھی ایک جماعت سپاہ کی اُنگلیون کی مانند باہم جمع
ہوجاوے تو ایک گھوسا دشمن کے گلّے پر مارے لیکن چونکہ سپاہ کا کام ہاتھ سے
اور ہاتھ اُنکا کام سے جاتا رہا تھا یہ امر میسّر نہ ہوا تب اُس عزم کو دوسرے
وقت پر ملتوی رکھ پہاڑ سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور ساتھ چودہ سوار کے
جوہم کاب تھے باگ اُٹھا متّصل قلعہ سرینگپٹن کے پہنچ کر میر اسماعیل خان
قلعہ دار کو اپنے آنے کی خبر کردی اور چونکہ اُس ہنگامہ محشر آشوب مین
باروت وبان کے دھوئین اور چپقلش سے فوجونکی جہان تیرہ و تار ہو رہا تھا اور
کسی کی صورت پہچانی نہ جاتی تھی اور شاہزادہ عالیشان ٹیپو سلطان نظر سے نواب
بہادر کے دور ہوگیا تھا انتظار مین دیدار اُس تابندہ اختر کے نرگس کے مانند آنکھ
کھولے راہ دیکھ رہا تھا تنہا قلعہ مین داخل ہونا گوارا نہ فرماکے مشہد مقدّس مین
قادرولی کے جونہر کاویری کے کنارے پر واقع ہی آرام فرمایا جب قریب
وقت عصر کے شاہزادہ برہبری خردخداداد غنیم کے لوٹیرے سواروں
کے لباس مین دوتین سوار کے ساتھ پاشنہ کوب وہان پر جا پہنچا اور پدر
بزرگوار کی آنکھ کو اپنے جمال سے روشن کیا نواب نامدار فرزند جگربند کے
ساتھ سوار ہو قلعہ مبارک مین داخل ہوا خزانہ کا دروازہ کھول کر وفور عطا
وجود سے کارنامہ حاتم کا نمودار کیا جو شخص سپاہیون سے پیادہ پہنچتا تھا اُسکو
ایک مُٹھی بھر اشرفی اور جو معہ گھوڑے اور ہتھیار کے آتا اُسکو ایک
خلعت اور پانچ مُٹھی اشرفی انعام فرماتا اور اُسکا پایہ بڑھاتا شہر کے اکابر

سب جمع ہو واسطے ادا کرنے شکرانہ سلامتی ذات بابرکات کے حاضر ہوے اور مستحقین و محتاجین تصدّق سے سر مبارک کے دامن بھر بھر زر دیے گئے نواب بہادر نے سب اپنے لشکر کے منصبداروں کو کلمات تسلّی افزا سے تشفّی بخشی اور مضمون ان فارسی شعروں کا اپنی زبان گوہر بار سے گوش گذار حاشیہ نشینان بساط فیض مناط کے کیا؛

نظم

سعادت مساعد بہ بخت منست　　فلک چتر و آفاق تخت منست

عنان تابیم موجب عار نیست　　کہ بی جز رد مد بحر زخّار نیست

ز صرصر اگر شعلہ لرزد چہ باک　　نماید بدم وادی و شہر خاک

اگر خصم البرز باشد بہ تن　　بہ من دادہ حق گرز گردن شکن

اگر نیزہ بالا بہ کین آورم　　مہ از آسمان بر زمین آورم

اگر سوخت باروت و بان و شتر　　ازان جنس دارم بسے قلعہ پر

چو باشد بعالم خدا مہربان　　ندارم غم از سوخت باروت و بان

مرا بیخ دولت چو مستحکم است　　دو شاخ ار بیفتد چہ جای غم است

امیران من نیک خواہ من اند　　ہوادار فرّ کلاہ من اند

خزاین بہ من دادہ حق بیشمار　　بپاشم بفرق یلان وقت کار

چو یکدل شتابیم در روز جنگ　　شود دشمن ما دو دل بیدرنگ

چنان رخنہ بندیم بر بدسگال　　کہ ترک چو کرمک شود پایمال

چو شمشیر ما برق ریزان شود　　بہ یونان چو دونان گریزان شود

چو نبود مرا در خزاین کمی　　فراہم بہ زر می شود آدمی

فراہم کنم لشکر تازہ زور　　کہ از جان اعدا برآرند شور

بیفروزم آتش ز تیغ و سنان — که ترک چو کرمک بسوزد در آن
ازینم چه غم گر عدو ترک است — منم شمع سوزان و او کرمک است
نباشد اگر خیمه ام نیست ننگ — بود خیمه ام آسمان روز جنگ
وگر فرش نبود از آن ننگ نیست — بمردان بسیط زمین تنگ نیست
ندارم غم از خانهٔ خوب و زشت — بود مرد را خانهٔ زین بهشت
به حور بهشتی مرا نیست کار — عروس ظفر بایدم در کنار
اگر تن نیارا ستم نیست غم — بود زینت مرد تیغ و علم
روان لشکرم را چو جیحون کنم — ز هر موج او سیلی از خون کنم
بلارک بر افواج اعدا کشم — سر نیزه را بر ثریّا کشم
نماید اگر دشمنم خیبری — نمایم به او حملهٔ حیدری
سر و پای دشمن به بند آورم — بچرخ ار رود در کمند آورم
زنم گر به قوت گران گرز را — کمر بشکند کوه البرز را
چو جولان کنم اسپ در روز جنگ — شود کار بر ابلق چرخ تنگ
چو خنگ جهان گرد راهی کنم — بشمشیر پای صبا پی کنم
فلک هم نتابد شتاب مرا — هوا کی بود سد رکاب مرا
ثباتم چو خاک و روانم چو آب — شتابم چو باد و چو آتش بتاب
بمالم که دشمن کشیده به بند — بیارم بتایید بخت بلند
ز اموال رفته نگردم دژم — زکاتی گر از مال کم شد چه غم
دگر گنج و گوهر بدست آورم — به زنجیر فیلان مست آورم
گران خواب را بر عدو بشکنم — سر نیزه در چشم او بشکنم
چو اول مدد کرده اقبال من — به آخر همایون بود فال من

الا ای سواران شمشیر زن — جوانان شیر افگن و پیل تن
سواری بر اسپان تازی کنید — ز فرق عدو گوی بازی کنید
برآرید شمشیر کین از نیام — کہ از خصم لازم بود انتقام
بہ نخچیر گہ گرم آرید رو — بہ فتراک بندید فرق عدو
بہ بندید بر بارہ برگستوان — بگیرید بر دوش گرز گران
بپوشید خفتان و خود و زرہ — بگیرید پس ناچخ نہ گرہ
بہ بخشید طعمہ ز تبر و سنان — جگر بند دشمن بہ زاغ کمان
حرام است آرام در روز جنگ — برآید از خانہ ہا چون خدنگ
سنان ہا بروی فغان برکشید — شرر بہر دفع خسان برکشید
بہ بندید پرچم بہ زین و درفش — سیاہ و سفید و کبود و بنفش
بہ فوج عدو تیر باران کنید — ہوا را چو ابر بہاران کنید
بہ پیلان بہ بندید کوس و درا — کہ تا گاو ماہی بہ جنبد ز جا
چو سر برکشد آفتاب برین — من و ترکش و تیغ و میدان کین

لشکر کے سردارون نے جب ایسے کلمے تہوّر افزا نواب رستم خصال ہمایون فال کی زبان سے سنے ایکدل سے ہزار دل ہو گئے انقیاد کا زین پوش دوش پر اُٹھا جانفشانی کے لئے مستعد و آمادہ ہوے اب احوال افواجِ پس ماندہ کا سنا چاہئے جب نواب بہادر موافق التماس غازی خان کے دارالامارت میسور کی طرف متوجہ ہوا توپخانہ و توشکخانہ سرکار کا اور بہت سامان دوسرے نامدارون کا مرہٹون کے ہاتھ لگا اور آگ سے بان و باروت کے ہزارون آدمی کی ہستی کا خرمن جل گیا محمد علی کمیدان نے جس کے قامت کے لئے خیّاط قضا

نے شجاعت کا جامہ درست سیا تھا جب اپنی امید کی کشتی کو گرداب تباہی
مین دیکھا اور میدان جنگ کو وجود فیض آمود سے نواب بہادر کے خالی پایا
بمقتضاے جوہر ذاتی ساتھ بیہمتی کے مرھتہ کی قید مین پڑنا گوارا نہ کر اپنی ہمراہیون
اور ملازمان سرکاری سے جو لوگ زندہ رہے تھے ساتھ لیکر دامن ہمت کر مین
باندھ پہاڑ پر چڑھ گیا اور عین بھوک پیاس مین باوجود اُٹھانے تین زخم کاری
شمشیر کے بہتون کو لشکر سے غنیم کے جنھون نے اُس پہاڑ پر چڑھنے کا قصد کیا تھا
ضرب سے تفنگ کی گولیون کے عدم کو روانہ کیا اور بزور شمشیر آبدار بہادری
کی آبرو نگاہ رکھی ترنگ راو اُس شجاع کی دست برد دیکھ دل سے اُس کا
خواہان ہوا اور اُسکی جوانمردی پر آفرین کہکر محمد علی نام اپنے نوکر اور محمد یوسف
اپنے کمیدان کو معہ قول نامہ اُسکی امان و حفظ آبرو کے باب مین اُس غازی
نامدار کو بھیجا وے سب پہاڑ پر جا عہد و پیمان کو اپنی قسم سے موکد و مضبوط کر
اُس قوی دل کو اُسکے ہمراہیون سمیت نیچے اُتار لائے اِس عرصے مین جب ظلمت لیل
نے تیرگون پردہ آفاق کے منہ پر کھینچا ترنگ راو نے ھتھیار اُسکے ہمراہیون
سے لیکر اسباب کھانے پینے کا موافق حاجت کے محمد علی کمیدان کو بھیج کر
واسطے قبول کرنے نوکری سرکار پیشوا بہادر کی بہت سعی ترغیب
و تحریض کی محمد علی نے جو مرد زیرک و دانا تھا انکار صریح مصلحت
وقت نہ جانکر یہہ جواب دیا کہ بالفعل مجھکو رخصت کیجئے کیونکہ اپنے عیال
و اطفال کو جو سرپرنگپٹن مین ہین وہان چھوڑنا عقل مآل اندیش اور
حمیت مردی کی رخصت نہین دیتی ہی بعد مندمل ہوجانے زخمون کے سب
اپنے متعلقون کو وہان سے نکال کر جو شرط خدمت ہی بجالاؤنگا ترنگ راو
اُسکی چرب و ابلہ فریب باتون سے راضی ہوگیا اور اُسکو رخصت دی

کمیدان قوی دل نے بعد تمام ہونے شب کے ایک روز اُسی میدان مین
بسر کرکے شام کو سولہ سو بہادر بے ہتھیار ساتھ لے سرینگپٹن کی طرف روانہ
ہوا اتفاقاً کمیدان شجاعت نشان کا گذر اُن دو ہزار پیادگان تفنگچی پر جو
ہراول کے طور پر لشکر مرہٹہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنی بندوقون کا
سرہانا باندھکر خواب غفلت مین سورہے تھے پڑا محمد علی نے جو جان و دل سے
ہواخواہ دولت حیدری کا تھا بے تحفہ سفر داخل ہونا قلعہ مین ہمت سے بعید جان کر پہلے
تو آپ مع اپنے ہمراہیون کے پتھرون سے اُن اخوان الشیاطین کو زخمی کر
اُنکے سر پر غرور کو بار مغز سے سبک کیا اور تب اُنھون کی بندوقین لیکر ایسی
شلکین متواتر مارین کہ ایک بھی اُن مین سے زندہ نہ بچا بعد قتل عام کے
بہ فراغت تمام ہتھیار و سامان اُن مقتولون کا اپنے سپاہیون پر تقسیم کر اور
اُن سب نے سلاحون کو مسلح بنا نیچے دیوار قلعہ سرینگپٹن کے جا پہنچا اور
مبارک بادی شلک کی نواب نامدار نے محمد علی کے پہنچنے کی خبر پاکر اُسکو حضور
مین بلایا اور ساتھ خلعت گران بہا کے مع جواہر اُسے سرفراز کیا اور نئی
بندوقین کارخانہ سے سرکار کے اُسکو عنایت کین تاوہ نئے سرے جمع
کرنے مین جوانان رزم آزما کے مشغول ہوا اور فوج کے بخشیون کو یہ حکم
دیا گیا کہ جتنے سوار و پیادے بہم پہنچین نوکر رکھین اور تنخواہ کے روپے پیشگی
اور ہتھیار سرکار سے عطا کرین بعد اُسکے خود بدولت قلعہ کے گرد سوار ہو کر
کمین گاہ مین توپین دشمن کوب اور جوانان کاردیدہ تعین کیے اور قلعہ کی اطراف
مین دیوارین جنکی آڑ مین مخالف سے جنگ کرتے ہمین مستحکم بنا فرما کر آلات
حرب اُس مین جمع کر مرہٹون کے آنے کا منتظر رہا جب ترمک راو کو محمد علی کمیدان
کے جانے کی خبر سرینگپٹن کو اور قتل ہونے اپنے دو ہزار سپاہی پیادے

کی اُسی لشکر شکن کے ہاتھ سے پہنچی مانند مار سر کوفتہ کے پیچ و تاب کھایا اور چونکہ میر علی رضا خان سے اس لئے کہ اُسنے پہلے نوکری مادھوراو کی قبول کی اور تب فرصت پاکر نواب بہادر کے حضور مین چلا گیا تھا آزردہ اور مکدّر تھا اِس سبب سے میر موصوف کو روبرو طلب کر دفتر شکایت کے کھولے اور الفاظ ناملایم جو لایق شان اُس سردار کے نہ تھے طیش طبیعت و سفلہ مزاجی سے زبان پر لا اُسکو مقیّد کر معہ تمامی اسیران لشکر نواب بہادر کے جو اُسوقت تک اُسکے اختیار مین تھے پونان کو روانہ کیا اور یاسین خان کو کہ نواب بہادر کے شبیہ مین اُسکو ایک علحدہ خیمہ مین رکھا تھا ساتھ لطایف الحیل کے بہت تسلّی دیکر کہا فتح و شکست آسمان کی طرف سے ہی بالفعل کہ زمانہ پیشوا بہادر کے موافق ہی لازمہ خردمندی کا یہہ ہی کہ صبر کیجئے اور سب پردہ نشینان حرم سرا اور شاہزادون کو یہان بلا لیجئے تا باہم متّفق ہوکر پونان کو چلین وہان پہنچکر جس طرح بر رائے صواب نما پیشوا بہادر کی آپ کے باب مین اقتضا فرمائیگی عمل مین آویگا لیکن یاسین خان مرد جہاندیدہ تھا بموجب اس رباعی کے

رباعی

گر عاشق صادقی ز نایاب منال، پیدا گردد
وین عقدہ کہ بستہ است وہمت بخیال، ہم وا گردد
در آبلہ افتاد بپای طلبت، زنہار مایست
شاید کہ ہمین بیضہ بر آرد پر و بال، عنقا گردد

اگرچہ خبر صحّت و عافیت نواب بہادر کی کچھ نہ رکھتا تھا لیکن صرف خدا پر توکّل کر کے اور مرنے کو اپنے واسطے سلامتی ذات مقدّس نواب بہادر کے کہ رزّاق مطلق نے سلسلہ ایک عالم کی روزی کا اُسکے ہاتھ مین سپرد کیا ہی

جیسے پر تر جیح دیکر ساکت رہا اور اصلا لا و نعم زبان پر نہ لایا اگرچہ راہ خبر پہنچنے کی دار الامارت سے ترمک راو کی لشکر کو ایسی مسدود تھی کہ ہوا کو بھی مجال نفوذ کا نہ تھا مگر جیسے نور شمس کا ابر کے پردے مین چھپ نہین سکتا ہی بعد ہفتہ عشرہ کے غنچہ راز کھل گیا اور ترمک راو کو خبر ورود فرمانے نواب بہادر کی قلعہ سریرنگپٹن مین اور فکر کرنی لشکر کشی کی پہنچی کانٹے حسرت کے اُسکے دل مین چبھے اور اُن کلمون سے جو اُسنے یاسین خان سے کہے تھے سخت نادم ہوا اپنی فوج سمیت وہان سے کوچ کر گرد قلعہ سریرنگپٹن کے اُترکر بنانے مین دمدمہ اور مورچے کے مشغول ہوا اور دونون طرف سے آمد رفت گولون کے سفیرون کی شروع ہو گئی اُس عرصے مین کہ کئی روز جنگ نے امتداد پایا یہہ اتفاق واقع ہوا کہ شہرہ زرپاشی و قدردانی نواب بہادر کا جو خلق خدا کے کانون مین پہنچا تو کئی سردار لشکر سے ترمک راو کی ملازمت سے نواب بہادر کی ملازمت کو مایل ہو ترمک راو کی نوکری کو اپنی شجاعت کی کساد بازاری سمجھ لشکر حیدری مین آملے اور اسی طرح ہر طرف سے سوار و پیادے حلقہ عبودیت کا کانون مین ڈالے ہوئے بارہ ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ لوائے آسمان سائے کے نیچے جمع ہو گئے ایک شب کو نواب بہادر نے محمد علی کمیدان کو فرمایا چونکہ دلبری غنیم کی حد سے گذری رائے صواب نما یہہ اقتضا کرتی ہی کہ فوج عدو سوز کے ساتھ دشمنون کے مقابلے پر گھوڑے اُٹھائیے محمد علی نے منت کی راہ سے مضمون اس بیت کو

بیت

نمی زیبد کہ خورشید جہان گیر

بتاراج سہا بر زد نہد تیر

ادا کیا اور کہا کہ فدوی جان نثار یہہ امید رکھتا ہی کہ اُسے رخصت ملے تا ترمک کے

ہاتھہ اپنے دست و پنجے کا زور آزماوے نواب بہادر نے اُس نہنگ لجّہ شجاعت
کو تحسین و آفرین کر کے اجازت دی تب کمیدان شجاعت نشان دو ہزار برقنداز
ہمراہ لیکر میسور کے دروازے سے نکل عیدگاہ کے متّصل تین ہزار ہمراہی پیادون
پر راجہ چیتل درگ کے اور دو ہزار پیادون پر ملازم مرارراو کے جنھون نے
ساتھہ چار ضرب توپ اور ایک ہزار سوار کے اُس راہ پر ایک سدّ مستحکم
بنا کی تھی تاخت کی اور اچانک اُن خفتہ بختون کے سر پر پہنچ فتنہ عظیم بیدار
کیا اور بہتون کو اُس جمّ غفیر سے گرفتار اور اکثرون کو کسوت حیات سے
برہنہ کیا اور باقی ماندہ وہان سے بھاگے تب کمیدان شجاع نے ہتھیار اسباب مقتولونکا
اسیرون کے سر پر رکھوا مظفّر و منصور حضور مین حاضر ہوا صبح کو غنیم نے پیچ و
تاب کھا کوہ کری گتھہ شمالی طرف ندّی کے کنارے دمدمہ وسیع باندھکر خاص مورچہ
اُسکا نام رکھا اور بڑی بڑی توپین اُسپر چڑھا گولہ زنی شروع کردی اور
چونکہ وہ دمدمہ بہت بلند تھا اور گولے اُسکے حصار مین پہنچتے تھے قلعہ کے رہنے والون
کو بہت ضرر پہنچنے لگا تب محمد علی کمیدان نے جو سرمست شراب شجاعت کا تھا
غنیم کی دلیری دیکھنے کی تاب نہ لا کر مکرّر لڑائی کی اجازت مانگی آخر کو
حضور سے رخصت پا کر تین ہزار سپاہی بار اور ایک ہزار پیادہ
کرناٹکی ہمراہ لے غنیم کے سامھنے سے دو فرسنگ کے فاصلے پر جا ندّی اُتر
شیر گرسنہ کی مانند گھنے جنگل مین گھسکر غنیم کے دمدمے کے متّصل آنکلا اور
محافظون کو اُس مقام کے یہہ کہا کہ ترک راو نے ہمکو واسطے بدل کرنے سپاہ
متعیّنہ مورچہ کے بھیجا ہی وہان کے لوگ جو بسبب متواتر پہنچنے گولون کے قلعہ
سے اپنے تئین ہر دم کام نہنگ مین مبتلا دیکھتے تھے اپنی تبدیلی کو حیات
دوبارہ سمجھہ بہت خوش ہوے اور محمد علی کمیدان نے جب تقدیر کو موافق

رہبر کے پایابی اندیشہ اُس مورچے مین داخل ہو کر ضرب سے گولیون کے اہل
مورچہ کا کام تمام کیا اور اُن تیرہ بختون کو پروانہ کی طرح جلا کر خاکستر کر دیا بعد اِس
قتل و غارت کے جب تھوڑے سے آدمی جو بچے تھے فراری ہوے کمیدان
دلاور نے بڑی توپون کو زمین مین مدفون اور چھوٹی توپون کو طرف دار الحکومت
کے روانہ کیا اِس خبر کلفت اثر کے سننے سے اگرچہ ترمک راو نے ایک
دوسری جماعہ مسلح کو واسطے کمک کے بھیجا لیکن چونکہ اقبال نے اُنھون
سے منہ موڑا تھا سبھون نے پیٹھ دکھائی اور کمیدان شجاعت توامان نے
آفتاب عالمتاب کے طلوع ہونے سے پہلے خاص مورچہ و کوچہ سلامت غنیم کے
بنائے ہوؤنکو کھدوا ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا اور پست مکانون کو آگ
لگا وہان سے معاودت کر آقاے رفیق پرور کی سعادت ملازمت حاصل کی اور
ساتھ عطیّہ خلعت فاخرہ و جواہر و اسلحہ گران بہا کے محسود اقران کا ہوا آفرین
چھوٹے بڑے کی زبان سے سنی ترمک راو وقوع سے اِس حادثے کے مظفر
ہو کر اپنے ہاتھ کو مورچہ بندی سے کوتاہ کر پنڈارون کو اپنے واسطے تاخت
تاراج کرنے ملک متعلقہ بالا گھاٹ کے حکم کیا اور آپ اپنی فوج کثیر کے
ساتھ میدان مین دامن کوہ چھتر باسی کے اقامت کی اتفاقاً دو تین
روز کے بعد ایک ایسا دن آیا جس مین ہنود اپنے مذہب کے موافق
جہان کہین دو ندی ملتی ہین وہان پر غسل کرنا نہایت حسنات سے
گنتے ہین چنانچہ روز مسعود کو ترمک راو سوار ہو کر پوربی کو ہچہ گڑی گنگھ کی
راہ سے روانہ ہوا اور اُس طرف سے نواب بہادر نے جاسوسون کی زبانی خبر
کر معہ سپاہ رزم خواہ قلعہ سے کوچ کر ہاناسندف کے قریب قیام کیا اور شاہزادہ
سکندر طالع کو معہ سواران جان نثار کے کمین گاہ مین بٹھایا تا کہ بھاگتے وقت اُن

یاجوج صفتوں کی سد راہ ہووے اور محمد علی کمیدان کو معہ غازیخان سردار پندارونکے اور دلبر خان کابلی کو ساتھ چار پلٹن صف شکن اور چار ضرب توپ کے ہراول کے طور پر آگے رخصت کیا جب ترمک راو مقام موعود پر پہنچا اپنے خواص در فقہ عمیت مچھلی کی مانند آب بازی و شناوری میں مشغول ہوا اور ایک بڑی جمعیت سپاہ کی پیچھے اسکے بے فکر و اندیشہ آہستہ آہستہ چلی آتی تھی محمد علی نے اُس سے آگے گروہ جماعت نزدیک پہنچے اعداشکنی کی یہ تدبیر کی تھی کہ توپوں اور تفنگچیوں کو ایک نہر خشک کے کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جب دیکھا کہ غنیم کی سپاہ قریب پہنچی غازیخان کو اشارہ کیا تا اُس نے ساتھ دو تین سو سوار کے سنگستان کی پناہ سے نکل فوج غنیم کا مقابلہ کیا فوج مخالف نے اس جماعت کو قلیل جان کر اُسکی طرف تاخت کی غازیخان اُن مقہوروں کو ساتھ جنگ زرگری کے کمین گاہ کے منہہ پر لاکر آپ کنارے ہو گیا کمیدان شجاعت شعار نے فی الفور کمین گاہ سے نکل سب فوج غنیم کو توپوں اور بندوقوں کی شلک میں لیا اور اُن آب کے تشنوں کو پانی سے غسل کرنے کے پہلے بطریق ناشتہ شکنی مہمانی سے گولہ تفنگ کے آسودہ کر خوابگاہ عدم میں سولایا اِس ہنگامے قیامت اثر میں تین ہاتھیوں نے فوج غنیم سے اپنے سواروں عمیت بان کے زخم کھا عدم کو سدھارے اور نشان اور نقاروں کے بھی کئی ہاتھی گولوں کی ضربوں سے پاش پاش ہو گئے جب اعدا کی جمعیت میں غازیوں کی دست برد سے اس طرح تفرقہ پڑا اُنھوں نے ہزیمت کو غنیمت سمجھا شاہزادے جوان بخت نے غازیخان کو ہمراہ لے ان بخت برگشتوں کا تعاقب کیا اور جوہر شمشیر شجاعت کا ظاہر کر کئی ہزار سپاہی کو غنیم کے نہنگ اجل کا طعمہ بنایا اور پانچ ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اسیر کر لایا ترمک راو نے اُس حال خسران مآل کو دیکھکر بھیگی

دھوتی پہنے جس سے ہنوز پانی ٹپکتا تھا ایک گھوڑے پر سوار ہو کر اس میدان
سے بھاگ موتی تالاب کے سواد میں اپنے لشکر پریشان کو پھر جمع کرنے لگا
اور نواب بہادر فتح کا شادیانہ بجاتا قلعہ مبارک میں داخل ہوا دوسرے روز
پھر جنگ قراولی در پیش ہوئی اور اسی طرح ہر روز ایک ایک جماعت
دونون طرف کی سپاہ سے میدان میں آتی اور شمشیر و خنجر کو خون سے آبدار کرتی
تھی آخر کو ترمک راو نے جب دیکھا کہ کوئی کام پیش رفت نہین جاتا ہی مقابلے
اور محاربے سے دل تنگ و دست بردار ہو کر تاخت و تاراج کرنے پر بعضے پرگنون
کے پائین گھاٹ و بالا گھاٹ مین جو نواب کے تصرّف مین تھے ارادہ کیا اس اثنا
مین زبانی ہرکارون کے اُسنے یہ سنا کر اسباب رسد کا ایک طرف سے
نائرون کے بدرقہ مین لشکر حیدری کو جاتا ہی اور سوار پیادے بھی اس
نواحی سے جمع ہو کر لشکر مین نواب بہادر کے ملتے جہین یہ امر زیادہ تر
اُسکی خاطر کا شورش افزا ہوا طوفان بلا کے مانند اس سمت کو تاخت
کی اور اس ناحیہ کو ایسا ویران و خاک سیاہ کیا کہ دانہ بلکہ گھاس بھی باقی
نہ چھوڑی مگر قلعدارون نے نمک کا پاس کر کے بروج و قلعون کی دیوارون
کے مضبوط کرنے مین ایسی ہمّت باندھی کہ ترمک راو نے ہرچند سر پٹکا اور
کاوش کی کچھ اُسکے ہاتھ نہ لگا بعد گذرنے چند روز کے جب لوٹتے ہوئے
آدمی پائین گھاٹ سے حضور مین پہنچے اور اُنھون نے زیادتیان اور بدعتین
افواج مرھٹہ کی ظاہر کر کے اپنی دادخواہی نواب بہادر نے حال پر اُن ستم
رسیدون کے ترحّم فرما کر ارادہ کیا کہ خود بنفس نفیس واسطے مقابلہ ترمک
راو کے سوار ہو مگر محمد علی کمیدان نے جو فدوی جان نثار تھا یہ عرض کی کہ اِن دنون
مین اِس دولت خداداد کے بہت دشمن کمین مین ہین خود بدولت کا دارالحکومت

سے دور جانا قرین صواب نہین ہی مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
شاہزادے جوان بخت کو رخصت فرمائین یہ خانہ زاد اُسکی رکاب
سعادت مین حاضر رہکر بجالانے مین شرایط جان نثاری و مراتب حق گزاری
کے قصور نہ کریگا نواب بہادر نے اُسکی عرض کو درجہ اجابت و پذیرائی عطا
کرکے شاہزادے کو آٹھ ہزار سوار جوشن پوش تند خروش اور بائیس
ضرب توپ کے ساتھ اُس طرف کو رخصت فرمایا اور محمد علی کمیدان ــ
ساتھ جمعیت چار ہزار سپاہی بار اور دو ہزار پیادہ کرناٹکی اور چھہ ضرب توپ
کے بعد کوچ فرمانے شاہزادے کے کوچ کرمبر رائے کوٹہ مین سعادت
ملازمت شاہزادۂ بلند اقبال کی حاصل کی اور باہم مشورت کرکے شاہزادے
بلند بخت نے میدان کاویری مین خیام اقبال نصب کروائے اور کمیدان بہادر نے
کشن گری کو اپنا محل اقامت مقرّر کیا اِس اثنا مین زبانی جاسوسون کے یہ معلوم ہو
کہ قریب پانچ ہزار سوار لشکر غنیم سے بموجب حکم ترمک راو کے مال مغروقہ
کو جو بالاگھاٹ و پائین گھاٹ مین پایا تھا معہ اور اسباب و اموال اور بہت خزانے
کے جو جنگ چرکولی مین لشکریون سے نواب بہادر کے غنیم کے قبضے تصرّف
مین آیا تھا پونان کولئے جاتے ہین اور ساہوکار لشکر ترمک راو کے بھی نقود و
جواہر جمیت اُس جماعت کے ساتھ ہین اِس نوید کے سنتے ہی کمیدان شجاعت
دثار نے پانسو جوان بار اور ایک ہزار پیادے کو ساتھ لے کنکڈی کی راہ
سے جہان کا راجہ نواب بہادر کے فدویان راسخ الاعتقاد کے زمرے مین
داخل تھا رات کے وقت صحراؤن کو طی کر معبر بیل ہلّی سے عبور کرکے
شارع عام پر کرن باٹ کے ایک پہاڑ کے دامن مین جا اقامت کی اور دریا کے
کنارے اُس معبر پر جہان کا حاکم ظاہر مین تو نوکر محمد علی خان کا اور باطن مین حلقہ بگوش

نواب بہادر کا تھا ایک گروہ بہادران جان نثار کو تعین کیا اور وہ جماعت بے
مزاحمت نگاہبانانِ معبر دروازے کی راہ سے جو معبر کی طرف تھا گذر کرکے
اُن برجون کے کمین مین جو سابق سے طیّار تھے جابیٹھے دوسرے روز جمعیّت غنیم کی
ساتھ کئی گلے بیلون قاطرون اور رخیل گھوڑون اور قطار شترون کے بھرے ہوئے
مالون کے اُس معبر کو پہنچے جہان محمد علی کمیدان کی کمین گاہ تھی گذری کمیدان
نے جب معلوم کیا کہ وہ گروہ اپنے پانون سے نہنگ اجل کے کام مین آئی اُسنے
پاسبانون کو معبر کے یہ کہلا بھیجا کہ وے معبر پر سدّ راہ ہو راہ کو تنگ کرکے
غنیم کے قافلے کو تباہ کرین جب قافلہ مرھٹون کا سب مجتمع ہو کر معبر کی طرف متوجہ
ہوا فوج ہراول نے آگے سے اور کمیدان نے پیچھے سے ان سب کو گھیر کر بندوقون
کی شلّک سے اُنکے سینہ پر کینہ کو ایسا مشبک کیا کہ مرغ روح نے قفس تن سے پرواز
کی منصبدارون نے سپاہ غنیم کے جب راہ عافیت کی دیدۂ مور سے تنگ تر
دیکھی اپنے مین تاب سر پنجہ شیران فیل شکار کی نپا کر پہاڑ کے درون مین
جا گھسے پر اُن ہزیمت نصیبونکو ہر قدم پر ادبار کی خاک سر پر ڈالی گئی کمیدان شجاعت
نشان نے بعد بہت خونریزی کے فراریونکا تعاقب چھوڑ کر سب نقد و جنس و مواشی
اور گھوڑے اونٹ اور بہت سے اسیرون کو اپنے قبضے اختیار مین لاکر
معبر کی قریب ایک میدان وسیع فرح افزا مین عزم اُترنے کا کیا اِس درمیان
مین ایک جماعت سپاہ غنیم سے جو آہستہ آہستہ سب کے پیچھے آتی تھی
متّصل پہنچ کر جب تباہی اپنی جمعیّت کی اور تمام مال لُٹا دیکھا متحیّر ہو کر حسرت
سے اپنا ہاتھ کاٹنے لگی اور حیرت سے اُنگلی دانتون مین دبانے اور کمیدان کی
جمعیّت کو چشم ظاہر بین سے کم دیکھکر یکبارگی باگ اُٹھا کر لڑنے لگی محمد علی
کمیدان نے بیخوف و بیم ایک جماعت کو واسطے اسباب مال کی محافظت

Seeing the outside -

سے وہان چھوڑ کر ایک خار بست کی پناہ سے جو وہان تھا نکلکر صرصر سے بندوقوا
کی شلّک کے قریب تین سو جوان کو سوارون سے مانند برگ خزان کے
گرا دیئے بعد فتح و فیروزی کے کمیدان رستم دل نے سب نقد و جنس لوٹ
ہوئی کو لدوا کر بڑی دلجمعی سے کشنگری مین پہنچ کر کمر کھولی جب یہ سانحہ
ہوش ربا ترک راو کے کان مین پہنچا خبر عبور کرنے محمد علی غازی کی کرن پات کے
معبر سے جو صوبہ آرکات سے متعلّق ہی اور مزاحم نہ ہونا وہان کے محافظون کا معلوم
کر کے غریق لجّہ تفکّر کا ہوا اور یہ سوچا کہ اگر نواب محمد علی خان بھی ساتھ نواب بہادر
کے ایکدل و متّفق ہو جائیگا تو بہت مشکل ہوگی اور پھر یہ عقدہ ناخن تدبیر سے
کسی طرح نہ کھل سکیگا اِس گمان پر فی الفور وہان سے بطور ایلغار کے پتور کے
گھاٹ سے عبور کر قصبہ اوتال گیر کے متّصل آ ڈیرا کیا محمد علی کمیدان نے
غنیم کے چلے جانے کی خبر پا کر ایک قاصد سریع السیر کے ہاتھ حضور مین
شاہزادے سکندر فر کے یہ حال لکھ بھیجا شاہزادے نے اِس خبر کے دریافت
ہوتے ہی سب اسباب زائد و احمال و اثقال سریرنگپٹن کو روانہ فرمایا اور خود
چار ہزار جرّہ سوار سے پاشنہ کوب قضاے مبرم کے مانند لشکر پر غنیم
کے تاخت کی یغما گران لشکر غنیم نے دھرم پوری کے اطراف مین شور محشر
اُٹھا رکھا تھا اور کئی موضع لوٹ کر گھاس لکڑی اور اموال منہوبہ گھوڑون پر بار
کر رہے تھے شاہزادے نے اعدا کے مغالطہ دینے کو خود بھی ایک موضع کو لوٹنا شروع
کر دیا اور حکمت عملی سے گھاس لکڑی جمع کرنے فرمایا غنیم غافل اونٹ ہاتھی
گھوڑون پر اشیای منہوبہ بار کر چلے شاہزادے غضنفر فر نے سب لکڑی گھاس
گھوڑونکی پشت پر سے زمین پر ڈلوا اُن مقہورونکی جمعیّت پر پہنچکر گولیونکا
مینہ برسایا تلوارون کی برق سے دریا خون کا بہایا لشکر غنیم کے سوارون نے

اس حملهٔ جان ستان کی تاب نلا سب اجناس منفردہ کو وہین چھوڑ تباہ و
پریشان اپنی لشکرگاہ کی طرف بھاگے تب شاہزادے نے چار ہزار گھوڑے
اور سیکڑون بیل اور شتر توشک خانہ نرنگ راو کے اجناس
نفیسہ سے بھرے ہوئے جو اثنائے راہ مین ہاتھ لگے اور بیس ہاتھی لوٹ
کرماکڑی درگ کے صحرا کی طرف شبرنگ جہان پیما کی باگ پھیری
نرنگ راو نے تاسّف سے پشت دست کاٹتے اور کاویری پٹن کے سواد
مین خیمہ کیا اُسی رات کو محمد علی کمیدان نے نزدیک پہنچنے سے لشکر غنیم
کے خبر پا کر اپنی جمعیّت ساتھ لے شبخون مارنے کے ارادے پر تاخت کی
لیکن چونکہ اُن بسترمدہوشی کے سونے والونکی حیات مین چند نفس اور
باقی تھے اُس گھنے جنگل دامن کوہ سے نکلنے مین لشکر اسلام کو اس قدر دیر
لگی کہ صبح ہو گئی تب اُس رستم دل نے جنگل سے نکلنا اپنا خلاف مصلحت
وقت دیکھکر دامن کوہ گنگن گڑہ مین اقامت کی نرنگ راو تو حال نزول سے
اس آفت آسمانی کے واقف نہ تھا اُس روز اُسی مقام مین رہا جب شام
ہوئی اور عرصهٔ آفاق کا بخت غنیم کے مانند سیاہ ہوا کمیدان شجاعت توامان
نے اپنی جمعیّت ساتھ جنگل سے نکل کر دشمن کی فوج میمنہ پر حملہ کیا بندوقونکی
شلکون سے اس اندھیری رات مین گولیون کے ستارے نمایان ہوئے
اور شور یوم النشور کا عیان کمیدان نے ہزارون آدمی کو مجروح و بیروح کر غنیم
کے توشک خانہ کو تصرّف مین لا لشکر اسلام کے اسیرونکو جو چرکولی کی
لڑائی مین دشمنون کے پنجے مین پھنس گئے تھے قید سے نکالا اور اہل خیمہ
کو لوٹ خیمون اور غنیم کے لشکر کے علمونکو آگ لگا دی پان سی گھوڑے
چھہ ہاتھی بڑے بڑے گیارہ شتر خزانے سے بھرے ہوئے قبضے مین لا اور وہان سے

کوچ کر وقت طلوع ہوتے آفتاب عالمتاب کے صحیح و سالم دامن کوہستانکی
راہ سے راسے کوتہ مین داخل ہو مجروحونکو تیمارداری اور بہادرونکو کھانے پینے کی
فرصت دیکر دو پہر رات کو وہانسے کوچ کر کے انی گل مین پہنچا ترمک راوا پنے سپاہیونکی
تباہی کے باعث نہ توپونان مین جا کر منہہ دیکھا سکتا تھا اور نہ لڑکر بہادران غازی
سے عہدہ برہو سکتا پر اس جہت سے کہ سرداری کا نام اجل موعود کی مانند
اُسکا گریبان گیر ہوا تھا پھر اپنی فوج ہراول کو محمد علی کے تعاقب مین روانہ
کیا اور خود بھی اپنی لشکر سمیت وہان سے روانہ ہوا جب محمد علی کمیدان انی گل
سے کوچ کر کے خان خان ہلّی مین پہنچا تمام فوج غنیم کی نمایان ہوئی اور کمیدان
شجاعت نشان کو نرغے مین ڈال نکلنے کی چارون طرف سے راہ بند کی محمد علی
نے تب تبری چوکسی و ہوشیاری سے ایک چھوٹے قلعہ مین جو دشمن کے
دل سے بھی زیادہ ویران تھا پناہ لی افواج غنیم نے اُسے تنگ محاصرے مین
مبتلا کیا جب محمد علی کمیدان کے نکلنے کی راہ سب طرف سے بند کی وہ اطمینان
خاطر کے ساتھ تمام دن وہین رہا اور جب رات ہوئی دشمن کو بھلاوا دینے کے
لئے پھٹے پرانے کپڑے اُس قلعہ کے برجون دیوارون کنگرون پر لا کا لکڑی گھاس
بہت سی جابجا انبار کر اُن مین آگ لگا وہان سے روانہ ہوا اور قلعہ کے پیچھے
گھنے جنگل مین گھُس کر لشکر اعدا کی پشت پر جا علم بلند کیا فوج غنیم نے آگ کی
روشنی مین سفید کپڑون کے ہلنے کو دور سے دیکھکر یقین کیا کہ محمد علی ہنوز
حصار کے درمیان ہی اور کا علی الصباح اُسے زندہ پکڑ لینگے چنانچہ اس خیال
خام مین فراغت سے اپنے کھانے پینے کی فکر مین لگ رہے تھے کہ اچانک محمد علی
کمیدان شیر ژیان کے مانند آپڑا اور اُنھین بڑے تہلکے و پریشانی مین ڈالا اِس
اثنا مین پانچ چھہ ہزار سوار فوج مخالف کے جان سے ہاتھہ دھو کمیدان شجاعت نشان

اور میدان مین اپنے گھیر لیا محمد علی نے کئی توپون مین جو لشکر غنیم سے چھین لی
تھین چھرا بھر کر اُس گروہ شقاوت پژوہ پر ایسا مارا کہ ہزارون آدمی کو خاک
و خون مین لٹا دیا ہرچند غنیم کے سپاہیان رزم آزما نے بھی اُس اندھیری رات
مین جو روز محشر کا نمونہ تھا جانفشانی اور عرقریزی مین کسی طرح قصور نہ کیا اور
محمد علی کے پانچ چھ سو سپاہی کو ہلاک اور زخمی کیا مگر چونکہ عقدہ بربستہ قضا ناخن
ربیر سے کھل نہین سکتا آخرکار بقیۃ السیف فوج غنیم کے بھاگ نکلے محمد علی
لمیدان نے فتح پائی سب مال و اسباب غنیمت لیکر صحیح سالم پٹن مین شرف
حضور سے نواب بہادر کے آنکھون کو نورانی اور خلعت زرنگار و لآلی آبدار
سے آفرین و تحسین کے اپنے اسباب افتخار کو دوبالا کیا ترمک راو نے فوج
ہراول کے شکست پانے سے دلشکستہ ہو وہان سے کوچ کیا اور میل کوٹہ کی
طرف جا کر اقامت کی جب خبر کوچ کی ترمک راو کے حضور مین پہنچی باقتضای
راے صواب نما اُسے زیادہ خرابی ملک اور تباہی رعایا کی جو ودیعت الٰہی اور رفاہیت
اُنکی موجب زیادتی خزانے کی ہی گوارا نہ فرما کر ایک وکیل کاردان کو ترمک راو
کے پاس روانہ کیا تا وہ ایک مفرح تلخ و شیرین باتون سے ترکیب دیکر
اُسکو چکھاوے اور اُسکے دماغ کا تنقیہ مواد سوداوی سے عمل مین لاوے اور
مالیخولیاے تسلط ملک بالاگھات کے بوسیلہ نوشدارو ے پند و نصیحت
اصلاح پر لاوے سفیر دانا نے ترمک راو کے پاس پہنچکر ہرچند چاہا کہ طبیب
مشفق کے مانند اول رفق و مدارا کا منضج کام مین لاوے اور تب تنقیہ کامل مغز
فلوس و شربت دینار سے مواد فاسد کو اخراج کرے ولیکن چون اس مریض
کے خون نے بہ سبب ہیجان مواد سوداوی کے احتراق پایا تھا اور بہ سبب زیادہ
کھانے غذاے ردی الکیموس مال رعایاے بیچارہ کے علت جوع البقر کی اُسسن

مین پیدا ہو گئی تھی یہہ معالجہ موثر و مفید نہوا چنانچہ اُسنے جہل مرکب سے وکیل سے
آپکو جس مین اُسکا اصلاح حال تھا نواب بہادر کی عاجزی و درماندگی پر حمل
کرکے نخوت واستکبار کے کلمے جیسے کوئی ہذیان اور حالت بحران مین بکتا ہے
زبان پر لاکر وکیل کو حکم حاضر باشی کا دیا اور بعد تھوڑے سے ہی دنون کے بعزیمت
تاخت و تاراج ملک بدنور جو ہر طرح کی ناز و نعمت سے معمور تھا اُس طرف کا
پیش خیمہ نکلوایا وکیل کارشناس جب اُسکی عزیمت پر آگاہ ہوا صورت
واقعہ کو حضور مین عرض کی نواب بہادر نے اِس خبر کو سنکر اپنے امیرون کے
ساتھ مشورت کی اور آخرکار یہہ مہم بھی محمد علی کمیدان کو مفوض ہوئی اِس بہادر
میدان جنگ نے ساتھ رضا و رغبت کے اِس کارزار پر مستعد و آمادہ ہوا تب
نواب فیروز طالع نے کمیدان موصوف کو معہ چھہ ہزار بندوقچی علم انداز اور
بارہ ہزار سوار اصطبل خاصہ کے چنے ہوئے اور بیس ضرب توپ دشمن کوب واسطے
ڈھانے قصر شوکت غنیم کے رخصت فرمایا کمیدان کاردان پر یاپٹن کی راہ سے
کوڑک کے معبر پر پہنچا کوڑگ کے راجہ نے جو اُن دنون مرھٹون کے تسلط
کے باعث طوق اِطاعت نواب بہادر کا اپنی گردن سے نکال غنیم کے ہواخواہون کے
زمرے مین منسلک ہو گیا تھا اِس معبر پر ساتھ تیر و تفنگ کے اِنسداد طریق مین
کوشش کی اور مانع ہوا محمد علی نے جو عقل کامل اور شجاعت مجسم تھا کلیات
کو چھوڑ کر جزئیات کی طرف متوجہ ہونا خلاف عقل صواب اندیش سمجھکر انتقام
لینا اِس راجہ سے دوسرے وقت پر موقوف رکھ منزل مقصود کو روانہ ہوا
بہ سبب زیادتی احمال و اثقال اور تنگی راہ اور انبوہی درختان صحرائی کے
گذار توپخانے کا وہان سے مشکل و متعذر دیکھ کر فقط چار پلٹن سپاہی اور
بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے باقی فوج معہ توپخانہ اِسد خان کمیدان و جہان خان

رسالہ دار کے ساتھ حضور حیدری مین روانہ کیا اور خود اپنی جمعیّت کے ساتھ
مقابل فوج غنیم کے پہنچکر پیچھے ایک پہاڑی کے ایک زمین بلند پر لوائے
اقامت باند کیا ترنک راو نے جب روانہ ہونے سے توپخانے و بنگاہ محمد علی کمیدان
کی خبر طرف سریرنگپٹن کے پائی ایک ٹولی کو اپنے لشکر سے واسطے چھین
لانے توپخانے کے روانہ کیا علی الصّباح کمیدان شجاع کے دیدبانون نے جو
پہاڑ پر سے ہر طرف نظر کر رہے تھے اُسے خبر دی کہ ایک جماعت سوارون کی
لشکر غنیم مین سے جس طرف کو توپخانہ گیا ہی جاتی ہی کمیدان باشعور نے
فی الفور اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ بندوقین بھر کر ہوا مین سر کرین تا فوج غنیم
کی ہمارے یہان رہنے سے خبردار ہو کر اِس طرف متوجّہ ہو چونکہ تقدیر موافق
تدبیر کے تھی بندوقون کی آواز سنتے ہی غنیم کے سوارون نے آتش خانہ کی
جانب سے دل سرد ہو کر بندوقون کی آواز کی طرف باگ پھیری اور محمد علی
کمیدان اُنکے آنے سے پہلے ہی ایک فکر معقول کرچار ہزار سپاہیون کو ایک
ایسی نشیب زمین مین کہ چشم بد غنیم سے محفوظ و مصئون تھی کمین مین بٹھا کر خود
اپنے سوارون کے ساتھ آہستہ آہستہ صحرا کی طرف چلا اِس اثنا مین ترنک راو
آپ میدان مین پہنچا چونکہ محمد علی کے مارے جانے کو اپنی فتح کا باعث جانتا تھا ساتھ
ہزار سوار کو حکم دیا کہ جسطرح ہوسکے محمد علی کمیدان کا سر تن سے جدا کرین یا اگر ہاتھ
لگے تو زندہ پکڑ لاوین فوج مخالف جان سے ہاتھ دھو کشش قضا سے عنان گسستہ
اُس کمینگاہ پر پہنچی صیّادان خونریز نے جب اُنھین دامگاہ مین پہنچا پایا کمال
چابکی سے ایسی باڑھ ماری کہ گنبذ فلک دھوئوں سے بھرا اور ملک الموت کا دم
جانون کے اژدحام سے بند ہو گیا؛

نظم

ہوا موتکا وان پہ بازار گرم ۔۔۔ دلونمین نہ رحم اور آنکھونمین شرم
برستی تھین یون گولیان اُسگھڑی ۔۔۔ کہ بھادون کی جسطرح برسے جھڑی
چلا خونسے بہ ایک دریا شتاب ۔۔۔ پڑے بہتے سر جسمین تھے جون حباب
ہوا تیر سینے سے اِس طرح پار ۔۔۔ کہ عاشقکے دل سے ہو مژگان یار
زرہ خونمین ڈوبے تھے یون سر بسر ۔۔۔ کہ جون موج سرخاب آوے نظر
بس و پیش پرّان تھے تیر اسطرح ۔۔۔ کلنگین ہوا مین اُڑین جسطرح
چلے بان اور تیر پھر اُسکے بعد ۔۔۔ گرجنے لگی توپ مانند رعد
گرے چھرّونسے یون ہزارون جوان ۔۔۔ کہ ہون برگ ریزان بباد خزان

جس دم کہ سپاہیون نے اعدا کے سر پر ہنگامہ قیامت برپا کیا محمد علی کمیدان دو ہزار سوار سے جلو ریز صحرا کے کنارے سے وہان پہنچا غنیم کے لشکریون نے جب اپنے تئین نہنگ موت کے منہ مین دیکھا جان بچانے کو غنیمت سمجھکر بھاگ نکلے تب ترمک راو نے توپخانہ آگے لیکر میدان مین پہنچا اور کمال افروختہ ہو کر توپون کی شلّک کو حکم دیا گولندازون نے بڑی بڑی توپین لشکر اسلام کے مقابل لا دفعۃً گولون کے اولے برسائے صدمہ عظیم لشکر ظفر پیکر کو پہنچ دیڑھ سو بہادر گولون کی ضرب سے شہید ہوئے محمد علی چونکہ توپین اپنے ساتھ نہ رکھتا تھا اپنے سپاہیون کو یہہ حکم دیا کہ مقتولونکی لاشون سے ایک دیوار کی صورت چن اُسکی پناہ مین بندوقون کی باڑھین مارتے رہین اور خود با کمال خشوع وخضوع درگاہ الٰہی سے دریوزہ حمایت کا کیا عنایت ایزدی اُسکے ایسی شامل حال ہوئی کہ پھر کسیطرح کا ضرر غازیون کو نہ پہنچا اگرچہ گولندازون نے گولے مارنے مین کچھ قصور نہ کیا الغرض شام تک یہہ حال رہا اور مرھٹونکی سپاہ سے باوجود

کثرت و انبوہ کے کچھ بن نہ آیا اور بتائید ایزدی محمد علی کے سپاہیونکی بندوقونکی
باڑھ سے ہر بار سیکڑون اعدا عدم کو سدھارنے تھے جب شام ہوئی
نرمک راو نے وہان سے معہ توپخانہ مراجعت کرا پنی لشکرگاہ کو جو وہان سے تین
کوس پر تھی گیا بعد اُسکے محمد علی نے اس سبب کہ تمام دن بھوکھارہ ابردی
مردانگی کی نگاہ رکھی تھی اپنا رہنا اُس مقام پر صلاح وقت نہ دیکھکر مجروح سپاہیون
کو جو وہان سے چل نسکے اُسی میدان مین چھوڑا اور اُنکی تسلّی کے لئے یہہ ظاہر
کیا کہ ہم استارہ کی آبادی مین راتی رات پہنچ کر تمہاری سواری کے لئے ڈولیان
بھیجتے ہین تب سب پیادے اور سوارون کو ساتھ لے بسرعت تمام میسور
کو گیا اگرچہ ایک ٹولی غنیم کے طلایہ کی گردپھر رہی تھی اندھیری رات مین
اُس سے مزاحم نہوسکی اور محمد علی بے مزاحمت اعدا کے قلعہ میسور مین داخل
ہوا صبح ہوتی ہی نرمک راو میدان جنگ مین آیا جب کسی کو افواج اسلام
سے وہان نہ پایا زبانی مجروحون کے خبر کوچ کی طرف استارہ کے سن
اُس طرف دوڑ آیا ری اُسی روز اقبال کی مدد سے یہہ طرفہ ماجرا وقوع مین آیا کہ
سلطان فیروزبخت نے صحرائے ماکڑی سے چھہ ہزار سوار خنجر گذار اور تین
ہزار پیادے خونخوار کے ساتھہ غنیم کی رسد کے قافلے پر جو سات ہزار سوار
دس ہزار پیادے کی جمعیّت سے معہ اٹھتیس ہاتھی اور کئی شترخزانے اور
اسباب سے بھرے ہوے اور سیکڑون بیل گوے بارود کے راے پٹن
کی ندّی کے قریب پہنچ کر اُترا ہوا تھا اور بہت سودا گر مالدار بھی
معہ اجناس گران بہا اُس بدرقہ کو اپنا حامی و مددگار سمجھکر اُسکے ساتھہ ہو لئے تھے
شب خون مارا اور ضرب شمشیر آبدار و خنجر جوشن گذار سے بہتون کو اُس
گروہ سے جو بیہوش سوتے تھے کھیرے اور ککڑی کی مانند کاٹ ڈالا ایک متنفّس

بھی فوج اعدا مین سے زندہ باقی نہ رہا آخرکار شاہزادہ والا مرتبت نے بعد قتل عام
کے سب نقد و جنس غنیمت سرینگپتن کو روانہ فرمایا اور خود نگر کی طرف متوجہ
ہوا جب یہہ خبر ترمک راو کو پہنچی تب نہایت متحیر ہوا کہ کیا کرے ہنوز یہہ زخم اُسکا
ملتئم نہوا تھا کہ فلک نے نمک تازہ اُسکے زخم پر چھڑکا کہ پونان سے یہہ خبر اُسوقت
اُسکو پہنچی کہ نراین راو پیشوا اُسکا بھانجا جو جماعہ مرہٹہ مین بڑا سردار تھا
اپنے چچا رگھناتھ راو کے ظلم سے مارا گیا اور رگھناتھ عرف راگھو نے اپنے
کام کی درستی کے لیے نراین راو کے قدیم امیرونکو شکنجے مین عذاب کے
کھینچ رکھا ہی یہہ خبر سنتے ہی ترمک راو کا رنگ اُڑ گیا اور دہشت و حیرت
اُسپر مستولی ہوئی ناچار مجبور ہوکر بوسیلہ وکیلانِ نواب بہادر جنھین
اپنے پاس حاضر رہنے کا حکم دیا تھا صلح کا طالب ہوا اور حرف مطالبہ زر خسارت
جو اِس سفر سراسر خطر مین اُسنے اُٹھایا تھا زبان پر لایا بعد ایک ہفتے کے
حضور سے نواب کے اِس مضمون پر جواب پہنچا کہ جو کچھ مال تھا چرکولی کی
لڑائی مین تمہارا اپنے گھر اِس سے آگے داخل ہو چکا اور تمہاری تعدّی سے
تمام ملک پایمال ہو گیا ہی بالفعل صلاح یہی ہی کہ تم پہلے مال لئے ہوئے پر
قانع ہو اور انتفاع صلح حال کا زمانے استقبال پر منحصر رکھکر خیر و عافیت
سے پونان کی طرف پھر جاؤ آخرکار بعد بہت سعی اور قدح کے دو لاکھ
روپیہ پر معاملہ رفع پایا؛

قرار پانا صلح کا درمیان نواب نظام علیخان ناظم حیدر آباد اور صاحبان عالیشان انگریز کے اور وقوع مین آنا متواتر جنگونکا درمیان نواب حیدر علی خان بہادر اور صاحبان عالیشان کے اور آخرکار رفع ہونا نزاع کا

جب نواب نظام علی خان نے ساتھ صاحبان عالیشان کے عہد آشتی و صلح کو درمیان مین لا ملک سیکاکول اور راج بندری جکا مداخل تیس لاکھ روپیا تھا اُنکے حوالے کیا دو مہینے تک جنگ وجدال موقوف رہی بعد ازان جنریل اسمتھ بہادر نے موافق فرمانے ناظم حیدر آباد کے عزم تسخیر ملک بالاگھات کا مصمم فرما فوجین جمع کین اور نواب محمد علی خان کو بھی ساتھ لیکر انبور گڑھ سے آگے کوچ کیا نواب بہادر نے اپنی سپاہ کو توپخانہ انگریزی سے ضایع کرنا مصالح کشورگیری سے دور سمجھکر قابو اور فرصت کا منتظر رہا اور سب احمال و اثقال اور اہل بنگاہ کو انیگل و ماکڑی کو روانہ فرما سواران خونخوار اور سپاہیان بار اور کرناٹکی پیادون کو اپنے ساتھ رکھا جس وقت قابو پاتا بھیر و بنگاہ کو انگریز کے تاراج و غارت کرتا تھا اِس اثنا مین ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ متھر نگر کی طرف سے بڑی رسد معہ مواشی ساتھ بدرقے دو ہزار سپاہی اور ایک پلٹن انگریزی اور چار سو سوار اور دو ضرب توپ کے انگریز بہادر کی لشکر کو جاتی ہی نواب بہادر نے فی الفور سوارون کے رسالونکو ساتھ لے اُسطرف کو تاخت کی اور یکایک شیر ژیان کے مانند جنگل و پہاڑ کی پناہ سے نکل کر بدرقے کی جمعیت کو پریشان اور سب اسباب رسد اور مواشی کو قبضے مین لا کر سالم و غانم مراجعت کی سردار انگریز بہادر نے ترپاتور کی نواح مین مقام کر کے

فوج جدید اور اذوقہ لشکر کا مدراس سے طلب فرمایا بعد چند روز نواب بہادر
کی حضور مین یہ خبر پہنچی کہ فوج انگریزی نے بنبئی سے ایلغار کرکے کوڑیال بندر کو
لے لیا اور قریب ہی کہ نواح نگر بھی اُنکے قبضے تصرّف مین آوے اُنھین دنون
عامل کو مُنبا تور و کالیکوٹ کی عرضی سے یہ معلوم ہوا کہ تین پلٹن انگریزی سپاہ
کی اور چار ہزار مرد جنگی رام راجہ حاکم ملیبار کے اُس نواح کے محالات کی
تسخیر کا ارادہ رکھتے ہین نواب بہادر نے اِس خبر سے کسی طرح کا اندیشہ
خاطر مین راہ نہ دیا اور ایزد بیہمال کے فضل پر تکیہ کر شاہزادہ ٹیپو سلطان کو معہ
جمعیت دو ہزار اسوار خونخوار و چار ہزار سپاہی و ایک ہزار پیادے کرناٹکی
نگر کی طرف رخصت فرمایا اور ہیبت جنگ بخشی کو چار ہزار سوار سے واسطے
مقابلے راجہ اور حفاظت ملک کے کو مُنبا تور و کالیکوٹ کی طرف روانہ کیا جب
شاہزادہ جوان بخت کوڑیال بندر مین پہنچا معلوم ہوا کہ جنریل لشکر انگریزی
کا قلعہ کو مستحکم اور اذوقہ و اسباب جنگ ذخیرہ کرکے جنگ کرنیکو مستعد
ہی شاہزادہ دہ بردل نے اِس قدر جماعت سے جو ہمراہ تھی محاصرہ و فتح کرنا قلعہ
کا متعذّر دیکھکر ایک قطعہ عرضداشت مین مفصّل حال اُسکا حضور انور مین ابلاغ
کیا نواب بہادر نے اِنتظام کو اُس نواحی کے تمام متصدون پر ترجیح دیکر چار
ہزار تفنگچی قادر انداز و دو ہزار سوار منتخب اور چودہ ضرب توپ ساتھ
لے اور باقی لشکر میر علی رضا خان و محمد علی کمیدان کے ذمّے مین چھوڑ برق
و باد سے بھی جلد تر ایک ہفتے مین مسافت بعید کو طی فرما قلعہ نگر مین داخل ہوا
اور دو ہفتے کے عرصے مین آٹھ ہزار بندوق جو بین آبنوسی طیّار کروا آٹھ ہزار آدمی
فراہم کرکے اُنھین وہ بندوقین دین اور رنگ برنگ کے علم نمود و شکوہ کے
لیئے اُن کے ساتھ دے کوڑیال بندر کی طرف نہضت فرمایا منزل مقصود مین

پہنچتے ہی انگریزی دمدمون کے مقابل جو قلعہ کے گرد باندھا تھا نزول کیا اور شاہزادے
نے موافق حکم حیدری ایک دمدمے پر حملہ رستمانہ کر وہان کے محافظون کو بعد
کشش وکوشش کے مقہور کیا سرداران انگریز بہادر نے سپاہ آہنوسی بند وقونکی
دور سے دیکھ بھاری فوج سمجھکر اُنکو عزم سے دور جانا اور اپنے سب باہر کے
لوگون کو جمع کر قلعہ کی طرف چلا اُسوقت دو سپاہی لشکر انگریزی سے بھاگ کر
حضور مین شاہزادے کے پہنچے اور وہان کا سارا حال عرض کر دیا شاہزادہ قبل داخل ہونے
فوج انگریزی کے قلعے مین ایک رسالہ سوارون کا ساتھ لیکر باگ اُٹھا قلعے مین
داخل ہو گیا قلعہ کے محافظون کو تہ تیغ کیا نواب بہادر بھی اِس خبر کو سنتے ہی
جلد شاہزادے کی مدد کو پہنچ تیر وبان و گولہ کا مینہ برسانا شروع کر دیا
بہت سے اعدا اٹھکانے لگے جو باقی بچے سو قلعہ مین پہنچنے سے مایوس ہو کر ساحل
دریا کی طرف سدھارے اگرچہ اِس گروہ مین سے بہت لوگون کی حیات
کی کشتی فنا کے بھنور مین ڈوب گئی مگر سردار انگریز بہادر نے چابکی و چستی کی
راہ سے جہاز پر جو وہان موجود تھا سوار ہو اقامت کا لنگر اُس ملک سے اُٹھا بندر
بمبئی کی طرف پال اُڑائی تب نواب ہمایون بخت نے بھاری تھانہ قلعہ مین
بٹھا کر بعد ڈیڑھ مہینے کے معہ شاہزادہ سواد بنگلور مین علم اقبال بلند فرمایا
اور اِس عرصے مین جنریل و کرنیل بہادر نے یاوری اقبال سے
قلعہ وانم باڑی و ترپاتور و کنگن گڑھ و چکدیو کو بڑی جوانمردی سے مفتوح کر بعد
چند روز کے قلعے دھرم پوری کو محاصرہ کیا پایندہ خان رسالہ دار نے جو تھانہ دار
اُس مقام کا تھا داد جوانمردی کی دی آخر کو شربت شہادت پیا صاحبان
عالیشان نے اُس قلعے کو بھی مسخر کر عبد الرشید خان کو جو نواب محمد علی خان
کا دیوان تھا واسطے انتظام بارامحال کے متعین فرما کر قلعہ ہوڑ وباسنی

ومورڈاکرو کولار و دھکوٹہ کو بھی فتح کرلیا اور نواب محمد علی خان خود کولار مین
اقامت کر مرارراو و حاکم گنی کو اپنی اعانت کے لیئے طلب کیا جب وہ آیا تب
اُس نواح کے نظم و نسق مین مشغول ہوا اِس عرصے مین نواب
بہادر بنگلور سے کوچ فرما اُس لشکر سے جو سر کردگی مین میر علی رضا
خان وغیرہ سرداروں کے چھوڑ گیا تھا جا ملا اور جنریل بہادر نے معہ
مرارراو کے جو فوج جدید اپنے ساتھ لایا تھا نرسی پور کے سواد مین
علم شوکت بلند کیا نواب بہادر نے قابو پاکر ایک شب کو مرارراو کے
لشکر پر شبخون مار بہت سے لوگوں کو اُسکے مجروح و بیروح کیا مرارراو
نے زخم شدید کھا معالجے کے حیلے کو اپنی نجات کا وسیلہ سمجھ عار فرار کو گوارا
کیا تب تو فوج حیدری نے اُس خوان یغما پر فراغ خاطر سے تصرّف کا ہاتھ
بڑھایا اُس ہنگامۂ محشر آشوب مین تھوڑے آدمی لشکر انگریز بہادر سے
اور بہت سوار نواب محمد علی خان کے مارے پڑے بعد اِس زد و کشت کے
جب نواب بہادر ھسکوٹہ کی طرف متوجّہ ہوا صاحبان انگریز بہادر باڑھ مارتے
ہوئے اُس طرف کو چلے اور بڑے استقلال سے مسافت طی کرکے ھسکوٹہ
کی پورب طرف میدان مین لوائے شوکت بلند کیا محمد علی خان بہ سبب مار دھاڑ اور
دوڑ دھوپ لشکر قیامت اثر حیدری کے اور صحرا نوردی کے مصائب و
متاعب اُٹھانے سے عاجز ہوا اپنے تئین بیمار بنا مدراس مین چلا گیا اور اپنے دیوان
کو بھی نہنگ اجل کے منہ سے بچانا صلاح دیکھ بار احمال مے اپنے پاس بلا لیا
اِس بیچ مین محافظان اطراف ترچناپلی کے عریضے سے نواب بہادر کو یہہ معلوم
ہوا کہ فوج انگریزی نے ڈنڈیگال و کوئمباتور و بالا گھات داھروڑ و دھاراپور
کو مسخّر کرلیا اور اب یہہ قصد رکھتی ہی کہ بعد پہنچنے سامان رسد اور توپون

سے کہ جو اُس طرف ترناملی و مدھرا و ترچناپلی کے پہنچکر قلعہ مین کرّوڑ کے جمع ہوا ہی کیچل ھتی کے معبر سے اُتر کر میسور و سرِ برنگپٹن کے نواح کو تاراج کرے اگرچہ سواران غارت گر جو حضور سے متعیّن ہین جان بازی مین قصور نہین کرتے پر بدون توپ خانے کے انگریزی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتے. بمجرّد دریافت ہونے مضمون عریضے کے نواب بہادر نے تمام لشکر شاہزادے شیر شکار کے ہمراہی مین چھوڑ خود ساتھ چھہ ہزار سپاہی و چار ہزار سوار پندرہ ضرب توپ قلعہ کوب کے تاخت فرما دھرم پوری مین اقامت کی اور شب کے وقت یورش کر قلعہ کو فتح اور قلعے دار کو اسیر کیا پھر وہان سے روانہ ہو کرناک منگل کی راہ سے کوچ بکوچ سواد کرّوڑ مین پہنچ ایک چھوٹے قلعہ کو جسکی سپاہ انگریزی محافظ تھی محاصرہ کیا اور جھٹ دمدمہ باندھ توپین چڑھا گولون سے قلعے کی دیوار کو گرا دیا قلعے کے لوگون نے اگرچہ دوپہر تک ثابت قدم رہ نمک حلالی مین قصور نہ کیا پر قلعے کی دیوار ٹوٹ جانے سے اُن کے پانون ثبات کے ہل گئے اور قلعے سے بھاگ نکلے بعد اسکے ازروے اخبار نواب کو یہ معلوم ہوا کہ چار ہزار بیل غالی چار پانچ سو سپاہی کی حمایت مین بموجب حکم کپطان کے رسد لانے جاتے ہین نواب بہادر نے اِس خبر کے سنتے ہی ایک ہزار تفنگچی کو معہ دو ضرب توپ سر راہ پر متعیّن کیا اور وے فی الفور جا کر وہان کمین گاہ مین بیٹھے جب اہل بدرقہ غافل اُس مقام پر پہنچے دلاورون نے بندوقون کی شلّک اور توپون کے چھرّے سے بہتون کو صحراے عدم مین بھیجا اور بیلون کو حضور مین لا اپنی حسن خدمتی ظاہر کی نواب بہادر نے بیلون کو توپخانون پر تقسیم فرما تین روز کے بعد وہان سے ہرّوڑ کی طرف کوچ کیا کپطان انگریزی نے جو رسد آورون کی تباہی سے خبر نہ رکھتا تھا چھہ سو سپاہی دو سو

جوان ولایتی معہ چار ضرب توپ رسد کی حراست کے لیئے کرتوڑ کو روانہ کیا ہنوز اُنھون نے چار فرسنگ راہ طی نہ کی تھی کہ نواب بہادر کو یہہ خبر پہنچی تب فوراً توپخانے کو ایک زمین نشیب مین پوشیدہ رکھہ سوارون کو حکم دیا کہ جب فوج انگریزکی اُس مقام پر پہنچے تم جنگ زرگری کرتے ہوے اُنکو توپخانے کے منہہ پر لیجاؤ سردار انگریزی جو ورود سے نواب بہادر کے مطلّع نہ تھا جب وہان غافل ندھڑک چلا جاتا تھا سوارون نے حسب حکم نواب بہادر کے کئی بان چھوڑے فوج انگریزی کے سپاہیون نے ان سوارون سے کچھہ اندیشہ نہ کیا اور مقابل ہو گئے پر اُنھون نے اُس جماعت کو جُل دیکر توپخانے کے منہہ پر لے گئے گولندازون نے توپین مارنی شروع کین تفرقہ عظیم اُس گروہ مین پڑا تب نواب بہادر نے کرناٹکی پیادون کو تو بعد چھین لینے ہتھیار اور لباس کے جان سے امان دی مگر دو سو سپاہی ولایتی کو قتل کا حکم دیا اِس جنگ مین دو لڑکے نو دس برس کے زندہ پکڑے گئے تب نواب ممدوح نے وہان سے کوچ فرما قلعہ کرتوڑ کے نواح مین خیمہ کیا نواب حیدر علی خان نے جو حیل اور فنون مین دشمن شکنی کے یکتاے عصر تھا یہہ تدبیر کی کہ دونون لڑکونکو جو اسیری مین آئے تھے بڑی خوشی وخرمی کے ساتھہ چند اشرفیان دے اُنھین بند سے آزاد کیا اور ساری گذری باتون پر تباہی رسد لانے والون کی اور پریشانی نواب محمد علی خان کی اور مفتوح ہونے کی قلعون کے اُنکو مطّلع کر یہہ ارشاد فرمایا کہ تم کپطان سے جا کر کہو کہ اگر اُنکو اپنی زندگی منظور ہی تو ہماری خدمت مین پہنچین نہین تو کل اِس قلعے کے لوگ بھی رسد لانے والون سے جا ملینگے اور بعد لڑنے کے اگر صلح و امان طلب کرینگے ہرگز نہ ملے گی اِس تعلیم کے بعد وے دونون لڑکے سمجھ دے اُس قلعے مین گئے اور کپطان سے حقیقت

مارے جانے سپاہیان ولایتی کی جو انھون نے دیکھی تھی اور اُن تمام باتون کو جو سنی تھین من وعن ظاہر کی کپطان نے جب دیکھا کہ رسد کسیطرح نہین پہنچ سکتی اور سپاہی کام کے بہت کام آئے اور نواب حیدر علی خان بہادر بہ شرط ملاقات امان کا وعدہ فرماتا ہی اِس تصوّر پر ایک شخص کو اپنی جگہہ قایم کر بے تکلّف پالکی پر سوار ہو دوسوار و چند نفر سپاہی ہمراہ لے حضور مین نواب کے حاضر ہوا نواب بہادر نے اُسکی بہت سی خاطرداری فرما علحدہ خیمہ رہنے کو دیا بعد ایک لمحہ کے حضور کے متصدّیون نے کپطان سے کہا کہ اب آپ سے کچھ عداوت نہ رہی اور اگر آپ نواب بہادر کے استرضا کی راہ چلئے تو کسی طرح مضرّت آپ کو نہ پہنچیگی اسواسطے یہ بہتر ہی کہ ایک خط اِس قلعے کے سردار کے نام پر لکھہ بھیجیئے کہ قلعہ معہ اسباب تسلیم کرے کپطان نے ہرچند چکنی چپڑی باتین بنائین اور کہا کہ مین خود قلعہ مین جا اسباب کا تعلیقہ کر معہ قلعہ نواب کے گماشتون کو سونپ دونگا کچھ مفید نہوئی آخر کپطان اپنی حرکت طفلانہ سے بہت نادم ہوا اور جب کچھ چارا نہ دیکھا ناچار اپنی جان کی حفاظت مصلحت جانکر ایک رقعہ اُسی مضمون کا بنام سردار محافظ قلعے کے لکھہ دیا اور نواب کا نگار نے اُس خط کو اپنے ایک معتمد کو دیکر پانچ ہزار سپاہی کے ساتھہ قلعہ کو بھیجا جب کپطان کا رقعہ سردار محافظ قلعہ کو پہنچا اُسنے فوراً قلعہ معہ تمامی اسباب حوالے کر دیا تب نواب مظفّر و منصور وہان سے اپنی لشکرگاہ کو روانہ ہوا شاہزادہ بلند بخت کی ملاقات سے مسرّت حاصل کر لشکر انگریزی کے اسیرون کو جو اِس تگ و تاز مین ہاتھہ آئے تھے اپنے قلعون کو روانہ کیا اور دو تین روز مین سب ساز و سامان اپنے لشکر کا درست کر معہ تمام خدم و حشم

جنرل اسمتھ بہادر کے مقابلے کو روانہ ہوا اثناے راہ مین یہ معلوم ہوا کہ جنرل ممدوح نے ہسکوتہ سے مراجعت فرما نواحی کولار مین خیمے استادہ کئے ہین اور دو پلٹن سپاہی ہندی اور چار سو جوان ولایتی کو واسطے لانے رسد کے جو قلعہ ہسور مین جمع تھی روانہ کیا نواب بہادر نے فی الفور محمد علی کمیدان کو چار ہزار سپاہی اور کئی ضرب توپ واسطے فتح کرنے قلعہ ہسور کے رخصت فرما خود مقام انی گل سے سواران خوش اسپہ کو لئے صاعقے کے مانند اُس جماعت پر جو رسد لئے ہسکوتہ سے آتی تھی جا گرا ہنگامہ محشر برپا ہو گیا حیدری لشکر کے یغماگرون نے جو اُس اذوقہ کو نعمت غیر مترقّب جان جلو ریز وہان جا پہنچے تھے جب دونون فوج کو جنگ مین مشغول دیکھا سب باربردار بیلونکو اور توپ کشی کے بیلون کو بھی بار توپ سے سبکدوش کرلے گئے لیکن اِس جماعت کے سردار نے بحکم شجاعت ذاتی پناہ مین ایک چھوٹے قلعے کے جو اِس میدان مین خالی پڑا تھا پاے ثبات محکم کیا بندوقونکی باڑھ مارتا اور مردانہ لڑتا اور حیدری فوجونکا مقابلہ کرتا رہا اس مین محمد علی کمیدان نے ہسور کے قلعہ میں پہنچکر اپنا تھانہ قایم کیا اور اہلِ قلعہ سے بہت لوگونکو اسیر کرکے بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا اور فی الفور واسطے محاصرہ کرنے اس قلعہ کے جو سردار انگریز کا مامن تھا مرخّص ہوا اُس دلاور نے اُسی وقت جا گولے مار قلعہ کی دیوار کو توڑ ڈالا اور قریب تھا کہ ہلّا کر قلعے کے محصورون کو تہ تیغ کرے اتّفاقاً فوج انگریزی تازہ زور جسکو جنرل اسمتھ بہادر نے توپون کی آواز سنکر دوربینی کی راہ سے واسطے مدد رسد لانے والون کے روانہ کیا تھا وہان پر جا پہنچی قلعہ والے اُس فوج کی کمک سے قوی دل ہوگئے اور شدّت محاصرے سے نجات پائی پھر دونون جماعت سابق وحال قلعے سے نکل باڑھ مارتے ہوئے لشکر سے

نریل بہادر کے جاملے تب نواب بہادر نے اس مقام پر زیادہ مقیم رہنا
ضیع اوقات جان اسکوتہ کی تسخیر کو جس مین انگریزونکا تھانہ تھا چڑھ دوڑا اور
محاصرہ کیا طون میحر برج و بارہ کو مستحکم کر توپ و تفنگ سے بہادرون کے حملون کو
وکتا تھا جب یہ خبر جنریل بہادر نے سنی کولار سے اسکوتہ کی طرف متوجہ
ہوا نواب بہادر نے جنریل کی روانگی سے آگاہی پا شاہزادہ اور میر علی
ضا خان کو ساتھ فوج اور توپخانے سنگین کے جنریل بہادر کی راہ روکنے
خصت فرما واسطے تسخیر کرنے قلعہ کے بہادران رزم خواہ کو بہت سی
اکید فرمائی تب محمد علی کمیدان قلعہ کی دیوار پر سیڑھی لگا جرأت کر
ڑھ گیا اور علم حیدری اُسپر بلند کیا قلعہ والون نے امان مانگی نواب بہادر نے
اس جماعت کی جان فشانی سے خوش ہو کر اُن کی جان بخشی کر سب کو قلعہ سے
کال دیا اور اپنا تھانہ وہان قایم کر واسطے مقابلے فوج طوفان موج جنریل بہادر
کے متوجہ ہو قریب عیدگاہ کے لواے شوکت بلند کیا توپخانہ جنگ کے قاعدہ
سے وہان پر لگایا اس طرف سے جنریل بہادر جو چھن جانے سے قلعہ کے ہنوز
گاہ نہ تھا اسکوتہ کے متصل آپہنچا نواب بہادر نے لشکر انگریزی کے وہان
ہنچتے ہی خود سبقت کر توپخانے کو لشکر جنریل بہادر کے مقابل کیا اور ایسی
باڑھین بندوقون و توپون کی متواتر مارین کہ باروت کے دھوئین سے زمین
سمان تیرہ ہو گیا اور آنکھین گرد و غبار سے خیرہ چونکہ فوج انگریزی دھاوا
کر اُسی وقت وہان پہنچی اور شدت سے ماندی و کوفتہ تھی اس سبب سے
اُس ہنگامۂ قیامت اثر مین بہت انگریزی طرف کے لوگ مارے پڑے جنریل
بہادر نے باقی فوج کا تلف و ضایع کرنا عقل مصلحت اندیش کے خلاف
دیکھکر اپنی فوج کو غارون اور نشیب زمین مین پوشیدہ کیا اس ارادے پر

کہ جب حیدری سوار یورش کرین وے اُٹھکر اُنکو باڑھ مارین اور خو
گولون اور بانون کی ضرب سے محفوظ رہین جنریل بہادر نے اِس طرح سے
اُس روز میدان مین تاشام جنگ قایم رکھی جب رات کی تاریکی دلیرون کو
رزم سے مانع ہوئی ہر ایک نے اپنے مقام مین جا آرام کیا شب کے وقت
نواب والا فطرت نے کئی آدمی کو قلعہ ہاے کوتہ وغیرہ کے اسیرون مین
سے جنکو قید کر رکھا تھا رہائی بخشی اُن مین سے کئی آدمی حضور مین جنریل بہادر
کے جا فتح ہو جانے سے قلعہ ہاے کوتہ وغیرہ کے اُسکو مطّلع کیا جنریل بہادر اِس
خبر کو سنکر بہت سا اندیشہ مند ہوا صبح کو جنگ موقوف رکھی اور بعد شام
کے کئی توپین ازکار رفتہ اُس میدان مین ڈال کولار کی طرف روانہ ہو
نواب بہادر نے بھی اِس رزم گاہ سے کوچ کر نرسی کے سواد مین جا پڑ
دو تین روز کے بعد ہرکارون نے حضور مین عرض کی کہ ساتھ بدرقے
ایک ہزار سوار اور دو پلٹن کے رسد جنریل بہادر کی لشکر کو
جاتی ہی نواب بہادر نے یہ مژدہ سنکر جلد کئی ضرب توپ جلوی
اور دو رسالہ سوار خوش اسپہ لیکر اسپر تاخت کی اور ہرہن ہلّی کے گھاٹ
پر پہنچکر گھاٹ مین لگا رہا جو ہین رسد والے گھاٹ سے اُترے فوج
حیدری سے مقابلہ ہوا بدرقے کے سوار و پیادون نے حتی الوسع جنگ کی آخرکار
رسد کی محافظت سے ہاتھ اُٹھایا اور نواب بہادر اُس سب غنیمت کو ساتھ
لے اپنی لشکرگاہ مین داخل ہوا جنریل بہادر نے جب رسد لٹ جانے کی
خبر سنی بے قوتی اپنی فوج کی دیکھ اذوقہ کے بہم پہنچانے کو سب کامون پر
مقدّم جانکر چند روز تک جنگ ملتوی رکھی نواب بہادر نے جب جنریل
بہادر کے ارادے پر اطّلاع پائی ایک شب اپنے لشکر کے سردارون کو جمع کر

اِس امر مین مشورت کی کہ جنرل بہادر نے ملک بالاگھات مین اپنے پانو کو قایم کیاہی اور بالفعل یہانسے اُسکا مراجعت کرنا معلوم نہین ہوتا اور یقین ہی کہ چند روز مین سپاہ انگریزی نایابی اذوقہ کے باعث لوٹ کا ہاتھ اِس ملک کی رعایا پر دراز کریگی تمام ملک بالاگھات کا ایسا خراب و تاراج ہو جائیگا کہ غلہ کا تو کیا ذکر نباتات بھی زمین پر باقی نہ رہیگی اور جو کچھ کہ سپاہ انگریزی کی حاضری سے بچیگا ہماری فوج اُس سے ناشتا کریگی پس اِس صورت مین رعیت اِس ملک کی مطلقاً نیست و نابود ہو جائیگی اور اپنی رعیت کو خود پامال کرنا کسی شرع و ملّت مین جایز نہین ہی اسواسطے عقل مآل اندیش بھی فرماتی ہی کہ جب تک جنرل بہادر ملک بالاگھات سے دست بردار ہوکر پھر نہ جاوے ہم بھی تاخت و تاراج کرنے مین ملک پائین گھاٹ کے جو نواب محمد علی خان اور انگریز بہادر سے علاقہ رکھتا ہی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین سب سرداروںنے ہاتھ جوڑ یہہ عرض کی

مثنوی

که ما بندگانیم فرمان پذیر ... نداریم از حکمت ای شه گزیر
نه خوفی ز آتش نه بیمی ز آب ... نشینیم بر باد پایان شتاب
بر آریم از حکم تو بیدرنگ ... ز صحرا هزبر و ز دریا نهنگ
اگر خصم چون سنگ گیرد قرار ... در آئیم در قلب او چون شرار
توئی سایهٔ پروردهٔ فضل خدا ... نباشیم چون سایه از تو جدا
جهاندار گیتی نگهدار تست ... بروز وغا یاور و یار تست

نواب بہادر نے جب یہے باتین دولت خواہی و فرمان پذیری کی سپہداروں سے سنی تب تمام سپاہ کینہ خواہ سمیت واسطے تسخیر کرنے ملک پائین گھاٹ

سے لواے اقبال بلند کیا اور راے کوتہ کے معبر سے اُتر اول کشنگریکو تصرّف میں لا قلعہ ترپاتور و وانم باڑی میں اپنا تھانہ قایم کیا اور مواضع و قریات متعلقہ انبور گڈھ کو خاک سیاہ کر نواحی انبور گڈھ ساتگڈھ اُپی ایاوراد ھونی گڈھ ارنی پرلوٹ کا ہاتھ دراز اور ترنامَلی میں جا خیمہ و خرگاہ کھڑا کیا پھر شاہزادے بنصرت مند کو مدراس کی طرف و میر علی رضا خان کو فوج شایستہ سمیت تنجاور و ناتھرنگر کو اور غازی خان اور مہا مرزا کو چتور و نیلور کی جانب مرخّص فرمایا اِن دلاوروں نے تھوڑے ہی دنوں میں وہان کے دیہات لوٹ پات جلا کر خاک سیاہ کر دیا جب یہ خبر متواتر جنریل بہادر کو پہنچی چونکہ سجیّہ مرضیہ اس قوم کا یہ ہی کہ بعد فتح کرنے ملک کے رعایا کو ہرگز نہیں لوٹتے بالا گھاٹ کو صحیح و سالم چھوڑ کرتا ہی پر ملک نواب محمد علی خان کے جو حقیقت میں سرکار کمپنی انگریز بہادر سے متعلّق تھا ترحّم کر جلد کرنپات کا گھاٹ اُتر ساتگڈھ سے گذر راے ویلور کے سواد میں جا مقام کیا نواب محمد علی خان نے جب دیکھا کر نواب حیدر علی خان بہادر و جنریل دلاور مانند دو مست ہاتھی اور شیر ژیان کے آپس میں لڑتے اور زور آزمائیان کرتے ہیں اور کشاکش سے اُن دونوں رزمخواہ کے ہزاروں بلکہ لاکھوں رعایا بے گناہ مفت پستی ہیں اور ہوس میں ملک بالا گھاٹ کے اقلیم پائین گھاٹ کا مفت بے چراغ ہوتا ہی اور بجز مصالحہ نواب حیدر علی خان بہادر کے کوئی چارہ نظر نہیں آتا تب ایک خط اِسی مضمون کا جنریل بہادر کو بھیجا جنریل بہادر نے اُسکے جواب میں ارقام فرمایا کہ ہم اتنی جنگ و جدل صرف واسطے حفاظت ملک اور پاس خاطر تمہارے کرتے ہیں نہیں تو ہم کو نواب حیدر علی خان کے ساتھ کسی طرح کا کینہ نہیں اور کئی برس کے عرصے سے ایسا کوئی امر جو

سلسلہ عناد و فساد کا محرّک ہو طرفین سے ظہور مین نہین آیا ہی اب جو تم صلح
کرنے پر راضی ہوئے ہو ہم کو کسی صورت آپ کی راے کی مخالفت منظور
نہین جو امر کہ موجب امنیّت خلایق و رفاہیت رعایا معلوم ہو عمل مین لائیے
نواب محمد علی خان نے بعد مطالعہ کرنے اس جواب کے نجیب خان و دانشمند خان
کو جو اُسکی سرکار مین زیادہ معتمد تھے ساتھ ایک ملاطفہ محبّت آمیز کے
بہت سے نفایس او رتحایف اور چودہ لاکھ روپیہ نقد معیت خدمت مین
نواب بہادر کے روانہ کیا اور مصالحہ کا سلسلہ جنبان ہوا جب یہ لوگ حضور
مین پہنچے اور خط معہ ہدایا و زر نقد اُنھون نے نذر گذرانا نواب بہادر جو اپنے
ملک کی پایمالی سے نہایت آزردگی رکھتا تھا اِس معاملے کے پیش آنے کو محض
فتوحات غیبی و تائیدات لاریبی سے سمجھ اِس پیغام کو قبول فرمایا اور ایک مکتوب
اتّحاد اسلوب کے ساتھ علی زمان خان و مخدوم علی خان نایطہ کو اپنی طرف سے عہدے
پر سفارت کے مقرّر فرما رخصت کیا و کیلان خردمند حضور مین نواب محمد علی خان
کے پہنچکر صلح کی بنا کو ساتھ عہود و مواثیق کے مستحکم کیا نواب محمد علی خان نے
کرّدتہ کے علاقے کو بھی سرکار حیدری کے کارگزارون کو تفویض کر دیا اور چندا
صاحب نایطہ متوفّا کے اہال و ناموس اور امام صاحب بخشی کو جو مدّت سے
قید مین تھے رہائی دی بعد حاصل ہونے اطمینان خاطر کے نواب بہادر نے
اکثر جاگیردارون کو جیسے مہدی خان جاگیردار اول کنڈہ مرتضی حسین خان منصب
دار گرگنتہ پالم محمد تقی خان جاگیردار تونڈ وسعی و محمد سعدی خان منصبدار برموکل
گنڈہ جو محمد علی خان سے مطمئن نہ تھے اپنی عنایت شامل سے راضی و شاکر اُن
سب کو سلک مین ملازمان سرکار دولت خداداد کے منسلک فرمایا تھا فرّخی و
فیروزی کے ملک بالاگھات مین داخل ہوا یہ اپنی شفقت کا وہان کے

رہنے والون کے سر پر جو قدوم میمنت لزوم کے منتظر تھے ڈالا؂

لشکرکشی کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا کرپہ کرنول بلاری کی طرف

جس زمانے مین نواب بہادر ساتھ صاحبان انگریز بہادر کے جنگ مین مشغول
تھا نواب عبد الحلیم خان کرپے کے مرزبان نے نخوت و غرور کی راہ سے اپنے
سوارون کو واسطے تاخت و تاراج اُن مواضع و دیہات کے جو حیدری
ممالک محروسہ سے قریب کرپے کے واقع تھے تعین کر بہت اذیت اس
نواح کے رہنے والون کو دی تھی اور اسی طور پر نواب منور خان حاکم کرنول
نے بھی ساتھ نواب عبد الحلیم خان کے ہمداستانی کر کے ظلم کا ہاتھ بیچارے
رعایا پر دراز کیا تھا اور اسیطرح راجہ بلاری نے بھی رائے درگ کے حدود
میں شورش و ہنگامہ مچا کر خلایق کو بہت سی ایذا پہنچائی تھی اگرچہ
یہ سب خبرین متواتر نواب بہادر کو پہنچتی تھیں لیکن اُسنے بے اصلاح
کرنے کلیات کے جزئیات کی طرف متوجہ ہونا آئین سرداری و ملک
گیری سے دور جان کر اغماض اور چشم پوشی فرمائی تھی در ینولا کہ فضل الٰہی
سے صاحبان انگریز بہادر کے ساتھ مصالحہ ہو گیا نواب بہادر نے سزا
دینا ان شوخ چشمون کا ذمہ ہمت والانہمت پر اپنے لازم و متحتم
جان کر تمام احمال و اثقال لشکر کو معہ ناموس سرداران نوایط
کے جو قید سے نواب محمد علی خان کے مخلصی پا کر آئے تھے دار الحکومت سرنگپٹن
کو روانہ فرما خود بدولت و اقبال ساتھ فوج سوار و پیادون کے جو زیادہ چھ ہزار

سے تھی معہ توپخانہ واسطے گوشمالی عاصیان سرکش کے وہان سے کوچ فرماسپردشت کار کرنے ہوئے پہلے کرنپے کی طرف تاخت کی اور اپنے یغماگر سوارون کو واسطے اونتیئے جلانے مواضع متعلقہ کرنپے کے حکم فرمایا فوراً سواران کینہ خواہ نے اُن حدود پر تاخت کر بہتون کو باشندون سے اُس ملک کے خاک و خون مین غلطان کیا حاکم کرنپہ یہہ سانحہ ہوش ربا سن مضطر ہو ایک وکیل آداب دان کو معہ پانچ لاکھ روپیہ نقد اور دو فیل کوہ شکوہ چار گھوڑے عربی معہ زین مرصع اور ایک عریضہ عبودیت طراز متضمن استدعاے عفو جرایم نواب عطا پاش خطا پوش کے حضور مین روانہ کیا اور یہہ عہد کیا کہ آیندہ نقش عبودیت دل سے زایل نہ کرونگا اور ایک تکری کو اپنی سپاہ سے ہمیشہ حضور انور مین حاضر رکھونگا نواب بہادر کو چونکہ انتظام اور امور مملکت کا منظور تھا اُس پیشکش کو شرف اجابت اور معروضہ کو درجہ قبولیت عطا فرما ایک پروانہ فیض نشانہ نصایح آمیز معہ خلعت خاصہ عنایت کر وکیل کو رخصت کیا اور ایک ملازم معتبر کو یہہ حکم دیا کہ وہ نواب عبدالحلیم خان کے پاس عہدے پر اخبار نویسی کے مستعد رہ ہمیشہ وہانکا حال قلم بند کر حضور مین بھیجتا رہے اور بدر الزمان خان کو (جو ایام سابق مین حضور کی طرف سے بالاپور خورد کا قلعدار تھا اور جب مادھوراو پیشوا آیا تب اُسنے جبن کی راہ سے اُس سے ملکر قلعہ اُسکے حوالے کیا تھا اور بعد منطفی ہونے آتش فتنہ و فساد کے خجالت کے مارے حضور مین نہ آیا اور کرپہ کے حاکم کی سرکار مین جا نوکر ہو اتھا) اُسکی قدیم الخدمتی پر نظر کر فیض عام سے اپنے محروم رکھنا مناسب نہ جانکر علی زمان خان کی معرفت جو اُسکا ہمزلف تھا ایک پروانہ متضمن خوش خبری جان و آبرو کی امان کے معہ خلعت خاصہ بھیج کر طلب فرمایا

اور جب وہ حاضر ہوا بہت سی مہربانی اُسکے حال پر مبذول کیا چنانچہ بدستور سابق جاگیر و خدمت بخشی گری پانے سے امثال و اقران مین سر بلند ہوا نواب بہادر نے وہان سے کوچ کر پیکن ہلّی کی طرف نہضت کی میر غلام علی جو وہانکا قلعدار تھا جہالت کی راہ سے ایک توپ کا گولہ نواب بہادر کے ہاتھی پر جسکا نام گنج بون اور اُسوقت وہی سواری مین تھا مار کر آتش غضب حیدری کو بھڑکایا لشکر ظفر پیکر کے سوارون نے حسب الامر اُسکی گوشمالی کے لئے تاخت کی اور پلنگ مارنے اُن دیہات مین جو قلعہ کے گرد تھے آگ لگا خاک سیاہ کر دیا تب میر غلام علی نے خواب غفلت سے چونک ایک وکیل کو معہ عریضہ متضمّن معاذیر نا موجّہ اور دو لاکھ ہون اور پچاس ہزار روپیہ بابت جرمانہ اُس حرکت بیجا کے حضور مین ارسال کیا نواب ممدوح نے اُسکے عذر پذیرا کر اُسکی نذرون کو درجۂ اجابت کا بخشا میر حسن علی خان و میر اسد علی خان برادر زادون نے میر غلام علی کے سعادت ملازمت حاصل کر عہدے پر بخشی گری دستہ سوارون کے سرفراز و ممتاز ہوئے آخر الامر پیش خیمہ وہان سے کرنول کی طرف روانہ ہوا وہان کے راجہ نے دیدہ وری کی راہ سے آئینۂ خیال مین اپنے مآل کار کو دیکھکر ایک سفیر باتدبیر معہ عرضداشت و دو لاکھ روپیہ نقد حضور مین ارسال کیا اور بوسیلہ پیشکش لطمون سے اُس بحر موّاج کے صحیح و سالم کنارے کو پہنچا پھر وہان سے کوچ کر لشکر ظفر پیکر سرحد پر مرار راؤ کے آیا ہر چند اُس منافق کا سزا دینا امر ضروری تھا پر باقتضای مصلحت وقت نواب نے اپنے لشکر کے سردارون کو یہہ حکم دیا کہ مطلقًا کوئی شخص اُس نواح کے متنفّس کی اذیّت کا روادار نہ ہو جب وہان سے کوچکر ہوا دکنول مین ڈیرہ پڑا نواب منوّر خان وہان کے حاکم نے جو شاہ مسکین

مجذوب سے بیعت و اعتقاد رکھتا تھا اپنے پیر روشن ضمیر کو ورود سے
افواج حیدری کے مطّلع کیا شاہ مسکین نے زہر خند کرکے کہا منوّر تو خوش ہو کہ
ہم تبرے دشمنون کو منہزم کرنے ہیین منوّر خان تو درجہ اُس صاحبدل کا
ما فوق بی اور تھوڑا ہی کم خدا سے جانتا تھا قول کو حضرت مرشد کے راست
سمجھا اور اپنی تمام جمعیّت کے ساتھ قلعہ سے باہر نکل ذات بھر تو درست کرنے
مین سر انجام حرب کے مشغول رہا اور صبح ہوتے ہی میدان مین آصف آرا
ہوا جب یہ حال نواب بہادر کو معلوم ہوا لشکر ظفر پیکر کو آراستہ و مسلّح کر
میدان جنگ مین پہنچا جو ہیین دونون جانب سے صف آرائی ہوئی شاہ مسکین
ایک ہاتھی برہنہ پشت پر سوار ہو کر دیو آتش بازی کے مانند دونین سو رفیق
معیت صف سے باہر نکل میدان مین آیا جب لشکر نصرت اثر کے لوگون نے
وہ صورت موحش مشاہدہ کی چونکہ طبیعتین مختلف ہیین اور شناسائی فقیر صاحب
کمال کی ہر ایک کو نہیں بعضے مقرّبون نے حضور مین عرض کی کہ مقابلے مین ایسے
لشکر خونریز کے تھوڑی جمعیت سے لڑنا کام ہر کسی کا نہین شاید کہ یہ درویش
اولیا یا ابدال و اوتاد مین سے ہی جو واسطے اعانت اپنے مرید کے آیا ہی چونکہ
سلف کے بزرگون نے رنجش خاطر اولیاء اللہ کی کسی طرح جایز نہین رکھی ہی یہ
اندیشے کا مقام ہی مبادا چشم زخم لشکر فیروزی اثر کو پہنچے یا ذات شریف و عنصر
لطیف کو کسی طرح کی ناخوشی لاحق ہو مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حضور
تسخیر کرنے سے اِس ایک قطعے زمین کے جو نواب منوّر خان کے تصرّف
مین ہی ہاتھ اُٹھائین نواب بہادر نے اِس بات کو سنکر غضب سے چین
بجبین ہو حاضرین سے فرمایا کہ تم سب نے سنا ہو گا کہ خداوند کارساز جسپر
اپنا سایہ مرحمت کا ڈالتا و ایک خلایق کی روزی اُسکی روزی کے ساتھ باندھتا ہی

البتہ ایک بادو ولی اُسکی حفاظت کے لیئے غیب سے متعین فرماتا ہی پس
خداے جہان آفرین نے جو مجھ بندے پر اپنی مہر سے نظر کرتین لاکھ سے زیادہ
آدمی کو میرے متعین کیا کیا اس لشکر مین کوئی شخص ولی یا قطب نہوگا سبھون نے
عرض کی کہ البتہ کوئی شخص مردان خدا سے اس لشکر مین بھی حاضر ہوگا یہہ بات
سنکر نواب بہادر نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر ایسا جانتے ہو پس مضطر
کیون ہوتے ہو اگر ولی سپاہ نواب منوّر خان کا آگے آتا ہی ہمارے لشکر کا
ولی اُس سے جنگ کریگا حاضرون کا دل اِس بات سے قوی ہوا اور نواب بہادر
نے بعد اِس گفتگو کے اپنی سواری کے فیل کوہ شکوہ کو کچک
کی ضرب سے آگے ہو لایا حضرت حقایق پناہ معارف آگاہ نے جون ہمین
نواب بہادر کا فیل رود نیل کے مانند جوش و خروش مین دیکھا فوراً پھر گیا
اور جست قلعے مین داخل ہو ایک حجرۂ تاریک مین نواب منوّر خان کو بلا یہہ ارشاد کیا کہ
ہمارے فرمانے پر عمل کر جو کچھ نقد و جنس تیرے گھر مین ہی نواب بہادر کی
نذر کر مگر خاطر جمع رکھ کہ تیرا قلعہ ہم ہر گز نہ دینگے اور ہم تیرے حال پر رحم کر کے
قلعے مین پھر آئے ہمین اگر ہم باہر رہتے تو یہہ بھی گیا ہوتا نواب منوّر خان نے اپنے
مرشد کامل و ہادی آگاہ دل کی کرامت معاینہ کر بہت خجل ہوا اور فی الفور دیوان
کو معہ قطعہ عرضی و اسباب ضیافت حضور کو روانہ کیا اور پیشکش دوسرے
روز پر موقوف رکھا نواب رحیم الطبع نے نوازش کی نظر دیوان کے حال پر
مبذول فرما اپنے لشکر کو حکم دیا کہ آج جنگ موقوف رکھین چنانچہ حسب الحکم
افواج قاہرہ جنگ سے دست بردار ہو تا نہبدرا ندی کے کنارے جو قلعہ کی پچھم
طرف جاری ہی خیمے کھڑے کیئے علی الصباح نواب منور خان نے پچاس لاکھ
روپی نقد و جنس و نفایس و نوادر پیشکش حضور مین بھیجا نواب

بہادر نے اُسے قبول کیا ایک پروانہ متضمّن عفو و بخشایش نواب منور خان
کے نام پر صادر ہوا پھر نواب بہادر دوسرے روز وہان سے کوچ کرنبی
کندہ و پنڈی کندہ کی راہ سے سواد بلاّری مین داخل ہوا اِس
عزیمت کا منشا یہ تھا کہ سابق مین نواب بسالت جنگ حاکم ادھونی
مرار راو سے سازش کر کے کئی موضع کو ممالک محروسہ سے لوٹ لیا تھا اب
مطمح نظر نواب بہادر کا یہ تھا کہ اگر اُس سے اب بھی کوئی حرکت منافی صلح
کے ظہور مین آئے تو مجازات اُسکی جہت سے بھی قرار واقعی کی جائے نہین تو فقط
راجہ بلاّری ہی کو جو ایام جنگ مین صاحبان انگریز بہادر کے ساتھ ملکر نواح
مین رائے درگ کے مصدر گستاخی کا ہوا تھا گوشمالی دیا چاہیے جون نواب
بسالت جنگ کی طرف سے کوئی امر خلاف صلح کے وقوع مین نہ آیا اِس لیئے
فوج ظفر موج پر یہ حکم صادر ہوا کہ پہلے قلعہ پائین کو گولون کی ضرب سے مسمار
کر حصار کو جو پہاڑ کی چوٹی پر راجہ کا ملجا اور ماوا ہی مفتوح کرین بہادران جان نثار
موافق امر کے تھوڑی ہی عرصے مین دمدمہ باندھ گولہ زنی شروع کر ایک ہی
روز مین ایک برج کو ڈھا دیا اور شب کو ہلّے کی نیّت سے تاخت کی مگر راجہ
بردلی و شجاعت سے تمام رات آبروے مردی کو نگاہ رکھ لڑتا رہا علی الصباح
بموجب فرمان حیدری گولندازون نے بڑے بڑے پتھر غبّارون مین بھر قلعہ کی
اُتّر جانب ایک کوہچہ پر جو سر کوب قلعہ کا تھا چڑھا کر آگ دیکھائی پتھر باروت
کے زور سے ہوا مین اُڑ کر قلعے مین جا گرے جن سے بہت حرم سرا کے
لوگ زخمی و مجروح ہوے اور ایک شور محشر برپا ہو گیا عورتین راجہ کا دامن پکڑ
فریاد کرنے لگین کہ خدا کے واسطے تو ہماری حرمت کو بچا اور جو کچھ تیرے
پاس نقد و جنس ہی نواب کے حوالے کر آخرکار راجہ مضطر ہوا اپنے

وکیل کو مع ایک قطعہ عریضہ و دو لاکھ روپی نقد حضور مین بھیجکر امان مانگی نواب بہادر نے اُسکی پیشکش کو قبول فرما کر ایک قطعہ پروانہ تشفّی بخش لکھوا کر وکیل کے حوالے کیا اور ایک اخبار نویس حضور سے وہان متعیّن فرمایا اِسی اثنا مین اُس روز اخبار نویسون کے معروضات سے حضور مین ظاہر ہوا کہ سردار مرہٹہ ناظم مرج بہ سبب اغوا گوبند راو اور امرت راو کے نواح دھارواڑ و بادامی مین جو متعلّق دولت خداداد کے ہی لوٹ پاٹ مچا رکھی ہی نواب بہادر نے صیانت اُس ملک کی تسخیر کرنے پر اِس دیار کے مقدم جان فوراً تنب بھدر انڈی کو عبور فرما ایلغار کر قریب بنکاپور کے لوائے حیدری بلند کیا غنیم ہیبت سے لشکر قیامت اثر کے خوف زدہ ہو اپنے مقرّ حکومت کو پھر گیا تب نواب بہادر نے اُس راہ سے سمند گیتی نورد کی باگ پھیر سواد شانور مین جا ڈیرا ڈالا نواب عبد الحکیم خان چونکہ کئی بار زک کھا چکا تھا اِس مرتبہ خرد مآل اندیشی کے حکم سے اپنا خلوص و اعتقاد ظاہر کر قدم اعتذار سے راہ راست پر چلا اور اپنی آمدنی قلیل و خرچ کثیر کا اظہار کر ایک لاکھ پچیس ہزار روپی خرچ یکروزہ لشکر ظفر پیکر تخمین کر خزانے حیدری مین داخل کیا تب نواب حیدر دل نے وہان سے کوچ کر اور سرھٹی و ڈامل وکپل کے راجاؤن سے پیشکش شایان وصول مین لا بیجا نگر عرف اناگندی کی نواح مین خیمہ جاہ و جلال کا بلند اور راجہ تمراج کو جو وہان کا حاکم تھا حضور مین طلب فرمایا تمراج و کشن راج و رام راج قوم چھتری سے ہین کسی کو سلام کرنا اُس قوم کا دستور نہین ایّام سابق مین تو تمامی ممالک کرناٹک و ملیبار کنارہ رود کشنا تک اُنکے قبضے تصرّف مین تھا پر آخر کار سلاطین قطب شاہیہ و عادل شاہیہ و نظام شاہیہ کی لڑائیون مین بہت ملک اُن کے قبضے تصرّف سے نکل گیا پھر عہد مین

ورنگ زیب عالم گیر کے بہت صعوبت اِس خاندان کو پہنچی مگر اب
ںی محال پر قانع ہو ایّام حیات بسر کرتے تھے جب فرمان حیدری راجا کو
اسطے حاضر ہونے کے پہنچا کچھ چارہ نہ دیکھا بجز اسکے کر خود عارض کر اپنے
یٹے کو ساتھ نذرانے ایک لاکھ ہون کے حضور مین روانہ کیا نواب عالی ہمّت نے
سکے آبا و اجداد کی عزّت پر نظر کر اُسکو حاضر ہونے کی تکلیف سے معاف
کھا اور ایک اخبار نویس سرکار سے مقرّر کر وہان سے کوچ فرما ہو کاپتن کی
اہ سے سواد ہاکل داری مین نزول کیا چونکہ بلاہت و سفاہت وہان کے راجہ
خارج سے اکثر سمع مبارک مین پہنچی تھی واسطے تفریح و انبساط خاطر
کے راجہ کے حاضر ہونے کا حکم دیا اُس ملک کے لوگ راجہ کو
ساتھ حماقت کے منسوب کرتے تھے یہہ اتّہام اُنکا بر غلط نہ تھا چنانچہ ایک
ساقت اُسکی یہہ تھی کہ سب محاصل اپنے تعلّقات کا افیون کی خرید مین صرف
کرتا تھا اور کبھو گھر سے باہر نہ نکلتا ہر دم افیون کا خواہان اور پینک مین غرق
ہتا اُسکے مکان کی پشت پر ایک تالاب وسیع اور اُس طرف کے کنارے
پر ایک چھوٹا پہاڑ واقع تھا جب کبھی بتقریب سیر اپنے قصر کے بام پر چڑھتا
الاب و پہاڑ کو دیکھہ اپنے کارپردازون سے کہتا کہ مجھکو دنیا مین کوئی ہوس
ہین مگر یہہ کہ یہہ سارا پہاڑ افیون ہو جاوے تا مین اِس تالاب کے پانی مین گھولکر
ہفتہ عشرہ مین پی لون اور جب اُسکے رانی کھانا کھانے کو محل مین بلاتی لونڈیان
واصین پہر دن تقاضا کرنے کے بعد ہاتھہ پکڑ کر اُٹھا کھینچ لیجاتی تھین تب
نذرے قلیل شیر برنج کھاتا اور اگر کبھو سیر کو باغیچے کے جو اُسکی حویلی سے
یک تیر پرتاب کے فاصلے پر تھا قدم رنجہ کرتا تو صبح سے چلکر دوپہر کے عرصے
مین باغ مین داخل ہوتا اگر کبھو آنکھہ کھولتا تو خادمون سے پوچھتا کہ کتنے روز ہوئے

کہ ہم محل سے نکلے ہین معلوم نہین کہ کب پھر پہنچینگے جب کوئی کہتا کہ اگر آپ قدم اُٹھائین تو مسافت محل کی چند قدم سے زیادہ نہین ہے اختیار ہنس پڑتا اور کہتا کہ ایسا جلد چلنا کسی کبوتر کا کام ہی الغرض جب اُسے حسب الحکم حضور مین لائے نواب بہادر نے اُسکی بوالعجب ہیئت دیکھ اُسے پوچھا کہ کیا حقیقت ہی اور کیا نذر لایا اُسنے پینک سے سر اُٹھا عرض کیا کہ دو تین سو من افیون موجود ہی اور کئی مادہ گاو شیر دار بھی ہین اور رانی میری آپ کی کنیز کچھ زیور بھی رکھتی ہی اگر آپ کو مطلب ہی اور قدردان افیون کے ہین تو اُسمین سے کچھ دے سکتا ہون اور آپ خاطر مبارک جمع رکھین کہ دو تین سو مادہ گاو شیردا بھی جو افیون کے لوازمون سے ہی نذر گذرانونگا نواب نامدار نے اُس عجایب المخلوقات کو دیکھ تبسّم فرمایا اور ایک شخص امین دیانت دار واسطے تحصیل مال واجب کے اُسکے علاقے پر مقرّر کیا اور اُس راجہ کی افیون کے خرچ کو ایک موضع سیر حاصل جدا فرمایا جب نواب بہادر کو نظم و نسق سے اُس نواح کے فراغ کلّی حاصل ہوا تب فرخی و فیروزی کے ساتھ دارالامارت سریرنگپٹن مین آیا ہر ایک صغیر و کبیر و برنا و پیر نے جمال باکمال اُسکا دیکھ دل و جان کو نورانی کیا اور ہر کوئی کام دل کو پہنچا ؏

لشکرکشی کرنا تانتیا مرہتہ ناظم مرچ کا کوبندراو اور سیوا راو کہاتکیہ
اور دوسرے سرداران مرہتہ سمیت اور اتفاق کرنا ابراہیم خان
دہونسا کا اور گرفتار ہوجانا سرداران مرہتہ کا اور ناکام پھرجانا
ابراہیم خان کا اور تسخیر کرنا نواب بہادر کا ملک بلاّری کو

دریںولا کہ گردش آسمان نواب حیدر علی خان بہادر کے موافق تھی اور بخت بیدار
اور فتح وفیروزی روزافزون خار عناد و رشک ہر ایک حاکم کے سینے مین جو
اس دولت خداداد کے قرب وجوار مین تھے چبھنے لگا خاص کر نواب بسالت
جنگ ناظم ادھونی اور مرارراو ناظم مرچ جو جگ کے مانند باہم قران رکھتے تھے
ہردم اُنکا یہی منصوبہ تھا کہ کسی طرح سے نواب بہادر کو چارخانۂ مات مین لائین
اور جس طرح ہوسکے اُس شاطر بساط جنگ و رزم کو برد دین ہمیشہ عزم
کے گھوڑے دوڑاتے اور کسی تدبیر سے رخ نہ پھیرتے پر خود ششدرے
ادبار مین پھنستے کوئی فرزین بند تدبیر کام نہ آتا نواب بہادر کا پیادۂ اقبال
اکثر اُن کو کشت دیتا اور فرزانگی سے آخر کو مرتبۂ فرزین کا پاتا آخرکار نواب
بسالت جنگ نے بوسیلہ عریضہ حضور مین ناظم حیدرآباد کے تسخیر
ممالک محروسہ حیدری کو ایک امر آسان ظاہر کر اُسکو اِس پر لایا کہ اُسنے
ابراہیم خان کو جسکا دہونسا لقب تھا اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ سے کوس
رستمی بجاتا تھا واسطے فتح اُس مہم کے جو ایک امر بڑا مشکل تھا روانہ کیا
اِس اثنا مین جاسوسون کی زبانی نواب بہادر پر واضح ہوا کہ نواب بسالت جنگ
نے صفدر جنگ اپنے سپہسالار لشکر کو ساتھ موشیر لالی فرانسیس کے جو
رستم جنگ کہاتا تھا واسطے تسخیر کرنے قلعہ بلاّری کے بھیجا چنانچہ اُن

سرداروں نے اُس قلعہ کو محاصرہ کیا ہی اور وہان کا راجہ حالت محصوری مین پانون شجاعت کا استوار کرزبانی سفیران تفنگ وتوپ کے اُن کی جواب دہی کررہا ہی اور ابراہیم خان بھی اپنی شجاعت کا غلغلہ بلند کیے ہوئے وہانکو آتا ہی نواب شبیر دل نے اِس خبر کو سن محمد علی کمیدان کو پانچ ہزار سپاہی خونخوار اور سات ہزار سوار خنجر گذار کے ساتھ اور باجی راو خرپورہ نرمک راو کو جو ایک مدّت سے زمرۂ ملازمان حیدری مین منسلک تھا اُسکی فوج سمیت واسطے کفایت اِس مہم کے خلعت عطا کر رخصت کیا چنانچہ محمد علی کمیدان ایلغار کر پندرہ روز کے عرصے مین دھارواڑ مین پہنچ قلعے کے محاذی ایک میدان وسیع کو جس مین ایک خشک نالا تھا فرودگاہ کے لیئے پسند کر سپاہیون کو معہ توپ خانہ اُس خشک نالے کی کمینگاہ مین چھپا خود کنارے پر اُسکے جو مرتفع تھا خیمون کے نصب کرنے مین مصروف ہوا اتفاقاً وہ روز روز دسہرے کا تھا جس مین مرہٹون کا دستور ہی کہ کپڑے سرخ و زرد پہن اپنے اپنے گھوڑون ہاتھیون کو رنگین ساز و یراق سنہلے روپہلے سے آراستہ کر سوار ہوتے اور میدان وسیع مین پھرتے رقص و سرود کا تماشا دیکھ خوشی کرتے ہین اور ایک یا دو موضع کو اگر ملک دشمن سے ہون تو خوب نہین تو اپنے ہی ملک سے جلاتے لوٹتے اور اِس امر شنیع کو اپنے لیئے فال نیک جانتے ہین الغرض ہنوز محمد علی کمیدان نصب کرانے مین خیمون کے مشغول تھا اور بیلون اور شترون کی پشت سے بار بھی اُتارے نہین گیے تھے کہ مرہٹے کا سردار تیس ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادے کی جمعیّت اور سولہ ضرب توپ لیئے معہ اطفال و نسوان زیور پوش گھوڑیون پر سوار خرامان خرامان اُس میدان مین آپہنچے اور چونکہ دو روز پہلے ہرکارون کی

زبانی اُس میدان کی وسعت کو پسند کر ارادہ نزول کا اُس مین رکھنے تھے
بے محابا ایک تیر کے فاصلے پر اُس خشک نالے سے پہنچکر اطمینان خاطر کے
ساتھ خوش خرامی کرنے لگے اور باوجود اسکے کہ محمد علی کمیدان کے سوار اُنکو نظر
آئے مگر قضا کی سلائی اُنکی آنکھون مین ایسی پھر گئی تھی کہ اُنھون نے ان
سوارون کو بھی تماشائیون مین سے جان بے تکلّف جورو لڑکون حمیت ھنستے کھیلتے
ہوئے آگے بڑھے محمد علی کمیدان نے اپنے سپاھیونکو جو کمینگاہ مین تھے اشارہ کیا
گولندازان آتشدست اور تفنگچیان قادر انداز نے یکبارگی کمینگاہ سے سر نکال شلّک
توپون اور بارھ بندوقون کی مارنی شروع کی اور دوسری طرف سے محمد علی کمیدان
خود اپنے سوارون کے رسالے ساتھ خیل اعدا مین جا گھسا اور تیغ و تبر سے ہزارون
مرد سرخ پوش کو گل و لالہ خزان دیدہ کے مانند خاک مین تہ بہ تہ گرایا اِس
ھنگامے قیامت آشوب مین نانتیا بہادر راس الرئیس اُس جماعت کا جو اس
باختہ و بیخود ہو گھوڑے سے گر پڑا سوارون نے محمد علی کمیدان کے لشکر غنیم کو
لوٹ نانتیا بہادر کو معہ بارہ سردار مرھٹہ اور بہت سی عمدہ عورتین سیمین تن
زندہ گرفتار کیا باقی فوج مرھٹہ نیم جان اموال و اسباب کو چھوڑ چھاڑ صحراے
ادبار کو رہ نورد ہوی تب محمد علی کمیدان نے نقّارہ فتح و فیروزی کا بجوا
سجدے شکر ادا کیے جس قدر مال غنیمت نقد و جنس ہاتھ آیا سب کو
جمع کر نصف فقرا و دعاگوؤن کو جو ہمراہ اُسکی فوج کے رہا کرتے تھے اور
مجاہدان نصرت شعار کو جن سے اس روز وہان کار نمایان ظہور مین آیا تقسیم کیا اور
نصف باقی کی فرد طیّار کر واسطے ارسال حضور کے محفوظ رکھا پھر ایک شب وہان
استراحت اور تیمار مین مجروحون کے بسر کی علی الصباح اموال منہوبہ معہ ایک
عرضداشت مشعر تہنیت فتح حضور کو روانہ کیا جب عرضی اُس دولتخواہ بلا اشتباہ کی

نظر اشرف مین گذری نواب بہادر نے آفرین و تحسین کر ایک
خلعت گران بہا معہ جواہرات بیش قیمت اور مالہ مروارید و کمر مرصّع
واسپ تپچاق بازین طلائی کمیدان کے واسطے ارسال فرمایا درین اثنا
عرضی سوانح نگار راے درگ کی مکرّر اِس مضمون کی حضور مین پہنچی
کہ سپہسالار نواب بسالت جنگ بہادر کا کہ تین مہینے کے عرصے سے قلعہ
بلّاری کو محاصرہ کیے ہوئے سر مار رہا ہی اور وہ قلعہ ہنوز مفتوح نہین ہوا اور راجہ
وہان کا متحصّن ہو کر داد دلاوری کی دے رہا ہی اور ابراہیم خان دھونسا جو دم
اناو لا غیری کا مار تا ہی اپنی فوج سمیت کنک گری و کپل مین آپہنچا نواب بہادر
نے فی الفور ایک شقّہ خاص بنام محمد علی کمیدان اِس مضمون کا صادر فرمایا
کہ چونکہ ہندی زبان مین مشت کو گھونسا کہتے ہین اُس شجاعت دستگاہ کو ہمنے
اِس خطاب گھونسا کے ساتھ سر فراز فرمایا چاہیے کہ اپنے نام کی رعایت کر
اپنی تئین دھونسا کے منہ پر مارے تا خلایق کے نزدیک اسم بامسما سمجھا
جاے ہم بھی جلد راے درگ کی راہ سے وہان پہنچتے ہین کُمک کی طرف سے
خاطر جمع رہو گوشمالی پر اعدا کے ہمّت باندھو اور اسیرون کو حضور مین
روانہ کرو کمیدان شجاعت نشان بمجرّد ورود شقّہ مال غنیمت کو تین
ہزار سپاہی بدرقے کے ساتھ حضور مین روانہ کیا اور خود بر جناح استعجال
دھونسا کی فوج پر تاخت کی نواب بہادر نے بعد کئی روز کے دار الامارت
سے نہضت فرما ہوا درتن گری مین خیمہ کیا بہیر و بنگاہ اور توپ خانے کو پورنیا دیوان
کے ذمّے چھوڑ جریدہ سپاہیون کو حکم دیا کہ دو روز کی خوراک ساتھ لین اور رتب
بطریق ایلغار دو روز و شب کے عرصے مین بادیہ و صحرا طی کر تیسری شب لشکر پر
نواب بسالت جنگ کے جا ٹوٹا بندوقون کی شتاک شمشیرون کی چکاچاک تیرون

کی شپاشاپ سے شور قیامت برپا کیا،

نظم

شب تیرہ از تیغ رخشان شدہ   سنانہا چو انجم درخشان شدہ
شب تیرہ از شدّت بعث و نشر   خبردار میکرد از روز حشر
ز بس کشتگان خفتہ اندر مغاک   نماندہ دگر جای در بطن خاک
سواران رستم دل و شیر گیر   تن چاک را دوختندی بہ تیر
فرو بردہ سر ساچمہ در بدن   چو زنبور در خانۂ خویشتن
شب تیرہ از گرد شد تیرہ تر   سلامت نماندہ نہ پا و نہ سر

اس ہنگامے قیامت آشوب مین کسی کو خبر خویش و بیگانے سے نتھی فوج مخالف کی سپاہ ہتیار گھوڑے چھوڑ پریشان حال بھاگ نکلی اور سپہسالار اُس لشکر ہزیمت خوردہ کا سر و پا برہنہ تنہا افتان و خیزان سپاہیون مین موشیر لالی فرانسیس کے جو اپنی ولایت کے قاعدے پر چوکی پہرے مین چوکس تھے جاملا فرانسیسون نے اُس نیم جان کو توپون کی پناہ مین لیکر اُس رزمگاہ سے باہر نکالا اور صحیح و سالم ادھونی مین پہنچایا ادھر نواب حیدر علی خان نے نقّارہ فتح کا بجوایا راجہ محصور کو اِس اثنا مین ہرکارونکی زبانی حال ورود نواب بہادر اور ہزیمت اُٹھانا لشکر کا اور سپہسالار کا موشیر لالی کے ہمراہ وہان پہنچنا معلوم ہوا ایسا رعب و ہراس اُسکی خاطر پر غالب ہوا کہ تھوڑا اساخزانہ و جواہر اپنے ناموس کے ساتھ لے چوردروازے سے نکل بیجاپور کی طرف ایسا بھاگا کہ پھر کسی نے اُسکی مرگ و زیست کی خبر نپائی علی الصّباح جب نواب بہادر کو جو ضبط کرنے مین اماس و اسباب سپہسالار

فراری کے مصروف تھا خبر بھاگ جانے کی راجہ کے اور بے جنگ خالی
ہونے قلعے کی گوش حقیقت نیوش مین پہنچی معتمدون کو واسطے جمع کرنے
اسباب متروکہ لشکر سپہسالار کے چھوڑ خود اُس قلعے مین داخل ہوا اور بے
منازعت و ممانعت اموال و اسباب بے شمار جو اسلاف نے راجہ کے
قرنون سے اُس حصار مین جمع کیا تھا تصرّف مین اولیاے دولت حیدری کے
آیا تب نواب بسالت جنگ کی تحذیر واجب و لازم جان سواد ادھونی مین
جاذبرا کیا اور دوسرے روز نواب بسالت جنگ کو زبانی ایک معتمد کے
یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ دو مہینے کے عرصے سے سپاہ سفر کی تاب و تعب مین
گرفتار رہی اور دارالامارت سے خزانہ منگانا متعذّر و دشوار اِس لئے تم
مبلغ دس لاکھ روپئی بالفعل واسطے انجام مصارف ضروری فوج کے بھیج
دو نہین تو جس طرح ہوسکے اِسقدر روپئی وصول کرنے کی فکر عمل
مین آئیگی نواب بسالت جنگ نے جب صورت رہائی اِس کام نہنگ
سے کچھ نہ دیکھی بے چون و چرا مبلغ مطلوب بھیج دیا اور زمانہ سازی کو کام
فرما کے ایک مکتوب اتّحاد اسلوب لکھکر دوستی کی بنا کو قایم کیا بعد انفصال
اِس معاملے کے نواب بہادر ابراہیم خان دھونسا کی طرف طبل کوچ کا
بجوایا اور اِس عرصے مین محمد علی کمیدان بھی اپنی فوج سمیت وہان آن پہنچا
تھا جو ہمین صداے آمد آمد لشکر ظفر پیکر کی دھونسا کے کان مین پہنچی
سپہسالار کے لشکر کی تباہی اور بسالت جنگ کی فرمان برداری کو اپنے
حال کا ترجمان جان کر بدون جنگ و پیکار بر جعت قہقری حیدر آباد کو سدھارا
یغماگران حیدری نے دھونسا کے لشکر پر گر اُسے زیروزبر و درہم و برہم کیا اور
چالیس پچاس شتر محمولہ اشیاے نفیسہ دس ضرب توپ تیس ہاتھی قبضہ

عرّف مین لا کر مارتے مارتے راے چورتک تعاقب کیا مرارراو اور نواب
خان حاکم کرپہ اور راجہ چیتل درگ ان تینون حیلت گرون نے جو ابراہیم
ن دھونسا کو نواب بہادر کے ممالک محروسہ کی تخریب پر ترغیب و
ریض کرتے تھے جب دیکھا کہ اُس نقّارے بے مغز سے کچھ آواز نہین نکلتی اُستے
انی اختیار کر ہرایک اپنے اپنے مقام کو پھر گیا تب نواب بہادر نے ساتھ فتح
فیروزی کے بالّاری کی طرف نہضت فرمائی؛

تسخیر فرمانا نواب حیدر علي خان بہادر کا قلعہ
گُتّي کو اور گرفتار کرنا مرارراو فتنہ انگیز کا
جو ایک ہزار ایک سوستّاسی ہجری مین واقع ہوا

ار راو نواب بہادر کی ترقی دولت خداداد کو دیکھ تخم حسد کا اپنے سینے مین
یا کرنا اور منہدم کرنے مین اُسکے قصر شوکت کے درم و قدم و قلم سے قاصر
ونا تھا چنانچہ جن روزون کہ ترمک راو مادھوراو پیشوا کا مامون ہونان سے
کر ممالک محروسہ حیدری مین مصدر فتنہ و فساد کا ہوا تھا اور نواب
وصوف باقتضاے مصالح ملکداری محرّک سلسلہ صلح ہوا اور ترمک راو نے
پنے لشکر کی تلف اور اخراجات کثیر لشکر کشی پر نظر کر کے چاہا کہ
اب بہادر سے مصالحہ کر مراجعت کرے مرارراو نے ترمک راو کو تسخیر
ملک بالاگھات کے ترغیب کر فتنہ کی آگ کو مشتعل کیا تھا چنانچہ اُسی سبب
سے چرکولی کی جنگ مین صدمۂ عظیم فوج حیدری کو پہنچا اور ترمک راو نے
ل مقصود جان سلامت لیجانا غنیمت جانا اِسکے ساتھ بھی نواب دریادل نالیف

قلب پر مرار راو کے متوجہ رہا لیکن وہ حاسد ناتوان بین شب و روز تدبیر مین برہم
دولت خداداد کے رہا کرتا تھا جب اور کسی طرف سے اُسکو صورت کشا
کار نظر نہ آئی تب نواب بسالت جنگ ناظم ادھونی کو عداوت پر قایم کیا او
ابراہیم خان کو جو حیدرآباد مین بستر استراحت پر سویا ہوا تھا ملک بالا گھات ک
تسخیر کے لیئے جگایا نواب والاقدر اگرچہ اِس امر سے بخوبی آگاہی رکھتا تھا
مگر سزا دینا اُس بد کردار کا اور وقت پر موقوف رکھا تھا اور بنولا کہ فضل سے
کریم کارساز کے بسالت جنگ کے لشکر نے گوشمالی واجبی پائی او
دھونسا نے بھی جب اُسپر چوب قرار واقعی پڑی صدا التحفیظ کی دے میدان
سے منہ پھیرا نواب بہادر نے اُکھیڑ ڈالنا خارون کا اپنے گلشن اقبال سے
مصلحت جان قلعہ گتّی کی طرف جس مین مرار راو معہ عیال و اطفال رہتا تھا نہضت
فرمائی اور جب سواد شہر مین نواب بہادر کا ڈیرہ پڑا ایک معتمد کی زبانی مرار را
کو پیام بھیجا کہ اگر قلعہ گتّی اولیاے دولت کو تسلیم کردے تو تعلقہ سوندھ کہ مکار
سیر حاصل ہی اُسکے عوض مین اُسے عنایت ہوگا اور وہ تعلقہ صدمہ تاخت
و تاراج لشکر حیدری سے ہمیشہ محفوظ رہیگا لیکن راو موصوف نے مطلق
اِس نصیحت کو جو سراپا موجب اُسکی جمعیت خاطر کا تھا گوش ہوش
مین جا نہ دی نواب بہادر نے جب دیکھا کہ کام مدارا سے گذر چکا تب بہادران
لشکر شکن کو حکم فرمایا کہ قلعہ کو محاصرہ کرین بہادران نصرت شعار نے توپین قلعہ
کوب بلندی پر چڑھا پیام دندان شکن زبانی سفیران گولے کے متحصّنین قلعہ ک
بھیجا اور اُس طرف سے مرار راو بھی جسکا دماغ دود نخوت سے بھر رہا تھا اُسک
جواب وکیلان ہم جنس کے حوالہ کرتا تھا آخر کار جب مرار راو نے آتش دستبار
حیدری گولہ اندازون کی دیکھین اور معلوم کیا کہ گولون سے توپون اور غبار رو

کے ضررکی قلعہ کے مکانون اور رہنے والون کو پہنچتا ہی حفاظت کرنے مین برج وبارہ کے مشغول ہو جنگ کو طول دیے اور ہر روز خطوط پونان کو روانہ کر کے ان سے اعانت طلب کرنے لگا مگر جاسوسان حیدری مرار راو کے قاصدون کو معہ مراسلات گرفتار کر حضور مین لاتے آخرالامر جب ایّام محاصرہ طول کھینچا اور کسی طرف سے مدد و کمک نہ پہنچی اور تالاب کا پانی جو درمیان قلعے کے موجب زیست خلایق کا تھا خشک ہوگیا مرار راو عاجز ہو ایک وکیل اپنی جانب سے حضور مین نواب بہادر کے بھیج عفو جرایم کی استدعا کی نواب بہادر نے اُسکے حال زار پر رحم کر ایک عنایت نامہ مشعر نوید جان بخشی اُسی وکیل کے ہاتھ عنایت فرمایا تب مرار راو ایک پالکی پر سوار ہو چند خدمتگار ساتھ لیے لشکر ظفر پیکر مین آیا کارپردازان درگاہ نے حسب الحکم اُسکو ایک علیحدہ خیمہ مین اُترنے کو جگہہ دی اور بہادران قلعہ شکن نے بموجب ارشاد نواب ممدوح کے تھانہ قلعہ مین قایم کیا مرار راو نے ہر چند لجاجت کی اور مستدعی ملاقات کا ہوا دعوت اُسکی قرین اجابت نہوی بعد دو تین روز اُسکو بعزّت تمام معہ ناموس سرینگپتن کو روانہ کیا بعد اس فتح نمایان اور ضبط کرنے مال اموال کے نواب بہادر واسطے انتظام کرنے تعلّقہ سوندور کے متوجّہ ہوا انھین دنون جاسوسون نے یہہ عرض کی کہ پونان کے کارپردازون نے بسالت جنگ کے نوشتجات سے خبر محصور ہونے مرار راو کی سنکر چالیس ہزار سوار اُسکی کمک کے لئے روانہ کیے تھے جب وے قریب کورتک کے پہنچے خبر مسخّر ہونے قلعہ گتّی اور مرار راو کے مقیّد ہونے کی سنکر پونان کو پھر گئے اس مابین مین نواب بہادر کو محمد علی کمیدان کی طرف سے گونہ رنجش پیدا ہوئی سبب اُسکا یہہ تھا کہ طبیعت کمیدان کی مدّت سے اسراف پر مائل تھی اور چونکہ وہ کسیطرح

اپنی فضول خرچی سے دست بردار نہوتا تھا اور اکثر بے اجازت سرکاری اموال کو بیجا صرف کرتا چشم نمائی اُسکی واجب جان رسالہ داری سے اُسے معزول کر وظیفہ شایستہ ماہواری اُسکے لئے مقرّر فرمایا اس عرصے مین قلعہ ہرپل اور تعلّقہ نیگت گری جو مرار راو نے بزور راجہ کے تصرّف سے نکال اپنے قبضے مین لایا تھا اولیاے دولت خداداد کے ضبط مین آیا؛

مسخّر ہونا چیتل درگ اور گرفتار ہونا راجہ کا معہ دیگر سوانح جو ایک ہزار یکسو اسّی ہجری مین واقع ہوے

اگلے دنون مین جب نواب بہادر منطفی کرنے مین نائرہ فساد الکھوپیشواکے تعلّق خاطر رکھتا تھا ایک شخص کارپردازون سے ہرپن ہلی کے جو نواختہ وپرداختہ راجہ چیتل درگ کا اور حالات لشکر وذخایر واموال سے اُسکے واقف تھا اپنے آقا سے بغاوت کر حضور مین آیا یہ شخص ہمیشہ اُس راجہ کی شکست مین سعی اور نواب ممدوح کو واسطے تسخیر کرنے چیتل درگ کے ترغیب وتحریص کیا کرتا چنانچہ نواب بہادر نے ہیبت جنگ بخشی کو معہ فوج اُس طرف روانہ فرمایا چنانچہ تفصیل اس واقعے کی اوراق سابق مین مبیّن ہوئی ہی بعد چند روز کے راجہ نے چیتل درگ کے اُس شخص کے رہنے کو جو اُسکے راز کا غمّاز تھا حضور مین نواب بہادر کے موجب زوال اپنی دولت کا جان ایک عرضداشت اِس مضمون کی ارسال کی کہ اگر وہ شخص حضور سے یہان بھیج دیا جاے تو مین پیشکش لایق حضور مین گذرانونگا نواب بہادر نے راجہ کے معروضہ کو قرین صدق تصوّر کر اُس کارپرداز کو مرزبان ایلچی کے ساتھ رخصت

فرمایا جب وہ کار پرداز خدمت مین شوم شنکر راجہ چیتل درگ کے پہنچا راجہ نے
بلے اُسکی استمالت کے لئے ایک خلعت گران معہ مالۂ مروارید وپدک الماس
وغیرہ عطا کر تمامی امور مالی و ملکی پر اپنے اُسکو اختیار دیا چونکہ وہ تنگ ظرف
و کم حوصلہ تھا چند روزہی کے عرصے مین اکثر آدمیونکو بے آبرو کیا راجہ اگرچہ اُسکے
تعدّی سے تنگ تھا پر اغماض کر جویاے فرصت کار رہا جب بیباکی و سفّاکی
اِس کار پرداز کی نہایت کو پہنچی اُسکو ایکدن بڑے تپاک سے اپنے حضور
مین بلا کر عیّارونکو اِشارہ کیا کہ اُسے قتل کرین پر اِس اندیشہ سے کہ ایسا نہو
کہ اُس کار پرداز کے مارے جانے کی خبر سنکر غضب حیدری مشتعل ہو اپنے
اُنگلی کاٹ لباس خون آلودہ کر انچی کے مرزبان کو فی الفور اپنے پاس بلا یہہ
ظاہر کیا کہ اِس کار پرداز نے حق نمک فراموش کر مجھپر خنجر چلایا تھا جسّے میرا
ہاتھ زخمی ہوا مگر میرے نوکرون نے چالاکی کر مجھکو اُسکے شر سے بچایا اور
اُس وخیم العاقبت کو جہنّم مین بھیجا لازم ہی کہ اب تم مہربانی کی راہ سے
حضور مین نواب بہادر کے اِس روداد سے اطّلاع دو اور بے تقصیری
میری ظاہر کرو جب یہہ واقعہ زمیندار انچی کے معروضہ سے نواب بہادر
کو پہنچا بہ سبب اشتغال نظم و نسق پرگنات اور قلعجات اُس نواح کے
اغماض فرما راجہ چیتل درگ کا سزا دینا دوسرے وقت پر ملتوی رکھا تھا
اِن دنون کہ تنظیم و تنسیق سے مہمّات ملکی کے فراغت حاصل و عنایت
ایزدی ہر صورت سے شامل حال تھی نواب بہادر نے فیض اللہ خان سپہدار کو واسطے
گوشمال اُس راجہ کے معہ فوج کثیر رخصت کیا خان موصوف نے بے لڑتے
بھڑتے اُس سفیہ ناعاقبت اندیش کو طرف مسلک سلامتی کے رہبری کی
تا اُسنے ایک ہزار اشرفی و ستّر ہزار روپیہ بابت جرمانۂ گستاخی علاوہ

پیشکش مقرری کے دینا قبول کیا جب یہہ سب باتین فیض اللہ خان کے معروضہ سے حضور مین منکشف ہوئین اُس ریاست قدیم کی بحالی منظور نظر ایک خلعت معہ سند بحالی ملک سابق دستور اُس راجہ کو عنایت کیا اور یہہ حکم دیا کہ راجہ ایک فوج اپنی طرف سے لشکر ظفر پیکر مین متعین رکھے جب اُس راجہ کو یہہ سند بحالی کی پہنچی خوش و خرم اپنے دار الحکومت مین قیام کر دو ہزار پیادے اور چھہ سو سوار اُردوے معلّی کو روانہ کیا جب نواب بہادر کو گوری کوتہ و مکابل و دوبری وغیرہ کی تسخیر سے فراغت حاصل ہوئی اور اپنے تھانے وہان بٹھا چکا تب راجہ چیتل درگ کو حضور مین طلب کیا راجہ حیلہ جو نے ناموجہ عذرون کو پیش کر حاضر ہونے سے تقاعد کیا نواب حیدر دل نے اور راجون کی معرفت جو لشکر فیروزی اثر مین حاضر تھے اُس راجہ سفیہ کو یہہ کہلا بھیجا کہ خیریت اُسکی اسی مین ہی کہ قلعہ چیتل درگ کو تسلیم کر خود حلقہ اطاعت کا کان مین ڈال معسکر نصرت اثر مین حاضر ہوے اور پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر پر جو اُسکو عنایت ہوگی قناعت کرے مگر اُس ابلہ نے قلعہ کی متانت و اذوقہ کی کثرت و طیاری آلات حرب پر مغرور ہو گوہر مواعظ کو گوش رضا مین جگہہ نہ دی اور دوسرے ہندو سردارون کو جو موافق اپنی آئین کے جنگ کرنے کو ساتھہ اہل اسلام کے موجب مثوبات اخروی تصور کرتے تھے اپنے ساتھہ متفق و ہم عہد کیا اور پہارون کی گھاتیون کو اپنے پیادون سے مضبوط کر خود استحکام دینے مین برج و بارہ قلعے کے مشغول ہوا جب یہہ وقائع ناملایم حضور مین معروض ہوے نواب بہادر معہ توپ خانۂ آتش بار و افواج خونخوار اُس طرف متوجہ ہوا اور عرصے مین ایک سال کے مساعی جمیلہ کشورکشائی سے ہزارہا ہزار کفّار نابکار کو تہ تیغ کر تمامی کمین گاہ اطراف قلعہ

کو اپنے قبضے تصرف مین لا قریب قلعہ کے پہنچکر نزول فرمایا اور حسب الفرمان بہادران
قلعہ شکن نے اُس حصار فلک آثار کو محاصرہ کرتوپ مارنی شروع کر دی ہر روز قلعہ سے
ایک گروہ جانبازون کا باہر نکل کر داد مردانگی کی دیتا تھا اگرچہ لشکر قاہرہ کے بیلدارون نے
اطراف قلعہ کے درختون کو کاٹ محصورین کے نکلنے کی راہ برخار بست مستحکم
کھینچا تھا اور گولندازان جابکدست نے ایک چھوٹے پہاڑ پر جو قلعہ کی اُتر جانب
تھا توپین چڑھائین پر ہر روز جس قدر یے لوگ دیوار قلعہ کی منہدم کرتے محصورین
شب باشب دیوار جدید بنالیتے اور گاہ گاہ شب کو حیدری مورچون پر پہنچ کر شربت
شہادت غازیون کو پلاتے اور شہیدون کے سرون سے مالا بنا اپنے گلون
مین پہنتے اور راجہ سے اُسکا انعام و صلہ لیتے تھے نواب بہادر نے بسبب زیادہ
طول کھینچنے عرصے محاصرے اور فتح نہ ہونے قلعہ کے محمد علی کمیدان کے احضار
کا حکم دیا کمیدان مذکور نے فوراً حاضر ہو شرف قدم بوسی حاصل کیا نواب
بہادر نے حاضرین سے مخاطب ہو فرمایا کہ محمد علی گھوڑے ٹہنی فقیرون کو دیتا ہی
پس ہم غازیون اور مجاہدون کو جو تیغ زنی کرتے ہین کیا دین کمیدان نے زمین
ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ اِس سے کیا بہتر ہی کہ مجھسا کمترین بندگان سرکار
دولت مدار گھوڑے ٹہنی فقیرون کو دے اور خداوند نعمت منصب و جاگیر
جنکا بخشنا حضور ہی سے متعلق ہی غازیون اور مجاہدون کو عطا فرمائین نواب
بہادر نے یہ جواب سن تبسم فرمایا اور محمد علی کو بعطای خلعت فاخرہ معہ
پدک مرصع و مالا مروارید پیش بہا سرفراز اور فی نفر دو روپی اضافہ
ماہواری اُسکے سپاہیون کا کر واسطے تسخیر کرنے قلعہ کے حکم دیا چون
محمد علی کو فقیرون کی صحبت کے فیض سے چندان دل بستگی دنیا کی مال سے
نہ تھی بمجرد پہنچنیکے اپنے خیمہ مین سب اجناس و اشیا کو جو حضور سے انعام پایا

وہان پہنچکر دوستون فقیرون اور سپاہیون کی ضیافت کی اور فقرا سے ہمت طلب کر مسلّح ہو اپنی فوج سمیت اُسی شب کو ایک مکان پر جو قلعہ کی حفاظت کے واسطے اُس سے زیادہ مستحکم کوئی مقام نہ تھا حملہ کر تصرّف مین لایا اگرچہ جماعۂ مخالف نے کوشش مین قصور نہ کیا مگر بہادران اسلام کے ہاتھ سے یہان تک عاجز ہوے کہ قلعے سے نکل آئے اور لڑنا موقوف کیا جب بہادران لشکر ظفر اثر قریب قلعے کے پہنچے ترس و ہراس محصورون کی خاطر پر اِس قدر غالب ہوا کہ گروہ گروہ لکڑی گھاس وغیرہ سامان خوراک لانے کے بہانے قلعے سے نکل لشکر حیدری مین داخل ہو سایۂ عاطفت مین رہنے لگے لیکن قریب چھہ ہزار پیادے کے جو ہم جنس راجہ اور قدیم الایّام سے اُسکے نمک خوار تھے جان سے ہاتھ دھو قلعے کے برجون کی پناہ سے عسکر حیدری کو ہنوز صدمہ پہنچاتے تھے جب عرصہ دراز منقضی ہوا نواب بہادر پانچ ہزار پیادے کرناٹکی دو ہزار سپاہی و ایک ہزار سوار واسطے تاخت و تاراج نواح قلعے کے تعین فرما خود بدولت وہان سے کوچ کر چار فرسنگ پر خیمے قایم کئے علّت غائی اِس ارادے کی یہہ تھی کہ اگر راجہ نیپ بالکانہ قلعے سے نکل میدان مین آوے تو یکبارگی حملہ کر اُسکو اسیر کرلین اِسی عرصے مین یہہ قضیہ اتّفاقی وقوع مین آیا کہ راجہ کا سسرا اور اُسکے دو لڑکے جو اُسکے ساتھہ قلعے مین محصور تھے ایک روز وہ دونون لڑکے چند سوار و پیادون کے ساتھہ واسطے پرستش کے ایک بتخانے مین جو قلعے کے باہر ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا گئے فتنہ انگیز غمّازون نے راجہ سے یہہ ظاہر کیا کہ تمھارے دونون نسبتی بھائی واسطے ملازمت نواب بہادر کے گئے ہین راجہ نے اِس بات کے سنتے ہی بے تامّل اپنے بے گناہ سسرے کا سر کاٹ ڈالا اور مال و اسباب اُسکا لوٹ اُسکے گھر کو

جلا دیا جب یہ واقعہ جگر سوز اُن دونون برادر نے سنا اپنے مشیر کار سے
مشورت کر لشکر مین نواب بہادر کے پہنچے تب نواب بہادر نے اُنکی بیچارگی
پر ترحّم فرما معرفت راجہ ہربن ہلّی کے دونون بھائیونکو حضور مین بلا دو خلعت
فاخرہ معہ جواہر گران بہا دونونکو عنایت کیا اور ساتھ بخشنے سند بحالی تعلّقہ
موروثی کے اُنھون کو امیدوار فرمایا جب اُنکو اطمینان حاصل ہوا فوج حیدری
کو ساتھ لے ایک راہ سے جو بخیلون کے دل سے بھی زیادہ تنگ اور کاکل سے
عنبرین مویون کے زیادہ پرپیچ تھی چوٹیون پر جبال فلک تمثال کے چڑھ گئے
غازیان شیر صولت نے ایک ہفتے تک محنت رات و دن کی اختیار کر بڑے
بڑے پتھر غبّارون سے اُڑا کر بہتونکو ہستی سے سبکدوش کیا اور ہر طرف
گلہ از برق سے آگ باروت کے مخالفین کی آنکھونکو خیرہ کرنے اور جو قلعے
سے نکل گریز کا عزم کرتے سپاہ حیدری اُنکے سلاح و اموال چھین لیتی جب
مخالفین کی پریشانی حد سے گذری اور غلغلہ اُنکی فریاد و فغان کا راجہ کو پہنچا
جوش جہالت سے مسلّح ہو جب قلعے سے نکلا تو کیا دیکھا کہ اُسکے کام کے
لوگ سب کام آئے اور اُسکے لشکر کے سب نامدار غازیون کے ہاتھ کی
ضرب کھا خاک پر اکثر تو بے حس و حرکت اور بعضے زندہ زخمون کے درد سے
بیقرار لوٹ رہے ہیین اور باقی فرار پر مستعد ہیین راجہ نے ہر چند کہا کہ یارو
کہان بھاگے جاتے ہو پھرو ٹھہرو لیکن کسی نے نہ سنا اور ہر ایک نے اپنی راہ
لی اِس اثنا مین محمد علی کمیدان ساتھ بہادران لشکر نصرت قرین کے بے ممانعت
اغیار درمیان قلعے کے جا داخل ہوا اور راجہ کی حرم سرا اور سب کارخانون پر
اُسکے اپنے محافظ معتمد بیٹھا راجہ کو ساتھ لے بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا نواب
بہادر نے راجہ کو معہ اُسکے لواحق سر برنگپٹن کو روانہ کر شادیانہ فتح کا بجوا

محمد علی کمیدان کا پایۂ عزّت و اعتبار بلند کیا اور اُن مجاہدین کو جنھون نے قلعے کے فتح کرنے مین داد شجاعت کی دی انعام شایستہ عطا فرما خوشدل کیا۔

فتح کرنا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ کنچی کوٹہ وغیرہ کو اور گرفتار ہونا نواب حلیم خان حاکم کرپہ کا اور تباہ ہونا اُس خاندان کا

جب نواب بہادر نے بعد کد و کاوش تین برس کے ایک ہزار ایک سو نوّے ہجری مین تسخیر سے قلعے چیتل درگ کے اور انتظام سے اُس نواح کے فراغ کلی حاصل فرمایا خاطر عاطر مین گذرا کہ دولت خواہون کے طلاے اخلاص کو امتحان کی کسوتی پر جانچیئے اور مکنون ضمیر معاندان اس دولت خداداد کو معلوم کیجیئے چنانچہ اسی جہت سے دو تین روز تک اپنے تئین بیمار مشہور کر خیمۂ خلوت سے باہر نہ آیا اور امیرون نے موافق حکم کے اُسکے انتقال کی خبر اس جہان فانی سے شائع کر ایک صندوق مخمل سیاہ سے منڈھ عنبر و کافور سے اندودہ اور معطّر کر مولودخوانون کے ساتھ سرینگپٹن کو روانہ کیا اگرچہ اس عرصے مین اہل کاران خردمند نے ضبط و ربط مہمّات مین ایسی چوکسی کی کہ امور ملکی و مالی مین مطلق خلل واقع نہ ہوا مگر لشکر کے لوگ جو شمار سے باہر تھے تابوت کو دیکھ سر پیٹنے اور واویلا کرنے لگے جب اس واقعہ ناملایم کی خبر منتشر ہوئی سب امیران دولت خواہ اطراف و جوانب کے عزاداری مین مشغول ہوے مگر نواب حلیم خان حاکم نے کرپے کے جو نواب بہادر کی طرف سے دل مین کینہ رکھتا تھا اس خبر کے سنتے ہی سجدۂ شکر ادا کر قسم قسم کی شیرینی اپنے تمام شہر

والون پر تقسیم کی اور شادیانے بجوائے جب یہ خبر نواب بہادر کو
پہنچی نائرہ غضب حیدری مشتعل ہوا اور جیسے خورشید نیم روز
ابر کے پردے سے ناگاہ نکل آتا ہی خلوت سے ساتھ کمال جاہ و جلال کے
برآمد ہو سرداران لشکر اور قلعہ داران اطراف کو جنھون سے آثار
نمک حلالی و اخلاص کیشی کے ظہور مین آئے تھے خوش دل و مطمئن ہو فرا خور
حال ہر ایک کے خلعت فاخرہ و جواہر و اسپ و فیل و سلاح و جاگیر عنایت فرمایا اور
پیش خیمہ کڑپے کی طرف روانہ کیا اس اثنا مین میر علی رضا خان کی عرضداشت
سے یہ منکشف ہوا کہ نواب حلیم خان جمع کرنے مین سپاہ و آلات حرب و پیکار
کے مشغول ہی اس مضمون کے دریافت ہونے سے دریاے غضب حیدری
کا اور بھی جوش مین آیا فوراً مع فوج دریاموج کڑپے کی طرف نہضت فرمائی
نواب حلیم خان نے جب اس سیل جوشان کو اپنی طرف متوجہ دیکھا گھبرا کر
محمد غیاث نام ایک معتمد کو سفارت کے عہدے پر حضور مین بھیجا اُس
سفیر کاردان نے سعادت باریابی کی حاصل کر چاہا کہ کسی طرح بھڑکی ہوئی آتش
غضب حیدری کو تسکین دیکر آشتی و صلح کی بنا بدستور سابق مستحکم کرے لیکن چونکہ
مکنون ضمیر حلیم خان کا تمام فاش ہو چکا تھا نواب بہادر نے چین بجبین
ہو کر وکیل سے یون کہا کہ حلیم خان نے ہمارے حقوق سابق کو خوب ادا کیا د
دوستی و محبّت کی خوب ہی داد دی سبحان اللہ جب ہمارے انتقال کی خبر سنی
شیرینی تقسیم کی اور نوبت بجائی اب تو جا کر اپنے موکّل سے کہہ کہ اب
وقت صلح کا گیا جنگ کا سامان طیّار کرے کہ ہم پہنچتے ہین محمد غیاث نے جب
دیکھا کہ نواب بہادر کے غضب کی آتش تسکین پانے والی نہین ناچار بے نیل
مقصود وہان سے پھرا اور جو کچھ دیکھا سنا تھا اپنے آقا سے بیان کیا بعد چند روز کے

یہ خبر پہنچی کہ نواب حلیم خان نے فوج کو اپنے بھتیجون کی سر کردگی مین دھور کی طرف بھیجی تھی میر علی رضا خان سے جنگ واقع ہوئی اور افغان غالب رہے نواب بہادر نے اِس خبر کو سن اُسطرف کو تاخت کی اور صاعقے کی طرح شب تار مین دشمن پر جا گرا شمشیر ین برق کے مانند چمکنے لگین اور بان شہاب ثاقب کے طرح گرے،

نظم

عدو بخت خوابیدہ پر ناگہان ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وہان
اجل جو کمینگاہ مین تھی کہین سو وہ آگئی اُن کے سر پر وہین
وہان برق شمشیر جسپر گری جلی زیست کی اُسکی کھیتی ہری

برادر زادون نے حلیم خان کے جب شیرازہ اپنی فوج کا ٹوٹا دیکھا نا تجربہ کاری سے پانون جرأت کا قایم کیا اور جہان تک ہوسکا جنگ کی آخر کار جب ابواب بلا کو ہر چہار طرف سے کشادہ دیکھا ہاتھیون پر چڑھ کر چلے کی راہ لی نواب بہادر نے خود بدولت معہ سواران تیز جلو اُنھون کی تعاقب کی اور جسوقت چار فرسنگ راہ طی ہوئی اور سواری خاص قریب آبادی بانس ہلّی کے پہنچی صبح روشن ہوئی اور صورت خویش وبیگانے کی معلوم ہونے لگی تب دشمنون کو ہر طرف سے گھیر بازار ستیز وآویز گرم کیا افاغنہ اگرچہ کمتر تھے مگر چونکہ تقدیر نے دماغ کو اُس قوم کے نخوت سے بھر دیا تھی مطلق کثرت سے فوج حیدری کے ہراسان نہوے اور ضرب تیغ دودستی سے میدان پیکار کو نمودار لالہ زار بنادیا حلیم خان کے بھتیجون نے بھی داد تیر اندازی کی دی کوئی دقیقہ تہوّر سے باقی نہ چھوڑا طلوع آفتاب سے دوپہر تک جنگ قایم رہی یہان تک کہ دو ہزار جوان فوج حیدری سے کام آئے آخر کار باقی افاغنہ ایک قلعے مین جو راہ کے قریب

تھا جا کر پناہ لی پر گولندازان حیدری نے حسب الامر توپین لگا گولون سے حصار کی دیوار گرادی بہادران مظفّر نے بہتون کو تہ تیغ کیا اور بقیّۃ السیف نین سو جوان زندہ اسیر ہوئے شادیانے فتح کے بجنے لگے نواب بہادر نے بعد ضبط غنایم کے وہان سے پیشتر کوچ فرمایا اور ایک ہی حملہ رستمانہ مین شہر کرپے کو مسخّر کر کارپردازان درگاہ کو فرمایا کہ دونون برادرزادون کو حلیم خان کے علحدہ خیمے مین اور باقی اسیران افاغنہ کو اور خیمون مین نظر بند رکھین اور جوانان پردل اُن کے محافظ رہین علی الصّباح نواب بہادر نے ابو محمد کو جو ملازم قدیم اور سردار چوبدارون کا تھا حکم فرمایا کہ حلیم خان کے برادرزادون پاس جا نرمی اور چرب زبانی کے ساتھ اُنسے سلاح دستیاب کرے حسب الحکم اُسنے اُن ناتجربہ کارون کے پاس جا ظاہر کیا کہ نواب بہادر کو دیکھنے سے تمھاری جلادت و تہوّر کے ایسا منظور رہی کہ تم دونون کو عمدہ کامون پر سرفراز فرماوے اس صورت مین سلاحون کا اپنے پاس رکھنا باعث بدگمانی ہی لازمہ دانائی یہہ ہی کہ اُنھین مجھکو دیجئے تا حضور مین پہنچا دون اور خاطر سے نواب بہادر کے دغدغہ عناد و اندیشہٗ فساد کو رفع کرون اُن جوانون نے باقتضاے بہالت جبلّی یہہ کہا کہ عمر گذشتہ کی خبر و خوبی کا پھر حاصل ہونا تو معلوم بالفعل جب تک جان تن مین ہی ہم سے سلاحون کے لینے کی توقّع نہ رکھنا چاہئے جب ابو محمد نے یہہ جواب ناصواب حضور مین عرض کیا تب ایک جماعت پیادگان نیزہ گذار اور بندوقچیان قادر انداز کو یہہ حکم ہوا کہ وے اپنے رعب و ہیبت کو اُن پر ظاہر کرین شاید اِس جہت سے وے ہتھیار حوالے کرین جونہین پیادے اُس خیمے کے نزدیک پہنچے وے سب جان شیرین سے ہاتھ دھو لڑنے پر مستعد ہو گئے اور اُن مین سے جبّار خان و رحمان خان

و ستّار خان و قادر خان نے جو چار برادر حقیقی اور نواب عبدالرّزاق خان
دولت زئی کے بیتے تھے تلوارین میان سے کھینچکر نیزہ دارون اور تفنگچیون
پر حملہ کیا اور کتنے آدمیون کو قتل کر نواب کے خیمے پر آ گرے دربانون کے ہاتھ
سے تین شخص تو مارے گئے پر جو تھے نے جو نہین جرأت کر طرف خلوت خانے کے
جہان نواب بہادر بیتھا تھا قدم بڑھایا او ہمین ایک ملازم حضور نے اُسکو بھی
بارہ ستی سے سبکدوش کیا نواب بہادر نے جب جرأت و جہالت اُن چارون کی
دیکھی اُس قول مشہور پر عمل کر کہ ریاست بے سیاست نہین ہوتی اِن سبھونکے
قتل کا حکم دیا چنانچہ وے سب فوراً مارے گئے مگر وے چند نفر جنھون نے اپنے
تئین شیخ و سیّد ظاہر کیا تھا اُس سیاست عام سے بچگئے تب نواب بہادر نے
واسطے حفاظت شہر کے ایک جماعت سوار اور پیادون کی تعین فرمائی اور
سواران یغما گر کو حکم دیا کہ سدھوت پر جو حلیم خان کا مامن ہی تاخت کرین مگر خان
مذکور سوارون کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی فوج کی تباہی اور مارا جانا برادرزادون کا
مع سردارون کے ساتھ اور دخل حیدری مین آنا شہر کڑپے کا سن برج و بارہ
قلعہ سدھوت کو مستحکم کر شہر مین منادے کردی کہ سب ملازم و رعایا اور
شہر کے رہنے والے رات کو اپنے مال و ناموس قلعہ چیتل مین جو مقام محفوظ ہی
لیجاوین جب سب لوگ اپنے اسباب و ناموس لیجانے لگے حلیم خان نے زر و
جواہر اپنا بھی شہروالون کے اسباب کے ساتھ قلعے سے نکال روانہ کیا جب یہ
خبر سواران یغماگر حیدری نے سنی جلد گھوڑے اُٹھا اُٹھا راہ مین اِس
خوان یغما پر جا پہنچے بہتون کو قتل کیا اور باقیون کو اسیر کر دوسرے روز حضور مین
مع اموال مغروقہ حاضر ہوے نواب بہادر نے اُن سوارون کو بہت سا انعام و صلہ
عطا کر سدھوت کو نہضت فرما جلد اُس حصار کو محاصرہ کیا نواب حلیم خان

مجبور ہو محمد غیاث کو دوسری بار واسطے دریوزہ عفو جرایم کے روانہ کیا۔ خیر مذکور
حضور مین آمنت و سماجت نواب حلیم خان کی طرف سے ساتھ ایسی
خوش بیانی کے پایہ عرض مین لایا کہ فوراً دریاے کرم و ترحم حیدری جوش مین آیا
اور زبان گوہر فشان سے یہ ارشاد ہوا کہ اگرچہ گناہ حلیم خان کا قابلِ عفو نہین مگر
عاجز نوازی کے رو سے یہ حکم کیا جاتا ہی کہ اگر اُسکو اپنے جان کی سلامتی اور
ناموس و ملک کی حفاظت منظور ہی تو قلعہ گنجی کوٹے کی کلید اور دس لاکھ روپیہ
سرکار مین داخل کرے نہین تو پھر پشیمانی کچھ فایدہ نہ بخشے گی محمد غیاث نے اپنے موکل
کو نواب بہادر کے پیام سے آگاہ کیا مگر چونکہ سرانجام دس لاکھ روپیہ کا حلیم خان
کی طاقت سے باہر تھا اس سبب اُسنے لب کو اپنے لا و نعم سے آشنا نکیا جب
عرصہ تین چار روز کا منقضی ہوا اور اُس گنبد بے در سے کسی طرح کی آواز نہ آئی
مادہ غضب نواب بہادر کا ہیجان مین آیا میر علی رضا خان کو ساتھ افواج قاہرہ کے
واسطے فتح کرنے قلعہ گنجی کوٹے کے حکم دیا خان مذکور منزل مقصود کو پہنچ ایک ہفتے
کے عرصے مین قلعے کو ساتھ کلید شمشیر و خنجر خارا شگاف تدبیر کے فتح کر عرضداشت
متضمن نوید فتح حضور مین بھیجا اس نوید کے پہنچتے ہی واسطے شلک مبارکباد
کے حکم ہوا اور امین کالدار واسطے انتظام کے وہان روانہ کیا اور میر علی رضا
خان کو حضور مین بلا کر مورد نوازشات فرمایا جب یہ خبر نواب حلیم خان کو پہنچی
ماہی بے آب کی طرح مضطر ہو اپنے دیوان عبدالرسول خان کو محمد غیاث کے
ساتھ تیسری بار واسطے طلب عفو کے روانہ کیا اُن دونون نے حضور مین
آکر عرض کی کہ حلیم خان غایت ندامت سے عرق انفعال مین غرق ہو رہا ہی
اور اصلا درگاہ مین حاضر ہونے کا ارادہ نہین کرتا سب اپنے عیال و اطفال کو
ایک حجرے مین جمع کر نیچے بارود بچھا توڑا ہاتھ مین لیے مستعد ہی کہ

باروت کو دیکھاوے اگر حضور سے از راہ عاجز نوازی نوید امانِ جان و ناموس
کی اُسکے کان مین پڑے تو اُسکی کشتی حیات اور اُسکے عیال و اطفال غرقاب
بلا سے ساحل نجات کو پہنچتے ہین نہین تو آتش غضب حیدری سے طرفۃ العین مین
جلکر خاکستر ہو جاوینگے نواب بہادر اگرچہ وجود حلیم خان کو خار دامنگیر اپنی ریاست
کا جانتا تھا تو بھی ہلاک ہونا اُسکا معہ قبائل طبع رحیم پر اُسکے گوارا نہوا
اور عبد الرّسول خان و محمد غیاث کو یہہ ارشاد فرمایا کہ چونکہ ملک و دولت
دنیا معرض زوال مین ہی اور سوائے ثبت کرنے اپنے نام کے نگینے پر روزگار
کے کوئی اور امر ہمین منظور نہین اگر حلیم خان خواہان امان مال و جان کا ہی اُسکو
چاہیے کہ ہماری افواج قاہرہ کو قلعے مین جانے دے تا وے نشان حیدری اُسپر بلند کر
فتح کا نقّارا بجاوین اگر اِس امر مین تمہارے موکّل سے اطاعت وقوع مین آوے
تو البتّہ خط عفو کا اُسکے جریدۂ جرایم پر کھنچا جائیگا سفیرون نے جب یہہ نوید پائی
قلعے مین جا حلیم خان کو سنائی چونکہ اُسکے عقل کا چراغ صرصر حوادث سے گل
ہو گیا تھا اور بموجب تاکید اپنے پیر روشن ضمیر کے جسکا نام رزّاق شاہ تھا
اُسنے تمامی محافظان قلعہ اور سرداران افاغنہ کو جو طالب نام و ننگ و خواہان
جنگ کے تھے قلعے کے باہر بھیجا اُس جماعت کے باہر نکلتے ہی چار ہزار سپاہی جرّار
معہ دو نشان ظفر توأمان حسب الحکم نواب بہادر کے قلعے مین داخل ہو حلیم خان کو
جو دیوان خانے مین سنگ فرش کی مانند مسند پر عالم سکوت مین بیٹھا ہوا تھا جا
گھیرا بہادران قانون شناس نے دروازون پر حصار و حرم سرا و کارخانجات کے محافظ
معتمد تعین کر خان کو پالکی مین بیٹھا بارگاہ حیدری مین لائے نواب بہادر نے خان ذی
شان کو معہ اہل حرم علحدہ خیمون مین ساتھ عزّت و آبرو کے رکھا میر علی رضا خان
کو واسطے حفاظت و انتظام شہر کرنے کے سرفراز فرما خود ساتھ فتح و فیروزی

کے طرف دار الامارت سر برنگپٹن کے کوچ کیا اور منزل مقصود مین پہنچ
منتظرو کے دیدۂ انتظار کو نور اور سینہ کو سرور عطا فرما کار پردازون کو یہ حکم
دیا کہ نواب حلیم خان کو معہ اُسکے توابع و لواحق شہر گنجام مین عزّت و
احترام کے ساتھہ رکھین اور ضروریات و لوازم مایحتاج مین کسی طرح کی
تصدیع و تکلیف اُسے نہ پہنچے چنانچہ خان مذکور نے اُس مقام مین چند روز کے
بعد رحلت کی اور تبعہ و لحقہ نے اُسکے بھی ایک بعد دوسرے کے انتقال کر
کشاکش مکروہات دنیاوی سے مخلصی پائی؛

فوج کشی کرنا نواب حیدرعلی خان بہادر کا پائین گھاٹ بر بموجب ترغیب و تحریض نواب نظام علی خان ناظم حیدرآباد اور فرمان روائے ریاست پونا ان کے

ہر چند داناؤن نے بغض و عناد و حسد و حرص کو خصال رذیلہ و افعال ذمیمہ مین
شمار کیا ہی مگر اہل دولت اور جاہ طلبون کو واسطے توفیر خزانے و تکثیر
اسباب جاہ و حشمت کے اِن ذمایم کے ارتکاب کرنے سے چارہ
نہین بلکہ لاکھون آدمی کا قتل کرنا اور عالم مین سراسر قہر کے طوفان بلا کا
اُٹھانا لوازم سے اُلوالعزمی کے سمجھتے ہین در ینولا کہ دولت و اقبال نے
مانند بندگان حلقہ بگوش کے جبین عجز و نیاز آستانہ حیدری پر رکھا تھا اور
فتح و نصرت ملازمان خدمت گزار کے مانند بارگاہ مین اُسکے حاضر رہتی جس طرف
فوج ظفر موج اُسکی متوجّہ ہوتی فتح و فیروزی ہمراہ و ترقی اور جو سردار گردن
اُسکی اطاعت سے موڑتا جلاد قضا وہین اُسے مرتد ورنا تھا سارے حکّام اطراف

کے اُسکی جاہ و حشمت روز افزون کی ترقی دیکھکر علی العموم خار کھاتے اور حسد کرتے علی الخصوص ناظم حیدرآباد و حاکم پونان جو دولت نواب حیدر علی خان بہادر کے کمال کو اپنی شوکت کا زوال سمجھتے تھے اِس واسطے باہم متفق ہو شب و روز اِسی تدبیر مین رہتے کہ کسی طور سے ریاست و دولت حیدری کی اساس کو متزلزل کرین اور چونکہ اُنکو یہہ یقین تھا کہ نواب بہادر سے میدان مین مقابلہ و جنگ کرکے عہدہ برآنہ ہوسکینگے لہذا ارادہ لڑنیکا بھی اُس سے نہ کرسکتے تھے آخرکار بعد بہت سے تامّل و تفکّر کے اُن دونون کی راے اِس امر پر قرار پائی کہ چونکہ شدید بزہمّت و شجاعت صاحبان انگریز بہادر میدان کشور کشائی مین گرم ہے اور توپ خانہ آتشبار اُنکا خرمن سوز و بلا انگیز ہی اِس صورت مین مصلحت یہہ ہی کہ نواب بہادر کو واسطے جنگ صاحبان انگریز کے ترغیب دیجئے اور خود دست بردسے دونون سردار خون خوار کے محفوظ و تماشائی رہکر بستر راحت پر آسایش کیجئے یہہ تدبیر ٹھہرا ناظم حیدرآباد و فرمان رواے پونان نے متفق ہو کر ایک مکتوب تحایف و نوادر سمیت حضور مین نواب حیدر علی خان بہادر کے اِس مضمون کا بھیجا کہ تسلّط صاحبان انگریز کا اِس ملک مین بہت بڑہا ہی اور آخرکار منجر طرف فساد عظیم کے ہوگا اور چونکہ ملک وسیع بنگالے کا ہمّت اور شجاعت کے سبب قبضۂ اختیار مین اِس گروہ کے آگیا ہی اور حاکم نے ملک پائین گھاٹ کے زبردست سمجھ اُن کی حمایت لی ہی یقین ہی کہ اب وے ہاتھ تصرّف و تغلّب کا اقلیم بر بالا گھاٹ و پونان و حیدرآباد کے بھی دراز کرینگے اسواسطے لازمۂ ہوشمندی کا یہہ ہی کہ اِس سیلاب بلا کے آنے سے پہلے ہی ایک سد باندھا چاہئے اور چونکہ وہ گروہ قابو جورا گھو شقی کی حمایت پر جسنے اپنے برادرزادے رشید کو خنجر بیداد سے ذبح کیا مشغول ہی

اس سبب اختلال کلّی ریاست یونان مین واقع ہوا ہی ان سب وجوہات پر نظر کر
ہم نے ارادہ مسخر کرنے بندر بمبئی کا جو انگریزونکے جہازونکا مقر و لنگرگاہ ہی مصمم
کیا ہی امید ہی کہ آپ بھی اس معاملے مین ہمارے شریک و موافق ہون نواب بہادر نے
ان باتونکو خوب ملاحظہ مین لا دونون سردارونکو یہہ لکھا چونکہ آپ دونون صاحبون نے اپنے
مہمّات مالی وملکی کو اختیار مین کارپردازان نادان کے چھوڑ دیا ہی اسی سبب سے
امور آپ کے سب برہم درہم ہو رہے ہین اور تجربون سے یہہ بات
معلوم ہوئی ہی کہ آپ لوگون کے عہد و پیمان پر وثوق کرنا نادانی سے خالی نہین
اور حال آپ کے فوجون کا یہہ ہی کہ جنگ کے وقت نام و ننگ کی
پاس داری مین مطلق کوشش نہین کرتین اور مشقّت و زحمت کی زنہار
متحمل نہین ہوتین اور بکمال خوف وہراس کی جہت سے اپنی جان بچا میدان
جنگ سے کنارہ کرتی ہین اور ساتھ جن لوگون کے کہ ارادہ مخاصمت و منازعت
کا پیش نہاد خاطر عاطر ہی وے لوگ ایک دل و ایک زبان ہین ہر لمحہ اپنے
کام مین ہوشیار ظاہرا اگرچہ کم دکھائی دیتے ہین پر حقیقت مین بہت ہین
اس سبب سے کہ اُن مین جوش و حمیت مردانگی ہی بھاگنے کو عار جانتے اور
جام ہمّت و بزدلی سے ایسے ملت ہین کہ میدان جنگ مین مرجانے کو حیات
جاودانی سمجھتے پس ایسے پردلون اور صاحب جگرون سے لڑنا ہر بددل وجبان
کا کام نہین ہی اور اس قوم قوی بازو ہوشمند کے ساتھ مقابلہ کرنا آسان نہین
اگر فی الحقیقت آپ کو فتنۂ خوابیدہ کو بیدار کرنا ہی منظور ہی تو خوب مشورت
اس بات مین کر فوج و خزانہ جمع کر اپنے دار الملک سے پائین گھاٹ مین
آئیے اُسوقت یہہ دوستدار بھی شراکت سے پہلو تہی نہ کریگا اگر یہہ عزم بھی مثل
سابق کے نقش بر آب ہی تو مخلص کو اس تکلیف مالایطاق سے معاف رکھیے

جب یہ جواب ناظم حیدرآباد و فرمان روائے پونان کو پہنچا باہم مشورت کر عہد و پیمان کو بحلف و سوگند مستحکم کر نواب بہادر کو لکھ بھیجا اور یہ آخر کو قرار پایا کہ ناظم حیدرآباد تو واسطے انتزاع و تسخیر راج بندری و مچھلی پٹن کے متوجّہ ہو اور فرمان روائے پونان بندر بمبئی کی تسخیر پیش نہاد خاطر کرے اور نواب بہادر آرکاٹ پر جو پائین گھاٹ کا دارالامارت ہی تاخت کرے اگرچہ نواب بہادر کو اِس بات کا یقین تھا کہ ناظم حیدرآباد و کار فرمائے پونان کا قول راستی سے بے بہرہ ہی تب بھی واسطے امتحان کرنے عہد و پیمان دونون دولت مند کے اپنے لشکر کی طیاری کا حکم دیا اور چند روز مین جب ساز و سامان حرب کا مہیّا و درست اور لشکر حیدری مجتمع ہو چکا اور بخشیون نے فرد موجودات کی گذرانی اُس سے یہ واضح ہوا کہ بارہ ہزار سوار رسالۂ خاص و بیس ہزار سوار یغما گر پندرہ ہزار سوار سلحدار اور چوبیس ہزار سپاہیان بار تہوّر شعار سوائے افواج راجگان مطیع کے آستانہ دولت پر حاضر ہین تب رجّب کے مہینے سنہ گیارہ سو چورانوے ہجری مین نواب بہادر نے ساتھ اُن افواج قاہرہ اور ستّر ضرب توپ قیامت آشوب اور کئی ہزار شتر محمولۂ زنبورک و بان اور کئی ہزار جزائل بردار کے بحر زخّار کی مانند آرکاٹ کی طرف موج زن ہو معبر حکم سے عبور فرما نواح مین کلپاک کے قبّہ بارگاہ بلند فرمایا شاہزادہ کہین کریم شاہ بہادر کو معہ فوج و سواران یغما گر محمود بندر کو روانہ کیا اور خود وہان سے کوچ کر کوہچہ ترنامل کو ناظم آرکاٹ کے تصرّف سے باہر کیا اور بعد اسکے قلعہ چیت ہٹ کو کریم بخش نام قلعدار کے قبضے سے بعد محاصرہ و زد و خورد کے مستخلص کیا اور اس مقام سے شاہزادہ والاشان ٹیپو سلطان کو معہ فوج قوی واسطے تسخیر کرنے ارنی اور ترمری کے نام زد فرما خود بدولت

فوج گران اور توپخانۂ آتش فشان ساتھ لے شہر آرکاٹ کی طرف متوجہ
ہوا اور جلد وہان پہنچ اطراف غالب پورہ کو مضرب خیام اور حصار عالم پناہ
کو محاصرہ کر غلامان جان نثار اور فدائیان شہر شکار کو واسطے بنانے مورچے
و دمدمے کے حکم دیا قلعدار اُسکا راجہ بیربر اور نجیب خان سالار جنگ
بہادر ساتھ جمعیت پانچ ہزار سپاہیان بار اور دو ہزار سوار اور چار سو مرد
اشراف کے اُس دار الامارت مین ذخیرہ مایحتاج و آلات حرب جمع کر مستعد
رزم و پیکار ہوے علاوہ اسکے تین ہزار آدمی شہر کے رہنے والے جنکے
عیال و اطفال شہر مین تھے پاس حرمت کے اقتضا سے فدائیون کے مانند جان
سپاری پر کمر باندھ برج و بارہ پر حصار کے چڑھ حمایت و حراست پر اُسکے
مستعد ہوے اور دونون طرف سے آتشباری شروع ہوئی اب حال لشکر
شاہزادہ ٹیپو سلطان اور شاہزادہ کریم شاہ بہادر کا سنیے جبکہ شاہزادہ کہین نے
حضور سے پدر والاقدر کے رخصت ہو محمود بندر پر چڑھائی کی اور اُس معمورہ کو جو ملجا و ماوا
تجار مالدار کا تھا محاصرہ کیا اور اقسام پشمینہ وغیرہ اجناس تجارتی اور نقود
جواہر نامعدود اور تمام اثاث البیت محمد مکرم کے گھر کا جو وہانکا ملک التجار تھا
اور اُسکے سارے اسباب تجارتی کروڑون روپیون کے جو تین جہاز مین بھرے
ہوے تھے اور پینتیس ہاتھی ساتھ پیگو کے تانگن لیے سب اپنے قبضے مین لا ہاتھیون
اُونٹون چھکڑون پر لدوا محمد مکرم کو اسیر کر سالم و غانم حضور مین حاضر ہو سرمایہ
مفاخرت حاصل کیا اور ٹیپو سلطان جوارنی کی طرف گیا تھا اُس قلعے کو محاصرہ کیا اور
بدر الزمان خان بخشی نے حسب الحکم ایک روز مین دمدمہ باندھ توپین قلعہ شکن
اُس پر چڑھائین اور گولے مارنے شروع کیے حسین علی خان قلعہ دار گولون
کے پہنچتے ہی بے حواس ہو بدر الزمان کے پاس معہ کلید قلعہ حاضر ہو اُسکے ذریعے

سے ملازمت شاہزادے ہمایون طالع کی حاصل کر عرض کیا کہ قلعے مین سادات بہت رہتے ہمین اُنکی حفاظت ناموس پر نظر کر کے مبینے قلعہ ملازمان عالی کو تفویض کر دیا نہین تو میرے جیتے قلعہ کا فتح کرنا ممکن نہ تھا شاہزادہ والاگہر اُسکی بیہودہ گوئی پر تبسّم فرماکر تو نظربندی کا حکم دیا اور قلعے مین تھانہ مستحکم اور سیدی امام کو قلعہ دار اُسکا مقرّر کر تمری کی طرف کوچ کیا وہان کے قلعہ دار نے بھی بے جنگ وجدال قلعہ اولیاے دولت کو تسلیم کر دیا بعد ایکے شہزادہ فیروز بخت نے قلعہ نروا پورا ورکاوا ورکادیری پاک کو مسخّر فرما اور اپنا تھانہ بیٹھا اُردوے معلّا کی طرف معاودت کی؛

جنریل منرو بہادر کا مدراس سے کنچی کی طرف آنا اور کرنیل بیلی بہادر کا دنیاے فانی سے سدھارنا اور تسخیر کرنا نواب بہادر کا قلعہ آرکات کو اور اسیر کرنا نواب عبدالوّہاب خان برادر نواب محمد علیخان کا معہ حالات دیگر جو اُسی سال مین واقع ہوئے

جب بڑے بڑے قلعہ مستحکم پائین گھات کے تصرّف مین اولیاے دولت حیدری کے آگئے اور محاصرے کی تنگی اور سختی سے محصوران قلعہ آرکات کا حال تباہ و پریشان تھا نواب محمد علی خان جو ایک اور قلعہ مین دارالامارت سے دور رہتا تھا تاب مقاومت کی اپنے مین نپا صاحبان انگریز بہادر سے استعانت طلب کی صاحبان والاعزم نے جنریل منرو بہادر کو چھ ہزار سپاہی پندرہ سو ترک سوار دو پلٹن گورے کے ساتھ رخصت فرمایا اُونھین روزون نواب بسالت جنگ ناظم ادھونی نے اندیشہ تاخت وتاراج حیدری سے کویور کے تعلقے کو انگریز بہادر کے

حوالے کر دیا تھا اور کرنیل بیلی بہادر نے واسطے انتظام اُس علاقے کے کوچ فرمایا
مگر اثنائے راہ مین خبر تقرب جنریل منرو بہادر کی سنکر معہ تین پلٹن سپاہی اور
چار سو جوان ولایتی و آٹھ ضرب توپ آرکاٹ کی طرف معاودت کی جب یہ خبر
نواب بہادر نے سنی سلطان جوان بخت کو ساتھ سواران و سلاحداران خاص
کے معہ چار ضرب توپ واسطے مقابلے کرنیل موصوف کے رخصت فرمایا اور
پنڈارون اور باندارون کو جنکا سر گروہ سیدی ہلال تھا یہ حکم ہوا کہ مسدود
کرنے مین راہ رسد کے خوب کوشش کرین اور اگر فوج دوسری اُسکی
کمک کو پہنچے تو اُن سے لڑین جب سلطان کی فوج کا کرنیل بہادر کی فوج کے
ساتھ سواد مین آبادی ستوبرے سامھنا ہوا جنگ شروع ہوئی اور سوارون
نے ایسی کوشش کی کہ رسد پہنچنی بالکل موقوف ہو گئی تب بھی کرنیل بہادر نے
مطلقا ہراس خاطر مین نہ لا قلعہ کنجی سے چھہ کوس کے فاصلے پر جا بقصد جنگ
ڈیرا کیا اور حال حسرت اذوقہ گھاس لکڑی کا جنریل منرو بہادر کو لکھا
جنرل موصوف نے خط پڑھتے ہی ایک پلٹن اور چار کمپنی سپاہی گورہ مع سامان
رسد و باروت و گولہ روانہ کر خود بھی قصد کیا کہ کرنیل بہادر سے ملحق ہو مگر تقدیر
کی شعبدہ بازی سے یہہ اتفاق ہوا کہ بعد پہنچنے سپاہ کمکی و اذوقہ کے کرنیل
بہادر شاباش کنجی مین جو وہان سے قریب تھی نہ گیا اور اپنی سپاہ رزم خواہ
کے آرام پر نظر کر اُس روز اُسی جا پر مقام کیا جب زبانی جاسوسون کی یہہ حال
نواب بہادر پر ظاہر ہوا آرکاٹ کا محاصرہ معطل رکھ پانچ ہزار سوار واسطے غارتگری
ملک راجگان نواح آرکاٹ کے تعین فرما خود بدولت معہ تمامی فوج دریا موج
ایلغار کر وقت صبح جسوقت کرنیل بہادر کوچ کر کنجی کو جاتا تھا میدان مین پہنچکر
بہادران جان نثار کو حکم دیا کہ فوج انگریزی پر راہ کنجی کی مسدود کرین

فوراً دلاوروں نے اُسے گھیر قتل و غارت شروع کی

نظم

چو شد صبح نواب گردون جناب — علم زد دران دشت چون آفتاب
برآراست بر تن سلاح نبرد — برا ز شور شد گنبد لاجورد
زبار سمندش به میدان کین — خم افتاد در پشت گاو زمین
وزان سوی کرنیل صاحب وقار — نگاور برانگیخت در کارزار
برآشفت آن میر عالی جناب — ز صرصر گرو برد اندر شتاب
بفرمان او جمله فوج فرنگ — کشیدند صفهای کین بیدرنگ
بغرید کرنیل در پیش صف — نهنگی بز بر اژدهاے بکف
دو لشکر به میدان کین آمدند — ز غیرت جبین پر ز چین آمدند
جوانان به میدان کشیدند صف — دهاده بر آمد ز هر دو طرف
چو غرید توپ دمان در مصاف — بلرزید سیمرغ در کوه قاف
چو زنبورک جان ستان شور کرد — تن پر دلان شان زنبور کرد
خدنگ پر کرگسین وقت جنگ — پس و پیش پران چو خیل کلنگ
روان بانها در هوای حباب — برجم شیاطین چو تیر شهاب
بنادیق مردان عالی دماغ — صدا متصل داده چون خیل زاغ
ز خون دلیران بمیدان جنگ — سراسر زمین گشت بیجاده رنگ

اِس جنگ مین سپاہ لشکر انگریز بہادر کی ایسے لڑی کہ کارنامہ رستم واسفندیار کو بھلا دیا قریب تین ہزار آدمی نے بہادران حیدری سے شربت شہادت کا پیا کرنیل بہادر نے ہر چند قصد کیا کہ لڑتے بھڑتے معمورہ کنجی تک پہنچے مگر چونکہ محمد علی کمیدان و شیخ انصر و موشیر جانی فرانسیس ساتھ اپنے

فوجون کے اور موشیر لالی فرانسیس جو بسالت جنگ ناظم ادھونی کے پاس
سے نوکری چھوڑ معہ دو ہزار تفنگچی اور بان ہو کلاہ پوش اور ایک سو پچاس
سوار قوم الیمان کے زمرۂ ملازمان حیدری مین منسلک ہوا تھا چارون طرف سے
ہجوم لا توپون کی شلک بندوقون کی بارڈھ اور آتش دنبالہ دار بانون سے شور
قیامت برپا کیا تھا بہت لوگ فوج انگریز بہادر کے مجروح و بیروح ہوئے اور
کرنیل بہادر پناہ مین ایک باغ کے باقی ماندون کے ساتھ پائے شجاعت قایم
کر اُن سب صدمون کا متحمل ہو تمام فوج کو جواب دیتا تھا اِس اثنا مین ایک
گولہ توپ کا ذخیرے مین باروت لشکر کرنیل بہادر کے جو درختون کی پناہ مین گاڑیون پر
بار تھا جا گرا اور آتش فتنے کو مشتعل اور بہت سے جوان جنگی کو بھسم
کر دیا کرنیل بہادر نے جب اِس طرح آتش فتنہ کو شعلہ زن اور اپنی جمعیت
کو پریشان دیکھا دل قوی رکھ باقی ماندہ فوج کو جمع کر تقیّد بارڈھ مارنے کی کرتا تھا
کہ ناگاہ موشیر جانی و موشیر لالی فرانسیسون نے اپنی فوج سے اُسے گھیر لیا اور
کرنیل بہادر کو اسیر کیا سواران حیدری نے باقیون کو قید کر اہال بنگاہ و تمام لشکر
کو لوٹ لیا اور حیدر علی خان بہادر بعد اِس فتح نمایان کے شادیانہ فتح بجوا کرنیل
بہادر کی طرف جو سواد کنچی مین تھا نہضت فرما دو فرسنگ کے فاصلے پر مقام کر
سواران یغماگر کو واسطے بند کرنے راہ رسد فوج انگریزی کے حکم دیا جب
خبر اسیر ہونے کرنیل بیلی بہادر اور پامال ہونے اُسکے لشکر کی جنرل بہادر کو
پہنچی اپنی فوج قلیل کے ساتھ افواج کثیر حیدری سے مقابلہ کر فوج کو ناحق کام
نہنگ مین ڈالنا کاردانی سے بعید تصوّر کر جنگ کو وقت قابو پر موقوف رکھ رات
کو جنگل ویشے کی طرف کوچ کیا سواران حیدری جو اِس خبر کو سنکر اُسکے
تعاقب مین دوڑے تھے بے نیل مقصود معاودت کر اردوی معلّی مین پھر جا ملے

تب نواب بہادر نے وہان سے کوچ کر شہر آرکاٹ کو محاصرہ فرمایا بہادرون نے حسب الحکم دمدمہ باندھ توپین چڑھا قلعہ شکن گولون اور آتش افگن بانون سے آشوب قیامت برپا کیا محصوران خستہ جان اُس حالت اضطرار مین بھی کمال جگرداری سے دفع کرنے مین حملہ بہادران حیدری کے ہردم سعی کرتے تھے دو کمپنی سپاہی جو تربیت یافتہ انگریز بہادر کے تھے قلعے کی فصیل پر چڑھ اِس طرح سے رستمانہ لڑتے تھے کہ آنکھین نظارگیونکی اُنکی چالاکی دیکھکر خیرہ ہوتی تھین اِس جنگ مین نواب حافظ علی خان داماد نواب بہادر نے معہ چند نامی سرداروسواران کار شربت شہادت پیا اور محصورین مین سے سید فریدالدین خان بھی جو شہر اور تمام صوبہ کا کوتوال حلیہ شجاعت سے متحلی تھا شہید ہوا جب محاصرے پر تین مہینے گذرے اور مددنہ پہنچی اسباب وسامان جنگ کا نبڑ گیا دیوار قلعے کی گولون کی ضرب سے مشبّک ہو گئی تب نواب بہادر نے بہادرون کو واسطے تسخیر حصار کے تاکید فرمائی جماعہ جان نثار زینے لگا فصیل پر چڑھ برج وبارہ کے محافظون کو تہ تیغ کر راجہ چناپندت کو معہ عیال واطفال دام اسیری مین لائے ارشد بیگ خان اور حسینی یار خان اور شریف زادے شہر کے جو واسطے مدد راجہ چناپندت کے جمع ہو گئے تھے اور سید حمید کمیدان معہ چند اشخاص جو شہر کے اعزہ سے تھے مقیّد کئے گئے مگر نجیب خان ساتھ سپاہیان انگریزی کے قلعہ اِرک مین جا دروازہ بند کر جان سپاری پر مستعد ہوا علی الصّباح جب نواب بہادر خوشی وشادمانی کے ساتھ شہر مین داخل ہو حکم دیا کہ منادی کی جاوے کہ کوئی شخص مال وناموس پر رعایا کی دست درازی نکرے بعد دو روز کے ایک شخص معتمد معہ قولنامہ امان جان وناموس نجیب خان اور تمام سرگروہ سپاہیان انگریزی کے پاس جا دلجوئی کر اُن سبکو حضور مین لایا نواب

بہادر نے اپنے قولنامے کا پاس کر اُن سبکو عزّت و اکرام شایستہ سے رخصت
فرمایا اور دو سو سوار بطریق بدرقہ اُنکے ہمراہ کیا چنانچہ اُنھین بخیریت پہنچا دین
سید حمید کمیدان نے نوکری کی استدعا کی نواب بہادر نے اُسکو ایک
پالکی و خلعت خاصہ عطا فرما چار ہزار تفنگچی کی منصبداری پر اُسے ممتاز کیا علاوہ
اِسکے شرفا و نجبا کو لایق قدر و منزلت ہر ایک کے خلعتین اور جواہر عطا کر
روزینہ مقرّر فرمایا اور میر محمد صادق کو جو اولاد سے میر احمد خان جاگیردار صوبہ
سرا کا اور ایک مدّت سے کوتوالی شہر آرکات مین اوقات بسر کرتا تھا
عہدے پر صاحب صوبگی آرکات کے مامور کر اُسکے فرق عزّت کو بلندی
بخشی بعد اِسکے جب نواب بہادر فکر سے رفاہ حال رعایا کے مطمئن اور انتظام
قلعے سے فارغ ہو چکا شاہ کریم اللہ چشتی و علی رضا خطیب و نور علی شاہ نے جو
روضہ مقدّسہ مقبول درگاہ ایزدانی خلاصہ موجودات سبحانی گنجور اسرار ایزد منّان
حضرت ٹیپو سلطان قدّس سرہ العزیز کے متولّی تھے حضور مین نواب بہادر کے آ
تبرّکات اُس درگاہ کے اور تسبیح خاک پاک اور ایک جلد کلام مجید بخط ولایت
ہدیہ گذرانا نواب قدرشناس نے اُن بزرگون کے ساتھ دربارہ حالات و
کرامات حضرت ٹیپو سلطان مبرور دیر تک گفتگو کی اور رخصت کے وقت
ہر ایک کے دامن امید کو زر و جواہر سے مالامال کیا اور ایک سو ایک اشرفی
نذر اور شامیانہ زربفت معہ استادہای طلائی واسطے درگاہ حضرت ٹیپو
سلطان علیہ الرحمۃ والغفران کے بھیجا اور داروغہ مطبخ خاص کو یہ حکم ہوا کہ
درگاہ مین جا کر الوان نعمت شاہانہ طیّار کروا وے اور اسباب اور اقسام مصالح
و عطریّات وغیرہ جو طعام اور فاتحے کے لیے چاہیے کارپردازون سے ہر کارخانے
کے لیکر ساتھ لیجاوے کہ وقت حاجت کے کسی چیز کی تلاش کرنی نہ پڑے

چنانچہ حسب الحکم عمل مین آیا اس اثنا مین جاسوسونکی زبانی حضور مین واضح ہوا کہ عبد الوہّاب خان برادر نواب محمد علی خان نے قلعہ چتّور مین اذوقہ و اسباب جنگ کا جمع کرا اپنے دیوان اور چند راجاؤن کو محافظت کے لیئے چھوڑ خود قلعہ چندرگری مین قیام اختیار کیا ہی اور ارادہ رکھتا ہی کہ عنقریب چیناپٹن مین پہنچکر صاحبان انگریز بہادر سے استمداد کر آرکات کی طرف متوجّہ ہو اس خبر کے سنتے ہی نواب بہادر کا شعلۂ غضب بھڑکا چاہا کہ واسطے استیصال کرنے عبد الوہّاب خان کے چڑھ دوڑے اس مین میر علی رضا خان نے شفیع ہو کر عرض کی کہ عبد الوہاب خان نے تو اپنے بھائی سے رنجیدہ ہو گوشۂ قناعت اختیار کیا ہی اُس بیچارے کی کیا قدرت کہ خیال جنگ کا دل مین باندھے بلکہ یقین ہی کہ اگر حرف طلب کا حضور کی زبان پر گذرے تو سر کے بل حاضر ہو اسبات کے سنتے ہی میر معین الدین کو یہ حکم ہوا کہ نواب عبد الوہّاب خان کو حضور مین حاضر کرے اور میر علی رضا خان کو واسطے گوشمالی راجگان نواح آرکات اور انتظام دینے اُسکے روانہ کیا اور شاہزادہ فیروز بخت کو ساتھ جمعیّت پانچ ہزار سپاہیان بار و دس ہزار پیادہ و پانچ ہزار سوار کے واسطے فتح کرنے غربی قلعجات آرکات اور ضبط کرنے مضافات اُسکے رخصت فرمایا جب سید صاحب اُس جنود قاہرہ کے ساتھ قلعہ چتّور کو محاصرہ کر قلعدار کو خالی کر دینے قلعہ کا پیام بھیجا قلعدار نے عذر عدم اجازت نواب عبد الوہّاب خان کا پیش کیا سید صاحب نے دوسرے روز کمال مردانگی و شجاعت سے اپنے پر دل جوانون کے ساتھ قلعے پر چڑھ گیا اور سب قلعے والون کو بضرب تیغ و سنان اوج رفعت سے غار نیستی میں ڈالا اور وہ حصار فلک آثار جسکا فتح ہونا اس سرعت کے ساتھ فہم و وہم مین نہ آتا تھا مفتوح ہو گیا سید موصوف نے تمام

مال و متاع و آلات جنگی تصرّف مین لا ایک قلعہ دار معتمد اپنی طرف سے قلعے مین چھوڑ قلعے پر چند روز گری کے تاخت کی اور وہان پہنچکر عبدالوہّاب خان کو واسطے حاضر ہونے حضور حیدری مین لکھہ بھیجا چونکہ ہوش و حواس خان ذی شان کے سنّے سے خبر مسخّر ہو جانے قلعے چتّور کے ٹھکانے نہ تھے اور اُسکے مشیر بوقلمونی روزگار کو دیکھہ عالم حیرت مین بناچار خان امارت نشان نے اپنے اہل حرم سے در بارۂ صلح و جنگ مشورہ کر تحریر کرنے مین جواب مکتوب سیّد صاحب کے تاخیر کی دوسرے روز ایسا اتّفاق ہوا کہ چند سوار و پیادے لشکر سے سیّد صاحب کے جو لکڑی گھاس کے واسطے دامن کوہ مین گئے تھے قلعدار سادہ لوح نے جب قلعے کے اوپر سے اُن سوار پیادون کو دیکھا یورش کا گمان کر توپ چلایا اس حرکت کا واقع ہونا جو منافی آثار صلح کا تھا طبع پر سیّد صاحب کے ناگوار ہوا فی الفور ایک عرضداشت متضمّن بغاوت عبدالوہّاب خان حضور مین ارسال کی اور ایک بڑی توپ پہاڑ پر چڑھا گولہ زنی شروع کردی اتّفاقات سے پہلا ہی گولہ خان رفیع المکان کی حرم سرا مین جا گرا وہان زلزلہ پڑ گیا اس مین دوسرا گولا چھت پر مطبخ کے پہنچا چھت گر پڑی اور رواویلا مستورات مین مچ گیا اس حال تباہ کو معاینہ کر خان عالی مقدار بے حس و حرکت ہو بستر مدہوشی پر گرا مستورات نے جب خان صاحب کو چراغ صبحدم کی مانند حالت نفس شماری مین دیکھا ایک خط اس مضمون کا لکھکر سیّد صاحب کو بھیجا کہ اگر آپ کو قلعہ اور ملک مقبوضہ ہمارا لینا منظور ہی تو حاضر ہی مگر چونکہ ہمارے خاوند کا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہی اس لئے چاہیئے کہ آپ گولہ اندازونکو حکم دین کہ توپونکی صدا سے دماغ کو اُسکے زیادہ تر پریشان نکرین جب وہ مکتوب سیّد صاحب کو پہنچا اُنکو یہہ جواب لکھہ بھیجا کہ آپ لوگ معہ نواب صاحب باطمینان خاطر یہان

شریف لاوین کوئی دقیقہ پاس داری مین عزّت وحرمت کے فروگذاشت نہوگا
تب یہ مکتوب وہان پہنچا خان والاشان معہ عیال واطفال قلعے سے نکل لشکر
مین سیّد صاحب کے آیا تب سیّد صاحب نے ایک قلعہ دار امانت شعار اپنی
طرف سے قلعے مین چھوڑ تمام مال اسباب ضبط کر معہ خان رفیع المکان وغیرہ
حضور مین پہنچکر سرمایہ مفاخرت حاصل کیا اور نواب بہادر نے خان
رفیع المکان کو معہ اُسکے تَبَعَہ وتحفہ بدرقہ معقول ہمراہ کرسر برنگپٹن کو روانہ فرمایا
اور سلطان جوان طالع ایک مہینے کے عرصے مین قلعہ ماہی مندّل وکیلاس گرّھ کو
مفتوح کر لشکر فراوان اور اسباب حرب مے پامان کے ساتھ ساگرّھ کی طرف
جسکی حصانت ورزانت ہفت اقلیم مین شہورہی متوجّہ ہوا اور محاذی قلعے
کے میدان وسیع مین فیل سوارہ جیسے مہرانور کوہ خاور سے طلوع ہوتا ہی
ساتھ کمال جاہ وجلال توزک سواری کے جلوہ فرماہد بینونکی آنکھونکو خیرہ کیا؛

نظم

سواران اسپان تازی نژاد — بہ سرعت گرو بردہ از تند باد
زسہم سواران زرّین رکاب — زرہ پوش گردید ماہی در آب
سنان ہای نیزہ بروی ہوا — چو انجم درخشان شدہ بر سما
علم ہای سرخ وسفید وسیاہ — بگرداندہ رنگ از رخ مہرو ماہ
بہ بستہ بہر توپ گل گون لوا — چو آتش فشاندلب اژدہا
زخیل جوانان بندوق بند — فزودہ دران دشت رونق دوچند
قباہای رنگین بمیدان جنگ — چو ابر بہاری شدہ رنگ رنگ
درخشیدن چار آئینہ ہا — شدہ صیقل زنگ از سینہ ہا
کمان کیانی یلان کردہ زہ — بہ ابرو زکین برفگندہ گرہ

بدوش یلان نیزۂ دہ ارش سنانہا بہ سم یافتہ پرورش
درخشان سنانہا بہ زہر آبگون چو مارے کہ از پوست آید برون

اگرچہ ولی محمد خان قلعہ دار اُس حصار فلک آثار کا اور سید مخدوم رسالہ دار اور محمد مولا جو معتمدون سے نواب محمد علی خان کے معہ دو ہزار سپاہی اُسکی حراست کے واسطے مامور تھے اور قلعہ بھی اذوقہ و اسلحہ سے معمور تھا مگر معاینہ کرنے سے کوکبہ جاہ و جلال سلطان کے اُن سب کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا اپنی جان کی حفاظت قلعہ کی صیانت پر مقدم جان اُسّے آگے کہ نوبت شمشیرزنی کی پہنچے حضور مین حاضر ہو کلید قلعہ حوالہ کر نوید امان پا مطمئن ہوئے سلطان ایک معتمد جان نثار کو معہ فوج جرّار واسطے حفاظت قلعے کے متعین کر خود بدولت واسطے تسخیر کرنے انبور گڑھ کے جو وہان سے تین کوس پر تھا متوجہ ہوا اگرچہ اُس حصار مین صرف ایک کپطان معہ چند کمپنی سپاہیون کے مقیم اور اذوقہ بھی کم تھا باوجود اُسکے وہ رستم جگر پندرہ روز تک جنگ کرنا و داد تہوّر قلعہ داری کی دیتا رہا آخرکار جب دیوار حصار کی گولون کی ضرب سے گر پڑی ناچار قلعے کو تسلیم کر دیا سلطان قلعہ داری اُس قلعے کی زین العابدین خان نائط کو تفویض فرما وہان سے مراجعت کر سعادت مین پاے بوس والد بزرگوار کے فائز ہوا چونکہ لوح خاطر عاطر پر نواب بہادر کے یہہ منقوش تھا کہ جس طرف سلطان اقبال مند سمند گیتی نورد کو مہمیز کرتا ہی شاہد فتح مرآت تمنّا مین منہہ دکھاتا ہی اس سبب ثانیًا حکم ہوا کہ وہ کمک کو محمد علی کمیدان کے عازم ہو اور تسخیر کرنے مین قلعے راے ایلور کے تدبیر و کوشش شایستہ عمل مین لاوے اگرچہ سلطان کو زبانی مخبرون کے مفصّل یہہ معلوم ہوا تھا کہ اُس قلعے مین کرنیل لانگ بہادر نے پاے ثبات قایم کر ماکولات و مشروبات و آلات حرب ذخیرہ کیاہی اور جب تک

تمام لشکر متوجہ نہوگی محاصرہ اُس قلعے کا متعذر رہی مگر چونکہ حکم سے والد بزرگوار کے کچھ گزیر نہ تھا پھر سامان سفر کا درست کر کوچ کیا اور محمد علی کمیدان کو معہ اُسکی فوج ہمراہ لے راے ایلور کی طرف تاخت کی جب کرنیاں بہادر نے ورود سے شاہزادے روشن اختر کے خبر پائی فی الفور سپاہیان قادر انداز کو اُوپر کوہ ساجرہ گو برہ و مرتضی گدھ کے تعین کر توپین صاعقہ بار اُسپر چڑھا ایسا لڑا کہ کسی طرح کمند تدبیر کی اُسکے ذروے پر پہنچ نہ سکی اور اگرچہ محمد علی کمیدان نے مکرّر حیلے مردانے کئے اور چاہا کہ کسیطرح کوہ ساجرہ پر چڑھے پر بندوقون اور توپون کی شلیک سے اُسپر صعود کرنا میسّر نہوا تب شاہزادہ فیروز بخت نے فتح ہونا اُس قلعے کا بغیر بڑی بڑی توپ اور فوج کثیر کے متعذر سمجھ حضور والا مین عرض داشت اِس حال کی روانہ کی نواب روشن ضمیر نے اُس نور دیدہ کو اپنی نظر سے دور رکھنا اور کام کے مردون کو پروانہ وار آتش پر ڈالنا مصلحت نہ دیکھ پروانۂ کرامت نشانہ درباب مراجعت صادر فرمایا اور سردار کو سواران بنگاگر کے یہ حکم دیا کہ تین سو سوار اور ایک ہزار سپاہی ہمراہ لے انگریزون کی رسم مار تار سے بعد اِسکے نواب بہادر کو تسخیر کرنا ملک جنوبی آرکات کا منظور ہوا رستم علی خان فاروقی کو معہ دو ہزار سوار و دو ہزار پیادہ کرناٹکی و ایک ہزار سپاہی واسطے فتح کرنے کوہستان چنجی کے رخصت فرمایا اور روشن خان دستہ دار نے معہ دو ہزار پیادہ اور ایک پلٹن سپاہی و ایک ہزار سوار خوش اسپ واسطے مسخّر کرنے کوہ موکل کے مامور ہو منزل مقصود کی طرف کوچ کیا چنانچہ اِس قلعے کے پورب طرف میدان ہموار مین اُسنے جا کر ڈیرا کیا اور رسطر جوزف کو جو انگریز بہادر کی طرف سے قلعہ داری مین مامور تھا پیام بھیجا کہ اگر تم ساتھ نواب بہادر کے راہ اطاعت کی چلو اور قلعے کو ہمارے حوالے کرو تو

موشیر لالی کی طرح منصب و جاگیر شایستہ تمکو بھی عنایت ہوگی مگر سطر
موصوف نے حمیّت مردی کو کام فرما پیام صلح کو بگوش رضا نسن جنگ پر آمادہ
ہوا روشن خان نے یہ حال دیکھ آبادی کو دامن کوہ کے جلا خاکستر کیا اور عیال
و اطفال کو سپاہیون کے جو قلعے مین آمادہ جنگ تھے اسیر کر لیا اس توقّع پر
کروے اپنے عیال و اطفال کی اسیری کی خبر سن لڑنے سے باز آئینگے مگر اُن
جوانون نے پاس نمک کو اپنے عیال و اطفال کی رہائی پر ترجیح دے بندوقون
کی باڑھین مار بہتون کو ہلاک کیا اس درمیان مین رستم علی خان نے ایک
ہفتے کی سعی مین کوہ کشن کندہ و جنیر کندہ جو سب پہاڑون سے زیادہ بلند اور
اور کئی قلعے جو باہم متّصل تھے فتح کیا اور محی الدّین خان قلعہ دار والاجاہی کو معہ ایک
شخص عہدہ دار انگریزی اسیر اور قلعون کو حیدری دولت خواہون کے سپرد کر
ترناملی کی طرف عازم ہوا اور شاہزادہ بلند اقبال جو ساتھ فوج ظفر موج کے واسطے
تسخیر کرنے کرناٹک گڈھ وغیرہ کے گیا تھا ادھونی گڈھ و علی آباد مین محاذی قلعے
کرناٹک گڈھ کے پہنچکر گولندازون کو حکم دیا کہ حصار کی دیوار کو گرادین توپچیان
بہرام صولت نے اگرچہ توپین پہاڑون پر چڑھائین پر بہ سبب غایت ارتفاع کے
گولے دیوار حصار مین نہ لگ سکتے تھے اس لئے شاہزادے نے چوتھے روز حکمت
عملی سے چند آدمی کو اسیرون سے متوطّنان آرکاٹ کے بانعام و اکرام خوش دل کر رہائی
بخشی ان اسیران احسان دیدہ نے قلعے مین پہنچکر کیفیّت مسخّر ہونے شہر آرکاٹ
اور چھپ جانے نواب محمد علی خان کی معہ خصوصیات فتح ہونے بہت سے
قلعون کی قلعہ داران و رکمیدان محافظ قلعہ پر ظاہر کر اُن سب کو گرداب اضطراب مین
ڈالا تب اُس جماعت نے واسطے دریوزہ امان جان و ناموس کے ایک
شخص معتبر کو حضور مین شاہزادہ بہادر کے بھیجا اُسنے فی الفور قولنامہ عنایت

کیا اہل قلعہ اُسکو دیکھتے ہی قلعہ اولیاے دولت کو تسلیم کر خود نکل گئے شاہزادہ بہادر سب مال و اسباب قلعے کا ضبط کر قلعہ دار معتبر وہان تعین فرما بعد نظم و نسق مضافات قلعے کے کوہ راوت و نیلور کی طرف لواے شوکت بلند کیا اور دو روز مین اُسکو بھی مفتوح فرما پاک گڈھ کی طرف متوجہ ہوا اِس قلعے مین صاحبان عالیشان کی طرف سے ایک کپطان دو سو جوان سے محافظت مین اُسکے مستعد تھا جب اُسنے قلعے پر سے دیکھا کہ شاہزادہ تالاب کے کنارے صمت غربی قلعے بر جنگ کو آمادہ ہی ایسی گولہ زنی شروع کردی کہ بہادران لشکر کو اِتنی فرصت نہ ملی کہ پہاڑ پر صعود کر مورچے بنائین الغرض قلعہ دار نے غنیم کے مدافعہ کرنے مین کسیطرح کمی نہ کی مگر اتّفاق یہہ ہوا کہ تالاب قلعے کا جو مایہ حیات اِن سبھونکا تھا خشک ہو گیا بناچار وے سب مضطر ہو کر اپنے سردار سے مستدعی اِس امر کے ہوئے کہ شاہزادے سے صلح کی استدعا کرین قلعہ دار نے اہل قلعے کی بیدلی دیکھ یہہ پیام بھیجا کہ اگر آج کی شب گولہ اندازی موقوف فرمائین تو کل قلعہ تسلیم کر دیا جائیگا شاہزادہ اِس پیام سے خوش دل ہو توپچیون کو منع فرمایا اُسی شب اتّفاقاً ابر سیاہ بے موسم گھیر آیا اور اِس قدر برسا کہ تالاب خشک قلعے کا بھر گیا علی الصّباح قلعہ دار نے ہمراہیون سے مشورہ کیا سبھون نے عرض کی کہ قلعے مین اذوقہ و گولہ و باروت کی کچھ کمی نہین اور پانی جو موجب حیات ہی فضل الٰہی سے موجود اب صلح کرنی کچھ ضرور نہین لڑ مرنا آبرو ریزی سے بمراتب بہتر ہی سردار نے جب سپاہ کو طالب رزم دیکھا بساط صلح کو اُلٹ گولہ و بندوق زنی پر مستعد ہوا شاہزادے نے جب رنگ معاملہ کا دگرگون دیکھا غضبناک ہو توپچیون کو حکم دیا کہ چوٹی پر پہاڑ کے توپین چڑھا گولون کے اولے قلعے پر برساوین اگرچہ جوانان قوی بازو ہر روز مورچے آگے بڑھاتے جاتے تھے پر محصورون کے ہاتھون سے

ہر روز ایک صدمہ عظیم اُنھین پہنچتا تھا وہ مردانہ دلاور اسی طرح اٹھائیس روز تک کارنامہ رستم و اسفندیار کا نمایان کرتا اور فوج دریا موج سے لڑتا رہا آخر کو جب تالاب قلعے کا پھر خشک ہو گیا اور سوائے آبروے مردان جنگی کے پانی کا نشان وہان نرہا پیاس کے مارے طاقت سپاہیون کی طاق ہو گئی تب پھر سب مجبوری سے خواہان امان ہوے لیکن چونکہ کار مدارا سے گذر چکا تھا اور بہت سے بہادران نامی حیدری بھی کام آئے تھے محصورونکے معروضہ نے درجہ اجابت کا نہ پایا اور فوج ظفر موج کو یورش و قتل عام کا حکم صادر ہوا جوانان شیر شکار نے فوراً حصار پر چڑھ آب شمشیر سے اُن جگر سوختگونکو سیراب کیا اور قلعدار کو عزّت و احترام کے ساتھ حضور مین لائے بعد فتح شاہزادہ والا شکوہ اُس ملک مین قلعدار کار گزار و امین کاردان مقرّر کر معہ نقود و اجناس فراوان حضور حیدری مین حاضر ہو سعادت کونین حاصل کی،

لشکر کشی کرنا جنریل سرایری کوط بہادر کا مدراس سے بالا گھاٹ پر

جب شاہزادہ ہمایون طالع معہ غنایم موفور بارگاہ حیدری مین حاضر ہوا جاسوسونکی زبانی یہہ معلوم ہوا کہ جنریل کوط بہادر جو فنون صف آرائی مین یگانہ زمانہ اور بعد تنظیم و تنسیق ملک بنگالے کے ولایت کو گیا تھا دوبارہ پھر وہان سے واسطے کفایت مہم جنگ نواب بہادر کے مامور ہو مدراس مین آکر نواب محمد علی خان کے ساتھ ملاقات کر دو ہزار تفنگچی اور تین سو سوار اُسکے ہمراہ لے معہ خزانہ و ساز و سامان جنگ اب اُسنے نواح مین دکل و یلور کے خیمہ کیا ہی نواب بہادر نے یہہ خبر سن اپنے سوارون کو سرکردگی مین سیدی ہلال

و غلام علی خان بخشی گے سفہاے کے طریق پر رخصت کر خود بدولت بھی عقب
اُنکے آرکات کو روانہ ہوا اور جنریل بہادر نے نواب بہادر کے ورود
سے پہلے ہی قلعہ کرنگ پال کو جو ملا زمان حیدری کے تصرّف مین تھا محاصرہ کیا
اور صبح ہوتے ہی بہادران لشکر انگریزی نے ہمّت کر ساتھ مدد طناب
و زینے کے اُس قلعے پر چڑھ محافظان حصار کو تہ تیغ کیا قلعہ دار دو ساعت تک
داد جوانمردی کی دے شہید ہوا جنریل بہادر بعد فتح اذوقہ وغیرہ جو کچھ قلعے مین تھا
سب اپنے لشکریان منصور پر تقسیم فرما وہان سے کوچ کر سواد اجراوا کم مین
خیمہ کیا اور روشن خان دستہ دار واسطے فتح کرنے بر موکل گدھ کے حضور
حیدری سے رخصت ہو باتفاق رستم علی خان فاروقی قلعے کو محاصرہ کیا پر جب
یہ خبر پائی کہ بہ سبب قرب پہنچنے لشکر قاہرہ جنریل بہادر کے قلعہ دار کو استظہار
کلّی بہم پہنچا محاصرے سے ہاتھ اُٹھا اُردوے معلّی کو روانہ ہوا اور جنریل بہادر قلعہ
بر موکل گدھ مین بے مزاحمت و منازعت پہنچ قلعہ دار کو عوض مین اُس جگہ داری
کے انعام واکرام سے بہت سرفراز کر اپنے ساتھ لیا اور دوسرے سردار
کو وہان کے قلعہ داری پر مامور فرما وہان سے پھلچری کی طرف کوچ کیا اور ایک
تاجر سے اسباب رسد کا بہت سا خرید فرما کوہ مور کی طرف تاخت کر محاذی قلعے
کے جا ڈیرا کیا اور واسطے بھیجنے سامان جنگ و آذوقہ کے دریا کی راہ سے
کونسل مدراس کو لکھ بھیجا اس عرصے مین نواب بہادر نے بھی معہ حشر لشکر جو
مور و ملخ سے زیادہ تھا دو فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کر واسطے دریافت کرنے
مکنون ضمیر جنریل بہادر کے چند روز صف آرائی نہ کی جب معلوم ہوا کہ جنریل
بہادر جب تک جہاز مدراس سے نہ پہنچیے جنگ مین سبقت نہ کریگا نواب بہادر
نے میر علی رضا خان کو ساتھ اُس قدر فوج کے جو اُسکے ساتھ متعیّن تھی اور سیدی

بہال کو معہ پانچ ہزار سوار اور غازی خان کو معہ سواران یلغار کے واسطے مقابلے جنرل بہادر کے چھوڑ کر معہ توپخانہ و لشکر محمود بندر کی طرف رخصت فرمایا اور شاہزادہ جوان بخت کو سات ہزار سوار خونخوار اور پانچ ہزار سپاہی جرّار اور پچیس ضرب توپ صاعقہ آشوب کے ساتھ رخصت کیا کہ نواح تنھر نگر و تنجاور مین نیران عناد مشتعل کر جو کچھ تر و خشک نظر آوے سب جلا خاکستر کرے چنانچہ شاہزادے نے پہلے نواح تنجاور مین جو رشک باغ ارم تھا اس قدر آتش زنی و غارتگری کی کہ آشیان گاہ بوم بنایا،

نظم

بہر جا کہ طوفان لشکر رسید | تو گوئی کہ صرصر بہ آذر رسید
ازان بوم کندند اشجار و باغ | در و بام شد آشیان گاہ زاغ
زبس سوختن در تمامی دیار | نماندہ یکی چوب جز چوب دار

بعد قتل و غارت اجناس متفرقہ حضور مین روانہ کر واسطے مرمّت کرنے قلعے ترکاتی پلی و شاکوتہ کے کار پردازون کو تقیّد فرما تنھر نگر پر تاخت کی اولیا پور و دیار پالے مین تھانہ چھوڑ وہان سے شبا شب کوچ کر ساحل پر رود کاویری و کوردم کے معابد قدیم کو ہنود کے جو اقمشہ نفیسہ اور جواہر نادرہ سے پر تھے خالی کیا اور بعد قتل عام اور منہدم کرنے بتخانون کے دونون ندی پار ہو کلی کوٹے کی طرف جو حصار سے ترچناپلی کے چھہ میل مشرق کی طرف واقع ہی کوچ کیا ہنوز منزل مقصود کو نہ پہنچا تھا کہ کوکبہ نواب بہادر کا نمایان ہوا سلطان دولت قدم بوس حاصل کر ہمرکاب ہوا نواب بہادر نے حدود مین ترچناپلی کے پانچ سوارون کو واسطے تاخت و تاراج اُس نواح کے حکم دیا اور اُن یلغارون نے کوئی دقیقہ نہب و غارت سے فروگذاشت نہ کیا اس اثنا مین ایک سردار انگریزی

میجر ہال نام جو قلعے سے نکل چھ سو سپاہیان نو ملازم کو قواعد جنگ تعلیم کر رہا تھا
معہ دو ضرب توپ تاخت کر شیلکون سے گرمی بازار غارت گرون کی سرد کر اُنھون
کے تعاقب مین روانہ ہوا اور وے اُسے آہستہ آہستہ چرکل کی طرف جہان
اور سوار معہ توپ خانہ کمین گاہ مین منتظر تھے لگا لیچلے چونکہ میجر ہال حال کمین گاہ سے
خبردار نہ تھا بیباکانہ شیلک مارتا آگے چلا جاتا تھا جونہین قریب کمین گاہ کے پہنچا
فوج حیدری چارون طرف سے اُسکو نرغے مین لا بندوقون اور توپون کی
بارھین مارنے لگی سپاہیان نو آموز اکثر کشتہ و زخمی ہوے میجر حال نے یہہ
نقشہ دیکھہ کتنے آدمیون کو مار کر قلعے کی طرف جلد گھوڑا اُٹھایا اِس حالت مین علی
نواز نام ایک سوار حیدری نے جست چھنچکر کئی وار شمشیر کے میجر پر کیئے مگر چونکہ
صیانت ایزدی نے سپرداری کی کچھ آسیب اُسکو نہ پہنچا اور وہ شجاعت
پناہ صحیح و سالم قلعے مین داخل ہوا نواب بہادر بعد فتح سواد چرکل پارتھ مین خیام
اقبال نصب کروا نبردارون کو حکم دیا کہ لکڑیان مورچے باندھنے کے لیئے جمع
کرین اور قلعے مین میجر ہال و کرنیل لگسن بہادر و شادی خان تحصیلدار سپاہیان
قدیم و سکنہ شہر کو جمع کر قلعے کی حراست مین مشغول ہوے دو تین روز کے
عرصے مین لشکریان حیدری اسباب قلعہ کشائی کا مہیا کر یہہ ارادہ رکھتے تھے
کہ شب کو قلعے پر ہلّا کرین کہ ناگاہ عرض داشت نواب میر علی رضا خان وغیرہ کی
نظر سے نواب بہادر کے گذری جسکا مضمون یہہ تھا کہ جنریل کوٹ بہادر نے معہ
سپاہ و سامان کثیر محمود بندر کی طرف نہضت فرمائی نواب بہادر نے واسطے مدافعے
جنریل کے اُسطرف کی روانگی کو مقدم جان معہ توپ خانہ و تمام فوج دریا موج
قلعے کے محاصرے سے ہاتھہ اُٹھا کوچ فرمایا جب کئی منزلین طی ہوئین سیدی ہلال
بخشی جو مقدمۃ الجیش تھا سوادبا کور مین ساتھہ فوج قاہرہ انگریز بہادر کے دوچار ہوا

اور داد جوانمردی کی دے معہ تین سو جوان جام شہادت پیا نب جنریل بہادر نے بسرعت تمام راہ طی کر محمود بندر مین داخل ہو شب بہ آسایش بسر کر علی الصباح قلعے ملنیر پر یورش فرمایا چونکہ یوسف خان قلعہ دار پائے ثبات قایم کر تیر و تفنگ سے لشکر انگریز بہادر کو جواب دیتا تھا اس سبب سے جنرل بہادر نے ضایع کرنا بہادرون کا مناسب نجان محمود بندر کی طرف پھر مراجعت کی اِس اثنا مین نواب بہادر معہ لشکر و توپ خانہ راہ مین حایل ہو تو دو ن بر ریگ کے جو ساحل دریا پر واقع تھے توپین چڑھا حکم شیلک کرنے کا دیا اور خود بدولت سائے مین ایک تو دے کے کرسی پر بیٹھ بہادرون کو جنگ پر تاکید و تحریض کرنے لگا میر علی رضا خان بہادر کو فرمایا کہ سپاہ انگریزی کی پشت پر تضیق محاصرے مین سعی کرے اور شاہزادے کو حکم ہوا کہ موشیر لالی کو معہ فوج و رسالون کو سید حمید و شیخ انصر و شیخ عمر و شجاع الدین کے ہمراہ لیکر جنریل بہادر سے مقابلہ کرے اور اُس طرف سے جنریل بہادر نے بھی اپنی سپاہ کی صفین باندھے ہوئے توپین صاعقہ بار پیش کیے ساحل دریا سے روانہ ہوا جونہین دونون فوجین مقابل ہو لڑنے لگین صدمے سے توپون کی شیلک اور بندوقون کی باڑھ کے زمین ہلنے اور برق سے بانون کے آنکھین خیرہ ہوئین صبح سے دوپہر تک بازار موت کا گرم رہا یہانتک کہ اُس ریگستان مین سوائے لاشِ مقتولون اور اجساد مجروحون کے کچھ اور نظر نہ آتا تھا اسی حالت مین جب ہرکارون کی زبانی نواب بہادر کے سامنے مین تو دہ ریگ کے بیٹھنے کی خبر جنریل بہادر نے سنی معہ اپنی سپاہ اُس طرف چڑھ دوڑا اور دو جہاز جو مدراس سے کمک کو آ دریا مین لنگر ڈالے ہوئے تھے اُن کے گولندازون کو یہہ حکم دیا کہ فوج حیدری پر گولون کا مینہہ برسادین اس اثنا مین میر علی رضا خان بہادر نے دریا کے کنارے

سے گھوڑے اُٹھا چاہا کہ پشت پر لشکر انگریز کے پہنچکر لوٹ پاٹ کا ہاتھ اہل بنگاہ پر بڑھاوے کہ ناگاہ ایک گولا جو مانند تیر قضا کے بے خطا تھا جہاز سے اُس شجاعت پناہ کے بازو پر لگا عنان اختیار ہاتھ سے جاتی رہی پشت زین سے زمین پر گر پڑا اُسکے رفیقون نے اُسکو حالت نزع مین ایک پالکی پر ڈال حضور مین لائے نواب بہادر نے جب پالکی کھولی دیکھا کہ طایر روح میر موصوف کا قفس عنصری سے اُڑ گیا ہی دل نواب بہادر کا مفارقت سے اُس رفیق قدیم کے نہایت غمگین ہوا اور اُس مرحوم کی نعش کو صندوق مین رکھوا سرِیرنگپٹن کو روانہ فرمایا چونکہ شاہزادہ ٹیپو حقیقی بھانجا میر مغفور کا تھا اُسکی ساری فوج جنود مین شاہزادے کے مضاف ہوئی اور اُسکا سب اسباب معہ گھوڑے ہاتھی وغیرہ شاہزادیکے حوالے کیا گیا اور میر مرحوم کے فرزند نواب قمر الدین خان کو نواب بہادر نے خلعت ماتم پرسی کا عطا کر تربیت کے واسطے اُسکا ہاتھ ہاتھ مین شاہزادے کامگار کے دیا اور چند روز واسطے تیمارداری زخمیون اور آسایش دواب کے جنگ مناسب نجان نیکناپٹن کی طرف متوجہ ہو مجروحون کو بحفاظت تمام آرکاٹ کو روانہ کر کارپردازونکو حکم دیا کہ جرّاح حاذق واسطے معالجے کے تعیّن کرین اور سیّد صاحب کو حکم ہوا کہ اپنے دستہ سوارون کے ساتھ معہ کئی ہزار پیادے نواح تنجاور و ناتھر نگر کے انتظام کو روانہ ہو جنرل بہادر نے پلچری کی طرف نہضت فرما پر سوکل گڑھ کی راہ سے فرنگی کوہ مین داخل اور وہان کے محال و پرگنون کے بند و بست مین مشغول ہوا نواب بہادر نے کئی روز نواح نیکناپٹن مین سیر و شکار کرتے ہوے تروادی کی راہ سے منزلین طی کر سواد پنڈی مین متصل ایک باغ کے جو پہاڑ سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھا لواے اقبال بلند کیا اُس پہاڑ کے سردار نے ایک جماعت دامن کوہ مین دیکھ اپنی سپاہ کو

حکم دیا کہ اُنھون نے پہاڑ پر سے اُتر لشکر حیدری کے سوارون کو جو لکڑی گھاس جمع کرنے کو پہاڑ کی گھاٹیون مین پھر رہے تھے بندوقون کی باڑھ مار کر زخمی کیا اور گھوڑون کو پکڑ لیگئے جب یہ خبر نواب بہادر نے سنی بہادران لشکر شکن کو اُس پہاڑ کی تسخیر کا حکم دیا اور اُس کوہ سے دور ایک میدان وسیع مین خیمے کھڑے کروائے گولندازون نے توپون کو اس کوہ مین ایک موقع مناسب پر لگا گولہ زنی سے کوہستانیون کو عاجز کیا اور پیادون نے سنگستان کی پناہ مین بندوقون کی باڑھون سے اُنھین گھیر ادیا اگرچہ اُس طرف سے ایک شخص صوبہ دار عبد القادر نام نے چھہ روز تک جنگ رستمانہ کر بہت سے آدمیون کو زخمی کیا تھا مگر سردار اُس پہاڑ کا جو عشق مین ایک بیسوا کے شیدا و مسلوب العقل تھا جب محبوبہ اُسکی متحمل آواز توپون کی نہو سکی ناچار پاس خاطر اُسکے سر اطاعت و تسلیم پیش رکھ اُس مکان کو حوالے کیا اِس اثنا مین ہرکارون نے خبر دی کہ جنرل کوٹ بہادر قلعے ڈنڈاوسی مین مقیم ہی اور سواران حیدری اطراف و جوانب مین اُسکے تاخت و تاراج کرنے مین دیہات و مواضع کے مشغول اِس خبر کے سنتے ہی نواب بہادر ڈنڈاوسی کی طرف متوجہ ہوا اور تین چار روز تک انواع تدبیرین قلعہ کشائی کی کین آخر جب صورت فتح کچھ نظر نہ آئی کفایت اور مہام دولت و بندوبست شہر آرکاٹ کا اِس مہم پر مقدم جان موشیر لالی فرانسیس و شیخ انصر و شیخ حمید کو معہ فوج کثیر واسطے محاصرے قلعے کے وہان چھوڑ آرکاٹ کی طرف نہضت فرمائی بعد روانگی نواب بہادر کے اگرچہ موشیر لالی فرانسیس نے قلعہ شکنی مین قصور کیا بلکہ تھوڑی سی دیوار قلعہ کی بھی گولے مار مار گرادی مگر سردار نے قلعے کے جو مرد تجربہ کار تھا ایسی داد جوانمردی کی دی کہ دندان طمع موشیر

لالی کے کند ہو گئے آخر موشیر لالی نے اپنے رفیقون سے بہ مشورہ کیا کہ
مدّت محاصرے کی بہت ممتد ہوئی اور ابتک کوئی کمند تدبیر کی ذروے تک اِس
حصار کے نہ پہنچی اب مناسب یہی ہی کہ اِسکو مکر و فریب سے فتح کیا چاہئے
چنانچہ ایک فرانسیس کو اپنے ہمراہیون سے جو تحریر و تقریر انگریزی مین مہارت
کلّی رکھتا تھا افسر فوج مقرّر اور کئی ہزار سپاہیون کو بلباس انگریزی آراستہ کر
کرگت پالے کی راہ سے قلعے کی طرف رخصت کیا اُس شخص نے قلعے کے قریب
پہنچکر ایک خط مضبد ار لشکر انگریز بہادر کی طرف سے بنام قلعہ دار
کے اِس مضمون کا لکھ بھیجا کہ ہم مدر اس سے تمہاری مدد کو متعیّن
و مامور ہو معہ فوج تازہ زور و سامان رسد وافر آپہنچے ہین علی الصّباح قلعے مین
داخل ہونگے قلعہ دار ہوشیار نے خط پڑھکر تو شادمانی و مسرّت ظاہر کی پر جب
نام راقم خط کا دیکھا اُسکو یاد آیا کہ وہ سردار جنریل بہادر کے حکم سے سب کاکول
و گنجام کی طرف واسطے لانے اذوقہ وغیرہ کے روانہ ہوا ہی شک مین پڑا
کہ مبادا موشیر لالی نے فریب کیا ہو اُسنے تمام شب بیقراری مین بسر کی
علی الصّباح جب آواز توپون کی سنی فی الفور دوربین سے دیکھتا کیا ہی کہ ایک
گروہ سپاہ شاہ راہ کرکت پالے کی طرف سے آکر مقابلے مین فوج موشیر لالی کے
صفین آراستہ کین اور دونون طرف سے شلیک بندوقون اور توپون کی ہونے
لگی مگر سواے دھوین باروت کے ایک آدمی بھی دونون طرف سے نظر نہین
آتا اِس حال کے دیکھنے ہی گمان نے فریب کے جو موشیر لالی کی طرف سے
دل مین قلعدار کی گذرا تھا درجہ یقین کا پایا جھٹ پٹ بروج حصار کی توپون
مین گولے چھرّے بھر کر منتظر وقت رہا بعد ایک ساعت کے وہ سردار قلعے کے
قریب آکر قلعے دار کو یہ پیام بھیجا کہ ہم ساتھ خیریت کے پہنچے اب دروازہ

قلعے کا کھول دو کہ قلعے میں داخل ہو آرام کریں قلعہ دار نے جواب بھیجا چونکہ دروازون کو قلعے کے ہم نے بند کر دیا ہی اس واسطے چاہیے کہ بالفعل تم کنارے پر خندق کے قیام کرو ہم دیوار تو ڑ کر تمکو قلعے مین بلا لینے ہمین سردار جعلی نے اس پیام سے جانا کہ افسون اُسکا موثر و کارگر ہو گیا دل جمعی کے ساتھ گھوڑون کی پشت سے زمین اُترا و سپاہیون کو حکم دیا کہ مطمئن ہو کمر کھول ڈالین جب سب کی کمرین کھل گئین قلعہ دار کنگرہ حصار کے پیچھے سے اُن کی گفتگو پر کان لگا جو نہین لہجہ کلام کا اُن کے سنا و طرز و وضع کو اُس جماعت کے خلاف طور افواج انگریزی کے دیکھا تو پیجون کو حکم شلک کا دیا اُنھون نے حکم پاتے ہی ایسے چھرّے اور گولے مارے کہ سوائے چند آدمی کے اور کوئی اُس مہلکے سے بچ کر نہ گیا سب کے سب ٹھکانے لگے تب قلعہ دار نے اپنے لوگ قلعے کے باہر بھیج گھوڑے ہتھیار مقتولون کے منگوالئے جب یہ واقع ایلہ نواب بہادر نے سنا بے تدبیری پر موشیر لالی کے بہت سا آشفتہ ہو اُسکو معہ اُسکے توابع حضور مین طلب اور دوسرے سرداران معتبر اور افسران پر تدبیر کو واسطے محاصرہ کرنے قلعے کے تعین کیا۔

ذکر اُن معاربات کا جو شاہزادہ ٹیپو سلطان سے نواح ارنی مین ساتھ افواج قاہرہ انگریز بہادر کے وقوع مین آئے اور اُن واقعات کا جو سنہ گیارہ سو چھانوّی ہجری مین واقع ہوئے

ان دنون جنرل سر ایری کوٹ بہادر نے بعد جنگ محمود بندر کے مدراس کو معاودت فرمائی تھی اور نواب بہادر تسخیر کرنے مین قلعجات متعلقہ صوبہ

آرکاٹ کے مصروف تھا کرنیل گال بہادر معہ پانچ ہزار سپاہیان ولایتی اور خزانہ موفور اور تین سو ستر کشتی سامان جنگ اور اذوقہ سے بھری ہوئی بنگالے سے مدراس مین وارد ہوا جنریل بہادر نے ورود سے کرنیل موصوف کے بہت خوش ہو کر دو مہینے کے بعد معہ فوج دریا موج ترپاتور کی طرف کوچ کیا اور سیف الملک بہادر خلف نواب محمد علی خان کو بھی ہمراہ لیا جب خبر کوچ جنریل بہادر کی نواب نامدار کو پہنچی کاویری پاک کی راہ سے کوچ فرمایا لیکن مقابلہ ہونے سے پہلے ہی جنریل بہادر نے شبا شب سوادسولنگر مین پہنچکر ڈیرا کیا بعد تین روز کے جب موکب حیدری وہان نمایان ہوا علی الصّباح جنریل بہادر مقام فرودگاہ سے سوار ہو ایک میدان وسیع مین جو لایق جنگ کے تھا پہنچکر علم اقتدار بلند کیا اور اُس طرف سے خیل خیل سواران حیدری مقابلے کو پہنچے اور نواب بہادر خود توپخانہ آتش بار پیش کر و دوعسا کر انگریز بہادر کے منتظر رہا اور شاہزادے بلند بخت نے معہ فوج جرّار پشت پر لشکر انگریز بہادر کے آپڑا اُس روز ایک جنگ سخت جسکو کارنامۂ کیخسرو و افراسیاب کہا چاہیئے واقع ہوئی دونون طرف کے بہادرون نے جان سے ہاتھ دھو دریاے آتش مین شناوری کی اکثر غریق رحمت ہوے اس آشوب گاہ مین توپ کے گولے کی ضرب سے کرنیل اسطوارط بہادر کا پاؤن کام سے جاتا رہا اور سیف الملک بہادر گولے کے صدمے سے خانۂ زین سے جدا ہو زمین پر گر پڑا اتنے مین شام نے پردۂ ظلمانی روے آفاق پر ڈالا تب دونون لشکر نے اپنی اپنی فرودگاہ کو معاودت کی بد دلی نواب سیف الملک کی دیکھ جنریل بہادر نے اُسکا صحیح سالم پہنچانا نواب محمد علی خان کے پاس اہم جانا چنانچہ علی الصّباح جونہیں سفیدۂ صبح نمودار ہوا وہان سے کوچکر ترپاتور کی طرف چلا

اور سیف الملک کو صحیح و سالم اُسکے باپ کی خدمت مین پہنچا دیا اور خود
واسطے انتظام دوسری مہمّون کے مدراس کی طرف نہضت فرمائی نواب
بہادر نے وہان سے مراجعت فرما حدود کنچی مین جو بہ سبب کثرت اذوقے وہیمہ
وکاہ کے شایستہ حال سپاہ کے تھا ڈیرا کیا اِس اثنا مین جاسوسون کی زبانی یہہ
معلوم ہوا کہ چند جہاز فرانسیسی سرکردگی مین سپہسالار موشبر ہوئی کے نواب
بہادر کی ملازمت کے لئے آتے ہین اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ سردار ولندیز بہ سبب
فروخت کرنے آلات حرب کے سرکار حیدری مین تجویز سے صاحبان کونسل
مدراس کے مواخذہ کیا گیا اور کرنیل منرو بہادر واسطے منہدم کرنے قصر شوکت
ولندیز اور فتح کرنے قلعے ناگ پٹّن کے متعیّن ہوا اور بعد تلف ہونے ہزارون
مردکار آزمودہ کے وہ قلعہ فتح کر مدراس کو گیا تھا سو اُسنے دربنولا وہان سے
مراجعت کرکے چار پلٹن سپاہی اور سات ضرب توپ اور سوارون کے
ساتھہ سوادکاری گال مین اُترا ہی اِس خبر کو سن نواب بہادر نے شاہزادے
بلند بخت کو واسطے ملاقات کرنے سپہسالار فرانسیس کے رخصت کیا اور
یہہ حکم دیا کہ اگر اثنائے راہ مین کرنیل منرو بہادر کی فوج سے مقابلہ
ہو جائے تو مدافعے مین اُسکے مشغول و مصروف ہو جب شاہزادہ بلند بخت
معہ فوج اُسطرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین خبر پہنچی کہ کرنیل موصوف نے
جہازات فرانسیس کی خبر آمد آمد سن کر ہوادینالپور مین ساحل پر رود کوڈرم
کے ایک باغ مین استقامت کر مسدود کرنے مین راہون کے سعی کر رہا ہی
شاہزادے نے معہ لشکر جرّار شب کو ایلغار کر باغ ہکوتہ مین لشکر کو کرنیل
بہادر کے دور سے محاصرہ کیا صبح کے وقت جب کرنیل بہادر نے اِس مقام سے
کوچ کا عزم کیا اپنے لشکر کو محاصرے مین دیکھہ جنگ کو آمادہ ہوا دونون لشکر نے

داد جوانمردی کی دی اُس جنگ ہولناک مین لشکر انگریز بہادر سے میجر سا‌سس نام سوارون کا سردار اور سیّد غفار صوبہ دار جو ایک مرد نامور تھا اسیر ہوے چونکہ شاہزادہ بلند اقبال کو ملاقات سپہسالار فرانسیس کی اہم مطالب و مقاصد تھی وہان سے جلد کوچ فرما قریب قلعے گوڈپور کے جا خیمہ کیا اِس اثنا مین سپہسالار فرانسیس لنگرگاہ مین پہنچ انگریز بہادر کے سردار کو جو قلعے کا محافظ تھا پیام خالی کر دینے کا بھیجا سردار مذکور نے لڑنا صلاح وقت نہ دیکھ سب مال اسباب کو جو قلعے مین تھا تعلیقہ کر قلعے کو سپہسالار فرانسیس کے حوالہ کیا اور خود ناگپٹن کو چلا گیا تب سپہسالار فرانسیس نے معہ پانچ ہزار سپاہی فرانسیس جہاز سے اُتر نزدیک قلعے کے خیمہ کیا دوسرے روز شاہزادے کی ملازمت حاصل کر بناے اتحاد کو استحکام بخشا شاہزادے بلند اقبال نے اُس سے کہا کہ جلد حضور مین نواب بہادر کے روانہ ہو لیکن اُسنے عذر ماندگی راہ اور بہم پہنچانے چارپاے باربردار کا درمیان لایا اور مہلت چاہی تب شاہزادے نے اُسکو اُسی نواح مین چھوڑ اُردوے معلّا کی طرف مراجعت فرما سب حال مفصّل حضور مین ظاہر کیا نواب بہادر نے فوراً ایک پروانہ معہ چار ہزار راس نرگاو واسطے توپ کشی اور چارپاے باربردار روانہ فرما خود بدولت معاً جنود نامعدود کے آرکات کا عازم ہوا ہنوز چند میل راہ طی نہ ہوئی تھی کہ خبر پہنچی کہ جنریل کوٹ بہادر معہ سپاہ صحراے ناکلاپور سے گذر کر ارادے دیلور کا عازم ہی نواب بہادر نے یہہ خبر سن سید حمید و شیخ انصرو موشیر لالی کو معہ جمعیّت شایستہ واسطے حفاظت شہر و قلعے آرکات کے رخصت فرمایا اور شاہزادے کہین عبد الکریم بہادر کو معہ چار ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سپاہی حکم دیا کہ نواح مدراس مین پہنچ کر فتنہ و ہنگامہ مچاوے اور راہ رسد و کمک جنریل بہادر کی مسدود کرے اور

شاہزادے مہین کو حکم ہوا کہ نواح ارنی مین جا تسخیر قلعہ اور استحکام مین
تھانون کے مستعد رہے اور خود بدولت بھی اپنے مقام سے حرکت فرما میدان
دھوبی گڑھ مین خیمہ کیا اِس عرصے مین جنریل بہادر راے ویلور مین پہنچا ایک
مہینے کے عرصے تک زد و برد کا بازار اِس صورت پر گرم رہا کہ کبھو تو سپاہی
جنریل بہادر کے اُن بیلون کو جو لشکر حیدری مین رسد لاتے تھے لوٹ
لیجاتے اور اہل بدرقہ کو مجروح کرتے اور کبھو جنود حیدری کے سوار ازوقہ
لانے والون پر لشکر جنریل بہادر کے چیرہ دستی کرتے اور رسد کے
محافظون کو قتل کر بیلون کو پکڑ لے جاتے تھے بعد ایک مہینے کے جب جنریل
بہادر نے اپنے مقام فرودگاہ سے نہضت فرما قریب دھوبی گڑھ کے جا
نزول کیا اِس خبر کو سن نواب بہادر لشکر گاہ کو چھوڑ مع ایک
رسالہ سواران تیز جلو اور توپ خانہ جلدرو کے ایلغار کر مقابلے مین حریف
کے پہنچ ایک باغ مین درخت کے تلے کرسی پر بیٹھ ہاتھیون اور توپون اور
بان دارون سے ایک سد اپنے آگے باندھکر سوارون کو رخصت جنگ کرنے کی دی
جب دونون طرف سے آتش جدال و قتال نے اشتعال پایا جنریل بہادر خود
بہ نفس نفیس تردد رستمانہ ظہور مین لا سواران لشکر حیدری کو بندوقون کی
باڑھ اور توپون کے گولے سے متفرق کر اُس باغ کی طرف متوجہ ہوا اِس
اثنا مین محمد علی کمیدان نے جو چند روز سے بہ سبب بدگوئی غمازون کے عتاب
حیدری مین گرا اور رسالہ داری سے معزول ہوا تھا مگر سایے کی طرح نواب بہادر
کے پیچھے لگا رہتا اور اُس وقت ایک درخت پر چڑھ تماشا جنگ کا دیکھ رہا تھا
جب مشاہدہ کیا کہ جنریل بہادر طوفان آتش سے تر و خشک ایکسان جلاتا
چلا آتا ہی اور ہاتھیون کی صفون اور توپون و بان دارون سے بہ سبب اضطراب

سے کچھ نہین ہو سکتا اور اگرچہ سوار تیغ زنی مین قصور نہین کرتے مگر قیاس سے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جنریل بہادر آج ہی معاملہ جنگ کو یکسو کیا چاہتا ہی
اور سرداران حیدری ہرچند دست بستہ ہو عرض کرتے ہین کہ اس
طوفان بلا کے آگے سے کنارہ ہونا چاہیے نواب بہادر غایت غضب سے سواے
تاکید جنگ کے کوئی اور حرف زبان پر نہین لاتا اور ہواخواہونکی عرض کو مطلقا
نہین سنتاہی تب کمیدان شجاعت نشان نے فی الفور درخت سے اُتر سر
نیاز پاے مبارک پر رکھ الحاح و زاری کی یہان تک کہ شعلہ قہر نواب بہادر کا
کچھ منطفی ہوا تب سوار ہو کر ارنی کی سمت کو متوجّہ ہوا اور کمیدان تنہا گھوڑے
کو جولان دے ایک نفر طنبور نواز اور ایک علم بردار کو قتل کر نواب بہادر کے
ہمرکاب ہو لیا نواب قدر شناس نے لشکرگاہ مین پہنچ محمد علی کمیدان کو خلعت
فاخرہ و جواہر گران بہا اور خدمت رسالہ داری سابق دستور پر عنایت کر
سرفراز و ممتاز کیا اور جنریل بہادر نے دوسرے روز جنگ گاہ سے کوچ کر سواد
علیاباد مین خیمہ کیا جب یہ خبر نواب بہادر کو پہنچی اِس گمان پر کہ جنریل بہادر
بارامحال یاتر چناپلی کا قصد رکھتاہی سواد ارنی سے خیمہ اُٹھا باگ مارپیتھ کے
متصّل ڈیرا کر یغما گرون کو واسطے تاخت و تاراج کرنے اُس نواح کے
حکم دیا چنانچہ اُنھون نے ایک برگ کاہ بھی اُن موضعون مین باقی نرکھا اور
بہت سے جورو لڑکے رعایا کے اسیر کرلے گئے جنریل بہادر نے وقت
شب مقام گاہ سے کوچ فرما اگلی فوج حیدری پر جو شارع عام پر ارنی کے
تھی شبخون مارا اِس شب تار مین سواران حیدر علی بیگ رسالہ دار نے
ناموس مردی کو نگاہ رکھا اور جنریل بہادر نے بر جناح استعجال ارنی کے
متصّل پہنچ قلعے کو محاصرہ کیا اور سپاہی انگریزی حملا کر قلعے کے دروازہ تک بارہ

مارتے ہوئے پہنچے لیکن سیدی امام نام قلعدار نے وہان کے قلعے سے باہر نکل
حراست مین اُسکے ایسا جوہر شجاعت دکھایا کہ جنریل بہادر نے بھی اُسکی جرأت
دیکھہ آفرین و تحسین کی اور یہہ سوچکر کہ قلعہ نہایت مستحکم ہی اور قلعدار
جان فشانی پر مستعد اور نواب بہادر بھی پاشنہ کوب کمک کو آپہنچیگا واسطے
تسخیر کرنے ایک حصار کے اپنے کام کے مردون کو معرض ہلاکت مین ڈالنا
مناسب نہین لاچار محاصرے سے ہاتھہ اُٹھا وہان سے ڈنڈوسی کو گیا دو روز سپاہیون
کو آرام دے مدراس کو کوچ فرمایا اور نواب بہادر نے ترمی کی طرف جہان
سپاہ کو سب طرح کا آذوقہ و آب و علف کی راہ سے آرام متصوّر تھا نہضت
فرما وہان مقام کیا بعد چند روز کے ہرکارون کی زبانی یہہ معلوم ہوا کہ تھانہ دارو
فوجدار ترچناپلی و تنجاور کے بحمایت فوج انگریز بہادر رعایا پر دیہات و موضع
کونمباتور وغیرہ محالات و پرگنات کے دست تعدّی دراز اور آبادی کو
بے چراغ کرتے ہین راے صواب نمانے فکر آبادی ملک و رعایا کی فرما
شاہزادے بلند بخت کو واسطے تنبیہ اُس جماعہ باغی کے حکم محکم دیا اور چار
ہزار سوار کو ساتھہ سرکردگی چھیلہ رام کے معہ رسالہ سلطان سنگہ واسطے جمع
کرنے رسد و مواشی کے قدغن ابلاغ فرمائی اور مہامرزاخان بخشی اور نواب
نورالابصار خان کو حکم دیا تا وے معہ چھہ ہزار سوار روانہ ہوکر دوکالسنری و
غارت گری و تاراج کے ضبط کرنے مین مشغول ہووین اور پروانہ میر مخدوم
علی خان کے نام پر جو ساتھہ ایالت ملک جنوبی پٹن کے ممتاز تھا واسطے
و شمالی و تنبیہ ناہرون کے جو مصدر اذیّت رعایا کے ہوئے تھے جاری ہوا
شاہزادے ظفرمند نے کہ حضور سے واسطے تنبیہ کرنے تھانہ داران
چناپلی کے رخصت پائی تھی اثناے راہ مین جاسوسون کی زبانی سناکہ

ایک فوج ترچناپلی و تنجاور سے جمع ہو تسخیر کرنے قلعہ ترکاتہ پلی و شاکر
وغیرہ کا عزم رکھتی تھی اور سید صاحب نے باوجود اپنی جد و جہد کے
رفیقوں کی ناتجربہ کاری کے سبب مکرر صدمات عظیم اُٹھائے تھے اور قریب تھا
کہ وے قلعے اولیائے دولت حیدری کے تصرف سے نکل جائیں اِس خبر کو سنتے ہی
شہزادہ عزیمت کو اُس طرف جولان کر تھا ہے ناگہان کی مانند وہاں جا پہنچا اتفاقاً
شاہزادے کے پہنچنے کے پہلے وہاں ایک طرفہ ماجرا وقوع میں آیا کہ ایک
شب نادہی ترچناپلی سے ایک فوج انگریزی نے بہ قصد تسخیر ترکاتہ پلی اور
اُسی رات کو دوسری سپاہ انگریزی نے اُسی ارادہ پر تنجاور کی طرف سے
بلا اطلاع یک دیگر کوچ کیا اور شبا شب دونوں منزل مقصود پر پہنچکر ایک
طرف سے ایک سپاہ نے دوسری طرف دوسری فوج نے قلعے پر حملہ کیا اور
سیڑھیاں لگا دفعۃً قلعے پر چڑھ گئیں چونکہ محافظان قلعہ نے قدرت مقابلے کی اپنے میں
نہ دیکھی ایک دریچے کی راہ قلعے سے باہر نکل کھڑے ہوئے اور اُن دونوں فوج
میں سے ایک نے ایک طرف سے باڑھ ماری دوسری فوج نے جانا کہ اہل
قلعہ نے شلک کی ہی ایکبارگی وہ فوج باڑھ مارتی ہوئی آگے بڑھی غرض کہ
ایک ساعت کے عرصے تک بے تمیز یک دیگر دونوں فوجیں باہم لڑتی رہیں
ہر ایک نے داد بہادری کی دی قریب صد سو بہادر کے دونوں فوجوں میں سے
تلف ہوئے اِسمیں ایک سردار فوج نے سانحہ آواز بلند کے اصطلاح انگریزی میں
اپنی فوج کو کہا کہ دو زکر سپاہ اعدا پر حملہ کرو جب یہ کلام سردار نے طرف ثانی
کے بہ اصطلاح انگریزی سمجھا اپنے سپاہیوں کو کہا کہ جنگ موقوف ہم دونوں
فریق ہوا خواہ انگریز کے ہیں تب دونوں طرف کے سرداروں نے باہم مصافحہ
کر اپنی ناتجربہ کاری پر نہایت نادم ہوئے آخر کو جو کچھ ذخیرہ وغیرہ وہاں تھا سب

حاکم نے شاہ کوٹہ کو چلے گئے دوسرے روز تھانہ داران حیدری جو ہمین قلعے مین
پھر آ کر پہنچے شاہزادہ بہادر وہان آ پہنچا اور کیفیت شب کی سن بہت ہنسا
اور قلعے سے تھانہ اُٹھا خالی کر دیا جب پلٹن انگریزی نے قلعہ شاکوٹہ کو محاصرہ کیا
اور کئی شخص سپاہیون کو اُسکے ساتھ اپنے متفق کر اُسپر ہلا کیا شیخ حمید
نے جو قلعہ دار دوسو جوان داد لاہوری کی دے رکھا تھا کہ شاہزادہ وہان جا پہنچا اور
بے تامل جنگ شروع کر دی فوج نے راجاؤن کے اور تھانہ دارون نے ترچناپلی کے
تاب حملہ نہ لا ہاتھ محاصرے سے اُٹھایا اور پناہ کے لیئے جنگل مین جا گھسے تب شاہزادے نے
شیخ حمید قلعہ دار کو خلعت فاخرہ اور جوڑی کڑے مرصع کی انعام دے سرفرازی بخشی اور
سپاہیونکو اُسکے ایک ایک جوڑی چاندی کے کڑے انعام دی اور جب اُنھون نے
قلعے کات مینا کو محاصرہ کیا اُسکے قلعہ دار نے معہ بیس مرد جنگی اور کئی عورتون کے
کمر ہمت باندھ سرگین گاو پانی مین گھولی بڑے بڑے ظروف مین گرم کر رکھا تھا
جب فوج انگریزی سیڑھی لگا حصار پر چڑھی ایکبارگی سب عورتون نے شور و غوغا
اُٹھا سرگین گرم سپاہیون کے سر پر ڈالا اور پتھر بڑے بڑے جو دیوار
حصار پر چُنے ہوئے تھے اوپر سے اُنپر لڑھایا اور پاسبانون نے بھی اُس فوج کے دفع
کرنے پر مستعد ہو سعی مردانہ کی اور حملہ آورون کو ہزیمت دے قلعے کو بچا رکھا
سب جون کو شاہزادے نے طلائی کڑے اور ایک ہزار روپیہ نقد انعام
دے آگے کو کوچ فرمایا اثنائے راہ مین یہ خبر سنی کہ ایک فوج راجاؤن اور
تھانہ داران ترچناپلی کی جو قلعے کرور کو مسخر کر ارادہ مقابلے کا ساتھ لشکر حیدری
کے رکھتی تھی اتفاقاً اُس جماعت کے ذخیرۂ باروت مین آگ لگ گئی اور
بہت لوگ اُن مین سے جل مرے جو باقی رہے سو رجعت قہقری کر ترچناپلی کو
پھر گئے شاہزادے نے اِس خبر کو سن اُس گروہ کے تعاقب سے ہاتھ

اُٹھا چند روز اُس مرغزار مین واسطے استراحت لشکر یون کے مقام فرمایا میر مخدوم علی خان نے بعد ورود پروانے حیدری کے واسطے انتظام ملک جنوبی دار الامارت سرِیرنگپٹن کے حتی المقدور خون ریزی مین مفسدون کے اور منہدم کرنے مین مکانات و عمارات کے قصور نہ کیا مگر وہان کے لوگون نے ایک فوج قوی بازو لشکر انگریز بہادر کی جو مدورا مین قیام رکھتی تھی اپنی کمک کو منگالڑنے پر مستعد ہو گئے اور میر مخدوم علی خان کو جو ایک چھوٹے قلعے مین تھا محاصرہ کر چاہا کہ اسیر کر لین لیکن اُس بہادر نے باوجود اسکے کہ اُسکا سب لشکر اطراف مین واسطے تنبیہ کرنے مفسدون کے منتشر تھا بھاگنے کی عار کو گوارا نہ کر معہ دو سو جوان جو قلعے مین اُسکے ساتھ تھے شیر گرسنہ کے مانند نکل کر میدان جنگ کو دلاورون کے خون سے لالہ زار بنایا اور بہتون کو ساتھ ضرب تیغ و سنان کے زمین پر گرایا جب کوئی شخص اُسکے رفیقون سے باقی نہ رہا تنہا جنگ رستمانہ کر آخرکار بہت سے زخم کاری اُٹھا شہید ہوا ؛

وارد ہونا کرنیل بریس بہادر کا معہ فوج تازہ زور بنگالے سے واسطے نکال لینے ملک آرکاٹ کے تصرّف سے حیدریون کے اور باہم لڑنا دونون فریق کا

جس روز سے جنرل سر ایری کوٹ بہادر نے مدراس کو نہضت فرمائی فوج انگریز بہادر کی جو جابجا متعیّن تھی لشکر حیدری کے ساتھ ہمیشہ جنگ و جدال کرتی رہی اور نواب بہادر خود ملک گرم سیر مین اقامت کر سپاہ رزم خواہ اکثر ہمرکاب شاہزادے روشن اختر کے اور کبھی دوسرے سردارون کے

ساتھ واسطے انتظام ملک کے اطراف مین بھیجتا تھا چنانچہ کبھو لشکر پر انگریز
کے سپاہ حیدری چیرہ دستی کرتی اور کبھی فوج حیدری پر فوج انگریزی
غالب ہوتی آخرکار رائے صاحبان عالیشان نے یہہ اقتضا کیا کہ نکال لینا ملک
آرکات کا قبضہ اختیار حیدری سے ساتھ آسانی کے چون متصوّر نہین ہی اس
صورت مین ایک اور سردار پر تدبیر واسطے سرکردگی فوج کے
ضرور ہی چنانچہ اسی لیئے کرنیل برَیس بہادر موافق حکم صاحبان کونسل
کلکتّے کے مع فوج قوی بنگالے سے چینا پٹن مین پہنچا چونکہ ناظم حیدرآباد متسلّط
ہوجانے سے نواب بہادر کے تمام ملک آرکات پر بہت سا متاسّف تھا اور
ایّام گذشتہ مین کہ اُسنے نواب حیدر علی خان بہادر کو لڑنے کے لیئے ساتھ
صاحبان انگریز بہادر کے تحریص و ترغیب کر آرکات کو عزم کیا تھا سو اُسکا
منشأ یہہ تھا کہ ناظم مذکور خوب جانتا تھا کہ سوائے صاحبان انگریز بہادر کے
اُسوقت اپنا اور کوئی نہ تھا کہ تاب ہم پنجگی و مقابلے کی نواب بہادر کے رکھتا ہو
اسی واسطے یہہ چاہا کہ دونون کو آپس مین لڑائے اور آپ آرام
سے تماشے دیکھے لیکن جب اُسکے منصوبے نے نتیجہ برعکس دیا اور ملک
آرکات کا بھی تصرّف مین نواب بہادر کے آگیا آگے سے زیادہ ترخار رشک
اُسکے سینے مین چبھنے لگے تب ایک حیلہ دوسرا واسطے منہدم کرنے قصر
شوکت حیدری کے تلاش کرنے لگا اور چون درینولا خبر ورود کرنیل برَیس
بہادر کی مسمع مین ناظم موصوف کے پہنچی تھی بنائے آشتی و صلح کی ساتھ
صاحبان انگریز کے مستحکم کرنا صلاح وقت دیکھ موشیر فایر فرانسیس کو جو
قدیم چاکرون سے اُس سرکار کے تھا واسطے پیدا کرنے اتّفاق و دوستداری
کے خدمت مین کرنیل بہادر کے روانہ کیا کرنیل بہادر نے سفیران آصف جاہی

کی بہت تعظیم و تواضع سے ملاقات کی اور پیام کو جو اُنھون نے دربابِ آشتی
گزارش کیا سنکر مصالحہ ساتھ آصف جاہ بہادر کے منظور نظر
مآل اندیش فرمایا چنانچہ بعد دو روز کے عہدنامے طرفین سے لکھے گئے
تب کرنیل بہادر تحایف و نفایس اپنی ولایت کے ناظم ممدوح کے
لئے اور خلعتین فاخرہ اُسکے ارکان دولت کے واسطے موشیر فلیز کو
حوالے کر ایک مکتوب اِس مضمون کا لکھا کہ آپ اعتبار الدولہ بہادر کو اجازت
فرماوین کہ وہ اختتام جنگ تک شریک انگریز بہادر کا رہے چنانچہ موشیر فلیز حیدرآباد
کو گیا اور بعد دو مہینے کے اجازت نامہ آصف جاہ بہادر کا بجانب کرنیل بہادر نے
اعتبار الدولہ کو پانچ ہزار روپیہ مشاہرہ ذات اور رسالہ دو ہزار سوار کا
اُسکے نام پر مقرر فرما واسطے نگاہداشت کرنے سوارون کے حکم صادر کیا جب بڑی جد
وجہد سے کئی ہزار سوار فراہم ہوئے کرنیل بہادر نے معہ توپخانہ و سواران
قدیم وجدید اور پلٹنون کے بڑے طمطراق اور توزک کے ساتھ چیناپٹن سے کوچ کر بارہ
روز کے عرصے مین سواد آرکاٹ کو مضرب خیام کیا اور نواب بہادر نے شہر
آرکاٹ سے نکل فاصلے پر دو کوس کے خیمے اِستادہ کر چار ہزار سوار کو رسالہ
خاص مین سے منتخب فرما یہ حکم دیا کہ گرد لشکر انگریز کے تگ و تاز مین مشغول
ہو کر بندوقون کی باڑھ مارتے رہین جب دو تین روز اِس طرح پر بسر اور
صاحبان انگریز بہادر کے لشکر مین سے لوگ لکڑی گھاس لانے والے بہت سے
مقتول و مجروح ہوے کرنیل صاحب نے ہرکارے تعین فرما مقام فرودگاہ سواران
حیدری کا تحقیق کیا اور بعد گذرنے ایک پہر رات کے کپتان ڈیس نے معہ ایک
پلٹن سپاہیان گورہ اور دو پلٹن سپاہیان ہندی حسب الحکم کرنیل بہادر کے
روانہ ہو متصل موضع ہال کے جہان خوابگاہ سوارون کی تھی پہنچ کر شبخون

مارا ایک ساعت کے عرصے مین جب تک وے اِس اندھیری رات مین گھوڑون پر زین باندھین قریب چار سو جوان مارے پڑے باقی سپاہ نے انگریزی فوج سے مقابلہ کر داد مردی کی دی اور بہتون کو قتل کر طرف اُردوے کلان کے روانہ ہوئے جب صبح ہوئی نواب بہادر نے چار ہزار سوار جرار تاخت کرنے پر انگریز بہادر کے متعین فرمایا چنانچہ سواران مذکور تمام روز فوج انگریزی پر حملہ کر قتل و غارت کرتے اور شام کو اپنے مقام پر پھر جاتے کرنیل بہادر نے پھر ہرکارون کے وسیلے سے اقامت گاہ سوارون کی دریافت کی اور کئی سردار کو چند پلٹنون کے ساتھ نصف شب کو واسطے شبخون مارنے کے روانہ کیا اگرچہ اُس شبخون کے خوف سے پچاس سوار قادر خان کے رسالے سے طلایہ پھر رہے تھے مگر سپاہیان انگریزی نے موافق حکم کرنیل بہادر کے ایسی سرعت سے باڑھین مارین کہ کسی کو فرصت ہشیار ہونے اور ہتھ اُٹھانے کی ندی بہت سے تو غارتنا ہین گرے اور جو باقی بچے حضور مین آ شبخون کی کیفیت عرض کی نواب بہادر نے اطراف شہر مین جا بجا مورچے بندھوا پیادون تیر اندازون اور بان دارون او رتوپچیونکی جماعت کو ہر جگہ متعین کر یہ حکم دیا کہ سوار کئی دمدمے باندھکر توپین سب اُس پر چڑھا فوج سے انگریز بہادر کے جنگ کرنے رہین اِس ارشاد کے بعد خود بدولت شہر مین داخل ہوا اور امور کے بند و بست مین مشغول ہوا سوارون نے گرد لشکر انگریز کے تاخت و تاراج کر ایک برگ گاہ بھی صحرا مین باقی نہ چھوڑا سب جلا پھونک صاف اور تالابون کا پانی کاٹ خشک کر دیا تب رسد بند ہو ہر اور لکڑی گھاس کی انگریزی لشکر مین تکلیف ہونے لگی اور اُسی وضع پر عرصہ ایک سال کا منقضی ہوا۔

آنا جنریل سرایری کوط بہادر کا اور استحکام پانا بنائے صلح کا نواب حیدر علی خان بہادر کے ساتھ

جب عرصہ ایک سال کا اسی طرح گذرا آخر نہایت بے آبی اور عدم آذوقہ سے سپاہ رزم خواہ انگریز بہادر کی نہایت متاذی و تنگ ہونے لگی تب جنریل کوط بہادر ارادے پر ختم کرنے اس جنگ کے مدراس سے کوچ کر لشکر مین کرنیل بریس بہادر کے داخل ہو سر نو سے نائرہ رزم کو التہاب دے ایسی جنگ کی جسکو ناسخ کارنامہ رستم و اسفندیار کہا چاہئے مگر چونکہ فوج حیدری بے شمار تھی اور راہ رسد پہنچنے کی کسی طرح کھل نہ سکتی تھی جنریل بہادر نے آخر کار لاچار ہو چیناپٹن کی راہ لی اور نواب بہادر بھی محافظ معتبر قلعے ارکات مین چھوڑ عقب فوج انگریز کے قتل و غارت کرتے ہوئے روانہ ہوا جنریل بہادر جلد معہ باقی ماندگان افتان و خیزان قلعے مین پہنچ برج و بارہ مستحکم کر قلعہ بند ہوا نواب بہادر نے آبادی مین لنگر پاک کے علم شجاعت بلند فرما ہر روز تاخت کر گورنر کے باغ تک آنا اور واسطے فتح کرنے قلعے کے بہت سی تدبیرین کرنا پر چونکہ حصار چیناپٹن کا نہایت بلند و مستحکم ہی کچھ مفید نہوتا گولے توپ کے مینہہ کے مانند برسانے مگر کچھ صدمہ قلعے کو نہ پہنچا سکتے تھے اور ہر روز قلعے کی توپون کی ضرب سے بڑی اذیت سواران حیدری کو پہنچتی تھی اس اثنا مین نواب بہادر نے اس خیال سے کہ اگر شہر چیناپٹن ہاتھ آوے تو مورچے قلعے کے محاذی قایم ہو سکتے ہین اور وہان سے اگر گولہ زنی عمل مین آوے تو صدمہ کلی قلعے کے رہنے والون کو پہنچ سکتا ہی شہر پناہ کی دیوار پر زدو ضرب گولون کی شروع کر دی لیکن اس تدبیر نے بھی کچھ فایدہ نہ بخشا اس لیے

کہ جنرل بہادر نے ساتھ اقتضاے عقل دور بین کے مکنون خاطر حیدری معلوم کر کے جہاز جنگی
میلاپور سے منگا انھین حکم کیا کہ قلعے کے مقابل شہر پر مشرف لنگر ڈالین چنانچہ جس وقت
کہ فوج حیدری اسطرح تسخیر کرنے شہر کے گھوڑون کو جولان مین لاتی تھی
جہازون اور برجون کی توپون کے گولون کی شدّت ضرب سے کوئی عقدہ کار کھل
نسکتا تھا جب پندرہ روز کا عرصہ اسی حالت مین بسر ہوا تب جنرل بہادر نے مآل
اندیشی کی راہ سے تامّل فرمایا کہ اگر یہہ جنگ طول کھینچی تو قتل و غارت کے
سبب جو سواران حیدری نے ملک مین توابع آرکات کے دور دور از مچا رکھی
ہی ایک برگ کاہ زمین پر باقی نرہیگا اور ترک تاز سے لشکر حیدری کے رعیت
تباہ ہو جائیگی اس صورت مین اگر نواب بہادر سلسلہ صلح کا محرّک ہو تو خیریت
طرفین کی مقصود ہی لیکن چون سپہسالاری کی حمیّت لجاجت و سماجت کی عار نہین اٹھا
سکتی تھی اس سبب جنرل بہادر اپنی طرف سے پیام صلح کا بھیجنا اس بات مین
تحریک کرنا منافی آئین ریاست کے جانتا تھا اور لب کو ساتھ اظہار اس حرف کے
آشنا نہ فرماتا مگر بدل خواہان صلح تھا یہان تک کہ بعد ایک ہفتے کے دریاے رحمت
الٰہی ضعیفون اور غریبون کے حال پر اس ملک کے جوش مین آیا یعنے ایک شب
نواب بہادر نے اپنے دیوان پورنیا کو جسکی راے صایب اور تدبیر درست
تھی خلوت مین بلا مشورت کی اور فرمایا کہ یہہ لڑائی مرہٹون کے ساتھ نہین ہی
جنکو بھاگنے سے عار و شرم نہین اب صاحبان انگریز سے کام ہی اور یہ لوگ
سب ایک دل و ایک زبان و صاحب توپخانہ آتش نشان ہین فتح یاب ہونا
ایسے لوگون پر جو ایسی فوج جرار اور ایسا توپخانہ آتش بار رکھتے ہین امر دشوار
ہی کیونکہ ہر پلٹن ان کی حکم ایک قلعہ کا رکھتی ہی اور انکی راہ رسد و آلات حرب کی
جو سرمایہ اطمینان فوج کا ہی کسیطرح بند نہین ہو سکتی اس لیئے کہ امداد

راه دریا ممکن نہیں اور اگرچہ تین سال کے عرصے سے ملک آرکاٹ ہمارے تصرّف مین آیا ہی اور محاصل اُسکا صرف مین اولیاے دولت کے آتا ہی اور خراج ملک بالا گھاٹ کا موجب توفیر خزانہ کا ہی مگر امتناع مالی مضرّت جانی کے ساتھ برابر نہین ہوسکتا ان سب وجہون پر نظر کر خاطر خیر طلب خواہان صلح کی ہی اور چونکہ عہد و میثاق انگریز کا ثبات رکھتا ہی. یقین ہی کہ صلح و دوستی اُنکی مورث فوائد کثیر کی ہوگی مگر غیرت مردی واسطے تحریک کرنے سلسلے صلح کے رخصت نہین دیتی اِس بات مین جو کچھ راے صواب نما تمھاری ہو عرض کرو دیوان موصوف نے جب طبع کو نواب بہادر کے صلح پر مائل دیکھا از مین ادب چوم عرض کیا کہ سنوا سس راو نام ایک شخص جو اِس فدوی کے ساتھ قرابت رکھتا ہی بالفعل عہدہ برسر جمی کے حضور مین جنریل بہادر کے حاضر رہتا ہی اکثر معروضات اُسکے دربارہ دولت خواہی درجہ اجابت کا پاتے ہین اگر حکم ہو تو فدوی اُسکے ساتھ اِس طور پر جس سے اصلا صلح کے پیام کی بو حضور کی طرف سے نہ آئے سلسلہ جنبان مدّعا ہو اور جب نام بردہ جنریل بہادر کی رضا مندی حاصل کرے تب جو کچھ مقتضا مصلحت مالی و ملکی کا ہو عمل مین آویگا نواب بہادر نے یہہ بات سن اُسے اجازت بخشی دیوان مذکور خیمے مین آ سداشیو راو برہمن کو جو اُسکا کفو اور ساتھ حلیہ علم فراست کے آراستہ اور فنون سفارت سے پیراستہ تھا لباس جوگیون کا پہنا اور تمام صلاح و صوابدید پر اُسے آگاہ کر طرف لشکر انگریز بہادر کے رخصت کیا وہ مرد درویش صورت سنوا سس راو کے خیمہ مین جا طالب ملاقات کا ہوا راو مذکور نے جو از بسکہ فقیر دوست تھا نہایت تپاک سے اُسکو بلایا اور بہت سی اُسکی تعظیم کی اور پوچھا جوگی صاحب آپ کا آنا کہان سے ہوا اور کہان کا قصد ہی جوگی نے جواب دیا کہ بابا فقیر

سیّاح ہی خلق سے بیزار اور خالق ہی سے سروکار رکھتا ہی بالفعل لشکر
مین نواب بہادر کے پورنیا دیوان کے ڈیرے مین تھا اور بہ سبب اُسکے کہ
اُس عزیز والا تمیز کو حق جو فقیر دوست پایا کئی روز وہان رہ گیا اب اُسکی
الفت توڑ دوسرے ملک کی سیر کا ارادہ رکھتا ہون سو اُس راوُنے
جب نام دیوان کا سنا پوچھا کہ باباصاحب کچھ حیدری لشکر کا حال جو زبانی
دیوان کے سنا ہو بیان کرو جوگی نے کہا کہ مین دنیادار نہین ہون جو حال صلح
و جنگ کا سرداروں کے پوچھون مگر اتنا سنا ہی کہ مرضی نواب بہادر کی یہہ ہی
کہ تمام مال و خزانے کو صرف کیجئے پر جنگ کرنے سے انگریزون کے ہاتھ
نہ اُٹھائیے مگر دیوان کی جو ایک خداترس اور موم دل آدمی ہی کمال خواہش
یہی ہی کہ کسی طرح مصالحہ آپس مین ہو جاے چونکہ تین سال سے سب لوگ
لشکر کے گھربار سے دور بیگانے ملک مین پڑے ہوئے ہین اور خون ریزی خلائق کی
دونون طرف سے عمل آتی ہی اگرچہ نواب بہادر دیوان کے سعی و شفاعت کو
رد نہین فرماتا اور گوشہ خاطر مین جگہہ دیتا ہی لیکن جب تک کوئی صاحبان انگریز
کی طرف سے اِس سلسلہ کا محرّک نہو دیوان بیچارہ کس وسیلے سے
آتش قہر حیدری کو اشتعال سے باز رکھے سو اُس راوُنے یہہ خبر سن
فی الفور حضور مین طام گرام صاحب کے جا حقیقت حال کو عرض کیا صاحب مذکور
نے خدمت مین جنرل کوٹ بہادر کے تمام سرگذشت بیان کی جنرل بہادر نے
واسطے رفاہیت خلق اللہ کے صلح کو لڑائی پر مرجّح جان اِس بات مین کونسل کر
فرمایا کہ سو اُس راوُ پورنیا دیوان کے پاس جا کر بناے صلح مستحکم کرے چنانچہ
دوسرے روز سو اُس راوُنے اُس فقیر کو بڑی منّت و سماجت سے خبر
دینے کے لئے اپنی روانگی کی پورنیا دیوان کے پاس روانہ کیا خود معہ ایک

پلٹن سپاہی کوچ گیا جب یہہ خبر نواب بہادر کے سمع مبارک مین پہنچی حکم دیا کہ کشن راؤ پیشکار دیوانی اور یار علی بیگ داروغہ داغ تصبحہ استقبال کو سواس راؤ کے جاوین اور ایک خیمہ خاص واسطے راؤ مذکور کے کھڑا کیا جاوے جب ڈیڑھ پہر دن چڑھا سواس راؤ لشکرگاہ حیدری مین داخل ہو دیوان کے خیمے کے دروازے پر پہنچا دیوان کاردان استقبال کر اُسکو اپنے خیمے مین لیجا دو پہر تک باہم مشورہ کرشبکو اُسے نواب بہادر کے حضور مین لیگیا نواب بہادر نے خیریت جنریل بہادر کی پوچھ وجہ آنے کی استفسار فرمایا راو مذکور نے کمال چرب زبانی اور شیرین بیانی سے عرض کیا کہ رائے عالم آرا پر جناب عالی کے خوب روشن ہی کہ دنیاے فانی ایسی متاع نہین کہ کوئی شخص اُسکے واسطے کسیکے ساتھ اپنی دو روزہ عمر عزیز کو نزاع و پرخاش مین تلف کرے جسکو ایزد تعالی نے اپنے بندون سے افسر سرداری کا عطا کر سرفراز و ممتاز کیا اور زمام مہام خلق کی جو امانت الٰہی ہین اُسکے ہاتھ مین دیا ہی اُسکی ہمت والا نہمت پر لازم ہی کہ خداے تعالی کی نعمتون کی قدر جانکر خلق کو اُسکے اپنے سایہ عاطفت مین پرورش کرے اور کینے کی بیخ سینے سے اُکھاڑ اُس مین دوستی و موافقت کے نہال بتقاضاے الحمد للہ والمنۃ کہ طبع مقدس باقتضاے حق جوئی و حق پرستی اس طرف مائل اور آسایش خلایق و خوشنودی خالق پر اُسکو توجہ کامل ہی اسی طرح ذات فیض سمات جنریل بہادر کی بھی باوجود مہیّا ہونے ساز و سامان جنگ کے مصروف اسی امر پر ہی کہ بندگان خدا جو کئی برس سے کشاکش قتل و غارت مین گرفتار ہین بلا اور آفت سے نجات پاوین اور اگرچہ ایزد جہان آفرین نے اِس قوم کو برو بحر پر حکومت بخشی ہی تو بھی حتی الوسع والامکان ایک جونٹی کی اذیت کے روادار نہین ہوتے اور

چونکہ بہ سبب امتداد ایّام جنگ کے سب لشکر ہی آزردہ و تنگ ہین اور جنریل
صاحب کو عارضہ صعب لاحق ہوا ہی اگرچہ ہنوز جان فشانی مین امور کمپنی کے
حاضر و مستعد ہین مگر واسطے رفاہیت خلق اللہ کے اس ہرج مرج لازمہ
جنگ و جدال سے جسکے سبب ایک عالم کا گھر بار برباد ہو گیا اور ہوتا ہی بہت
سے پریشان خاطر رہتے ہین اسلیے بندے کو حضور مین بھیجا ہی کہ اگر یہہ آگ
جنگ و جدال کی جو ہر روز مشتعل و بلند ہوتی جاتی اور گھر بار کو جمہور خلایق کے
بیچراغ کرتی و جلاتی ہی منطفی ہو تو نہایت اولی اور انسب ہی نواب بہادر نے
سنواس راو کی عرض سن فرمایا کہ فی الواقع نتیجہ اس حرب و قتال کا سواے رنج
و اذیّت خلق اللہ کے کچھ اور نہین خصوصاً ان دنون کہ مزاج جنریل صاحب کا علیل
اور بار لشکر کشی کا اُن پر بہت ثقیل ہی اور یہہ بات کمال ہمّت و جوانمردی پر
جنریل صاحب کے دلیل ہی کہ محض واسطے آسودگی خلق خدا کے صلح و آشتی
کی استدعا اُنھون نے ہم سے کی خیر مضایقہ نہین مگر بارہ لاکھ ہون واسطے
اخراجات لابدّی لشکر کے ہم کو مطلوب ہین اور بالا گھاٹ سے خزانہ پہنچنے
کو عرصہ دراز کھینچے گا اگر جنریل بہادر زر مذکور بھیج دین تو ہم کو یہان سے
کوچ کرنے مین کچھ عذر نہین ہی اور در صورتے کہ زر نقد بہ سبب اخراجات
اس مہم کے کمپنی بہادر کی طرف سے بالفعل سر انجام نہو سکے تو وے تعلّقے
اور محال کے جو ہمارے ملک کے متّصل ہون اور خراج اُنکا مساوی اُس
مبلغ زر کے ہو جسپر صلح قرار پاوے ادا ہونے تک زر مذکور کے رہن کے
طور پر تصرّف مین کار پردازان حیدری کے چھوڑ دین سنواسن راو نے اس
وعید کو سن خوش ہو حضور مین جنریل صاحب کے گیا اور جو کچھ نواب بہادر
نے فرمایا تھا عرض کیا جنریل صاحب نے فوراً سب شرایط صلح کی قبول کر لین اور

اِس بات مین رد و قدح مناسب نہ جان عہد نامہ صلح کا اور سند واگذاشت
اُن تعلّقات کی لکھ سنوا اس راو کے حوالہ کر فرمایا کہ نواب بہادر سے عرض
کرنا کہ تمام ملک کرناٹک تین سال سے تصرّف مین سرکار نواب بہادر کے
ہی اور ایک دام و درم اِس عرصے مین اُس سے خزانہ سرکار کبھی مین داخل
نہین ہوا اور بہ سبب اخراجات اِس مہم کے لاکھون روپیی کی قرضداری ہو گئی
ہی اور اِسی جہت سے انجام کرنا زر نقد نا ممکن ہی آپ عوض مین
زر نقد کے تعلّقات مسطورہ کو اپنے تصرّف مین رکھین اور شہر آرکات
اور قلعون کو ملک پائین گھات کے جو تصرّف مین سرکار حیدری کے
ہین چھوڑ دین سنوا اس راو نے جنریل بہادر سے یہ باتین سن
نواب بہادر کی خدمت مین آ کاغذات عہد نامہ وغیرہ کو حضور مین گذرا
نواب بہادر نے واسطے استرضاے خاطر جنرل بہادر کے قول قرار
مسطور پر معہ حضار مجلس صلح کی نیّت پر فاتحہ پڑھ ہاتھ شمشیر سے اُٹھا لیا خدمتگاران
عہدہ دار سپر و شمشیر حضور سے اُٹھا سلاح خانے مین لے گئے اُسی وقت تمام لشکر
مین اشتہار دیا گیا کہ درمیان قوم انگریز اور سرکار حیدری کے صلح ہو گئی ہر
کوئی شخص اِس طرف سے فوج انگریز بہادر پر قصد نہ کرے اگر اُس طرف
سے کوئی قصد کرے تو اُسکو حضور عالی مین حاضر کرین پھر نواب بہادر
نے اپنی طرف سے بھی ایک عہد نامہ لکھوا ساتھ مہر خاص کے مزیّن
کر خلعتین فاخرہ اور جواہر بیش قیمت اور دو راس اسپ عربی بازین
مرصّع اور تحایف نادر جنریل صاحب اور دوسرے سردارون کے
حوالہ سنوا اس راو کے فرمایا اور راو مذکور کو خلعت خاص جواہر گران بہا
ایک راس اسپ بازین مطلّا ایک ہاتھی معہ عماری نقرہ عطا کر رخصت کیا دوسرے

روز را ومذکور نے جنرل صاحب کی طرف سے ایک مکتوب محبت اسلوب معہ تحایف لایقہ جو تخمیناً پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کے تھے حضور مین نواب بہادر کے پہنچایا بعد اسکے طرفین سے مکرر رسم اتحاف وتحریر اتحاد نامہ متضمن استحکام مبانی صلح کی عمل مین آئی بعد ازان نواب بہادر نے عرصے مین دو روز کے تمام اسباب سرکار حیدری قلعہ آرکات سے نکال قلعہ کو معہ شہر معتمدان سرکار کمپنی بہادر کو سپرد کر مظفر ومنصور شہر سے دو فرسنگ کے فاصلے پر جا خیمہ کیا پھر وہان سے نواح بارامحال کی طرف روانہ ہوا اور تعلقات مندرجہ صدر مین دخل کر تربیت علی خان کو واسطے انتظام کے سرفراز کیا اور سب اپنے تھانے قلعون سے ملک پائین گھات کے اٹھا ذے مین گماشتگان سرکار کمپنی بہادر کے چھوڑ خود بعد منقضی ہونے تین برس کے بالا گھات کو مراجعت کیا؛

اٹھنا ضبا رفتنہ وفساد کا درمیان سرکار دولت مدار کمپنی انگریز بہادر اور فرانسیسون کے اور نہضت کرنا نواب بہادر کا واسطے اعانت گورنر پھلچری کے؛

آرائے صواب انتما پر جویندگان اخبار کے پوشیدہ نہ رہے کہ جب صاحبان انگریز کو ملک بنگالے پر تسلط کلی حاصل ہوا اور انھون نے باقتضائے اولوالعزمی تسخیر کرنے پر تمام ہندوستان کے خیال باندھا تب درمیان صاحبان کمپنی انگریز بہادر اور کارپردازان بادشاہ فرانسیس کے واسطے محصول سایرات متعلقہ ملک بنگالے کے نزاع واقع ہوئی چنانچہ گورنر نے بنگالے کے بر جب ایمائے ولایت فرانسیس کی سب کوٹھیون کو جو ملک بنگالے مین تھین ایک ہی روز مین ضبط کرا کر

مکانون کو ڈھا دیا اور موشیر شانور گورنر کو فرانسہ آنگے کے جو خشکی کی راہ سے اپنی ولایت کا عازم ہو میدنی پور تک پہنچا تھا مقید کر لیا اور اُسیطرح گورنر نے مدراس کے کوٹھی پھلچری کو جو ملک فرانسیس کی تھی اپنے قبض و تصرف مین لاتو بین اور سب سامان حرب وغیرہ اُسکا ضبط کر برج و بارہ کو اُسکے مسمار کر ڈالا گورنر فرانسیس لاچار ہو پھلچری سے بھاگ کو ڈیال بندر مین جو ممالک محروسے مین نواب بہادر کے داخل تھا جا پناہ لی اور ایک عریضہ حضور مین نواب بہادر کے بھیج داد فریاد انگریزون کے ہاتھ سے مچائی نواب بہادر نے اُسکی بیکسی پر رحم کر ایک پروانہ بنام فوجداران بندر مذکور ساتھ اِس مضمون کے روانہ فرمایا کہ تم سب گورنر فرانسیس کو ساتھ دلجوئی و حرمت کے وہان رکھو متعاقب ایک فوج قوی واسطے مدد مشارٌ الیہ کے حضور سے پہنچتی ہی اور ایک خط اِس مضمون کا گورنر کو مدراس کے روانہ فرمایا کہ کوٹھی فرانسیس کی بیشتر تسلّط پانے صاحبان انگریز بہادر کے ملک بنگالے پر پھلچری مین تھی اور اگرچہ تائید ربّانی سے بالفعل شوکت و حشمت انگریز بہادر کی تمام حکّام جزائر سے بلند تر ہو گئی ہی اور سب حاکم بنگالے و پائین گھاٹ وغیرہ کمپنی بہادر کے مطیع ہو گئے ہین مگر اپنے ہم مذہبون کو جو ولایت مین ساتھ آپ کے قرب و جوار رکھتے ہین اس طرح ایکبار پایہ اعتبار و عزّت سے گرا دینا مناسب نہین اِس دوستدار کو ہمیشہ یہہ ملحوظ رہتا ہی کہ اِس صلح مین جو تازہ ساتھ سرکار کمپنی انگریز بہادر کے قرار پائی ہی کسی طرح خلل راہ نپاوے اِسواسطے چشم داشت سرکار کمپنی سے یہہ ہی (چونکہ گورنر پھلچری پناہ مین اِس دولت خداداد کے آیا اور بے اعتنائی مہمان سے کسی مذہب مین روا نہین) کہ کوٹھی پھلچری معہ اسباب جسکی فرد تعلیقہ اِس محبت نامہ مین ملفوف ہی گورنر فرانسیس کو پھیر دی جاوے

نہین تومخلص اُس کی اعانت کرنے سے پہلوتہی نکریگا گورنر مدراس نے جواب مین
اُسکے لکھا کہ ہم تابع حکم ولایت کے ہین ہم خود یہہ امر عمل مین نہین لائے ہین
اب جو آپکو پاس خاطر گورنر فرانسیس کا منظور ہی یہہ حقیقت ہم ولایت کو
لکھتے ہین اگر حکم پھیر دینے کا پہنچا تو فی الفور کوتھی پھلچری بلکہ سب کوٹھیان
بنگالے کی گورنر فرانسیس کو دے سکتے ہین مگر مقدمہ نزاع انگریز اور فرانسیس
کا آپ سے کچھ علاقہ نہین رکھتا ہی دوسرے کے قضیے مین دخل کرنا آپکو مناسب
نہین جب یہہ خط گورنر مدراس کا نواب بہادر کے ملاحظے مین گذرا آتش اُسکے
غضب کی بھڑک اُٹھی فی الفور پروانے سرداران فوج کے نام پر جو کوڑیال
بندر مین متعیّن تھے اس مضمون کے لکھے گئے کہ تم سب گورنر فرانسیس کو
ساتھ لیکر پھلچری پر تاخت کرو اور ہم بھی مدراس کو عازم ہوتے ہین اور
جب تک معاملہ فرانسیس کا موافق خواہش کے سرانجام نہو ہم صاحبان
انگریز کے ساتھ لڑنے سے ہاتھ کوتاہ نہ کرینگے غرّہ ماہ ذیقعدہ سنہ گیارہ
سو چھانوے کو رایت حیدری ملک پائین گھاٹ کی طرف بلند کیا گیا بارہ
روز تک کوڑیال بندر سے خبر پہنچنے کی انتظار مین وہان مقام رہا جب وہان
سے خبر آئی کہ فوج سرکاری معہ گورنر فرانسیس وہان سے کوچ کرگئی دوسرے
روز نواب بہادر نے معہ فوج جو قطرات باران سے بھی زیادہ تھی ہمراہ لے
کوچ فرمایا گورنر مدراس نے جون ہین فوج حیدری کے کوچ کی خبر سنی احتیاط کی
راہ سے کشن گری کی طرف کی سب راہون کو ایسا استحکام دیا کہ گذرنا اُس
راہ سے بے تلف کرنے ہزارہا مرد کے ممکن نہ تھا اسلیئے نواب بہادر کوجی کی
طرف پھرا جب مقابل بالاگھاٹ چری کے پہنچا فوج کوڑیال بندر کی بھی معہ گورنر
پھلچری وہان آپہنچی دوسرے روز نواب بہادر نے چھہ ہزار سوار جرّار کو حکم

دیا کہ ممالک کو رام راجہ اور دوسرے راجاؤن کے جو سرکار کمپنی انگریز بہادر سے توسّل رکھتے ہیں نہب و غارت کرین اور گورنر فرانسیس و موشیر لالی کو جو معہ دو ہزار گورہ اور چھہ ہزار سپاہی مدّت سے سرکار حیدری مین نوکر تھا حکم ہوا کہ کوڑیال بندر اور دوسرے بندرون کی طرف جو متعلّق ملک حیدری کے ہین جلد جا کر جس قدر جہاز کرایہ کے بہم پہنچین اذوقے اور سلاح جنگ سے بھر پھلچری مین پہنچین اور لشکر نصرت اثر متعاقب پہنچیگا چنانچہ وے حضور سے رخصت ہو سات جہاز بڑے اور چھہ چھوٹے کرایہ لے اسباب جنگ اُن پر بار کر محاذی قلعہ پھلچری کے پہنچکر لنگر ڈال نشان حیدری بلند کیا اور جنگ توپ و تفنگ کی شروع کر دی صاحبان انگریز نے اگرچہ جنگ کرنے مین قصور نہ کیا لیکن جب نواب بہادر ایلغار کر وہان پہنچا اور چارون طرف سے مورچے و دمدمے باندھ مارے گولون کے فرصت دم مارنے کی نہ دی اُنھون نے ناحق اپنی جانون کو تلف کرنا مناسب نجان نشان فرانسیس جو صلح کی علامت تھی برج پر قلعے کے بلند کیا موشیر لالی نے اِس نشان کو دیکھ توپون کی شلّک موقوف کر گورنر فرانسیس کو معہ چند آدمی ایک غراب پر بیٹھا قلعہ کو بھیجا صاحبان انگریز معہ سپاہیان استقبال کر گورنر کو بڑے احترام سے قلعہ مین لے گئے اور مال و اسباب مطابق فرد تعلیقے کے کارپردازان فرانسیس کو سپرد کر دیا دوسرے روز صاحبان انگریز معہ سپاہیان گورنر فرانسیس سے رخصت ہو مدراس کو روانہ ہوئے تب نواب بہادر نے مظفّر و منصور اپنے مستقر حکومت کو معاودت فرمائی اور ٹیپو سلطان کو واسطے تنبیہ راجہ کورگ کے معہ فوج قوی تعین کیا ؛

روایات کتاب فتوحات حیدری کی تمام ہوئین

اتفاق کرنا جماعۂ مرہٹہ کا نواب نظام علی خان کے ساتھ اور کمک چاہنا انگریزون سے اور لشکر کشی کرنا اُنہونکا بہیئت مجموعی ملک میسور پر اور متحصن ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا قلعہ سریرنگپٹن مین اور پھر جانا مرہٹہ کے لشکر کا بعد وصول تھوڑے زر کے اور آشتی کرنا نواب نظام علی خان کا نواب حیدر علی خانسے اور چڑھائی کرنا دونون سردارون کا بالاتفاق صاحبان انگریز بہادر پر

سال سنہ ۱۷۶۶ ع مین راے میسور چک کرشنا راجہ جو سات برس سے اپنی دولت سرا مین محبوس تھا قید تن خاکی سے مخلصی پائی جب اُسکے وفات کی خبر نواب بہادر نے سنی حکم دیا کہ رسوم اُسکے جنازے کے حسب دستور معمول خاندان راجگان میسور کا ہی نہایت تکلّف و تعظیم کے ساتھ بجالاے جاوین اور بڑا بیٹا راجہ متوفّا کا جسکا نام نند و راج ہی بہت سی شان و شوکت کے ساتھ موافق دستور مسند راجگی پر بٹھایا جاوے نند و راج نے پانچ سال کے بعد اس جہان فانی سے رحلت کی اور اُسکی جگہہ اُسکا چھوٹا بھائی سیام راج نام نواب بہادر کے استصواب سے بدستور معمول گدّی پر بیٹھا حال ریاست میسور کا اسیطرح پر رہا یہان تک کہ سنہ ۱۷۶۷ ع مین جماعہ مرہٹہ اور نظام علی خان نے باہم بدسگالی پر نواب بہادر کے متفق ہو میسور پر لشکر کشی کی نظام علی خان خود سپہسالار اپنے لشکر کا اور نواب بسالت جنگ اُسکا بھائی بھی اُسکے ہمراہ تھا اور فوج انگریز کی واسطے استمداد کے مدراس سے بلائی گئی تھی الغرض سب فوجون نے متفق ہو دار الملک سریرنگپٹن پر چڑھائی کی نواب حیدر علی خان بہادر سب غلّہ اطراف شہر سے اپنے قابو مین لا

باقی اذوقے وعلوفے کو جو جوار و حوالی شہر مین رہا تلف کر اپنی سب جمعیت سپاہ ساتھ لے ایک مقام مین جو نہایت حصین و متین کنارے پر دو دکاوبری کے تھا متحصن ہوا اور گرداگرد اپنے لشکر کے ایک خندق کھدموریے توپون کے باندھا اطراف و جوانب اُسکے پشتے استوار کئے کہ افواج متفقہ کا گذر وہان دشوار تھا بعد چند روز کے جو جنگ خفیف مین بسر ہوئے آخر مرہتے کچھ زر نقد و سباب کر پھر گئے اور نظام علی خان نے بعد تخییر اور تفکر کے لاچار ہو یہہ عہد و پیمان حیدر علی خان کے ساتھ کیا کر باہم متفق ہو قوم انگریز کا ممالکت چیناپٹن سے استیصال کرین ہنوز اِس مشورے نے صورت استحکام کی نہین پکڑی تھی کہ سرگروہ فوشون انگریزی نے قرینون سے اِس راز پر آگاہ ہو اجازت پھر جانے کی لی چنانچہ وہ راہ بنگاور سے صحیح و سالم حدود ممالکت انگریزی مین پہنچ خبر منصوبہ لشکرکشی کی جو درمیان دونون امیر کے علی الرغم جماعہ انگریزون کے قرار پائی تھی پہلے اُسینے کار گزاران ریاست انگریزیہ کو پہنچائی ؛

بیان مین پیدا ہونے سبب اتّفاق کے درمیان
نظام علی خان و حیدر علی خان کے

منشی کو اُس انقلاب و تغیر کے جسکے سبب نواب نظام علی خان ہوا خواہی سے انگریزون کے منحرف ہوگیا اور اصل کو اس اِتّحاد و موافقت کے جسکی جہت سے افواج اسلامیہ استیصال کرنے پر قوم انگریز کے مستعد ہوئی داناؤن نے سازش نہانی نواب محفوظ خان برادر کلان نواب محمد علی خان کی نواب حیدر علی خان

بہادر کے ساتھ تجویز کیا ہی، تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ لڑائی مین
انبور کے جو سنہ ۱۷۴۹ع مین درمیان نواب انورالدین خان و ہدایت
محی الدین خان نواب نظام الملک کے پوتے کے جسکو چندا صاحب نواب
نرچنا بلی شوہر خواہر نواب سید محمد خان آخری صوبہ دار آرکاٹ نے جسے
انورالدین خان نے حیلون سے قتل کروا اُسکے جگہ خود صوبہ دار ہو گیا تھا
اس جنگ پر تحریض کی تھی واقع ہوئی جس مین جماعہ فرانسیس جو قدیم سے
ہواخواہ خانوادہ سادات کے اور دشمن جانی نواب انورالدین خان کے تھے یاریگر
چندا صاحب کے تھے اور جماعہ انگریز مددگار نواب انورالدین خان کے
چنانچہ نواب انورالدین خان اس جنگ مین اسّی برس کی عمر مین مارا گیا
نواب محفوظ خان بڑا بیٹا انورالدین خان کا اور نواب محمد علی خان چھوٹا بیٹا
دونون اس لڑائی مین حاضر تھے بعد اسکے صوبہ داری آرکاٹ کی ہدایت
محی الدین خان پر متعین ہوئی پر ناصر جنگ نے جو اُسکا چچا اور نظام الملک کا
بیٹا اور بالفعل صوبہ دار حیدرآباد کا تھا اپنے بھتیجے کی خبر فتح کو سن حسد و
رشک کے باعث سے اُسکے اور چندا صاحب اور جماعہ فرانسیس کے
اُوپر لشکرکشی کی لیکن بے لڑے بھڑے ایک حیلے سے جسکا ذکر تواریخ کی کتابون
مین مذکور ہی اپنے بھتیجے کو مقیّد کر لیا یہ امر چھوٹے بڑے اہالی مملکت کو خصوصاً
قوم فرانسیس پر بہت ناگوار ہوا چنانچہ اُنھون نے آپس مین متفق ہو نواب
ناصر جنگ پر بلوا کیا اور نواب موصوف اس بلواے عام مین نواب کرپہ کے
ہاتھ سے اپنی سواری کے ہاتھی پر مارا گیا اور اُسکا بھتیجا ہدایت محی الدین خان
حاکم و صوبہ دار ملک دکھن اور نواب مظفر جنگ ملقّب ہوا القصّہ نواب
مظفر جنگ صوبہ داری آرکاٹ کی چندا صاحب کو دے اپنے دارالملک حیدر

آباد کو متوجّہ ہوا اور محفوظ خان اُسکے ساتھ کرناٹک سے نکلا و لیکن نواب مظفّر جنگ راہی مین در سنہ ۱۷۵۱ع پٹھانون کے ہاتھ سے ھنگامہ عام مین مارا گیا اور صوبہ داری حیدر آباد کی اُسکے عمو نواب صلابت جنگ برادر ناصر جنگ مرحوم پر قرار پائی اور وہ بھی عیّارون کے ہاتھ سے اُسکے بھائی نظام علی خان حالی صوبہ دار حیدر آباد کے اشارے سے مقتول ہوا نواب محفوظ خان بعد مارے جانے نواب مظفّر جنگ کے کرپے مین سال ۱۷۶۴ع تک مقیم رہا اِس مین جماعہ انگریزون نے جو ہوا خواہ نواب محمد علی خان کے تھے باوجود حقیّت نواب محفوظ خان کے جو بڑا بیٹا انور الدین خان کا تھا بعد ہزیمت پانے جماعہ فرانسیس ہوا خواہ چندا صاحب کے اور اسیر ہو جانے چندا صاحب کے محفوظ خان کے چھوٹے بھائی محمد علی خان کو مسند پر صوبہ داری آرکاٹ کے بٹھایا جب اسطرح حکومت آرکاٹ کی نواب محمد علی خان پر قرار پائی نواب محفوظ خان بعد کتنے روز کے ساتھ ایک جمعیّت فوج سوارون کے کرناٹک کو پھر آیا اور درخواست نوکری محمد علی خان سے کی نواب محمد علی خان نے فی الفور اُسکی درخواست منظور کر اُسے محال جنوبی آرکاٹ کا عامل مقرّر فرمایا لیکن نواب محفوظ خان نے وہان پہنچ اپنے بھائی سے تمرّد و عصیان اختیار کیا اور ساتھ مدد زمیندار ان اُس حدود کے ایک مدّت تک خطہ تنیوالے کو اپنے تصرّف مین رکھا اور اُنھین دنون اُسکو نواب حیدر علی خان کے ساتھ جو اُن روزون دنڈیگل کے بندوبست مین مشغول تھا رسم و راہ مراسلات و مکاتبت کی پیدا ہو گئی اگرچہ آخر کو نواب محفوظ خان نے سال ۱۷۶۰ع مین ظاہرا نواب محمد علی خان کے ساتھ آشتی و مصالحت اختیار کی لیکن یہہ امر دور قیاس سے نہین کہ وہ خفیہ ساتھ نواب حیدر علی خان کے طریق نامہ و پیام کا سلوک رکھتا تھا اِسواسطے کہ اُس سے

آگے کہ جنگ و پرخاش نمایان درمیان نواب حیدر علی خان اور انگریزون کے واقع ہو وہ صلح کے قصد پر مدراس کو گیا تھا اور نواب بہادر نے اُس سے بہت الطاف و اشفاق کے ساتھ اُس سے ملاقات کی تھی اور یہہ امر بھی قرین قیاس ہی کہ تعصب دین محمدی نے نواب نظام علی خان اور اُسکے ارکان دولت کو اس امر پر مستعد کیا ہو کہ ساتھ نواب بہادر کے متفق ہو کر نواب محفوظ خان کو مسند پر صوبہ داری آرکاٹ کے بٹھاوین اور ساتھ مدد و یاریگری جماعہ فرانسیس کے جو اسکے ہوا خواہ تھے انگریزون کو ہندوستان سے خارج کرین پھر تقدیر اوائل سپطنبر سنہ ١٧٦٧ع مین افواج متفقہ جن مین اکثر سوار تھے کرناٹک مین پہنچ لوٹ مار شروع کر دی کارگزاران دولت مدراس نے ایک فوج جرار کرنیل اسمتھ کے ساتھ بھیجا چنانچہ چھبیسوین تاریخ ماہ مذکور مین قریب قلعے ترچناپلی کے تلاقی طرفین واقع ہوئی حقیقت اس جنگ کی سالانہ دفتر اخبار مین انگریزی سنہ ١٧٦٨ع کے پائی جاتی ہی لیکن یہان ترجمہ اس روداد کا فارسی کتابون سے لکھا جاتا ہی وقت شام کے مقدمۃ الجیش افواج متفقہ نے دیکھا کہ لشکر انگریزی ایک بڑے جھیل کے نشیب مین صفین آراستہ کیے ہوئے مستعد جنگ ہی اور ایک ٹیلہ اُسکے پہلو پر واقع ہی نواب بہادر نے اُن کے مقابل مین صف آرائی کی چنانچہ تمام رات فوج حیدری سلاح و یراق سے مسلح رہ انتظار صبح کی کرتی رہی جون ہین سپیدہ صبح نمودار ہو لشکر انگریز بڑے جوش و خروش سے آگے بڑھا نیران جدال و قتال کی دونون طرف سے مشتعل ہوئی رکن الدولہ سپہسالار نظام علی خان نے جو اگلی صف مین تھا چاہا کہ فوج میمنہ و میسرہ بر غنیم کے حملہ کرے لیکن توپون کے گولے اور بندوقون کی گولیون نے اُسکے لشکر کو پریشان کر دیا چنانچہ وہ اُن کی تاب نلا وہان تک

ہٹ گیا جہان نواب نظام علی خان خود سپاہ کو لڑا رہا تھا اگرچہ سپاہیان بہادر دلاورانہ لڑتے تھے لیکن مارے گولے گولیون کے اُن کو فرصت دم لینے کی نہ ملتی تھی نواب نظام علی خان کی سواری کے ہاتھی کا ایک پانون گولے کی ضرب سے اُڑ گیا اور بہت لوگ کام آئے آخر کو ہزیمت پائی تب نواب موصوف چھتّیس میل انگریزی یعنے اٹھارہ کوس میدان رزم سے پیچھے ہٹ گیا انگریزون نے نقّارہ فتح کا بجوایا لیکن فراریون کا پیچھا نکیا اور چیناپٹن کی طرف نہضت کی نواب حیدر علی خان بہادر نے ہزیمت سے اپنے ہواخواہ کی فوج کے کچھ پروا نکیا اور اپنی تمام فوج کو چار حصّہ بنا اعانت و یاوری ایزد پاک کے اعتماد کر مقابلے و مقاتلے مین اعدا کے خوب کوشش کی ٭

پھر جانا نواب نظام علی خان کا مرافقت سے نواب حیدر علی خان کے اور موافقت کرنا انگریزون سے اور نہب و غارت کرنا نواب حیدر علیخان کا کرنا تک کو شہر مدراس تک اور نہایت بیم وہراس سے اُس سے درخواست کرنا انگریزونکا صلح کو

دیکھنے سے طمطراق جنگ اور آتشبازی و جابکدستی انگریزون کے اِس قدر خوف وہراس طبیعت پر نواب نظام علی خان کے غالب ہوا کہ جلد اُنھون کے ساتھ مصالحہ و اتّفاق کر اپنی باقی فوج جمیعت حیدرآباد کو پھر گیا نواب حیدر علی خان بہادر نے جب دیکھا کہ نواب نظام علی خان اُسکا ہواخواہ اُسکو جنگ و جدال مین چھوڑ خود آلگ ہو گیا اِسلیئے سر برنگٹن مین اپنا پھر جانا مصلحت وقت دیکھا لیکن کرنیل اسمتھ سپہدار لشکر انگریز نے یہان تک

تعاقب نواب ممدوح کا کیا کہ حدود میسور مین داخل ہوا اور کئی قلعون پر نواب بہادر
کے متصرّف ہو نزدیک سر برنگپتن کے جا پہنچا اس حیص بیص مین نواب
بہادر نے یہہ مناسب جانا کہ ساتھہ حریف پختہ کار کے نبرد واژگونہ کھیلے چنانچہ
دل مین یہہ بات ٹھان اپنے سوارون کی فوج کو ساتھہ لے ملک کرناٹک پر تاخت
کی اور وہان کے بلاد و عباد کو ساتھہ شمشیر و آتش کے زبر و زبر خاک بسر کر دیا
تب فوج انگریزی کو جو حدود میسور مین نہب و غارت مین مشغول تھی ضرور ہوا
کہ وہان سے پھر کر حمایت و حراست ملک کرناٹک کی کرے اس تدبیر سے تمام
قلعے جو انگریزون کے تصرّف مین آ گئے تھے بے لڑے بھڑے ہاتھہ آ گئے اور فوج
حیدری نے نوبت لوٹ مار کی شہر مدراس تک پہنچائی اور متواتر حملون سے
ارکان دولت مدراسیہ کو تنگ کر دیا اور اپنی ہیبت اُن کے دلون مین ایسی
ڈالی کہ وے مضطر و مجبور ہو اُس سے آشتی و صلح کے خواہان ہوئے نواب
بہادر نے صلح کے پیام کو قبول کیا ماہ اپریل سنہ ۱۷۶۹ع مین عہد و پیمان آشتی
کا دونون طرف سے وقوع مین آیا شرطین اس صلح کی بہت سادہ و پرکار تھین یعنے
چاہئے کہ قلعے اور اسباب ایک جانب کے طرفین سے جو جنگ کے وقت دوسرے
کے تصرّف مین آئے ہیں پھیر دیئے جائین اور اسیر طرفین کے قید سے مخلصی پاوین
اور دونون فریق دوستی کی راہ سے شریک رنج و راحت رہین اور کبھی مدد و اعانت
کرنے مین آپکے ضرورت کے وقت قصور نہ کرین اور سوداگرون کی راہِ آمد
و رفت جاری رکھین حیدر علی خان بہادر نے اس جنگ و پیکار مین کارنامۂ رستم
و اسفندیار کی تجدید کی تھی اور اپنی دستبرد نمایان اور جلادت شایان سے
نظارگیون کو حیرت مین ڈالا تھا توپین ہلکی میدانی سبک گاڑیون پر بار کی
ہوئین ساز و سامان سے آراستہ اور گولندازان آتش دست رکھتا تھا اسی

جہت سے اُن لڑائیون مین کبھو کوئی توپ جلوے یا میدانی نواب بہادر کی غنیم کے ہاتھ نہ لگی اور وہ بڑی توپین جو جنگ مین پیرود کے انگریزون کے ہاتھ آئین سو سب نواب نظام علی خان کی تھین سپاہ حیدری نہایت چست و چالاک ساز و یراق سبک کے ساتھ آراستہ رہتے اور سواران خاص اُسکے سبک عنان تیز جولان تھے اسی سبب نواب بہادر تاخت و تاراج بر سپاہ اعدا کی قادر تھا اور لوٹ مار سے جلد پھر جانے پر توانا نواب بہادر سابق لڑائیون مین جیسا مصدر انواع ستمگری و خرابی کا ہوا تھا جس کے سبب مرز و بوم کرناٹک کی خراب و ویران ہو گئی تھی اس جنگ مین ویسا مرتکب ظلم و ستم کا نہ ہوا ؛

پڑھنے والون پر کارنامہ حیدری کے پوشیدہ نرہے کہ چونکہ میجر چارلس اسطوارٹ اپنے رسالہ مماثر سس اف حیدر علی خان و ٹیپو سلطان مین ان دونون واقعہ جلیلہ کی شرح مین جنکا پہلا وہ نازک ہائلہ تھا جس مین مادھوراو پیشوا جمعیت ایک لاکھ پچاس ہزار سوار مرہٹہ کے ساتھ اور نظام علی خان ساتھ اپنے تمام لشکر معہ فوج کمکی انگریزون کے باہم متفق ہو سرینگپٹن پر ہجوم لائے تھے اور دوسرا وہ امر مہم جس مین نواب حیدر علی خان و نواب نظام علی خان نے متفق ہو کر استیصال پر انگریزون کے ہمت باندھی تھی اور حق تو یہ ہی کہ تمام مآثر حیدری مین ان دونون واقعے کے مانند کوئی حال نہایت شرح و بسط کا خواہان نہیں کیونکہ پہلے واقعے مین صفت گزیدہ صبر و پایداری نواب حیدر علی خان کی اُوپر ہجوم جم غفیر دشمنان جانی تباہی اندیش کے اور سلیقہ اُسکے رخنہ بندی و حیلہ سازی کا حمایت و حراست مین اپنی جان و مال کے ظاہر و باہر ہوا اور دوسرے مین شہامت و جلادت اُس بہادر کی قہر و کسر کرنے مین دشمنان پر دل

و ہر کارزار دونون کے دربارہ شیوہ جنگ و پیکار اچھی طرح عیان و نمایان ہوئی
راہ اختصار کی چلا تھا اسواسطے کتاب فارسی کارنامہ حیدری کے مؤلف نے
اِن دونون واقعہ جلیلہ کی تفصیل دوسری جلد سے ہسطوری مو شیر ترَل
کے ترجمہ کر اصل کتاب مین داخل کیا اور شمائل جسمانی و عادات و اطوار
زندگانی نواب ممدوح کے جلد اوّل سے اُسی ہسطوری کے ترجمہ
کر اُسکا مقدمہ بنایا؀

شمائل جسمانی اور عادات و اطوار
زندگانی نواب حیدر علی خان کے

نواب حیدر علی خان کی عمر کا حال ٹھیک معلوم نہین ہی مگر جو لوگ اُسے صغر سن سے جانتے ہین اُنکی روایت کے موافق اِس وقت قریب چھپّن برس کے تھی قد اُس کا قریب چھ فٹ انگریزی تنآور قوی چالاک و چست زحمت کش رنج بردار جفاکش ایسا کہ وقتِ ضرورت کو ہون پیادہ چلتا اور رات دن اگر گھوڑے پر سوار رہتا تو بھی آثار کوفتگی اور ماندگی کے اُس سے ظاہر نہوتے بشرہ گندم گون نقشہ چہرے کا نہایت درشت ڈاڑھی و مونچھ اُکھڑوا ڈالتا مین پوشاک ہندوستانی سفید سادہ ململ یا تن زیب کی پہنتا اور دستار بھی اُسیکی ہوتی قبا دامن فراخ آستین تنگ و چست لیکن رخت سپاہیانہ اُسکا دوسری طرح کا جسے خود اُسنے اپنے اور اپنی سپاہ کے واسطے ایجاد و مقرّر کیا تھا سفید اطلس کی قبا جس مین سنہرے گل ٹکے ہوئے ویسی ہی اطلس کا پاجامہ مخمل زرد کے موزے سفید ابریشمی کمربند سرخ شفتی پگڑی جب پیادہ چلتا اکثر

بیت کی چھڑی ہاتھ مین رکھتا جب کامر پوش جواہر نگار ہوتا جب گھوڑے پر سوار
ہوتا تو ایک شمشیر پرتلے مین جسکی چپراس الماس کی ہوتی کمر سے لگی رہتی جیسا
کہ امیران ہند واسطے آرایش کے زیور پہنتے ہین وہ ہرگز نہ پہنتا چہرہ شگفتہ
کشادہ خصوصیات حال کے موافق گاہے ہنستا گاہے ترش رو ہوتا ہرطرح کے امر
مین سہولت و آسانی کے ساتھ کلام کرتا خاموشی و تمکین روا رکھتا اوائل حال
مین بیگانہ لوگونکی ملاقات کے وقت اپنے تئین ضبط مین رکھتا ولیکن جلد انبساط
طبیعی کے آثار اُسپر غالب ہو جاتی ہرطرح کے آدمی سے گفتگو کرنا اور روایت
کمال شیرینی و نرمی کے ساتھ شروع کرتا مقام کمال تعجّب کا یہ ہی کہ ایک ہی
زمانے مین جبکہ مہمّات عظیمہ ملکداری مین غور کرتا اور مقدّمات مین حکم دیتا بعضے
حاضرین مجلس سے سوال کرتا جاتا اور بعضون کو جواب فرماتا ایک منشی سے نامہ
سنتا دوسرے سے جواب لکھاتا نظر تو تماشے مین رقّاصون نقالون کے رکھتا
اور کان سے عبارت منشیون کی سنتا چاکران مقرّری رات دن کے اپنے کار
و بار خاص کے لئے حضور مین آتے جاتے اُنھین اذن عام تھا اگر کوئی شخص
اجنبی ملاقات کاخواہان ہوتا معرفت ایک چوبدار کے جو صدہا در دولت پر حاضر
رہتے تھے اپنی اطّلاع کر باریاب ہوتا مگر فقیر و درویش کے واسطے یہ
اجازت نتھی اور اگر کسی فقیر پر نظر پڑتی تو اُسکو خاکی شاہ کے پاس جو
میر صدقات تھا بھیج دیتا وہ اُسکی حاجت بر لاتا قبل طلوع آفتاب بیدار ہوتا نقیب
و سپہدار جو شب و روز گذشتہ چوکی مین اپنی خدمت خاص پر مامور تھے
اور دوسرے لوگ جو اُن کے بدلانیکو آتے حضور مین پہلے حاضر ہو اخبار ضروری عرض
کرتے اور جو حکم تازہ صادر ہوتا سپہدار اور کارگزاران دیوانی کو پہنچاتے اور
سپہدارون و کارگزارون کو پروانگی تھی کہ اگر ضرورت ہووے جامہ خانہ مین

حاضر ہو کر خود عرض کرین آٹھ گھڑی دن چڑھے جامہ خانے سے برآمد ہو دیوان خانے
مین داخل ہوتا جہان سب منشی و کارگزار ہرکارہ خانے کے خطوط آئے ہوئے کو
گذرانتے اور ہر ایک کو اُسکی خدمت خاصہ کے موافق تعلیم و تلقین روزمرّہ
فرماتا اور جو نامہ کہ جواب طلب ہوتا اُسکا جواب موافق اُسکے ارشاد کرتا فرزند
و اقربا اُسکے اور جو امیر کہ صاحب شرف تقرّب کے ممتاز تھے اُسوقت دیوان
خانے مین حاضر ہوتے نو بجے صبح کا کھانا کھا آئینہ محل مین تشریف لیجاتا تب وہان
سب فیلبان ہاتھیون کو اور سائیس گھوڑون کو روبرو لیجا کر دکھاتے پلنگ و
چیتے شکاری کو اُنکے نگاہبان دوریان پکڑے ہوئے روبرو لاتے جن پر پوشش
بانات سبز کی پڑی ہوئی اور پارچہ زری کی ٹوپی سر پر بندھی رہتی اسلیے
کہ اگر کسی وقت کبھو وے قصد ایذا کا کرین تو جھٹ آنکھین اُنکی اُس ٹوپی
سے بند ہو جاوین نواب بہادر اپنے ہاتھ سے ہر ایک کو لقمہ شیرینی کا دیتا وے
جھٹ لے لیتے بعد طعام چاشت ساڑھے دس بجے نواب بہادر دیوان خانے یا خیمہ
بار عام مین تشریف لا کر شامیانہ زردوزی کے نیچے جسکے ستون طلائی مرصّع کار
ہوتے جلوس فرماتا اقربا اُسکے دست چپ کی طرف بیٹھتے اور سب ارکان و اعیان
دولت جنکو اُس مقام مین حاضر ہونے کی اجازت تھی حاضر ہوتے اور جو لوگ
اپنے اپنے کاروبار مین تعلیم و ارشاد کے محتاج ہوتے نقیبون کے وسیلے سے
درخواست حاضر ہونے کی کرتے یا عرضیان گذرانتے اُسی وقت جواب
مناسب عرضی پر لکھا جاتا یا زبانی ارشاد ہوتا یہ دستور نہ تھا کہ سواری مین کوئی
شخص عرضی دے مگر آنکہ کوئی مہم یا حادثہ جدید واقع ہو یا کوئی سائل حاضر ہونے
سے دربار عام کے منع کیا جاوے اور ایسا اتّفاق بہت کم ہوتا اس سال ۱۷۶۷ع
مین ایک روز شام کو پانچ بجے نواب کونباتور مین اپنے کو کیے حمیت واسطے

میر کے نکلا تھا کہ ایک بڑھیا نے فریاد کیا نواب نے فی الفور سواری ٹھہرا بڑھیا
کو قریب بلا کر حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ مین بیوہ صرف ایک ہی لڑکی رکھتی تھی
جسے آغا محمد نے مجھسے چھین لیا ہی نواب نے فرمایا کہ آغا محمد کو ایک مہینے سے
زیادہ ہوا کہ یہان سے چلا گیا ہی تو اتنے روز کہان تھی اور کیون نالش نہ کی بڑھیا
نے عرض کیا عاجزہ نے کئی قطعہ درخواست حیدر شاہ کے ہاتھ مین دیئے کچھ
جواب نپایا حیدر شاہ نے جو عرض بیگیون کا سردار تھا حاضر ہو عرض کیا کہ یہ عورت
ور اُسکی لڑکی بازاری عورتون سے ہین خلاف شرع زندگانی کرتی ہین
یہ بات سنکر نواب نے حکم دیا کہ سواری دولتخانے کو پھرے اور عورت
ہمراہ آئے سب اعیان دربار واسطے اِس منصبدار کے جسکو لوگ دوست
رکھتے تھے اندیشناک ہوئے پر کوئی شفاعت مین دم نہ مار سکتا تھا حیدر شاہ کا
بیٹا سرگروہ فوج فرنگستانیون سے مانجی شفاعت کا ہوا اور اُسنے حضور سے
اُسکی خطا کا عفو چاہا لیکن نواب نے ساتھ درشتی کے منہ موڑ کر فرمایا کہ اِس
بات مین کچھ عرض سنی نہ جائیگی کیونکہ کوئی جرم اِس سے سخت تر نہین ہی کہ راہ
فریاد رعیت کی بادشاہ فرمان فرما کے نزدیک قطع کی جائے اور مظلوم اپنی داد
کو پہنچنے سے محروم رہین اہل اقتدار کو چاہیے کہ غربا و مظلومون کی دستگیری
کرتے رہین خدا یتعالی نے حاکم کو نگہبان رعایا کا کیا اور جو بادشاہ راہ انصاف
کو رعایا پر سد و دا ور ستمگارون کو سیاست نہین کرتا تو آخر کار وہ بادشاہ خود
رعایا کو بزور اپنی بغاوت پر مستعد کرتا ہی یہ کہکر نواب نے حکم دیا کہ حیدر شاہ
کو دو سو تازیانہ مارین اور اُسی وقت حبشیون کے رسالدار کو حکم دیا کہ ہمراہ
مستغیثہ کے اُس گانون مین جہان آغا محمد مقیم تھا جا دختر مذکور کو ستم رسیدہ کے
حوالہ کرے اور آغا محمد کا سر کاٹ لاوے اور اگر وہ دختر وہان نہو تو آغا محمد کو

کو اُنیا تو زمین گرفتار کر حاضر کرے چنانچہ وہ دختر ستم رسیدہ مان کو ملی اور آغا محمد کا سر کات حاضر کیا گیا آغا محمد کی عمر اُسوقت ساٹھ برس کی تھی پچیس سال تک حیدری نقیبون کا سرگروہ تھا اُسنے اپنی خدمتگزاری کے صلے مین جاگیر شایستہ پائی تھی اور حقیقت حال استغاثہ کی بڑھیا کے یہ ہی کہ آغا محمد اُس دختر کے حسن وجمال پر شیفتہ تھا ہر چند چاہا کہ اُسکی مان کو روپیہ دیکر راضی کرے پر بڑھیا راضی نہوئی تب آغا محمد اُسکو بزور لے گیا، دربار حیدری مین پچاس یا چالیس منشی خاص دست چپ کی طرف دیوان خانے مین حاضر رہتے رسولان نامہ بر ہر ساعت ملکون سے آتے اور کمال اہتمام سے حضور مین بلائے جاتے اور لفافہ ملاحظہ مین گذرانتے منشی خاص مکتوب پڑھکر سناتا فی الفور نواب خصوصیات وابستہ جواب زبان فصاحت ترجمان سے بیان فرماتا پھر وہ مکتوب دیوان وزیر مین بھیجا جاتا ہر طرح کے خط و پروانہ کو دستخط خاص سے زینت فرماتا پروانے جو دیوان وزارت سے صادر ہوتے اُن پر بڑی مہر دیوان عام کی ثبت ہوتی اور جو فرمان کہ ساتھ دستخط خاص کے زینت پاتے اُن کے خاتمے پر ایک چھوٹی مہر بادشاہی ثبت کی جاتی وہ مہر میر منشی بادشاہی کے پاس رہتی جب کبھو کسو کو نامہ کسی مہم عظیم مین لکھا جاتا یا اگر کوئی حکم جلیل صادر ہوتا تو اُسکے خاتمے کو اپنی مہر خاص سے جو ہمیشہ اُنگلی مین پہنے رہتا تھا امتیاز دیتا اور تب خریطہ قاصد کو دیا جاتا اور ساتھ خریطے کے ایک پرزہ کاغذ جس مین ساعت روانگی خط کی لکھی ہوتی لگایا جاتا اور ہر منزل مین اُسپر وقت پہنچنے کا اُس خریطے کے اشارہ لکھا جاتا ڈاک کا حال اور قاصدان دولت حیدری کے خصوصیات جنکی انگریزون نے تتبع کی ہے در مقام شایستہ لکھے جاوینگے گھوڑے ہاتھی بکاؤ توپ نئی ڈھلی یا کسی جگہ سے

تھی لائی ہوئی اُن سبھون کو جلو خانہ مین لاتے اور نواب بہادر اِس دربار کے وقت اُن سبکو ملاحظہ فرماتا جلیل القدر لوگ دیوانی کے یا سپہسالار اور سفیر وغیرہ جو معزّز تھے بہت کم اِس دربار مین حاضر ہوتے مگر بضرورت امیران محترم وقت شب خلوت خاص مین جہان خاصے لوگ بار پاتے تھے حاضر ہو شریک صحبت نشاط و طرب کے ہوتے ارکان دولت اپنی طرف سے وکیل مقرّر رکھتے اور سب کارگزاران دیوانی ایک منشی کو اپنی کچہری سے بھیجتے تا وہ مقاصد ضروری نواب کے حضور مین عرض کرے وقت حاضر ہونے کسی سفیر جلیل القدر یا کوئی شخص معزّز کے سرگروہ نقیبون کا ساتھ آواز بلند کے یہ پکارتا جہان پناہ سلامت فلان خان یا بیگ وظیفہ خدمت بجالاتا ہی (اکابر دیوانی اور منشی وکیل وغیرہ کام کے لوگ اُس قسم کے اِعلام سے معاف تھے بے تکلّف چلے جاتے) اور اُسکی قدر و منزلت کے موافق ایک مقام اُسکے کھڑے ہونے یا بیٹھنے کو متعیّن کیا جاتا اور جب کوئی اوساط الناس سے دربار مین حاضر ہوتا تو وہ تسلیم و کورنش بجالاکر پہلو مین سرگروہ نقیبون کے دست بستہ کھڑا رہتا اور جب حضور سے اشارہ پاس آنے کا ہوتا تو نزدیک آتا نواب زبان مہر پرور سے اُسکا مطلب استفسار فرماتا اگر وہ طبقے سے اہل عزّت کے یا تاجر ذی حرمت ہوتا تو حکم بیٹھنے کا پاتا اور خصوصیات و معیشت و وطن و سفر اُس سے پوچھے جاتے اور ایک وقت فرصت مقرّر کیا جاتا جس مین وہ اپنے تجارتی مال کو دکھاتا پھر پان دیکر رخصت کیا جاتا یہ دربار شام کے تین بجنے تک قایم رہتا پھر نواب حجرۂ خاص مین واسطے استراحت کے جاتا قریب ساڑھے پانچ کے ایوان بار عام مین تشریف لاتا اور وہان قواعد سپاہیون اور رپرہ بندی سوارون کی ملاحظہ کرتا گرد اُسکے بعضے اقربا و مصاحبین بیٹھتے منشی لوگ خطوط

کے پڑھنے لکھنے مین مشغول رہتے شام کے وقت ایک بڑی جماعت مشعلچیونکی صحن
دولت سرامین نمودار ہوتی یہ لوگ تسلیم کرتے ہوئے ایوان و مکانات مین جاکے
ایکدم مین تمام مکانات خاصہ کو جن مین نواب بیٹھتا یا آرام کرتا روشن کر دیتے
بتیان کافوری اشجار نقرۂ روشنی کے اور جھاڑ بلورین نادرہ کار روشن
رہتے اکابر دولت حیدریہ اور اعاظم دیوان و سفیران جلیل القدر وقت شب
ملازمت مین حاضر ہوتے جنکا رخت ہمیشہ عطر گران بہا سے مطیّب و معطّر رہتا
علاوہ اکابر ذوی الاقتدار دکار گزار کے شب کو دیوان خانہ امیرزادون سے بھرا
رہتا جو سب کے سب آداب دان و شیرین زبان ہوتے درمیان ان امیر
زادون کے بعضے خدمت نظارت پر ممتاز تھے جن مین سے ہر رات چار شخص
دربار مین حاضر رہتے اور یہ لوگ شمشیر ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور یہی اُنکے
نشانی امتیاز کی تھی اور دوسرے امیر اپنے سلاح کو غلام کے حوالے کرتے
بعضے ملازم اپنے میان کے پیچھے دامن اُسکا ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے لب فرش
تک جاتے دیوان خانے مین چاندنی ململ باریک کی اوپر شاہانہ قالین آبریشمین
کے بچھی رہتی نواب بہادر کو سفید کپڑے پر میلان بہت ہی چنانچہ
صندلیون یا نشیمنون پر جو مخمل سے منڈھی ہوتین سفید تنزیب کے غلاف اُنپر
چڑھے رہتے اُس بزم گاہ مین صحبت رقص و سرود و نقالی آٹھ بجے سے گیارہ بجے
تک گرم رہتی ناظر و عرض بیگی تازہ وارد لوگون کے پاس مجلس مین حاضر رہتے جو
کوئی کچھ پوچھتا اُسکا جواب شایستہ دیتے اور ہر ایک کو حاضرین مجلس سے خورد
و نوش کی بات پوچھتے اگر رغبت پاتے تو اُنکو نعمت خانے مین لیجاتے نواب
بہادر نقل و تماشے پر نظر رکھتا اور اکابر دیوانی و سفیرون سے گفتگو کیا کرتا اور
کبھو خلوت خانے مین تشریف لیجا محرمان خاص کے ساتھ اسرار پنہانی مین

مشورہ کرتا اور حسب معمول ہر صبح امور ملکی میں مشغول رہتا اور باوجود شب بیداری کسی طرح کی کسالت اُس سے ظاہر نہونی درا ثناے صحبت رقص و سرود اقسام پھول زربن مرصّع کار گلدانون میں رکھ حضور مین لاتے نواب خود اُنمین سے کئی پھول لیتا پھرا کابر دولت کو عطا کئے جاتے اور جب حضور کو منظور ہوتا کہ کسی کو ساتھ مزید عنایت کے امتیاز بخشے تو جمیلی کے ہار اثناے گفتگو مین اپنے ہاتھ مین پہن اُس شخص کو عنایت فرماتا اکثر اِس عنایت سے سپہدار فوج فرنگستانی ممتاز ہوئے کیونکہ فرانسیس لوگ برخلاف تمام قوم فرنگستان کے بہ نسبت عطاے زر کے اِس طرح کی امتیاز سے اپنے تئین زیادہ معزّز جانتے ہیں اگر کوئی شخص شب کو اِس طرح کی عزّت پاتا تو صبح کو اکابر و ارکان دولت حیدری برسم تہنیت اُسکے نزدیک جاتے اگر نواب بلند اقبال کو کسی جنگ مین فتح و فیروزی یا کسی امر گران مایہ مین شادمانی و بڑی خوشی حاصل ہوتی تو شاعر شیرین سخن نواب کامگار کو بالقاب غرّا یاد کرتا اور اِس طرح کی ابیات مدحیہ پڑھتا؛

مثنوی

جہان داورا خاطرت شاد باد   ہنر برا گو املکت آباد باد

جہان از فرت دیدہ فرخندگی   ترا دادہ شاہان خط بندگی

عدو لرزد از ہیبت نام تو   زمین خندد از جرعۂ جام تو

ز عدل تو بیداد نالد ہمے   بفرّ تو اقبال بالد ہمے

ہمہ روز عمر تو نوروز باد   جہان را لقای تو فیروز باد

جب تک وہ شاعر قصیدہ مدحیہ پڑھتا حاضرین مجلس خاموش سراپا گوش ہوتے مگر نواب بہادر اُسوقت اکابر دیوانی کے ساتھ بیشتر مشغول رہتا چونکہ

بعض خصوصیات بزم امیرانہ ممالک شرقی کے بیان کیے گئے اب ارباب طرب و نشاط کی باتون کا بھی بطریق اختصار لکھنا ضرور ہوا جانا چاہیے کہ دربار حیدری ان روزون اہل نغمہ و ساز کے باب مین بہت باساز و نوا ہی اور چونکہ صوبہ بیجاپور جو عہد مین ابراہیم عادل شاہ کے مجمع ارباب نشاط و طرب کا تھا جیسا ملا ظہوری کہتا ہی ؛

بیت

گر اکسیر بر درد سوز سازند
ز خاک پاک بیجاپور سازند

سرکار حیدری کے تحت تصرّف مین آیا تھا جو عورتین کہ بیجاپور مین در بارۂ حسن و جمال یگانہ اور فنون رود و سرود مین یکتائے زمانہ ہوتین وے سب وہان سے بلائی جاتی تھین اور طوایف اہل تقلید و ارباب نغمہ و طرب مین ڈومنیان کنچنیان بھاندنیان بھگتنیان سب تونگری اور حسن و جمال کے سبب اپنے طبقون مین منتخب و ممتاز تھین بھاندنیون کے طائفے کا جن مین سب عورتین ہوتین یہ حال ہی کہ نایکہ اُن کی لڑکیان کم سن چار پانچ برس کی حسین کو مول لے اوستادان ماہر رقص و سرود سے تعلیم کرواتین اور ہر طرح کے شیوۂ دلبری و طرب انگیزی اُن کو سکھاتین آخر کار نوبتِ دلفریبی اُنکی یہان تک پہنچتی کہ زاہد صد سالہ اُن کے ناز و کرشمہ دلبرانہ سے راہ زہد و تقوا کو بھول جاتا الغرض کوئی مرد یا عورت بجنہ کار فن تقلید و نقّالی مین اُن عورتون سے سبقت نلیجا سکتا اور سرود اُن کا نہایت مسرّت بخش و نشاط افزا ہو ناز نان رقّاصہ اپنے کار و شیوے مین مقلّدون اور مغنّیون پر رجحان رکھتی تھین یہان تک کہ اگر ایسے نادرہ کار تماشا گاہ پارس مین (جو دار الملک فرانسیس اور ان باتون مین مشہور ہی)

جائین تو وہان کے لوگون کو وجد مین لائین ہر عضو اُسکا وقت رقص کے حرکت خاص
مین رہتا ہی دیر تک یکپانون پر اس خوبی سے ناچتین کر نظارگیون کو محل حیرت
ہوتا کوئی عورت مقلّدہ یا رقّاصہ اِس بزم مین سترہ برس کی عمر سے زیادہ سن
نہین رکھتی اور جب اِس سے متجاوز ہوتی ہین تب برطرف کی جاتی طائفہ
ارباب نشاط کی نایکہ مشاہرہ سرکار سے پاتی ہی مگر ٹھیک تعیّن اُسکا معلوم نہین
اور جو نایکہ کہ دربار مین حاضر ہوتی سو ہر مرتبہ رات یا دن کو جب کوئی نوچی اُسکی
مجرا کرتی معہ سازندے فی مجرا ایک سو روپیہ پاتی اور تیسے عورتین مقلّدہ اکثر
بیس طائفے سے زیادہ ہوتین گیارہ بارہ بجے مجلس نشاط برخاست ہوتی ہر
شخص اپنے گھر جاتا مگر وے لوگ جو ساتھ نواب بہادر کے کھانا کھاتے
حاضر رہتے وے صرف دوست و خویش و اقارب خاندانی ہوتے مگر جشن عام
مین امرائے نامدار بھی شریک خوان رہتے اِس طرح معاشرت نواب نامدار کی
حالت حضر مین ہوتی اور جب سفر مین رہتا تو اکثر ہر ہفتے مین دو بار شکار کو جاتا
اور شکار گینڈے ہرن گور شیر پلنگ کا اکثر کھیلتا جب خبر پہنچتی کہ شیر یا
پلنگ جنگل مین ہی تو گھوڑے پر سوار ہو وہان جاتا اور ایک جماعت حبشیون
اور نیزہ بردارون کی اور اکثر امیر معہ نیزہ و سپر اُسکے پیچھے جاتے اور جب سراغ
شیر کا پاتے اُس مقام کو محاصرہ کر آہستہ آہستہ احاطے کو محاصرے کے تنگ کرتے
جب شیر شکاریون کو اپنی طرف متوجّہ پاتا شور کرتا اور چارون طرف راہ نکلنے کی
دیکھتا آخر کو جست کر کے چاہتا کہ نکلنے کی راہ پیدا کرے حیدر نامدار پہلے اُسپر
وار کرتا اور یہہ ضرب حیدری شمشیر یا نیزہ سے بہت کم خطا کرتی

توزکِ سواری نواب نامدار حیدر علی خان بہادر

جب حیدر علی خان بہادر نے بعد مدّت ممالکات کہرّہ و ملیبار کو فتح کر دار الملک سرِ برنگپٹن کو مراجعت کیا اُسکے موکب کی عظمت و شان قابل دیکھنے کے تھی جب کوچ ہوتا تو آسکے نہضت کی پچاس ہزار سوار جرّار سلاح و یراق سے آراستہ اسّی ہزار پیادے اور چار ہزار طوپاس ساز سنگرے سے درست جلو مین ساتھ تھے اور توپخانے انگریزی و ہندی و باندار و علم بردار وغیرہ علاوہ ہراول کوچ کے وقت یہ معمول تھا کہ جس راہ سے سواری جاتی داہنی طرف رسالے سوارون کے پرہ باندھے کھڑے رہتے رسالہ دار و علم بردار مراسم تسلیم بجالاتے اور جب حقے ہاتھیون کے جنپر سردار امیر سوار رہتے اگلے رسالے سے آگے بڑھ جاتے تب وہ رسالہ اپنے دست راست کی طرف سے پھر کر گھوڑے دوڑا آخری رسالے کے پیچھے جا کھڑا ہوتا ایک دستہ سواران ہزّار اور ایک دستہ سواران ڈراگون کا جن مین سب سوار فرنگستانی تھے پہلے سب سوارون کے شرف تسلیم حاصل کر سب فوج کے آگے سواری مین چلتے اُنکے پیچھے تین سو شتر سوار نامہ بر ساز و سامان سے آراستہ یعنی اونٹون دو کوہان والے پر سوار بعد اُنکے دو ہاتھی فلک شکوہ جن پر بڑے بڑے دو نشان رہتے اُن نشانون کی مین نیلی نقش و نگار زرین ایک مین آفتاب دوسرے مین ماہ و ستارے نمودار پیچھے ان دونون ہاتھی کے ایک اور ہاتھی جسپر جوڑی نقار کی بہت بڑی رہتی جبتک بج رہتا یہ نقّارے بجائے جاتے چھہ میل انگریزی تک اُنکی آواز پہنچتی اور لشکر نہر پیکر مین آواز قرنا وغیرہ کی جو کوچ مین پھونکی جاتی تھی صور اسرافیل سے کم نتھی سپہسالار کا حکم سپاہیون کو ساتھ وسیلہ اُسی قرنا وغیرہ کے سنایا جاتا

اُسکے بعد چار ہاتھی اور چلتے جن کے اوپر چوبیس نفر ارباب نشاط بیٹھتے
سواری کے ساز و آلات موسیقی بجاتے پھر پانچ ہاتھی اور جن کی عماریان
زرّین مرصّع کار ہوتین جاتے یہ فیلان جنگی سواری کے مشہور تھے لیکن کبھو
جنگ مین جز گھوڑے کی نواب اُن پر سوار ہوتا بعد اِسکے چار فیل اور جن پر
ہودے زرین ہشت پہلو کسے ہوئے نمودار ہوتے ہر ایک ہاتھی پر چھہ چھہ نفر
آہن پوش زرہ خود چار آئینہ جوشن پہنے ہوئے قرابین لیئے رہتے بعد اُنکے دو رسالے
حبشیون کے مسلّح آتے ایک رسالے کے سلاح مانند روپے کے چمکتے اور
دوسرے کے مانند سونے کے دمکتے تھے اور اُنکے خودمین پر سیاہ و سرخ اتنے دراز لگے
ہوتے کہ پشت سے لٹکتے رہتے اِن سوارون کے پاس نیزے رہتے جنکی سنان اور بن
آہنین چمکتی رہتی اور گھوڑون کا ساز سرخ دونون پہلو مین زین کے آویزے سیاہ
ابریشمین لٹکے ہوئے پیچھے اُن سوارون کے ایک فوج پیادگان کالیرڈ کا رہتا
اُنکا رخت چادر دراز ہوتا ابریشمین شلوار تنگ جو نصف ران تک پہنچتی
سلاح اُنکے نیزے دراز سر پر شتر مرغ کے پر اور ایک گھنٹا کمر مین لگا ہوا تا چلتے
وقت اُس سے آواز نکلے عقب اُنکے سپاہی جھنڈی بردار رہتے جنکے علمون کی
زمین بانات سرخ کی اسپر نقش و نگار روپہلے اِن سب کے بعد اعیان
دولت حیدری کے شاہزادے سپہدار بہادر ہوتے حق تو یہ ہی کہ اِس
جماعت کی نمود اور رونق ایسی ہوتی کہ کسی اور فوج مین نہین جو سر سے پانوٗن
تک غرق آہن رہتے عربی گھوڑون پر سوار شمشیر زرین نیام کمر سے لگی ہوئین
لباس عمدہ خوش رنگ خودون پر کلغی موتی اور جواہرثمین کی بنی ہوئی لگی رہتی
اور اُن مین سے بعضے زرہ ملمّع مینا کار پہنتے اور گھوڑے کے سر پر کلغی پر کی
چار جامہ جواہر اور موتیون سے مرصّع ہوتا اگرچہ شمار اِس جماعت کا ہمیشہ یکسار

تھا لیکن اغلب چھ سو آدمی ہونے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھڑی
سبک لطیف رہتی اُس جماعت ممتاز کے پیچھے اسّی سوار خاص شکاری
نواب بہادر کے آنے جنکے گھوڑے عربی خوبصورت و چالاک ہونے پیچھے اُنکے
بارہ گھوڑے خاصہ سواری کے جنکی زین و لگام زرّین مرصّع ہوتین کوتل چلتے اُن
گھوڑوں میں ایک وہ گھوڑا تھا جسکو سپہسالار نے فوج مرہٹہ کے پیشکش
بھیجا تھا خوبی و خوش اندامی میں نظیر و ثانی اپنا نرکھتا تھا رنگ خاکستری یال و دم
دراز سیمین چمکتی ہوئی ایک صفت بے نظیر اُسمین یہ تھی کہ دور سے ایسا
دکھائی دیتا تھا کہ ایک گردنی برّاق اُسپر پڑی ہوئی ہے پیچھے ان گھوڑوں کے
ایک فوج پیادوں کی ہوتی جو دستی سیاہ جسکا سر سونے سے مڑھا ہوا ہاتھ میں
لیے چلتے اُن کے بعد بارہ نقیب ترکی گھوڑوں پر چڑھے سونے کا عصا مرصّع کار
ہاتھ میں لیے جاتے پیچھے اُن کے سب منصبدار جلیل القدر خانگی تھے جیسے
خانسامان سر گروہ نقیبان اور سلحدار حیدری وغیرہ ہر ایک طوق زرّین
جو تمغا اُنکی جلالت شان کا تھا اپنے سینہ پر آویزان رکھتا تس پیچھے میر ترزیع
صدقات جو بلقب پیرزادہ مشہور تھا ایک ہاتھی پر سوار جسکی جھول سبز
ہوتی اور سلسلہ موکب میں پیشرو ہوتا متصل ہی اُسکے نواب بہادر ایک فیل
سفید پر جسکے پانوں میں حلقے چاندی کے گردن میں زنجیر سونے کی پڑی ہوتین سوار
تشریف فرما ہوتا قیمت اِس ہاتھی کی برابر قیمت ایک ہزار ہاتھی کے تھی اور
سب ہاتھیوں میں زیادہ بلند و تنومند اُسکی عماری جس میں نواب بیٹھتا سواے
چار کلس سنہرے کے کوئی اور چیز زینت کی نرکھتی اور دو تیر طلائی دونوں
پہلو پر زنجیروں سے بندھے لٹکتے رہتے ہے دونوں تیر راجہ زمورین حاکم ملیبار کے
عماری میں رہتے تھے چونکہ وہان کی رسم قدیم یہ تھی کہ امیر مظفّر شان امارت

اسیر مغلوب و مقہور کا اپنے پاس رکھنا اسلئے وے دونون تبر نواب مظفرؔ
کی سواری کی عماری سے لٹکائے جانے لگے اور اُس ہاتھی کے پیشانی پر ایک
سپر زرین آفتاب نما لگی رہتی خواصی مین دو نفر مورچھل بردار مگس رانی مین
مشغول رہتے یہ مورچھل طاؤس سپید کے پرون سے بنی اور خوشبو سے بسی
ہوئی رہتی ہلانے سے اُسکے خوشبو دور تک جاتی پیچھے فیل نواب کے ایک
حلقہ دو سو فیلان کا اور آتا جسمین دو دو ہاتھی پہلو بہ پہلو چلتے ہر ایک ہاتھی پر تین نفر
ہوتے ہودے کے درمیان خواجہ خواصی مین ملازم آگے ایک فیلبان پوشش و
عماری ان ہاتھیون کی مختلف بعضون کی جھول کا حاشیہ زرین و سیمین بعضون پر
ہودے عماریان نقرئی و طلائی اور جن پر شاہزادے یا اکابر دولت حیدری سوار
ہوتے اُنکے ہودے عماریان ساتھ جواہر بیش قیمت کے مرصّع ہوتے بعد اُس
حلقہ ہاتھیون کے پانچ ہاتھی اور جن پر ماہی مراتب وغیرہ ہوتے تفصیل اُسکی یون ہی
کہ پہلے ہاتھی پر ایک مسجد طلائی دوسرے پر تین مچھلیان جن کے فلوس جواہر
سے بنے اور میناکاری کیے ہوئے اور دم دراز گھوڑے کی لٹکی ہوئی تیسرے
ہاتھی پر ایک بتی بڑی اور موٹی موم کافوری شمعدان زرین مین لگی ہوئی چوتھے
ہاتھی پر دو دیگچیان سونے کی اوپر چوب دراز کے پانچوین ہاتھی پر ایک ہودہ مدوّر
تختون سے عاج کے بنا ہوا بعد ان شوکت و مکنت کے نشانون کے دو دستہ
اور حبشی سوارون کے جیسا آگے ذکر ہوا ویسے ہی لباس و سلاح سے آراستہ
آتے سبکے پیچھے حبشی پیادون کی فوج جن کا رخت قرمزی بانات کی کرتی
اور گلے مین چاندی کا طوق اور ہاتھ مین نیزے ہوتے جنکی چوب سیاہ روغن ملی ہوئی
جا بجا چاندی لگی ہوئی ساری سواری کے آگے پیچھے وے پیادے تھے جو دو دو سپاہی کی
قطار باندھکر چلتی اور جنکا رخت سپید ابریشمین تھا اور اُنکے ہاتھون مین ایک ایک

نیزہ چودہ ہاتھ کا لانبا روغن سیاہ ملا ہوا ساتھ سیمین نخچیون کے مزیّن اور منبّتال سنان کے ایک چھوٹا علم سرخ بانات کا بندھا ہوا ہے موکب کوچ کے وقت طرفہ نمود و شکوہ رکھتا تھا اور حیدر علی خان بہادر جہان کہین ساتھ اُس کوکبہ شاہانہ کے گذرتا تمام خواص و عوام کمال تعظیم و تکریم کے ساتھ بندگی و اطاعت کی شرطین بجالاتے جب اُسکے نقّارے کی آواز سنتے ہر طرف سے خلایق تماشائی ہجوم کرتی برسم آئین بندی گھر و دیوار و دروازے قلعہ کے ساتھ نقش و نگار کے آراستہ کیے جاتے حاکم سپہدار اور سب عمایدمعہ اپنے ملازم و توابع کمال شان و شوکت سے واسطے استقبال موکب حیدری کے آتے سرکون پرپانی چھڑکا جانا اور سب اضلاع و اقطار مملکت مین قدوم موکب حیدری کے شادیانہ کی تو پین چلتین قصّہ مختصر نواب بہادر ساتھ اِس توزک و حشمت و شوکت کے جب قریب دارالملک سریرنگپٹن کے پہنچا میر مخدوم علی خان بہادر اپنے کوکبے و جلیے فیلون کے ساتھ جن پر اعیان و روساے شہر سوار تھے ایک فرسنگ استقبال کر جزیرہ سریرنگپٹن تک ہمراہ گیا وہان پہنچتے ہی اہل لشکر نے تو خیمون مین جو کمال تکلّف سے استادہ کروائے گئے تھے مقام کیا اور نواب بہادر ساتھ آرامش و اطمینان کے سریرنگپٹن مین داخل ہوا اگرچہ اِس اثنا مین متواتر خبرین پہنچتی کہ نواب نظام علی خان جنگ کی طیّاری مین ہی چونکہ آثار سایہ پروری و تنعّم کے اُس امیر سے ظاہر تھے اور فوج اُسکی قواعد سے جنگ و پیکار کے ناواقف و شکستہ حال تنخواہ بھی کم پاتی تھی اور سب سپہدار و سردار فوج کے خفیہ ہوا خواہ دولت حیدری کے تھے کسی طرح کے توہّم نے خاطر اطمینان مآثر مین اُسکے راہ نپایا

ملجانا نواب میرزا علی خان برادرزادۂ نواب حیدر علی خان بہادر کا جماعہ مرہٹہ کے ساتھ جو بہ سگال دولت حیدری کے تھے اور آنا مادھوراو پیشوا کا ایک لاکھ پچاس ہزار سوار کے ساتھ پونان سے بقصد استخلاص صوبہ سرا وغیرہ مملکت میسور سے

مطالعہ فرمانے والون پر ان اوراق کے پوشیدہ نہ رہے کہ نواب میرزا علی خان برادرزادۂ نواب حیدر علی خان نے عہد طفولیت سے کنار شفقت و مرحمت مین نواب بہادر کے پرورش پائی تھی اور فرط محبّت کے سبب نواب بہادر خود اُسکی پرورش و تربیت کا کفیل ہوا تھا چونکہ اُس امیرزادے نیکو نہاد مین بھی آثار سعادت مندی و شکر گزاری کے نواب کے ساتھ نمایان تھے اسواسطے نواب نے اُسکو صوبہ سرا کی صوبہ داری پر ممتاز فرمایا تھا لیکن حزم و دوربینی کی راہ سے جیسے تمام صوبہ دارون کے ساتھ رعایت کیا کرتا ایک مدبّر ہوشیار کار گزار کو قوم برہمن سے جسکی دیانت و امانت پر اُسے وثوق تھا اُسکا نایبِ صوبہ مقرّر کیا چونکہ یہہ برہمن مرد عیّار و طامع تھا ساتھ بڑی چاپلوسی و خوشامد اور برلانے ہوس جوانی و جلد مہیّا کر دینے اسباب عیش و کامرانی کے اُس نوجوان سادہ دل کو دام مین لا اپنے تئین اُسکی نظر مین ہوا خواہ راسخ ظاہر کیا تھا میرزا علی خان جو ایک جوان کریم نہاد و دلدادہ طرب و نشاط تھا زر خراج و باج اُس صوبے کا برخلاف نصیحت و فرمان حیدری کے سب لہو و لعب مین تصرّف کرنے اور ارباب طرب و نشاط کو بیدریغ دینے لگا اور برہمن خیانت کار جسکو اس اسراف و اتلاف بیجا سے و عدے کے بموجب حضور مین نواب کے اطّلاع کرنی ضرور تھی امیرزادے کو واسطے دفع توہّم عتاب حیدری

سے یون کہنے لگا کہ اگر نواب محامد خراج کا اس صوبے کے طلب فرمایگا تو مجھکو اسقدر لیاقت ہی کہ ایک دفتر بنا طیار کر کے اُسکا رفع شبہہ اچھی طرح کرون اور جب تک نواب مہمات جنگ و جدال سے فراغت کر صوبہ سرا مین آنیکا قصد کریگا اُس کے قبل اتنا زر کہ اُس اسراف کی تلافی کر سکے جمع کر لونگا میرزا موصوف خدایع سے اس گرگ کہن کے ایسا فریفتہ ہو گیا کہ مطلق سستی فرط کامرانی اور خواب غفلت نوجوانی سے ہوشیار و بیدار نہوا اور نظم و نسق صوبہ اور خراج و باج کو اُسکے اپنے اطوار ناشایستہ سے بالکل برہم و درہم کر دیا نواب حیدر علی خان بہادر کو جب اُس حال سے اطلاع ہوئی کچھ تہدید و چشم نمائی مناسب و ضرور جانی اِس لیے نراو نکور کی جنگ کا حال جس مین خود مشغول تھا پوشیدہ رکھہ میرزا کو لکھا کہ مرہٹے کے ساتھہ عہد آشتی و صلح کی تجدید کرے اور ایسا ظاہر کیا کہ خود بدولت جرو ملیبار سے سریرنگپٹن کو مراجعت فرما آخر سال مین وہان سے سرا کو جائیگا اور یہہ لکھا کہ زر بقیہ خراج صوبہ سرا سے مقدار شایستہ خریداری مین آشتی جدید کے مرہٹے سے صرف کرے جب مضمون نے اُس نامے کے پریشانی مین خاطر میرزا کے کچھ کمی نہ کی اور برہمن نادان اپنی تباہی کو میرزا سے زیادہ تر سمجھا تب واسطے منحرف کرنے مزاج اُس جوان سادہ دل کے یہہ کہا کہ اگر آپ مجھکو عہدے مین سفارت کے ظاہرا تجدید صلح کے لیے جیسا نواب بہادر نے لکھاہی مادھوراو پیشوا کے پاس بھیجین تو مین پیشواے موصوف کو اُس طریق پر لاؤن کہ وہ خوشی سے صوبہ داری سرا کی آپ پر بحال رکھے کیونکہ نواب بہادر نے بزور صوبہ مذکور مرہٹون سے لے لیا تھا اسواسطے پیشوا دل سے خرابی دولت حیدری کی چاہتاہی اگر تھوڑا اسا خراج آپ اُنکو دینا مقرر کر دینگے تو وے بخوبی

آپ کی صحابت کرینگے دمدمہ و فسون برہمن خانہ خراب اور حب جاہ و خیال
حکومت اور خوف تشریف آوری نواب بہادر نے سب باتین اُس
امیرزادے کو ناسپاسی وعہد شکنی پر اپنے مربّی قدیم کے لائین چنانچہ اُسنے
اُس برہمن ناستودہ فن کو سفارت کے عہدے پر پونان کو بھیجا تا جو کچھ وہ
مناسب جانے عمل مین لاوے جب وہ سفیر پونان مین پہنچا ارکان دولت
پونان نے سب اُسکی باتین سمع قبول سے سنین اور انگریزون کے وکیل نے
جو اُن دنون وہان حاضر تھا اس طرح سے جماعہ مرہٹہ کی عزیمت کو تاخت کرنے
پر ملک حیدری کے مصمّم کیا کہ اب فرصت کلّی حاصل ہی چاہئے کہ جماعہ مرہٹہ
اِس طرف سے ممالک پر نواب حیدر علی خان کے فوج کشی کرین اور نواب
نظام علی خان اور انگریز اُس طرف سے جب یہہ خبر نواب بہادر نے سنی کہ
اُسکا برادرزادہ عزیز کفران نعمت و ناسپاسی کا مرتکب ہوا اور ساتھ اُس
فوج کے جو اُسکو سپرد کی گئی تھی دشمنون سے مل اُنکا مددگار ہو اُنھین صوبۂ
سرا وغیرہ مملکت حیدری مین آنے کی اجازت دی ہی بہت سا پریشان
خاطر ہوا حق ہی کہ اِس حادثۂ ناگہانی نے تمام منصوبون کو نواب بہادر کے
برہم کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر جماعہ مرہٹہ تجدید آشتی پر جیسا کہ مرزا کو
اِس باب مین لکھا گیا تھا راضی نہو کر لشکر کشی کرینگے تب بھی ہمکو اتنی فرصت
ملیگی کہ ساتھ فوج میرزا کے متفق ہو مرہٹون سے اُس طرف سرا کے جنگ
کرین اور وقت ضرورت کے قلعہ سرا وغیرہ مین متحصّن ہو جاینگے اور یہہ بھی
اُسکے خیال مین تھا کہ یہہ معاملہ اُسکا مرہٹون کے ساتھ اِس سے پہلے کہ افواج
متّفقہ نظام علی خان اور انگریزون کی سرحد بنگلور مین پہنچاین یکسو ہو جائیگا اور
اتنی فرصت اُسکو ملیگی کہ اُن متّفقہ فوجون پر حملہ کر سکے لیکن برخلاف اُس

خیال اور چشمداشت کے جب اُسنے دیکھا کہ مرزا کی خیانت اور نافہمی کے
سبب تمام ممالک محروسہ اُسکا معروض تاخت اعادی ہوا چاہتا ہی اُسکو
ضرور ہوا کہ قلعہ سرینگپٹن مین متحصّن اور حصار کی حمایت سے اعدا کے
مدافعہ مین مشغول ہو؛

متوجّہ ہونا نواب حیدر علی خان بہادر کا تخریب پر جوار ودیار سرینگپٹن کے اور ذخیرہ کرنا اذوقہ لشکر کا اور متفرّق کرنا رسالون کا واسطے راہ زنی ویغماگری کے اذوقہ لانے والون پر اعدا کے اور طیّار کروانا ایک بڑا احاطہ لشکرگاہ کا

اِس مہم مین نواب حیدر علی خان بہادر نے یہہ تدبیر کی کہ سب فوج کو چھوٹے
چھوٹے حصّون مین منقسم کر چار طرف دارالملک کے منتشر و متعیّن کر
سپہدارونکو یہہ حکم دیا کہ شہر و قصبات و دیہات و قلعجات کے رہنے والون کو
بزور اِس امر پر لاوین کہ وے اپنے مکانون سکنون کو چھوڑ اپنی سب اشیاے
منقولہ لیکر سرینگپٹن مین آرہین اور سواے بڑے درختون کے سب کشتزار
وصحرا مین آگ لگا کر خاک سیاہ کر دین تنکا گھاس کا روے زمین پر اور پھوس
چھپرون پر رہنے نپاوے اور سب بقّال اہل حرفہ خردہ فروشون وغیرہ کو جو ملازم
لشکر کے تھے یہہ حکم عام دیا کہ سب لوٹ مین شریک ہون چنانچہ تھوڑے ہی
دنون مین تیس میل تک گرد سرینگپٹن کے تمام تباہ و ویران ہو گیا اور سب
جنس غلّہ وغیرہ مایحتاج زندگانی کی سرینگپٹن مین ساتھہ کثرت و موفوری کے جمع
کی گئی جب کوئی جماعت رعایا کی اپنا مال اسباب وہان لیکر پہنچتی تھی اُسکا

مال سب مطابق قیمت رایج کے سرکار مین خرید ہوتا تھا تا وے خوش ہوئے
پھر ہر فرقہ کو ہستان مین جو قریب دار السلطنت کے واقع ہی واسطے سکونت
کے بھیجا جاتا اور غلہ وغیرہ بقیمت ارزان بنسبت قیمت خرید کے کارگزاران
سرکار رعایا کے ہاتھ فروخت کرتے تھے جبتک افواج حیدری تخریب شہر
وقصبات ودیہات مین مشغول رہی بعد اُسکے کمال جد وجہد اُستوار کرنے
مین لشکر گاہ کے عمل مین آئی یہ لشکر گاہ دست چپ کی طرف حصار شہر تک
منتہی ہوئی تھی اور دست راست کو اُس قلعے تک پہنچی تھی جو منتہا پر اُس
نہر کے واقع ہی جو رود کاویری کے ساتھ اُس جزیرہ کو احاطہ کرتی ہی
جس مین شہر کی بنا رکھی گئی اِس مقام مین پشت معسکر کی اس نہر سے
پشتیبان رکھتی تھی اور اعدا کے حملہ سے ایمن و محفوظ کیونکہ نہر مذکور
بہت عمیق تھی اور کنارہ اُسکا بلند توپین بڑی بڑی آٹھارہ سیر کا گولہ کھانیوالیان
اِس حصار پر لگی ہوئین اور تمام میدان پر مشرف اِن قلعون کے آگے
تھوڑی ہی دور کے فاصلے پر سات قلعے اور تھے کہ ہر ایک پر آٹھارہ ضرب توپ
لگائی گئین تھین اور پانسو گولہ انداز اُن پر متعین اور قلعون کے گرد خندق چونکہ
رود کاویری ہر مقام مین پایاب ہی اور زمین سنگین اِس لیے بیشمار گوکھرو
آہنین بنوائے گئے کہ وقت حملہ اعدا کے اُس مین ڈال دیئے جاوین ایک سو
ضرب توپ حصار پر اور پچاس ضرب ایک معبد سنگین پر جو مقابل رود کے
ایک پہاڑ پر واقع ہی لگائی گئین تا اعدا پر وقت یورش گولہ ریزی کی جاوے اور
تین سو ضرب توپ گرد اُس لشکر گاہ کے چنی گئین تھین غرض اب
اس طیاری سے نواب بہادر اعدا کا منتظر تھا اور چونکہ سوارون کا کام
بالفعل نواب ممدوح نے وہان کچھ نہ دیکھا اِس لیے اُن کو دو حصے کر بہرہ

اعظم کو میر مخدوم علی خان کی سر گردگی مین واسطے مدافعہ نواب نظام علی خان کے
حدود بنگلور مین بھیج دیا اور اُنھون نے اُس ملک مین پہنچ تباہ کرنیکی بنیاد ڈالی
اور افسری باقی سوارون اور ایک جمعیت کثیر پیادون اور تمام حشم نا موقف
کی نواب میر فیض اللہ خان کو عطا کی اور حکم دیا کر دیار بنگر مین جا کر حمایت مین
ان کوہستانی راہون کے جو اُسکو کنڑے سے جدا کرتی ہین مشغول ہو
اور ساتھ فوج متعینہ اُس ملک کے متفق ہو جماعہ مرھٹہ کو آنے سے باز رکھے
سب سپاہی فرنگستانی جو قدیم سے ہوا خواہ نواب بہادر کے تھے یہ آرزو رکھتے
تھے کہ اُس جنگ مین اُنکے لئے ایک مقام خاص واسطے مدافعہ دشمنون کے
تعین کیا جاے چنانچہ اسی واسطے اُنکے افسر نے مقصد ارون کے ساتھ حضور مین یون
عرض کیا کہ چونکہ فوج فرنگستانی نے ہمیشہ ساتھ مامور ہونے اوپر بھاری و پرخطر مقام
جنگ کے عزت و امتیاز سرکار سے پائی ہی اس لئے اِس مہم مین بھی ہم امیدوار
ہین کہ واسطے حمایت کرنے پہلے قلعے کے منصوب ہون نواب نے فرمایا کہ ہم کو
بھی یہی منظور تھا جاؤ اور اپنے علم درمیان کے قلعہ پر بلند کرو اور ہم سے مدد شاہانہ
کے امیدوار رہو اسواسطے کہ ہم خود دوسرے قلعہ کی فرمان دہی مین مشغول
رہینگے میرزا کی خیانت کے باعث جسکو ہم نے فرزند کی طرح پرورش کیا تھا
ہمکو بہت سی دل گرفتگی و رنج حاصل ہوا اور اسطرح سے متفق ہونا
سب اعدا کا ہم نہ جانتے تھے تب بھی اگرچہ غنیم کی فوج عظیم ہی لطیفہ
غیبی کے ہم امیدوار ہین اور جب تک فضل الٰہی شامل حال ہی دشمنون
سے کیا ڈر اور اگر مرضی الٰہی دیگرگون ہو اُسپر بھی ہم راضی ہین
دلیری و وفاداری نے قلعہ داران حصار مادتہ سراو گمبیری کے نواب کو اچھی
فرصت واسطے مہیا کرنے اسباب جنگ کے دی بیان اُسکا یہ ہی کہ جب

قلعہ داران حصار مارت مراد گھبری کو یہہ معلوم ہوا کہ صوبہ دار سرا اپنی فوج
ساتھہ مادھوراو سپہسالار مرھٹے سے مل گیا اُسکی اطاعت سے منحرف ہو گئے
محاصرہ کرنیکے وقت خوب لڑے علی الخصوص قلعہ دار حصار گھبری جس مین
سپاہیان تناور جو واسطے تاراج کرنے اُن حدود کے آئے تھے بموجب درخواست
اِس قلعہ دار کے مسافت چودہ فرسنگ کی علی الاتّصال ایک شبانہ روز
مین طی کر اُسکی کمک کو قلعہ مین پہنچے اور اِس لحاظ سے کہ اگر راہ مین آرام کرین
تو قلعہ والون کی مدد مین تاخیر واقع ہوگی وے راہ مین کہین نہ ٹھہرے جب وہ قلعہ
مفتوح ہوا اور مادھوراو نے اُن تناورون کو جنکی جوانمردی تمام ہندوستان مین
مشہور ہوگئی تھی میلے کچیلے لباس کے ساتھہ دیکھا اُسکو کمال حیرت ہوئی اُن سے
مخاطب ہو کہا کہ تعجّب کا مقام ہی کہ تمہارا آقا جو سپاہ کا قدردان ہی تم سے دلاورون
کو ایسا خوار و متبذل رکھتا ہی اُن کے سپہدار نے جواب دیا کہ مہاراج صورت
واقعہ یہہ ہی کہ ہم لوگ اِس قلعے کے متعلّق نتھے لیکن اُسکے محاصرے کی خبر سن
اُمنگ پر اِس بلند نامی کے کہ آپ سے سپہسالار کے ساتھہ لڑین اِس قدر
ہم لوگون نے دھاوا کیا کہ چودہ فرسنگ کی مسافت یکشبانہ روز مین طی کی
راہ مین نہ کچھ کھایا نہ پیا اور سوا اِس رخت کے جو ہم پہنے ہین کچھ ساتھہ
نلائے مادھوراو نے کہا کہ تمہارے کام مردانہ ہم کو بہت پسند آئے یہہ فرما دو دو
جوڑے کپڑے اچھے ہر ایک کو اپنی سرکار سے دیکر یہہ کہا کہ اگرچہ دستور فتح
و قلعہ گیری کا یہہ ہی کہ سلاح و علم تمسے لے لین پر بپاس عزّت و نامداری تمہارے
آقا کے تمہاری دلیری و بہادری دیکھ علم و سلاح دونون چھوڑ دیئے گئے
اس طرح پر اُس جنگ مین ہندی سپاہیون نے جنکو ہم لوگ اہل فرنگ
و بومردم ناتراشیدہ کہتے ہین لڑ بھڑ کر نام اپنا صفحہ روزگار پر باقی رکھا و لیکن

بعد بیان کرنے مردانگی ہندی سپاہیون کی بیان نکرنا وفاداری کو اُن جو نفر گولندازان فرنگستانی کے اسی واقعہ مین جنھون نے حق نمک خواری کا بخوبی ادا کیا سراسر بے انصافی ہی اسواسطے لکھا جاتا ہی کہ یے لوگ بھی دوسرے سپاہیون کی طرح واسطے جنگ جماعہ مرہٹہ کے روانہ کیے گئے تھے لیکن اُنکو جب سازش مرزا کی مرہٹے کے ساتھ معلوم ہوئی اُسکی خیانت اُنھین ایسی ناپسند آئی کہ اپنے سپہسالار سے کہا کہ تم کیا خیال کرتے ہو کہ ہم لوگ نواب بہادر سے جسکا نمک ہم نے مدّت سے کھایا ہی جنگ کرینگے حاشا وکلّا ہمسے کبھو ایسا کام نہوگا بلکہ ہمارا ارادہ یہ ہی کہ ہم اُسکی طرف سے جنگ کرین پھر خدا حافظ کہکر وہان سے صرف ایک شمشیر اور ایک جوڑے کپڑے سمیت جو پہنے تھے روانہ ہوئے اور بالکل مال واسباب وہین چھوڑ لشکر حیدری مین جا پہنچے نواب بہادر اِس سلوک سے اُنکے کمال خوش ہو ایک ایک جوڑی کنگن طلائی ہر ایک منصبدار اور زر نقد سپاہیون کو عطا کیا اور قیمت اسباب کی جو چھوڑ آئے تھے موافق اُنکے اِظہار کے ہر ایک نے سرکار سے پائی؛

چڑھائی کرنا نواب نظام علی خان کا ممالک میسور پر مع سے
خبر یورش جماعہ مرہٹہ کی میسور پر اور فراہم ہونا دونون
لشکر کا سینا پٹن مین واسطے تاراج کرنے خزانہ سر بونگپٹن کے

جنریل اسمتھ اور رکن الدولہ نے جو تہین سنا کہ مرزا مرہٹے سے مل گیا فوراً نظام علی خان کو اِس حال سے اطّلاع دی چونکہ نواب نظام علی خان

بسبب اپنے اسراف و بادستی کے ہمیشہ زر کا محتاج رہتا تھا جنریل موصوف نے موقع پا کر اُسکو یون انگیز دی کہ جلد سریرنگپٹن کو کوچ کیجئے ایسا نہو کہ مرہٹے اِس امر مین پیش دستی کر وہان کے سب خزانون پر متصرّف و قابض ہو جاوین چنانچہ نواب نظام علی خان کے جلد کوچ کرنیکے سبب اور مادھوراو کے توقّف کرنیکے باعث محاصرہ کرنے مین قلعے دارت سراوگھیری کے جو ابھی مذکور ہوا ایسا اتّفاق ہوا کہ دونون لشکر ایک ہی وقت حدود مین سیناپٹن کے جو سریرنگپٹن سے سات فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی با ہم پہنچے امیرون اور سپہدارون نے دونون لشکر کے امید پر دستیاب ہونے زر و جواہر بیشمار سریرنگپٹن کے بہت سے خیال پکائے تھے لیکن ویرانی و خرابی دیار و جوار سریرنگپٹن کی اور تباہی و اسیری اپنے اذوقہ تلاش کرنیوالون کی ہاتھ سے سواران حیدری کے مشاہدہ کر اور اس سبب سے کہ مقام و کیفیت افواج حیدری کی اُنکو کچھ معلوم ہو نسکتی تھی اُنکو یقین ہوا کہ وہ سب اُنکے خیال محض خام و صرف لغو تھے الغرض دونون لشکر مرہٹہ اور نواب نظام علی خان کے فراہم ہوتے ہی اوّل روز تو کئی رسالے سواران کے حوالی سریرنگپٹن کے میدان مین آئے اور بعضے لوگ اُن مین سے آگے بڑھکر نزدیک گئے کہ شہر و قلعجون کو جنپر دھجیے حیدری کے پھہراتے تھے دیکھین چونکہ اس جانب سے کچھ ممانعت و مزاحمت نہوئی وے تمام میدان مین ہر طرف پھرے اور ہر چیزون کو مشاہدہ کیا دوسرے روز پھر سوارون کے رسالے اوّل روز کی طرح میدان مین آئے اور بے مزاحمت پھر کر چلے گئے تیسرے روز پہر دن چڑھے ایک مرتبہ میدان مین نواب نظام علی خان و مرہٹے کے سوار اور امیر و سردار جو ہاتھیون پر چڑھے ہوئے تھے جا پہنچے اور عقب سوارون کے نوّے ہزار پیادون کی جمعیّت معہ پچاس ضرب بڑی توپون کے آئین

اُسوقت ایک عظیم شکوہ اور طرفہ انبوہ نمایان ہوئی سوار پیادے دو لاکھ سے زیادہ اور عماری دار ہاتھی دو سو سے متجاوز جنرل اسمتھ ۔ اپنے رسالہ ترک سوارون کے ساتھہ واسطے دریافت کرنے احوال معسکر حیدری کے آگے بڑھا جب یہہ رسالہ چلتے چلتے اُس مقام پر پہنچا جہان سے آگے جانا ممکن نہ تھا ایک اشارہ اُس قلعچے سے جس مین نواب بہادر خود فرمان فرما تھا کیا گیا اور ایک مرتبہ اسطرح پر تمام قلعچون سے اور کوہچے سے آتش باری شروع ہو گئی کہ آناً فاناً مین ہزارہا آدمی مارے پڑے اور کشتون کے پشتے لگ گئے تب نواب نظام علی خان اور اُسکی فوج کے دل پر کمال دہشت وہیبت مستولی ہوئی اور جنرل اسمتھ پر یہہ ثابت ہوا کہ حملہ کرنا لشکر گاہ حیدری پر امکان سے باہر ہی دوسرے روز مجلس شورا منعقد ہوئی اور سردار و سپہسالار دونون لشکر کے وہان جمع ہوے ہر شخص اپنی رائے کے موافق گفتگو کرنے لگا پر کسی بات پر اتفاق رایون کا نہوا اگرچہ سب مین رائے جنرل اسمتھ کی قرین صواب تھی کہ دونون لشکر جدا ہون اور کچھ ایسا حیلہ کرین جس مین نواب بہادر اپنے لشکر گاہ سے جو بہت حصین ہی باہر نکلے لیکن یہہ امرا اہل شورا نے پسند نہ کیا ٭

ناکام ہونا مردارون کا دونون فوج تاراج اندیش کے اپنی طمع سے
اور لاچار ہوکر آشتی کرنا جماعہ مرہٹہ کا مخفی حیدرعلی خان کے
ساتھہ اور متحیر رہنا نظام علی خان کا و بحکم اضطرار مصالحہ
کرنا اُسکا نواب بہادر کے ساتھہ اور متّفق ہونا دونون
نواب کا قلع وقمع پر انگریز اور نواب محمد علی خان کے،

سب اہل شورا اپنے اپنے خیمہ کو گئے پھر اِس بات مین کچھ گفتگو نہوئی اِس درمیان مین مرہٹے اور نواب نظام علی خان کے سوار جو اُس نواح مین اذوقہ کی تلاش کو جاتے اکثر سواران حیدری سے خاصہ اُن سوارون سے جو میر مخدوم علی خان کے تابع تھے دوچار ہوتے اور ناکام منہزم پھر آتے چنانچہ نواب نظام علی خان و مرہٹے کے لشکر مین اذوقہ و علوفہ نایاب ہونے لگا اور رسدلانیوالے جانور ہاتھی گھوڑے بیل اور دوسے آدمی جو رسد تلاش کرنیکو جاتے ہر روز گرفتار ہو جاتے آخر کو یہہ نوبت پہنچی کہ کسی جگہہ غلّہ ہاتھہ نہ آتا تھا قیمت چاول اور ضروری چیزون کی بہت چڑھ گئی نواب بہادر کو ہر طرح کی خبر مخالفون کے لشکر کی پہنچتی تھی اور وہ اپنی لشکرگاہ مین خوشی و خرّمی کے ساتھہ زندگانی کرنا اور واسطے فوج کے ہر طرح کا اسباب زندگی بکثرت مہیّا تھا ہر سپاہی نے ایک گڑھا کھود اپنے کھانیکا غلّہ ذخیرہ اُسمین رکھا تھا اور رود کاویری سے مچھلی بہت میسّر آتی اور باقی چیزین اور ساز و سامان جنگی جنکی حاجت ہوتی تو رات کے وقت کوہستان و جنگل سے ساتھہ بدرقہ سپاہ کے لائی جاتین مرہٹون نے بہانے سے اذوقہ و علوفہ جوتی کے سپاہین سے خیمے اُکھاڑ رود کاویری کے کنارے سریرنگپٹن سے پانچ میل کے فاصلے پر اپنا ڈیرا کیا ایسا معلوم ہوتاہی کہ مرہٹے رود کاویری پر

ڈیرا کرنے کے پہلے نواب بہادر کے ساتھ در باب آشتی مخفی گفتگو رکھتے تھے اسواسطے کہ بعد تبدیل مقام کے دوسرے ہی روز صلح موقت اُن سے ہو گئی اور تیسرے روز مرہٹے صوبہ سرا کو کاربردازان حیدری کے حوالہ کر پونان کو روانہ ہو گئے اس خبر کے سنتے ہی فوج نواب نظام علی خان کی گرداب اضطراب مین پڑی اور خود نواب موصوف سب سے زاید مشوش و پریشان خاطر ہوا نواب بہادر جو حال سے فطرت و مزاج نواب نظام علی خان کے اچھی طرح واقف تھا اُسکی وحشت زیادہ کرنے کے لئے اپنی فوج کو بنگر سے طلب کیا اور احاطے سے لشکرگاہ کے اپنی فوجون کو باہر نکال میدان مین سپاہیون کی راہ پر خیمے استادہ کروائے نواب نظام علی خان نے اِس حرکت سے جیسا نواب بہادر نے خیال کیا تھا نہایت خایف و ہراسان ہو کر صلاح و مشورت کو نواب بسالت جنگ اور نواب محفوظ خان وغیرہ امیرون کے جو سب مخفی ہواخواہ دولت حیدری کے تھے سمع قبول سے سنا جب رکن الدولہ دیوان نظام علی خان نے معاملہ دیگرگون دیکھا اور راہ شجاعت کی اپنے خواجہ کے دل پر مسدود پائی بموجب اقتضاے حال اِس بات مین بشدستی کہ مصلحتین آشتی کی بیان کر کے اُس سے التماس کیا کہ نواب بہادر سے صلح کرنا چاہئے اور دیوان مذکور خود کفیل اِس مہم کے انجام دینے کا ہوا اور اِس عذر لنگ سے انگریزی فوج کو طرف مدراس کے روانہ کیا کہ وہ تسخیر کرنے مین قلعجات دولت حیدری کے جو اُس حدود مین ہین کوشش کرے جنرل اسمتھ قراین حال و مقام سے اِس امر کو سمجھ گیا اور روانہ ہونے کو طرف ممالک انگریزی کے غنیمت سمجھا تا وہ سلوک منافقانہ سے نواب نظام علی خان کے محفوظ رہے اسواسطے کہ اگر وہ وہان رہتا تو احتمال تھا کہ نواب نظام علی خان اُسکو نواب حیدر علی خان کے حوالہ کر دیتا تب

جنرل موصوف کو سوائے تسلیم و انقیاد کے کچھ چارہ نہ ہونا اب جنرل اسمتھ نے یہ سب حال من و عن کارگزاران دولت مدراس کو لکھ بھیجا اور حال اپنی بدگمانی کا بھی جو نواب نظام علی خان اور اُسکے دیوان رکن الدولہ کے ساتھ رکھتا تھا ظاہر کرکے اُن مصلحتون کو جو آشتی کرنے مین نواب بہادر کے ساتھ تھین بیان کیا اور آخر یہ لکھا کہ اس امر مین سستی و توقف زنہار نکیا چاہئے نہین تو انگریزون کو تنہا بار اخراجات سنگین جنگ کا جو اُنکے ملک مین واقع ہوگی متحمل ہونا پڑیگا اِدھر تو کارگزاران مدراس نے جنرل اسمتھ سے یہ خبر معلوم کی اور اُدھر رکن الدولہ دیوان نواب نظام علی خان نے اپنے برادرنسبتی نواب محمد علی خان کو یہ لکھا کہ یہ جنگ جو نواب نظام علی خان اور نواب بہادر کے درمیان بالفعل واقع ہی طول کھینچیگی اور جب تک نواب بہادر مجبور ہوکر لااقل نواح بنگلور اور مالیم نواب نظام علی خان کو نہ دے صلح ہونا معلوم کو نسلیان مدراس اس خبر پر جو رکن الدولہ نے محمد علی خان کو لکھی تھی اعتماد کیا اور معروضے پر جنرل اسمتھ کے عمل نہ کیا بلکہ اُسکو لکھا کہ وہ نواب نظام علی خان کے ساتھ ہر حال مین موافق و مرافق رہے دیوان دورنگ نے نواب محمد علی خان کو تو یہان یہ لکھ بھیجا اور وہان خود ہی نواب محفوظ خان کو نواب بہادر کے پاس بھیجکر بذریعہ عریضہ یہ ظاہر کیا کہ مین سریرنگپٹن مین واسطے ملازمت نواب حیدر علی خان کے آتا ہون اور یہ چاہتا ہون کہ تمام امور جو نواب محفوظ خان گوش گزار کریگا موافق مرضی نواب حیدر علی خان بہادر کے انجام کو پہنچاؤن نواب موصوف کو جب یہ معلوم ہوا واسطے دلجوئی اور اعتماد نواب نظام علی خان کے حکم کیا کہ لشکر حیدری خیمہ گاہ جدید سے معسکر قدیم کو پھر جاوے اور دیوان کو حاضر ہونے کا حکم لکھ بھیجا سوداگرون اور بنجارون کو حکم دیا کہ اذوقہ و اسباب مایحتاج لشکر مین نواب نظام علی خان کے لیجائین جب

نواب نظام علی خان نے مکتوب نواب حیدر علی خان کا پڑھا فوراً اپنی سپاہ کو حکم دیا تاساز و سلاح جنگ کھول ڈالین اور نواب بہادر نے بھی اپنی فوج کو سلاح کھولنے کا فرمان دیا تب دیوان مذکور بڑی حشمت کے ساتھ سرینگپٹن مین آیا اور دربار حیدری مین حاضر ہو بہت جلد امور وابستہ صلح کے طی کیے چنانچہ یہ قرار پایا کہ شاہزادہ کامگار ٹیپو سلطان نواب محفوظ خان کی بیٹی کو اپنے نکاح مین لاوے اور نواب محفوظ خان بڑا بیٹا نواب انورالدین خان مرحوم کا جو شرعاً مالک و فرمان فرماے صوبہ آرکاٹ کا ہی اپنے سب حقوق نوابی کے اپنے داماد سلطان موصوف کو البتہ تسلیم و تفویض کردیگا اور نواب حیدر علی خان اور نواب نظام علی خان اپنی افواج متفقہ سے نواب محمد علی خان اور ہوا خواہون کو اُسکے مقہور کرینگے اور جب تک کہ فوج نواب نظام علی خان کی اُس مہم مین رہیگی نواب حیدر علی خان چھہ لاکھہ روپیہ ماہیانہ نواب نظام علی خان کو دیتا رہیگا اور تعین و مامور کرنے مین قلعہ دارون کے قلعجات مفتوحہ مین اختیار کلّی نواب حیدر علی خان کو ہوگا اور عنان قلعہ داری و حکومت اُس مملکت کی نواب میر مخدوم علی خان برادر نسبتی نواب حیدر علی خان بہادر کے ہاتھہ مین مفوض ہوگی تاوہ اپنے بھتیجے بلند اختر ٹیپو سلطان کی نیابت مین اُس صوبے کی حکومت پر مستعد و سرگرم رہے اور سلطان موصوف مالک تمام باج و خراج کا ہوگا اور میر مخدوم علی خان بعد وضع کرنے اخراجات ضروری حکمرانی کے زر حاصل اِس صوبے سے جس قدر باقی رہیگا سلطان موصوف کے خزانے مین بھیجیگا اور نواب رضا علی خان خلف نواب چندا صاحب مرحوم نے بھی تمام اپنے حقوق نوابی کو آرکاٹ و ترچناپلی و مادورا کے شاہزادہ بلند اقبال ٹیپو سلطان پر واگذاشت کیا لیکن نواب حیدر علی خان اور ٹیپو سلطان نے یہہ التزام کیا کہ تمام ممالک تنجاور بعد معزول کرنے و ہاکے

راجہ کو حکومت اُس ملک کی نواب میر رضا علی خان کو فدیے یا سر بہا مین نواب
چندا صاحب مقتول پدر نواب رضا علی خان مذکور کے دیوین اور آخر دونون
نواب حیدر علی خان و نظام علی خان نے باہم اتّفاق و ہمداستانی اِس امر پر
کی کہ ہرگز ایک دوسرے سے نفاق و مفارقت روا رکھین بلکہ باہم متّفق ہو
اِس باب مین بذل جہد کرین کہ تمام امور مندرجۂ عہد نامہ کے اتمام و انصرام کو پہنچائے
جاوین قبل توثیق اِس عہد نامے کے جسکے اتمام کا نواب محفوظ خان متعہّد ہوا
موکب ٹیپو سلطان کا نواب نظام علی خان کے ملاقات کے لیئے آمادہ و طیّار کیا گیا
جسکی تفصیل یہہ ہی چھہ ہزار سپاہی گزیدہ یا طوپاس و چار ہزار سوار چیدہ
اور چھہ سو سوار فرنگستانی مسلّح و مکمّل اور جزو اعظم موکب خاصۂ نواب بہادر
سے بھی اُسپر مزید کیا گیا بعد عہد نامے کے رکن الدولہ دیوان اپنے معسکر کو پھر گیا
اور نواب محفوظ خان بھی اُسکے ساتھہ ہوا۔ روانہ ہوتے وقت ٹیپو سلطان کے
نواب نظام علی خان کی ملاقات کے لیئے نواب بہادر بہت ہی دلگرفتہ و پریشان
خاطر ہوا اپنے امیرون سے فرمایا کہ مین غدّاری و ستمگاری سے نواب نظام علی خان
کے بہت ہراسان ہون کیونکہ جس شخص نے طمع سے ریاست کے اپنے
بھائی کو مار ڈالا ہو دیکھا چاہیئے کہ میرے نور عین سے کسطرح پیش آوے اگر
اور کچھہ نکرے فقط قید ہی کر رکھے تو اُس صورت مین مجبور ہو کر زر خطیر یا گرانمایہ
بہرہ ملک کا مجھے اُسکے استخلاص مین دینا پڑیگا حاصل کلام یہہی کہ مین اپنا لخت جگر
ایک ایسے ناہنجار کو سونپتا ہون جسکے قول کا تو کیا ذکر ہی قسم بھی قابل
اعتبار کے نہین (یہہ گفتگو اور بہت سے کام نواب حیدر علی خان بہادر کے براہین
و دلیل اس امر پر ہین کہ نواب ممدوح کو فرزندون اور قریبون سے کمال
محبّت تھی) لیکن اُس نواب مہرپرور نے تقویت و دلاسائی پر نواب میر رضا علی خان

ونواب میر فیض اللہ خان کے جو واسطے موافقت ٹیپو سلطان کے مامور ہوئے
تھے اور دونون شخص نے کفالت اس امر کی کی تھی کہ پیشتر اُس سے کہ
اُسکے فرزند دلبند کو کوئی آسیب پہنچے وے دونون اپنے تئین فدا کرینگے اور
اپنے سپاہیون اور سرداروں کی بہادری پر بھی اعتماد کر کے سلطان
کا جانا معسکر مین نواب نظام علی خان کے منظور کیا جب سلطان اپنے موکب
مختصر کے ساتھ مقام سیناپٹن مین پہنچا سب فوج نظام علی خان کی خصوصاً
انگریز کیا سپہدار کیا سپاہی چالاکی و چستی فوج حیدری کی دیکھ متعجب رہے اگرچہ
احوال سپاہ حیدری کا سابق سے سنا تھا پر خیال مین اُنکے نہین آتا تھا کہ ہندوستانی
فوج ساتھ اِس نظم و نسق کے کوچ کریگی الغرض فوج کے لباس کی
خوبی اور اسلحہ کی چمک اور سپاہ کی چستی دیکھ لوگون کی نظرون کو چکاچوندھی
لگ جاتی اور تزک و شکوہ سواری کا تماشائیون کو حیرت مین ڈالتی تھی سلطان کے
خیمے مین داخل ہوتے ہی سلامی کی توپین سر ہوئین اور سپاہیون نے اپنے اپنے
ڈیرون مین جا مقام کیا سپہدار لشکر نواب نظام علی خان کے واسطے دیکھنے
افسران فوج حیدری کے آئے اور موکب موصوف کی عمدگی و شوکت و شکوہ
کی بہت سی تعریف کی دوسرے روز نواب بسالت جنگ برادر نواب
نظام علی خان سلطان موصوف کی ملاقات کو آیا رکن الدولہ اور سب ارکان دولت
نظامیہ بھی ساتھ تھے بعد ایک ساعت کے رخصت ہوئے دوسرے روز سلطان
نواب نظام علی خان کی ملاقات کو گیا اور نواب موصوف نے بہت سی تعظیم
و تواضع کے ساتھ ملاقات کی بعد طی ہونے لوازم رسم و مدارا کے نواب
نظام علی خان نے فوراً باقی فوج انگریزی کو بھی رخصت کر اُن سے یہ ظاہر کیا کہ
اب ہوا خواہی و موافقت کے عہود درمیان ہمارے اور نواب حیدر علی خان

کے منعقد ہوئے چین اور کسی طرح کی نزاع و خصومت باقی نہ رہی اب تم لوگون کے غور کرر کھنے کی ہمکو کچھ حاجت نہین اور ہم گورنر مدراس اور کو نسلیونکو لکھ بھیجینگے کروے کس مقام و سرحد تک پیچھے ہٹ جائین بعد منعقد ہونے عہدومیثاق موافقت و ہمداستانی کے نواب حیدر علی خان نے اپنے وکیل میناجی پنڈت کو جو مدراس مین تھا ایک اطلاعنامہ بھیجا اور یہہ لکھا کر اِس اطلاعنامے کوگورنر مدراس کے ملاحظے مین گذرانے مضمون اِس اطلاعنامہ کا یہہ تھاکر نواب نظام علی خان اور نواب حیدر علی خان خوب آگاہ ہین کر نواب محمد علی خان فن و فریب کی راہ سے مصدر اِس تمام زحمت و محنت کا ہوا جس سے تمام دکھن پریشان حال و مضطرب ہورہاہی اُسنے چاہا تھا کہ نواب حیدر علی خان کے ساتھ صف جنگ آراستہ کرے اسلیئے اب نواب نظام علی خان اور نواب حیدر علی خان نے اُسکو تمام ان مرز و بوم سے جو اُسنے شرعی وارثون سے غصباً چھین لی تھین محروم و بےبہرہ کیا اور دونون سرکارون نے اب ایسا مناسب جانا کر انگریزون کو منع کرین کرمن بعد پھر کبھو ملک نواب موصوف کی نکرین اور اُن فوجون کو جو حراست و حمایت قلعجات متعلقہ آرکاٹ یا دوسرے نواح منصوبہ بر نواب محمد علی خان کے انگریزون کی طرف سے متعین ہین بلالین اور جو قلعجات و ملک نواب محمد علی خان نے انگریزون کے پاس عوض مبلغ زر گرو رکھاہی نواب حیدر علی خان نے وعدہ کیا کر یہ مبلغ مین اداکرونگا ظاہر ہی کر ایسے ایسے اظہار و اعلام جنگ نے جس مین بار تمام اخراجات کا دولت انگریزیہ کو خود بلاشرکت غیر متحمّل ہو نا پڑتا اُنکو خوب ہی مشوش و متحیّر کیاہوگا اسواسطے کر یہہ اظہار انگریزون کی طرف متوجّہ تھا اور نواب محمد علی خان بیچارہ تو نہ لشکر رکھتا تھا نہ زر برتی تدبیر ملکی انگریزون کی اُس زمانے مین یہہ تھی کر جو امیر

امیران ہند سے نوسبع جوزۂ ریاست کی اپنے عزیمت کرتا حتّی الامکان وے اُسکے سدّ راہ ہوتے اور اُسکو باز رکھتے کہ مبادا اُسکا استعلا دولت انگریزیہ کے کار گزاران کے منصوبہ کا مانع ہو اور اُسی جہت سے اہل کار دولت مدراسیہ ہمیشہ نواب حیدر علی خان سے جو طالب ترقّی جاہ کا تھا خائف رہتے تھے جب نواب نظام علی خان نے چار سرکارین شمالی اپنے ملک سے انگریزون کو دین دولت انگریزیہ کے کار گزارون نے بارہ سو سپاہی فرنگستانی اور ایک پلٹن ہندوستانی اپنی طرف سے لشکر مین نواب نظام الدولہ کے داخل کیا اور اُنکے افسر کو جو جنریل اسمتھ تھا کونسل مدراس سے یہ لکھا گیا کہ وہ فتوحات روز افزون حیدری سے نواب نظام علی خان کے دل مین بدگمانی وسواس ڈالے اور اشتعال دینے مین رکن الدولہ دیوان کو جنگ پر نواب حیدر علی خان کے اور طمع دلانے مین اُسکو واسطے دستیابی خزائن ودفاین بے شمار نواب موصوف کے سعی وکوشش کرے مقصود دولت مدراسیہ کا اُس زمانے مین یہی تھا کہ فتوحات روز افزون حیدری کو توقّف مین ڈالے اور نواب حیدر علی خان اُس بوم وبر متعلّق میسور سے ملیبار کی طرف جو اُسطرف باہر بالا گھات کے ہی دست بردار ہو اور باقی ملک تصرّف مین اپنے رکھے غرض اُس مین یہ تھی کہ حکومت ایسے شخص پر دل جنگ آور کی درمیان ملک مرہٹے اور کنپنی انگریز بہادر کے حائل رہے تا ملک سرداری کنپنی کا تاخت وتاراج سے مرہٹے کے بخوبی محفوظ رہے ؎

اظہار پاکدامنی اور تبریہ کا قوم فرانسیس کے مداخلت سے جنگ حالی کے

پوشیدہ نرہے کہ اس جنگ مین جسکا اعلام نواب حیدر علی خان بہادر نے دیا جماعہ فرانسیس کو جیسا کہ انگریز گمان کرتے ہین کچھ مداخلت نہ تھی اور یہ خوب متحقق ہی کہ حیدر علی خان یا کسی اُسکے منصبدار نے جماعہ فرانسیس کو جنگ حالی مین کبھو نامہ و پیام نہین بھیجا تھا بلکہ بعد منعقد ہونے صلح کے نواب حیدر علی خان و نواب نظام علی خان کے درمیان باب مکاتبت مفتوح ہوا اور بنائے مراسلت کی درمیان نواب بہادر و جماعہ فرانسیس کے دو مکتوب پر مبنی ہوئی ایک اُن مکتوبون سے نواب بہادر کی طرف سے لکھا گیا تھا اور دوسرا نواب رضا علی خان کی جانب سے اور یے دونون مکتوب بھیجنے کے لئے گورنر پانڈیچیری کو بعہدہ دار قشون فرنگ ثانی ملازم حیدری کے حوالہ کئے گئے تھے خلاصہ مضمون دونون خطون کا یہ کہ نواب بہادر نے اپنے مکتوب مین لکھا تھا کہ باوجود ہمارے لطف و مہربانی کے انگریز ہماری دولت کی تباہی و خرابی کے درپے ہوے تھے اور ساتھ انواع بندش و سازش کے نظام علی خان و جماعہ مرھٹے کے ساتھ ہمارے علی الرغم عہد و پیمان باندھا تھا چنانچہ افواج متفقہ نے ہمارے جوار و دیار پر یورش بھی کی تھی اور باعث اس اتّفاق و فوج کشی کا سوائے لوٹ و تاراج کے اور کوئی امر نہ تھا لیکن ہمنے حکمت عملی سے نواب نظام علی خان و انگریزون کے عہد باندھے ہوئے کو توڑ دونون جمعیّت کو پریشان کردیا اب نواب نظام علی خان اور ہم متّفق ہوئے ہین کہ نواب محمد علی خان اور انگریزون پر لشکر کشی کرین چونکہ مطابق حمایت و امداد مین جماعہ فرانسیس کے

انھین دشمنون کے ہاتھ سے ہم نے کوشش کر پانڈیچیری کو محفوظ رکھا تھا اب ہم یہہ چاہتے ہین کہ جماعہ فرانسیس اِس جنگ بر حق مین ہماری اعانت کرین اگرچہ ہم کو معلوم ہی کہ درمیان فرانسیسون اور انگریزون کے اِسی سنہ ١٧٦٧ء مین مصالحہ ہوا ہی لیکن جب تک کہ حکم پادشاہ فرانسیس کا اس خصوص مین نہ پہنچیے اگر فرانسیس ہمارے پاس کمک بھیجین تو ہم ممنون ہونگے باقی امور سپہدار فرانسیسی کے مکتوب سے جسپر ہم اعتماد رکھتے ہین معلوم ہوگا اور جو کچھ وہ ہماری طرف سے لکھے تم اُسکو ہمارا لکھا ہوا جانو اور میر رضا علی خان نے اپنے خط مین یہہ لکھا تھا کہ ہمارے خاندان نے جس تاریخ سے کہ جماعۂ فرانسیس نے پہلے ہندوستان مین بود و باش اختیار کی تھی تمہارے ساتھ شرایط ارتباط کو مرعی رکھا ہی اور اُنھین کی ہواداری مین میرا پدر بزرگوار مارا گیا اور میری والدۂ ماجدہ مدراس کو اسیری مین نقل کی گئی اور مین نے خود ہر طرح کا مال اپنا بہت برباد دیا در ینولا ایک فرصت حاصل ہوئی ہی. جسمین ہم متوقّع ہین کہ مدد سے اپنے دوستون کے تلافی مافات کر سکینگے اِسی واسطے ہم کو اپنے ہوا خواہان قدیم فرانسیسون سے توقّع یہہ ہی کہ اِس بات مین اعانت و امداد دریغ نہ رکھین باقی امور خط سے سپہدار فرانسیسی ملازم حیدری کے جو ہمارا محل اعتماد ہی واضح ہوگا اِن دونون مکتوب کو منشی سپہدار فرانسیسی کا جو مرد معتمد تھا لے گیا اور سپہدار فرانسیسی نے واسطے تصدیق اعتماد کے جو نواب حیدر علی خان و میر رضا علی خان اُسپر رکھتے تھے ایک اپنا مکتوب بھی ساتھ دونون مراسلہ کے روانہ کیا تھا آغاز اُس خط کا متضمّن تھا عزیمت پر دونون نواب کے اوپر یورش سواحل کاردمنڈل کے اور چندی اور چگونگی پر دونون لشکر کے تفصیل کے ساتھ اور

نامہ نگار کی آگاہی بر حقیقت کار اور کم و کیف سے افواج انگریزی کے اور بعد
اُسکے اس مین لکھا تھا کہ امکان سے باہر ہی کہ انگریز مفاسد سے اس جنگ کے
اپنے تئین محفوظ رکھین اِسواسطے کہ اگلی لڑائیان اِس طبقہ کی جس مین اُنھون نے
فتح پائی ممالک شمالی ہندوستان مین اور طرح کی تھین اور یہہ لڑائی اور وضع کی
کیونکہ وے لڑائیان حدود مین سواحل دریاے شور یا کنارے پر رود گنگ کے واقع ہوئی
تھین جہان اذوقہ اور کمک وغیرہ تری کی راہ سے بہ آسانی اُنکو پہنچ سکتی تھی
اور یہہ جنگ دریا سے دور واقع ہوگی اور قلعے محافظ جانبین کے میدان جنگ سے
مسافت بعید پر علاوہ اُسکے یہہ کہ تمام مصالح جنگ سوارون کے لشکر پر موقوف ہین
اور لشکر انگریزی بالکل اُن سے خالی ہی اور فوج حیدری ہرگز لشکر امیران ہندوستان
کی طرح نہین جس مین ہر رسالے پر اختیار رسالدار کا رہتا ہی بلکہ تمام امور لشکر کے
قبضہ اختیار و کفایت مین ایک شخص کے ہین اور اگر انگریز اپنے شب خون مارنے
یا حملات ناگہانی کرنے یا دغا بازی و خیانت پر سپہداران حیدری کے اعتماد کرینگے
تو خطا پاوینگے کیونکہ زمام ایمنی و حراست لشکر کی میرے ہاتھ مین سونپی گئی ہی اور مین
کمال وثوق و اعتماد سے کہہ سکتا ہون کہ انگریز کسی طرح کے حملہ و یورش
ناگہانی سے فوج حیدری پر غالب نہو سکینگے اور خیانت و دغا جیسی کہ لشکرون مین
ہندوستان کے اکثر ہوتی ہی لشکر حیدری مین زنہار اُسکا احتمال نہین کیونکہ
کوئی سپہدار اُسکے سپہدارون سے رسالہ یا قشون اپنا نہین رکھتا ہی اور
چونکہ حیدر علی خان اِس جنگ مین مظفّر و منصور ہوگا جماعہ فرانسیس کو مطلقا
کنارہ گیری امداد و کمک طرفین سے مناسب و قرین صلاح نہین اِس طرح کی
بیگانگی اور کنارہ گیری دونون فریق کو ناخوش کریگی کیونکہ نواب بہادر و میر
رضا علی خان نے درخواست کمک کی فرانسیسون سے عوض مین اپنے اگلے

احسان کے کی ہی اور نواب محمد علی خان نے اِس سبب سے سالت
ملک کی جماعہ فرانسیسون سے کی ہی کہ موافق عہد و پیمان بندھے ہوئے مقام فونطنی
بلیو کے اُسکے نام پر نوابی آرکاٹ کی مسلّم ہوئی اِس صورت مین ایسا
مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک کمک مختصر فرانسیسون کی جانب سے نواب
بہادر کے پاس بھیج مدد شایستہ کا وعدہ کیا جاوے اور وعدے کے وفا کرنے
مین اختیار رہی کہ یہہ عذر کیا جاوے کہ بادِ مخالف آنے سے جہازی فوجون کی
مانع ہوئی لیکن جمعیّت سپاہیان پانڈیچیری کی قلیل ہی اِس سبب مدد
گرانمایہ بھیجنا ممکن نہین اِسقدر کافی ہی کہ کئی منصبدار و گولہ انداز پختہ کار
لشکر حیدری مین ملحق کیے جاوین اور مشہور کیا جاوے کہ وے لوگ گورنر
پانڈیچیری سے بھاگ کر لشکر حیدری مین جا ملے اِس صورت مین کسیطرح
احتمال بدنامی کا نسبت قوم فرانسیس کے جو کاہش اقتدار انگریزون کی
ملک ہندوستان مین چاہتے ہین نہین ہی اور یہہ خیر سگال یعنے سپہدار
فرانسیسی ملاحظہ کرنے سے عنوان اِس جنگ کے یہہ مصلحت جانتا ہی کہ
خدمت مین گورنر فرانسیس کے از راہ صواب اندیشی و راہ تدبیر ملکی کے
عرض کرے کہ استحکام کرنے مین پانڈیچیری کے جلد سعی کی جاوے اور
بالفعل خندق اُسکی صاف کر چند ضرب توپ برجون پر لگادی جاوین کیونکہ اگر
نواب بہادر اِس یورش مین پانڈیچیری کے نزدیک جائیگا اور اُسکو
بے حمایت و حراست پائیگا تو زنہار پاس و رعایت فرانسیسون کے علم کی نکر تمام توپخانہ
اور اشیای جنگی زبردستی سے لیگا اور اُسکو عوض اپنی اعانت و کمک کا جو زمانۂ سابق
مین جماعۂ فرانسیس کے ساتھ کی تھی سمجھیگا و لیکن اگر کچھ بے حرمتی اور عدم مراعات علم
بادشاہ فرانسیس کی ظہور مین آویگی تو یقین جاننا کہ ہم لوگ فرنگستانی جو لشکر حیدری

مین نوکر ہمین جماعہ سپاہیان قلعہ پانڈیچیری کے مددگار ہو افواج حیدری کے مدافعہ مین کوشش کرینگے اور خاتمے مین اُسکے یہ دو امر مصلحت آمیز لکھے گئے تھے کہ چونکہ یہان عزم مصمم ہو چکا ہی کہ تمام نواح و دیار کرناٹک کا سواروں کی فوج سے تاراج و بیچراغ کیا جاے اسلئے ضرور ہی کہ برنج وغیرہ خرید کر قلعے مین جمع کیا جاوے اور بھیجنا موشیر ب یا دوسرے شخص کا جو نزدیک نواب کے قدر و اعتبار رکھتا ہو واسطے تجدید ملاطفت و خبر سگالی نواب بہادر اور اُسکے ہوا خواہون کے مناسب حال اور شایستہ مقام جانا چاہیے ان مکتوبون کے پہنچتے ہی گورنر پانڈیچیری بہت خوش و مطمئن ہوا اور ترس و ہراس حیدری بالکل اُسکے دل سے رفع ہو گیا لیکن اس سبب سے کہ کمپنی فرانسیس نے گورنر پانڈیچیری کو ساتھ کمال تاکید کے ہر طرح کی جنگ و جدال سے عموماً اور جماعہ انگریزون سے خصوصاً ممانعت لکھی تھی اس سبب سے اُسنے جواب اس مضمون کا نواب حیدر علی خان کو لکھا کہ جب موکب حیدری اس حدود مین پہنچیگا ہرگز ادا کرنے مین لوازمہ اعزاز و اکرام اور ارسال مین سفیر کے اس طرف سے قصور واقع نہ ہوگا اور جناب نواب بہادر سے ہمکو بہت سی شرم ہی کہ ہم اپنے مین طاقت کمک بھیجنے کی مقابلے مین انگریزون کے نہین پاتے کیونکہ درمیان انگریز و فرانسیس کے درینولا عہد آشتی و صلح ایسا مستحکم و استوار کیا گیا ہی کہ اُسکو بدون حکم جدید بادشاہ فرانسیس کے ہم توڑ نہین سکتے اور دوسرے امور تفصیل طلب سپہدار فرانسیسی حضور عالی مین عرض کریگا مضمون جواب نامۂ رضا علی خان بہادر کا بھی اسی طرح کا تھا پر جواب مین نامۂ سپہدار فرانسیسی ملازم نواب حیدر علی خان کے یہ لکھا تھا کہ آپ آیندہ ہم کو اس طرح کی مراسلت و خط وکتابت سے معاف رکھین اور قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ افواج متفقہ دونون نواب کی اس

جنگ مین انگریزون پر مظفر و منصور نہونگی اور ہم اس جنگ مین مدد نہین کرسکتے
س واسطے کہ حکم موکد ہمارے حاکمون کی طرف سے یہ پہنچا ہی کہ ہم ہرگز خلاف
مین انگریزون اور نواب محمد علی خان کے متصدی نہون اور تم سے ہم یہ التماس
کرتے ہین کہ حضور مین دونون نواب ذی اقتدار کے یہ سب حال تم عرض کرو
اور ہمارے ابا و انکار کی درشتی کو باب اعانت مین ساتھ چرب و شیرین زبانی
کے اُنکے دلون پر نرم کرو اور اِسکے بعد کوئی خط اِس باب مین صراحت کے
ساتھ نہ لکھو لیکن اگر ساتھ کنایہ و رمز کے معرفت موشیر تم کے روداد سے اطلاع
دوگے تو موجب ہماری خوشدلی کا ہوگا،

مختصر بیان حال لشکر و مملکت کا نواب بہادر کے جس
ھنگام مین افواج متفقہ یورش کرناتک پر متوجہ تھین،

جب نواب بہادر نے سمہ افواج متفقہ عزیمت یورش کی سواحل کرناٹک پر کی
واسطے رخنہ بندی ہجوم مخالفون کے ہرطرح کی احتیاط کو عمل مین لایا اور موافق
صوابدید سپہدار فرانسیسی کے ارادے کو طیار کرنے ایک جیش جدید
فرنگستانی کے جو سابق سے منظور تھا ملتوی رکھا کیونکہ ترت اِسقدر لوگ فرنگستانی
جمع نہوسکتے اِسلئے راے صائب نے اُسکے یہ مناسب جانا کہ تمام سپاہ
فرنگستانی کو بلکہ منصبداران سپاہیان گرانقدر یان وطوپاس کو بھی ہزارون و ذراگونون
و توپخانون پر منقسم کرے اور اُنکو سرکردگی اِنھون پر دے کر واسطے مقابلہ
کرنے انگریزون کے مقرر فرماے توپخانہ لشکر حیدری کا بہت تر انھا اور
اسباب جنگ کے اِس مرتبے مین بکثرت تھے کہ فوج انگریزی اُسکا عُشر

خبر نرکھتی تھی چونکہ لشکر ہندوستانی مین ہر طرح کے سوداگر اور اہل پیشہ ہمراہ لشکر کے ہوتے ہین اور وے جانور باربردار مختلف رکھتے نواب بہادر نے حکم دیا کہ سب جانور بارکش ایک ایک گول توپ کا لیجلین اور جوابدہی اُسکی اُسکے مالک سے متعلّق رہے اور چونکہ غربا و مساکین روزی طلب بھی ہندوستانی لشکر دون مین رہا کرتے ہین نواب بہادر نے اُنھین اجازت لشکر کے پیچھے رہنے کی دی تا ہمیشہ لکڑی گھاس وغیرہ اشیاے ضروری جمع کر لشکر مین پہنچا کرین اور بہتون کو اُن مین سے واسطے ہموار کرنے راہ اور سرنگ دوڑانے کے لیئے نوکر رکھے اور ہر طرح کے ساز و آلات توپخانہ وغیرہ کے دھرے لیئے تا کسی نوع کا توقّف طی کرنے مین راہ کے واقع نہو ساتھ ہر ایک ضرب توپ کے ایک ہاتھی مقرّر کیا چونکہ حال اِن تعلیم کردہ ہاتھیون کا گونہ طرفگی سے خالی نہین اسلیئے لکھا جاتا ہی کہ جسوقت کوئی توپ کو اچھے پر چڑھانے وقت بیل دم لینے کو کھڑے ہو جاتے یہہ ہاتھی توپ کو اپنے پانون پر رے لیتا اور اگر نیچے اُتارنی منظور ہوتی تو خرطوم سے توپ کو روک لیتا اور گرنے نہ دیتا اگر کہین توپ چلتے چلتے کسی سبب رُک جاتی یا کسی زمین مین گڑ جاتی تو ہاتھی چلانے اور اُٹھانے مین اُسکے بیلون کی اعانت کرتا چنانچہ ایک منصبدار ثقہ نے جو میحر توپخانے کا تھا اپنا معاینہ بیان کیا ہی کہ اتفاقاً ایک توپ رک گئی تھی اور بیل باوجود زدوضرب کے اُسکے کھینچنے سے پہلو تہی کرتے تھے اُس توپ کے ہاتھی نے ایک شاخ درخت سے توڑ کر اسقدر بیلونکو مارا کہ بیل چل نکلے اور جب توپ مورچے مین لگائی جاتی تو ہاتھی اُسکو بے تائید بیلون کے زخنہ گاہ مین رکھہ دیتا ہر گاڑی ساز و سامان جنگی لیجانیوالی دو سو لفمے بارود و گولے توپ کے اور بے شمار تونٹے بندوق کے لیجاتی تھی ہر پلٹن کے ہمراہ دو دو ضرب توپ جاتی نواب بہادر نے حراست و حمایت مین امور مملکت

کے کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا تاکہ غیبت مین اُسکے کوئی فساد و کسی طرح
کا خلل واقع نہو جب نواب بہادر نے مصالحہ موقت جماعہ مرہٹے سے کیا اور عہد
ہوا خواہی کا ساتھ نواب نظام علی خان کے استوار باندھا ہر طرح کی فکر سے فارغ ہوا
اور خلجان دشمنان بیرونی کی طرف سے برطرف ہوا قوم نائر کے رئیسون
کو اُن کی بروبوم خاصہ اُس شرط پر سپرد کی کہ خراج سالانہ سرکار حیدری
مین پہنچاتے رہین اور تمام اپنی فوج کو حدود ملیبار سے اپنے پاس بلا لیا درینولا
ایک سانحہ ناگہانی جو اصلا نواب بہادر کے گمان مین نہ تھا ظہور مین آیا وہ یہ ہی
کہ جب نواب کوئمباتور سے دار الملک سرینگپٹن مین داخل ہوا اُسپر
یہ منکشف ہوا کہ راجہ نندوراج نے اغوا سے مفسدونکے جماعہ مرہٹہ اور انگریزون
کے ساتھ خفیہ سازش کر بہ نسبت اُسکے بدسگالی کی بنا رکھی ہی اور اب وہ
راجہ قلعے مین سرینگپٹن سے دو فرسنگ کے فاصلے پر اپنی جاگیر مین اقامت
رکھتا ہی اس بات سے نواب پریشان خاطر ہوا اور جاگیر تین لاکھ ہون سالانہ
کی جو مدد معاش کے طریق پر اُسکو مقرر کی تھی قرق کر راجہ کو نظر بند رکھا اب بر سر
مطلب آیا چاہیے جب تمام اسباب جنگ کا آمادہ ہوا دونون لشکر نے کوچ کیا
نواب نظام علی خان نے راہ گھاٹ کوتہ کی لی اور نواب حیدر علی خان شہر
منگلور کی راہ روانہ ہوا جب دونون لشکر قریب شہر کے پہنچے ظاہر شہر مین
ڈیرے کھڑے ہوے نواب بسالت جنگ اور رکن الدولہ اور سب
سپہدار و سرگروہ افواج کے جمع کیے گیے شورا ہوا رائے ارباب مشورہ کی
اُسپر متفق ہوئی کہ دونون لشکر کا کوچ اتنے فاصلے پر عمل مین آیا کرے کہ ہر کارزار
مین ایک لشکر دوسرے کی مدد کر سکے اور جب تک کوہستان سے دونون
لشکر گذرین لشکر حیدری کا کوچ مقدم ہو اور جب مملکت آرکات مین پہنچین تب

پھر مشورہ کیا جاوے کہ دونون لشکر باہم متفق ہو کر طرح جنگ کی ڈالین یا جدا جدا لڑین ؛

اظہار اِس امر کا کہ داستان نگار فرانسیسی نے جو کچھ پردلی وتدبیرجنگی نواب حیدرعلی خان کی اُسکے مشاھدے مین آئی تھین وھي لکھين ھين ؛

واسطے عیان کرنے عنوان وفطرت وکمالات حیدری کے شیوۂ جنگ و پیکار مین ؛ بیان کرنا حال ہر طرح کی جنگ کا جن مین نواب بہادر خود مشغول تھا یقین ہی کہ مفید ہوگا خاصہ بیان اُن لڑائیونکا جو جماعہ انگریز کے ساتھ ظہور مین آئین اور داستان نگار فرانسیسی نے بچشم خود مشاہدہ کیا خصوصیات اِس جنگ پر جو درمیان نواب بہادر اور جماعہ انگریزون کے سال ١٧٦٧ اور سنہ ١٧٦٩ ع مین واقع ہوئی حال اُس جنگ کا جو سنہ ١٧٧٩ ع مین شروع ہوئی قیاس کیا چاھئے جس مین نامہ نگار فرانسیسی حاضر نہ تھا اور اُسی سبب سے سرگذشت اِس جنگ کی اُسنے بالتفصیل بیان نہ کی کیونکہ سررشتۂ روایات اِس جنگ کا بالکلیّہ انگریزون پر منتھی ہوتاہی اور وہ شایستۂ اعتماد نہین اِس لئے کہ ایسی روایتین پہلے تو ہندوستان مین واسطے فریب دینے کارگزاران دولت برطنیہ کے ساختہ پرداختہ ہوتی ہین اور پھر دوبارہ فرنگستان مین موافق اقتضاے حال اور ضرورت کے منخدع کرنیکو وہان کے لوگون کے آراستہ کی جاتی مگر مکتوب جنریل کوٹ کا اِس خصوص مین رنگ راستی کا رکھتاہی جسکے ذریعے سے تھوڑے احوال پر نواب بہادر کے اُس زمانے مین اطّلاع ہوئی اِس مین یہ لکھا تھا کہ نواب حیدرعلی خان خداوند کنکاش وصاحب مشورہ ہی اور ماہ نومبر مین

سنہ ۱۷۸۱ع کے اُسنے ایک ہی وقت چار قلعہ کو تنگ محاصرہ کیا تھا اگرچہ جنریل کوٹ
مدراس سے اہل قلعہ کی مدد کے لیئے روانہ ہوا لیکن وہ خاطر خواہ اپنے مقصد کے
انجام دینے پر قادر نہوا اور اس سبب سے کہ قوت لایموت اُسکے لشکریون کو
پہنچنا دشوار تھا مدراس کو پھر گیا اثناے راہ مین فوج نے اُسکے ہمیشہ دستبرد
سے سواران حیدری اور آتشباری سے اُسکے توپخانے کے بہت اذیت
اُٹھائی اور کمال رنج پایا اگرچہ جنریل موصوف لکھتا ہی کہ اُسنے چار جنگ
مرد آزما مین نواب بہادر سے لڑکر فتح پائی لیکن اُسنے کچھ حال اسیرون یا نشانون کا
کہ فوج حیدری سے اُسکے ہاتھ آئے نہیں لکھا اور خانہ مکتوب مین جنریل موصوف
نے یہہ لکھا کہ ہم کرنیل کرافورد کو حضور مین کونسل مدراس کے بھیجتے ہین وہ
راست و درست حال یہانکا عرض کریگا اس مکتوب سے جنریل کوٹ کے یہہ معلوم
ہوتا ہی کہ جماعہ انگریزا اس جنگ کے درمیان ہراس سوء مآل اور فکر امور حال مین مبتلا
ہوئے تھے اور متوقع ہی کہ جماعہ فرانسیس کی مدد سے تمام ملک آرکاٹ کا تصرف
حیدری مین آجاوے از روی اخبار معتبر جو لشکر حیدری سے پہنچے، حال مسخر ہونے
چیتل درگ اور خصوصیات مجلس شورا کا جو حیدر علی خان کے آرکاٹ مین آنے سے
قبل منعقد ہوئی تھی معلوم ہوا شورا اس بات مین ہوا تھا کہ آیا فی الحال تاخت کرنا
انگریزون پر مصلحت ہی یا بعد پہنچنے فوج فرانسیس کے جسکی انتظار تھی شق اخیر
اصحاب شورا اور منصبداران فرنگستانی کو بھی پسند آئی لیکن ٹیپو سلطان کی راے
مین پہلی شق صواب معلوم ہوئی کیونکہ اُسنے بیان کیا چونکہ نواب بہادر نے اکثر
جماعہ انگریزون کو اپنے حملے و یورش کرنے سے تہدید کی ہی اقتضاے ہمت
و ثبات یہہ ہی کہ پرورش اپنے سخن کی کر اُن پر ابھی یورش کرے انتظار
فوج فرانسیس کچھ ضرور نہین سلطان موصوف نے ایسی دل گرمی و مردانگی سے

اپنی راے پر وا ایستادگی کہ تمام ارباب شورا نے اُسکی راے پر اتفاق کیا ہی شاہزادہ اقبال مند جنگ کوہستانی مین جس مین کرنیل بیلی اسیر ہوا اور کرنیل فلیچر مارا گیا اور چند ہزار آدمی افواج انگریزی سے مقتول و اسیر ہوے اُسنے جب انگریزون کو بہ سبب اُڑ جانے عرابہ باروت کے پریشان حال پایا اپنے سواران جرّار سمیت اُنکے سر پر قضاے آسمانی کی طرح گر کر فیروز و مظفّر ہوا تھا اور اُسی نے ہزیمت کلّی اُس لشکر کو دی تھی جسکا قائد کرنیل براتھویٹ تھا فی الحقیقت سلطان ذی شان نے اسکندر رومی کی مانند اٹھارہی برس کے سن مین فہرا عادی وکرّ و فرّ لشکرکشی کو شروع کیا ؎

بیانِ چگونگی ملک و حشم کی نواب حیدر علی خان اور اُسکے ہوا خواہون کے اور خصوصیات ملک و لشکر کی جماعہ انگریز اور اُنکے ہوا خواہون کے اُس عہد مین جب بنائے جنگ کی درمیان دونون دولت کے قایم کی گئی

یہ روایت ہی اُس جنگ و جدال کی جو درمیان سال ۱۷۶۷ء ۱۷۶۹ء کے واقع ہوئی اور جسے نامہ نگار فرانسیسی نے اپنی آنکھون سے دیکھا یہ حرب و قتال تواریخ ہندوستان اور آثار مردمان ہند مین ایک بہرہ گران مایہ ہی کیونکہ اِسی جنگ مین انگریزون نے ہندوستان مین پہلی دفعہ ہندوستانیون سے صلح و آشتی طلب کی نامہ نگار مناسب جانتا ہی کہ قبل روایت کرنے خصوصیات جنگ کے حال کمیت و اقتدار اور شمار پیادہ و سوار فریقین جنگ جو کا اُس زمانے مین کہ مقابلہ دونون لشکر کا ہوا مجمل لکھے ممالک متصرّفہ حیدری اس سنہ ۱۷۶۷ء مین جب

بناے جنگ کی انگریزون سے قایم ہوئی اِس تفصیل سے ہے ممالک میسور صوبہ بنگلور و منگلور جو بیشتر مضافات ممالک میسور سے تھا اور ساوندرگ چینل درگ۔ نندیدرگ کنگن گرہ و رائدرگ وغیرہ و خطہ مالیئم بالاگہاٹ تک جو تمام وادی و جبال پر انبور اور ترچناپلی سے مادورا اور تراونکور و سواحل ملیبار تک محتوی ہی شہر سیرا اشانور کرپہ کنول بالاپور کوچک کولار گرم کنڈہ مرزبوم بالاپور کلان ریاست کوچک بسنگر کشنگیری گنی و بلاری و حیدرنگر مدھگیری رنجن گڈہ وغیرہ ممالک کرنڈہ جو ممتد ہوتی ہی دراس راہ سے شمال کی طرف سرحد بیجاپور تک حکومت سواحل ملیبار و جزائر مالدیوہ ممالک مین نواب حیدر علی خان کے ایک یہ بڑی خوبی ہی کہ سب صوبے ایک دوسرے سے ملے ہوے ہین اور وہ سرحد دولت حیدری کی جو سرزمین حکومت انگریزی کے قرب مین ہی کوہستان اور تنگ دروں سے مصون و محروس ہی اگر روایت عام پر اعتبار کیا جاوے تو مملکت حیدری ایک ہزار سے زائد قلعجات بڑے چھوٹے پر محتوی ہی اور جسقدر نامہ نگار نے دیکھے وے بھی بیشمار ہین ہر ایک قلعہ بزرگ مین دو طرح کی سپاہ حمایت و حراست کے لیے مقرر ہین ایک تو سپاہیان لشکری جو ہمیشہ بدلی ہوا کرتے اور ہرگز ایک جگہہ مدت تک متعین نہین رہنے پاتے اور دوسرے سپاہیان قلعہ دار جو ہمیشہ ایک ہی جا پر اقامت رکھتے ہین اور یہ فوج خانگی کے شمار و حساب مین ہین اور چھوٹے قلعجات کو بھی اسی قسم کے سپاہی حراست کرتے اور جب کوئی واقعہ سانح ہوتا جس مین مدد کی ضرور ہوتی تو پہاڑ و ان کی رعایا اور ملازم سلاح باندھکر قلعون مین کمک کو آتے اور ایسی جان فشانی حمایت مین اُنکے کرتے کہ بے محاصرہ شدید فتح قلعہ دشوار ہوتا ان سب قلعجات سے جو جو

قلعہ کہ واسطے حمایت کے تاخت و تاراج جماعہ مرھٹے سے بنائے گئے ہین دے
برج خندق اور اکثر سنگین پشتون سے اُستوار و مستحکم کئے گئے ہین سب
مملکت حیدری کے قلعجات کی مرمّت ہرسال ہوتی رہتی ہی اِس ملک
مین تمام غلّجات اور سب چیزین ضروری اور ہر طرح کے جانور گاے بھینس
بھیڑی بکری ہاتھی کثرت سے پیدا ہوتے ہین پر گھوڑے اونٹ اکثر
دوسرے ملک سے لاتے مگر حیدر علی خان اپنے سلیقے خداداد سے
خیل خیل گھوڑے اور حلقہ حلقہ فیل پسندیدہ و بکار آمد روز جنگ و پیکار
کے موجود رکھتا علاوہ اُن گھوڑے ہاتیون کے جو استعمال مین سپاہیون کے
رہتے ہین ایک گلّہ بیس ہزار گھوڑے اور ایک حلقہ چھہ سو ہاتھی کا ہمیشہ
دیہات پر چراگاہ مین رہتا تا حاجت کے وقت کام آوین اور کام مین ہرج نہو
نواب ہرگز خرید کرنے مین گھوڑون کے جنکو سوداگر دور دراز ملک سے
بیچنے کو لے آتے تھے قصور نہ کرتا اور موافق تنومندی و قوّت گھوڑے کے
قیمت لگاتا اور اگر اثناے راہ مین کسی سوداگر کا کوئی گھوڑا قضاے الٰہی سے مرجاتا
وہ سوداگر اُسکی دم اور کان کاٹ رکھتا جب نواب کے حضور مین آکر اُنھین
دیکھاتا موافق تجویز دوسرے سوداگرون کے نصف قیمت اسپ مردے کی سرکار
سے اُسکو مرحمت ہوتی اگرچہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز جو فوج سوارون کی کم
رکھتے ہین ہرگز سپاہ حیدری کو فراہم لانے مین اذوقہ و علوفہ کے اطراف مملکت سے
مانع نہین ہوسکتے تو بھی ذخیرہ موفور جو جنگ و حرب اسراف طلب مین سرمایہ
استظہار ہوسکتا تھا موجود و فراہم رکھتا اِس حرب کے وقت جسکا ذکر لکھا جاتا
ہی تمام سپاہ جنگی مین نواب حیدر علی خان کے ایک لاکھ اسّی ہزار سوار
و پیادہ تھے لیکن بڑا حصّہ اِن سپاہ کا واسطے حفاظت و حراست کے قلعجات

و سرحدات پر متعین تھا نواب بہادر نے واسطے جنگ انگریزون کے پچپن ہزار
سپاہی سوار و پیادے جسکی تفصیل لکھی جاتی ہی اپنی تمام فوج مین سے منتخب
کیے تھے اٹھارہ ہزار سوار چیدہ برگزیدہ اور اٹھائیس ہزار سوار مرہٹہ و پنڈارہ
وغیرہ جن کا کام صرف جلانا لوٹنا دشمن کے ملک و فوج کا تھا اور دو رسالے
خونخوار حبشی سوارون کے بانات سرخ کا لباس پہنے ہوے سلح مکمّل تھے
اور پیادون مین سے بیس ہزار سپاہی تفنگچی اور دوے پیادے جنکے
سلاح بندوق و نیزے تھے اور سپاہیان فرنگ ملازم حیدری اِس تفصیل
کے ساتھ تھے دو رسالہ سوارون کا دو سو پچاس گولنداز اور اکثر منصبدار
تومندار و عملدار حوالدار قشون گران ڈیلون کے اور دوسری پلٹون مین بھی
تقسیم کیے گیے تھے دوسرا جیش تھا سپاہیون کا جنکے سلاح ایسے تھے کہ
ویسے اب فرنگستان مین مستعمل نہین ہین اور ایک جیش دو ہزار نفر
زنبورچیون کا کہ دو دو زنبورچی ایک ایک شتر پر چڑھے اور ایک ایک شتر
نال لمّے دار ہر ایک اونٹ پر لگی ہوئی اِس قسم کے سلاح فرنگستان مین بالفعل
نہین اور ایک فوج بندوقچیان قدر انداز کی تھی جو سوارون کی ہمیرو رہتی یہ
جیش اکثر وقت حرب اعدا پر کمین کشائی کے لیے کمینگاہ مین مخفی رہتی اور
گولیون سے اعدا کے خرمن کو جلاتی فوج تفنگچی دس دس نفر مین
ایک علم رکھتی تھی فی الحقیقت کثرت نشانون کی تدابیر جنگ سے ہی
جسکے سبب مخالف کو کثرت فوج کی معلوم ہوتی ہی پانچ ہزار نفر بان دار تھے
ساخت بان کی اِسطرح پر ہی کہ ایک آہنین چونگے مین باروت بھر کر ایک چوب دراز
ہوائی کی طرح لگاتے ہین اُسکے فلیتے مین آگ دیتے ہی عالم ہوا مین مشتعل دو
ہزار گز تک اُڑ جاتا ہی اور درمیان راہ کے جو تر و خشک پاتا ہی اُسے جلا دیتا اور

جب کبھی عرابے پر باروت کے جا پڑتا ہی تو عظیم ہلچل افواج مین اعادی کے ڈالتا چنانچہ بعضے انگریزون سے یہہ روایت ہی کہ جنگ کوہستانی مین جو بنام جنگ بیلی مشہور رہی جس مین نواب بہادر نے فتح پائی تھی اتفاقاً ایک بان عرابے باروت پر جا گرا دفعۃً تمام گاڑیان باروت کی جل گئین اور صدمہ اُسکا تمام لشکر کو پہنچا اِسی واقعہ ہایلہ سے انگریزون نے ہزیمت پائی کیونکہ جسوقت یہ عرابے جلے ٹیپو سلطان فرصت وقت کو غنیمت جان جھٹ اپنے سوارون کو لے انگریزی پیادون پر جا ٹوٹا اور بازی جیت لی اگرچہ سپاہ انگریزی بھی بانون کو سواران حیدری پر مارتی تھی لیکن اُنکے گھوڑے جو آتشبازی سے لگے ہوئے تھے ہرگز نہین ڈرتے قبل روانہ ہونے فوج حیدری کے انگریزونکی جنگ پر ایک جماعت عربون کی جنکا سلاح تیر و کمان تھا سرنگپٹن مین آپہنچے اور یہ لوگ نہایت قوی و چالاک تھے نواب بہادر نے جانا کہ اِس جنگ مین اُنکے ہتھیار بیکار آمد نہونگے اِسلیئے اُنکو دو حصہ کرکے ایک کو لباس سرخ پہنا اپنی رکاب مین رکھا دوسرے کو نیلا بانا دے منصبداران فوج فرنگستان کے حوالہ کیا تا وے جسطرح مصلحت جانین اُن سے کام لین یہ لوگ شیوۂ کمانداری مین خوب ماہر و قادر اور تیر و کمان اُنکی بہت بڑی رنگین و مزین تھی لشکر مین نواب نظام علی خان صوبہ دار دکھن کے جو اُس جنگ مین ساتھ نواب حیدر علی خان کے ہمداستان و متفق اور ظاہر مین ہوا خواہ تھا اگرچہ شمار کی راہ سے لاکھ سوار و پیادے تھے پر اُن مین صرف چالیس ہزار مرد جنگی تھے تیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اور اِس دس ہزار مین سے شاید کہ دو ہزار بھی اچھے بندوقچی نہ ہونگے کیونکہ بندوقین اُن کے پاس کسی کام کی نہ تھین اگرچہ پیادون کی فوج کا سرلشکر عبدالرحمان خان مرد دلاور تھا پر بدحالی اور

تہیدستی سے اپنی فوج کے بسبب نہ پانے مشاہرہ ماہباہ کے بہت تنگ رہتا تھا
اور سرداران نوّاب نظام علی خان کے اصلا نہین چاہتے تھے کہ جان و مال کو اپنے
لڑائی کے روز خطر مین ڈالین ہر سردار بالاستقلال اپنی فوج کا مالک تھا ایک
اُن مین رام چندر نام سردار مرہٹہ اور تین نواب شانور و کڑپہ و کانور کے
قوم افغان سے تھے اور ہمراہ لشکر کے ایک بڑی جماعت تاجرون اور نوکر چاکر
امیران لشکر اور طایفہ دار وغیرہ عورتون کی تھی عرصہ لشکر گاہ افواج متفقہ کا
اِس جمعیّت سے بہت وسیع و فراخ ہو گیا تھا اور ازدحام عوام اُس قدر تھا
کہ اگر نواب بہادر حزم و ہوشیاری نہ کرتا تو سب کو فوجین انگریزی بآسانی
اسیر کر لیتین فوج نواب نظام الدولہ اگرچہ جنگ و پیکار کے کام مین کچھ بکار آمد
نہ تھی لیکن اِس امیر کے ہمراہ ہونیکے باعث بہت سے امیر دکھن کے ہواخواہ
دولت حیدری کے ہو گئے تھے مگر نواب بہادر رکن الدولہ اور نواب نظام الدولہ
سے ہمیشہ بدگمان و محتاط رہتا تھا کیونکہ غدر و بیوفائی اُن دونون کی اُس کے حق مین
شکست فاحش سے بتر تھی چنانچہ سردمہری کے آثار دونون امیرون مین
جلد پیدا ہو گئے اُس کا باعث یہہ ہوا کہ نواب نظام علی خان اور اُسکے سردار
ہمیشہ اظہار ناداری کا کرتے اور نواب بہادر نہ چاہتا تھا کہ مکرّر درخواست کو اُنکی
منظور کرے اور زر دینے مین اُنکے تامّل کرتا اور یہہ سوچتا تھا کہ مبادا از راہ ہواخواہ
دونون کو کھو بیٹھے چنانچہ آخر کو ایسا ہی ظہور مین آیا کہ تمام ہم عہد موافقت سے اُسکے
پھر کر متفرّق ہو گئے افواج متفقہ کا توپخانہ بہت بڑا تھا جس مین ایک سو دس
بڑی توپین تھین توپخانہ خاص حیدری بھی بڑا تھا اور سب توپخانون سے ساز و
سامان مین زیادہ آراستہ توپچی اُسکے سب فرنگستانی تھے نواب حیدر علی خان
بہادر نے بعد مراجعت کرنے سواحل مالیبار سے چھہ ہزار سپاہی نوکر رکھا تھا اور

نواب محفوظ خان کو اِس جنگ مین اُنکا سپہدار بنایا اگرچہ محفوظ خان استحقاق سپہداری کا نہ رکھتا تھا پر نواب بہادر کے نزدیک یہہ بات ثابت تھی کہ وہ مدرا کے لوگون کو جہان کا وہ سابق زمانے مین حاکم تھا حاکم حال سے منحرف کرسکتا ہی نواب محفوظ خان سر لشکری کے سلیقے مین قدیم سے بے بہرہ تھا اُسی سبب سے کرنیل ہیگ جرمنی نے جو انگریزون کا نوکر تھا مرکزی بہرہ مین مدرا کے اُسکو ایکبار قید کرلیا تھا نواب بہادر نے حلقہ جہازات کو نامہ نگار نے حیدری افواج کے شمار مین نہین داخل کیا اِس حلقے مین صرف ایک جہاز جو قوم ڈانس سے کارگزاران حیدری نے خرید کیا ساتھہ توپ کا تھا اور تیس جہاز جو بیس یا بتیس توپ والے اور آٹھہ اُس طرح کے سفینے جنکو پام کہتے ہین اور اُن مین سے بعضون پر بارہ بعضون پر چودہ توپین تھین اور بیس سفینہ ایسے جنکا نام کالیوٹ ہی ہر ایک مین اسّی نفر سپاہی اور دو توپین تھین آغاز جنگ مین انگریزون کے ساتھہ جمعیّت دریائی نواب بہادر کی اِسی قدر تھی جو بیان مین آئی فوج انگریزون کی اُس زمانے مین ہندوستان کے درمیان نوّے ہزار سے زاید تھی اُن مین سے آٹھہ رجمنٹ پیادگان انگریزی کی تھین جنسے تین رجمنٹ ریاست مدراس پر اور تین حکومت بنگالہ پر اور دو ریاست بنبئی پر متعیّن تھین علاوہ اُسکے بارہ سو گولنداز اُن ریاستون پر تعین کیئے گئے تھے اور ایک ہزار سپاہی سن و ناتوان جنکو جنگ و جدال مین کسی طرح کا صدمہ یا زخم پہنچا تھا واسطے حفاظت و حراست قلعجات کے مقرّر تھے اور فوج ہندی چوستھہ پلٹن جنسے تیس رجمنٹ ریاست مدراس پر متعیّن تھے جن مین چارسو فرنگستانی تھے اور باقی ہندوستانی جنرل اسمتھہ کے ہمراہ پانچ ہزار مرد جنگی فرنگستانی اور دو ہزار پانسو سپاہی اور دو ہزار پانسو سوار جنمین

دو سو مرد فرنگستانی تھے اور بارہ سو ہندوستانی اور باقی سوار نواب محمد علی خان کے تھے جمعیّت اِن سواروں کی بہ نسبت سواران حیدری کے بہت ہی کم تھی اور بہ سبب عدم مشّاقی کے قواعد جنگ مین اور گھوڑون کی ناشایستگی کے باعث بالکل مقابلے کی طاقت سواران حیدری سے نہین رکھتے تھے القصّہ تمام فوج انگریزی جو واسطے حمایت وحراست آرکاٹ کے جمع کی گئی تھی جنود نواب محمد علی خان اور مرار راو مرہٹہ اور بعضے راجون کی فوج معیت پچاس ہزار شمار کی گئی نواب بہادر کو اِس درمیان مین یہ ضرورت واقع ہوئی کہ خود واسطے مدافعے اُس آٹھ ہزار سپاہی انگریزی کے جو ریاست بنبئی سے منگلور پر تاخت لائے تھے متوجہ ہو'

بیان خصوصیات کا دونون لشکر کے اور اظہار تفاوت کا اُن دونون مین

جنرل اسمتھ اِس جہت سے اپنے حریف پر بالائی رکھتا تھا کہ سپاہ اُسکی آداب وقواعد سے رزم وپیکار کے ماہر وآزمودہ تھی اور بڑی جمعیت اُسکی فوج مین فرنگستانیونکی تھی جو لاکھون سپاہیان ہندوستانی پر بھاری تھے اور مظفر ہوسکتے جسطرح سے اُس جنگ مین جو نادر شاہ ایرانی اور محمد شاہ ہندوستانی کے درمیان واقع ہوئی نادر شاہ نے تھوڑی ہی سپاہ ایرانی سے محمد شاہ کو جسکے ساتھ بارہ لاکھ سپاہ ہندوستانی تھی شکست دی تھی سوائے اِسکے جنرل اسمتھ کے ساتھ توپچی ومنصبداران اِنجنیر واسطے مدد کے موجود تھے اور جنرل موصوف خود بھی ہنر حرب وضرب مین کچھ کم نہ تھا اِن جہات

بالائی کے سبب جنریل موصوف کو مرتبہ یقین کا حاصل تھا کہ اگر میدان جنگ خاطر
خواہ اُسے ملے اور تاخت تاراج سے سواران حیدری کے ایمن رہے تو وہ
بیشک مظفّر و منصور ہوگا لیکن ان خصوصیات آیندہ مین پلّہ جنریل موصوف کا پلّے
سے نواب بہادر کے مرجوح تھا ایک تو اُسکے سوارون کی قلّت جسکے باعث
اُسے اضطرار کے رو سے مقام جنگ کا درمیان کوہستان کے ڈھونڈھنا پڑتا تھا
تا حملون سے سواران حیدری کے محفوظ رہے دوسری یہہ کہ بسبب کثرت
سواران حیدری کے جو ملک پر تاخت و تاراج بھی کرتے اور سپاہیان نگاہ بان
رسد کی بھی راہ مارتے تھے اُنکے مدافعہ پر وہ قادر نہ ہوسکتا تھا تیسری قلّت
بیل باربردار واسطے توپخانہ اور سامان جنگ کے جو بدشواری دستیاب
ہوتے تھے اِسیواسطے جنریل موصوف اضطرار کی راہ سے توپخانہ اور اذوقہ
و اسباب ضروری سے فقط خفیف و قلیل ہی ہمراہ لیتا لیکن سخت دردسر
اُسکو یہہ تھا کہ ہر طرح کی مہم و امور جنگ مین اُسکو اطاعت حکم گورنر مدراس
اور اُس کے کونسلیون کی کرنی ہوتی تھی اور چونکہ وے لوگ خصوصیات
سے اُس ملک اور افواج حیدری کے ناواقف تھے اسطرح کے حکم جنریل
موصوف کو لکھہ بھیجتے جو صواب دید کے مباین اور اصول مقرّرہ جنگ کے مخالف
ہوتے اگرچہ جنریل بہادر نے آغاز جنگ سے پہلے ہی سب مفاسد سے خبردی
تھی تو بھی گورنر نواب بہادر کی تاخت و تاراج کے باب مین جنریل کو ملامت و
سرزنش آمیز باتین لکھتا تھا اور چونکہ ہر طرح کے کام مین انگریزون کو فراہم
کرنا زر کا منظور رہتا تھا اس لئے تاجرون کے وسیلے سے جو اُنکے ساتھہ سازش
رکھتے تھے مہیّا کرنے مین اذوقہ اور سامان لشکر و جنگ کے سعی کرتے اور
اسباب ناگزیر لشکری بہم پہنچانے کے بہانے سے مدراس کے رہنے والونپر

انواع و اقسام کی بدعت و ظلم کرنے واسطے تباہ کرنے ملک اور جمع کرنے
عاز ساماں سپاہ کے اُنھون نے دو حیلے ایجاد کیے تھے ایک تو سپاہیانِ
فرنگستانی کے باب مین جنکو شراب دیسی روزمرّہ سرکار سے ملتی تھی یہ
مقرّر کیا تھا کہ عوض مین اُس شراب کے اُنکو دام ملے کیونکہ چون رم
جزیرهٔ بیٹاوی سے لائی جاویگی اُس صورت مین ذریعہ معقول واسطے
منفعت تاجرون کے جو اُنکے بھائی برادر دوست وغیرہ تھے مہیّا ہوگا دوسرا بیل
بارکش کے باب مین جنکی کوچ کے وقت لشکر کو بہت ضرورت ہوتی ہی
جب رعایاے مدراس بیلونکے دینے مین واسطے کھینچنے توپخانہ وغیرہ کے ابا
کرتے تو اُن بیچارون سے بزور بیل لے لیتے تھے اور چھہ یا آٹھہ ہون فی راس
قیمت واجبی کے دینے کی جگہہ اُنکو کرائے کے طور پر ایک ہون ماہیانہ دینا قبول کرکے
ایکہون اخیر مین پہلے مہینے کے مالک کو دیتے اور دوسرے مہینے میں اُس سے کہتے کہ
بیل تیرا مرگیا ہے بیل جو اسطور پر مالکون سے لیئے جاتے تھے دفتر اخراجات
کنپنی مین یون لکھتے تھے کہ قیمت واجبی دیکر مول لیئے گئے اِس صورت مین
ایک راس نرگاو کی ایک ہون قیمت ہوئی اور اگر بیل کا مالک اپنے بیل کی
حفاظت کے لیئے کوئی چاکر بھیجتا تو پانچ روپیہ مشاہرہ اپنے پاس سے اُسکو
دیتا اِس حالت مین ڈیڑھ روپیہ مالک کا خسارہ ہوتا تھا چنانچہ اِسی تعدّی
کے باعث ملک مدراس مواشی سے خالی ہو گیا اور نتیجہ اُسکا یہہ ہوا کہ
ڈیرا ڈنڈا اور تمام اسباب لشکر کا بیلون کی جگہہ آدمی لیجاتے تھے اگرچہ حابق
لکھا گیا کہ جنرل اسمتھ واسطے تسخیر کرنے کئی موضع کے قلم و حیدری سے
روانہ ہوا لیکن خصوصیات اُسکے ہنوز بیان مین نہین آئے اسواسطے کہ نامہ نگار
نے چاہا کہ تمام امور کو اِس رزم و پیکار اہتمام طلب کے ایک ہی روایت

مین سلسلہ بند کرے جس زمانے مین کہ نواب بہادر مہیّا کرنے مین اسباب جنگ اور عہد و پیمان کرنے مین ساتھ امیران ہم عہد کے متوجّہ تھا سپہسالار انگریزی جنریل اسمتھ نے قلعہ ترپاتور و وانمباڑی و سنگومن و کبیری پٹن کو کہ ہر ایک قلعہ ساز و سامان حمایت و حراست کا جیسا چاہیے رکھتا تھا مسخّر کرلیا اور کشنگیری کو محاصرہ کیا اور اِس سبب سے کہ یہہ قلعہ چھوٹے پہاڑ پر واقع ہی دو مرتبہ حملہ کرکے محاصرہ موقوف رکھا تیسرے حملے مین چوبیس جوان گرانڈیاں مع دوسرے سپاہیون کے کام آئے اور وقت محاصرہ کرنے اِس قلعہ کے افواج متفقہ نواب حیدر علی خان نے اِس شتابی سے کوچ کیا کہ دوسرے دن شام کو اُس مقام مین پہنچی جو کوہستان سے چار فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہی برابر راہ دیلور کے جو چار فرسنگ پر کبیری پٹن سے جاری ہی شہر کبیری پٹن سات فرسنگ کشنگیری سے اور قلعہ اُسکا رود پالر پر واقع ہی جنریل اسمتھ وسیلے سے جاسوسون کے جو اُسکی طرف سے لشکر مین نواب نظام علی خان کے متعین تھے خبر روانگی افواج متفقہ کے بنگلور سے سن جہت محاصرہ کشنگیری سے ہاتھ اُٹھا ایک مقام پر جہان سے دیلور کی راہ سے عبور کرنیکو لشکر حیدری کے مانع ہوسکتا تھا ڈیرا کیا یہہ تدبیر جنریل بہادر سے بہت خوب ظہور مین آئی کیونکہ واسطے گذرنے توپخانے کے صرف وہی ایک راہ تھی اور اِس سبب سے کہ لشکر انگریزی مرکزی بہرے مین تھا اور کبیری پٹن عقب اُسکے جنریل بہادر کو اختیار شایستہ حاصل تھا کہ وہان سے اُس راہ کی جسّے فوج حیدری گذر کرتی نگاہبانی کرے اور وقت ضرورت صحیح و سالم وہانسے کنارہ گیر ہو اِس مقام پر نواب حیدر علی خان نے ایک مجلس شوریٰ کی جس کے ارکان سب امیر و منصبدار اور رکن الدّولہ دیوان نواب نظام علی خان تھے جمع کی تا سب اہل شوریٰ متفق ہو تجویز کرین کہ

تین راہون مین سے کونسی راہ سے گذر کرنا بہتر ہی اور نقشہ تینون راہ کا
جس مین تمام کیفیت راہ کی لکھی ہوئی تھی اہل شورا کے روبرو رکھا تا اُسکے
وسیلے سے ایک راہ کو ترجیح دے سکین آخرالامر اصحاب شورا کی راے
اُسپر متفق ہوئی کہ راہ ویلور کو سپاہ انگریزی نے روک رکھا ہی اور
راہ کشنگیری کی لایق گذرنے توپخانہ کے نہین صرف تیسرے راہ ینگتگیری
کی قابل عبور کے ہی تب نواب بہادر نے ایک فوج کو اپنی سپاہ سے
جیوش متفقہ کا ہراول مقرر کیا اور اُسکو یہ حکم دیا کہ دو ساعت صباحی کے
وقت صف باندھکر جریدہ ینگتگیری کی طرف کوچ کرے افواج کرنا ٹکی وغیرہ
پیشرو اُس صف کی تھین اور پیچھے صف کے سپاہی اِس وضع پر کر آگے
ہر ایک فشون کے ایک رجمنت گرانڈیلو نکی پیچھے اُسکے رسالہ سوارون کا
اور اُسکے پیچھے توپخانہ جسکے قاید دو ہزار بندوقچی و گرانڈیل و گولہ انداز فرنگی تھے
پیچھے سبکے دو رسالے سواران فرنگستانی نواب حیدر علی خان خود دو ہزار سوار
تنخواہدار کے ساتھ داہنی طرف اُس پرے کے روانہ ہوا افواج انگریزی اِس نظم
و نسق سے کوچ کے آگاہ ہوا سطے مقابلے نواب کے اور تصرف مین لانے ینگتگیری
کو نواب کے کوچ سے پہلے ہی روانہ ہوی لیکن موافق منصوبہ جدید نواب بہادر
کے سپاہی فرنگستانی اور گرانڈیل اور جماعہ طوپاس اور پیچھے اُنکے توپخانہ
اور دوسرے پیادے دست راست کی طرف پھرے اور جلد راہ ویلور کو متوجہ
ہوے یہ چالش نزدیک انگریزون کے نامتوقع تھی اِس مغالطے نے بدانجام تک
پایا کیونکہ سوارون کے رسالے اُس راہ سے جو دراز و تنگ و ہموار تھی گذر
گئے اور پیچھے اُنکے گولہ اندازان فرنگستانی اور تیادوران تفنگچی نے بھی بسرعت
تمام چار فرسنگ راہ طی کی جنرل اسمتھ نے احتیاط و ہوشیاری سے

ایک گروہ پیادون کو نواب محمد علی خان کے اور ایک رسالہ سواران
ہندوستانی کو مدخل مین اُس راہ کے متعیّن کیا تھا لیکن ناگاہ رسالے سواران
حیدری کے راہ تنگ بارکٹ نگیری سے گذر میدان مین نمایان ہوے سپاہ قلعہ دار
پیرو اُنکے ہوئی اور انگریز جنود کو اپنے اُسی جگہہ چھوڑ جلد کبیرپیٹن کی طرف
روانہ ہوے اِس مین ہودخان رسالہ دار سرگروہ سپاہیان فرنگ ملازم سرکار
حیدری کے پاس آیا اور خبر دی کہ وہ کسی اعادی سے راہ مین دوچار نہوا تب
سرگروہ سپاہ فرنگستانی نے حکم دیا کہ نو توپین اعلام کے لئے تین تین ایک ایک
مرتبہ سر کی جاوین اور یہہ درمیان اُس سپہدار اور نواب بہادر کے ایک اشارہ تھا
اِس معنی پر کہ راہ مخالف سے پاک ہی نواب نے اِس اشارے کے دریافت کرنیکے
ساتھی حکم دیا کہ تمام لشکر ویلور کی راہ سے کوچ کرے اور خود بدولت معہ اپنے
سواران خاصہ اُس مقام مین پہنچکر دیکھا کہ توپخانہ حیدری حمایت مین سپاہ بندوقچی
کے آگے جاتاہی جب جنریل اسمتھہ نے یہہ خبر پائی کہ افواج حیدریہ ویلور
کی راہ سے آگے گئی ناچار بسرعت تمام کبیرپیٹن کی طرف کوچ کر وہان جا پہنچا مگر
اپنا توقّف کرنا وہان بھی مناسب نہ جان ایک جیش کو اُس مقام کی حمایت کے
لئے چھوڑ ترپاتور کو روانہ ہوا تا اُسکی مدد کے لئے متّصل ہی مستعد رہے اور اُس
فوج بدرقے سے جسکے آنے کی مدراس سے توقّع تھی اور اُس آٹھہ ہزار مرد جنگی
سے بھی جسکا قاید جنریل عود تھا جلد جا ملے جنریل عود اُسوقت محاصرے مین قلعہ
اھتور کے مشغول تھا چنانچہ بعد محاصرے پندرہ روز کے وہ قلعہ مفتوح ہوا
جنریل اسمتھہ کوچ کے وقت ایک سو سوار ہندوستانی پیچھے اپنے چھوڑ آیا
تھا تا وے جو وقایع اُسکی غیبت مین وہان واقع ہو اُنکی خبر دین تمام فوجین اور
توپخانے حیدری ایک ہی روز مین اُس راہ سے گذر گئے اور نواب بہادر نے

اپنے سواروں کی جمعیت سمیت کوہستان سے عبور کر میر مخدوم علی خان کو مع چار ہزار سوار جرّار روانہ کیا کہ افواج انگریزی کا تعاقب کرے اور کبیر پٹن کو محاصرے مین لادے'

محاصرہ کرنا افواج حیدری کا کبیر پٹن کو مسدود کرنا راہ اخبار کو انگریزون پر اور تعاقب کرنا میر مخدوم علیخان کا جنود انگریزی پر جو ترپاتور کی طرف گئی تھی اور کمین کرنا مخدوم علیخان کا اور بچ جانا جنریل اسمتھ کا اُس مہلکے سے

موافق حکم حیدری کے میر مخدوم علی خان نے بجا لا کی تمام کبیر پٹن کو محاصرہ کر تمام راہون کو جو ترپاتور کو معسکر انگریزی مین پہنچتی تھین اسطور پر مسدود کیا کہ ممکن نہ تھا کہ جنریل اسمتھ کو اُن سوارون کے وسیلے سے جنھین اخبار کے لئے حدود کبیر پٹن مین چھوڑ گیا تھا ایک خبر بھی پہنچے چنانچہ خبر لیجانے والے پکڑے اور خطوط جو اُنکے پاس نکلے وے سب حضور مین پڑھے گئے مضمون سے خطوط کے یہہ بات متحقق ہوئی کہ وہ بدگمانی کہ نواب حیدر علی خان دربارہ
secret correspondence
مراسلات پنہانی درمیان جنریل اسمتھ اور اکثر سرداران نواب نظام الدّولہ کے رکھتا تھا برغلط نہ تھی اِس اثنا مین میر مخدوم علی خان نے مہم محاصرہ کبیر پٹن کو ذمّے مین ایک سپہدار دوسرے کے سپرد کر ترپاتور کی طرف بسرعت تمام کوچ کیا اور رات کو پیچھے ایک کوہچے کے جو اُس مقام سے ایک فرسنگ پر واقع ہی پہنچا جنریل اسمتھ جب اپنے لشکر مین شام کو آیا اور کوئی خبر قلعہ دار کبیر پٹن سے اور اپنے ہواخواہون کی طرف سے

جو لشکر مین نواب نظام الدّولہ کے تھے اُسے معلوم نہوئی اِس بات کو آرام
طلبی پر حیدر علی خان کے حملہ کرا پنے چاکرون کو اجازت دی کہ کل علی الصباح
وے سب معہ بیل بارکش واسطے تلاش کرنے اذوقہ کے جاوین چنانچہ
تڑکے وے لوگ بموجب حکم بیل لیکر چلے میر مخدوم علی خان اُنکو دیکھتے ہی
اپنے سواران غارتگر کو اشارہ کیا اور اُنھون نے آن کی آن مین اُس گروہ
اذوقہ جو کو پریشان کر دیا چونکہ یہہ واقعہ قرب مسافت کے باعث قلعہ اور
لشکر انگریزی سے بھی مشاہدے مین آیا ایک رسالہ ہزار سوار کا واسطے
مدافعہ اُن غارتگرون کے روانہ کیا گیا غارتگران حیدری نے جونہین سوارون کو
دیکھا موافق اشارے کے اُس طرف کو بھاگ چلے جدھر مخدوم علی خان معہ
سواران منتخب کمینگاہ مین منتظر بیٹھا تھا سواران انگریزی کے محاذی
کمینگاہ کے پہنچتے ہی خان موصوف بلاے ناگہانی کی طرح اُن پر آ ٹوٹا اور
ہزیمت دے کر اُنکا تعاقب کیا اُن سوارون مین سے ایک جمعیّت جو اپنے لشکر
کی طرف بھاگ نہ سکی اور بزور روکی گئی تھی سراسیمہ ہو واسطے پناہ کے
شہر کی طرف بھاگی سوار مخدوم علی خان کے بھی اُنکے پیچھے چلے گئے اور اُنکے
ساتھ شہر مین جا داخل ہوئے اگرچہ قلعے سے آتشبازی ہوتی رہی پر اُنھون نے
شہر کو اپنے قبضے مین کر لیا اب جنرل اسمتھ نے جو سواران حیدری کو دیکھ
طیّار کرنے مین اپنی فوج کے مصروف تھا تو تّہم اسباب کا کیا کہ عنقریب
دونون لشکر اُسکو درمیان مین گھیر لینگے اِس لئے یہی مصلحت ہی کہ جھٹ پٹ اُس
مہلکے سے باہر نکل جاوے اور اذوقہ لشکر کا جو بہر گیا تھا فراہم لاوے اور اِس
مابین مین فوج جدید کے ساتھ بھی جسکی اعانت کی توقّع تھی جا ملے چنانچہ اِنہین
وجہون سے جنرل موصوف جس قدر گاؤ اور ساز وسامان میسّر ودستیاب

ہوسکا فراہم کر معہ توپخانہ و اسباب و آلات جنگ قلعہ ترپاتور سے سنگومن
کی طرف جو سلسلہ کوہستان کو چک کے درے مین واقع ہی مقابل پہاڑ بلند کے
جو متصل ترنامل کے گذرنا ہی اور جو نبجی کے پاس تھی ہوتا بر جناح استعجال روانہ
ہوا اور صحیح و سالم منزل مقصود مین پہنچا مگر اثناے راہ مین تاخت و نہب سے
میر مخدوم علی خان کے بہت سی اذیتین پائین خان موصوف نے بہت سے
بیل لدے ہوے اور دو سو سوار کو گھوڑے سمیت جنہین چھہ آدمی فرنگستانی تھے
جنریل کی فوج سے پکڑ لیا تھا اس ترکتاز سے مخدوم علی خان کے اور بند ہونے سے
راہ اخبار کے جو ہوشیاری اور ذوفنونی سے حیدر علی خان کی ظہور مین آئی البتہ
جنریل اسمتھ پر ظاہر ہوا ہوگا کہ نواب حیدر علی خان امیرون اور لشکر کشون مین
ہندوستان کے کیسا سپہسالار سرفراز اور کفایت کرنے مہمات رزم و داوری
مین امور جنگ کے اپنے ہم عہدون سے کیسا ممتاز ہی جنریل اسمتھ اس گمان
سے کہ حیدر علی خان بدون محاصرہ کرنے کیر بیٹن اور وانمباڑی کے جنگی سپاہ
محافظ البتہ راہ رسد کو لشکر حیدری کے قطع کریگی اسکی طرف متوجہ نہین ہو
سکتا ہی اور اس خیال سے بھی کہ وہ خود سنگومن مین جو پانچ فرسنگ ترنامل
سے ہی مقیم ہی جہان پشتی قلعے کی اور پناہ تالاب و رود خانے کی بھی ہی
عزم مصمم کیا کہ وہ اسی جگہہ انتظار ورود کرنیل عود بہادر کی کرے اور اسی
جہت سے کارگزاران دولت مدراسیہ سے درخواست صدور فرمان کی واسطے
تلافی دونون انگریزی لشکرون کے کی

پہنچنا نواب حیدر علی خان بہادر کا حوالی مین کبیر پٹن کے جسکو سواران حیدری محاصرہ کر رہے تھے اور حکم کرنا نواب کا واسطے یورش اور مورچہ بندی کے اور امان چاہنا قلعہ والون کا با دیگر حالات

نواب حیدر علی خان نے اُسی روز شام کے وقت دیاور سے گذر کر کے کبیر پٹن سے ڈیڑھ فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کیا اور کبیر پٹن کو سواران حیدری محاصرہ کیئے ہوے تھے نواب ایک پہاڑ پر جو کبیر پٹن پر مشرف تھا چڑھ گیا تا وہان سے شہر کا تماشا کرے دیکھتا کیا ہی کہ سپاہ حیدری نے گھرون مین آگ لگادی ہی اور شہر کے رہنے والے مستعد ہین کہ شہر کو چھوڑ قلعے مین پناہ لین نواب نے منصبدار کو توپخانے کے حکم دیا کہ اسباب یورش طیّار کرے اور کرنا تکی فوج دیوار شہر پر چڑھ جاوے ہرگز انگریز لوگ اسباب و مال اپنا شہر سے قلعے مین لیجانے نہ پاوین اِس منصبدار نے تیس ضرب توپون سے جو پہاڑ کے پیچھے لگا رکھی تھین آٹھ ضرب توپ کو میدان مین لا کر باوجود آتشبازی اُن توپون کے جنھین انگریزون نے شہر کی دیوار پر لگا رکھا تھا شہر کی خندق پر جا لگایا کرنیل قلعے کا اِس حملے سے ابتلا بیخبر تھا کہ فصیل قلعے پر ایک خیمے مین اپنے سپہدارون کے ساتھ بیٹھا میز پر شیشے شراب کے چنے ہوئے ساتھ کمال فراغ خاطر و اطمینان کے سواران حیدری کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ اس اثنا مین اُنھین آٹھ ضرب توپ کو محاذی دروازہ شہر کے لگا گولہ انداز ان حیدری نے سب سے پہلے خیمہ منصبدار انگریزی کو نشانہ بنا آتشبازی شروع کر دی ایک آن مین سارا معاملہ برہم ہو گیا ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

بعد اُسکے شہر کے دروازے اور برجون پر گولہ زنی ہونے لگی اور سپاہیون نے
جو ساتھ توپخانے کے تھے اپنے تئین پیچھے کاٹھون کی باڑ اور دیوار کے اور باغون کی
خندق مین منہ کے بل زمین پر ڈالا تا گولے گولیون سے توپ و تفنگ کے
محفوظ رہین دو پہر دو ساعت کے وقت جب آتشباری شروع ہوئی قریب دس
ہزار سپاہ اور اُسی قدر سواران غارتگر میدان مین منتشر ہو باغون اور
خالی گھرون مین چھپ رہے منصبداران انگریز نے ایسا تماشا قبل اسکے کدھی
نہ دیکھا تھا یہ خیال کیا کہ یہ لوگ جو کسی طرح کا سلاح جنگ اپنے پاس نہین رکھتے ہین
شاید لوٹنے میوہ وغیرہ کے آئے اور گرد شہر کے پھر رہے ہین اور یہ بھی خیال
کرتے تھے کہ بعد شکست حصار کے فوج حیدری ہلّا کریگی اور اُس صورت مین
اسقدر فرصت حاصل ہوگی کہ اوائل شب مین شہر سے مع اسباب قلعے مین
بخوبی چلے جائین شہر کبیر پٹن کے گرد دیوار یا فصیل ہی جسکے بروج سنگ سے
تراشے ہوئے ہین اور ایک نہر فصیل کے نیچے جاری ہی تین پہر کے وقت
سرداران افواج حیدری جو واسطے یورش کے مامور ہوے تھے مسلّح ہو اعلام کے لئے
اِس امر کے کہ وے یورش کرنے کو طیّار ہوے ہین آٹھ ضرب توپ کی
دو شلّک سے اشارہ کیا چنانچہ دوسری شلّک مین بیس ہزار مرد ہر طرف سے
شور و غل کرتے ہوئے آ ٹوٹے ایک جماعت تو ندی سے پار ہونے لگی دوسری
بانس کے زینے لگا خندق مین اُترنے بعضے بڑی بڑی لاٹھیان ہاتھ مین رکھتے تھے
اور کتنے حلقہ آہنین اپنی اپنی دستارون کے کنارے مین باندھ کمند کیطرح کنگرہ
حصار پر پھینکتے اکثر سپاہی نہایت اہتمام سے دروازون کو تبرون سے توڑنے
پھاڑنے مین مشغول ہوئے الغرض ایک تماشا قابل دیکھنے کے تھا انگریزون نے
کسطرح کا قصد مقابلہ و مقاومت کا نکر قلعے کی راہ لی پچاس نفر سپاہیان

ہندوستانی اور ایک کپتان ایک لفٹنٹ اُن سے راہ مین مارے گئے اور
جو اِس چالش مین بھاگے تھے رخت و لباس سے برہنہ کیے گئے لیکن اُس شہر
کے اغنیا قبل اُسکے کہ انگریز اُس شہر کو محاصرہ کرین اور شہرون مین چلے گئے
تھے وقت شب کے مورچہ بیس ضرب توپ کا باندھا گیا جنکا گولہ بارہ بارہ
سیر کا تھا اور علی الصّباح چھہ بجے توپین چلنے لگین پوشیدہ نرہے کہ لشکریون کو
نواب کے باندھنا دمدمے کا توپون کے لگانے کو اِن دو وجہون سے کچھ دشوار
نہین ہی ایک تو زمین اُس ملک کی بہت سخت ہی اور دوسرے بیلدار
بلا زم ہموار و درست کرنے زمین اور اِسی طرح کے کامون مین (جیسے سرنگ
کھودنا یا دمدمہ باندھنا) بہت چابکدست سپہدار ان سے انگریز کے جو قلعے مین سے
دو مورچے سے جو نسبت بروج و دیوار قلعے کے بلند تر اور اُنپر توپین لگی ہوئین تھین
گولے لشکریون پر مارتے تھے جنسے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوے اِس مابین مین
ناگہان سپہدار حیدری کے ذہن مین جو یورش کے لئے مامور تھا یہ گذرا کہ قدیم سپاہیون نے
ہماری قوم سے اکثر قلعجات کو ضرب سے قرابینون کے فتح کئے ہین چنانچہ اِس
خیال پر اُسنے دو سو سپاہی تفنگچی کو یہ حکم دیا کہ وے دیوار کے آسرے مین
آتشباری کو عمل مین لاوین (آگے لکھا گیا ہی کہ یہ گروہ بندوقچی اچوک اور
حکم اندازی مین بے بدل ہین) چنانچہ گولیان اُنکی ایسی ٹھیک نشانے پر لگتی تھین
کہ ایک ہی ساعت مین تمام آتشباری کو قلعے کی موقوف کر دیا دس یا بارہ توپچی
اور بہت سے سپاہیون کو اُنکی اوّل ہی شلّک نے گرا دیا چنانچہ عرصۂ قلیل مین
یہ نوبت پہنچی کہ قلعدار انگریزی اپنے بندوقچیون کو سامھنے ہونے سے منع کرتا
جب کوئی شلّک برّی توپ کی قاعے سے ہوتی کم سے کم ایک گولنداز گولی سے مارا
جاتا یا ایسا زخمی ہوتا کہ قابل کام کے نہ رہتا یہ آتشباری ایسی مصیبت بار ہوئی

کہ موافق روایت خود انگریزون کے اہل قلعہ کو بفحواے اضطرار اِس پر لائی کہ صبح کو نو بجے بعد آتشبازی تین ساعت کے آخر درجے مین علم سپید کو جو نشان امان مانگنے کا ہی برپا کیا جب یہہ خبر نواب حیدر علی خان نے سنی متعجّب ہوا اور اوّلا راستی پر اُس امر کے وثوق نکر اپنے خیمے سے باہر نکل ایک پشتہ بلند پر چڑھکر صورت واقعہ کو اپنی آنکھون سے مشاہدہ کیا تب سپہدار سربراہ کار یورش نے واسطے استمزاج صلح کے اہل قلعے کے ساتھ حضور مین حاضر ہو کیفیت مفصّل عرض کی نواب بہادر نے اُسکو اجازت دی کہ کسی امر سے جسکی انگریز درخواست کرین ابا و انکار نکرے اور جو وے مانگین دے موافق اِس حکم کے کپطان تم نے اجازت پائی کہ بلا فوج قلعے سے اُس حرمت کے ساتھ جو لایق مردان جنگ کے ہوتی ہی قلعے سے باہر چلا جاوے اور لشکر فرنگستانی ترپاتور ویلور آرکات کی راہ سے مدراس کو روانہ ہو اور سپاہ ہندوستانی جہان اُنکا جی چاہے جاوین یا سلک مین سپاہیان حیدری کے منسلک ہون چنانچہ سب سوار و پیادے ہندوستانی سرکار مین نواب کے ملازم ہوئے اور یہہ حکم دیا گیا کہ سب منصبدار و سپاہی اپنا اپنا رخت وغیرہ ساتھ لیجاوین مگر وہ سلاح اور ساز و سامان جنگی اور ذخیرہ وغیرہ جو بادشاہ انگلستان یا کمپنی بہادر یا نواب محمد علی خان سے علاقہ رکھتا ہی گماشتگان دولت حیدری کو حوالہ کرین کپطان تم نے جب دیکھا کہ اُسکی تمام درخواستین قبول ہوتی ہین یہہ ظاہر کیا کہ اذوقہ لشکری جو قلعے مین فراہم ہی مین نے اپنے روپیے سے خرید کیا ہی اور مجھکو یقین نہین ہی کہ گورنر مدراس وہ روپیے مجھے دیوے یہہ اُسکا اظہار محض بے حقیقت تھا کیونکہ وہ اذوقہ بزور و جبر اُس مملکت کے رعایا سے لیا گیا تھا اور نواب حیدر علی خان نے جو انگریزون سے بابت اموال مغروقہ کے باز پرس مین

درگذر کی موجب اُسکا یہہ تھا کہ اِس جہت سے دوسرے قلعے بسہولت انگریزون سے ہاتھ آوین'

ایلغار کرنا نواب حیدر علی خان کا بعد انتزاع کبیر پیٹن کے سنگومن کی طرف جہان جنریل اسمتھ انتظار کرنیل عود کی کر رہا تھا تا اُنکی تلافی سے مانع ہو اور جنریل اسمتھ کو جبرًا ترنا ملی کی راہ سے پھرا کر ترپاتور اور آرنی کی طرف متوجہ کر کے وہان ایک میدان وسیع مین اُسکی فوج کو اپنے سوارون سے مغلوب ومقہور کرے اور گھوڑون کے سمون سے اونھین لکدکوب و پامال

جب نواب حیدر علی خان نے کبیر پیٹن کو تصرّف سے انگریزون کے نکال لیا دوسرے دن دو ساعت صباحی کے وقت وہان سے کوچ کر دو پہر روز کو پالرندی پر ڈیرا کیا پھر معسکر و بنگاہ کو حمایت مین سپاہ ناموظّف کے وہین چھوڑ اور سپاہ جنگی رود سے عبور کر پیادے تو قطار باندھکے چلے اور سوار اُن کے ہراول ہوئے پیچھے اُنکے جمعیت سپاہ گراند یلون کی روانہ ہوئی توپخانہ و باقی سپاہ پیادون کی چنداول تھی افواج حیدری نے اِس ترتیب سے دس گھڑی رات تک راہ طی کی پھر دو ساعت تک ایک کشت زار مین دم لے قریب نصف شب کے وہان سے روانہ ہوئی جب سپیدۂ صبح نمودار ہوا سوار ان ہندوستانی و فرنگستانی سوارون سے میر مخدوم علی خان کے جو جنگل مین گرد لشکرگاہ انگریز کے پراگندہ و منتشر ہو رہے تھے ملے سترہ روز کے عرصے سے رسالہ میر موصوف کا بدون خیمہ و خرگاہ اور بے اسباب ما یحتاج و ساز و سامان کے اُس جنگل مین

شب و روز بسر کرتا تھا اور خان موصوف خود بھی اپنے سواروں کا اُس حالت عسرت
مین شریک تھا اِس روداد سے یہہ امر واضح ہوتا ہی کہ جیسی فوج ہندوستانی
اور سب ہندوستانی لوگ استراحت و آسایش دوستی مین مطعون ہین
فوج حیدری ویسی نہین بلکہ کمال درجے مین مشقت و محنت کی عادی اور نہایت
جفاکش پانچ ہزار گرانڈیل سپاہی جو توپخانے کو پیچھے سواروں کے لیئے آتے
تھے سترہ فرسنگ راہ چوبیس ساعت مین طی کر اُسی وقت مقام گاہ
مین پہنچے سپاہیان حیدری ہر طرح کی ورزش و چالش زحمت طلب
اور قواعد جنگ مین مشّاق و خوکردہ ہو رہے تھے کہ ایسی ایسی مشقّتون کے
متحمّل ہو سکتے تھے مقام استعجاب کا ہی کہ ایسا توپخانہ سنگین جسکو بیل کھینچتے ہین
لشکر کے ساتھ اِسطرح جلد منزل مین پہنچتا تھا اگرچہ آگے توپخانے کے بیلدار راہ
کو ہموار و درست کرتے جاتے تھے جنریل اسمتھ نے تصوّر کیا تھا کہ سنگومن
مین چند روز صدمات اعادی سے ایمن و بے خطر رہیگا اور اِس عرصے مین کرنیل عود
اپنی فوج کے ساتھ اُسسے آملیگا کیونکہ اُسکے نزدیک یہہ بات متحقّق تھی کہ تسخیر
کرنے مین کبیرپتن کے نواب کو کم سے کم اُسیقدر دیر لگے گی جسقدر خود
جنریل موصوف کو اُسی شہر کی تسخیر مین بیشتر لگی تھی لیکن نواب جلد تر اپنے
لشکر و توپخانہ بجمیعت اُسکے سر پر جا پہنچا اور میر مخدوم علی خان نے ایسی چوکسی
کے ساتھ اپنے سوار پیادون کو وہان منتشر کر رکھا تھا کہ وے تمام مداخل اور راہون
پر لشکرگاہ انگریزی کے متصرّف و قابض ہو گئے تھے نواب کا مرکوز خاطر یہہ تھا کہ جب
باقی پیادے لشکر کے پہنچ لین تمام اپنے لشکر کو اُس میدان کی طرف جو درمیان
سنگومن اور ترنامَلی کے واقع ہی لیجاوے اور کنارے پرنّدی کے جو اُس
حدود مین بہت گہری ہی خود مقام کرے اور جنریل اسمتھ کو جو تب بحکم ضرورت

ترناملی کی طرف اُس ندّی سے عبور کرنا بڑی پریشانی مین ڈالے اور تلافی عسکر بن سے مانع ہو کیونکہ اس صورت مین جنریل موصوف بقتواے اضطرار راہ ترپاتور و آرنی و آرکاٹ کی لیتا اور اُن صحراؤن مین گذر کرنا جنمین جنگ کرنی نواب بہادر کے ساتھ بسبب کثرت اُسکے سوارون کے مورث سراسر زیان و نقصان فوج انگریزی کی ہوتی ؁

خبردار کرنا رکن الدّولہ کا اپنے نقّارے کی آواز سے انگریزون کو نزدیک ہونے پر افواج حیدری کے اور کوچ کونا انگریزون کا شتابی وہانسے اور تعاقب کرنا افواج حیدری کا اور متحصّن ہونا انگریزون کا ایک کوچے مین اور لڑنا فوج حیدری کا نشیبستان سے اُنکے ساتھ اور نوسو سپاہیون کا فوج حیدری سے اور تھوڑے سپاہیون کا انگریزی سے کھیت رہنا ؁

دس ساعت صباحی کے وقت رکن الدّولہ نے خلاف چشمداشت نواب حیدر علی خان کے سرکردگی مین ایک بڑی جمعیت اپنے سوارون کے نقّاریکی آواز بلند سے جماعہ انگریز کو عمداً اپنے وہان پہنچنے سے آگاہ کیا اور احتمال قوی ہی کہ اُسنے پہلے ہی انگریزون کو حیدر علی خان کے فتح کرنے پر کبیر پٹن کواور پہنچنے سے لشکر حیدری کے حدود لشکر گاہ انگریزی مین البتہ آگاہ کیا ہوگا کیونکہ انگریزون نے قبل دو پہر کے اپنے خیمے اُکھڑوا کر اُس مقام سے کوچ کیا اس خبر کو سن نواب فوراً اپنی سپاہ کو حکم مسلّح ہونے کا دیا چنانچہ سواران ہندوستانی و فرنگستانی نے حکم کے پاتے ہی جنگل سے نکل افواج انگریزی پر اپنے تئین ظاہر کیا اور دیکھا

دوے ندّی کے کنارے جلد چلے جاتے ہین اور چاہتے ہین کہ اپنے تئین شتاب
اُس کوھیچے پر جو اُنکے قریب تھا پہنچاوین سپہدار سواران فرنگستانی جو واسطے
ملاحظہ کرنے کیفیت کوچ انگریزون کے مامور ہوا تھا چگونگی سے اُسکے حضور مین
اطّلاع دی نواب نے سپاہ گراندیل اور رسالے سوارون کو حکم دیا کہ فوج
انگریزی پر حملہ کرین اور سپاہیون کو جو پیچھے دوڑ آتے نمایان ہوئے تھے دوڑنے
اور حملہ کرنیکا حکم کیا اس جنگ کی ناملایمت نسبت نواب بہادر کے اسی
سے قیاس کیا چاہئے کہ اُسوقت سپاہی بہ سبب طی کرنے بڑی مسافت
کے نہایت خستہ وکوفتہ تھے تو بھی وے کمال جوش ودل گرمی کے ساتھ
واسطے جنگ اعدا کے آپہنچے یہ حال دیکھکر انگریز حیران ہو گئے آخر کار
لشکر انگریزی کوھیچے پر پہنچا اُسوقت اُس مین تین ہزار مرد جنگی فرنگستانی
دس ہزار سپاہی ہندوستانی دو ہزار سوار موجود تھے تمام پیادے ایک
صف مین اور انگریز سب مرکزی بھرے مین علاوہ اُسکے چھہ سو گراندیلون کی دو
ٹکری تھی اور توپخانے مین چوبیس ضرب توپ قلب وجناح فوج مین لگی ہوئی
اور ساتھ ہر فشون کے ایک توپ میدانی جمعیّت سوارون کی آگے اور پیچھے
اسباب وآلات جنگی کے متعیّن تھی اگرچہ وہ پہاڑ بہت ڈھالو نہ تھا لیکن
چھوٹے چھوٹے درختون سے جو باہم متشاجر تھے بالکل چھپا ہوا تھا بیس
قدم تک پیادگان حیدری اُوپر چڑھ گئے اور باوجود آتشباری توپ وتفنگ
مخالف کے خوب ہی لڑے اور اتنی دیر تک اُس محل مرد آزما مین ثابت قدم
رہے کہ دوسرے پیادے اُنکی مدد کو پہنچ گئے آٹھ یا نو سو پیادے جنکے قاید سپہداران
فرنگستانی تھے میسرے پر صف انگریزی کے دوڑ مار دو ضرب توپ چھین لین
لیکن ایک ٹکری نے فوج انگریزی مین سے جو واسطے کمک میسرے کے فی الفور پہنچی تھی

سپاہ حیدری سے دونون ضربین مستردکین اِس مابین مین طلیعہ شب نے آتشبازی طرفین کو موقوف کردی،

بیت

ہوئی رات عالم ہوا سب سیاہ

ہوئی سست دونون طرف کی سپاہ

دونون فریق جنگی میدان رزم مین استراحت طلب ہوے اور واسطے جنگ دوسرے روز کے آمادہ وطیّار ہونے لگے ساتھ دیکھنے اِس ناملایمت حال او مقام جنگ کے جس مین پیادگان حیدری فوج انگریزی سے ایسی مردی بردلی کے ساتھ لڑے سب فرنگستانی جو ھندوستانیون کی شجاعت وجوان مردی مین بدگمان تھے حیران رہ گئے اور نزدیک جنرل اسمتھ کے بھی جان بازی ھندوستانیون کی پایۂ ثبوت کو پہنچی،

کوچ کرنا لشکر انگریزی کا رات کے وقت اُس مقام سے جہان لڑائی واقع ہوئی بعد دفن کرنے مقتولون کے اور زخمیون کو گاڑیون پر اُٹھا لیجانا اور بعض اسباب کو دریا مین ڈال دینا اور پہنچنا صحیح سلامت قلعہ ترناملي مین اور تعاقب کرنا نواب کا فوج انگریزی کو اور ترناملي سے ڈیرھ فرسنگ پر پہنچ کر ڈیرا کرنا،

گیارہ گھڑی رات کو ایسا معلوم ہوا کہ انگریزون نے چپ چاپ میدان جنگ سے کنارہ کیا تب نواب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ کوئی متعرض اور مانع اُنکا نہو مصلحت اِس مین یہ تھی کہ ہاری ماندی فوج استراحت کرتازہ دم ہو، پھر سپیدہ صبح

کے نمایان ہونے ہی سواران حیدری نے انگریزون کی فوج پر جو ساز و سامان
جنگی چھوڑا اپنے زخمیون کو گاڑیون پر ڈال روانہ ہوئی تھی تاخت کی بعضے آلات
باورچیخانہ جنریل موصوف کے اور دو صندوق میجر منیجو ساکن جنیوہ کے جو درمیان
انگریزون کے محترم اور عہدہ میجر جنیل کا رکھتا تھا اُنکے ہاتھ لگے اور یہہ معلوم
ہوا کہ انگریزون نے بہت ساز و سامان جنگی اور ذخیرے اذوقے کے ندی مین
ڈال دیا تھا تا اُنکی گاڑیون پر اپنے زخمیون کو لیجائین چنانچہ اُس ندی سے گولے
اور چاولون کے بستے نکالے گئے اور انگریزون نے واسطے مخفی کرنے اس
امر کے کہ اُنکی طرف کے بہت لوگ مارے گئے تھین لاشون کو دفن کر دیا تھا
لیکن جلدی اور اندھیری رات کے سبب اکثر مدفون لاشین روا روی مین
کھلی رہ گئین لوگون نے طمع سے مال و لباس کے اکثر لاشون کو زمین سے
اُکھیڑ جو کچھ پایا لے لیا اگرچہ سواران حیدری نے افواج انگریز کا تعاقب کیا لیکن
انگریز صحیح و سالم قلعہ ترنا ملی مین پہنچے مگر دو ضرب توپ اُن سے چھٹ گئی تھی اس
جنگ سبک مین جو ترنا ملی کے قریب درمیان پیادگان انگریزی اور سواران
حیدری کے وقوع مین آئی صرف ایک ہی آدمی فوج انگریز سے زخمی ہوا
اسطرح جنریل اسمتھ اس مہلکے سے صاف نکل گیا اگر نواب بہادر موافق اپنے
منصوبے کے دوسرے کنارے پر ندی کے مقام کرتا تو بے شک جنریل
موصوف سخت بلا مین گرفتار ہوتا نواب بہادر اس تصور سے کہ انگریز
سامھنے سے اُسکے بھاگ گئے خوش ہو کر آگے بڑھا اور ڈیڑھ فرسنگ
پر اُس مقام میں ترنا ملی سے جہان بڑے بڑے پہاڑ اور درمیان اُس کے
و ترنا ملی کے ایک میدان حائل تھا ڈیرا کیا چونکہ خیمہ گاہ حیدری اعادی کے مقام
سے قریب تھا حزم و احتیاط کو کام مین لایا تا کہ تاخت ناگہانی سے محفوظ رہے

تمام تیلون پر کچھ کچھ فوج حراست کے لیے متعیّن کی گئی اور طلایہ سوارونکا بانون کے ساتھ مرحد ترناملی تک بھیجا گیا تا چھوڑآنے سے بانون کے انگریزون کی چالش پر اعلام دیتے رہین چنانچہ اس چوکسی اور احتیاط کے سبب انگریز کسی طرح سے لشکرگاہ حیدری پر تاخت نکرسکتے تھے اور جنریل اسمتھ نے بھی ہرگز مناسب نجانا کر (جبتک کرنیل عود معہ فوج آکراُس سے ملے) اپنے کو معرض اخطار مین جنگ نواب کے ڈالے ؏

ضایع کرنا نواب حیدرعلی خان کا فرصت مانع ہونے کو تلافی سے دونون فوج جنریل اسمتھ وکرنیل عود کے اور مصاف آرائی کرنا اُسکا ایسے مقام مین جہان فوج سوارون کی محض بیکار تھی اور ملجانا اُن دونون فوج کا اور کوچ کرنا جنریل اسمتھ کا ترناملی سے اور روانہ ہونا نواب کا اپنے سوارون سمیت ایک راہ سے اور حیدری پلٹنین معہ توپخانہ دوسری راہ سے ؏

شایستہ حال ومقام یہ تھا کہ نواب بہادر ایک بھاری جیش واسطے سدّراہ ہونے تلاقی عسکرین کے متعیّن کرتا لیکن مشورت کے خلاف جو اس خصوص مین اُسکو دی گئی تھی نواب نے دونون لشکرون کو ملنے دیا اور خود معہ فوج اُسی جگہ مقیم رہا اور محرّک جنگ کا اُس ناحیے مین ہوا جہان سوار اُسکے محض معطّل تھے خصوصاً اُس وقت جب جنریل اسمتھ اپنے لشکرگاہ کے بیچ ترناملی مین جو درمیان دو پہاڑون کے واقع ہی جنبر قلعے بنے ہوے جین مقام رکھتا تھا اور مقدّمہ اُسکی فوج کا ایک بڑے تالاب

پر تھا جہان فوج غنیم کی سوائے ایک راہ تنگ سے جو توپخانے و خندق کی حمایت
مین تھی نہین پہنچ سکتی تھی مرکوز خاطر نواب کا یہہ تھا کہ انگریزون کو اُن کے
لشکرگاہ سے باہر نکالے اِسی واسطے اپنے پیادون کو حکم دیا تھا کہ ظاہرا
بدستور ورزش و قواعد کے ہر روز نکلا کرین اور کبھو خود بھی ایک گھوڑے کے
پیچھے تک آتے جاتا اِسی طرح سے نواب نے فرصت وقت کو ایسا تلف کیا
کہ جیش کرنیل عود کی فوج سے جنریل اسمتھ کے مل گئی اگرچہ فوج
انگریزی پچیس ہزار تھی جسمین سات ڈھے چار ہزار سپاہی فرنگستانی تھے
لیکن جنریل اسمتھ زنہار مناسب نہین جانتا تھا کہ میدان مین نواب بہادر
کے ساتھ مصاف آرائی کرے بلکہ اُسکی یہی نیت رہتی کہ ایسے موقع
مین نواب پر حملہ کرے جو اُسکے پیادون کے مناسب و ملایم ہو اور جہان
سواران حیدری کچھ کام نکر سکین چنانچہ اِسی باعث اپنے لشکرگاہ کو
چھوڑ علی الصّباح ترنا ملی سے کوچ کر دو فرسنگ پر جا کے خیمہ کیا تا اُسکی
فوج بنسبت سابق مقام کشادہ و فراخ مین رہے نواب بہادر نے جنریل
کے منصوبے پر واقف ہو چکا تھا کہ ایک دام فریب اُسکی راہ مین لگاوے مگر
اِس راز کو اُسوقت کسی پر منکشف نکیا تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی چونکہ
لشکر انگریزی کو عبور کرنے سے ایک میدان کے جو ہر طرف جنگل اور
ٹیلون مین محصور تھا گزیر نہ تھا اِس لئے نواب نے شام کے وقت اپنے توپخانے
کے سردار اور سپاہیون کو حکم دیا کہ وے سب اُس میدان کی طرف ایک
مدخل وادی نما سے کوچ کرین اور نواب نے خود اپنے منصوبۂ ناگفتہ کے
موجب معہ سب رسالے سوارون کے دو بجے شبکو کوچ کیا اور ان رسالون
کے پرے کو صورت پر ایک کمان کے بنا اُس مقام کی طرف جو شرف تھا

اُس میدان پر سے چلا منصبداران قائد افواج پیادون نے روانگی سے نواب
کے آگاہ ہو ساعت معہود مین کوچ کیا اور اُنکو یقین تھا کہ وے نواب اور اُسکے
خاص سوارون سے میدان مین ملینگے لیکن جب منصبدار لوگ معہ فوج
پیادون کے اُس میدان مین پہنچے اور نواب اور سوارون کو اُسکے وہان
نہ دیکھا متحیّر ہوے تب جمعیّت پیادون کو پھیلا کر صفین جنگ کی آراستہ کین
وہ میدان اگرچہ ظاہر مین ہموار معلوم ہوتا تھا پر ایک ٹیلے بلند کے سبب جو
اُس مین واقع تھا دو بہرہ ہو گیا تھا بعضے منصبدار حیدری جو پیشتر پہنچے تھے اُس
ٹیلے پر چڑھکر دیکھا کہ جنود انگریزی ٹیلے کے پیچھے صفین آراستہ کیے ہوے
جنگ کے لیئے آمادہ ہین چونکہ منصبداران حیدریکو حملہ کرنے کے باب مین
کچھ حکم صادر ہوا تھا اور کچھ خبر نواب اور اُسکے سوارون کی بھی نہ ملی
اسلیئے منصبدارون نے اُس جا پر مجلس شورا منعقد کی اتّفاق سب رایون کا
اس پر ہوا کہ سارے منصبدار اپنے افواج سمیت اُسی وادی نمامدخل مین
پھرجا کر واسطے اپنے ایک مقام حصین حاصل کرین جبتک کہ جاسوس
خبر نواب کی یا حکم جنگ کا اُسکے حضور سے لاوین چونکہ انگریزون نے سنا تھا
کہ سواران حیدری کمین گاہ مین ہین آغاز شب تک آمادہ جنگ رہے آخرکار
اپنی لشکرگاہ جدید کو پھر گئے پیادگان حیدری بھی معہ توپخانہ اپنی منزلگاہ مین
پہنچے اور نواب معہ سوار شب کو بہت دیر کے بعد دس فرسنگ راہ طی کر
بھوکھا پیاسا اُس مقام مین پہنچا نواب جانتا تھا کہ جنریل اسمتھ حیدری سوارون
کے کوچ سے بیخبر ہی اور خواہ نخواہ منخدع ہو کر قصد کریگا کہ پیادگان حیدری
پر جو ظاہرا استظہار سوارون سے نہین رکھتے حملہ کرے اس صورت مین
حیدریونکو انگریزی لشکر پر تاخت کرنیکی فرصت بخوبی حاصل ہوگی چون ٹیپو سلطان

اس زمانے مین ستر برس کے سن و سال مین حیدر نامدار کا دست راست اور اکثر قوم انگریز پر فتحیاب ہوا تھا نامہ نگار نے شایستہ اس مقام کے سمجھا کہ تھوڑا سا حال اُسکے جانشین کا بھی یہان بیان کرے حیدر علی خان اپنے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کے ساتھ کمال محبت رکھتا تھا اور غیرت و پردلی سے اُسکے خوب واقف اور اُسکی نوجوانی کے سبب اُسکی جان عزیز پر بہت ہراسان و لرزان رہتا یہی سبب تھا کہ اُسکو اکثر واسطے حفاظت و حراست معسکر کے مامور فرماتا تھا اور میدان جنگ مین جانے کی اجازت نہین دیتا چنانچہ اس جنگ مین بھی سلطان موصوف موافق حکم پدر عالیمقدار کے پاسداری و حراست مین لشکرگاہ کے مصروف و مشغول تھا جبکہ فوج پیادگان حیدری لشکرگاہ مین پہنچی اور نواب بہادر اور اُسکے سوارونکی کچھ خبر معلوم نہوئی تب سلطان کو کمال پریشانی و تشویش پیدا ہوئی تمام سپہدارونکو افواج حیدری کے اپنے پاس بلا صورت حال کو اُنپر ظاہر کیا سبھون نے بالاتفاق یہہ عرض کی کہ انگریزونکی فوج مین سوار نسبت سواران حیدری کے بہت کم ہین اس سبب سے وے عسکر حیدری پر شبخون نہین مار سکتے علاوہ اُسکے درمیان لشکرگاہ حیدری و مقام انگریزون کے مسافت دور دراز و راہ دشوار گذار ہی بدون اُسکے کہ دے تین فرسنگ راہ طی کرین اور اُس کوچہ تنگ سے جس مین سپاہ محافظ حیدری راہداری و حراست مین مشغول ہی گذرین شبخون ممکن نہین اہل مجلس ہنوز اسی گفتگو ہی مین تھے کہ جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ میر مخدوم علی خان بہادر سپہسالار لشکر جو اپنے سوارون کے ساتھ ہراول لشکر کا تھا معسکر حیدری مین داخل ہوا نواب بہادر نہایت زحمت کش و رنج بردار تھا کوفتہ و ماندہ کبھو نہوتا اُسی شب سپیدۂ صبح کے نمایان ہوتے ہی چار ہزار پیادے اور چالیس

ضرب توپ کے ساتھ ترناملی کی طرف تاخت کی اور شہر کو مفتوح پایا لیکن جب قصد کیا کہ قلعے پر حملا کرے خبر دار خبر لاے کہ جنرل اسمتھ فوج حیدری پر ہجوم لایا چاہتا ہی اِس خبر کے سنتے ہی حملا موقوف رکھا اور حریف پختہ کار سے اِس مقام مین جہان سوار بیکار رہتے صف آرائی مناسب نجان دوسرے روز وہان سے کوچ کیا کیونکہ وہان سے لشکر گاہ انگریزی تک اگرچہ مسافت چار فرسنگ سے زاید نہ تھی بدون قطع کرنے ایک راہ تنگ کے جو دس فرسنگ سے زیادہ تھی پہنچنا ممکن نہ تھا آخر الامر نواب بہادر نے قریب لشکر نواب نظام الدولہ کے جو پیشتر وہان ایک سبزہ زار مین پڑا ہوا تھا دست چپ پر اُس لشکر کے خیمے استادہ کرواے ؏

متصل پہنچنا دونون لشکر جنگجو کا اور بند کرنا نواب حیدر علیخان کا راہ آذوقے کی لشکر پر اعادی کے اور قصد کرنا اُنکا معرت وتنگی کے سبب اُس تنگیچے سے نکلنے کا اور حملہ کرنا لشکر گاہ پر نواب نظام الدولہ بہادر کے اور خوف کرنا نواب حیدر علیخان بہادر کا بد انجامی سے اُسکے اور مانع ہونا حملہ کرنے سے ؏

جب سکر انگریزی کو سوار اور پیادون نے فوج حیدری کے چارون طرف سے گھیر لیا اور سب راہیں اور داخل آمد وشد کے اپنے تصرف مین لائے آذوقہ وساز وسامان جنگی انگریزون کو سواے ترناملی کے کسی اور جگہہ سے نہین پہنچ سکتا تھا فوج انگریزی بہت زحمت وتکلیف اُٹھانے لگی اس لئے کہ ترناملی مین سواے ذخیرے چاول کے دوسری کوئی چیز مایحتاج موجود نہ تھی

اور یہہ سب خبر نواب بہادر کو وسیلے سے قاصدان انگریزی کے جو لشکر انگریزی سے مدراس کو خبر لیجاتے اور بموجب حکم نواب بہادر کے گرفتار کیے جاتے اور دوسرے مخبرون کے جو خاصکر واسطے خبر رسانی کے مامور تھے خوب تحقیق پہنچتی تھی وہمین سے یہہ باتین معلوم ہوئین کہ گورنر مدراس جنرل اسمتہہ کو معرض عتاب مین لایا اسلیئے کہ اُسنے عوض مین شراب مقرری کے سپاہیون کو زر نقد دیا تھا اور یہہ اسکو لکھہ بھیجا تھا کہ اس باب مین یہہ امر کافی تھا کہ سپاہیون سے اسطرح پر کہتا کہ لشکر مین زر کی تنگی ہی تمہارا وظیفہ سرکار سے مدراس کے ادا کیا جائیگا اور گورنر مدراس نے داکٹر داروغہ فوج کو لکھہ بھیجا تھا کہ وہ تمام روداد لشکر انگریزی کی ہمیشہ گورنر موصوف کو لکھتا رہے نواب بہادر نے جب معلوم کیا کہ انگریز عسرت و تنگی مین پھنسے ہمین عزم مصمم کیا کہ اُنکی لشکر کو محاصرے مین رکھے اور ملک کو تاراج کرے چون انگریز اس حالت محصوری پر صابر نہ تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح اِس مقام ناملایم سے باہر نکلین اُنھون نے دس بجے رات کو کوچ کیا اور نواب بہادر کو جب معلوم ہوا کہ کوچ انگریزون کا لشکرگاہ کی طرف نواب نظام الدولہ کے ہواتب اُسے سخت تشویش لاحق ہوئی کیونکہ بدگمانی اُسکی مقدمے مین خط وکتابت رکن الدولہ اور انگریزون کے ایک اساس محکم رکھتی تھی اور اِس جہت سے اُسکو اعتقاد تھا کہ نظام الدولہ اُسکے ساتھہ چندان صاف نہین ہی اور درصورتیکہ نواب موصوف انگریزون کے ساتھہ موافق ہی تو عسکر حیدری البتہ در معرض اخطار ہی اور اگر دونون ہمداستان نہین ہمین اُس صورت مین انگریزون کا تاخت کرنا لشکر پر اُسکے ہواخواہ نواب نظام الدولہ کے بڑا سبب بے انتظامی وپریشانی کا اُسکے لشکر کے واسطے

ہی انھین جہتون سے نواب بہادر نے اِس خصوص مین اپنے خیمہ خوابگاہ مین
اہلِ شورا کو طلب کر اِس بات مین اُنکی راے طلب کی یہ مقرّر ہوا کہ فوج
حیدری فی الفور مسلّح ہو کوچ کرے اور انگریزون کو نواب نظام الدّولہ کے
لشکر کی طرف متوجّہ ہونے نہ دے اور یہ امر کچھ مشکل نہ تھا کیونکہ لشکر
حیدری کو واسطے اتمام اس امر کے ڈیڑھ ہی فرسنگ کی مسافت طی کرنا
پڑتا اور انگریزونکو معسکر نواب نظام الدّولہ تک پہنچنے کے لئے چھ فرسنگ
نواب بہادر نے اِس اثنا مین اپنے منصبداران فوج فرنگستانی کو حکم دیا کہ راہ
فوج انگریزون کی روکین اور ایسی تدبیر کرین کہ وے پریشان ہو کوچ مین درنگ
کرین اور جبتک روز روشن نہ ہو لشکر نواب نظام الدّولہ تک نہ پہنچ سکین
اور فرمایا کہ دور سے اعادی پر آتشباری نکرین بلکہ جب دونون لشکر نواب و
انگریز کی قریب ہو جاوین تب جس قدر ہو سکے اعادی پر آتشباری عمل مین لاوین
اور باڑھ مار کے زمین پر لیٹ جاوین چنانچہ فوج حیدری نے اطاعت مین اِس
حکم کے سعی و کوشش کی اور انگریزون کو جبرًا اُسپر لائی کہ اُنھون نے
اپنی جناح کی سپاہ کو صف میانگی مین ملنے کو طلب کیا اِس خوف سے کہ مبادا
ہر سپاہ حیدری کے محاصرے مین گھر جاوین آخرکار جماعہ کالیرو نے آتشباری
شروع کردی انگریز بھی اپنی سپاہ کو مربّع شکل بنا کر لڑنے لگے دو ساعت تک
دونون لشکرون سے آتشباری عمل مین آئی لیکن طرفین سے کسی لشکر کو ضرر
نہ پہنچا جماعہ کالیرونی جواب دہی انگریزی فوج کی قرار واقعی کی آخر دوپہر دو بجے
دن کے انگریزون نے دست چپ کی طرف کوچ کیا اور لشکرگاہ جدید مین ترناملی
کے نزدیک کنارے پر ایک ترے چشمے کے جو دست چپ کی طرف واقع تھا
اقامت کی سامنے انگریزون کے ایک پہاڑ بہت بلند تھا چارون طرف ٹیلون اور

چھوٹے درختوں کا احاطہ اس طور پر تھا کہ اصلاً سوار وہان جا نہ سکتے تھے بعد ملاحظہ کرنے خیمہ گاہ جدید انگریزون کے نواب بہادر نے اپنے خیمے وہان سے اکھڑوا کر دوسری جگہہ پر جو انگریزون کے خیمہ گاہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر تھی اِس وضع پر کھڑے کروائے کہ انگریز دشمن مقابلہ کرنے ساتھ لشکر نواب بہادر کے نواب نظام الدولہ کے لشکر پر حملہ نہ کر سکین ؁

ماموُر کرنا نواب بہادر کا شاہزادہ ٹیپو سلطان کو پانچہزار سوار
جرّار کے ساتھ۔ واسطے غارت کرنے قرب وجوار مدراس کے بعد
بدگمان ہونے نواب کے سپہدار فرنگستانی سے ؁

چونکہ اِس مقام مین سواران حیدری بیکار و معطّل تھے اور فراہم کرنا آذوقے کا دشوار ہو گیا تھا نواب والا فطرت نے یہہ تجویز فرمایا کہ ایک بھاری جیش سوارون کی واسطے تسخیر کرنے گو ڈیلور کے جہان کارخانہ انگریزون کا ہی اور جہان سے دو فرسنگ کے فاصلے پر پانڈیچیری واقع ہی روانہ کرے تا یہ لوگ بعد مسخّر کرنے گو ڈیلور کے سواحل دریا کہ مدراس کی طرف پھر کر حوالی کو اُسکے تاراج و ویران کرین غرض اس سے یہہ تھی کہ کارگزاران دولت مدراس سے مضطر ہو افواج انگریزی کو واسطے اپنی حمایت کے پھر بلا لین اور اِس جہت سے نقصان عظیم کاروبار انگریزون مین واقع ہو جب پہلے یہہ جیش سرکردگی مین ایک منصبدار فرانسیس کے جسنے یہہ مشورت نواب بہادر کو دی تھی اور وہ تسخیر کرنے پر گو ڈیلور کے اس جہت سے کہ وہان کی خصوصیات سے خوب واقف تھا وثوق رکھتا تھا کوچ کرنے پر طیار ہوئی تھی تب

ایک جاسوس انگریزی جو معسکر حیدری مین خفیہ رہتا تھا اور میر رضا علی خان کے
نزدیک جو مرد کوتاہ اندیشہ رشک و وسواس کا بندہ تھا بڑا اعتمادی قابو سے
وقت پاکر میر رضا علی خان کے ذریعے سے نواب بہادر پر یہہ ثابت کیا کہ
تمام یہہ منصوبہ وایجاد بے اصل وحقیقت ہی بلکہ منصبدار فرانسیس چاہتا ہی کہ
اِس بہانے سے اِس جیش کے ساتھ پانڈیچیری کو چلا جاوے کیونکہ وہان
کے گورنر نے اِس منصبدار کو طلب کیا ہی یہہ خبر جو جاسوس انگریزی نے نواب
کے خدمت مین ظاہر کی محض دروغ تھی صرف فریب مین ڈالنے کے لیے اُسے
مشہور کردی تھی لیکن اسمین شک نہین ہی کہ نواب بہادر بھی سپاہ
فرنگستانی کو پانڈیچیری کے قرب مین جانے سے احتیاط واجب جانتا تھا اِسی
واسطے منصبدار فرانسیس سے جو اس جیش کے ساتھ واسطے تسخیر
کرنے گوڈیلور کے جانے پر طیار ہوا تھا یہہ کہا اس جنگ مین ہمارے پاس
جمعیت پیادون کی بہت نہین ہی کہ واسطے تسخیر گوڈیلور کے تمہارے
ساتھ کردین اِس صورت مین مناسب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بالفعل یہہ تسخیر
ملتوی رکھی جاوے لیکن سر دست ایک جماعت سوارون کی بھیجی جاتی ہی
کہ تخریب اُس ملک کی دروازے تک مدراس کے کرے اور اِس مہم کے
لئے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کا سرکردگی مین پانچ ہزار سوار کے مقرر ومامور ہونا
مناسب ہی یہہ سب سخن سازی نواب بہادر کی واسطے دلجوئی منصبدار
کے تھی الحق کوئی امیر ہنر مین موم کرنے سنگ خارا کے اور نرم کرنے مین
کسی وضع کے سخت ودرشت انکار کو نواب بہادر پر فوقیت نہ رکھتا ہوگا
آخرکار بعد اس گفتگو کے سلطان نوجوان اُن رسالون کے ساتھ اِس مہم پر
روانہ ہوا اور ساتھ اُس سرعت کے مدراس کی طرف تاخت کی کہ گورنر معہ مصاحب

اور نواب محمد علی خان اور اُس کا بیٹا و کرنیل کال بلکہ سب صاحبان کونسل
جو اُس وقت خیمے کے اندر کمپنی کے باغ میں تھے، گرفتاری سے اُس حادثے
کی جو ناگہانی اُن کے سر آپڑا تھا مشکل سے بچے، بڑی خیریت یہ ہوئی کہ
ایک جہاز جو مقابل اُس باغ کے لنگر پر تھا اُنکی قسمت سے مل گیا، جسنے اُنکی کشتی
حیات کو ساحل نجات تک پہنچایا نہیں تو اُن کو اُس فضای آسمانی سے بچنا سخت
مشکل تھا، اِس ناگہانی واردات میں اِس قدر اُنھیں گھبراہٹ تھی کہ گورنر
اپنی ٹوپی اور تلوار وہیں چھوڑ کنارے نکل گیا، چنانچہ سارا اسباب وسامان
حاضری کا اُس کی کلاہ و شمشیر سمیت لٹیرے سواروں کے ہاتھ لگا کیونکہ
مدراس کے صاحبوں کا معمول ہی کہ ہر روز اطراف و نواح میں اُسکے ہوا کھانے
کو نکلا کرتے ہیں اور حاضری بھی وہاں کے بنگلوں میں کھاتے اگر نوکر
فرانسیس جاسوس کا (جو انگریزوں کی طرف سے نواب بہادر کے لشکر میں تھا
اور جو بقصد اِسی نیّت سے بھیجا گیا تھا کہ اُن کو اِس ناگہانی تاخت کی اطّلاع
کرے) بر وقت پہنچکر اُنھیں آگاہ و خبردار نکر دیتا، تو اِس جنگ میں گورنر
اور اُسکے رفقا بیشک گرفتار ہوتے الغرض حیدری سواروں نے اُن کے
پیچھے دھاوا کر اُن کے مدراس پھر جانے کی راہ کو روک لیا، نواب محمد
علی خان جو بڑی سڑک سے بھاگا تھا، بہ سبب تیز رفتاری اپنے گھوڑے کی اُنکے
ہاتھ سے بچ گیا، مدراس کا گورنر اگر اِس حملہ میں پکڑا جاتا تو یہ گرفتاری
اُسی کی خود رائی اور ناعاقبت اندیشی پر محمول ہوتی اِس لئے کہ اُسکے رفقا
ہنوز جمع نہیں ہوئے تھے کہ گانوؤں کے لوگ مرہٹہ مرہٹہ فریاد کرتے ہوئے آئے
(کیونکہ ساکنان حوالی مدراس نے سواے مرہٹوں کی تاخت کے ابتک اور
کوئی بلا نہیں دیکھی تھی) لیکن گورنر اور اور صاحب لوگ اِس شور و فریاد

سے اندیشہ مند ہونے کی جگہہ سب ہنسنے لگے، مگر جب بہت سے لوگ انہین فراریون کے آئے تو گورنر کو اُسکے ایک رفیق نے کہا مناسب ایسا ہی کہ بس واقعے کی کچھہ تدبیر کی جاے، اُسنے جواب دیا اگر غنیم کے سوار مدراس کے جوار مین سچ مچ آتے تو ہم کو پہلے اُسکے راہ کے قلعہ دارون نے خبر کی ہوتی، پس یہہ خوف و دہشت اِن بزدلون کی نامردی کے سوا اور کیا ہی، اِسی واسطے آج کی تاریخ سے مین حکم دیتا ہون اگر کوئی اِس طرح سے واویلا اور فریاد کرتا ہوا ہمارے پاس آیا تو قابل تعزیر و سزا کے ہوگا، اِس حکم پر سب حاضرین نے جیسا خوشامد گویون کا دستور ہی گورنر کی تحسین اور تعریفین کین، اتنے مین قصبہ سنطاطاس* کے ایک گروہ نے کہ بہت سے اُن مین زخمی تھے، وہان پہنچکر سردارون اور اہالیون کے خاطرنشین کیا کہ اعدا شہر کو تاراج و غارت کر رہے ہین، تب تو سبکے سب ترسناک ہو کر سہم گئے، اور بہ سبب اعلام کے جو بروقت پہنچا تھا، اُنہین اِتنی فرصت مل گئی کہ وہان سے بھاگ کر بچاو کے لیے دریا کنارے جا چھپے، جب تک اُدھر ٹیپو سلطان شہر مدراس کے تاراج و لوٹ مین مشغول و متوجّہ تھا، اُسی عرصے مین اُسکے والد بزرگوار نے انگریزی پلٹن کے حالات کو اُس پہاڑی کے اوپر سے جسکا ذکر سابق ہو چکا، ملاحظہ کر اُن پلٹنون کو توپین مار کر درہم برہم کر دینے کا خیال کیا، اِسی منصوبے سے اُسنے دوسرے دن تڑکے ہی اپنی فوج کو وہانسے کوچ کرنے اور کئی ضرب بڑی توپین اُس ٹیلے پر چڑھا انگریزی لشکر پر سر کرنے کا حکم دیا، چنانچہ یہہ امر بخوبی سرانجام

---

* سنط طامس توم پرطکیش کے ایک شہر کا نام ہی
اور جھنڈا اُنکا ابتک بھی اُسپر پھرّاتا ہی،

ہوا کیونکر خیمون کے اُکھاڑنے اور کھڑے کرنے کی جہت سے لشکریون کو
حیرانی ہوئی، نواب حیدر علی خان نے مشاہدے سے اس حال کے خوش ہو کر حکم کیا
کہ تمام توپخانہ اُس پہاڑی پر لیجائین، غرض اُسکی اِس بات سے فقط تمکنت
اور شان فوجکشی کی دکھلائی تھی، کیونکہ اُسکے توپخانے کے اکثر گولے انگریزونکی
لشکرگاہ تک پہنچ نہین سکتے تھے، با این ہمہ اس حرکت سے اتناہی اُسے منظور تھا کہ
انگریزون پر اُسکے لشکر کی کثرت ثابت و معلوم ہو اور بڑے بڑے توپخانے
اور اُسکے کارگزارونکی چالاکی اور تیزدستی کے دیکھنے سے اُنکے دلون پر خوف
و رعب چھا جاے اسی ارادہ سے آپ بدست خاص توپچیونکو جو اپنا جوہر ہنر
دکھلاتے تھے، اشرفیان انعام دے دے دوسرے سپاہیون کو سرگرم جنگ کا
کرتا تھا، نظام علی خان نہین چاہتا تھا کہ اِس کارزار سے اپنے کو الگ اور بیکار رکھے
اسواسطے اُسنے بھی اپنے رسالے سمیت آگے بڑھکر سوارون کو حکم کیا کہ انگریزونکی
چھاونی کو چارونطرف سے گھیر لین، مگر تین گھنٹے تک اُسکی پیدل سپاہ نے
انگریز کے پلٹن والون پر، جن کو جنریل اسمتھ نے ایک پہاڑ پر کھڑا کیا تھا حملہ کیا
انگریز اُنکے حملے سے، اپنے بچاو کے واسطے گھبراہٹ کی مارے ایسی جگہ سے
نکلے کہ وہان توپخانۂ حیدری کا گویا اپنے کو لقمہ اور نشانہ پایا، لاچار جب ایسی بلا
کے منہ مین آپڑے، تب کئی بار اُنھون نے اشارے کنائے سے جنریل
موصوف کے نزدیک اپنا حال ظاہر کیا تاکہ وہ مع فوج جلد اُنکی مدد اور کمک کو پہنچے،
شام کی چار گھڑی کے قریب انگریز کا لشکر پرا باندھکر روانہ ہوا نواب بہادر نے
جھٹ اپنے پیدل سپاہیون کو تو حکم دیا کہ وے مع توپخانہ اُس پہاڑی سے اُتر پڑین
اور سوارون کو فرمایا کہ سب یکے بہیئت مجموعی انگریزون سے مقابلہ کرین،
حیدری فوج ابھی صف باندھ چکی تھی کہ نواب نظام علی خان کی کل پیدل سپاہ

بدحواس ہو بھاگے اور اِدھر اُدھر چھپنے لگی ۔ اور اُسکے سورمان سوار نظام علی خان جمعیت بےباکانہ انگریزون سے لڑنے متوجہ ہوئے ۔ اور اُن کے پیچھے نواب بہادر کا توپخانہ بھی روانہ ہوا ۔ لیکن یہ لوگ رزمگاہ مین حیدری فوج کے متّصل پرا بندی نکر حیدری اور انگریزی لشکر کے بیچ مین آکر اُن دونون لشکر کے درمیان بالکل آڑ اور حجاب واقع ہو گئے ۔ انگریز ایک چشمے کے کنارے جو پہاڑ کے قریب تھا آگے بڑھنے کو تو بڑھ گئے ۔ پر گذر اُنکا ایسی راہ پر ہوا کہ کنکرون اور جھوڑ سے بھری ہوئی تھی ۔ انگریزی پلٹن مین دو ٹولیان بنائی گئی تھین سوارون کا رسالہ تو پیچھے چنداول مین اور توپخانہ بجائے ہراول کے تھا ۔ توپخانے کے لوگون کی آواز سے نظام علی خان کی سوارون کے دلون مین ایک دھڑکا پیٹھا کہ وے کمال حواس باختہ ہو حیدری لشکرگاہ سے پسپا ہو کر نکل بھاگے ۔ اُن کے نکلتے ہی لشکر حیدری مین ایک تہلکہ اور ہلّڑ پڑ گیا ۔ نواب بہادر کے دل مین لشکر کی اِس بد انتظامی سے ایک اندیشہ اور کھٹکا پیدا ہوا ۔ اور اتّفاق کے باب مین تو گویا بدگمانی اور عہدشکنی کا خیال ظہور مین آچکا تھا ۔ اب اِس بات کا بھی دغدغہ اُسکے دل مین پیدا ہوا کہ تا وقتیکہ وہ انگریزون کے ہٹانے اور دفع کرنے مین مشغول رہیگا یہ بےغیرت بھگوڑے اُسکی چھاونی مین لوٹ پاٹ مچا دینگے ۔ اور بڑا وسواس اُسکو رات کے آجانے سے ہوا ۔ جب نظام علی خان کی فوج جو انگریزون کی چھاونی کا حجاب اور اوٹ تھی منتشر ہو گئی تو اب معلوم ہونے لگا کہ انگریزی لشکر ہیئت مجموعی سے صف بندی کر آگے بڑھا چلا آتا ہی اور سوار اُن مین بطور التمش کے ممتاز دکھائی دیتے ہین ۔ حیدری توپخانے سے جو پیدل فوج کے آگے تھا اتنے گولے چلے کہ حریف کی جانب کے بہت لوگ مارے پڑے ۔ پر

اسلیئے کہ کثرت آتش باری سے جو اُس پہاڑی کے اُوپر عمل مین آئی تھی، سارا اسباب لڑائی کا نذر گیا تھا بڑی بڑی حیدری توپین اب بیکار تھین، بناچار سواروں کو یہ ارشاد ہوا کہ غنیم کے لشکر پر ٹوٹ پڑین، حکم ہوتے ہی ھندوستانی اور فرنگی سواروں نے حملہ کرنے کی نیت سے گھوڑے اُٹھاے، لیکن انگریزوں کی طرف سے توپ و تفنگ کی ایسی بوچھاڑ تھی کہ ٹھہر نسکے، جب نواب بہادر نے دیکھا کہ شام کا وقت عنقریب پہنچا اور رات کو انگریز کے پیدل سپاہی خوب کوشش اور جان فشانی کر سکتے ہین، سو اسطے میدان جنگ سے کنارہ کیا، ایک چھوٹی توپ انگریزونکی جسکے بیل مارے پڑے تھے بدریونکے ہاتھ لگی، اِس لڑائی مین حیدری فوج کا کوئی اسیر (سوائے ایک پر ھکیمس کے تفنگچیون کا عہدہ دار تھا، اور ایک دوسرے سوار کے کہ یے دونون بہت ہی زخمی ہوگئے تھے) انگریزون کے ہاتھ نہ لگا، باقی مجروحون کو لشکر کے ساتھ لے گیے، دنون (یعنے حیدری اور نظام خانی) لشکر کے مقتولون کا عدد چار سی سے زیادہ نتھا، انگریز نواب بہادر کا پیچھا کرنے مین سرگرم تھے، مگر چونکہ اُسکی چھاونی درمیان دو پہاڑون کے واقع ہوتی تھی، اور راہ مین ایک چشمہ اور ایک پہاڑی بھی تھی، و بر تقدیر تعاقب، لامحالہ اُسی راہ ہوکے اُنھین جانا پڑتا، ناچار اُس چشمے کے اُوپر سے فقط کئی گولے حیدری فوج کی طرف مارکے واپس کیا، نواب بہادر نے جب اپنی چھاونی مین آکے اُسے برہم درہم پایا، چونکہ اُسکے درمیان سے نواب نظام علی خان اور اُسکے سپاہی اپنے خیمون کو چھوڑ نکل بھاگے تھے، اِسلئے اپنے پیدل سپاہیون کو بعد اسکے کہ چھوٹے چھوٹے گروہون مین اُنکی سکونت و اقامت کی جگہہ مقرر کردی تھی یہ ارشاد فرمایا کہ توپخانۂ حیدری اور لشکر کا سامان عقب اُس مورچے کے جو سر دست

بنایا گیا تھا لیجائین، چنانچہ یہ امر شتابی عمل مین آیا، نواب بہادر مقام کے واسطے مکان (جہان لشکر اُسکا اعدا کے تاراج سے محفوظ و سلامت رہ سکے) ٹھہرانے اور احتیاط کرنے کا ایک ایسا خاص سلیقہ رکھتا تھا کہ اُسے اس مادّے مین جنریل اسمتھ کہ وہ بھی اِس کام مین کامل تھا، نہایت تعریف کرتا، ترنامَلی کی لڑائی سے پھرنے وقت، نواب بہادر کی منزل گاہ مین پشت کی طرف سے کوئی راہ نتھی، بجز ایک تنگ گذرگاہ کے جسّے گذرنا ایک چھکڑے کا مشکل تھا، یہان دو راہین تھین، ایک تو جو نظام علی خان کی لشکرگاہ کو گئی تھی اسی طرف سے لشکری ساز و سامان جاتا تھا، اور بہت لشکریون نے داہنے ہاتھ کا رستا لیا جدھر سے نظام علی خان بہادر کا بھی لشکر کمال بے انتظامی کے ساتھ توپخانے سے ملا جلا چلا جاتا تھا، اِسی بد انتظامی نے توپ خانہ حیدری کو کوچ سے باز رکھا ہرچند آگے جانے کے واسطے مشعلون کی روشنی کر بہتیری کوشش اور تدبیرین عمل میں آئین، آخر کچھ نہ بن آیا بجز اسکے کہ ایک رسالہ بھیجین تا اُن لوگون کو جو پہلے کوچ کر گئے تھے، آگے بڑھنے سے باز رکھے اور اِسکی تاکید کرے کہ اثناے راہ مین جو کوئی جہان کہین ہو فجر تک وہین ٹھہرا رہے، بھور ہوتے ہی سررشتہ راہ کا پھر ہاتھ لگا جب نظام علی خان کی فوج میدان مین پہنچی تھی اگر اسوقت جنریل اسمتھ اپنے پیدل سپاہیون کا لشکر روانہ کرتا تو بیشک غنایم فتح کے بہت سے اُسکے ہاتھ لگتے، کیونکہ نظام علی خان ہزیمت کے بعد اپنی چھاونی مین آٹھ ضرب بڑی بڑی توپ چھوڑ گیا تھا، چنانچہ بعد اُسکے جانے کے حیدر علی خان نے اُسکے ٹوٹے گاڑیون کو مرمت کر معہ چاندی کے باسن اور اور اُسکی بیش قیمتی چیزین جو راہ مین چھٹ گئین تھین، اُسے بھیج دین، نواب بہادر صبح ہوتے ہی میدان کارزار مین اپنی فوج لیکر نظام علی خان کی جگہ

صف باندھ کھڑا ہوا پیدل سپاہی تو اُسکی پہلی صف مین تھے اور نو اردو بڑی مین
جب توپخانہ اور جنگ کالوازمہ میدان مین آچکا، وہ اپنے لشکر سمیت اِس
ارادے سے کہ تنومند اور ہمّت کے پورے سپاہیون کو ہمراہ لیکے فوج کا چنداول
بنیے پیچھے کو پھر گیا، انگریز اُنکے پیچھے سے اُن پر حملہ آور ہو گئے گولے پر اکتفا
کیے، اِن گولون سے افواج حیدری کے چار ہی شخص مارے پڑے، ایک
اُن مین سے فرنگی سپاہیونکی چھاونی کا سردار تھا، جنرل اسمتھ نے بے شبہہ
اس فتح کی سرگذشت سے مدراس کے کارگزارون کو جلدی اطّلاع کی ہوگی
اور اُن لوگون نے اس خبر نصرت اثر کے سنّے سے اُن اندیشون سے جن
کے بیچ غلطان پیچان ہو رہے تھے رہائی بھی پائی ہوگی، یہ لوگ ان دنون
سلطان کی ناگہانی تاخت سے ازبسکہ خوف وہراس مین گرفتار تھے، کیونکہ تمام
فوج جو قلعہ سنط جارج یعنے مدراس کی پاسبان تھی، صرف دو ہی سو اُسمین
فرنگی سپاہی اور چھ سو ہندوستانی تھے، چنانچہ شہر سیاہ کہ بلدۂ مدراس
اُس سے مراد ہی ٹیپو سلطان ہی کے اختیار مین تھا، شہر سیاہ مین انگریزون
کے شمار موافق اُن دنون چار لاکھ آدمی سے کم نتھے، اور اُسوقت جمعیّت اُن کی
دہات کے فراریون سے دو چند ہو گئی تھی، اگرچہ اس شہر کا نام شہر سیاہ
پڑ گیا ہی مگر اکثر فرنگستان کے لوگ یہان بسے ہین اور سوداگری
مال ومتاع کی بھری بھرائی کوٹھیان رکھتے، ہر رقم کی نفیس نفیس اشیا
واجناس وہان بہتر آتی ہین، بہ نسبت اور قوم کے، بڑے بڑے
متموّل اور مالدار ارمنی اور گجرات کے جوہری بودوباش کرتے اور
مونگا موتی وبیش قیمتی جواہر کی خرید فروخت کرتے ہین، جس وقت کہ
لوگون نے فراریون کو اِس واقعۂ ہولناک کے باعث، دہات سے شہر کی

طرف بھاگے دیکھا، بڑا خوف و رعب اُنکے دلون مین سما گیا تھا اور یہہ دھڑکا پیدا
ہوا کہ حیدر علی خان بہادر آپ ہی اپنی تمام فوج لے کر اِس شہر کے لوٹنے
اُجاڑنے کو آیا ہی، سو اسی گمان پر اُدھر سے تو زن و مرد خان و مان سے آوارہ
ہو مال متاع گھر بار چھوڑ چھاڑ بچاو کے لئے قلعے کی جانب بھاگ آئے، اور یہان
چونکہ گورنر صاحبان کونسل، سالار فوج وغیرہ ابتک شہر مین داخل نہین ہوے تھے،
کسی نے حکم نہ کیا کہ اُسکے دروازے بند کرین، چنانچہ تھوڑے ہی عرصے
مین اِس قدر خلق اللہ نے قلعے کے اندر رولا کیا کہ اُسکی تنگ راہین اور
خندق پشتون تک بھر گئی یہان تلک کہ گورنر صاحب جب وہان وارد ہوا تو
آدمیون کی بھیر بھاڑ کے سبب بڑی مشکلون سے اپنی کوٹھی مین داخل ہوا اور
دو دن تک مارے اندیشے کے میز پر سر رکھکر بڑے سوچ مین پڑا رہا اور
کرنیل کال انجنیرون کے سردار کو کہ کار کردہ اور ہوشیار تھا بلا کر اُس سے
کہا تا وہ ہر طرح کے کام کا اہتمام کرے، چنانچہ کرنیل مذکور سر انجام کرنے مین
اُن اُمور کے سرگرم ہوا، اور بعد گذرنے اُس واقعے کے، گورنر اِس کا بھی
اقرار کرتا تھا کہ اگر ٹیپو سلطان شہر سیاہ کو لے لیتا اور اُسکے فراریون کا تعاقب
کرتا تو سنٹ جارج قلعے کے تصرف کر لینے مین بھی کوئی مانع مزاحم اُسکا نہ تھا، لیکن
خیریت گذری کہ یہہ سلطان نوجوان ناتجربہ کار تھا اور اُسکے سوار جو سنٹ طامس
سے شہر سیاہ کے قریب پہنچے تھے کہ اتنے مین کئی گولے جو قلعے پر سے
اُن پر چلے، اسی باعث وے منزل مقصود کی طرف قدم بڑھانے مین
جھجھک گئے، آخرش سلطان نے اُنھین دنون ارباب شورا کی
ایک مجلس جمع کر سر دست کی لڑائی کے باب مین اُن سے صلاح و
استصواب کیا، ایک شخص نے اہل شورا سے جو سرکار حیدری مین

برا امیر اور قاسم خیرات اُس سرکار کا تھا اور اِس مہم مین بطور اتالیقی
کے شاہزادے والا تبار کے ہمرکاب بھیجا گیا تھا، یہ صلاح دی کہ شہر کے
اندر جانا اور بلاؤن کا ہدف ہونا مصلحت و مناسب نہین، حکم حیدری یہی ہی
کہ اطراف مدراس کو لوٹین و غارت کرین، لازم ہی کہ ہم سب ہرگز اِس
بات کے روادار نہون کہ شہر مین داخل ہونے کے سبب اُسکے نور چشم کو قلعہ
سینٹ جارج یا اور حصار کے گولے سے خدانخواستہ کسی طرح کا ضرر یا
ایذا پہنچائین، شیر و صلاح کارون نے اُسکی راے کو پسند کی،
اِس مقام مین کہہ سکتے ہین کہ شہر سیاہ کے جلا دینے یا گورنر اور کونسلیون کو
مغلوبانہ صلح پر مجبور کرنے کی صورت مین انگریزون کو عظیم زیان ہوتا، اب
اُن کو اور شہر کے مالدارون کو پانچ کروڑ روپیہ سے سوا کا صرفہ اور بچاو ہوا
فرانسیس مولّف اِن اوراق نے نواب بہادر کو صلاح دی تھی کہ مدراس کو،
محاصرہ کرکے اُسمین آگ لگادے اگرچہ اُسکے سمجھ مین یہہ کام سہج تھا،
مگر اتنا جانتا تھا کہ اِس مین کچھ نہ کچھ فایدہ ہو ہی رہیگا، اور راقم کو اِس تاخت مین
ہمراہ اپنے فرزند ارجمند کے نکیا اِس نظر سے کہ کہین اُسکو خطرے کے سامھنے
نکردون، اور اِسی صلاح نے گورنرب کو میری ایذارسانی پر مستعد اور آمادہ
کیا، چنانچہ آخر کو اُسنے یہہ ٹھہرایا کہ دارالعدالت مین اِس شخص کی صورت حال
تجویز کی جاے، مگر کوئی دلیل اور گواہ میرے قصور کے ثابت کرنے پر سوا ے
انگریزی جاسوسون کے نتھا چنانچہ اُن لوگون نے اِس بات کی گواہی دی کہ
ہم نے اپنے کانون سنا کہ اِس شخص نے ایسی صلاح و مشورت نواب کو دی،
لیکن ایسا سلوک جو اُسنے میرے حق مین کیا ہرچند ہر طرح کے دستور
انصاف اور ہر قوم کے آئین کے خلاف ہی، ہندوستان مین جہان انگریز

جبّارانہ حکمرانی کرنے مین ایسے اُمور متعارف وشایع ہین ؏

اگرچہ شہر مدراس کا اس حادثۂ ہولناک مین (اسلیئے کہ کرنیل کال نے پہلے ہی تمام فرنگیون کو فوراً جمع کرکے ہتھیار بند ہوا اُسکی گھاٹیون اور راہون پر نگہبانی کے واسطے چوکیان بٹھادی تھین ؏ جنھون نے لوٹنے والون کی جماعت کو شہر کے نزدیک بھٹکنے نہ دیا) کچھ اتنا نقصان نہوا ؏ لیکن انگریزون نے اُس سے بڑی جوکھم اُٹھائی جسّے اُنکا بڑا خسارا ہوا ؏ کیونکہ مدراس کے اطراف مین اُنکی امیرانہ کوٹھیان جو اسباب ولوازمے سے سجی سجائی تھین اور اُسکے پڑوس کی بستیان جو گوناگون اہلِ حرفہ سے آباد سب لُٹ گیٔین بلکہ بچے بچایون نے بھی اپنے لوٹے جانے کا اظہار کیاتا کہ شہر کے مالدارون کا جو جو مال واسباب اُنکے پاس تھا ؏ یا پیشگی دہی بطور دادنی کے اُنھون نے لیا تھا اِس حیلے سے اُنھین دینا نہ پڑے ؏ اِس تاراج عام مین ڈینانیر نام ایک فرانسیس سوداگر فقط بچ رہا تھا ؏ اور وجہ اُسکے بچ جانے کی یہہ ہوئی کہ اتّفاق سے خاکی شاہ دولت حیدری کا میر قاسم خیرات ؏ سنط طامس کے پہاڑ پر جو مدراس سے ساڑھے چار میل یا سوا دو کوس کے فاصلے پر واقع ہی اُس فرانسیس کے گھر کو جو ایک خانہ باغ تھا خالی پا کے اُس مین وارد ہوا اور وہان کے باغبان سے کہا اب لوٹنے والون کا منہہ نہین ہی کہ اِس گھر کی طرف رخ کرین ؏ اور اپنے نوکرون کو بھی منع کردیا کہ خبردار کوئی یہان کی چیزونکے لینے اور برباد کرنے کا قصد نکرے اور ایک مالی کے ہاتھہ اپنے نوکر کی معرفت اُسکے لڑکون کی چیز بست بستانی پھلون اور ساگ سبزی کے ساتھہ اُسے بھیج کر اِس پیغام سے اُسکی دل جمعی کی کہ انشاءاللہ ایک چیز بھی تمھارے گھر کی نقصان نہونے پاویگی مالیون پر تاکید رکھونگا تا دے ہر روز ڈالیان باغ کے حاصل سے تم کو پہنچایا کرین ؏ چنانچہ اِن وعدون کو اپنے بخوبی پورا کیا

اُنھین دنون مدراس کے گرد نواح مین اُن فراریون نے جو آوارہ ہو نکلے تھے، یہ افواہ اُڑا دی کہ نواب حیدر علی خان بہادر نے مدراس لے لیا، بلکہ یہ خبر پانڈیچیری، ترنکوبار اور دوسرے فرنگی معمورون مین ہو کے فرنگستان کے ملکون تک پھیل گئی، تجّار اور شہر بشہر کے وارد صادرون نے خوشی بخوشی جہان تہان اس خبر کی شہرت کر دی، اور ولایت فرنگ کے اور قوم جنھین قدیم سے انگریزون کے ساتھ رشک و دشمنی تھی ترنامل کی. فتح جو انگریزون کے نام ہوئی تھی اور خود اُن لوگون نے بھی پہلے اُسے مشتہر کی تھی، اب اُسی خبر کو وہی چھپانے لگے، اور اس جھوٹھی خبر کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر لندن مین اکبارگی سرمایۂ کمپنی کا بھاو ۲۷۸ سے ا تا ۲۲۲ ہو گیا،

جنرل اسمتھ نے پیش بندی کر چالاکی یہ کی کہ ترنت اپنی فتحیابی کی خبر مدراس کے کارکنون کے پاس، اس فریب سے بھجوایا کہ ایک سانڈنی سوار کو، فتحنامہ اُسکے ہاتھ دے، نواب بہادر کے لشکر کی جانب، جو مدراس کی اطراف مین تھا، یون سکھلا پڑھا روانہ کیا کہ تو وہان پہنچ کے پہلے لوگون سے پوچھنا کہ ٹیپو سلطان کہان ہین، پھر اس ڈھب سے کہنا کہ مجھے اُن کے پدر بزرگوار نے اس پیغام کے ساتھ اُنکے پاس بھیجا ہی کہ ترنامل کی لڑائی تو ہاتھ سے جا چکی، اب شہزادے کو مناسب ہی کہ جلدی اپنے تئین مجھ تک پہنچا دے،

حاصل کلام، وہ سوار اس چھل کے ساتھ خیریت سے آپہنچا، مدراس کا گورنر فتحنامہ دیکھتے ہی مارے خوشی کے اُچھل پڑا، اور چھوٹتے ہی اُسنے اوّل تو ایک سو ایک توپ چھوڑنے کا حکم دیا تا شہر والون کو جو دلگیر ہو رہے تھے فتح کی خبر معلوم ہو جاے، دوسرے اخبار کے کاغذ کے وسیلے بھی مبالغے کی راہ سے اس خبر کو مشہور کر دینے فرمایا تا کہ خلق اللہ جانین کہ انگریز حیدر علی خان پر غالب آے،

اُدھر شاہزادے کو جب یہ خبر ناسزا قبّب پہنچی تو فکرمند ہو کے صلاح کارون سے اِس باب مین مصلحت پوچھی اُنھون نے سبکے سب ایک زبان ہو عرض کی کہ جلدی (جہان تک ہو سکے) لشکر حیدری مین پہنچا چاہیئے چنانچہ سلطان سعادت نشان بشکوہ و شان وہان سے روانہ ہوا اور چار شخص عیسائی دین کے پادریونکو بھی اپنے ساتھ لیا اِسلیئے کہ نواب بہادر نے چلتے وقت اُسے فرمایا تھا کہ قوم انگریز کا ایک ایسا مرد ہشیار صاحب اعتبار اپنے ہمراہ لانا جو انگریز کے لشکر اور اُن کمک کے سپاہیون کی چال ڈھال سے جن کے پہنچنے کے (فرنگستان یا اور مکان سے) وے منتظر اور امیدوار ہین اُسے آگاہ و خبردار کرے مگر شاہزادے کو چونکہ اِس صفت اور سلیقے کا آدمی نملا لاچار اُنھین چارون کو دلاسا بھرو سادے ہمراہ لے چلا

ترنامَلی اگرچہ کچھ ایسے عمدہ مکانون سے نتھا اُسکی شکست کی خبر شتابی تمام ہندستان مین پھیلی اور اُس کے ناقلون کے طور اور بیان سے ایک نئی نئی صورتون مین نقل کی گئی نواب بہادر کو اِس افواہ سے کچھ ملال نہ گذرا کیونکہ اِس لڑائی کا ہاتھ سے جانا ہرنا یا نظام الدّولہ ہی کی چوک تھی حال اِسکا یون ہی کہ جب نواب نظام الدّولہ نے یہ معلوم کیا کہ لینا اور مسخّر کرنا آرکاٹ کا ویسا سہل الحصول نہین ہی جیسا پہلے وہ اپنے زعم مین سمجھکے خوشدل ہوا تھا تب اُسنے اپنے دار الامارت کو پھر جانے کا منصوبہ ٹھان کے چاہا کہ کسی طرح چھل بل کر نواب بہادر اور نواب محمد علی خان اور انگریزون سے خاطرخواہ مبالغ کثیر حاصل کرے اگرچہ اُن دونون نوابون کی مختلف غرضون نے اُن کے دل کی بدگمانیون کو بڑھایا باوجود اِسکے دونون آپسمین ایسے طریقے پر سلوک کرنے لگے کہ اُنکی الفت و ملاپ خلق اللہ کے نزدیک ثابت رہی

چنانچہ پہلے نواب نظام الدولہ نے اُس ایّام مین کہ ٹیپو سلطان اطراف مدراس سے لوٹ اور تاراج کر کے پھرا، ایک بزم شاہانہ آراستہ کر نواب حیدر علی خان بہادر اور اُسکے تمام ارکان دولت کو بطور ضیافت کے دعوت کی اور تعظیم تکریم کی خوب شرطین بجا لایا، اور اسباب مدارات مین ایک تکلّف یہہ کیا کہ اُسکو ایک زرّین تخت تماشگاہ مین جہان زردوزی مسند تکیہ لگوایا اور زربفت کا شامیانہ طلائی استادونپر کھڑا کروایا تھا بٹھایا، اور رخصت ہونے وقت اُس بیٹھک کو معہ کشتیہائے خلعت و جواہر گران بطور ہدیہ و پیشکش کے ہمراہ بھجوا دیا، کئی دن بعد نواب حیدر علی خان نے بھی اُسے دعوت کر بلایا، اور ہون و اشرفیون سے بھرے ہوئے تودون کا ایک چبوترا، جسپر عمدہ ابریشمی غالیچا بچھا اور مسند تکیہ زردوزی لگا اُسکے بٹھلانے کے واسطے تیّار کروایا، اور رخصت کے وقت یہ سب اسباب معہ خوانہائے جواہر و مروارید و خلعتہائے عمدہ بطریق پیشکش اُسکے ساتھ کر دیئے، اب اِس ملاقات مین دونون نواب اِس بات پر متفق ہوئے کہ اب دونون لشکر ایک دوسرے سے جدا ہون، اور نظام الدولہ اپنے دارالملک کو مراجعت کرے، اگرچہ یہہ جدائی اور تفرقہ، اُس وقت تک کہ حیدر علی خان نے وانمباڑی کو لیا اور انبور کے محاصرہ کرنے کا قصد کیا تھا وقوع مین نہ آیا، اور اِسپر بھی اُن دونون نے آپس مین اتّفاق کیا کہ حیدر علی خان تو محمد علی خان اور انگریزون کے ساتھ آرکاٹ مین لڑائی مین مشغول اور نظام الدولہ انگریزون پر مچھلیپٹن کی طرف تاخت کرتا رہے، اِس طور سے اُنکی فوجین آپس سے جدا ہوئین،

تشریف لانا نواب حیدر علی خان کی والدہ بیگم کا اپنے فرزند سعادتمند کے دیکھنے کو اور نواب کا اپنے لڑکون سمیت اُنکے استقبال کو جانا اور بڑی تعظیم سے اُنھین اتارنا،

نامعلوم ہو کہ نواب بہادر کس قدر محبت و الفت اپنے خاندان سے رکھتا اور خویشون کے ساتھ کسطرح کا سلوک کرتا تھا، مناسب یہہ ہی کہ اس مقام مین کیفیت ملاقات نواب کی اُسکی والدہ ماجدہ کے ساتھ بیان کی جاے،

جناب والدہ بیگم یہہ خبر سنکر کہ حیدر علی خان نے ان دونون دشمنون کے ہاتھ سے بہت سی تکلیف اور زحمت اُٹھائی (اور ناقلون نے آپکا حال مبالغے کی راہ سے خلاف واقع کچھ کا کچھ بیان کیا تھا) اپنے فرزند دلبند کی مشتاق دیدار ہو حیدر نگر سے روانہ ہوئین، ہر چند ایام بارش کا اور فاصلہ ساڑھے چار سو میل کا تھا ساتھ اسکے بھی بڑی بڑی منزلین طی کر کے کئی دنون کے عرصے مین حیدری لشکر گاہ کے قریب پہنچین، نواب بہادر اپنے موکب پر شکوہ کے ساتھ استقبال کے لیے روانہ ہوا، اور تین میل ورے والدہ بیگم کی سواری دیکھ، اپنی ساری فوج وہین رکھ، خود نواب اور اُسکے لڑکے ٹیپو سلطان و کریم شاہ گھوڑون پر سوار ہو واسطے استقبال کے آگے کو چلے، یہان تک کہ والدہ بیگم کے محفے پاس جا پہنچے تعظیم و تسلیم کے آداب بجالا کر محفے کے داہنے بائین ہو لیے چنانچہ بیگم صاحبہ کی سواری حیدری لشکر کے درمیان ہو کر گذری، لشکر والے بھی مجرا اور تسلیم بجالاے، بیگم صاحبہ کی جلو مین اردابیگنیون کی قسم سے دو سی پردہ نشین خواصین سر سے پیر تک برقے مین چھپین عربی گھوڑون اور گجراتی بیلون پر سوار تھین اور محفے کے پیچھے آتھ رتھ تھین زردوزی مخملات کی پوششون سے چھپین، جنھین ناگوری بیل

کھنچتے تھے اور دس ہاتھی اور بہت سے اُونٹ اور چارپائے باربردار ۔ زنانی سواری کے آگے آگے فرنگستانی سوار ۔ چھ سو بھالے بردار جنکے نیزوں مین گھنگھرو اور پر بندھے تھے اُسکے گرد ۔ اور سواری کے آگے پیچھے چار سی ہندوستانی سوار تھے ۔ جب والدہ بیگم کی سواری اپنے خیمے مین اُتری ۔ نواب بہادر نے دست بستہ عرض کی کہ اِس برسات کے ایّام مین کہ بارش اور سیلاب سے رستا قابل چلنے کے نہین رہا ۔ ایسی تکلیف اُٹھانے اور دور دراز کی راہ طی کرنے کا باعث کیا ہوا ۔ والدہ بیگم نے فرمایا کہ ای نورِ چشم اندنون جو تمہین ایسے رنج و زحمت کا سامنا پڑا دل تمانا اور بے اختیار جی چاہا کہ ایک نظر تمہین دیکھون کہ اِن زخمون کو کیونکر برداشت کرتے ہو ۔ نواب نے عرض کی آپ کے تصدّق سے خیریت ہی ۔ یہ کچھ ایسا مشکل امر نتھا ۔ دعا فرمایئے کہ خداوند تعالی اِس سے کسی مشقت نر مصیبت مین مجھے گرفتار نکرے اور اگر کرے تو اُسکے برداشت کی بھی طاقت بخشے ۔ والدہ بیگم نے فرمایا اگر ایسی بات ہی تو مین جلدی رخصت ہوتی ہون تا تمہارے امورات مین کچھ خلل انداز نہ ہون ۔ چنانچہ دوہی دن اپنے بیٹے پوتون کے ساتھ رہکر اُسی طور سے کہ آئین تھین روانہ ہوئین ۔ اور لوگ جلو مین اُسی مقام تک ہمرکاب گئے جہان تک پہلے دن استقبال کو آئے تھے ۔

ترناملی کی لڑائی کے دو دن بعد نواب کے لشکر نے مقام سنگومن سے پالر ندی جو بارش کے سبب سے خوب ہی چڑھی ہوئی تھی پار ہو کر کبیرپیٹھ سے پانچ اور واناباڑی سے چھ فرسنگ پر ایک میدان مین ڈیرا کیا ۔ سلطان بھی چھاونی مین آپہنچا ۔ نواب حیدر علی خان اور نظام علی خان نے پچھلے عہد و پیمان کو سرِنو آپس مین استوار کیا ۔

جانا نواب حیدر علی خان کا قلعہ وانمباڑی کو
اور انگریزون کے دخل سے اُسے نکال لینا؛

والدہ بیگم کی روانگی کے دوسرے دن، حیدری لشکر نے وانمباڑی کی جانب کوچ کیا، سوارون کے رسالے اور ہندوستانی فوج کے کچھ سپاہی قبل اسکے وہان جاچکے تھے، تاخوب دیکھ بھال کے ڈیرا کرین چنانچہ اُن لوگون نے اُس مکان کو خوب سا دیکھا کہ قابل اِسکے ہی کہ وہان لشکر پانی کے قریب، جنگل جھاڑ کی اُوٹ مین مقام کرے اور ایک باغ سے جو اُونچے ٹیلے پر جھرنون کے بیچ واقع تھا حملہ بھی کرسکے، چنانچہ اسی رات کو ایک ایسا مورچہ کہ بارہ ضرب توپ اُسپر چڑھا سکین بنکر طیار ہوا، چونکہ یہ مکان اُس رستے سے جو ویلور کو گیا ہی نو میل کے فاصلے پر واقع ہی سپاہیون کی ایک پلٹن اُس راہ کو دخل مین کرلینے کے واسطے، توپ خانہ سمیت بھیجی گئی، اِس جہت سے کہ فرنگستانی فوج کے سردار نے کچھ زخم کھایا تھا، نواب بہادر نے اُس شب کو اُس سے کام لینا مناسب نجانا بلکہ بتاکید فرمایا کہ خیمے مین جا آرام کرے، اور خود آپ ہی دمدمہ سازون کی تعلیم و مورچے کے کام کی اہتمام مین ساری رات متوجہ رہا اور ایسی جگہہ پر کہ گولے کا نشانہ تھی جس مین بہت سے کارکن اور عہدہ دار مارے بھی پڑے ایک درخت تلے بیٹھکر رات کاٹا، اور اُس حالت مین ہر شخص کو ہنسی چہل کی بات چیت سے خوش کرتا رہا اُسوقت تک کہ وہ فرنگستانی سردار بعد طلوع آفتاب آیا، تب نواب اپنے خیمے کو گیا، فجر نو گھنٹے کے وقت اُس مورچے کی توپون سے گولون کی ایک ایسی آگ برسنے لگی جسنے انگریزی توپخانے کو جلد ٹھنڈا کردیا، کپتان ژ جو وہان کا حاکم تھا، اُس نے مارے گھبراہٹ کے سفید جھنڈا کہ امان مانگنے کی

نشانی ہی کھڑا کیا، اور سطر ڈنے اپنے شریک کو ایلچی کر نواب کے حضور قول قرار کرنے کے ارادے سے بھیجا، جب وہ وکیل حیدر علی خان کی انگریزی فوج کے سردار پاس پہنچا اور وہی اقرار و اجازت جو کیبر پیٹن کے قلعہ دارون کو اُسکے حوالے کرتے وقت دی گئی تھی چاہا کتنی رد و بدل کے بعد، آخرش فرمان عالی کے بموجب درخواستین اُسکی قبول کی گئین اِس شرط پر کہ وہان کا حاکم اور سارے انگریز سردار اور سپاہی انگریزون کی طرف سے برس دن تک نہ حیدر علی خان کے ساتھ لڑین اور نہ اُسپر ہتھیار پکڑین، جب طرفین اِس قول قرار پر راضی ہو چکے سطر ڈنے عرض کیا کہ اب نواب بہادر اِس اقرار نامے کو اپنی مہر سے زینت بخشیے، نواب ممدوح نے وکیل کو ارشاد کیا کہ سرکار کی بڑی مہر یہان موجود نہین، پر اِسلیئے کہ کسی طرح بکھیڑا اٹکے اپنی دستی چھوٹی مہر توپخانے کے ایک سردار کے ہاتھ دے یہ حکم کیا کہ جیسا تو مناسب جانے کر، اُس نے قولنامے پر مہر کر دی اور نواب کے اخلاق و خوبی کے سبب اِس قیل و قال کا جلد انفصال ہو گیا، اِس حصار مین ہندوستانی سپاہی ایک ہزار تھے اور انگریز تیس نفر قلعہ دار اور چودہ توپین، سواے اِن توپون کے جو انگریزون کو اُس قلعے مین ملی تھین، سپاہیون کے رجمنٹ کی دو توپ اور بھی ہاتھ لگی، اِس گڑھ کے قلعہ دارون سے مقابلہ خوب نہو سکا، اگرچہ جنگ کے اسباب اور غلّون کے ذخیرے اِس مین بہت اور ارباب پیشہ توپ کے چھکڑے رکھنے کے مرمّت کرنے والے بکثرت تھے،

کتاب فتوحات برطنیه میں یہہ حال اس طرح منظوم و مرقوم هی

چو زین رزم آمد بسر روز چند — بزین کرد حیدر بکینه سمند
بسوی و نیینبدی با سپاه — روان گشت و چون شیر پیمود راه
چو نزدیکی شهر آمد فراز — بسرکوب و سنگرش آمد نیاز
که سرکوب کردن پی دار و کوب — بود و بزه کار داران توپ
یکی از فرانسیس با نام و جاه — که بد مهتر توپزن در سپاه
بدانگه تنش بر ز تیمار بود — ببستر بیفتاده بیمار بود
شده ناتوان سست و زار و نزار — نیارست برخاست از بهر کار
بحیدر چو سرکوب بد ناگزیر — گزیده یکی جای نغز و هزیر
بکوشید خود اندران کار سخت — همه شب نشسته بزیر درخت
زگاه فرو رفتن آفتاب — بدان تا برآمدن آفتاب
ز آسایش و خواب کرده کران — نشسته بگرد اندرش مهتران
چو آگنده بودش ز پیکار مغز — بیاراست سرکوب زیبا و نغز
همه شب ز دز اندرون انگریز — گلوله بسویش همی راند تیز
ازان هیچ حیدر نیاورده باک — ز دل زنگ اندیشه بزدوده پاک
دو لب پر ز خنده زبان بذله گوی — بلاغ و ببازی نیاورده روی
همی بود با سرکشان شاد دل — ز آسیب بدخواه آزاد دل
بچوگان خاور چو زرینه گوی — بمیدان خاور نیاورده روی
نهاده بسرکوب توپ دراز — بدان سان که بازیگر حقه باز

به نیرنگ و دستان و بند و فسون ‌ ‌ ‌ بکار آورد مهرهٔ دست خون

ز توپ آتشین مهرهٔ تافته ‌ ‌ ‌ سوی باره و شهر بشتافته

بهر جا رسیده بر افروخته ‌ ‌ ‌ تن جنگیان را چو خس سوخته

ز آتش خس و خار ناورده تاب ‌ ‌ ‌ چه یارا بدریا ستیزد سراب

سپه بود با حیدر نامدار ‌ ‌ ‌ چو مور و ملخ بیمر و بی شمار

ز انگریزیه بود بسیار کم ‌ ‌ ‌ کجا آورد تاب باره و نم

ز انگلند به سی ز هندی هزار ‌ ‌ ‌ سراندر سپه بود اندر حصار

بدانست کپطان که هنگام نیست ‌ ‌ ‌ گه مردنست این گه نام نیست

سر از جنگ پرداخت و زنهار خواست ‌ ‌ ‌ نشان امان کرد بر باره راست

بر حیدر آمد یکی انگریز ‌ ‌ ‌ بُده لفطنط او بگفتار تیز

که پیمان زنهار گیرد ازو ‌ ‌ ‌ سخن آنچه گوید پذیرد ازو

سپس زانکه شد گفت هر دو دراز ‌ ‌ ‌ برین برنهادند گفتار باز

که باره ستانند و از انگریز ‌ ‌ ‌ نباشد کس آنجا بهر ستیز

دهان بهر سوگند کرده فسیخ ‌ ‌ ‌ بانجیل عیسی و دین مسیح

بحود کرده متّی و مرقس گوا ‌ ‌ ‌ بیاورده پیمان بدین سان بجا

کز امروز تا سال آید بسر ‌ ‌ ‌ نه بندد کسی تیغ کین بر کمر

نگیرد سلاح دلیران بجنگ ‌ ‌ ‌ بحیدر نگردد برابر بجنگ

چو سوگند و پیمان شده استوار ‌ ‌ ‌ تهی کرده انگریزیه آن حصار

بجا مانده آلات کین سر بسر ‌ ‌ ‌ برفتند ناکام و پر خون جگر

ده و چار بُد توپ مردم شکار ‌ ‌ ‌ دران آلت کینه و کارزار

بعد اِسکے کہ جب سپاہیون کی ایک پلٹن وانمباڑی کے قلعے کی محافظت کے لئے تعینات کی گئی ٔ حیدری افواج نے اُمبور کی طرف جوتین مستحکم اور الگ الگ حصارون سے بناہی کوچ کیا اِس دُھن سے کہ انگریز لوگ وہان اناج کا بہت سا ذخیرہ اور توپ خانہ ٔ سلاح خانہ اقسام طرح کی بندوقون (لوہے کی چیزون) اور حربے ہتھیارون اور خیمون سے بھرا ہوا طیار رکھتے ہین ٔ

پہلا اِن تین قلعون سے تو ایک گڑھ ہی پہاڑ کے اوپر کہ چڑھائی اُسکی نپٹ مشکل ہی ٔ علاوہ پاسبان اور قلعہ دار اُسکے بہت سے اور پانی سے بھرے ہوے دو بڑے بڑے چشمے بھی اُسمین موجود ٔ

دوسرا گڑھ اِس سے نیچے اُتر کر ہی ٔ جسے انگریزون نے خوب مضبوط اور استوار کیاہی اور تیسرا قلعہ جو درمیان شہر کے ہی دیوار اُسکی خشتی اور اطراف مین برجین اور گرد دیگر دکھائی ٔ آدھا شہر دشمنون کے حملے سے بسبب ایک بڑے تالاب کے محفوظ ٔ اُسکے ایک طرف انگریزون نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا ہی واسطے روکنے اُس راہ کے جو بیچ مین تالاب اور چشمے کے جا نکلی ہی حیدری لشکر نے وانمباڑی کے تین میل قریب ندی کنارے ڈیرا کیا نواب اُسی دن شام کے وقت عین شدت کی بارش مین شہر کا رنگ ڈھنگ دیکھنے گیا جب تالاب کے کنارے پہنچا ٔ ایکا ایکی اپنے تئین نشانہ گولون کا اُس چھوٹے قلعے سے جو اُسکی نظرون سے درختون اور تالاب کے پیچھے چھپا ہوا تھا پایا ٔ پندرہ سوار کھیت آئے ٔ اِس حادثے کے ساتھ بھی نواب الوالعزم اپنے مطلب کی کھوج سے نہ جھجھکا بلکہ اُسکے آس پاس کی جانبون کو دیکھ بھال کے یہہ قصد کیا کہ اپنی فوج سمیت پھر اُس ندی کے پار ہو کر شہر کی دوسری النگ کو خیمہ گاہ بناوے اور اِس حکمت سے ایک ایسا من مانتا فائدہ حاصل کرے جس مین اُسکا لشکر

بھی نقصان و ضرر سے بچ رہے اور شہر انبور کے گھیر لینے کا بھی قابو ہاتھ لگے ، کیونکہ اِس حالت میں وہ شہر دو طرف سے محدود و محصور رہیگا ، یعنے ویلور و سانگرڈھ کی جانب تو حیدری فوج سے اور وانباڑی و ینتیگیری کی جانب نظام الدولہ کے لشکر سے ، اِسی عزم پر اُسنے اپنا لشکر ندّی سے اُتارا اور قبل صبح کے اُس ندّی سے پار اُترا کئی آدمی فوج اور شاگرد پیشہ کے جو رستے سے اِدھر اُدھر بہک گئے تھے مارے پڑے ، اُس پار ندّی کے جہان لشکر حیدری کی منزلگاہ تھی اور پہاڑوں کا سلسلہ ، جو انبور سے سانگڑھ تک چلا گیا ہے ، ایک میدان نو میل کی لنبائی اور قریب نصف کے چوڑائی میں واقع ہے اِس میدان کے اُس طرف شہر انبور اور اُسکا قلعہ اور ندّی ہے نواب بہادر نے بانس کی سیڑھیاں بنانے فرمایا ، اور اِس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ قلعے کے پاسبان سپاہی بہت ہیں مقابلہ اچھی طرح کرینگے اپنے گراندیل بہادروں کو حکم دیا تا وے ہلّا کرنے پر آمادہ ہوں ، تب عہدہ دار اِس فکر میں ہوئے کہ دن رہتے اُن مقاموں کو جہان کی تاخت منظور ہے دیکھ رکھیں ، آخرش وے یہ منصوبہ ٹھان کھانے پینے سے فراغت کر کے اُن سیڑھیوں کے میدان میں گئے اور شہر کے اُس محلّے کے آمنے سامنے جسپر ہلّا کیا چاہتے تھے پہنچکر ارشادِ عالی کے موافق زمین سے لگے ہوئے چپچاپ حکم کے انتظار میں دبے بیٹھے رہے ، تو بھی بھی خالی اور فتادہ گھروں میں جو گھنے درختوں کے درمیان سامھنے اُس محلّے کے کہ ندّی سے نزدیک تھا لے گئے ، انگریز ، چونکہ دن کے وقت اِس ہلّے کی طیّاری کو دیکھکر خبردار ہو گئے تھے ، رات بھر بڑی محنت و کوشش سے دوڑ دھوپ کر کے اُن گھروں پر گولے برسانے لگے ، لیکن اِس طرف کا صرف ایک ہی آدمی نقصان ہوا ، غنیم بان اور حقے بارود بھرے داغتے تھے تا اُسکے روشنی

مین حریف کا آگے بڑھنا اُنھین معلوم ہوٗ یے لوگ فجر کے وقت، بہر صورت سپر تھیون حمیت، بڑی طیّاری سے نقّارہ بجاتے جھنڈیان اُڑاتے آگے بڑھ گئے، یہان تک کہ کھائی کے کنارے پہنچکر اُس مین کود پڑے، دیوار اور برجون پر چالاکی اور چُستی سے چڑھ گئے حیدری نشان قلعے پر کھڑے ہو گئے تعجب اُسی وقت کہ غنیم کی توپ و تفنگ سے آگ برس رہی تھی، ہر چند یہ روک اور دفعیہ اُس زور شور سے جیسا گمان تھا ظہور مین نہ آیا اِس جہت سے کہ وہان کے حاکم نے ایسا دریافت کیا تھا کہ اِسّے زیادہ حریف کی چھیڑ چھاڑ مناسب نہین چنانچہ انگریز دیکھتے ہی حیدری توپون کے جو اُس جگہ لگائی گئی تھین سپر دہ ہو کر سبکے سب وہان سے کنارہ کش ہوئے، کیونکہ نواب بہادر کے بردل سپاہ نے قلعے پر چڑھتے ہی شہر مین لوٹ پاٹ مچادی اُنمین سے ایک غول نے قلعے کے پشتے تک فراریون کا تعاقب کیا، گولون کے سامھنے جا پڑا چنانچہ بہت سے جوان حیدری کام آئے، خاکی شاہ پیر زادہ بھی کہ بہادرون اور مخیّرون کے شمار مین گنا جاتا اور رہبر کار حیدری کا قاسم خبرات تھا، اُن کے ساتھ مارا گیا،

نواب بہادر خود آپ بھی یورش کے وقت فوج میسرہ کی سربراہی مین گھوڑے پر چڑھ تلوار کھینچے ہوئے کھائی کے کنارے تک پہنچ چکا تھا کہ شام کے وقت ایک انگریزی گولنداز جو قلعہ چھوڑ کے بھاگتا تھا خبر لایا کہ آج ہی رات کو اس قلعے کی فوج و قلعدار معہ شہر والے حصار مین چلے جاوینگے اور بالفعل وے اس فکر مین ہین کہ عمدہ و بھاری دام کی چیزون کو نکال لے جائین اور باقی جلادین اسپر سپہداران فرانسیس ملازم حیدری نے نواب بہادر کی خدمت مین عرض کی کہ ابھی فرصت کا وقت ہی کہ تمام سپاہ گران ڈیلون کے ساتھ کہ

سپہدار اُنکے فرنگستانی ہیین فوراً قلعے پر ہلّا کرین اِس بات پر سب متفق ہوئے، شام بعد آٹھ گھڑی کے وقت حیدری فوجین شہر کے کوچے گلیون سے نکل قلعے کی دیوار پر چڑھ گئین،

پچیس سپاہی، ایک ہندوستانی عہدہ دار اور چھ نفر انگریز جن سے دو زخمی ہو گئے تھے اسیر ہوئے، انگریزون نے بہت سے توسدان اُس حوض مین جو قلعے کے درمیان تھا ڈبو کر سلح خانے کے اندر آگ سلگائی تھی اِسلیئے کہ فرنگستانی سپاہیون کے خاص لباس و ہتھیار جلا دین تسپر بھی حیدری سپاہیون نے بہت سی چیزین جن مین اٹھارہ ضرب برنجی توپ تین ہزار بندوق اور بیشمار گولے گولیان اور پتھری وغیرہ سوائے غلّجات کے تھین اور اور جنس اور انبارین خیمون بندوقون کی پائین،

نواب بہادر کو اِن فتوحات سے جو بآسانی عمل مین آئین یہہ خیال بندھا کہ انبور کو بھی محاصرہ کرے، اگرچہ اِس بات کی خبر پہنچ چکی تھی کہ انگریز ہر ایک نواح سے روانہ ہو کے ویلور مین جمع ہوتے ہیین، چونکہ ہمیشہ سے نواب بہادر کا معمول تھا کہ چھوٹی مہمّون مین بھی احتیاطاً مضبوطی اور اسواری کی شرطین بجالاتا لہذا اُن دنون جو لوگون نے اُسے صلاح دی کہ ویلور کی طرف جلدی کوچ کیجیے اُتّے اُسنے پہلوتہی کیا اور اُنکی اِس بات کو نمانا،

حیدر علی خان کو انبور کا قلعہ جو ایک پہاڑ پر واقع ہی (جیسا اوپر لکھا بھی گیا) لے لینا مشکل تھا، اِس جہت سے کہ اُسکے پاس قلعہ سر کرنے کے آلات جیسے غبّارے وغیرہ اُسوقت موجود نتھے، لاچار حیدری سپاہیون نے شہر کی خندق پر ایک دمدمہ بنائی توپین اُسپر چڑھادین اگرچہ اِس کام کے تردّد مین کئی عمدہ توپچی قلعے کی توپ سے اُڑ گئے بہر صورت نواب

بہادر کے حکم بموجب توپین اُس پہاڑ کے اوپر جو شہر سے ملا ہوا تھا چڑھائی گئین جن سے قلعے کی بالکل توپون کا منہ مار اگیا ستر دن کے محاصرے اور فرنگستان کے کتنے جوان اور بہت سے گولے بارود نقصان ہونے کے بعد بھی ہنوز روز اوّل کا سا حال تھا اتنے مین خبر پہنچی کہ افواج انگریزی ویلور مین جمع اور اِس فکر و طیّاری مین ہین کہ یلغار ون آپڑین اور محاصرے کو اُٹھا دین اِس خبر کے سنتے ہی نواب فطانت انتساب نے پیش بندی اور دور اندیشی کر وہان سے کنارہ کیا اور یہہ کنارہ کشی ایک اشارہ تھا نواب نظام الدّولہ کی جدائی کے واسطے کیونکہ وہ اُسی وقت کرپہ کو روانہ ہوا اُسی دن کہ نواب بہادر اپنے لشکر سمیت وانباڑی مین اُترا جنریل اسمتھ بھی اپنی فوجون کے ساتھ کہ اٹھائیس ہزار کا جماو تھا جن مین انگریز پانچ ہزار تھے انبور سے آپہنچا اُس بڑے لشکر بنگالے والی فوج مین چھہ سو فرنگستانی اور چھہ ہزار ہندوستانی سپاہی تھے جن کو انگریز بزعم خود ہند کے عمدہ سپاہیون مین جانتے تھے جنریل انگریزی قدرے آسایش و آرام کے بعد شام کے وقت اُسی دن وانباڑی کو روانہ ہوا

چونکہ حیدر علی خان جانتا تھا کہ انگریز اُس کا پیچھا نکرینگے اِسی لحاظ سے وہ اپنی معمولی احتیاط اور چوکسی کو (یعنے غنیم کی طرف ہراول سوار اور جریدہ سپاہ کا بھیجنا) عمل مین نہ لایا اور سوارونکا سارا جماوڑہ ی کے اُسی پار چھوڑ آیا تھا پر وہان بدل ہراول کے واسطے ایک موقع کی جگہہ دو چھوٹے چھوٹے قلعے تھے جن پر توپین چڑھائی گئی تھین فجر سات ساعت کے وقت اِن دونون قلعے کی شلّک کے وسیلے سے جو اشارہ تھا دشمن کے نزدیک آپہنچنیکا اُنکا آپہنچنا معلوم ہو گیا

چونکہ نواب بہادر انگریزی لشکرگاہ اور مدراس کی طرف بھی ایلچی کے ہاتھ صلح کا پیغام بھیج چکا تھا یہہ خیال رکھتا تھا کہ انگریز ابھور کو نہین آئینگے، خلاصہ اِس پیام کا یہہ تھا کہ ہر ایک بندوبست بدستور سابق بحال و برقرار رہے، نواب بہادر کو گمان غالب اِس بات کا تھا کہ پیام صلح البتّہ منظور و مقبول ہوگا، اور جنرل اسمتھ نے بھی سمجھا تھا کہ ملاپ کی بنیاد قایم کرنی اُس کی قوم کے حق مین مفید پڑیگی، خبر بعد اِسکے جب نواب کے وکیل نے مدراس پہنچکر گورنر اور کونسلیون کو دیکھا کہ سب کے سب مارے خوشی کے محظوظ و باغ باغ ہو رہے ہین اور اگلے خوف و ہراس کو سب بھول گئے ہین ایسے پیغام کے بھیجنے کے سبب اُسکے موکّل کو ایک نوجوان ناآزمودہ کار گمان کر کے اُن شرطون پر جو اُسنے مقرّر کر بھیجی تھین بہت ہنسے، لیکن آخر کو اِس ہنسی کا ایسا نتیجا ملا کہ اُن کی پشیمانی کا باعث ہوا، تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ حیدر علی خان، غنیم کی آمد آمد کی خبر سنتے ہی خود اپنے سوارون کو ہمراہ لے ندّی پار گیا اور یہہ حکم کیا کہ بہ ارادۂ جنگ پیدلون کی پرابندی آراستہ اور خیمہ توپخانہ لشکر کا سامان ولوازمہ کبیر پیٹن کو روانہ ہوجاے اور میر محمد وم علی خان کو ارشاد کیا کہ وہ اپنے سارے سوارون سمیت اُسکے ساتھ چلا آوے،

جب خان والاشان اُن چھوٹے قلعون تک جن کا بیان اُوپر لکھنے مین آیا، انگریزون کے لشکر کا مقابلہ کرنے گیا تو وہان کیا دیکھتا ہی کہ اُن کے پیدل سپاہی تو تین قطار باندھے چلے آتے اور چوکی پہرے کے لئے کل سوار بطور چنداول کے ہین،

پہلا حکم جو حیدر علی خان نے وہان دیا یہہ تھا کہ اُن دونون چھوٹے قلعے پر سے توپون کو اُتار لین اور اُنھین سے کر اگلے سوارون مین جا ملین، اور جب اُسنے دیکھا کہ

انگریزون کا لشکر وہان نہ ٹھہرا۔ تب آپ ندی پار اُترا اِدھر آیا اور میر مخدوم علی خان کو سوارون کی ایک بڑی جمعیت کا سپہ سالار اور فرنگی سپاہیون کے سردار کو ہزارون اور ڈراگونون کا سالار کر وہان چھوڑ یہہ حکم دیا کہ انگریزی لشکر کا آگے بڑھ آنا نظرون مین رکھین اور اُنکو گھبراہٹ مین ڈالیے اور پاشیدہ و پریشان کرنے مین قرار واقعی کوششین کرین اور اُن پر حملے کرتے رہین تا وے پیچھے کو ہٹ جائین اور حیدری افواج منزل مقصود پہنچنے کی فرصت پاوے۔ چنانچہ مخدوم علی خان کے سوار جن کے آگے آگے ڈراگون اور ہزار کے رسالے تھے چل نکلے تا انگریزی پرون کے بائین جانب کی صف پر حملہ کرین۔ کیونکہ اُن کے طور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وے سب سے پہلے حیدری فوج کے نزدیک آپڑینگے کسواسطے کہ دہنے قطار والے بلندی پر تھے جو ایکایکی یار نہین آسکتے تھے اور فرنگستانی سوار ملازم حیدری بھی نہایت چالاکی اور پیش قدمی کرکے آگے آگے بڑھے جاتے تھے تا غنیم کی قلبگاہ پر ٹوٹ پڑین۔ کہ اتنے مین داہنے کی قطار سے کئی گولے اِن پر چلے جن سے اِن کے دو گھوڑے مارے پڑے ایک تو اُس فرنگستانی رسالے کے عہدہ دار کا تھا جو زین سے پشت زمین پر گر پڑا۔ انگریزونکے سوارون نے ترنت اُسے گھیر لیا اور اُسکے رفقا اُسے چھوڑ کافور ہو گئے۔ یہہ امر اُنکی دغا اور بےوفائی سے وقوع مین آیا کہ اپنے سردار کو یون انگریزون کے حوالے کر دیا۔ اور اُس بیچارے کو گھوڑے سے گرنے کے سبب بڑا صدمہ پہنچا چنانچہ تین مہینے تک مدد اس مین بچھونے پر پڑا رہا۔ ہندوستانی سوار بھی ایسی نمکحرامی جو فرنگی سوارون سے ظاہر ہوئی دیکھکر حملہ کرنے سے رُک رہے بلکہ پھر گئے۔ اور جنرل اسمتھ نے فوراً اپنے سپاہیون کو مقام کرنے کا حکم دیا تا حیدری فوجین وہان سے نکل جائین اور اُسی کے حکم سے کئی گولی بھی اُس حیدری

رسالے پر جو اُسکی فوج کا دور طریق دیکھے گئے تھے چلی انگریزی لشکر شام تک اُسی مقام مین رہا کیونکہ لشکری سر انجام و اسباب جلد پہنچ نسکا، جب سب ساز و سامان آ موجود ہوا تب وہان سے پیچھے کو کوچ کر آیا، اور اُس راہ پر جو ابھو رکو گئی ہی ڈیرھ میل پرے اُس ندی سے خیمے کھڑے کرنیکا حکم دیا گیا،

جنرل اسمتھ نے اُس فرانسیسی عہدہ دار کی جو گھوڑے سے گر اسیر ہو گیا تھا حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی چنانچہ اُسکے سونے کی جگہہ اپنے خاص خیمے مین مقرر کی اور اِس بھید پر بھی اُسے خبردار کیا کہ اِس کوچ مین غرض ہماری قوم کی کچھ اور نتھی بجز اِسکے کہ فرنگستان کے لوگون کو نواب کے لشکر سے بھاگ نکلنے اور انگریزون مین آن ملنے کا قابو ملے، اور یہی برا نتیجہ تھا اُس بندش اور سازش کا جو بہت دنون سے عمل مین آئی تھی،

بیان اُس سازش و بندش کا جسکا انجام یہہ ہوا کہ فرنگستانیون نے حیدر علی خان کے ساتھہ یہہ نمک حرامی اور غدر کیا،

غیرت و ننگ کا پاس و لحاظ ہی کہ جامع اوراق کا دل نہین مانتا کہ اُس نفرت انگیز سازش و بندش کا حال جو اُن دنون وقوع مین آئی ذکر نکرے یا مطلقاً ناگفتہ چھوڑ دے اب تفصیل اِس کلام کی سنا چاہئے کہ بعد مسخر ہونے کبر پیٹن کے نواب بلند اقبال نے اجازت دی تاوہ بہروپیا مکّار فرنگی* جو جرّاحی کا پیشہ کرتا تھا

---

* اُس شخص نے جسکا نام مین اسکے گھرانے کی شرافت کا پاس کر کے ظاہر نہین کرتا ایسی بیہودہ بد سلوکی کی جسکے باعث فرانسیسی سرکار مین بد نام ہو گیا، اور ان دنون قید خانے کی اذیّت و مصیبت کھینچتا ہی،

شرقی سواحل کو جو بنام کارومنڈل مشہور ہی اُن انگریزی عہدہ داروں کے ساتھ (جن سے اِس لڑائی مین قسم و قول لیا گیا تھا اور جو اُن دنون مین اُس سمت کو روانہ ہوتے تھے) جاوے البتہ نواب کو ایسا اذن دینا دوراندیشی سے بعید تھا لیکن بیچارہ انسان کیا کرے اُسکی سرشت ہی مین بھول چوک خمیر کی گئی ہی ہر چند اِس حکم مین کچھ تھوڑا سا فائدہ بھی متصوّر تھا یعنے کہ وہ مکّار لشکرگاہ سے نکل جاے قطع نظر اسکے اُس ناتراشیدہ سے کسی طرح کا شک اور کھٹکا بھی تو نتھا دیکھا چاہیے کہ اُس نالایق کو کیا کیا سنجوگ اور اتّفاقی اسباب بہم پہنچا ہوگا جسّے اُسکا یہہ جگرا ہوا تھا کہ ایسی ایذا اور آزار کا بانی مبانی ہوا

جب پہلے یہاں یہہ شخص کو پہنا تو زمین آیا اُندنون اظہار اُسکا یہہ تھا کہ مین ڈی سنط لوئیز کے بہادر سپاہیون مین کا ایک جوان ہون اور اگلے کسی وقت مین توپخانے کا کپطان بھی تھا اور بالفعل پانڈیچیری کو جاتا ہون حیدری فوجون کے فرنگستانی سپاہدار نے (چونکہ اِس جرّاح نے ملازمت حاصل کرنے کے لئے اُسکی منّت و سماجت کی تھی) اُسکے کہنے کو مان لیا اِس سبب سے کہ کلیکوت کے فرانسیسی کارخانے کے سرگروہ نے اُسکے پاس اِسکی سفارش کی تھی اور پچھلے فرنگستانی اخبار کے کاغذ مین جو اُسکو بھیجا یہے عبارت لکھی کہ یہ خبرین قابل سچ جاننے کے ہین کیونکہ ایک معتبر آدمی کی طرف سے مجھتک پہنچین ہین اور لانے والا اِن کا نام لی شیوالیئر ڈی کریسط جو فرنگستان کے قافلے کے ساتھ تازہ وارد اور پانڈیچیری جانے کا قصد رکھتا ہی خیر اِس سردار نے ایسی سپارش کو دیکھ اور پڑھکے جناب شیوالیئر کی طرف سے کسی طرح کے شک و شبہے کو اپنے دل مین جگہہ نہ دی کیونکہ وہ (چاپا کا تمغا) عیسا

دین کی ایک وردی اِس شکل کی (کہ اُسکی پاکدامنی اور صلاحکاری کا گواہ تھا)
بڑی دھتائی اور گمراہی کے سبب گلے مین پہنے ہوئے تھا۔ اِس جھوٹھے قول
پر وہ سادہ دل سردار نہایت تپاک سے اُسکا مطیع بن گیا یہان تک کہ اُسکو نواب
کے دربار تک لے پہنچایا چنانچہ نواب نامدار نے بھی اپنی ایک فوج کی سرداری
مین اُسے سرفرازی بخشی اور پیش قرار درماہہ مقرّر کر دیا۔ چونکہ یہہ شخص
ایک سیّاح مفلس قلندر کچھ چیز و اسباب نہ رکھتا تھا اُسی سردار نے
اُسے ضروری سامان ولوازمہ بہم پہنچا دیا اور اُسنے انواع طرح کی مہربانیون کے
بدلے ایسی بیوفائی اور بداطواری اختیار کی جسکے باعث تین ہی مہینے کے
عرصے مین نظرون سے اُترا اپنے تمام مدارجون سے گر گیا۔ جب محتاجی اور گدائی
کی نوبت پہنچی تو اُسنے اپنے جرّاحی پیشے کے گھمنڈ سے طبابت کی دوکانداری
پھیلانے کے لیئے حضور والا مین درخواست کی۔ چونکہ سرکار حیدری کا ایک
جرّاح جو پیشتر موشیر لالی کے رجمنٹ مین ایک ہی دربار مین اُسکا ہم پیشہ
تھا درمیان مین واسطہ پڑا۔ التماس اُسکا حضور مین مقبول و منظور ہوا۔ جب
اُس ذوفنون کی یہہ حکمت چلی اور طبابت اُسکی یون جاری ہوئی تو اُس نے
وسیلے سے اُس صاحب کے جو اُسکے تحصیل مطلب کے لیئے ایک
دلیل ہاتھ لگ گئی تھی اپنے تئین شیویلیہر دی کربسط یعنے مسیحی بہادرون کا
ایک بہادر مشہور کیا۔ حالانکہ وہ صاحب سنط لوئز کی ملک تھی
جس کا ایک رخ جدھر تلوار اور لارل (ایک درخت کا نام جسکے
پتّے سدا ہرے رہتے ہین اور اُسکی ایک توپی بنا کر تمغا و صلے کی طرح فتح مند
جوانون کو انعام دیتے ہین تاکہ اُنکی جوانمردیون کے بلند نام دایم باقی رہین)
کی کلاہ کا نقشہ ہوتا ہے۔ ابتک سابوت و درست تھا۔ مگر وہ مکّار اُسکی

دوسرے رخ کو جس پر سنط لوئز کی تصویر بنی ہوئی ہوتی ہی مٹا کر اُسکی جگہہ پر
اپنی طرف سے ایک صلیب کی صورت بنا یہہ دعوی کرتا تھا کہ اِس چلیپا کو
اُسنے خاص ڈول پر پرتگال مین مین نے بنایا ہی کہ اِس سے فرانسیسون کی نمود
ظاہر ہو، فرانسیسی عہدہ دارون نے اُسے منع کیا کہ اِس چلیپا کو مت پہنا
کیجیئے، قصّہ کوتاہ، آخر کو وہ خرما مشخّص بہ سبب اپنے مکّار پنے کے بندیخانے مین
مقیّد اور بعد چندے اپنے اُس ہم پیشے کے وسیلے قید سے رہا اور یورب
کے ساحلون کی جانب ہمراہ انگریزی منصبدارون کے جن کو مدراس جانیکا حکم
حیدری ہوا تھا روانہ ہونے کے لیئے مامور ہوا، چونکہ یہہ بہروپیا عیّار انگریزی خوب
بولتا تھا، وہان اُسنے یہہ دُھن باندھی کہ کسی طرح مسطرم کے پاس اپنے
تئین مقبول و منظور نظر بناوے، مذان بعد ذکر مذکور کرنے اپنی اگلی تجربہ کاری
اور برائیون کی نشانون کے جنھین اُس مرد بزرگ نے سچ جان مان لیا،
یہہ بھی اُسنے بیان کیا کہ حیدر علی خان کی سرکار مین جتنے فرنگستانی سپاہی جنسے
اُسکے لشکر کی ناموری ہی سب کے سب خاص کر بڑے بڑے عہدہ دار
نواب کی تابعداری اور فرمان برداری سے نہایت دل شکستہ و آزردہ ہین
سو مین اِس بات کا اقرار کرتا ہون کہ اگر مجھکو انگریزی سرکار کے نوکرون مین
سرفراز کرین تو ایسی تدبیر کرون جس مین وے سب حیدر علی خان کو چھوڑ
کنارہ کش ہو جائین اور اِس مطلب کے انجام دینے مین حیدری سرکار کا
جرّاح جو میرا قدیم آشنا ہی ہر طرح کی مدد کریگا، انگریزی منصبدار اُسکی
اِس طرح کی باتین سنکر اُس فتّان کو حضور مین کرنیل کال انجنیرون
کے سردار کے جو مدراس کے دفترخانے مین بڑا اقتدار و اختیار
رکھتا تھا، لیگیا،

کرنیل مذکور جو اور متعصب انگریزون کی طرح اِس بات کا یقین رکھتا تھا کہ ہندوستان کے امیرون سے بے فرنگستانیون کی مدد کوئی بڑی فتح نہین ہوسکتی، اِس مکّار کی تدبیر پر بہت خوش ہو اُسکو ایک تحفہ جان مدراس کے گورنر اور نواب محمد علی خان کے پاس لیگیا، اور ان دونون نے بھی اُسکو فرشتہ رحمت کا نوع بنوع کے دُکھ و مصیبت سے بچانے والا جانا، اب اُس بہروپیے دغاباز نے جو لشکرگاہ حیدری سے جرّاحی کے پیشے سے ناشایستہ سمجھکر نکالا گیا تھا، ایکاایکی اپنے تئین گورنر مدراس اور محمد علی خان کے خیرخواہون مین داخل کیا، یہان تک کہ بڑی بڑی طیّاری کی مہمانیون مین بُلایا گیا اور بیش قیمتی تحفہ تحائف کے پانے سے اُسکی عزّت و آبرو کچھ کی کچھ ہوگئی، باوجود اِسکے اِس حال مین بھی وہ بعضے بعضے انگریزون کے طعنہ تشنیع کا نشانہ ہی رہا جو اُسکو بہ سبب اِس قدر و منزلت کے کہ اُسنے اپنے چھل اور فریب سے خاص ہندوستان ہی مین حاصل کی جانتے تھے، اِن دنون ایسے وقت کہ حکومت مدراس کے کارگزار اپنے ٹھہرائے ہوئے مطلب کے پیش رفت ہونے مین غور اور فکر کر رہے تھے کہ کسطور اُس مین قدم رکھین، فرانسیسی کمپنی کی فوج کے ایک قدیمی فرانسیس عہدہ دار نے وہان آکر یہ شکایت کی کہ مجھپر اُس کمپنی کی طرف سے کچھ ظلم واقع ہوا ہی، سو اِس نیّت سے مین یہان آیا ہون کہ انگریز کے لشکر مین مقرّر اور بھرتی ہوکر نواب حیدر علی کی شکست دینے مین کوشش کرون، تب اُسے وہ صلاح و تدبیر کہ اُس مکّار جرّاح نے تجویز کی تھی سنائی گئی، جسپر بے تامّل اُسنے اِس امر دشوار کا انجام کرنا اپنا ذمّے لیا چنانچہ اُسکا کہنا پسند پڑا اور وعدہ یہ ہوا کہ اُسکو اُن سپاہیون پر جو حیدر علی خان کے یہان سے بھاگ آوینگے، لفٹننٹ کرنیل کا عہدہ جلیلہ دیا جایگا، اِس عہدہ دار کے صندوق اور مال و اسباب

نا لوگون کو معلوم ہو کہ مدراس کی سرکار کا کس قدر اُسپر اعتبار رہی۔ تا
گورنر کے پاس بھیج دیئے گئے، چنانچہ اُن سب چیزون کو گورنر نے اپنے خاص
کمرے مین رکھوایا، اور اِس خیال سے کہ کہین حیدر علی خان اِس سازش و اتفاق
کی سنگنی نہ معلوم کرے پانڈیچیری مین یہہ نیا جاسوس بھیجا گیا، اِسنے وہان پہنچکر
نا نواب بہادر کے ہواخواہ اُسکے کہنے کو باور کرین یون ظاہر کیا کہ مین
نواب کے حضور مین جانے کا ارادہ رکھتا ہون، اتنا سنتے ہی کتنے عہدہ دار
فرانسیس اور سپاہی بخوشی اُسکے ساتھ جانے کو مستعد ہو گئے، تب اُسنے
اِس امر مین چالاکی اور دانائی یہہ کی کہ اُن لوگون کے نام ایک فرد پر لکھکر مدراس
کے گورنر پاس بھیجدیا اور آپ وہان سے آگے روانہ ہوا اور وہ یہہ جانتا تھا کہ
البتّہ مدراس کا گورنر اِس بات کی شکایت پانڈیچیری مین لکھ بھیجیگا چنانچہ ایسا ہی
ہوا اور فرانسیس کے گورنر نے شکایت نامہ پاتے ہی اُن لوگون کو جنکے
نامون کی فرد اُسکے پاس موجود تھی اپنے روبرو بلوا کر اُن سے اِس بات کا
اقرار لیا کہ وے بے اُسکے حکم پانڈیچیری سے نہ نکلین، اور اُدھر یہہ جاسوس
بے کھٹکے کوچ بکوچ منزلون پر پہنچتا، کیونکہ اِدھر کا ملک انگریزون کے عمل مین
تھا، الغرض اُسنے کئی دنون مین اہتور کے قریب کرنیل عود کی چھاونی مین پہنچ دو دن
دم لیا، جب وہانکا لشکر جنریل اسمتھ کے مقابلے کو روانہ ہوا تب اِسنے اہتور
مین جا کر ظاہر کیا کہ مین نواب حیدر علی خان کے پاس جاتا ہون، راہ خرچ کی ضروری
چیزین جو اُسنے مانگین بہم پہنچادی گئین، یہانتک کہ وہ حیدری لشکر مین جا پہنچا
فرنگی فوج کا سپہسالار ملازم حیدری اُسکے آنے کو غنیمت سمجھ خوش ہوا
کہ حسن اتّفاق سے ایسا یار غمگسار اُسکے ہاتھ لگا اِسلئے ہر طرح سے اُسکی
تعظیم و خاطرداری مین کوتاہی نکی، آخر کو کچھ دنون بعد خدمت مین رضا علی خان کی

جو اُسکو بہت دنون سے پہچانتا اور اُسکے عالی خاندان کے لحاظ سے اُسپر بڑا اعتماد بھی رکھتا تھا گیا، خان موصوف اُسکو نواب بہادر کے حضور مین لے گیا، نواب عالی فہم باوجودیکہ ہمیشہ اُسکا یہہ معمول تھا کہ فرانسیس سپاہی کو بڑی خوشی و رغبت سے باریاب ہونے دیتا لیکن اِسے دیکھہ ایسا چین بجبین اور برہم ہوا کہ حاضرین کو اُسّے حیرت اور تعجّب آیا باعث اِس خلاف عادت کا یہہ تھا کہ قبل اِسکے میر مخدوم علی خان نے اِسی شخص کو فرانسیسون کے سوارون کی سپہ سالاری مین ان دنون کہ یہہ چھنجی سے پانڈیچیری کو اُنھین لیئے جاتا تھا دیکھکر اُسکا بہت چاہا اور بزدلا ہونا بوجہ معقول نواب کے خاطرنشین کر چکا تھا اب یہہ بات غیر ممکن تھی کہ نواب کسی کے کہنے سننے سے اُسپر مہربانی کرتا، اور یہی سبب ہوا کہ وہ جاسوس ہزّارونکے اُس رسالے کی منصبداری کے عہدے مین جسکا ان دنون کپطان تھا بھرتی نہ ہوا، چونکہ سپاہ ار مذکور کے خیال مین ہرگز یہہ صورت نہین سماتی تھی کہ اچھے گھرانے کا نام و ننگ والا آدمی اپنی عزّت مین نامردی اور بددلی کا بٹّا لگا بدنام ہو اسواسطے اُسنے یہہ گمان کیا کہ ظاہراً میر مخدوم علی خان نے اُسے بیوجہ نواب بہادر کی نظرون سے گرایا، قضاکار، اُس جاسوس کے آنے کے کئی دن پیچھے ترناملی کی لڑائی درپیش ہوئی، رسالون کے سردارون نے حکم سے اپنے سپہدار کے جو توپخانے کی اہتمام و سربراہی پر متعیّن ہوا تھا یہہ چاہا کہ اِسی جاسوس کو لڑائی کے وقت اپنی سرداری مین اختیار کرین، یہہ کم بخت اُس کام کو انکار کر ہمیشہ نواب کے پیچھے رہا کرتا، اِس وقت مین نواب نے اُسکو ہزّارون کے ایک شخص کے گھوڑے پر سوار دیکھہ ارشاد کیا کہ اُسکو اُسکے بدلے ایک دوسرا گھوڑا دین جسکا سوار ہزّارون کے گروہ سے اُن دنون مارا گیا تھا، یہہ حکم اُسکے لیئے بڑی ذلّت و خفّت کا سبب ہوا،

جب حیدری فوج سنگوہن سے روانہ ہوئی تاکبیر پیٹن و انباڑی کے درمیان
اُترے سپہدار حیدری نے بالرزّی کی طغیانی کے سبب وہان کچھ توقف کیا،
تب نواب بہادر نے ہزّارون اور ڈراگونون مین باہم ناچاقی ہونے کی خبر اُسکے
پاس بھیجی، یہان اِس مجمل کلام کا یہہ ہی کہ ان دونون گروہ نے اپنی تنخواہ
لینے مین اگرچہ ضابطے کے موافق اُنھین دی جاتی تھی انکار کیا ہونے کے سکّے کے
عوض روپے کا سکّہ لینے پر اڑے کیونکہ اِس صورت مین فی ماہ اُنھین اڑھائی
روپیہ کا فایدہ ہوتا تھا، چونکہ اِس طرح کا بکھیڑا آگے کبھی نہین ہوتا تھا،
لاچار اُس سپہدار کو اُن کے قایل معقول کرنے کے لیئے پچھلی لڑائی کا ماجرا
جس مین اُنھون نے شکست اُٹھائی تھی یاد آیا اور چشم نمائی اور تنبیہہ
کی ایک دلیل مل گئی، تب اُس نے اُنھین سمجھانے اور یاد دلانے کے
واسطے یون کہا جوانون تمھاری وہ مثل ہی کہ گولا باروت کہین جاے طلب لینے
سے کام، یہہ شرم کا مقام ہی کہ بیسا لیتے وقت تو ردّو کد کرتے ہو پر حق ثابت
کرنے کی فکر و کوشش نہین کرتے، اِس بات پر وے سب کے سب آزردہ ہو
اُسی دن شام کو اپنے ساز و ہتھیار سمیت رام چندر مرھٹّے کے لشکر مین
جا نوکری کے خواہان ہوئے اور سردار اُنکا یہہ خبر سن گران ڈیل بہادرون کا غول
ساتھ لے اُنکے پیچھے چڑھ دوڑا، اُدھر رام چندر نے نواب بہادر کے غضب
سے ڈر کے مارے یہہ حکم کیا کہ یے لوگ ہماری لشکرگاہ مین رہنے نپائین، جب
اُن لوگون نے اپنا یہہ حال از پیش راندہ و از آن سو ماندہ دیکھا مجبور ہو اُس سپہسالار
کے پہنچنے کا رستا تک رہے تھے جب وہ آیا تب تو اُنھون نے اُسکے حکم سے
ہتھیار کھول اُسکے آگے رکھ دیا، اُس نے کچھ دن اُن کو قید رکھا، آخر نواب
عفو شعار کے فرمان سے پھر اپنے اپنے عہدے پر سرفراز ہوے، اخبار کے

قاصد ویلور سے حیدر علی خان کے حضور مین اور سنطاس سے اُس سپہدار
کے نزدیک یہ خبر لائے کہ انگریزون نے ایک طرح کی دغابازی اور فریب کی
طرح قائم کی ہی یعنے اُن فرنگیون کو جو حیدری فوج مین ہین بھگوانا منظور ہی
اِس خبر کے سنتے ہی اُس سپہدار کے ذہن مین آگیا کہ اِسّے بہتر کوئی علاج
نہین کہ سب فرنگی سپاہیون کو اپنے سامھنے بلا چلیپا اور کتاب آسمانی کی یہ
قسم دے کہ وے ایمان داری اور اخلاص سے نواب کی نوکری بجالایا کرین
اور جب کبھی کوئی بات خلاف مطلب، خواہ نواب بہادر کے ہو خواہ اُسکے واقع ہو
تو اطّلاع کردین اور زنہار نواب کی نوکری چھوڑنے کا قصد و جرأت بغیر اُسکے
استمزاج کے نکرین، فرنگی جاسوس نے لشکرگاہ حیدری مین اُس زمانے کا ایک
اچّھا آشنا پایا جو حیدری سرکار کا جرّاح اور شیولئیر ڈی کریسط کا خیرخواہ تھا،
کیونکہ یہ شخص جوفتنہ فساد کا تو خواہان اور آرام و قرار سے بیزار تھا اپنی سرشت
کے تقاضا اور طینت کے فتوے سے خطرناک کامونکا چسکا رکھتا اور یہ خواہش
چاہتا کہ اپنے تئین خلائق مین بدنام اور انگشت نما کرے، چنانچہ اُس نے سرکار
مدراس کے کارگزارون کے پاس یہ پیغام بھجوایا کہ اگر مجھے سرجین میجر کا
عہدہ ملے تو اِس شہر مین ہر طرح کے کام مین اِقدام کرون، مگر جبکہ اِس جعل
و بناوٹ کی بات کے موافق اُسکی کچھ دال نہین گلتی تھی کہ اُن سپاہیون کو
جنھون نے سردست قسمین کھائین تھین الف سے بے کہے اور اپنی حکومت
دکھلاے یا نواب کی نوکری چھوڑنے کے لئے اُن پر جبر کرے، تب یہ
سارا ماجرا مدراس لکھ بھیجا، اور اپنی اِس ضرورت کی بھی اطّلاع دی کہ اب کئی
پادری جیبوط نام کہ بالفعل لشکرگاہ حیدری مین ہین ہمارے ساتھ
اِس کام کے انجام کرنے کے واسطے مددگار رہین، اور مناسب ہی کہ

پانڈیچیری کے گورنر کا ایک سپاہ شناسہ جعلی پادریون کے پاس بھیجا جاے جس مین اس امر کا ذکر رہے کہ یے بزرگوار فرانسیس قوم کے آدمیون کو سمجھا کر اس راہ لگاوین کہ وے نواب بہادر کی نوکری و رفاقت ترک کرین اور انگریزون کی چھاونی اور ملک کے رستے پانڈیچیری کو روانہ ہو اپنے فوج مین جاملین؛

اب اِن پادریون کا حال سنئے چونکہ بالکل بے خیرات خورے انگریزون کے ٹکڑون پر پلتے تھے اور ہندوستان مین کسی طرح کی وجہ گذران یا روزی نہین رکھتے مگر جو کچھ کہ انگریز خوشی سے اُنھین دین؛ اب اِس گروہ نے اپنے کو پابند اِس بات کا جانا کہ وے اُن حکم احکام مین جو اُنھین بھیجے اور سکھلاے گئے تھے بہ دل مصروف ہون؛ خیر یہ تو اِسی فکر مین تھے کہ اُنہین دنون پانڈیچیری کے گورنر کی طرف سے ایک جھوٹھا بنایا ہوا خط اِس مضمون کا کہ اُن پادریون کے گھرون مین نوکرون کے آنے جانے کی سند جارج مین کچھ روک ٹوک نہو؛ نواب بہادر کے پاس پہنچا؛ چنانچہ سرکار والا سے اِس امر کی پروانگی پادریون کو ملی تب تو یے لوگ اِس بہانے سے انگریزون کے وکیل بنے؛ اِنکا خط اور نامہ پیام اُنکے جاسوسون کی طرف بھیجنے لگے؛ اور اسی کے ضمن مین ایک ایسے اچھّے قابو کے بھی مترصّد تھے جس مین انگریزون کی اُس فرمایش اور کام کو پورا کرین؛ چنانچہ اسی خیال سے اُن فریبیون نے خفیہ وہ جعلی خط فرانسیسی سپاہیون کو نواب سے پھر جانے کے لئے دکھلا کر یون کہا کہ ہمین اِس امر کی مناہی ہی کہ یہ خط تمہارے سپہدار کو دکھلاوین بلکہ گورنر نے یہ خط ہمارے پاس بھیجاہی تاہم لوگ عیسائیون کو اِس گھات اُتارین کہ وے امیر مومنان حیدر علی خان کی نوکری سے باز آوین؛ اور چونکہ اِنہین بزرگوارون کے

کلام کا نام دین عیسائی ہی یہ بھی اُنہین کا ایک مسئلہ تھا جو سپاہیون کو سنادیا کر
بھائیو، غیر دین والے کے ساتھ قول قسم کرنے کا کیا اعتبار، ہم اقرار کرتے ہین
کہ تم اس عہد شکنی کے سبب زنہار پروردگار کے دربار مین ماخوذ و گرفتار نہوگے
اس بات کو کہ پادریون نے ایسا خط فرنگی سپاہیون کو دکھلایا ممکن نہین ہی
کہ کوئی نمانے اور اُسکا انکار کرے، کیونکہ اِس کا چرچا ایک جہان نے
سناہی چنانچہ بہت سے آدمی جو بالفعل فرانسیس کے دارالسّلطنت مین موجود
ہین گواہی سے اِسکو مقام ثبوت مین پہنچا سکتے ہین اور اِسمین توشک ہی
نہین کہ وہ خط جعلی تھا، کہ واسطے کہ پاندیچیری کے گورنر کے ہاتھ مین اِس
بات کی کوئی دستاویز نتھی کہ وہ اِس خط کو فرانسیسی سپہسالار سے چھپانے
کہتا کیونکہ اُسکے دستخط خاص کے بہت سے خط اُس سپہدار کے پاس تھے جن سے
ہر طرح کا بھید جعل یا سازش کا فاش ہو جا سکتا تھا، القصّہ جب بوت پادریون
نے اِس امر مین انگریزون کی خیرخواہی کی، بعد اِسکے برطکیشون کے تین پادری
انگریزی پادری کے ساتھ جو صلح کا پیغام لیکے مدراس جانا تھا روانہ کئے گئے، جب
برطکیشون کے پادری ویلور مین پہنچے اور جب بوت پادریون نے دو چٹّھیان
جنرل اسمتھ اور وہان کے گورنر کو دین، وے دونون اِس مقدّمے مین کہ
اِن دین عیسوی کے مرشدون نے کیون اِس طرح کی قاصدی اختیار کی ہی
سخت متعجّب ہوئے، خصوصاً اِس بات کے معلوم کرنے سے کہ وہ
کام ناگہانی واردات کی قسم سے نتھا بلکہ قدیمی اور واقعی، جب بوت پادریون نے
ڈرتے کانپتے اِس حقیقت کو بیان کیا اور یہ کہا کہ ہم اِس امر مین محض
بےقصور ہین اور ہرگز وہ رائیہ اِس فریب اور بناوٹ سے کہ خلاف مرضی ایسے منصب
کے جسکے احسانون سے ہماری گردن جھکی جاتی ہی عمل مین آئی ہی واقف

نہین، سچ ہی کہ نواب بہادر نے اُن کے چلتے وقت ایک ایک کو تین تین سَو روپئے مرحمت کیے تھے، اگر نواب چاہتا تو اُسے یہہ دست قدرت تھی کہ ان کمینون کو ایسی تنبیہہ و سزا جسکے یہ سزاوار تھے کرتا، جب نواب بہادر کیپہر پٹن کو پھر گیا تب جنرل اسمتھ نے وانمباڑی کو محافظ سپاہیان حیدری سے خالی پا کے اپنے دخل مین کر لیا، پر اس جہت سے کہ وہ، اسباب و لوازمہ اور رسد و غلہ پہنچنے کا جو دور دور سے وہان آنے والا تھا انتظار کرتا تھا، یہہ اُس سے نہو سکا کہ حیدر علی خان کا پیچھا کرے، اور باربرداری کے لیے چارپایون اور چھکڑون کی اسقدر قلت اور نایابی تھی کہ ناچار اُسے ضرور پڑا کہ تھوڑی سی اپنی فوج رسد لانے کو آگے بھیجے، جنرل اسمتھ کے مطلب مین دیری ہونے کی وجہہ تھی کہ بالکل جنگی اسباب و لوازمہ اور غلہ اور لشکری ذخیرہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا جو انبور مین حیدر علی خان کے قبضے مین آیا،

اِن دنون گورنر مدراس نے اپنے وعدے کے موافق ایک جماعت سوار و پیادون کی نگاہداشت کر اُسکا نام اجنبی سپاہ رکھا اور اُسکی سرداری کا اختیار اُس فرانسیس جاسوس کے ہاتھ جو حیدری لشکرگاہ مین تھا سونپ دیا اور شیو ولیبر دی کریسط کو اُسکا داروغہ بنایا، اب اِس ناپسندیدہ اور نفرت انگیز روایت کے مختصر اور ختم کرنے کی نظر سے اِس جگہہ پر اتنا ذکر کر دیا جاتا ہی کہ اُس نئی نگہداشت سپاہ کا انجام کار شیو ولیئیر کے مکر و فریب کے موافق جسنے نہ فقط حیدر علی خان کے اذیت و آزار پہنچانے کے واسطے بلکہ اُسکے مار ڈالنے کو بھی کی تھی سب کا سب برباد ہو گیا، اور جو جو لوگ پانڈیچیری یا اور مکانکی جانب نئے سپاہی نگاہداشت کرنے گئے تھے اُنکے بھید ظاہر ہو گئے اور نئے سوار بالکل پانڈیچیری کی طرف بھاگ نکلے و نواب بہادر کی خدمت مین التجا لائے اور گھوڑے جو لیے لاے

تھے، ہرچند اُسی سرکار کے چرائے ہوئے تھے، تو بھی اُسنے قیمت دے دے مول لیئے، اِس اجنبی سپاہ کا بد نصیب سرغنہ، انگریزون کے حکم سے جن کی خیرخواہی کے واسطے دین ایمان سب اس نے دھو بیٹھا تھا، لشکری محکمے عدالت مین اِسطرح نااہل ٹھہرایا گیا کہ ایسا آدمی سالاری کے قابل نہین کیونکہ کم حوصلہ اور بزدل ہے، چنانچہ وہ، لشکر سے نکالا گیا اور شیو یلئیر ڈی کربسط جو اُس بدکرداری کی بنیاد کا بانی تھا قید و بند مین گرفتار ہوا، جب نظام علی خان (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا) حیدر علی خان سے رخصت ہو کر بہ کو روانہ ہوا تو اُس کی سرکار کے دیوان مختار کل رکن الدولہ نے نواب محمد علی خان کو جسّے وہ برادری کا رشتہ رکھتا تھا یہ لکھ بھیجا کہ مین نے بڑی کوشش و جان فشانی کر کے آخر اپنے آقا کو اِس بات پر راضی کیا کہ اُس نے نواب حیدر علی خان سے جدائی اختیار کی، اب اگر آپ اور انگریزون کو منظور ہو تو مین بطور مختار ایلچی کے مدراس مین آؤن تا آپ کی خاطرخواہ آپسمین قول قرار کیا جاے،

اِس پیغام خوشی انجام کے سنتے ہی فوراً گورنر اور صاحبان کونسل نے اُسکی ملاقات کے لیئے اپنا اشتیاق لکھ بھیجا، چنانچہ رکن الدولہ اور رام چندر سردار مرہٹہ جو نواب نظام الدولہ کے ایک اخلاص مندون مین تھا نہایت کرّوفر سے روانہ ہو مدراس مین پہنچ بہت عزّت و تپاک سے استقبال اور ہر روز فرنگ کے نادر و غریب عجائبات کے دکھلائے جانے اور عمدہ عمدہ تحفہ تحائف کے پانے سے کمال محظوظ و ممنون کیئے گئے، تب اُن چالبند وکیلون نے اُس اقرار نامے کو بھی (جو نظام علی خان کی طرف سے بالکل اُسکی جگہ زمین کی مالکی اور آرکات کی نوابی محمد علی خان کو مقرر کرنے پر مشتمل تھا) اپنی اپنی دستخط کر مضبوط اور استوار کیا، اور نظام علی خان کی جانب سے کچھ مطالبہ

کی اُترّوالی چار ون سرکاروں کو معہ اُسکے شہر انگریزون کے واسطے انعام کے طور سے مقرّر کر دیا،

بعد اسکے دو کونسلی مدراس سے حیدرآباد مین نظام علی خان کے پاس بطریق ایلچی روانہ کیئے گئے، جب وے وہان پہنچے تو اُس نے بیش قیمتی تحفے و ہدیے اور بیش بہا سوغاتین اُن کو اور مدراس کے گورنر کے واسطے بھی دے کر بڑی توقیر و عزّت سے اُنھین رخصت کیا،

مرارراو سردار مرہٹہ جو سرا کے اُسطرف ایک چھوٹی سرزمین کا مالک تھا دو ہزار بان سمی سوار اور تین ہزار پیادے کی جمعیّت سمیت لاچار و مجبور انگریزی لشکر مین آداخل ہوا کیونکہ انگریزون نے اُنکو جابجا سے کمک و مدد مانگی تھی،

جنرل اسمتھ کا کوشش کرنا صلح کرنے مین نواب حیدر علیخان کے ساتھ اور نا امید ہونا اُسکا اس کام مین

جنرل اسمتھ نے جو حیدر علی خان کے ملک اور اُسکی لڑائی کے حال سے بخوبی خبردار تھا، بہت سا چاہا کہ مدراس کے کونسلیون کو نواب کے صلح کا پیام مان لینے پر راضی کرے، لیکن جب اُسکی کوششون نے کچھ فائدہ نہ بخشا تب اُسنے صاحبان کونسل کے حضور مین یہہ عرض کی کہ میرے نزدیک تو قلعون کے محاصرے مین اوقات ضائع کرنی عبث ہی، اُسکے بدلے مناسب ہی کہ نواب کی افواج کا تعاقب کر کے ہر طرح اُسے تنگ کرین اور درصورتیکہ حریف سامھنا نکرے تو اُسکے بعضے نامی قلعون کو گھیر لین، چنانچہ دارالسّلطنت بنگلور قابل محاصرہ ہی اگر اجازت ہو تو ہم اُسکا قصد کرین، لیکن سرکار مدراس کے

کارگزارون نے یہ ارادہ مصمّم کیا کہ پہلے اُن سب مکانون کو تسخیر کرلینا ضروری ہی جو گھاٹیون یا ایک بڑے پہاڑ کے سلسلے کے اُس طرف ہین، چنانچہ جنرل موصوف پر بتاکید حکم صادر ہوا کہ وہ اپنا لشکر دو حصّہ کرے، آدھے پر تو کرنیل عود کو سردار مقرّر کر واسطے محاصرہ و تسخیر کرنے اُن قلعون کے جو وادیون کے درمیان واقع ہین. بھیجے، اور دوسرا حصّہ وہ آپ لیکر حیدر علی خان کو لڑائی بھڑائی مین لگا رکھے،

جنرل اسمتھ اِس حکم کو بجالایا اور جیسا اُسے منظور تھا بخوبی انجام پایا، کرنیل عود نے اکثر مکانون کو جنکے محافظ، جنگ و قتال کے قاعدے قانون سے واقف نتھے اپنے دخل مین کرلیا، چونکہ جہازات نواب بہادر کے اُن دنون گویہ کے ملک کی طرف تھے اُنکی دست درازی سے بچ رہے، ایسی فتحون کے ہونے سے مدراس کے کونسلی اور گورنر مارے خوشی و افتخار کے پھولے نہین سماتے تھے خاص کر جب اُن لوگون نے سنا کہ بمبئی سے آٹھ ہزار جہازی جنگی سپاہ منگلور مین اُتر کے اُسے فتح کرچکے، اور تین سو ضرب توپ بھی اُنکے ہاتھ آگئین، بعد ازان اُس لشکر کے سپہدار نے یہ اطلاع دی کہ اب مین چاہتا ہون جتنی جلدی ہوسکے حیدر نگر پر چڑھائی کرون کیونکہ یہ بے کھٹکے مفتوح ہو جایگا اور بہت سا حیدر کی خزینہ دفینہ بھی جو وہان گڑا اگر ایسا ہی ہاتھ آیگا، خلق اللہ کے سنانے کے واسطے اِس خبر بشارت اثر پر قلعہ سنٹ جارج سے ایک سو ایک توپ کی شلکین ہوئین اور منگلور کے بھی مسخّر ہونے کا حال کیا ہندوستان کیا اور مرز و بوم مین جہان فرنگی معمور رہے تھے سب جگہ اشتہار کردیا گیا،

آمادہ ہونا حیدر علی خان کا بمبئی کے لشکر کو مار ہٹانے پر اور انگریزون کا بنگلور کے لینے کے واسطے تہیّہ کرنا،

چونکہ منگلور مین انگریزی لشکر کے اُترنے کی خبر فی الفور نواب بہادر کو پہنچ گئی تھی اسواسطے اُنکے مدافعے کو ضرور جان بدنگر، سرا، سرینگپٹن کی فوجون کو حکم ہوا کہ نرنت کنٹرے کی طرف روانہ ہون، ٹیپو سلطان بھی اِس فرمان کے سنتے ہی تین ہزار سوار جرّار ہمراہ لے جلد روانہ ہوا، نواب بہادر آپ بھی تین ہزار گرانڈیل سپاہی، کئی ضرب توپ اور بارہ ہزار چیدہ سوار معیت اُس طرف کا عازم ہوا اور باقی افواج کی سپہسالاری میر مخدوم علی خان کو دے ارشاد کیا کہ اپنے کو خطرون سے بچاکر دونون انگریزی لشکر کے ساتھ اِسطرح مقابلہ و محاربہ کرتا رہے کہ وے آگے بڑھنے سے مجبور و پریشان ہو کر پچھلے قدم ہٹ جائین، نواب بہادر کے کوچ کرنے کی خبر جنریل اسمتھ نے سنتے ہی بنگلور محاصرہ کرلینے کو مدراس کے کونسل مین لکھ بھیجا، کونسل والون نے جو بنگلور ہاتھ لگنے کے مشتاق ہی ہو رہے تھے اُسکے اِس التماس کو پسند کیا، لیکن چونکہ پہلے منگلور کا مسخّر کرنا اُن کے نزدیک بڑا ضرور تھا، اِس لئے یہہ تجویز ٹھہری کہ کرنیل کال انجنیرون کے سردار کو اِس مہم کی اہتمام دی جاوے، اور اِسواسطے کہ وہ، جنریل اسمتھ کا تابعدار و محکوم نہ بنے اُس لشکر مین مشورے و صلاح کی ایک مجلس مقرّر ہو جسکا بار اِن تین بڑے سردار یعنے نواب محمد علی خان، کرنیل کال، سطر ماکس کے ذمّے رہے، پچھلے دونون صاحب مدراس کے کونسلی تھے، اور انھین کو اِس لڑائی کے سب امورات جنریل اسمتھ کے ساتھ فیصل کرنے کا اختیار تھا، اِس خوف سے کہ مبادا ایسے نامی اشخاص اِس لڑائی پر جو

انگریزونکے نزدیک بھاری مہم ہی فتحیاب نہونے یا ناکام ہونے کے باعث عتاب
و خطاب مین پڑین احتیاطاً قلعہ سر کرنے کے واسطے سولہ غبارے یا خمپارے ،
پینتیس بڑی توپ پچاس چھوٹی اور بعضی ضروری چیزین اُن کے ہمراہ کردی گئین
چونکہ یہ سب سامان و سرانجام بنگلور تک اسّی فرسنگ کے فاصلے پر لیجانا تھا
اور باربرداری کے بیلون کا بہم پہنچانا مشکل ، اسلیئے کتنی منزلین ٹھہرائی گئین
جہان وے لوگ توقّف کرین جبتک کہ سارا لوازمہ محاصرے کا موجود ہو ،

دخل کرنا جنریل اسمتھ کا بعضے حیدری قلعون پر حیلے سے اور پھر لے لینا میر مخدوم علیخان کا اُسکو اُسیطرح کے حیلے سے

جنریل اسمتھ نے یہ منصوبہ باندھا کہ بنگلور کی راہ مین جو قلعے واقع ہین پہلے اُنھین
لے لیا چاہیئے ، جسّے رسد آنے کا رستہ کھل جاے اور کچھ روک ٹوک باقی نرہے ،
اِس ارادے سے دغا و فریب کر وہان کے ایک گڑھ پر متصرّف ہو گیا ، تفصیل
اُسکی یہ ہی کہ اُسکے جاسوسون نے میر مخدوم علی خان کے ایک ہرکارے کو پکڑا
جو اُسکی طرف سے بنگلور کے قلعدار پاس خط لیئے جاتا تھا اِس مضمون کا کہ آج ہی
شب کو پانسو سپاہی کی کمک پہنچیگی ، چوکس رہا چاہیئے مبادا اِس مکان کو اعدا
محاصرہ کرلین ، تب جنریل موصوف نے اِس خط کو اپنے ہرکارے کے ہاتھ جو
حیدری لشکر کی راہ و رسم سے بخوبی آگاہ تھا دیکر اُس قلعدار کے پاس
روانہ کیا اور زبانی بھی اُسے یون کہا کہ وہان جاکر ظاہر کرے کہ ابھی کوئی دم مین
کمک آپہنچتی ہی ، اور اُدھر سے رات کو پچھلے پہر انگریزی لشکر قلعے پر ٹوٹ پڑا
اور اپنا دخل کرلیا ،

جب میر مخدوم علی خان پر حریف کا یہ چھل کھل گیا، چند روز بعد وہ بھی اُسکے ساتھ
اُسی طرح کا حیلہ عمل میں لایا، یعنے اُسنے اپنے ہندوستانی سوارون کو جن مین
کتنے آدمی انگریزی ڈراگونونکی صورت نیلی بانات کا لباس رکھتے تھے حکم کیا تا وے
اُس قلعے کے میدان مین جا اپنے تئین نمایان کرین، اور اُنھین سے ایک شخص کو
جو انگریزی ڈراگونون کے رسالے کا تھا اور اپنے گھوڑے سمیت انگریزون کی
نوکری چھوڑ حیدری افواج مین آن ملا اور محلّ اعتماد تھا، قاصد بنا کر اُس قلعہ دار
کے پاس بھیج دیا تا اُسے اِس پیام کو انگریزی زبان مین یون بیان کرے کہ حیدری
سوارون کے ایک بڑے غول نے ہمارا پیچھا کیا تھا، سو بہزار خرابی ہم اُن سے
بھاگ نکلے، اب ہمارا رسالدار ساتھیون سمیت اِس مکان کی نواح تک آیا اور
مجھے آپ کی خدمت مین بھیجا اور التماس یہ کیا ہی کہ آپ شفقت کی راہ سے قلعے کا
دروازہ کھلا رکھئے تا ہم اُن سے بچ کر قلعے مین چلے آئین، بعد بھیجنے اِس قاصد کے
تھوڑے ہی عرصے مین غت کے غت سوار اُس دروازے سے جو کھلا ہوا تھا قلعے
کے اندر داخل ہو گئے، اُدھر کرنیل عود نے صاحبان کونسل کے اشارے سے کئی
قلعون کا محاصرہ کیا تھا، پر آخرش سپاہ کی کمی کے سبب مدراس کے کونسل مین
کمک بھیجنے لکھ بھیجا، بعد اِسکے دارماپوری کے محاصرہ کرنے کی فکر کی، پایندہ خان
نامے قلعے دار نے کہ مرد شجاع اور دلیر تھا قلعے کے بچانے مین بڑی ساونتی اور بہادری
کی، اور جبتک دیوار نہ گری اور کھائی نہ بھری سفید علم کہ علامت امان مانگنے
کی ہی ہرگز کھڑا نکیا، اور جب اُسکے وکیل کرنیل عود کے پاس گئے تو اُس نے
سوائے قلعہ چھوڑ دینے کے اور کوئی شرط دریش نہ کی، چونکہ وکلا بغیر مرضی
قلعہ دار کے کچھ اور بات کا اختیار نرکھتے تھے، قلعے کو پھر آئے، اِتنے مین انگریزی
سپاہ خندق سے نکل نکل دریچون تک آ گئی، پیچھے سے اور سپاہ بھی آملی،

تمام پاٹ باٹن سپاہی، قلعہ دار سمیت اپنے ترکے، اور دوسرے عہدہ دار
بھی مارے پڑے، فقط بارہ نفر فرانسیسی تو بھی انگریزی افسرون کی
سفارش سے جانبر ہوئے،

اس مقام مین کہ انگریزی سپاہیون نے باوجود سپید نشان قلعے مین قایم ہونے
کے جو ایسی بیرحمی و بیدردی کا کام کیا وجہ اسکی ایک دوسری روایت
سے یون معلوم ہوتی ہی کہ کرنیل عود کے لشکر والے بہت جھنجھلائے ہوئے
تھے کہ کہین بھی ان فتح کئے ہوئے قلعون مین کچھ لوٹ کی چیزین اُنکے ہاتھ نہ چڑھی
تھین کیونکہ حیدر علی خان نے پہلے ہی اُن قلعون کے رہنے والون کو تاکید کر دیا تھا
کہ اُن مکانون کو چھوڑ اپنا اپنا مال اسباب لے نکل کھڑے ہون، اور ایسا ہی
حکم پایندہ خان قلعہ دار کو بھی صادر ہوا تھا کہ سپاہیون کے پاس سوائے اُنکے
ضروری اوڑھنے بچھونے یا لباس پوشاک کے اور کچھ نرہے، اور یہہ بھی
نواب بہادر کا قول تھا کہ انگریز صرف لوٹ تاراج ہی کرنے کے لالچ سے جنگ
جدال کرتے ہین مین نہین چاہتا ہون کہ وہ اپنے مطلب پر فیروز ہون، یہہ مشکل
کہ کرنیل عود اور اُسکے دوسرے عہدہ دارون نے اپنے سپاہیون کو ایسے
کثرت کی خونریزی و قتل سے باز رکھا، بآسانی حل ہو سکتی ہی، کیونکہ وہ امر
اُسکے بے حکم واقع ہوا تھا، کچھ دنون بعد میر مخدوم علی خان نے دارماپوری
کے مظلومون کا خوب بدلا لیا کہ ویلور کے میدان مین انگریزی سپاہیون کے
پلٹن کو قتل عام کروایا، اور حیدر علی خان کے دل مین کرنیل عود کی طرف سے ایسا
بغض و کینہ جما گیا کہ خاص کر اکثر اُسکے لشکر پر تاخت کرنے اور زک دینیکا
ارادہ رکھتا تھا، فی الحقیقت اگر یہہ کرنیل اُس کینہ کش نواب کے پالے پڑتا
تو گمان غالب تھا کہ اُسکے ہاتھ سے بڑے عذاب و سیاست مین گرفتار ہوتا،

بعد مسخر ہونے دارا پوری کے کرنیل عود کی فوجین حسب الحکم کونسل مدراس کے جنریل اسمتھ کی فوج سے جا ملین تب اُس سپہسالار نے رسد کی راہ کا بند و بست کرکے بنگلوری طرف کوچ کیا اور اُسکے قریب کے کتنے گڑھون کو جیسے کولار ہاسکوٹہ وغیرہ لے لیا اور چونکہ اُسے یہہ منظور تھا کہ آیندہ اور مکانون کے محاصرہ کرنے کی نیّت سے ہاسکوٹے مین ذخیرہ جمع کرے اِس واسطے اُسکے مظبوط و استوار کرنے مین بڑی کوششین کین

پہنچنا وکیلون کا دیونہلّی کے باشندون کی طرف سے امان نامہ مانگنے جنریل اسمتھ کے پاس اور حسن سلوک اُس سپہسالار کا اُن کے ساتھ اور یہہ ماجرا سنکر حیدر علی خان کا خوش ہونا

جنریل اسمتھ جب ہاسکوٹہ کو پہنچا تو باشندگان دیونہلّی کے وکیلون نے اُسکے حضور مین حاضر ہو مبالغ کثیر بطور نعلبندی کے گذران کر یہہ عرض کی چونکہ یہہ قصبہ اور قلعہ حیدر علی خان کے مولد یا جنم بھوم ہونے کے سبب فضیلت و شرف رکھتا ہی اور اِسی واسطے اُس امیر اقبالمند کے نزدیک بہ نسبت اور شہرون کے اُسکی بڑی قدر و منزلت ہی جنریل نے اُن کے جواب مین کہا کہ مین بھی اِن مراتب کا خیال و لحاظ رکھ پہلے بسر و چشم اِس امر کی پاسداری و رعایت کرتا ہون تا دوسرے بھی میری پیروی کرین چنانچہ خوشی سے اُسنے ایک عہدنامہ جسکے سبب وہ شہر اور اُسکے آس پاس کی بستیان تاراج سے انگریزی افواج کے محفوظ رہین لکھکر اُنھین دیا اور روپے جو وے لائے تھے پھیر دیا اور اپنی سپاہ پر تنبیہ کیا کہ بلا اجازت کوئی اُدھر

جانیکا ارادہ نکرے، جنرل اسمتھ کی اس انسانیت و مدارات نے اُسکی اُس عزّت و آبرو کو جو مدّت سے نواب بہادر کے دل مین تھی دوچند کر دیا چنانچہ نہایت خوش ہو کر دو راس اسپ عربی خاص گھوڑون مین سے جڑاؤ زین سمیت جنرل موصوف کو بطور پیشکش بھیجا،

افواج بمبئی کے سپہدار نے منگلور مسخّر کرنے کے بعد جب دیکھا کہ اب کوئی کام باقی نہین مگر یہہ کہ وہان سے کوچ کر حیدر نگر لے لے، تب مدراس کے کونسل مین اس حال کی اطّلاع کی لوگون نے ہر چند اُسے دشوار گذاری راہ کی بیان کی اور کہا کہ اوّل تو حیدر نگر یہان سے سات فرسنگ کے پلّے پر ہی اور راہ مین علاوہ گنجان درختون کے، جنگل پہاڑ ندی نالے بھی کثرت سے ملتے ہین خصوصاً شہر کے قریب تو عجب بیندّی کڈھب راہین ہین، جن سے گذرنا سخت مشکل ہی، تو بھی اُسنے اپنے قصد کو نچھوڑا، اُس مہم کے اسباب و سر انجام کی طیّاری مین لگا ہی رہا، اُن دنون اُسکے لشکر کے ڈیرے منگلور کے دروازون کے باہر پڑے تھے،

ایلغار کرکے آپہونچنا ٹیپو سلطان کا فوج اعدا پر ہزیمت دینا اُنہین بیچبری مین پکڑ لینا بہتون کو اسیری مین، اور اُسی دن شام کے وقت آپہنچنا حیدر علی خان کا شفقت و پیار سے اپنے فرزند سعادتمند کو آغوش مہر مین لینا اور چشم گہربار سے قطرے اشک کے نثار کرنا،

شاہزادہ ٹیپو سلطان غنیم کے ارادے سے مطّلع ہو جوانی کی ترنگ اور نام و نشان حاصل کرنے کی اُمنگ مین بنگلور چھوڑ الغار ون کنہڑ کی سرحد مین آپہنچا، رعیّت

پر جا وہاں کی جو غنیم کی آمد آمد کے سبب لرزان و ترسان ہو رہی تھی اچھے حاکم کے فرزند سعادتمند کے تشریف لانے سے قوی دل ہوئی کہ آنا اُس کا اُنکے حق مین ہر طرح کا رنج و عذاب سے رہائی و نجات کا باعث ہوا، خلق اللہ اُسکے آنے سے ایسی شاد و خرم ہوئی کہ گویا اُنکے قالب بیجان مین جان آگئی، شاہزادے کے دل مین اُنکے ماضی و حال کی شادی و غم کا حال دیکھ سے ایسا رحم آگیا کہ اُسنے فوراً منگلور کی طرف کوچ کیا اور ساری حیدری فوجون کو جو ہر ایک صوبے سے اُس مقام پر اکٹھا ہوئی اور راہ مین بھی اُسسے ملی تھین یہ حکم دیکر کہ دو پیچھے پیچھے چلی آئین، آپ پہلے ہی بڑی تیز قدمی سے انگریزی لشکر کے مقابلے جا موجود ہوا، اُسکے پہنچتے ہی غنیم کی فوج مین ہراس و رعب سے ایک ہلچل پڑ گئی، شاہزادے نے ذرا بھی آرام و انتظار نکیا بلکہ صف اعدا کی طرف آگے بڑھکر لڑائی کو جبر سامنے لشکر حریف کے جا پہنچا،

بیت

چلاتا تھا سلطان جدھر تیغ کین
لہو سے تھی بھرتی اُدھر کی زمین

بہتون کو تہ تیغ کیا کتنون کو مار بھگایا قلعے کے دروازے تک فراریون کا تعاقب کیا سوار اُسکے بھگوڑون کا پیچھا کرتے ہوئے شہر کے اندر گھس گئے، اتنے مین اُنکی پشت پر حیدری فوج بھی پہنچ گئی، انگریزون کے ڈیرون کو خالی سنسان پا تعجب کرکے لگے لوٹنے، چھاونی اور شہر مین جو کچھ اُنھین ملا لوٹ لیا، شاہزادہ بھی اِس لوٹ تاراج سے خوش تھا، کیونکہ اُسے شہر والون کی جنھون نے دشمن کا سامنا کرنے کچھ دل چرایا تھا تنبیہہ منظور تھی، اِس لڑائی مین انگریزون نے ایسی شکست کھائی کہ اُنکے بہت ہی تھوڑے آدمیون نے

اُنہی فرصت پائی کہ اِس ناگہانی آفت سے بچ کر جہازون پر پناہ لین، حال یہہ تھا کہ خود جہاز والے بھی اِس طوفان بلا کی ڈر سے کانپ رہے تھے، دشمنون کا بھاگنا دیکھکر حیدری سپاہی کیا فرنگستانی کیا ہندوستانی دونون ایسے دلیر ہوئے بیباک ہوگئے کہ ترنت جہازون پر چڑھ اُنکے تین جہاز لشکری ساز و سامان پہنچانے والے لے لئے، انگریزی لشکر کے باقی لوگ جو بھاگ کر بچ گئے تھے وے بھی گرفتار ہو آئے، اِن اسیرون مین ایک تو جنریل تھا اور چوالیس ۴۴ عہدہ وار، چھہ سو بیس انگریزی سوار، قریب چھہ ہزار کے ہندوستانی سپاہی حربے ہتھیار اور لشکری سرانجام و اسباب سمیت تھے،

یہہ بڑی فتح جسّے حیدری سرکار کامیاب ہوئی منگلور کے قبضے سے نکل جانے کے آٹھہ دن بعد وقوع مین آئی سبب اِس شکست کا غفلت انگریزی جنریل کی تھی جسنے ایک مہینے تک اُن خاص راہون کی خبر کو جدھر سے غنیم کے آنے کا گمان تھا جاسوس نہ بھیجے کہ اعدا کی آمد سے آگاہ کر دیتے،

حیدر علی خان فتح ہونے کے دن شام کے وقت وہان آ پہنچا، شاہزادے نے اُسکے حضور، مجملًا صورت حال جولیس قیصر کی طرح اِس مختصر جملے مین کہہ دی گیا۔ دیکھا۔ لے لیا عرض کی،

کہتے ہین کہ حیدر علی خان جب اپنے فرزند عزیز سے ہم آغوش ہوا جوش مسرت کے سبب بے اختیار اُسکی آنکھون سے قطرے اشک کے نکل پڑے،

سیاست کا حکم تجویز کرنا حیدر علی خان کا پرطکیشی
سوداگرون کے حق مین اسلیئے کہ اُنھون نے انگریزون کو
مدد دی حال آنکہ حیدری رعایا کہلاتے تھے

پرطکیشی سوداگر مدّت سے منگلور مین بستے تھے ' جب اُن لوگون نے اِس لڑائی بھڑائی کے ایّام مین بمبئی سے جہاز پر انگریزی فوجون کا آپہنچنا اور جنریل اسمتھ اور کرنیل عود کا کئے حیداری قلعون اور سرکارون کا لے لیا دیکھا ' اُسّے خواہی نخواہی اُنکے ذہن مین یہ بات آگئی کہ اب انگریز اکثر حیدری ملکون کو لے لینگے ' اگر اور کچھ نہو تو لامحالہ منگلور تو اُن کے عمل دخل مین رہیگا ' وے اِس خیال خام پر انگریزی جنریل کے ساتھ ایسی دوستی و خیرخواہی کی راہ چلے جو احتیاط و ہشیاری سے کوسون دور تھی اور اُن لوگون نے اُسّے یہ بھی قول قرار کیا کہ ہم لشکر کے ضروری اسباب و رسد کی سربراہی کرینگے ' حضور والا مین یہ خبر پہنچتے ہی اُن کی طلبی کے لیئے یہ فرمان صادر ہوا کہ وے جلد اُن پرطکیشی کارخانے کے سردارون اور عیسائی دین کے تینون قوم کے پادریون کے ساتھ جو منگلور مین جہین حاضر ہون ' جب وے دربار مین حاضر ہوئے ' نواب بہادر نے اُن سرگروہون اور پیشواؤن سے پوچھا کہ مسیحی مذہب والے ایسے گنہگارون کے حق مین جو اپنے آقا و حاکم کے ساتھ دغا اور عہد شکنی کرکے اُسکے دشمنون کی اعانت کرین کس طرح کی تعزیر تجویز کرتے ہین ' تب بے تامل بول اُٹھے کہ ایسے قصور پر قتل کرنا واجب ہی ' نواب نے فرمایا مین اُن کو ایسی سخت سیاست نکرونگا ' کیونکہ شرع محمدی مین اتنی سختی جائز نہین ' مگر چونکہ اُن لوگون نے اِس خیرخواہی و وفاداری کے

سبب اپنے کو انگریزون کی قوم سے ظاہر کیا ہی بناچار اُن کا مال اموال انگریزون کی ملکیّت مین دیا جایگا، اور وے ہتھکڑی بیڑی پہن قید خانے مین جبتک کہ مین اُنھین عفو نکرون مقیّد رہینگے، نواب بہادر نے اُن پر طکیشون کے مقدّمے مین یہہ حکم دے منگلور کا بندوبست کر جلدی بنگلور کو جانے کی طیّاری کی،

جن دنون نواب بہادر منگلور سے دور تھا اِدھر جنریل اسمتھ نے فرصت پاکر توپخانہ و سرانجام و لوازمہ جنگی بہم پہنچایا اور اُدھر سے محمد علی خان اور صاحبان کونسل بھی صرف اقسام طرح کی شرابون سمیت آپہنچے، پر اِن سب طیّاریون کے بعد جب اُنھون نے چاول گیہون کی قسم سے غلّے کی ایسی کمی دیکھی کہ بدشواری مدّت محاصرہ تک وفا کرے اِس نظر سے کہ اِن دنون حیدری افواج عمل کر لینے مین اُن قلعون کے جن کے نگہبان اُس رسد کے سپاہی تھے جو آرکات سے آتی تھی متوجّہ تھی اور ممکن نتھا کہ یے لوگ حیدری لشکر کا مقابلہ کر سکین تب جنریل اسمتھ کو ضرور ہوا کہ اپنی سب فوج کو قلعہ آکوتہ کی نگہبانی و محاصرے کے لیئے جس مین سب ذخیرے امانت رکھے گئے تھے، اپنے حکم کے تابع رکھے،

مرارراو سردار مرہٹے نے صاحبان کونسل کو یہہ تدبیر بتلائی کہ پہلے کوچک بالاپور کو جو ایک قلعہ ہی بنگلور سے دس اور شانور افغانون کے ملک سے تین فرسنگ کے فاصلے پر، محاصرہ کرلیا چاہیئے، کیونکہ جب بالاپور ہمارے ہاتھ آیا تو اپنے ہی ملک یا شانور وغیرہ سے جس قدر کہ برنج و گوسپند درکار ہوگی مل سکیگی، یہہ صلاح کونسل والون نے پسند کی، اور اب جنریل اسمتھ تھوڑی سی فوج واسطے نگہبانی قلعہ اور ارباب شورا کے وہان چھوڑ جلد بالاپور کی طرف روانہ ہوا،

روانہ ہونا نواب حیدر علی خان کا ہسکوتہ کی طرف اور اُسے مسخّر کرنے کے لیئے ایسی طیّاری کرنی جسے محمد علی خان دیکھکر گھبرا جاے، آخر کو بلایا جانا جنرل اسمتھ کا تا اِس اضطراب سے اُسکو بچا مدراس پہنچاے

جن دنون جنرل اسمتھ نے بالاپور کے محاصرہ کرنے کا قصد کیا نواب بہادر نے بھی اُسکا پیچھا کر کے کبھی سوارون کو اور کبھی توپ خانہ ساتھ لے اُسے تنگ کرتا رہا آخرش نواب نے معلوم کیا کہ بالاپور کے سامھنے مورچا بنانے مین غنیم کا روکنا ممکن نہین تب فورًا ہسکوتے کا عزم کیا اور بھور نہوتے ہوتے وہان جا پہنچا، قلعہ پر حملہ کر اُسکے پشتے کھائی کو جو گرد بگرد انگریزون نے بنائی تھی اپنے اختیار اور فرنگستانی و ہندستانی سپاہیون کو بھی جو انگریزی بیمارستان مین تھے ہمراہ کر لیا، اور چونکہ محمد علی خان کی بزدلی کو خوب جانتا تھا اُسے یہہ منظور ہوا کہ محمد علی خان کو کچھ ڈرایا اور گھبرایا چاہیئے چنانچہ اِدھر تو اُسی قلعے پر یورش کرنے کا اسباب مہیّا کرنے کو حکم کیا اور اُدھر آپ اِس کام کی اہتمام مین متوجّہ ہو کار کنون کو روپیے و اشرفی بخشتا اور سپاہیون سے انعام کا وعدہ فرما کر اُنکے دل بڑھاتا تھا تا وے اُس مکان کو لیکر محمد علی خان کو اسیر کرلین، محمد علی خان نے جو اسباب کی یے طیّاریان دیکھین اور بعضے قیدیون کی زبانی بھی جنھون نے حیدری قید و بند سے بھاگ کر قلعے مین پناہ لی تھی یہی باتین سنین اُسکے دل پر ایسی ہیبت و دہشت غالب ہوئی کہ کرنیل کال کی مرضی کے برخلاف یہہ بات ٹھہرائی گئی کہ فورًا جنرل اسمتھ کے پاس اِس مضمون کا فرمان بھیجا جاے کہ بالاپور کے محاصرے سے دست بردار ہو کر ہسکوتے کی محافظت کے واسطے جلد آ پہنچیے

محمد علی خان جو نہین چاہتا تھا کہ پھر اپنے حریف قوی دست کے بارے پڑے
جنرل اسمتھ کے پہنچتے ہی خوشی خوشی مدراس کو روانہ ہوا اور کرنیل کال
ہی اِس صلاح پر متفق ہو آپ بھی اُسکے ہمراہ مدراس جانے مین مستعد
ہوا، جنرل اسمتھ چونکہ جانتا تھا کہ جبتک اُسکی تمام فوج ساتھ نجاویگی ممکن
نہین کہ اُن دونون کو حملات حیدری سے بچاکر مدراس پہنچاسکے لاچار مجبور ہو
جنگی اسباب اور غلہ ذخیرہ جو منگلور محاصرہ کرنے کے ارادے جمع کیا تھا اُسکو تے
مین چھوڑ اپنی سب سپاہ ہمراہ لے اُنھین لے نکلا، حیدر علی خان نے پھیر لینے
مین اُن قلعون کے جن کے بچانے پر انگریز متوجہ تھے رنج اُٹھانے کو مناسب نجان
انگریزی افواج کا تعاقب کیا اور راہی درپی کے حملون سے اُنھین گھبرا دیا،

عذر خواہی کو پھر آنا مرزا علی خان نواب بہادر کے خسر پورے کا
بعد اُسکے کہ بعضے بد اطوار آدمیون کے اُرغلان نے سے بہت
دنون تک عاصی رہا تھا، اور پھر پیدا ہونا اسباب
فیروزی و شادمانی کا بعد تفرقے اور پریشانی کے

ان دنون مین کہ جنرل اسمتھ بالاپور کے محاصرہ کرنے کو آیا نواب بہادر کے
واسطے خوشی کا ایک سبب یہ ہوا کہ اُسکا سالا مرزا علی خان، جو کہ باغی ہو نا
نواب پر بڑا قلق گذرا تھا، اپنے اگلے قصور کو یاد کر، خواہ نیک ذاتی کی جہت سے
خواہ اُس سبکی کے سبب جو اُسکو مادھو راو مرہٹون کے سپہسالار اور اُس
گروہ کے اور سرداروں کے پاس ہوئی نہایت شرمندہ و نادم تھا، ہمیشہ
ایک موقع شتابی کا متلاشی رہتا تھا تا پھر حضور مین نواب کے ذریعہ

قبولیت کا پاے، چونکہ اُن دنون اِدھر تو نظام علی خان نے حیدر علی خان کی رفاقت
سے کنارہ کیا تھا اور اُدھر جنرل اسمتھ نے بنگلور مسخر کرنیکو لشکر کشی
کی تھی اور نواب حیدر علی خان ٹیپو سلطان کو ہمراہ لے منگلور کی حفاظت کے واسطے
روانہ ہوا تھا کیونکہ دوسری انگریزی فوج نے اُس پر چڑھائی کی تھی مرزا علی خان
نے تامّل کرکے دیکھا کہ اِسوقت مین بڑی زحمتین اُسکے بڑے بھائی کے سر پڑی ہین
ہمین تب اپنی راست کرداری اور اخلاص کے سبب ترنت فوجون کی نگاہداشت
کر جلدی سے بیس ہزار جوان ساتھ لے سرا اور میسور کی راہ ہو حیدری
لشکرگاہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر آ پہنچا، اور اپنے کئی سوارون سمیت
اُس مقام تک جہان حیدری قراول لشکر کے باہر پاسبانی مین تھے جا کر اپنا نام
بتلا میر مخدوم علی خان کو تلاش کرنے لگا کہ مجھے اُنسے کچھ کہنا ہی، خان مذکور
ایکا ایکی یہ پیغام سنتے سے اُسکی آواز پہچان گیا اور تعجّب کرکے اُسکی ملاقات
کو خیمے سے باہر آیا اُسے دیکھکر پوچھنے لگا خیریت تو ہی کیا تھا جو اِدھر آپ کا آ
ہوا مرزا نے جواب دیا مین اِس نیّت سے آیا ہون کہ مقدور بھر، اپنے قصور کا تدارک
کرون اور اُس فوج سے جسکو مین نے نواب عالیجناب سے جدا کیا تھا اب ایک بڑی
فوج لایا ہون، مجھے در دولت تک پہنچائیے تو اُس آستانہ عالی کی خاک پر جبین ارادت ک
گھسون، خان موصوف نے کہا پہلے تمھارے آنے کی خبر تو کرون مرزا نے منّت کی
خدا کے واسطے جلد مجھے لیچلئے تب خان مذکور نے کہا اچھا میرے پیچھے پیچھے چلے آئیے
الغرض وے دونون حیدری بارگاہ مین داخل ہوئے، جمال حیدری دیکھتے ہی اُس
رئیس زادے نے اپنا سر اُسکے پیرون پر رکھدیا، نواب بہادر نے اُسے زمین
سے اُٹھا چھاتی سے لگا یہ فرمایا کہ ہم کو اِس روداد مین کچھ تعجّب نہ تھا مگر رنج
فراق ہی کا شاق تھا، آخرش دونون لشکر ایک ہوا اور مرزا کا آنا شگون نیک ۔

تین قول بنانا حیدر علی خان کا اپنی سپاہ کو مدراس
بڑھلا کر کے وہان کے کونسلیون کو خوف و ہراس
مین ڈالنا اور خاطر خواہ غالبانہ صلح اُن سے کرنا

حیدر علی خان نے دیلورنگ جنریل اسمتھ کے لشکر کا پیچھا کر کے بالکل اپنی جنگ کا طور بدل ڈالا سوارون کا تین جتھا کیا ایک کی سپہسالاری آپ لی باقی دو ٹکڑیون کی سرداری میر مخدوم علی خان اور مرزا علی خان کو دی اپنے ہمراہ قدادر جوانون کا لیر دؤن کر نا تکیون کو لیئے اور انکے بھی تین حصے کیئے انہین تین چالاک و چابک فوجون نے تاخت تاراج کے سبب اعدا کے تمام ملکون پر ایسی زور شور کی ہلچل ڈالی کر تمام شہر کے لوگون اور مدراس کے کونسلیون کے دلون مین ایک دھڑ کا بیٹھ گیا اور یہ امر ہندوستان کی اور سب فرنگستانی قوم مین بڑی خوشی کا باعث ہوا کیونکہ اُن کے ساتھ انگریزون نے اپنی تھوڑے ہی دنون کی کامیابی و حکمرانی مین چھیڑ* چھاڑ شروع کر دی تھی

---

* وہ چھیڑ یہہ تھی کہ انگریزون نے پانڈیچیری کے گورنر سے اُن فرانسیس سوارون کو جو حیدر علی خان کی سرکار سے بھاگ اور اُسکے یہان کے گھوڑے بھی چرا کر اُسطرف لے گئے تھے اُن اسپون سمیت منگوا بھیجا تھا سوا اِسکے انگریز صوبۂ ترنکوبار کے عاملون پر بھی تنبیہ و سختی کر اُن سے اُس جاسوس کو جسے انگریزون نے اُن کے قلعہ دار سپاہیون کے ورغلانے کو بھیجا تھا لیا چاہتے تھے علاوہ پالیکیٹ (قوم ڈچ کے ایک قلعے) کے گورنر پر بھی جبر کیا تھا تا وہ اُس فرانسیس کو جسنے اُن کے آسرے مین پناہ لی ہی حوالے کر دین

مدراس کے کونسلیون نے بھی حیدری روییّے پر انگریزی لشکر کی تین تولیان بنائین تھین، اِن مین سے سپاہیون کا ایک گروہ، جسکا سرغنہ کرنیل فریچمن تھا اور یہہ کرنیل قبل اِس کے کبھی حیدر علی خان کے مقابلے کو نہین بھیجا گیا تھا، اُدھر روانہ کیا گیا، جس وقت کرنیل مذکور اپنی چار ہزار سپاہ ہمراہ لے جن مین چھہ سو جوان فرنگستانی تھے اُس میدان کی راہ ہو جو تین طرف جنگل سے ملا ہوا ہی، جاتا تھا، اکبارگی کئی سوار نظر کے سامہنے اُس میدان کے کنارے دکھلائی دیئے تب لشکری عہدہ دار کرنیل سے کہنے لگے اب بہتر یہہ ہی کہ سپاہیون کو حکم دیا جاوے تاوے آپس مین پرا باندھہ جنگل کی جانب دب کر چلین تا کہ حریف کے حملون سے پناہ کی جگہہ ہو، اِس بات کے سننے سے کرنیل بہادر نے ہنسکر اُنھین کہا تم دیکھہ لینا کہ اِن سپاہیون کو کیسا مزا چکھاتا ہون، کرنیل کو تو اِدھر یہہ زعم تھا اور اُدھر ہر دم سوار بڑھتے جاتے تھے لیکن یہان اب کسکا مقدور تھا کہ اِس مقدّمے مین کرنیل کے روبرو زیادہ بات کہے، سب دم بخود ہو رہے، اِتنے مین ایکا ایکی گرد غبار ایک ابر سا نمودار ہوا اور تین ہزار سوار جرّار آپڑے، دم بھر مین اُنکی جمعیّت ٹوٹ پھوٹ گئی، کرنیل بھاگ نکلا، سوارون نے اُسکا پیچھا کیا، پر وہ اپنے گھوڑے کی تیز قدمی کے سبب اُنکے ہاتھہ پڑا نہین تو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے، میر مخدوم علی خان نے دار ماپوری کی خونریزی یاد کر کے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ اِن بیرحمون کو قتل کرنے مین ہرگز دریغ نکرو، پچاس سے زیادہ عہدہ دار مارے اور قید پڑے، کپتان ر بھی جسنے وانمباڑی کا قلعہ حیدر علی خان کے حوالے کیا اور یہہ قول دیا تھا کہ برس دن تک حیدریون پر ہتھیار نہین باندھونگا باوجود اِسکے کہ ابھی زمانہ موعود کے دن باقی تھے جو اس لڑائی مین پکڑ آیا، لیکن ماجرا یہہ تھا کہ وہ زبردستی گورنر مدراس کے حسب الحکم قلعہ ماڈورا کی

نگہبانی کے واسطے کرنیل مذکور کے ساتھ چلا تھا، آخر میر مخدوم علی خان کے کہنے سے اُسکو پھانسی دی گئی یہ حال سنہ ۱۷۶۸ع مین واقع ہوا،

بعد اُسکے ۱۷۶۹ع مین حیدر علی خان کرنیل عود کا جو آٹھ ہزار سپاہی لیکر نصیا گرھ کے نزدیک آ پہنچا تھا تعاقب کر اُسکے چند اول پر آپڑا اور اُسے تنگ و مجبور کیا کہ اُسے جنگل مین پناہ لینا ضرور ہوا، اور اُسوقت اُسے اِس کی بھی فکر تھی کہ قلعہ بالو ایبدر کی حفاظت کے لئے کچھ سپاہی تعینات کرے کیونکہ اُسکا قلعدار کپتان بڑا متوالا تھا بہر صورت کرنیل مذکور نے اِس لحاظ سے کہ نواب بہادر اِس قلعے کو محاصرہ نہین کریگا، وہان کے سپاہیون پر اُسی نشے باز کپتان کی سرداری بحال رکھی، لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ نواب معہ کتنے سوار و سپاہیون اور کئی ضرب توپ کے وہان آ اُترا، تب وہ قلعدار کپتان سرشار نشے کی حالت مین اپنے گھوڑے پر چڑھ قلعے کا دروازہ کھلوا حیدری فوج کی طرف چلا اور وہان پہنچکر نواب کی ملازمت حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا، آخرش جب وہ سرکاری ملازمون کے وسیلے حضور مین آیا تو مجرے کے بعد چاپلوسی و خوشامد کی راہ سے اِسطرح عرض کرنے لگا کہ فدوی اِس قلعے کا کون میسر ہی اور اِس امر کتین کہ اِس قلعے کو آپ سری کا بادشاہ اولوالعزم محاصرہ کرے اپنی حرمت و فخر کا موجب سمجھتا ہی اور بندہ تو جان و دل سے قلعے کی حفاظت و حراست کے واسطے حاضر ہی اور امید یہ ہی کہ آیندہ ایسی کوشش و جانفشانی کرے کہ اپنے کو تحسین و انعام کا مستحق بناوے لیکن بالفعل چونکہ قلعے مین سپاہیون کی شراب ختم ہو گئی ہی اِس لئے نواب نامدار کی فیض بخشی کے بھروسے التماس یہ کرتا ہی کہ اگر غریب نوازی کی راہ سے خواہ بطور بخشش خواہ بطور فروخت کے یہ اُنھین ملجاے تو دے

خوش ہو کر قرار واقعی قلعے کی نگہبانی مین مستعد رہین، نواب عالیجاہ نے اِس واہیات تقریر سے اُسکو دیوانہ سمجھا اور یقین نہ کیا کہ وہ ٹوّن میجر ہی، بہر کیف اُسنے وعدہ کیا کہ اچھّا تمہین شراب وغیرہ دی جائیگی، بعد اُسکے کئی طرح کی نشے والی شرابین سامھنے منگا کر اُسے چکھنے کو فرمایا، وہ عاشق نشہ بے اندیشہ نوش کرنے لگا، ایک لحظے مین ایسا بیہوش ہو گیا کہ اور لوگ اُسے کندھون پر اُٹھا خیمے مین پہونچانے تک لے گئے، اُسی خواب مستی کی حالت مین واسطے پہچاننے کے شہر کے آدمیون کو بلا کر اُسے دکھلایا، جب اُسکا نشا ٹوٹا، لوگون نے بموجب تلقین نواب کے اُسکو کہا کہ نواب فرماتا ہی چونکہ یہہ شخص بھید پاین کر اِس لشکر مین آیا تھا اِسے پھانسی دینا صلاح ہی، اور اگر حقیقت مین یہہ ٹوّن میجر ہی تو اپنے سپاہیون کو حیدری ملازمون پر قلعہ و شہر چھوڑ دینے کا حکم دے، اِن دو باتون مین جسے چاہے وہ اختیار کرے یا حصار حوالے کروا دے یا دار پر چڑھے، جب میجر نے دیکھا کہ قلعہ تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی تدبیر نہین حکم دیا کہ قلعہ تسلیم کرین، یہہ بیچارا تو کیفی ہی تھا، لیکن زور لطف تو اِس مین ہی کہ عہدہ دار جو اُسکے حکم کے تابع تھا اُس نے بھی اُسکا کہنا مان قلعے کا دروازہ کھول حیدری جوانون کو آنے دیا، اِدھر تو نواب بہادر نے اِس حکمت سے وہان عمل کر لیا اور اُدھر کرنیل عود کی ناتجربہ کاری ظاہر ہو گئی کہ ایسے شخص کو قلعدار مقرّر کیا تھا،

اُسی زمانے مین کہ نواب یہان قلعہ بلوانیسور کی تدبیر و انتظام مین مصروف تھا وہان ٹیپو سلطان و مرزا فیض اللہ خان جو ایک بڑی فوج اور توپخانے پر حاکم تھے، یے دونون پھیر لینے مین اُن مکانون کے جن کی نگہبانی مین انگریز ساعی تھے مشغول ہوے، بلکہ سب جگہین سواے ھسکوٹے کے جو بہت سیاہ

اور بڑا تو پخانہ رکھتا تھا، اُنکے قبضۂ تصرّف مین آ چکی تھین اُسکے لینے کو نواب فطانت مآب نے دل مین یہ ارادہ کیا کہ ملاپ کا قول و قرار کر اُسپر بھی قابض و دخیل ہو جائیے،

اُن دنون کہ حیدری تاخت تاراج سے گورنر اور کونسلی لوگ حیران ہو رہے تھے، ولایت انگلستان سے ایک جہاز آ پہنچا، جس پر سر طرڈیری مدراس کا سابق کونسلی بھی آیا جو انگریزون کے نزدیک بڑا دانشمند اور صاحب فراست مشہور تھا، ولایت والون نے اِس نیّت سے پھر اُسکو بھیجا کہ مدراس پہنچکر ریاست کا بندوبست اس سال ۱۷۷۰ کی ابتداے جنوری سے اپنے قبضے مین لاوے، الغرض یہ کونسلی ۱۷۶۹ کے اوائل مارچ کو مدراس مین وارد ہوا اور بادشاہ کا ایک فرمان بھی اپنے ہمراہ لایا اِس مضمون کا کہ مدراس کے گورنر اور کونسلیون کو واجب و لازم ہی کہ حیدر علی خان کے ساتھ دوستی و آشتی کی بنا قایم کرین، اور کسی نوع کی شرطین کیون نہون مان لین، ایسے حکم کی وجہ یہ تھی کہ کارفرمایان کمپنی، کارپردازان مدراس کے خطوط سے جو سادہ دلون کیسی سمجھوتی اور اُمید فتح کی تسلّی آمیز اخبار پر مشتمل، ہر بار یہان سے بھیجے جانے سنتے سنتے ناخوش و تنگ ہو گیے تھے، وہان تو یہی لوگ حیدر علی خان کے جواہرات و خزینے دفینے پر دانت لگائے ہوئے تھے کہ کب اُن کے ملنے کی خبر آے اور یہان سے اُن کے پاس اور تو کوئی چیز نہین پہنچتی تھی مگر ہندوستان جن کے روپیے جبراً بھیجنے پڑتے تھے، اِسلیئے اُن صاحبون نے بہتری اپنی اِسی مین دیکھی کہ نواب کے ساتھ جس طرح ہو سکے میل کیا چاہیے تا کمپنی بہادر کے سرمایے کے بہاو مین گھٹتی نہ آوے، کمپنی انگریز بہادر کے عمّالون نے حیدر علی خان سے صلح کرنے کے لیئے جو اتنی تدبیرین

گین (حالانکہ یہ تدابیر و تعلیمات عمدہ اسرار ملکی سے تھین) ملاپ ہونے کے
پہلے ہی سب پر معلوم ہو گئین چنانچہ اُسی کونسل نے بر سر مجلس یہہ اظہار کیا
کہ حیدر علی خان کے پاس ایک سفیر کو معہ پیام صلح بھیجا چاہیئے، حاصل کلام وکیل
معتمد روانہ ہوا اور جب اُس نے حیدری دربار مین پہنچکے پیغام گزارش کیا تو
اُسکے جواب مین نواب بہادر نے اتنا ہی فرمایا کہ پیام سلام کی کچھ احتیاج نہین
انشاءاللہ مین تو آپ ہی مدراس کے پھاٹک تک آپہنچتا ہون، تب جو کچھ گورنر
اور اُسکے کونسلیون کا قول و قرار ہی وہین سن لونگا، اِس جواب سے
چونکہ اُنھین یہہ شبہہ گذرا کہ حیدر علی خان مدراس محاصرہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہی
لہذا گورنر مذکور نے مقابلے کے لئے سامان جنگ کی طیاری کو یہہ حکم دیا کہ جنرل
اسمتھ اور کرنیل عود ان دونون کی فوجین اطراف مدراس مین جا کر اُترین،
اِدھر نواب بہادر بھی (جیسا کہ ہمیشے سے اُسکے ایلغار کا طور تھا) کوچ کر کے
پہلے تو پانڈیچیری اور گوڈلور کے قریب آپہنچا، پھر یہان سے کولنتر کی نواح
مین جو مدراس سے سات فرسنگ کے فاصلے پر پانڈیچیری کی راہ سے واقع ہی
آکر اُترا، اور جس وقت انگریزی سپاہی سنٹ طامس کے گھات
کے چوکی پہرے کی طیاری کر رہے تھے کہ وہ بہادر دیکھتے دیکھتے مثل آفتاب شام سبکی
نظرون سے چھپ گیا، اُسکے غائب ہونے سے لوگ دریاے حیرانی مین
ڈوب رہے تھے جو پھر ایکبارگی اُدھر سے کاوادیکر معہ فوج مدراس کے دروازے
پر پالیکیٹ کی طرف، مانند خورشید خاور جلوہ گر ہوا، اور مدراس کے کارکنون کو،
کہلا بھیجا کہ اب ملاپ کے باب مین تمھین جو جو شرائط درپیش کرنا ہو سو کرو،
صاحبان کونسل نے سطر ڈپری کو جو نیا گورنر مقرر ہوا تھا اور گورنر سابق کے
بھائی بوشیر گو وکیل کر نواب بہادر کے پاس بھیجا، یہہ اُن دونون کے ساتھ

نہایت خلق و محبّت سے پیش آیا، بعد پیام و کلام کے یہ بات ٹھہری کہ مرحمٌ
مدراس مین جنگ و جدال واقع ہو، حیدر علی خان نے سنط طامس کے پہاڑ کو
اپنی چھاونی مقرّر کرنے کا وعدہ کیا، بعد اسکے اپریل مہینے کی پندرہوین کو دو عہد
نامے مہر اور دستخط کئے گئے،

پہلا عہد نامہ جو شاہ انگلستان اور نواب معلّا القاب حیدر علی خان کے نام سے
تھا اُسکا یہ مضمون ہی کہ آیندہ بادشاہ کیوان بارگاہ انگلند اور نواب گردون
جناب حیدر علی خان بہادر اور ان دونون سلطنت کے رعایا بھی آپسمین ملے جلے
رہینگے، طرفین کے قیدی چھوڑ دیئے جائینگے، اور سوداگری و بیوپار کا طور جیسا
کہ لڑائی کے پہلے جاری تھا اُسیطرح دونون سرکار کی رعیّت پرجا کے
درمیان بحال رہیگا،

دوسرا عہد نامہ جو نواب حیدر علی خان اور محمد علی خان کے نام پر تھا اُسکی یہ
عبارت تھی کہ محمد علی خان شتابی قلعہ اور شہر ہسکوٹہ حیدر علی خان کو چھوڑ دے
اور یہ قلعہ و شہر، عہد نامہ دستخط کرنے کے وقت جس حال مین ہی ویساہی
رہے اور توپخانہ، ہتھیار، جنگی لوازمہ جو کچھ اُس مین ہی سب کا سب حیدری
ملازمون کے سپرد کردے، قلعہ دار وہان کا اپنے رفیقون کے جتنے بہت
جلد جاسکے، کرناٹک کی جانب روانہ ہو جاے، اور محمد علی خان سال بسال چھ
لاکھ روپیہ نواب بہادر کو تعلقبندی دیا کرے، اور پہلے برس کا خزانہ سردست
داخل کرے اور جتنے رئیس صاحب عزّت کہ سابق آرکاٹ مین سکونت
رکھتے تھے اور بالفعل وے اسیر ہین اُن سبھون کی اِس طرح رہائی کی جاے
کہ وے جہان چاہین رہین،

کمپنی بہادر نے ان کامون کے انجام پذیر ہونے مین کوشش اور ایک جہاز بجاس

توپ والا نواب بہادر کو نذر دینے کا وعدہ کیا بدلے اُس پرانے جہاز کے جسے کمپنی کے علاقہ داروں نے سابق مین نواب کے تصرّف سے لے لیا تھا، علاوہ یہہ بھی وعدہ کیا کہ جب آپ چاہینگے ایک ہزار دو سو انگریزی سپاہی آپ کو ملینگے، مدراس کے صاحبان کونسل نے بھی، نواب بہادر کی خدمت مین بیش قیمتی سوغاتین نذر گذرانی، نواب بہادر کی طرف سے اُنھین بہت سا جواہر گران بہا و سونے چاندی کا مال واسباب ملا، انگلستان وغیرہ مین اُس عہد نامے کا اشتہار ہو گیا،

اِس ملاپ کے موانع سے ایک کرنیل کال تھا اور یہی شخص جنگ اخیر کا باعث بھی ہوا، جنریل اسمتھ جسنے پہلے نواب بہادر کے پاس پیام مصالحہ بھیجنے کے باب مین ارباب کونسل کے نزدیک اِس طرح اپنی راے ظاہر کی تھی کہ نواب ممدوح سے میل کر لینا ہماری قوم کی حرمت و آبرو کا وسیلہ ہوگا، اِن دنون وہی جنریل اِسی صلح کے مقدّمے مین ممانعت کرتا تھا، اور کسی طرح راضی نہ تھا بلکہ یہہ کہتا تھا کہ اب نواب بہادر انگریزون کو کچھ ضرر پہنچاوے ممکن نہین کیونکہ مین اُسے ہر طرح کے محاصرہ کرنے سے باز رکھ سکتا ہون اور یہہ بھی کہتا تھا کہ نواب انگریزون کی لڑائی سے جس مین اُسے کسی نوع کا فایدہ مقصود نہین، بیشک احتراز کریگا، خصوصاً اِن دنون کیونکہ مرہٹون مین اور اُس مین جو صلح موقّت مقرّر ہوئی تھی اُسکی مدّت، اِسی برس پوری ہو جایگی، بس یہہ قیاس سے بعید ہے کہ وہ ہوشمند کار آگاہ اِدھر انگریزون سے بھی لڑنے کا قصد کرے اور اُدھر مرہٹون سے بھی نزاع و خرخشہ رکھے، علاوہ اِن دلیلون کے جنریل موصوف کا یہہ بھی قول تھا کہ انگریز حیدر علی خان کے ساتھ ایسی مغلوبانہ صلح اور ویسے ہیٹھے عہد نامے پر دستخط کر کے ساری حرمت و آبرو اپنی قوم کی جنھون نے

ہندوستانیون کی کسی لڑائی مین کبھی ایسی بدنامی و ذلّت نہین اُٹھائی ہی کھوینگے؛
اب راقم اوراق اِس جنگ و پیکار کی داستان کو چہرہ آرائی کرے اور خط و خال دکھلانے پر ایک تصویر کے ختم کرتا ہی، جو زبان حال سے ٹھیک ٹھیک مختلف رائین اُن لوگون کی کہ اُن دنون مین مدراس کی حکومت و سرداری کرتے تھے، ظاہر کرتی ہی، سو یہ ہی کہ قلعے سنط جارج کے دروازے پر جو بنام بادشاہی دروازہ مشہور ہی ایک ایسی تصویر لگائی گئی تھی، جسّے یہ معلوم ہوتا تھا کہ نواب حیدر علی خان ایک شامیانے کے سائے مین توپونکے ڈھیر پر بیٹھا ہی اور اُسکے سامنے سطر ڈپری اور دوسرا ایلچی دونون مؤدّب دو زانو بیٹھے ہین، اور نواب بہادر داہنے ہاتھ سے سطر ڈپری کی ناک کو (جو ہاتھی کی سونڈ کی طرح نہایت لنبی بنائی گئی تھی) پکڑ کر مل رہا ہی اِس لیے تا اُس سے اشرفی ڈھون نکلے، اور اُس وکیل مطلق کے منہ سے زر ریزی ہو رہی ہی، اِس تصویر کے پیچھے قلعے کا نقشا بھی کھینچا ہوا تھا اِس صورت سے کہ اُسکے ایک برج مین گورنر اور کونسلیون کی یہ حالت تھی کہ نواب کے روبرو گھٹنے کے بل کھڑے ہاتھ پسار رہے ہین اور اُس مین کونسلیون کے ہمراہ ایک بڑے کتّے کی بھی ایسی تصویر تھی کہ حیدر علی خان پر بھونک رہا ہی اور یہ دو حرف ج ک جسّے جان کال مراد تھا اُس کتّے کے پٹّے مین لکھا ہوا تھا، اِس بڑے کتّے کے پیچھے ایک چھوٹے فرانسیسی کتّے کی شکل تھی جو کمال حرص سے بڑے کی مقعد چاٹنے مین مشغول تھا، اِس پچھلے کتّے کی صورت کا ہو بہو ایسا ڈھنگ روپ بنایا تھا جیسا شیو یلشیر ڈی کر بسط کرنیل کال کا معتمد تھا اور اِس تصویر سے بہت تفاوت پر انگریزی لشکر گاہ کا نقشا دکھلائی دیتا تھا، جہان جنرل اسمتھ موافق مضمون اِس بیت فارسی کے،

بیت

بیا تا چه داری ز شمشیر و جام
که دارم درین هر دو دستی تمام

ایک ہاتھ مین صلحنامہ دوسرے مین تلوار لئے کھڑا تھا، اسطرح سے میل ملاپ کرکے نواب حیدرعلی خان نے انگریزون کی لڑائی بھڑائی بخوبی تمام انجام کیا، ہرچند تمام ہندوستان مین شہرت تھی کہ اِس جنگ کا خاتمہ اُسکے حق مین خوب نہوگا، جب نواب بہادر اِس مہم سے فارغ ہو مدراس سے روانہ ہوا تو ہاسکوٹہ اور بنگلور کے رستے گیا تا ہاسکوٹے کا بندوبست کرے چنانچہ گودنر کے حکم موافق اُسکے قلعدار نے توپخانہ اور سب جنگی لوازمہ ملازمان حیدری کے حوالے کردیا نواب بہادر نے بعد بندوبست قلعہ و شہر کے اپنی افواج مناسب مکانون کو روانہ کیا تا وے بعد اتنی تگ و تاز کے آرام پاکر اگلی لڑائی کے لئے جو مرہٹون کے ساتھ ہونے والی تھی ہر نو آمادہ و تازہ دم رہین،

چونکہ مرہٹون کو یہہ خیال تھا کہ ہندوستان کے اکثر صوبون کے خراج مین اُس سند کے روسے جو اُنھین عالمگیر کی طرف سے ملی تھی شرعًا چوتھ* اُنکا حق ہی پر حیدرعلی خان بہادر اُنکے اِس دعوی کو نہین مانتا تھا مگر یہہ تھا کہ کبھی کبھی مصلحت و

---

* چوتھ، خراج صوبہ بنگالہ، دکھن وغیرے سے لینے کی سند اورنگ زیب سے جماعۂ مرہٹہ کو ملی تھی، اسی بہانے مقرری ضابطے کے خلاف زبردستی کرکے دکھن، بنگالہ وغیرے کے صوبہ دارون سے اُنکے صوبون کی گنجایش کے موافق بحساب روپی لیتے تھے، مگر نواب حیدرعلی خان ہی جسکے تحت فرمان مین اکثر دکھن کے صوبے تھے، اُن کے دعوے کے بالعکس عمل کرتا تھا،

وقت کے تقاضے سے کچھ کچھ اُنھین دینا اور کوئی صلح بھی سوائے صلح موقّت
کے اُسسے نکرنا، مرھٹے اُسکے ایسے سلوک کو غنیمت جانتے اور ہرگز نہین
چاہتے تھے کہ ہمیشہ اُسسے چھیڑ چھاڑ کرنے کے سبب کہین ایسی مصیبت مین
پڑ جائین کہ بے بس ہوکر بالکل محروم کیے جائین،

سو شیر م ذ ل ت کی روایتین تمام ہوئی،

مراجعت کرنا حیدری افواج کا مصالحہ ہوجانے کے بعد کرناٹک
کی سرحد سے واسطے دفع کرنے مرھٹے کی فوج کے جو گوپال راو
ھرّا اور بابو رام پھڑنویس کی سپہسالاری مین نواب
حیدرعلی خان کے ملک پر چڑھ آئی تھی اور جوانمردی
و چالاکی سے حیدری سپاہ کی جسکا سپہسالار فیض اللہ خان
تھا، اِس بلا کا مندفع ہونا،

سال ۱۷۷۱ کے اوائل مین قوم مرھٹے کی ایک فوج عظیم جسمین گوپال راو ہرّا
ور بابو رام پھڑنویس سپہسالار تھے حیدری ممالک محروسہ پر چڑھ آئی اُنکے
دستبرد سے رعایا کا احوال تنگ تھا نواب بہادر نے جو اُن کے تاخت و تاراج
ایہہ طور دیکھا تو کرناٹک کے اراکین پاس پیہم کئی قطعے خط بموجب عہدنامے
ی اُس شرط کے جو انگریزون نے کی تھی بھیجے، اور اُسکو انگریزون سے
جنھین ازبسکہ اپنے کہنے کی پاسداری منظور رہی) امید یہہ تھی کہ وے ہرگز
دوینے مین دریغ و پہلو تہی نکرینگے لیکن نواب عالی ہمّت کی جبّاری اور بہادری نے قبول

نکیا کہ کمک کی فوج کے بھروسے رہے بلکہ سرینگپٹن سے ایک لشکر جرار آزمودۂ کارزار کو فیض اللہ خان سپہ سالار کے ہمراہ غارتگران مرہٹے کے قلع قمع کے واسطے روانہ کیا، بہجری سردار پختہ کار اپنی سپاہ اور گولنداز ون کی (جو فرانسیس کے قوم سے تھے) پھرتی اور تیزدستی کے بھروسے جمعیت براعدا کی جو حد سے زیادہ تھے ندھڑک ٹوٹ پڑا اور اُن کی کثرت دیکھ ہرگز نہ جھجکا، اِس بہادر نے دلیرانہ یہان تک اُن پر حملے کئے کہ آخر کو مرہٹون کی ساری جمعیت کو پاشیدہ کر قرار واقعی شکست دی،

تاخت کرنا مرہٹون کے لشکر عظیم کا مادھوراو پیشوا کی سپہسالاری مین میسور پر اور بسبب لاحق ہونے بیماری سخت کے اُسکا پھر جانا،

اگرچہ اِس جنگ وجدل مین جو حیدری افواج اور مرہٹون مین واقع ہوئی، سپاہ حیدری فتح مند رہی اور غنیم شکست نصیب ہو کر پھر گئے، لیکن چونکہ انگریزون کی طرف سے کچھ بھی کمک باوصف اِسکے کہ نواب نے مکرر طلب کی نہ پہنچی (اور اِس حرکت کو خود انگریز منصف مزاج بھی بیجا اور بدنما جانتے اور اِس مہم مین اعانت ومدد کرنے سے پہلوتہی کرنے کو، اُن کے آپس کے قول قرار کی پیمان شکنی پر حمل کرتے ہین) اِس شکست سے مرہٹون کی کچھ سرکشی نہ گھٹی بلکہ اُنکے دلون مین قدیم دشمنی کی آگ اور بھی زیادہ بھڑکی، چنانچہ آیندے سال مین مرہٹون کا ایک جم غفیر جن پر مادھوراو پیشوا حاکم وسالار تھا، ملک میسور مین آپڑا، جس کے آنے سے اُس سرزمین محشر کا سا ایک ہنگامہ آشکار و پیدا ہوا فقط سرینگپٹن اور دوسرے کئی محکم قلعے تو جن کی سپاہ اُنکے دفع کرنے مین متوجہ

ہوئی، اِس رو سے محفوظ رہے تھے، لیکن حیدری اقبال کی یاوری اور طالع کی مدد کے سبب ایکاایکی ایک ایسی صرصر نکبت اعدا کی جمعیت پر چلی جیسے اُن کے جماو مین پھوٹ اور تفرقہ پڑا اُسکی شرح یہہ ہی کہ مادھوراو پیشوا اُسی تاراج و غارت کے زمانے مین ناگاہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو کر پونان کو پھر گیا، فوج کے سردارون نے آپسمین ایسا جھگڑا اور خرخشہ شروع کیا کہ آپ ہی آپ اُنکا جتھا توٹ گیا، اُدھر بارش کی شدّت نے اور بھی اُنکا قافیہ تنگ کر رکھا تھا، ندّیان ایسی چڑھی ہوئی تھیں کہ اُن مین اعدا کی کشتیون کا چلنا دشوار تھا علاوہ اِسکے مرگی اور وباے عام بھی لشکر مین زور شور سے پھیل گئی تھی، جب مرھٹون نے اِس آفت و بلا سے کسی طرح بچاو نہ دیکھا لاچار ہو صلح کرنے پر راضی ہوئے اِس شرط پر کہ نواب اُنھین کچھ قدرے قلیل نقد روپیہ اور چند خطّے وہ پر گنے دے چنانچہ جولائی مہینے سنہ ۱۷۷۲ع مین بالکل اُنکی فوجین سرحدّ میسور سے اپنے دار الحکومت کو پھر گئین لیکن رگھوناتھ راو جو پہلے سپہسالار کا قایم مقام مقرّر ہوا تھا ایک بے نگین فوج اُن خطّون کی پاسبانی و نگہبانی کے واسطے جو اُنھین دیئے گئے تھے چھوڑ گیا،

بعد اِس واردات کے نواب بہادر نے جو اپنے ہم عہدون یعنے انگریزون اور نظام علی خان کی طرف سے ویسا سلوک پیمان شکنی کا دیکھکر نہایت ناخوش اور آزردہ ہو رہا تھا اُنسے انتقام لینے کے واسطے صلاح وقت یہہ جانا کہ اپنے قدیم خیرخواہ فرانسیسون کے ساتھہ سر نو عہد و پیمان اتحاد و دوستی کا باندھے، جتّے انگریزون کی بدسلوکی کا بخوبی جبر نقصان کرے،

ازسرنو محبّت کی راہ و رسم پیدا کرنا نواب حیدر علی خان کا اپنے ہواخواہ فرانسیسون کے ساتھ، بعد اُسکے کہ کمک و مدد کے مقدّمے مین انگریزون کی عہد شکنی کو بارہا اُسنے آزمایا،

چونکہ ہوشمند و دور اندیش قوم فرانسیس نے حیدر علی خان کی خیر خواہی و اتّفاق کو اپنے بہت سے سود و بہبود کا وسیلہ تصوّر کیا تھا، جسّے حال و استقبال مین اُنکی مرادونکا بر آنا ممکن تھا، نہایت خوشی سے ترنت نواب بہادر کی دعوت کو اجابت کیا، اپنے عہدہ دارون کو حکم دیا کہ اُسکے ملازمین کے زمرے مین داخل ہوکر اُسکے فوج کو سپہ گری کے فن سکھلائین اور فرنگستانیون کا سا ایک بڑا توپخانہ طیّار کرین، چنانچہ سپہدار اُنکے حیدری سپاہ کی تربیّت و تعلیم مین سرگرم ہوئے اور ہتھیار اور اسباب و آلات جنگ سرکار حیدری مین طیّار کرنے لگے، یہان تک کہ نواب بہادر کو ایسی دست قدرت حاصل ہوئی کہ پہلے مرہٹّون پر سرنو لشکرکشی کرکے اُنھین شکست دے، پس پیچھے کرناٹک کی غریب رعیّتون پر اُنکے حاکم کی پیمان شکنی کے سبب تاخت و تاراج کرے،

قابض و متصرّف ہونا نواب حیدر علی خان کا سرزمین ٹرساو راہمی اور ریاست زمورین وغیرہ پر سرحدّ ملیبار مین،

سنہ ۱۷۷۳ع مین جو سرداران نائر اور کورگ کے درمیان خانگی جھگڑا شروع ہوا بیان اُسکا یہہ ہی کہ کورگ کی راج گدّی کے مقدّمے پر، ایک گھرانے کے دو گروہ مین باہم ایسا خرخشہ و مناقشہ پیدا ہوا کہ وے دو فریق ہو گئے، ایک فریق

دواپا نام نے فتح مند ہو کر دوسرے فریق کو (جن کی جمعیت ہالری کہلاتی تھی) ملک سے نکال دیا، اُس ملک بدر کیئے ہوئے فریق نے پناہ کے لیئے سریرنگپٹن مین آکر نواب بہادر سے مدد مانگی، نواب نے یہہ بات غنیمت جان اُن طالبان اعانت کی درخواست منظور کر اُن کی مدد کے لیئے اپنی فوج کو اُدھر روانہ کیا تا کہ اُن کے دشمنون کو ملک سے نکال دین، لیکن برخلاف اُسکی چشمداشت کے وہان سے اُسکی فوج بے نیل مرام پھر آئی، تب پھر نواب نے اُن کی کمک کو ایک بھاری فوج بھیجی، یہہ فوج قہار غنیم پر غالب و فیروز مند ہوئی، اور ہالری راجا گدی پر بیٹھا، دواپا راجا نے ہزیمت پا کو پتیوٗت مین جا پناہ لی،

اس دستگیری و یاری کے شکرانے مین راجا ہالری نے سرزمین تُرسا اور راسمی کا باقی آدھا ملک بھی ملازمان حیدری کے حوالے کیا، جسکا دوسرا نصف سنہ ۱۷۶۱ مین پہلے ہی مل چکا تھا، اِسکے سوا اُس نے یہہ بھی شرط کی کہ سال بسال خراج بھی سرکار حیدری مین پہنچایا کریگا، اِس فتح کے بعد فوج حیدری ملیبار کے ملکون مین داخل ہوئی، اور سنہ ۱۷۷۵ ء مین بالکل ریاستین زمورین، کلیکوٹ، کوپتیوٗت، کارتیناد، کانیور، کی حیدری عمل دخل مین آگئین، کوچین کے راجا نے بھی بجبر تعلقہ بندی قبول کی،

یاد کیا چاہیئے کہ اگلی لڑائی مین سریرنگپٹن سے مرھٹون کی فوجون کے پھر جانے کی ایک وجہ یہہ تھی کہ اُس فوج کے سپہسالار مادھوراو پیشوا کو ایک سخت عارضہ لاحق ہوا، چنانچہ ۱۷۷۲ ء کے آخر مین اِس جہان سے کوچ کر گیا اور اُسکے بھائی نارائن راو کو لڑکپن ہی مین پونان کا راج پاٹ ملا، پر دوسرے ہی برس دغا بازون کے ہاتھ وہ بیچارہ بھی مارا گیا،

کہتے ہین کہ یہہ خون ناحق اُسکے پچچا رگھوناتھ راو کی صلاح سے ہوا تھا، اور یہہ

وہی رگھوناتھ ہی جو بعد مرنے مادھوراو کے اُس لڑکے کی حین حیات بنیابت مین پیشوائی کے اُمور کو انجام دیتا تھا، بعد اُسکے مارے جانے کے، میراث کی راہ سے خود پیشوا ہو کر بالاستقلال راج پر قائم ہو گیا، اگرچہ رگھوناتھ راؤ نے پونان کے تمام علاقون اور کارخانون پر بخوبی دخل کیا اور وہان کے اکثر عملے فعلے کو بھی اپنا کر لیا تھا، ولیکن اِس جہت سے کہ عموماً خلق اللہ کا طعنہ تشنہ اُسپر تھا اور اِس شبہے سے کہ وہی اُس بیچارے کے قتل کا بانی مبانی ہوا تھا سب کے نزدیک متہم و بدنام ہوا اِس سبب نہایت دلگیر اور برخاستہ خاطر رہتا آخرش اُسکے بداندیشون کے ایک گروہ نے جس مین نانا پھرنویس نام ایک شخص (نہایت ہی عاقل و اُسکا سرغنہ تھا) آپسمین اتفاق کیا اور پیشوای مقتول کی رانی کے ساتھ جو اپنے کو حاملہ ظاہر کرتی تھی مل کر رگھوناتھ راو کی ہلاکت مین کوشش کی، قصہ کوتاہ رگھوناتھ راو اُن کی سازش و تعدی کے سبب مجبور و بے بس ہو کے شہر پونان سے بمبئی کے جزیرے کو بھاگ نکلا، جب پونان کی ریاست مین اسطرح کا خلل اور تہلکہ واقع ہوا نواب بہادر نے دیکھا کہ دونون گروہ اُسکے غنیم مرہٹے اور انگریز ایک دوسرے کے ساتھ خصومت وعناد مین اُلجھ رہے ہین اور مرہٹون کے سردارون مین ایسا تفرقہ پڑا ہی کہ ہر فریق ایک دوسرے کی بیخ کنی و بربادی کی گھات مین لگ رہا ہی تب نواب نے اِس فرصت کو غنیمت جان کے یہ قصد کیا کہ جو جو خطے اوپر گئے سنہ ۱۷۷۳ ع کے عہد و پیمان کے موافق مرہٹون کو دیئے تھے، اب اُنھین پھیرلے چنانچہ نواب نے سنہ ۱۷۷۴ مین مرہٹون کی قوم کو اُن خطون سے نکلوا دیا،

———

قبضے مین لانا نواب حیدر علی خان کا قلعہ بلھاری اور گتّی کو اور اس سبب سے نواب حیدر آباد کی غیرت خوابیدہ کو جگانا ' اور اُنکا امیر ظفر الدّولہ کو بھاری لشکر همراہ دیکر حیدر علی خان کے ساتھ لڑنے کو روانہ کرنا ' اگرچہ اِس مہم مین مرہٹون کا بھی ایک بڑا فول اُسکا مددن کا رہوا ' لیکن حیدر علی خان نے حکمت عملی سے اُن کے جماؤ کو توڑ دیا ' کہ اُن سے کچھ نہ بن پڑا

اسی بابین مین قلعہ بلھاری واقعہ خطۂ ادھونی کے زمیندار نے جو خراج گزار نواب بسالت جنگ کا تھا ' جسے اُسکے بھائی نظام علی خان صوبے دار حیدر آباد نے ادھونی کی سرزمین جاگیر کے طور پر دی تھی سرکشی کرکے نواب حیدر علی خان سے مدد مانگی ' نواب نے اِس واقعے کو حسن اتفاق اور اپنے حوزۂ مملکت کی فراخی کا معقول وسیلہ جان کر نول شانور کرپے کی طرف جو افغانون کے شہر تھے لشکر کشی کی ' اور بظاہر دوستداری وخیر خواہی کے لباس مین قلعۂ بلھاری کا قصد کر نواب بسالت جنگ کی فوج کو جو اُسکے محاصرے مین سرگرم تھی وہان سے مار نکالا اور قلعے مین اپنا دخل کر لیا اور اُسکے زمیندار کو جسنے اُسسے مدد طلب کی تھی قید کرکے سرنگپتن کو بھیج دیا ' تب اُس مقام سے شانور کرپہ کرنول کا عازم ہو کر اِن تینون جگہون کے حاکمون سے کئی لاکھ روپیہ بطور تعاہدی کے لیے '

سنہ ۱۷۷۶ع مین نواب بہادر جنوبی ملکون کو مسخر کرنے کے ارادے گتّی کے رستے روانہ ہوا گتّی کی سرزمین جو از بسکہ سر حاصل ہی سنہ ۱۷۵۸ع مین جو تھہ خراج پر مرہٹون کو اجارے مین دی گئی تھی ' کئی بڑے بڑے قریے اور محکم

قلعے اِس خطّے کے متعلّقات سے ہیں، چنانچہ کنچی کوٹہ گرم کنڈہ بہی کنڈہ اور گُتّی بھی کو بھی لفظ اِس سرزمین کا نام پڑ گیا اُنھین مین داخل ہی حاکم اِس خطّے کا اُس ایّام مین قوم مرہٹّے کے بڑے گھرانے سے مراررا و نام ایک شخص تھا، جو کئی مہینے تک حیدری افواج کا سامھنا کرتا رہا آخرش مقابلے کی طاقت نہ لا کر گُتّی کے قلعے مین پناہ جو ہوا، وہان بھی بڑی جوانمردی سے قلعے کو بچایا کیا، پر اِس سبب سے کہ پونان والون نے ابتک بھی اُسکی کچھ مدد نہ کی تھی اور قلعے کی باولیان بھی سب کی سب سوکھ گئین تب تو بے بس ہو کر اُسنے نواب بہادر کی اطاعت مین سر تسلیم جھکایا نواب اِس امر کی کچھ رعایت نفرما اُسے اسیر کر سریرنگپٹن کو بھیج دیا، وہ وہان پہنچ کر تھوڑے ہی دن جیا نواب حیدر علی خان اُن خطون کا بندوبست اور اپنے عمّال وہان مقرّر کر سریرنگپٹن کو پھر آیا،

جب سنہ ۱۷۷۷ع مین سپاہ راو جی میسور کا راجا لاولد موا، اور رسومات اُسکی ماتمداری کی ہو چکین تب نواب بہادر نے آٹھ یا دس لڑکون کو جن کے نسب ناموں سے ٹھیک ٹھیک راجگی نسل ثابت ہوتی تھی بلوا بھیجا تا اُن مین سے کسی ایک کو راج پر قائم کرے، جب یہے راج کنور بارگاہ عالی مین پہنچے تو نواب نے اُنکے شعور و عقل کے امتحان کے لئے ہر ایک کو کچھ پھل پھلاری دلوایا اور آپ اُنکی نظرین بچا کر اِس تاک مین تھا کہ دیکھئے یہے اِن پھلون کو لیکر کیا کرتے ہین اتنے مین ایک لڑکے نے جو سب مین شایستہ اور ہونہار تھا وہ پھل لیکر اپنے باپ کو دیا، اور دوسرے آپ ہی کھانے لگے، حیدر علی خان نے اُسی پہلے کریم لڑکے کو جسنے اپنا حصّہ باپ کو دیا راج تاک کے لایق سمجھ کے گدّی نشین کیا، بعد اِس کے خود بادولت و اقبال اپنے لشکر مین جسے نئے مفتوح ملکون میں چھوڑ آیا تھا گیا،

اِس دخل و تصرّف کو دیکھکر جو نواب بہادر نے نواب نظام علی خان کے بھائی کے
محالات اور صوبجات پر کیا سرکار حیدر آباد کے ناظمون نے خواب غفلت سے بیدار
اور مستی ناز و نعمت سے ہشیار ہوا میر ظفر الدّولہ کو جسنے حرب و ضرب کے
قاعدے قانون مین بڑی ناموری پیدا کی تھی بیس ہزار سوار کی جمعیّت اور
توپخانے کا سرلشکر بنا کر نواب بہادر کے مقابلے کو روانہ کیا، اور پونان کے
بھی امیرون نے بیس ہزار سوار اُن کی مدد کو بھیجے تا حیدر علی خان کو اِس
تغلّب سے باز رکھین، اِدھر سے تو اِن دونون فوجون نے اِسطرح کوچ
کیا اور اُدھر نواب بہادر کو (جو ہمیشہ ایک زمانے کی اخبار کا جویان
ہی رہتا تھا اور ہر ایک شہر و دیار سرکار و دربار مین اُسکے گوئندے
اور خفیہ نویس تعینات تھے جنکے لیئے بیش قرار درماہے مقرّر تھے اور
اِسی جہت سے ہر نوع کے واقعات و حالات پر پہلے ہی خبردار ہو جاتا)
اِن دشمنون کے بھی اِس قصد کرنے کی خبر نزنت پہنچ گئی، تب اُسنے خرد
دوربین کی صلاح سے یہہ مناسب جانا کہ قبل آپس مین ملنے اُن دونون
فوج کے اُن مین سے کسی ایک پر اپنی چابکدستی و غلبہ دکھلاے آخرش
جب ظفر الدّولہ اپنا لشکر لیئے الغار دن کوچ بکوچ آگے بڑھکر کنیجی کوٹہ
آ پہنچا اور اُس سنگستانی سرزمین مین اُسکی فوج پریشان و متفرّق ہو گئی
گمان غالب تھا کہ اُسکے سپاہی سب کے سب حیدری سپاہ اور دن کے
ہاتھون مارے اور بری طرح سلوک کیئے جاتے، اگر نواب بسالت
جنگ نواب بہادر کے آنے سے جلدی خبردار ہو ظفر الدّولہ کو اِس امر سے
آگاہ نکر دیتا، چنانچہ ظفر الدّولہ اپنا لشکر امتیاز گڑھ کے قلعے کے گرد نواح
مین لے گیا، اِس لیئے تا اُس قلعے کی توپین اُس کی فوج کو حریف کے حملون

سے بچائے ؛ اس عرصے مین نواب بہادر شتاب روی کرا بسا اُن کے لگ بھگ آپہنچا کر کئی دن تک اُسنے شام کو اُسی مقام پر ڈیرا کیا جسے صبح کو چھوڑ کر غنیم آگے نکل گئے تھے ؛

اب ظفر الدولہ چونکہ پونان سے اُسکو مدد آپہنچی اور اُسکی سپاہ کا جماو چالیس ہزار سوار کا ہو گیا ؛ اُس مقام سے حیدری فوج کا سامھنا کرنے چلا ؛ لیکن نواب بہادر (اِس ارادے پر کہ غنیم کی فوجون کو ایک اپنے قابو کی جگہہ مین محصور کر مصاف آرائی سے ہاتھہ اُٹھا اُن پر حملہ کرے) پہلے گتّی کی طرف گیا ؛ بعد اِسکے پنیکانڈہ کا عازم ہوا ؛ اور نظام علی خان کی فوجون نے گتّی ہی مین مقام کیا ؛ اِتنے مین ظفر الدولہ کو اُسکے جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ کئی دنون مین افواج مرہٹے کے پچاس ہزار سوار جن کا ہر برام پنڈت نام سپہسالار ہی آپ کے پاس آپہنچتے ہیین ؛ اِس خبر سے اُسے یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین ایسا نہو کہ مرہٹون کی فوجین اِس کام مین سبقت کر اُس مال و غنیمت سے جسکا حاصل کرنا کنچی کوٹے* کی لوٹ سے اُسنے تک رکھا تھا کامیاب ہو جائین اس لیے جھٹ پٹ وہان سے کوچ کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ فائز المرام ہوا ؛ اب وہ مرہٹے کے سوار آکر اُسّے ملے ؛

ظفر الدولہ کو قبل داخل ہونے افواج مرہٹے کے اُسکے لشکر مین چیتل درگ کے راجا کا ایک خط پہنچ چکا تھا اِس مضمون کا کہ اگر نظام خانی فوج اِدھر آنے کا ارادہ کرے تو اُنھین رسد وغیرہ ضروری چیزون کی تکلیف نہوگی بلکہ اِس باب مین اس طرف سے مدد کی جائیگی اور رستا بھی ایسا سیدھا دکھلا دیا جائیگا

---

* کنچی کوٹے کے گرد نواح مین ہیرے کی کھانین مین جن کے سبب سے وہ مکان نہایت زرخیز ہی

کہ جلد سرینگپٹن کے دروازے تک پہنچادے، ظفرالدولہ نے اس خط کو پڑھکر
ہربرام کے حوالے کیا آخرکئی دن کی صلاح مصلحت کے بعد اُن سب کی رائین اس
تدبیر پر قرار پائین کہ اُس راجا نے اُنھین دکھلائی تھی، وے سب تو اسی اُدھیڑبن
مین مشغول تھے کہ حیدرعلی خان کے ہشیار و آزمودہ کار جاسوسون نے جو اُس دانشمند
کی طرف سے دشمنون کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے اُن مین پھوٹ بگاڑ ڈال دیا
یعنے بیس لاکھ روپئی رشوت دیکر افواج مرہٹے کے سردارون مین ایسا ایک
بلوا سے عام پیدا کیا کہ اُنکے سوار اِس بات پر آ کرا ڑے کہ جبتک اُنکی پچھلی تنخواہ
نہ بیگی ممکن نہین کہ وے سرینگپٹن کی جانب ایک قدم بھی آگے بڑھین، تب
ہربرام پنڈت نے جو اُس رشوت کے روپیون سے اپنا حصّہ لیچکا تھا اور کنیچی
کوٹے کی غنیمت کے مال سے جسپر اُسکا دانت تھا، بالکل بے نصیب و مایوس
ہو گیا تھا، پہلے تو ظفرالدولہ کے روبرو اپنے سپاہیون کے رولے کا حال سنایا،
بعد اُسکے یہہ معذرت درپیش کی کہ ایّام برسات کے سامھنے آپڑے ہین
جسمین کسی طرح کی لڑائی بھڑائی بھی ایسے زبردست حریف کے ساتھ
خصوص اُسی کے ملکون مین کچھ نہ بن پڑیگی، علاوہ اسکے مجھے کئی ایک ایسے ضروری
کام پونان مین درپیش ہین کہ بغیر میرے انجام ہونا اُن کا غیر ممکن ہی، چنانچہ
وہ اِس بہانے اگلے دن ظفرالدولہ سے رخصت ہو اپنی سپاہ سمیت پونان کو
روانہ ہوا بیچارا ظفرالدولہ اِس روداد سے بہت ناشاد و نامراد ہو کے کئی دن کنیچی کوٹے
مین رہا آخرش پاکھوڑ کے رستے گلکنڈے کی طرف روانہ ہوا اور ناحق بیٹھے بٹھائے
بارش کے موسم مین اپنی فوج کو حیران و پریشان کیا، اِس طرح سے بے
لڑائی کے دن بدون جنگ و قتال کے بسر ہوے،

لے لینا نواب حیدر علی خان کا ملک یونان کے درو بست متعلقات
ومحالات کو جو کشتنہ ندی کے دکھن طرف واقع ہین اور
آنوگندی وغیرہ کے سرزمینون پر اُسکا دخیل ہونا ٗ

تفصیل وار لکھنا اُن فتوحات کا جو ملک یونان کے قلمرو مین نواب حیدر علی خان کو حاصل ہوئے اطالت کلام سے خالی نہین اسلئے اتنا ہی بطریق اختصار یہان لکھا جاتا ہی کہ سنہ ۱۷۷۸ع مین حیدر علی خان نے قلعہ دھاڑوار کے سوا ملک یونان کے علاقے کی بالکل سرکار بن اور صوبجات جو کشتنہ ندی کے جنوب واقع ہین لے لیا ٗ بلکہ اس ندی کے پار جاکے پرسرام بھاو کی حکومت مین شہر مریچ پر بھی قابض ہو گیا ٗ اور سنہ ۱۷۷۷ع کی جنگ و حرب کے زمانے مین نواب عبد الحلیم خان پٹھان حاکم شانور کو جبراً اسپر لایا کر اُسکی تابعداری و باجگزاری اختیار کرے اور اُسکے فرزند سعید نواب صفدر علی خان عرف کریم شاہ کی زوجیت مین اپنی بیٹی کو بھی دے ٗ اور انہین دنون آنوگندی کی سرزمین کو بھی جسکے بیچ مین بیجانگر کا پرانا شہر واقع ہی پہلے اپنے عمل مین کر لیا ٗ آخرکار حال زار پر امیران ملک تلنگان کے جہان کے فرمارو اگلے زمانے مین شاہان عالیشان کیسی شان شوکت رکھتے تھے رحم اور ترس کھا کر اُسے اُنھین حوالے کیا ٗ اور انکے کتنے شاہی حقوق کو بھی بدستور سابق قایم رکھا ٗ بعد اسکے سنہ ۱۷۷۸ع مین پھر دوسری دفعہ نواب حلیم خان حاکم کرپے کے ملک اور محال پر تاخت کی اور اُسے اُسکے لواحق سمیت اسیر کرکے سرینگپٹن کو روانہ کیا ٗ اس تسلط و تحکم کے سبب نواب بہادر کا تمام اُن سرحدون مین جو حیدرآبادی کرناٹک بالاگھاٹ کے نام سے مشہور ہین بڑا اقتدار حاصل ہو گیا ٗ تحصیل

اس ملک کی ۴۷ سینتالیس لاکھ روپیہ کی ہی سنہ ۱۷۷۹ع مین جو نواب بسالت جنگ نے انگریزون سے صوبہ کنتور کے دینے اور آپ اُنکی پناہ وپشتی مین رہنے کا اقرار کیا تھا اِس حرکت سے نواب بہادر جنکے دل مین ابتک انگریزون کی طرف سے دشمنی و بغض باقی تھا نہایت ناخوش ہوا اور عین جوش وغضب کی حالت مین موضع ادھونی کو لٹوا دیا جسّے مبالغ کثیر اُسکو مل گئے بسالت جنگ جب غلبۂ حیدری کی تاب نہ لاسکا لاچار وہانسے بھاگ امتیاز گڑھ مین آکے قلعہ بند ہوا

اس عرصے مین موسیو لالی فرنگی سپاہیون کی کئی پلٹن جمعیت جنکو انگریزون نے صلاح کر بسالت جنگ کی خدمت سے معزول کروا دیا تھا حیدر علی خان کی سرکار مین آملازم ہوا اور قوم فرانسیس کے بھی کتنے آدمی جو سنہ ۱۷۷۸ع مین پانڈیچری کے محاصرے کے وقت وہان سے جان بچا بھاگے تھے اُن سے آن ملے اور حیدری سپاہ کا جتھا اُن سپاہیون کے ملنے سے جنھین نواب محمد علی خان نے اپنی نوکری سے برطرف کر دیا تھا اور بھی بڑھ گیا

جوش مین آنا کینۂ دیرینہ نواب حیدر علیخان کا انگریزون کے اوپر جنھون نے ماہی نام قلعے پر جو قلمرو مین اُسکے تھا حملہ کیا تھا اور وے نواب بسالت جنگ کی اعانت کے لئے کڑپہ مین آئے تھے اور نواب بہادر کا مرہٹون کے سردارون کو تحفہ تحایف اور اس مضمون کے خطوط بھیجکر ملا لینا کہ ہم دونون اکٹھے ہوکر انگریزون کو شکست دین اور حتی المقدور ہندوستان سے اُنکی بیخ کنی کرلین

دانشمند انگریزون کو خوب معلوم ہی کہ اُسی تاریخ سے کرسرکار کرناٹک کے ناظمون نے حیدر علی خان کے کمک مانگنے پر سنہ ۱۷۶۹ع کے عہد و پیمان کے موافق فوج بھیجنے سے پہلو تہی کیا تھا اُس بہادر صاحب غیرت کو یہی منظور تھا کہ جسطرح ہوسکے اُن سے عہد شکنی کی کسر نکالا چاہئے اور تبھی سے اُن دونون سرکارون کے درمیان اخلاص و اتفاق کی جگہ خلاف و نفاق نے راہ پایا تھا اور جب انگریزون نے فرانسیس کے قبضے سے پانڈیچیری کا قلعہ نکال لیا اسکا رنج بھی اُسکو کم نتھا علاوہ اِسکے انگریزون کی اور فتحون کی خبرین بھی اُسکے دل پر کہ اُن کی اِن بدسلوکیون سے بھرا ہوا تھا نہایت گران گذرین پر جب انگریزون نے فرانسیس کے ماہی نام قلعے پر جو ممالک محروسہ کے بیچون بیچ واقع تھا حملہ کیا اور کرنیل ہربرٹ جرأت کرکر ہے بین نواب بسالت جنگ کی اعانت کو آیا اِستے قہر حیدری کا دریا یہان تک جوش مین آیا کہ آخر کو اُس نے یہہ تدبیر ٹھہرائی کہ اگر ہوسکے تو سردست مرہٹون کے ساتھ اتفاق کرکے انگریزونکو ہندوستان کی سرحد سے دفع کیا چاہئے چنانچہ یہہ مصلحت دل مین ٹھان کر اپنے خاص ملازمون سے ایک فہمیدہ شخص نور محمد نام کو کہ اُس کا محل اعتماد تھا

اِس کام کی سفارت کے لیئے تجویز کیا، چنانچہ پہلے تو آپ نے ملکی امور و مراتب
کی مخفی تعلیم فرما کر بیس لاکھ روپئی کا تحفہ اور پانچ لاکھ کا جواہر، اسکے سوا
کئی مکتوب بھی نامہ نویس اور دوسرے سرداران یونان کے نام پر اُسکے
حوالے کیا، سر نامہ ان مکتوبوں کا اتّہام بو قلمون اور زمانہ پر مکر و فسون کی بیوفائی
و شکایت پر مشتمل تھا، جسکے سبب ان دونوں سرکار یونان و میسور کے درمیان
سابق میں ویسا خرخشہ و عناد واقع ہوا، اور خلاصہ مضمون یہ تھا کہ دل صداقت
منزل میرا بجوشش وو غا اس بات کا خواہان ہے کہ زر خراج دولت یونان
کے اُن مہینوں کا جو جنگ و حرب کے وقت، مملکت میسور میں داخل ہو گئے
ہیں اُس سرکار کو واصل کرے، اور چونکہ انگریزوں کی قوم تمام ہندوستان
پر تسلّط کا ارادہ اور طرفین سے عداوت قلبی رکھتی ہے بنا بر اسکے عموماً ہندوستان
کے تمام امیروں خصوصاً ہم دو رئیسوں پر لازم و اہم ہے کہ قرار واقعی باہم متفق
ہو کے ان مشترک اعادی کو سر زمین ہند سے نکال دیں، اُس ایلچی کے
ہمراہ موتھے کے سرداروں کو تحفہ دینے کے واسطے بڑے داموں کے کئی ہاتھی
معہ عماری بھاری جواہر نگار اور بیش قیمتی سوغاتیں بھی کر دیں،
الغرض وہ سفیر حضور سے رخصت ہو کے جب ملک یونان میں داخل ہوا تو اُسنے
وہانکے سرداروں کو اس جہت سے کہ جنرل کارنوالس کا لشکر یہاں آ پہنچا تھا بہت
بدحواس و حیران پایا، اور افواج بمبئی کے بھی حملہ کرنے سے اُنپر ایسی
دہشت غالب ہو گئی تھی کہ قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن کا ارادہ
انگریزوں کے ساتھ صلح کرنے کے لیئے زیادہ ہے بہ نسبت نواب بہادر کے
مصالحہ کے، تب اُس سفیر خوش تقریر نے سرکار یونان کے سرداروں کو دھوکے
پہنچا کر دانشمندی و شیرین بیانی کی قوت سے بعضوں کو موافق و ہوا خواہ بنالیا،

اگرچہ پہلے مرہٹے کے دونون گروہ یعنے وے جو انگریزون کی طرفکشی کرنے تھے اور وے جو اُن کے بداندیش تھے، قوّت و اقتدار مین برابر تھے پر آخر کو جبندھیہ کی قید سے رگھوناتھ راو کے بھاگنے اور برخلاف اُس قول قرار کے جو کام (نام مقام) مین درمیان آیا تھا دوسری بار انگریزون کے نزدیک اُسکے پناہ لیجانے نے اُس فریق کے اقتدار کا پلّا بھاری کیا جو انگریزون کے بدخواہ تھے، اور اِس جہت سے نواب بہادر کے ایلچی کا مطلب نکل آیا، چنانچہ سرکار میسور و پونان کے ملاپ کا عہد و پیمان اِس طور پر کہ آیندہ طرفین سے آپسمین رعایت و مروّت کی شرطین بجا لائی جائین درمیان مین آیا اور عہدنامے لکھے اور اُن پر دونون طرف کی مہر و دستخط ہو گئی، کہتے ہین کہ اُسی ایّام مین کہ نواب بہادر نے یہہ ایلچی پونان کو روانہ کیا تھا نواب نظام علی خان کے پاس بھی جو اُن دنون انگریزون سے اِس سبب کہ اُنھون نے شمالی چار سرکارون کی بابت پیشکش بھیجنے مین تاخیر کی، علاوہ اِس کے کنتور کی سرکار بھی لے لین تھین، اور اُسکے بھائی بسالت جنگ کے خیرخواہون مین اپنے تئین داخل کیا تھا بغیر اِسکے کہ نظام علی خان کو اِسکی اطّلاع ہو، رنجیدہ و کشیدہ خاطر ہو رہا تھا، دوستی کا نامہ پیام بھیجا تھا، کیونکہ آیندہ بات سے اِس خط کتابت کا شبہہ یقین کو پہنچتا ہی کہ ہنوز سرکار پونان اور میسور کے درمیان قرار مدار ہوتے دیر نہوئی تھی کہ طرفین کی رضامندی سے یہہ بات مکرّر ثابت و ظاہر ہوئی کہ نظام علی خان بھی اِس اتفاق و اجماع مین داخل تھا، آخر کار یہہ امر بخوبی معلوم و آشکار ہو گیا کہ اِس عہد و پیمان مین شریک ہونے اور سرزمین ہندوستان سے انگریزون کی بیخ بنیاد اُکھاڑ ڈالنے مین متفق ہونے کو نہ فقط برار ہی کا راجا مادھو جی بھونسلا بلایا گیا تھا، بلکہ اور سردار لوگ بھی اِس قضیئے کے شریک تھے، نواب بہادر نے دشمنون پر چڑھائی کرنے کا

جو نقشا باندھا تھا، صورت اُسکی یہہ تھی کہ جس وقت وہ آپ ملک کرناٹک پر لشکر کشی کرے، نظام علی خان کو چاہیئے کہ وہ اُتر کے صوبون پر حملہ کرے، اور جب حیدری و نظام خانی دونون سپاہ آپس مین ملکر انگریزی لشکر کو ہزیمت دے چکین تو مدراس گھیر لینے کی فکر کرین اور افواج مرہٹہ جزیرۂ بمبئی کے تاخت تاراج کو روانہ ہو، برار کا راجا لشکر جرّار لیکر بنگالے پر چڑھ دوڑے، نواب نجف خان اور دوسرے سرداروں کو حدود دہلی کے مناسب ہی کہ گنگا پار ہو کے صوبہ اودھ کو عمل دخل کرلین، ولیکن اگر ناظم وہان کا اس صلاح مین شریک ہو کے آپ ہی قوم انگریز کو اپنی سرحد سے جس طرح ہو سکے نکال دے تو وہان کا جانا ضرور نہین، فی الواقع یہہ تدبیر تو انگریزون کے مستاصل کرنے کے لئے نہایت معقول تھی اگر وے اشخاص جنھون نے اس امر مین اتّفاق کیا تھا، اپنے اپنے قول کی پاسداری کرکے قرار واقعی کوشش کرتے، تو یقین تھا کہ اُس ایّام مین انگریزون پر بڑی مشکل آپڑتی، لیکن ایسا کم اتّفاق ہوتا ہی کہ جدی جدی قوم کے لوگ کسی کام مین شریک ہو کے اپنے وعدون کے پورا کرنے اور نباہنے مین سعی کرین، اب اُن خیالی اور زبانی مددگارون کا حال سنئے کہ مادھوجی بھونسلا اور غربی ممالک ہندوستان کے کسی امیر نے اس مہم پر ذرا بھی التفات نکیا، مرہٹے اپنے قلمرو کے (جسکے شرقی شمال اور غربی جانب پر انگریزون نے چڑھائی کی تھی) بچانے کی فکر مین لگے، نظام علی خان کا وہ سب جوش و خروش اُس لطف و لبق اور عہد وپیمان کے سبب جو گورنر بنگالے نے اُسکے ساتھ کیا، گھٹ گیا، سنہ ۱۷۷۹ع مین نواب محمد علی خان نے مدراس مین انگریزون کے عملے فعلے کو اُس قول قرار کی حقیقت سے جو نواب حیدر علی خان اور مرہٹون کے ساتھ واقع ہوا اور بھی اُس اتّفاق

وسیلی کی کیفیت ہے کہ ان دو سرکارون اور نظام علی خان کے درمیان برخلاف قوم انگریز کے ظہور مین آیا خبردار کردیا؛

اب چند سطرین انگریزون اور مرہٹون کے درمیان عداوت ہونے کی اور نواب بہادر اور مرہٹون مین برسون لڑنے کے بعد اُن کے مصالحہ کرنے کی بابت مین بطور اختصار لکھی جاتی ہین اور واسطے ربط سررشتہ سخن کے مرہٹون کے ترقی کرنے کا حال بیان کیا جاتا ہی؛

مرہٹون کی ریاست عالمگیر کے وقت سے شروع ہوئی اِس صورت سے کہ چون اُن دنون سلطنت دہلی کے کمال کو زوال آچکا تھا اور عالمگیر جو شرع مین بڑا ہی متعصّب اور نہایت بیدرد وسفّاک تھا ہند کے سارے رئیس عموماً اور قوم ہنود کے راجے خصوصاً اُسکے ہاتھ سے نہیت تنگ ہو رہے تھے؛ اور تمام دکھن مین جہان ہر خطّے اور صوبے مین ہر ایک حاکم برای خود مستقل ہو گیا تھا؛ طریقہ ملوک الطوایف کا پیدا ہو گیا؛ اور یہ حکّام کبھی تو آپس مین ملے جلے رہتے اور کدھی ایک دوسرے کے مخالف ہو جاتے؛ اُنھین دنون قضا کار بہلے تو مرہٹون مین سے سیوا نام ایک شخص طالب ننگ ونام نے خروج کیا اور کچھ سوار اکٹھا کر فی الجملہ جمعیّت بہم پہنچا کتنے دنون تو اِدھر اُدھر لوٹ پاٹ مچاتا رہا؛ بعد ان بجاے خود حاکم وقت بن شہرت تازہ کو اپنا دار الحکومت بنایا؛ جب سیوا کے دن جب پورے ہوئے؛ تو سنبھا اُسکا بیٹا اپنے باپ کی جگہہ مسند پر بیٹھا؛ اور عالمگیر سے لڑنے کو مستعد ہو آخر مارا پڑا؛ جب ساہو اُسکا خلف کہ سلیم و حلیم

تھا قایم مقام باپ کے تخت نشین ہوا اس نے لڑنے بھڑنے سے احتراز کر
آٹھ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ اہالی ملک سے چنکر اُنکو اپنے راج کے انتظام کے لیے
مدار المہام بنایا، بعد مرنے اس کے جبکہ اُسکا کوئی فرزند صلبی نتھا، رام نراین
نامے ایک شخص کو اُسکے خویشون مین سے گدّی ملی، چونکہ یہہ آپ تو عقل
و دانائی سے محض معرّا تھا لہذا اُس نے ملکی بندوبست کا بالکل اختیار اُنہین آٹھ
ہشیار کاردون کو دیا، جن مین سے بالاجی نامے ایک کوکنی برہمن نے جو دانشمندی
و ہوشیاری مین یگانہ تھا، آخرکار یہہ مرتبہ و اقتدار پیدا کیا کہ راجا رام نراین کو قدر و
منزلت کے ساتھ مقام ستارے مین قایم کر پونان مین اپنی حکمرانی کا ٹھاٹ
پھیلانا، نانا پردھان پیشوا پنڈت کے لقب سے شہرت پائی ہرچند وہ آپ ہی
جزوی و کلّی امورات ملکی مین باستقلال اختیار رکھتا تھا تو بھی راجا رام کی
باوجود اُسکی بداطواری و خامکاری کے بڑی توقیر و عزّت کرتا، آخرش پونان
کو اپنا دارالامارت قرار دیا،

حاصل کلام یہہ کہ انگریزون نے پہلی لڑائی کے بعد قباحت اور برائی اُس صلاح کی
جس پر سردار بنبئی نے راگھو کی مدد کو لشکر بھیجا اور مرہٹون کے ساتھ
جنگ و پیکار کی بنا ڈالی، خوب معلوم کرکے کرنیل آپٹن کو مصالحے کے لیے
پونان کی طرف روانہ کیا، اِن دنون رام نراین کی رانی جو حمل سے تھی ایک
لڑکا جنی، پونان کے رئیسون نے اُس لڑکے کو اُسکے باپ کی جگہہ پیشوائی کی
گدّی پر بٹھلایا اور اُسکے بالغ ہونے تک سکھارام اور نانا پھڑنویس کو
وزارت اور نیابت کے منصب پر مقرّر کیا، مگر راگھو نے جو پونان جانے کا انکار
کیا اِس سبب سے میل ملاپ کا سوال جواب طی نہ ہوا بلکہ ادھورا رہ گیا، اور
وہان راگھو کے خیرخواہ نت بافتنہ و فساد اُٹھایا کرتے تھے، پونان والے

سمجھتے تھے کہ یہ سارا ہنگامہ در پردہ انگریزون کا کام ہی چنانچہ پھر کشت و خون کا کانون مشتعل ہوا، آخر کو انگریزون کے لشکر مین غلّہ اور دانہ وکاہ کی ایسی نایابی و قلّت ہوئی کہ وے سخت مجبور و مضطر ہوئے، کرنیل اگرتن بہادر انگریزون کے سرلشکر نے بیبسی کے سبب مرہٹوں سے سرنو ملاپ کا قول قرار کیا جب یہ خبر کہ کرنیل موصوف نے ناچاری و مجبوری کی جہت جماعہ مرہٹے کے ساتھ میاں کیا بمبئی کو پہنچی تو انگریزی سردار اس مغلوبانہ میل سے ناخوش ہوئے جتے پھر جنگ و حرب کی نوبت آئی اور جنریل گودرد جو مرہٹون کی لڑائی پر تعینات ہوا تھا حسن آباد سے برہان پور کو چلا کیونکہ برار کا راجا بھونسلا مرہٹون سے لڑنے کو راضی نہ ہوا، راگھو جنریل کی خبر روانگی سن لڑنیند ھیا کی قید سے بھاگ جنریل سے جاملا،

ازکتاب جارج نامه

مصالحہ کرنا قوم مرہٹے کا حیدر علی خان بہادر سے اور ملا لینا نظام علی خان آصفجاہ و نجف خان اور سارے ہندوستان کے امیرون کو اپنے ساتھ انگریزون کی لڑائی پر،

نظم

بدان گاہ راگھو کہ بر انگریز | بیامد بپا کردہ رزم و ستیز
جہانے پر از شور و آشوب کرد | خردمند داند کہ ناخوب کرد
مرہٹہ بحیدر علی داشت جنگ | ہم آختہ تیغ الماس رنگ

دو دوستی زدندی شده کینه ور / پی جستن ..شی بوم و بر
چو شد رزم آغاز با انگریز / بیک سو نهاده به حیدر ستیز
بدستی در جنگ با نامجوی / ز کینه سوی آشتی کرد روی
ز خود کرده خشنود و بنمود یار / که باشد ورا یار در کارزار
نظام آنکه بُد بر دکن باج خواه / بد و نیز بخشوده از مهر راه
بگردید در دوستی باز کرد / ورا نیز با خویش انباز کرد
نجف خان که بُد نامدار بزرگ / بمیدان پیکار گردی سترگ
فراوان سپه داشت آراسته / همه نرّه شیران نو خاسته
جز اینان هران کس که بُد نامدار / بنجو کرده دمساز و انباز و یار
همه گشته با یکدگر هم زبان / بدین رای گشته هم داستان
که حیدر علی یک شده با نظام / کشیده به پیکار تیغ از نیام
بکرناتک و بوم سرکار نیز / که تازد بدان هر دو جا انگریز
روان ساخته لشکر جنگجوی / به پیکار بدخواه بنهاده روی
بدان بوم و بر شور و شر افگنند / ز دشمن بن و بیخ را بر کنند
بگجرات راند مرهته سپاه / که باید بد اندیش آنجا نه راه
یکی مهتری از مرهته سپاه / که بودی سر جاه بر چرخ و ماه
موداجیش نام و لقب بهونسله / مقرّر چنان گشت کو با سپه
سوی بوم بنگاله گردد روان / به بسته به پیکار کردن میان
نماید مر آن مرز زیر و زبر / نخاریده یکسر ز پیکار سر
بدست آیدش هر که از انگریز / برانگیزد از جان او رستخیز
نجف خان ز دهلی براند سپاه / سوی لکهنو یکسره رزم خواه

فروزد دران آتش کینہ تیز ۔۔۔ بہ پرواز و آن بوم و بر زانگریز
گرش آصف الدولہ یاری کند ۔۔۔ دزین کین بجود خوب کاری کند
وگرنہ نجف خان گر کارزار ۔۔۔ چو دشمن ز جانش بر آرد دمار
چو اینگونہ کنگاش آمد بسر ۔۔۔ روان گشت ہر سویکی نامور
کران ناکران جہان شد سیاہ ۔۔۔ بدان بد کہ اختر بند نیک خواہ

آنا انگریزون کے ایلچی کا حیدر علی خان بہادر کے دربار مین ملاپ کی اُمید پر اور بے نیل مرام اُسکا پھر جانا،

اُن دنون مین مدراس کے گورنر نے اِس امر کو صلاح وقت سمجھا کہ نواب حیدر علی خان کے پاس ایک سفیر کاردان کو روانہ کرے اِس امید پر کہ وہ وہان جاکر کسی طرح پھر ملاپ کی راہ کو جو بہت دنون سے مسدود ہوگئی ہی کھولے اور اِس ضمن مین اُسکے ملک کا دستور و آئین بھی کما ینبغی دیکھے بھالے، غرض جب اِس امر مین نواب بہادر کا استمزاج کیا گیا تو اُسنے بڑی مشکلون سے ایلچی کو اپنے ملک مین آنے کا اِن شرطون کے ساتھ حکم دیا کہ مرہر نگپتن سے چار میل کے فاصلے پر اُترے اور کوئی اُسکا نوکر چاکر شہر مین نہ آوے اگر کسی چیز کی حاجت ہو تو حیدری سوداگرون کی معرفت جو اِسی واسطے متعین ہوئے ہمین شہر سے منگوا لے، آخر کو نواب نے اُس سفیر کو بعد بہت انتظار کے اپنے حضور مین بلایا، اور سب اُسکا پیام کلام سن کر یہہ جواب دیا کہ ابتدا مین مین نے یہہ گمان کیا تھا کہ قوم انگریز بہ نسبت اور قوم کے صدق و وفا کی صفت سے موصوف ہین، لیکن اِنہون امتحان و آزمایش سے ایسا معلوم ہوا کہ اُن پر

ان دو جوہر کا ذرا عکس بھی نہین پڑا، تا بجہ سنہ ۱۷۶۹ع کی شرط و قول بموجب افواج
رہنے کے مارہٹانے کو ہمنے تم لوگون سے مدد مانگی، تم نے اس مین ڈھیل کی اور مساذیر
سست و نامقبول کرنے کرتے بہانتک امروز فردا کیا کہ وقت تل گیا اور
اس سرکار کے غنیمون کی بن آئی، اور یہہ بھی تمھاری طرف سے خلاف
عہد و پیمان کے ظہور مین آیا کہ تمھاری فوجون نے ہمارے قلمرو کا قصد کیا اور قلعہ
بھی لے لیا، ابتک بھی تمھاری جانب کے عہدہ دار وہان حکومت کررہے ہین،
اس سبب سے ہمین اب تم لوگون کے قول فعل پر کچھ اعتماد باقی نرہا، قطع نظر
اس کے ہم کو ایسے سردار کی دوستی و اتفاق سے کیا فائدہ ہوگا جو بذات خود
مستقل اور اپنے کام کا مختار و حاکم نہو، اور ہر ایک مقدمے مین ارباب شورا
ہی کی تجویز و رائے کا منتظر و محتاج رہے، مثلاً اگر ہم اُسسے مدد چاہین تو وہ پہلے
تو صلاحکارون سے پوچھیگا اور اجازت طلب کریگا، بعد اس کے نواب محمد علی خان
کے نزدیک مددخرچ کے باب مین التجا لائیگا، اور اس بات مین کچھ شبہہ ہی
نہین کہ وہ اس مادے مین چند در چند عذر در پیش کریگا اور کیا کیا تامل سوال
کرکے کام کو ملتوی رکھیگا جب پھر بھی تم اُسکے پاس الحاح و زاری کروگے تو
وہ بعضے بعضے اجناس اور کچھ جواہر نکال دیگا کہ انہین بیچکر اپنا کام نکالو، پھر جب
ہزارون ٹوک و مکر کے بعد، یہہ بھی ظہور مین آیا تب اللہ اللہ کرکے تمھارا ڈیرا ڈنڈا
شہر سے باہر نکلتا ہی، پھر کوچ کا تمھارے یہہ حال ہی کہ اگر ایک دن کوچ ہو
تو دو دن مقام ہو، اس رنگ ڈھنگ سے جبتک تمھاری کمک ہمارے
ملک مین آتی ہی تبتک یہان غنیم لئیم پہلے ہی اپنا کام کرچکتے اور ملک کو ویران
و تباہ کر ڈالتے ہین، جب تمھارا یہہ وتیرہ ہی تو ہمارے تمھارے درمیان اتفاق
و ملاپ کیونکر ہوگا، مین صلاح و شورا کا پابند نہین مین اپنی ہی عقل صلاحکار کے حکم

مرچلتا ہون، اپنے عزم پر آپ حاکم ہون، حتی الامکان ضرورت کے وقت غفلت نہین کرتا اور فرصت کو ہاتھ سے جانے نہین دیتا، لحظے بھر مین ایک لشکر یار سالار جنگ آزمودہ سوارون کا جہان درکار ہو، بھیج سکتا ہون، جن کا ہر روز ساتھ میلا کوچ معمول ہی خدا کے فضل وکرم سے غلّے اور ہر طرح کی ضروری چیزون کے ایسے انبار خانے، ذخیرے کثرت سے بھرے بھرائے طیار رکھتا ہون کہ برسون کے خرچ اخراجات کو کفایت کرین،

بھلا ایسی دو سرکارون مین جو اس طرح متخالف اور متضاد ہین کس طرح ملاپ اور ہمدم انسانی صورت پکڑے، سو اب آپ رخصت ہو جیئے اور اپنے موکّل کو جا کہیئے کہ آیندہ نامہ پیام بھیجنا عبث بلکہ میرے دردسر کا باعث ہی حیدرعلی خان اُس قاصد کے ساتھ یہ عتاب خطاب کر کینہ کشی مستعد ہوا یہانتک کہ شہر رجب کی بیسوین سنہ ۱۱۹۴ یا جولائی مہینے سال ۱۷۸۰ مین بہت سے گھاٹ پار ہو سیلاب جوشان کی طرح اکبارگی کرناٹک مین جا داخل ہوا اُسکے پہنچتے ہی اُس سرحد مین ایک شور محشر برپا ہو گیا، اس یورش مین جنھا اُسکے لشکر کا بیس ہزار سوار جرّار اور چالیس ہزار پیادے خونخوار کا تھا ساتھ اُسکے بڑے زور شور کا ایک دھوان دھار توپخانہ بھی ہمراہ جس مین فرنگستان کے گولنداز اور مشیر لالی اور اور فرانسیس عہدہ دار سرغنے تھے، اس جنگ مین قلب لشکر نواب بہادر آپ سپہسالار تھا اور میسرے کی سرلشکری ٹیپو سلطان کے حوالے تھی، اس تاکید سے کہ وہ شمال رویہ طوبون پر چڑھ دوڑے اور میمنہ کے غول کو، اپنے ایک مور سالار کے ہمراہ موضع ما دور اور دکھن والے پرگنات پر مقرر کیا کہ ان مکانون مین لوٹ مار مچاوے، قلب

کی فوجین پالام نائر نام گذارے گھات کے متصل چتور گڑھ مین
جا اتری، چونکہ یہ قلعہ بر سر کوہ واقع اور نہایت محکم و استوار ہے لگاد
دشوار گذار رہی، سابق مین اِسس کو نواب انور الدین خان نے سوح
حوادث کے وقت اپنے قبائل کے لیے مسکن و ماوا مقرر کیا تھا، اور اب
یہ حصار اور اُسکے مضافات محمد علی خان کے بھائی ناصر الدولہ عبد الوہاب
خان کے دخل مین تھے، افواج حیدری نے پہلے اُسی پر غارت و تاراج کا ہاتھ
ڈالا، خواہ اِسس خیال سے کہ اُس مین نقود و جواہر گران بہا کا خزینہ ہی یا اُس
دشمنی کے سبب جو حیدر علی خان کو محمد علی خان کے ساتھ تھی، یہان کا قلعہ دار
اور اُسکے عیال اطفال سبکے سب اسیر و گرفتار اور انواع طرح سے ذلیل و خوار
ہوئے، اشیا اجناس قلعے کی لٹ گئی، نفائس و اموال وہان کے سریرنگپتن
روانہ کیے گئے، اِن لوٹ کی چیزون مین نہایت عمدہ کتابخانہ تھا جسکی کتابین
نواب انور الدین خان نے جمع کی تھین اور پچھلے دنون مین اُسکے جانشین نے
بھی ہزارہا جلدین اُس پر اضافہ کین، یے کتابین اُن نحوست صحبت جو کرناٹک
کے بعضے قلعون اور نواب کرپہ وغیرہ کے کتاب خانے سے ہاتھ لگے تھے بعد
شہید ہونے ٹیپو سلطان کے معہ کتبخانہ سلطانی انگریزون کے قبضے مین آئین
حیدری لشکر اِسس تاخت مین چتور گڑھ اور اُسکے آس پاس کے قلعے
مسخر و مفتوح کرنے پر قانع نہو کر آگے بڑھا، چنانچہ اگسٹ کی دسوین تاریخ
اُسکے سوارون کے ایک غول نے مدراس کے قرب و جوار کے کئی دہات
لوٹ مار کر شہر مین ایسا ہلڑ اور بلوا مچادیا کر وہان کے انگریز باشندے حصار
مین پناہ جو ہوئے، بعد اِسکے اکیسوین کو افواج حیدری نے کرناٹک کا دار الامارہ
شہر آرکاٹ لوٹ لیا، لیکن چونکہ انگریزون کی فوجین نزدیک آگئین بعضی مدراس

سے سر ہکٹر منرو کی اور بعضی اثر کے صوبون سے کرنیل بیلی کی سپہسالاری مین، اسلیئے نواب بہادر آرکات کے محاصرے سے تو باز آیا، پر اس امر مین کوشش کی کہ یہ دونون فوجین آپسمین ملنے نپائین،

ترجمہ بعضے مقام بارھوین باب کا رسالۂ ملیطری بیاگریفی یعنے تذکرۂ بہادران انگلستان مین سے (جو سنہ ۱۸۴۱ع مین چھاپا گیا) بیان مین حال جنریل سر ڈیوڈ بیرڈ کے جو بہت دن تک ٹیپو سلطان کی قید مین اور قلعہ سرینگپٹن کی تسخیر کے وقت تاخت کرنیوالون کا سرکردہ تھا، مشتمل جنگ کوہستانی کی خصوصیات پر جو کنچی کوتے کے درمیان واقع ہوئی، اور یہہ ایک اُن جنگون مین سے ہی، جن مین طرفین سے ہزارون جنگجو مارے جانے کے بعد نواب حیدر علی خان فتح نصیب ہوا،

ہندوستان کی سب ریاستون مین، اُن دنون (جب تیموریہ سلطنت کو کمال زوال آچکا) میسور والی ریاست بڑی مشہور و نامی تھی، جس پر نواب حیدر علی خان قابض تھا، اور اس بہادر نے مرتبہ سپہدادی سے بیاوری طالع و اقبال، فرمانروائی و شہریاری کے درجے پر ترقی کی، ذات عالی صفات اُسکی، فنون سپہسالاری کے سوا، جہانداری و ملکداری کے آداب و قانون کی بھی ایسی حاوی تھی کہ اُس ایام مین فرنگستان کے فرمانفرماؤن کے درمیان بھی ایسا شخص مجموعۂ نوادر و کمالات، عدیم المثال تھا، چونکہ ایسا حاکم جابر و مدبّر کے قرب سے انگریزون کی ریاست کو جس کی بنیاد ابھی بھولی

قایم نہین ہوئی تھی کھٹکا اور خطرا تھا، بناچار مصلحت بنک تو یہ تھی کہ انگریز اُسے اتفاق و میل رکھتے، یا ایسا قول و قرار ہی کرتے جسّے وہ، اُن کی سرحدون پر ہاتھ نہ ڈال سکتا، لیکن حیف کہ برخلاف اِسکے، اُنھون نے نواب کی دشمنی پر کمر باندھی، چنانچہ سنہ ۱۷۶۷ع مین انگریزون نے نواب بہادر کے ساتھ جنگ و جدل کی بناء ڈالی مگر نواب ہی اِس لڑائی مین فتحیاب و مظفّر رہا، اور مقام کرناٹک سے جہان اُسکے تاراج عام کے سبب واویلا مچا تھا، عین مدراس کے دروازے تک جا پہنچا، یہان بھی اُس نے ایسی لوٹ لات مچادی کہ وہان کے حکّام ناچار ہو کر مغلوبانہ صلح پر راضی ہوئے چنانچہ آپس مین یہ قول قرار ہوا کہ ضرورت کے وقت طرفین ایک دوسرے کی رعایت و حمایت سے پہلو تہی نکرین، ابھی اِس عہد و شرط کو دیر نہوئی تھی کہ نواب کو مرہٹون کے ساتھ ایک جنگ کا سامنا ہوا، تب اُس نے چاہا کہ اپنے اُن نئے ہوا خواہ انگریزون کی دوستی کے نقد کو کسوٹی پر کسے، گورنر مدراس کو ایک نامہ لکھ براے نام امتحاناً پانسی انگریزی سپاہی کی اُسّے کمک چاہی، گورنر موصوف نے برخلاف راہ و رسم دوستی، بسم اللہ ہی غلط کی، اور اُسکی درخواست نہ برانہ کی، خیر بعد اِسکے سنہ ۱۷۷۰ع مین بھی جب دوبارہ لٹیرے مرہٹون نے نواب کو تنگ کیا تو پھر مدراس کے کار پردازون سے مکرّرا عہد و پیمان یاد دلا کر مدد طلب کی، ابکی بار بھی اُن کی جانب سے غفلت کا وہی عالم رہا جیسا اوّل ظہور مین آیا تھا، اِس عرصے مین مرہٹون کی بار بار غارت و تاراج کے باعث میسور کی ریاست مین بہت سا اختلال راہ پایا اور اُسکے اکثر خطّے اُن کے قبضے مین آگئے، تیسری بار نواب نے پھر بھی انگریزون سے استمداد مانگی، اور اِس باری وعدے سے جو فائدہ اُنھین

ہو ہوا لا تھا، اُسے پر بھی اُن کو مطلع کیا، اِسی طرح پر کہ جب ابھی اِن
بے دست و پا و کم مایہ مرہٹون نے ہندستان کی بالکل شمالی رویہ مستقل
ریاستون مین یہ آشوب قیامت مچا رکھا ہی خدا جانے اگر یہ لوگ قوت
پائین اور کچھ ساز و سامان اِن کے ہاتھ چڑھ جائے تو دکھن کے تمام
ملکون مین کیا ہاتھ پانو نکالین اور کیسی ہلچل ڈالین، اِس اطلاع و
استمداد سے بھی کچھ حاصل نہوا اور کمپنی کے کارگزار اِس تغافل مین
مرتکب بڑے ننگ و عار کے ہوئے، لیکن چونکہ ابھی نواب بہادر کی ترقی کے
ایام باقی تھے اُسنے اپنی عقل صلاح کار کی چارہ سازی سے سب دشمنون کو
زیر کیا، اور بغیر کسی کی اعانت و مدد کے پہلے تو سنہ ۱۷۷۲ ع مین مرہٹون
کے ساتھ بخوبی مصالحہ کر لیا، پھر اُن مرہٹون کے آپس مین خانگی قصے
قضیے اور سرکار بمبئی کے کارکنون کی بد انتظامی کے باعث نواب نے
ایسی دست قدرت حاصل کی کہ جو جو محالات اُس کے قبضے سے نکل
گئے تھے اُنھین پھیر لیا اور ساتھ ہی اِس کے اپنے ملک کی وسعت و
فسحت کو بھی خوب ہی پھیلایا،

نواب بہادر نے جب اپنی ضرورت کے وقت فرقے انگریز کو آزمایا اور
اُن سے بارہا عہد شکنیان دیکھین تب آیندہ اُس کے دل سے
اُن کے قول فعل کا اعتبار جاتا رہا، اُنھین دنون مین فرانسیس نواب سے
آن ملے اور ہر طرح کے جنگی آلات و سامان سے اُسکی مدد و خدمت کی اور اِس
امید پر کہ کسی نوع سے کرناٹک کا ملک اُن کے ہاتھ آجائے نواب کے ساتھ
اتفاق و میل رکھنے کو مناسب جانا، چنانچہ اُن کے کار آزمودہ عہدہ دار لوگ،
خیرخواہون کے طور پر نواب بہادر کی ملازمت مین حاضر رہکر اُس کے

سپاہیون کو فرنگ ثانی جنگ وپیکار کے قواعد سکھلانے مین بدل متوجہ ہوئے
چونکہ انگریزون کی بدسلوکیون سے نواب کا دل بھر ہی رہا تھا اور اس
امر مین حق بجانب اُس کے تھا، اب اُس نے دشمن سے کینہ کشی مین
اپنے کو خوب توانا پایا، اور اُن دنون سرکار کمپنی کے ناظمون کا حال یہ
تھا کہ یہ لوگ آپ تو اُسکی اعانت و مدد سے تجاہل کرتے ہی تھے اور
راجاؤن نوابون سے بھی ایسا سلوک کرتے تھے کہ نواب کے ساتھ۔ اِن صاحب
نزدون کا ملجا ماوا انھین کی شکست کا باعث تھا نواب بہادر نے اِس فرصت کو غنیمت
جان مرہٹون اور نظام علی خان کو خفیہ ملاکر یہ تدبیر ٹھہرائی کہ باہم متفق ہوکے
انگریزون کو ہندستان سے نکالا چاہیئے، ادھر تو سب بندوبست اِس منصوبے
کا ٹھیک ہوچکا تھا اور اُدھر کمپنی کے کارکن ہنوز بےپروا غفلت کی نیند مین پڑے
سوتے تھے، یہانتک کہ بیسوین جولائی سنہ ۱۷۸۰ع مین نواب بہادر نے بڑے
زور وشور کے ساتھ فوج دریا موج جمعیت سرزمین کرناٹک مین پہنچکر اُسے
لوٹ لیا، اِس تاخت مین حیدری فوج اسّی ہزار جوان سے بھی زیادہ تھی،
اِس لشکر کی ہیبت اِس راہ سے اور بھی بڑھگئی تھی کہ اُس مین موسیو لالی کی
فوج اور بہت سے فرانسیس عہدہ دار ملازم تھے، اور فوج انگریزی جسکا
سرلشکر جنرل سر ہکٹر منرو تھا قریب چھہ ہزار کے تھی جو مدراس کی سرحد مین
کوہستان پر مقام رکھتی تھی جس وقت نہروان رجمنط جو تازہ ولایت سے
آیا تھا اُسی دن جہاز سے اُترکر گورنر کے حسب الحکم لڑائی کے واسطے
انگریزی لشکر سے جاملا، جب نواب بہادر کرناٹک کی سرحد سے آگے بڑھا
اور راہ کی تمام بستیون کو آتش زنی اور قتل عام سے جلاتا و ویران کرتا ہوا
آرکاٹ کی جانب روانہ ہوا اکیسوین آگسط کو شہر کے سامھنے پہنچ خیمہ کیا،

بیت

جوانان جنگ آور و پیلتن
ہوئے سامھنے قلعے کے خیمہ زن

اُن دنون وہان کرنیل بیلی شمال رویہ صوبون کے بند و بست کو ایک بڑی فوج لیے رہتا تھا اور چونکہ وہ حیدری سپاہ جو آرکاٹ کے محاصرہ کرنے پر تعینات تھی، درمیان اِس فوج اور انگریزون کی چھاونی کے، حائل واقع ہوئی تھی اِس لیے مدراس کے گورنر نے کرنیل بیلی کو اِس مضمون کا ایک فرمان لکھا کہ وہ جلد اپنے تئین پہاڑ پر انگریزی لشکر مین داخل کرے، لیکن نواب نے چالاکی کی راہ سے اُسکے لشکر جانے کے رستے کو جابجا ہی تھام چھینک لیا، جب کرنیل موصوف نے بہتیرا زور مارا پر کچھ پیش رفت نہوا، آخر پرنباکم نامے مقام مین نوبت جنگ کی پہنچی، اِس مین کرنیل بہادر نے جس کے ہمراہ سوار تو مطلق نتھے مگر پیدل سپاہی، اپنی اسی جمعیّت کے موافق صرف ایک نام کی فتح پائی، پر اِس ظفر نے اُسے کچھ فائدہ نہ بخشا بلکہ کچھ ضرر ہی پہنچایا کیونکہ ہنوز انگریزی لشکر گاہ اِس مقام سے کوسون کی راہ پر تھی اور فوج قوی نواب بہادر کی اِس رستے مین سنگ راہ، سپاہی کرنیل موصوف کے رسد بغیر بھوکھون مرنے لگے، تب اُس نے سرہکطر منرو کی خدمت مین اپنی مصیبت کی حقیقت اسطرح لکھ بھیجی کہ بسبب مضرّت اور رسوائی کے جو اِس لڑائی مین ہم لوگون کے پیش آئی نہ یہان سے نکلنے کی قدرت ہی اور نہ بن قوت و خوراک ٹھہرنے کی قوّت، تب تو اِس مصیبت کی چارہ گری مین اُن سبکی راے اِس پر ٹھہری کہ کرنیل بیلی کے پاس ایسی کمک بھیجی جاے جس مین اِس مخمصے سے اُس کی رہائی ہو، چنانچہ اِسی قصد پر کرنیل فلیچر،

کپتان بیرڈ اور کیتے اور سردار نامور ایک بڑی جمعیت کے ساتھ اس مہم پر
تعینات، اور چھاونی سے نو بجے رات کے وقت روانہ ہوئے، کرنیل بیلی
کی فوج مین کس درجے تکلیف و اذیت تھی اسی سے سمجھ لیا چاہیے کہ کرنیل
فلیچر کا ہر ایک سپاہی فقط دو ہی دن کی میعاد کے موافق تھوڑے سے چاول اور
کئی بسکٹ اور قدرے شراب بطور رسد کے اپنے اُن دوستون کی مدد خوراک کے
واسطے جو موضع پرنباکم مین تھے ہمراہ لے گیا تھا، جب نواب بہادر کو اِس کمک کی خبر
پہنچی تو اُنکے آنے کی راہ روک لینے کو اپنے سوار ہزار بھیجے، لیکن کرنیل فلیچر اور
کپتان بیرڈ کے دلون مین اُنکے راہنماؤن کی طرف سے ایسی بدگمانی آگئی کہ وے
سیدھا رستا چھوڑ ایک ٹیڑھی راہ ہو اُس کالی رات مین جو گویا اُنھین کی
پشتی کو آئی تھی جلدی رسالے کے دار و گیر سے بچ بچا کر کرنیل بیلی کے لشکر مین
آ پہنچے، لیکن نواب بلند اقبال نے کہ دشمن سوزی کے باب مین نہایت
چالاک و یکتائے زمانہ تھا اتنا توقف نہ کیا جو ایسے اکٹھی فوجین بے خطر اُسکے پنجے
سے نکل جائین، چنانچہ قلب مکانون و دشوار گذار راہون پر جدھر سے انگریزی
پلٹنون کو جانا تھا، توپ کے مورچے طیار رکھے اور اِس لئے کہ اُن کے کوچ
کرنے کا وقت اور اور مراتب بخوبی معلوم کر لیا تھا، اپنے اچھے اچھے پیدل
جوانون کی ایک بڑی جمعیت کو غنیم کے رستون پر گھات مین لگے رہنے کا
حکم دیا، بعد اِسکے خود آپ اپنی فوجون کا بڑا جتھا ہمراہ لے اُن بہادرون
کے حملے کرنے کا انتظار کرنے لگا، تا بروقت اُن کی مدد کو پہنچے، جب اِدھر کا
یہ سب انتظام و اہتمام کر چکا تب پنڈارے سوارون کا ایک بڑا غول
کانجیورم کی اطراف مین نہب و تاراج کرنے کے واسطے تعینات کیا کہ قابو کا
وقت دیکھکر انگریزی لشکر کو اُنکے قصد سے باز رکھین، دسوین ستمبر کو جو

انگریزی پلٹنون کے کوچ کا دن ٹھہر چکا تھا حیدری جوانون نے (جو تڑکے ہی
دبے پانو چپچاپ اُس مقام پر جہان غنیم کے لیے دام بچھ گئے تھے، اُن ہر
آبرے کی ناک مین جا بیٹھے) دشمنون کا پہنچنا دیکھ لیا، تب ایک مورچے کے
گھاٹ والے سپاہیون نے بارہ توپین اُن پر ماریں، اور ہنوز وے آگے
بڑھنے نہ پائے تھے کہ اُن کے پیچھے سے دوسرے مورچے کی توپین بھی دغنے
لگین، اب اُن لوگون سے بجز اس کے کہ آگے بڑھ جائین کچھ علاج نہ بن
پڑا، لیکن اور بھی مورچے توپون کے اُن کے واسطے طیّار تھے، آدھے گھنٹے
مین ستاون ضرب توپ انگریزون کے لشکر کو مار بھگانے کے واسطے
آ پہنچین، فجر کو سات گھنٹے کے وقت بےشمار فوج فوج سپاہی بھی ان
کم بختون پر آن پڑے یہانتک کہ یہ نوبت پہنچی کہ طرفین کے جوان آپس مین
ایک دوسرے کے سامھنے ہو گئے کپتان بیرڈ اور گران ڈیل جوانون
نے اُس مہم مین بڑی بڑی جوانمردیان اور بہادریان کین آخر حلقے مین پچیس
ہزار سوار اور رئیس پلٹن کے (علاوہ حیدری ملازم فرنگی سپاہیون اور
بڑے توپخانے کے جو ایک تیر کے فاصلے پر سے سر ہوتا تھا) جنھون نے
چارون طرف سے نقطے کی طرح انگریزون کو گھیر لیا تھا، ایسی ثابت قدمی و
استقلال سے حریف کے مقابلے مین اڑے کھڑے ہوئے ہر ایک جانب سے
نوبت بنوبت اُن کے وارون کو ٹال رہے تھے کہ حیدری لشکر کے فرانسیس
وغیرہ انگریزی دلاورون کا ایسا جگرا دیکھ کے سب دنگ ہو گئے،
انگریزون کی فوج مین صرف دس میدانی توپ تھی لیکن وے ایسی پھرتی
اور صفائی سے اُنھین چھوڑتے تھے جسّے حریف کے لشکر مین تہلکہ
پڑ گیا تھا، صبح سے نو بجے تک کشت و خون واقع ہونے کے بعد انگریزون کی

نصرت و فتح کا آفتاب طلوع و گرم ہونے لگا، اور جیدہ جیدہ حیدری رسالے کے سوار حملے پر حملے کرتے تمام تر شکست نصیب ہوئے، میسرہ اور عمدہ حیدری فوجین کشش و کوشش کرنے کرتے خستہ اور ماندی ہو گئین قریب تھا کہ گھونگھٹ کھا جائین، حیدری توپخانے کے فرانسیس منصبدار بھی اُسکی اہتمام سے ہاتھ کھینچ چکے تھے، اِس عرصے مین ایک ایسا اتّفاقی حادثہ نازل ہوا جسّسے کھیت کا اور ہی رنگ ہو گیا،

تفصیل اِس اجمال کی یہہ ہی کہ اتّفاق سے (جو نواب بہادر کے حق مین مفید اور انگریزون کی نسبت مضر پڑا) اُن کی باروت و گولے کی بھری لدی بیتیان آگ لگ کے بالکل جل گئین، یہہ مصیبت جان مو رُاس گولے سے پیش آئی جو حیدری گلندازنے مارا تھا، اِس واقعے مین بہت سے سپاہی باروت کی طرح جل بل سوخت ہو گئے، اور جو کہ جلنے سے زندہ بچ رہے وے عجیب رنج و بلا مین مبتلا ہوے کہ بالکل جنگی اسباب ولوازمہ ضائع و نقصان ہو جانے کے سبب مردون سے بھی زیادہ مردے ہے، ٹیپو سلطان ایسی فرصت کو غنیمت جان اپنے پدر جلیل القدر کی بلا اجازت سواران خونخوار کی جمعیّت ہمراہ لے برق کی طرح انگریزون کی فوج پر جا گرا، ساتھ ہی اِسکے فرانسیسی لشکر کے لوگ بھی کمک کو آ پہنچیے،

بیت

سپاہ گران لیکے سب ہمرکاب کمک کو وے ٹیپو کے پہنچے شتاب

حیدری بہادرون نے ایسی رستمانہ کوششین کین کہ انگریزی سپاہیون کے خون سے ندّی نالے بہا دیئے،

آخر انگریزی عہدہ دارون نے، کچھ فرنگستانی اور آدارہ سپاہیون کو جمع کر عین

ایسے وقت مین کہ حریف کے توپخانے سے گولے چل رہے تھے پناہ کے لئے ایک اونچے ٹیلے پر اُن کے ہرے کھڑے کئے، لیکن گولا بارود ہے کہان،

نظم

جہان جو لشکر جو دیکھا کھڑا تو آسامنے اُسکے باندھا پرا
لگی لڑنے پھر دونون جانبکی فوج لگا مارنے خون ہر طرف موج
چلاتا تھا سلطان جدھر تیغ کین لہو سے بھرے تھا اُدھر کی زمین

منصبدار تو اپنی اپنی تلوارین اور سپاہی سنگینین لے لے لڑتے تھے اور داد دلیری کی دیتے تھے چونکہ حیدری فوجین کثرت سے تھین اور بہی دربی اُنپر گرتی تھین انگریز بیچارے لاچار و بے بس ہوکر اکثر کشتہ و خستہ اور بعضے گرفتہ و بستہ ہوئے اور سیکڑون گھوڑون کے سمون اور ہاتھیون کے پیرون تلے کچلے گئے،

انگریزون کے مقتولون کا عدد ساڑھے چار ہزار سے بھی زیادہ تھا، جس مین ہندستانی سپاہی چار ہزار تھے اور فرنگستانی قریب چھ سو کے، کرنیل فلیچر کشتون کی لاشون کے درمیان ملا، کرنیل بیلی اور کپطان بیرڈ چار چار زخم کاری کھا کے دو سو فرنگستانی معیت اسیر ہوئے جب انھین حضور مین دست بستہ لیگئے تو نواب اپنی فیروزمندی کے دماغ مین حقارت کی نظر سے اِن کی طرف دیکھکر فتح کے سرشارنشے مین علالا کرنے لگا، اُس وقت کرنیل بیلی نے جواب دیا کہ نواب صاحب ٹیپو سلطان اِس لڑائی کے حال سے بخوبی مطلع ہی، اور اُسنے بچشم خود دیکھا کہ اِس فتح کا باعث بلاے ناگہانی تھی جسنے ہمین تباہ کیا، کچھ آپ کی فوجون سے ہم نے شکست نہین کھائی، اِس سخن تلخ کے سننے سے نواب نے جھنجھلا کر حکم کیا کہ ان سب کو قید کرو، کہتے ہین چونکہ اِس جنگ مین شدّت سے قتل و خون ہوا اور اکثر حیدری نامی دلاور بھی مارے

لیے تھے، اس جہت سے نواب بہادر کا مزاج کچھ برہم ہو گیا تھا اور انگریزی
اسیروں کے ساتھ اس قدر خشونت و بد مزاجی کی جو اُسکی خو تھی، کپتان
بیرڈ اپنی اسیری اور گرفتاری سے کہ اُس مین انواع طرح کی اذیّت و خواری
کا سامھنا تھا (جس کا ایک نمونہ یہ ہی کہ وہ ساڑھے تین برس تک زندان تیرہ
و تاریک کے درمیان ایک ہی زنجیر مین اور قیدیوں کے ساتھ پابند رہا) آخر نجات
پا کے ولایت چلا گیا تھا، وہان سے جنریلی عہدے پر بحال ہو کر پھر ہندستان مین
آیا اور جب سنہ ۱۷۹۹ء مین سرینگپٹن پر چڑھائی کے لیئے ویلور کے درمیان
فوجین جمع تھین اُس مین جا ملا، اور اُس نے یہ قصد کیا کہ سپہسالاری مین
اُس جیش کے جو اس مہم کے لیئے نامزد ہوئی تھی خود مقرّر کیا جاے چنانچہ اس
مقصد پر کامیاب ہو کر اُس نے اُسی سال کے مے مہینے کی چوتھی کو
شہر کے باہر انگریزی نشان اُڑایا، اور ہنوز رات نہونے پائی تھی کہ
سرینگپٹن کا رنگ بدل گیا، حکومت وہان کی انگریزون کے قبضے مین آگئی، گردش
فلکی سے وہی شہر جو کپتان موصوف کے لیئے اُس کی اسیری کے زمانے مین
دار الجحیم تھا اب کامیابی مین دار النّعیم بن گیا لیکن باوصف اس خوشی
و فیروزی کے جو اُسکو حریف کے مغلوب ہونے سے حاصل ہوئی، ذرا بھی
انتقام و کینہ کشی کا خیال جو ایسے واقعہ کو لازم ہی اُسکے جوانمرد دل مین نگذرا،

از کتاب جارج نامه تصنیف ملا فیروز

روانا ہونا کرنیل بیلی کا جنریل سر هکطر منرو کی یاری وکمک کے لئے اور ٹیپو سلطان کے ہاتھ اس کا گرفتار ہو جانا

مثنوی

زمانه نهم روز نه رفته بود — به بیلی زمانه بر آشفته بود
شده اختر ش کند بر آسمان — به شوریده و تند گشته جهان
خود و لشکر از شهر پیرم بکام — سوی مندر و تیز برداشت گام
فزون پنج صد بود بر پنج هزار — ز هند و یوروپ مردم کارزار
چو بپرداده چار یک از گروه — ز حیدر رسیدند لختی گروه
میان دو بدخواه پرخاش خاست — ز نیرو دو رویه فشافاش خاست
باندک وه و گبر حیدر سپاه — زبون گشته در دشت آوردگاه
نفشرده پی باشه کرده تیز — بپیچیده از کین لگام گریز
روان گشت بیلی ازان جایگاه — یکی درهٔ تنگش آمد براه
زگیتی نهان گشت زرّین چراغ — سراسر جهان گشت چون پرّ زاغ
دران درّه بیلی بیامد فرود — که تن را از آرام بدهد درود
ناگاه از دشمن کینه خواه — به پیکار آمد دگر ره سپاه
دران درّهٔ تنگ آشوب خاست — چو تندر خروشیدن توپ خاست
زمانی به بیلی ببارید تیر — چو باران که از ابر آید بزیر

فراوان رها کرده توپ و تفنگ   کشیدند از جنگ و پیکار چنگ
از آن پیش کاید برون آفتاب   بگیرد جهان گونهٔ زرناب
روان گشت پیلی از آنجایگاه   ببرده از آن درّه یکمیل راه
بناگاه تیپو بدانجا رسید   سر آتش جنگ بالا کشید
ستیزه به پیوست از دو گروه   چو انگریز بد در میان دو کوه
گذرگاه بر دره بر تنگ بود   نه میدان آویزش و جنگ بود
نیارست آراست آوردگاه   نه صف می توانست بستن سپاه
نه دست چپ و هیچ پیدا ز راست   ندانست کس قلب و ساقه کجاست
ز بار و بنه کس نه آگاه بود   گشاده نه بر مرد کین راه بود
در آن راه دشوار و تاریک و تنگ   نه برد رسم پیکار و آیین جنگ
توانست کوشش نمودن سپاه   گسسته ره رفت بایست راه
به بیچارگی جنگ بایست کرد   بر انگیخت ناچار گرد نبرد
ز تیپو نبرد و خسته یلی هنوز   یکی گرد برخاست شد تیره روز
رسید از سپاهی سپاهی دگر   بیکدست تیغ و بدیگر سپر
به تیپو شده یار در کارزار   ز سم ستوران زمین شد نزار
به شد آتش کین و پیکار تیز   دل توپ افروختهٔ انگریز
سوی دشمنان گوله انداخت چند   شد آتش کار و افزون ز بخت نژند
که صندوق باروت او بر فروخت   ز بار و بنه سامان فراوان بسوخت
بسی چیز شایسته اندر نبرد   که شاید به مردان گرد و نبرد
نگه کرد و دانست تیپو ز دور   که آتش به بد خواه افتاده شور
خمیده شد از راستی پشت او   ز سامان نبود باد در مشت او

برانگیخت از جا تگاور سوار — بکف خنجر و تیغ زهرآبدار
فراوان ز دشمن بکشت و بخست — بسی تن بیفگند بر خاک پست
برید و درید و شکست و ببست — یلان را سر و سینه و پا و دست
چو بیلی چنان دید برگاشت روی — ز انگریز بد انچه هم راد اوی
بجا مانده بود اندران کارزار — اگر تندرست است و گر زخمدار
گرفت و تلی دید بالا بلند — بد انجا روان شد ز بیم گزند
نه در تن توان و نه در روی رنگ — تهی دستش از آنچه باید بجنگ
سپه خسته و کوفته از نبرد — بران پشته شد بر ز تیمار و درد
نه حرب و نه باروت توپ و تفنگ — پس پشت او دشمن تیز چنگ
دمادم همی حمله می برد سخت — بران بینوا لشکری گشته بخت
بهر حمله مردان خاک فرنگ — زده دشمنان را بمشت و بسنگ
نموده ز نزدیکا خویش دور — چه تاب آورد زور با بخت شور
چو شد سیزده حمله زینگونه رد — فزون بود دشمن ز دام و ز دد
سواران آسوده از کارزار — ز لشکر برون تاخته بیشمار
چو کوهی که گردد روانه بجنگ — بآهن نهان تیغ و ژوپین بچنگ
سر نیزه افراشته با آسمان — چو ارغنده شیر و پلنگ دمان
بنزدیک آن خوار مایه سپاه — رسیده چو دیوان واژونه راه
فراوان به شمشیر و باران تیر — بکشتند و افتاد بیلی اسیر
ششس و سی ز نام آوران سپاه — نه گشته افتاد بر خاک راه
همان نیز پنجاه از مهتران — پر از زخم بسته به بند گران
فرو ماند لشکر بران تل خاک — از آن هر که وارسته بد از هلاک

بیفشاند بر دست دشمن بہ بند — گر از تیغ بُد خستہ گر بگریزند
یکی ن گشتہ رہا از سپاہ — کسے خستہ کس بستہ کس شد تباہ
چنین است پایان رزم و نبرد — سری زیر تاج و سری زیر گرد

نواب جمجاہ حیدر علی خان اس لڑائی کے فتح ہونے اور اپنے فرزند ارجمند سلطان کی ویسی درستی و بہادری اور تہوّر و دلاوری کے (جو اس لشکر کشی اور سر لشکری مین بوجہ احسن اُسسے ظاہر ہوئی) دیکھنے سے کمال نازان اور شادان ہوا۔

اُسے اس قدر شادمانی ہوئی — کہ پھر تازہ اُسکی جوانی ہوئی

اور جب نواب کے سپاہ کی کوفتگی و ماندگی اس جنگ و پیکار سے جس مین اُسکے بہت سے دلاوران نامور اور ناموران دلاور کھیت آئے تھے رفع ہوئی، آرکات محاصرہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا، کیونکہ اُسے اِس قلعے کو لینے کی بڑی خواہش تھی، اِس لیے کہ یہان بہت سے ذخیرے اور انبار خانون کے گنج تھے، اور خاص کر اِس سبب سے کہ یہہ شہر اُس صوبے کا دارالملک اور وہان کے نواب کا پایۂ تخت تھا، (اگرچہ اندنون اس صوبے کا ناظم مدراس مین آیا تھا) نواب بہادر یہہ سوچا کہ اگر اس مین عمل دخل ہو گیا تو صوبے کا صوبہ میرے تحت حکومت مین آیا اور اُسکے کل زمیندار بھی دولت حیدری کے سایۂ حمایت مین آجائینگے، اُس ایّام مین یہان کی قلعداری کی سربراہکاری راجا بیربر کی اہتمام مین تھی جو ایک مرد بہادر تھا، لیکن جنگ کے قاعدون سے کم ماہر، ہرچند اس قلعے مین دو ہزار فرنگستان کے اور سات ہزار نواب محمد علی خان کے سپاہی رہتے تھے، لیکن ان مین سے کسکا ایسا یِتّا تھا کہ ویسی حرب پیکار کی مشّاق و پختہ کار سپاہ کے سامنے جن کا حیدر نامدار سا سپہسالار ہو

مقابلہ کر سکے ، کیونکہ قلعہ کشائی کے مقدمے مین نواب بہادر کی طرف سے ایسی چوکسی و چالاکی عمل مین آتی تھی جسکے نتایج و آثار کو دیکھ لوگ یہہ قیاس کرتے کہ کار فرما اُسکا کوئی بڑا ہی دانشمند و مدبّر ہی جو گُندا ای قلعہ گیری اور جنگ و جدال کے ہر ایک آلات وغیرہ کے استعمال سے کمال درجے خبردار ہی ، الغرض وہ بہادر تاخت و دوڑ کے زمانے مین تو بہت ہی بے باک و سر گرم و حملون کے وقت نہت چوکس اور چالاک رہتا ، تو بجانہ اُسکا بڑی طیّاری کا ، جس مین ساز و سامان کی بہتایت ، کارکن اُسکے کاردانی مین ہوشیار نہایت ، چنانچہ انگریزون کے عہدہ دار اُن مورچون پر انکی چابک دستیان اور پھرتیان جن کے سبب انگریزون کی توپین پٹ پڑین اُن کے جنگی آلات بکار آمد نہوئے ، دیکھ دیکھ گھبرا گئے ،

اکطوبر مہینے کے آخری مین حیدری بہادرون نے ہلّا کر کے قلعہ لے لیا اور نومبر کی تیسری کو غنیم نے اپنے حریف غالب پر شہر چھوڑ دیا ، نواب بہادر وہان کے قلعہ دار راجابیر بر کے ساتھ بہ اکرام و نوازش پیش آیا ، انگریز لوگ اور نواب محمد علی خان کے لواحق جو آرکات مین باقی رہگئے تھے ، بعضے تو زندان مین اور کتنے سریرنگپٹن کو بھیجے گئے ، اور شہر کی رعیت و خوش باشون کے حال پر ، نواب رحیم دل شرط رعایت و مروّت کی بجالایا ، اس فتح و نصرت کے بعد جلد ہی سے سریرنگپٹن یو نان حیدرآباد کی طرف فتحانے روانے ہوگئے اور سرکار آرکات کے باجگزار زمینداروں کے نام تہدید کے فرمان جاری ہوئے ، تا وے اپنے اپنے لشکر کی افواج موجود کو بروقت آمادہ و طیّار رکھین اور سپاہ نصرت پناہ کے لیئے رسد اور دانہ و کاہ بھی روانہ کرین ، وا اسے برجان اگر کوئی انگریزون کی اعانت کریگا تو اپنے کیے کا

خمیازہ اُٹھائیگا، سوار ان خارنگر جابجا تعینات ہو گئے کہ اطراف و جوانب سے گائے بھینس بھیڑ بکری پکڑ لائین، دہات اور کھیتون کو آگ لگا جلا دین، تالابون جھیلون کو بے آب و خشک کرڈالین یا اُن کا پانی گدلا دین، اندارے کوئے لاشون سے پاٹ دین، اُن دنون نواب بہادر کا قول یہہ تھا کہ مین ساکنان کرناٹک کے حق مین غضب الٰہی کا آلہ ہون، بہرکیف جو جو اُسکی شمشیر بُرّان سے بچے، وے قید ہو ہو سرنگاپٹن پہنچے، ہزارہا ہندو بچے متقیّد باسلام ہو حیدری سپاہ کے زمرے مین داخل کیئے گئے، اور انگریزی اسیرون پر بتاکید یہہ حکم صادر ہوا کہ اِن نومسلمون کو حرب و ضرب کے قواعد سکھلائین، الغرض لڑکون کو توختنہ کر مسلمان سپاہیون مین داخل کیا اور لڑکیان کتنی نوجوان سپاہیون کے ساتھ عقد کی گئین اور کتنی امیر زادون کی کنیزی مین دی گئین،

نواب بہادر آرکاٹ لے لینے کے بعد ویلور وانڈیواش پر میکابل چنگلپٹ کے محاصرہ کرنے کو متوجّہ ہوا، لیکن چونکہ اِن دنون مین جنرل سر ئیری کوٹ بنگالے سے معہ خزانہ وافر و افواج جدید اور رسد بےشمار وغیرہ کے آپہنچا تھا اور سنہ ۱۷۸۱ جنوری کی ستر ہوین مدراس سے کوچ کرکے وانڈیواش کی طرف کمک کے لیئے روانہ ہوا، نواب بہادر جنرل موصوف کے آنے کی خبر سنتے ہی اُن حصارون کے محاصرے سے دست بردار ہو اپنا لشکر ہمراہ لیے دور ترجا رہا، چند ماہ بخیریّت امن و امان سے گذرے کہ کچھ جنگ جدال درمیان مین نہ آئی، اِس عرصے مین یہہ خبر وحشت اثر نواب کے گوش گذار ہوئی کہ جنریل سر اڈوارڈ ہیوس نے کالیکٹ اور منگلور پر تاخت کیا اور حیدری جہازی آلات و اسباب جو منگلور مین تھا سب کا سب تباہ و خراب کرڈالا،

جون مہینے مین نواب نے شمالی صوبون کی جانب کوچ کیا اِس خیال سے کہ جنرل سر ئیری کوٹ جب یہہ حال سنکر اطراف مدراس سے ہٹ جاے تو ٹیپو سلطان کو ویلور محصور کرنے یا ترچناپلی کے قلعے کی یورش پر مامور کرے لیکن جب اِس پر بھی انگریزون کی فوجون نے نواب کا تعاقب نچھوڑا تب اُس نے ایسا سمجھکر کہ اِس ڈھب کا معاملہ خواہی نخواہی طول ہوگا لہذا مستعد بہیڑ کی لڑائی اور جنگ سلطانی کی طیّاری کی ' اُس وقت نواب بہادر کے لشکر مین دم نقد چالیس ہزار سوار خونخوار اور ایک پلٹن ولایتی فرانسیسونکی گیارہ ہندوستانی سپاہیون کی ' اکیس جرّار پیدلون کی پلٹنین ' اور عمدہ توپ خانہ اور بےحساب غارتگر سوارون کی جمعیّت موجود و اکٹھی تھین سواے اُنکے تیس ہزار سوار جرّار و کارگزار ٹیپو سلطان کے ہمرکاب تھے ' باوجود اِس انبوہ کے نواب بہادر جو جنرل سر ئیری کوٹ اور فوج انگریزی کی جوانمردی و ہشیاری جانتا تھا ' اپنے ایسی سرسری لشکر پر اعتماد نکر سلطانی جنگ کے لیے ایک موقع کی جگہہ ٹہرا توپ خانے کی اوٹ مین مورچے طیّار کر غنیم کے حملہ کرنیکا انتظار کرنے لگا '

جولائی مہینے کی پہلی پورٹو نووٗ کے قریب سر ئیری کوٹ بہادر نے بڑی پھرتی اور دانوگھات سے فوج حیدری کو شکست دی ' چنانچہ نواب اپنے خسرپورے میر علی رضا بہادر کو زخم کاری کی حالت مین اور تین ہزار کشتون کو عرصہ کارزار مین چھوڑ آیا ' لیکن اُسکی کوئی توپ اور رسد کی گاڑی دہان نچھوٹی اِس جہت سے کہ اُسکے چارپاے نہایت زور آور و چالاک تھے برخلاف انگریزون کے ' اِس شکست کے بعد نواب بہادر اپنا لشکر آرکاٹ کے گردنوح مین لے آیا اور سلطان نے بھی بسبب واقع ہونے اِس حادثہ کے ویلور کا محاصر

چھوڑ کر سبیل تعجیل اپنے پدر جلیل القدر کی خدمت عالی مین آحاضر ہوا،
جنرل سر ایری کوٹ جو شمال کی جانب گیا تھا اُسنے آگسٹ کو مقام
بالی گھاٹ مین بنگالے کی چھ ہندوستانی پلٹن اور انگریزی گولنداز ون کی ایک
جماعت جس مین کرنیل پیارس سپہدار تھا اور جو واسطے کمک کے بنگالے سے
روانہ ہوئی تھی اُسّے آملی، تب جنریل بہادر واسطے محاصرہ کرنے
پیارسور کے جو ایک قلعہ ہی اُن قلعون سے جنھین نواب بہادر نے سال
گذشتے مین مسخّر کرکے اناج وغیرہ چیزون کا بڑا ذخیرہ وہان جمع کر رکھا تھا
روانہ ہوا، اُسی دن یہہ قلعہ قبضۂ حیدری سے نکل گیا، یہہ حال سن کر
میسوری سپاہیون کی ایک پلٹن جو کمک کے ارادے آئی تھی بر ناکم کی
جانب جہان نواب بہادر کرنیل بیلی پر غالب آیا تھا پھر گئی، تب نواب نے اِس
جگہہ کو مبارک جان یہہ قصد کیا کہ پھر اُس مکان فتح نشان مین طالع آزمائی کرے،
چنانچہ اسی منصوبے سے اِس مہم مین سعی و محنت کا کوئی دقیقہ باقی نرکھا،
مقام کے لئے جو جگہہ اُس نے تجویز کی بہت ہی محفوظ و مامون تھی، اپنی فوجون کو
چھوٹے چھوٹے پہاڑون پر اُتارا، جن کے دامن مین کئی گہری نہرین اور ندیان
جاری تھین میدان بھی درمیان مین وسیع تھا،
لشکرگاہ کے دہنے بائین سامھنے کیئے بھیانک و مہیب مورچے بنائے جن کے پیچھے
اور بھی دوسرے دمدمے طیّار تھے ان توپخانون مین فرانسیس لوگ بر سر کار
اور کارگزار اور بہت سے پیادہ ارادہ بند کرنے مین راہون کے جدھر سے
انگریزونکی فوجین گذرتی تھین سرگرم کار تھے،
مطابق ۲۷ مین آگسٹ نو ساعت کے وقت جنگ و حرب شروع اور شام ہوتے
ہوتے تمام ہوئی، افواج حیدری شکست پا کے پیچھے ہٹ آئی، فقط ایک

توپ اُن کی اُس میدان مین چھوٹ گئی مشیر لالی کہ توپ بچانے کا اہتمام اُسکے
ذمے تھا، نواب بہادر نے حضور مین درجۂ اعتبار سے اُتر گیا، چونکہ حیدر علی
خان جانتا تھا کہ انگریزی فوج کو رسد کے لیئے مدد اُس کی طرف پھر آنا ضروریات
سے ہی، یہہ سوچا کہ ایسے وقت مین جو اُس نواح پر تاخت و تاراج عمل مین
آئے تو اُن پر رسد جمع کرنے کی راہ (سوائے دریا کے) بند
ہو جائے، تب اُس نے قلعہ ویلور کے لینے کا عزم کیا، اِدھر تو افواج انگریزی
کی چوکی پر جا بجا سوارون کے طلائے بٹھلائے اور تاکید کردی کہ غنیم کو اُن کے
کوچ کے وقت راہمین روک کر تنگ کرین، اور جو رستے سے بہک نکلین
اُنھین قتل یا گرفتار کرین، اسباب اور بہیر پر لوٹ لات مچاوین، اور غلّہ وغیرہ
جو کچھ اُن کی راہ مین ہنوز بچا بچایا رہگیا ہو ضائع و تاراج کر ڈالین، اُدھر خود آپ
پیدلون کا غول اور توپ خانہ ہمراہ کر اُس قلعے کو گھیر لینے کے ارادے روانہ ہوا،
چونکہ شہر ویلور ایک نامی معمورہ ہی اور قلعہ اُسکا بہت مضبوط اور سنگین
چنانچہ خوف و ہراس کے ایّام مین کرناٹک کے فرمانرواؤن کا وہی مامن و مقام
رہتا تھا، اِنھین سببون سے نواب کے دل مین بڑی آرزو تھی کہ اُسے اپنے
دخل مین لائے، لیکن چونکہ اِندنون اُسکے پہرے چوکی سے انگریزی سپاہی
بہت ہی چوکس اور ہوشیار رہتے تھے، اِس صورت مین برادِ مطلب اُسکا تب
ہو سکتا تھا جب کہ دیر تک محاصرہ رکھنے کے سبب محصورون کو مجبور کرے اور
رسد کی راہ بند کر کے اُنھین بے آب و دانہ بےبس رکھے، نظر برین سرکاری
منصبدارون پر نواب نے یہہ حکم کیا کہ اِسطرح سے قلعے کو چارون طرف سے
گھیرین کہ کسی کو باہر بھیتر آنے جانیکا قابو نملے، توپ خانے کے اہتمام دارون کو
تنبیہ کیا کہ کسی نوع سے قلعہ گیری کے قانون کی فروگذاشت نکرین، الغرض

اواخر ستمبر مین قلعہ داردن پر بیبنوائی و گرانی نے زور کیا، اور جب یہ خبر کہ جنرل بل مر نیبری کوٹ بہت سی رسد لے حصار کی مخلصی کے لیے آتا ہی نواب بہادر کو پہنچی وہین وہ اپنے غارتگر سوار دن کا غول محاصرے کی مہم مین چھوڑ آپ باقی افواج لے شولنگر کی طرف سدھارا، وہان پہنچکر اُس نے ایک موقع کی جگہہ مین دہنے بائین کی فوجین بطور شایستہ آراستہ اور ہراول کو توپخانے سمیت جیسا کہ معمول ہی بڑی مضبوطی سے سامنے کی جانب تعینات کیا، ستمبر کی ستائیسوین کو یہان انگریز لشکر کے غارتگر سوار دن پر چڑھ آئے، حیدری فوج شکست کھا کر اُس مقام سے آگے بڑھگئی جنرل مرنیبری کوٹ فتح ہونے کے بعد وہان سے کوچ کر باشندگان ویلور کو سپاہ حیدری کے دست ستم سے بچا چتّور کا قلعہ لے لیا، لیکن اُسکے پاس اتنی سپاہ نتھی جو کچھ لوگ رسد لانے جائین اور باقی یہان لڑائی بھڑائی پر مستعد رہین، بناچار وہ اپنی ساری فوج سمیت رسد کے لیے مدراس چلا گیا اور فوراً نواب نے پھر ویلور کو گھیر لیا قلعہ والون کے پاس ایک ہی دن کی خوراک رہگئی تھی جو دسوین جنوری سنہ ۱۷۸۲ع مین سرنیبری کوٹ نے وہان سے پلٹ حیدری لشکر پر تاخت کر اُن کا محاصرہ اُٹھا دیا، باوجود اسکے ہمّت حیدری و حوصلے کا وہی عالم رہا، اس کا کیا ذکر کہ اُن مین کچھ سستی و کمی آجاے چنانچہ تین ہی دن گذرے تھے کہ نواب نے پھر انگریزون کے لشکر پر جو نشیب زمینون مین ہو کر جاتا تھا تاخت کیا، اگر اُس وقت پر اور فوجین بھی کمک کو پہنچ جاتین تو گمان غالب تھا کہ انگریزون کی جمعیت مین بڑی پریشانی راہ پاتی، بہرحال ابھی اس روداد پر زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک اور نیا واقعہ درپیش ہوا، مجمل بیان اُس کا یہ ہی کہ نواب بہادر اطراف مالیبار مسخّر کرلینے کے بعد انگریزون پر اس جہت سے کہ تلیچری کے شہر اور

قلعے مین اُن کا دخل ہو گیا نت پیچتاب کھاتا تھا، خاص کر ان باتون سے اُسے
بڑا رنج ہوا کہ دو مرتبہ انگریزون نے اُس شہر پر چڑھائی کی اور یہان سے
فرانسیسون کے ماہی نام قلعے پر بھی جو ممالک محروسہ کے ناف مین واقع ہی
تاخت کر کے لے لیا، اِسی لئے اِس قلعے کا محاصرہ اور حفاظت کرنا طرفین کی
جنگ و حرب مین بڑا بھاری کام تھا سو بہت سے حیدری جوان اِس اطراف کی
پاسبانی مین تعینات تھے، سردار خان نامے سردار فوج نے اگرچہ سپہگری
کے داؤگھات مین خوب ماہر نہ تھا مگر اُس قلعے کے محاصرہ کر دینے مین بڑا زور
مارا یہان تک کہ ایکبار اُس نے قلعہ والون کو ایسا تنگ کیا تھا کہ وے اُسکے
خالی کر دینے پر مستعد ہو چکے تھے کہ اِس درمیان ماہ جنوری سنہ ۱۷۸۲ مین اُنکی
کمک کو بمبئی سے سپاہیون کے ایک گروہ نے جن مین میجر اینگدر سرغنہ تھا
پہنچکر محاصرے کی فوجون کو ہٹا شہر کے آنے جانے کی راہ نکالی بلکہ جنوری کی
آٹھوین، فوج محاصر پر چڑھائی کر اُن کے مورچے ڈھا دیئے، سردار خان بے بس
ہو اپنے خویشون اور کچھ سپاہیون سمیت ایک پہاڑی کے اندر پناہ کے لئے
جا گھسا، وہان بھی اپنے بچانے مین بہادرانہ کوششین کرتا رہا اِس وقت تک کہ
خود اُسے بہت سے زخم کاری لگے اور اکثر اُسکے رفیق قتل ہوئے تب لاچار
اعدا کے نرغے مین گھر گیا انگریزون نے توپخانہ ذخیرہ اسباب جنگی اور سو
ہاتھی سب کا سب اپنے قبضے مین اور ڈیڑھ ہزار آدمیون کو گرفتار کیا اور
تلیچری کا محال اُسکی گرد نواح سمیت حیدری عمال کے تصرف سے نکال لیا،
فی الواقع اِس روداد سے نواب کے دل پر بڑا رنج گذرا، چونکہ اُس نے
ملیبار کی اطراف کو بجبر و قہر نائر کی قوم سے لے لیا تھا (جیسا کہ قدیم سے
بادشاہان کشورکشا کا دستور ہی) اُس سرزمین کے سردارون کو ہمیشہ

یہی فکر رہتی تھی کہ کسی نوع سے کچھ قابو ملے تا وے بے دغدغے و رعب پھر اپنے اصلی وتیرے پر زندگی کرسکین، اسی عرصے مین مدراس کے ناظمون نے نئے سپاہیون کی نگاہداشت کا حکم دیا تا وے حیدری غارتگرون کے تاخت تاراج سے جنوب رویہ صوبون کی پاسبانی وحفاظت کرین، اسپ نئی پلٹن کا جس مین دو ہزار پیدل اڑھائی سو ہندوستانی سوار، تیس میدانی توپ طیار تھی، کرنیل بریتھوط جو لشکرکشی کے فنون مین نہایت ماہر تھا سردار ہوا، اندنون یہ لوگ کولیرم ندی کے کنارے رہتے تھے، چونکہ یہ ندی ملک تنجاور کے اُتّر کی سرحد اور حیدری ریاستون سے دور ہی، اس لیے اُنھون نے ادھر کے ناگہانی حملے کا کچھ وسواس وکھٹکا نہ کیا، لیکن نواب نامدار نے جو قابو کے وقت کا جویان رہتا تھا جھٹ پٹ ٹیپو سلطان کو جتنے ہوے کارآزمودہ بارہ ہزار سوار جو سوار و پیدل آٹھ ہزار اور فرانسیس کے چار سو جوان اور بیس توپون کے ساتھ یہ حکم دیکر کہ کوچ در کوچ جا کر دفعۃً کرنیل بریتھوط کے لشکر پر ٹوٹ پڑے، اُس طرف روانہ کیا، چنانچہ حسب الحکم یہ کام بخوبی تمام عمل مین آیا، انگریزون کے لشکر نے قبل اسکے کہ طرف ثانی کے پہنچنے کی اُنھین خبر ہو اپنے تئین مرکز کے مانند چارون طرف سے حریف کے حلقے مین پایا، یہ جنگ بھی اُس لڑائی کے لگ بھگ ہی جس مین کرنیل بیلی نے شکست پائی، القصہ سلطان شجاعت شعار نے سولہوین فبروری کو پہلا حملہ کیا تھا اٹھارہوین تک بھی اس لڑائی کا خاتمہ نہوا، انگریزی پلٹنین سوارون کو بیچ مین کر مربع شکل قلعہ باندھکر کھڑی اور آگے ہر ایک صفون کے توپین لگی ہوئی تھین، جب شاہزادے نے دیکھا کہ گولے اور گولیون کی مار کی دیر تک نوبت پہنچی اور سخت زد و ضرب درمیان آئی تب اپنے سوارون کو غنیم پر اکبارگی ہلّا کرنے کا حکم دیا، اگرچہ وے

حکم پاتے ہی بڑی دلاوری سے انگریزی لشکر کے پہلوں پر ٹوٹ پڑے لیکن غنیم کی طرف سے ایسی گولیوں کی بوچھاڑ برستی تھی کہ یے وہان تک پہنچ نسکے، گھبرا کر ادھر اُدھر پاشیدہ ہو گئے،

بعد اس واقعے کے، جب تین دن تک برابر بہادروں نے حملہ کیا اور کچھ موثّر نہ آیا تب مشیر لالی نے اپنے ساتھ کے فرنگستانی جوانوں کی برابندی کی اور حیدری سپاہوں کو اپنی مدد کے لئے مقرّر کر بندوقوں پر سنگینیں چڑھا انگریزی لشکر پر جا گرا، اس کارزار مرد آزما مین ہر طرف سے انگریزوں کے لشکر پر شدّت و کثرت سے گولیوں کے اولے برستے تھے اور سوار حیدری تھوڑے فاصلے پر منتظر کھڑے تھے، کہ کھیت سے غنیم کی سپاہ کے پاؤن اُکھڑیں تو اُنپر ہاتھ صاف کریں، آخر کو مشیر لالی نے فتح پائی اور ہندستانی سپاہی جو تھک کر ماندے ہو رہے تھے تازہ دم فرنگستانیوں کے مقابلے کی تاب نلا کر بھاگ نکلے، تب اُنکو حیدری سواروں نے ہر طرف سے گھیر کر قتل عام کیا،

بیت

هوا دشت مین اس قدر کشت و خون
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون

اگر فرانسیس لوگ اُنکی جان بخشی مین کوشش نکرتے اُنمین سے ایک متنفّس بھی جانبر نہوتا اگرچہ مشیر لالی کی اہلیّت و انسانیّت کے سبب بہت سے انگریزی عہدہ دار اس قتل عام مین جان سے بچ گئے لیکن اُسے اتنا مقدور نتھا کہ قید و بند شدید سے اُنھین رہائی دلواتا، چنانچہ وے سبکے سب سلطان موصوف کے حسب الحکم بیڑون مین بیڑیان پہن سرپرنگپٹن کی طرف روانہ ہوے اور وہان پہنچکر بصعوبت قید و بند مین مقیّد کئے گئے بعد چند روز کے اور بھی بہت سے انگریز جنھین

مسٹیر دی* سفرین نے پچاس توپ والے جنگی جہاز ہنیبال پایا اور جہاز نیسے جو خلیج بنگالے مین بطریق تجارت آمد شد کرتے تھے مین گرفتار کیا تھا اُسی زندان مین داخل اور وہان کے اگلے قیدیون کے ساتھ سیاست و عذاب مین شریک کیے گئے ، اِس فتح کے ہونے سے نواب کمال مسرور و محظوظ ہوا اور اُسکا وہ منصوبہ کرناٹک لینے اور وہان سے غنیم کو نکالنے اور اُسکی حکومت پر اپنے ایک فرزند کے تئین بحال کرنے کا جو بہت دنون سے اُسکے دل مین ٹھن رہا تھا ، اِن دنون پانڈیچیری مین ایک بڑی فرانسیسی فوج کے (جن مین جنرل دی بسیس سر لشکر تھا) پہنچنے کے سبب (اور یہ فوج ایک ٹکری تھی اُس لشکر قہار کی جو ولایت فرنگستان سے اِس قصد پر کہ سرکار حیدری کے ملازم و شریک ہو کر ہندستان سے انگریزون کی بیخ کنی کرے روانہ ہوی اور ہنوز نہ پہنچی تھی) سر نو تازہ ہوا ، تب نواب اِسی دُھن پر اپنی سپاہ اور فرانسیسی فوجون کو جلد تر قلعۂ کڈالور کے مسخر کرنے کو روانہ کیا چنانچہ اپریل مہینے کی آٹھوین کو وہ قلعۂ حیدری جوانون کو ہاتھ لگا بعد اِس کے اُن لوگون نے پرماکوئل کو بھی لے لیا ، ایک مہینا اِس پر نہین گذرا تھا کہ وے بڑی کد سے وانڈیواش کے محاصرہ کرنے مین سرگرم ہوے ،

---

*آگسٹ مہینے سنہ ۱۷۸۲ مین مسٹیر سفرین نے بان سو انگریزی اسیر نواب بہادر کے حوالے کیا تھا ، جسکے سبب ہمیشہ کی بدنامی اُسکے نام رہی اور عذر جو اُسنے اپنے ایسے جرم صادر ہونے کے باب مین بیان کیا سو وہ یہ ہی کہ میرا اِس مین کیا قصور ہی جس تقدیر مین کہ نہ تو میرے پاس اس قدر غلّہ تھا جو اُن بیچارونکی جانین بچاتا اور نہ مدراس کے ناظم اُن کے مبادلہ کرنے مین راضی تھے بھلا پھر مین کیا کرتا ،

سر ئیری کوٹ بہادر نے اعدا کی اِن فتحون کا ماجرا سن اور اُن کے آیندہ قصدون کی خبر پا کر انگریزی سپاہ کی جمعیّت سمیت اُس طرف کوچ کیا، اور اُسکو خوب یقین تھا کہ نواب بہادر بالفعل افواج فرنگ کی ایسی بڑی پشتی و مدد پانے کے سبب کمال قوی پشت ہوا ہی اور اُسکے بیچ کی فوجونکا بھی بڑا اجماو ساتھ ہی، بیشک وہ جنگ سلطانی کرنے پر مستعد ہوگا، لیکن یہ گمان جنریل سر ئیری کوٹ کا غلط تھا، کیونکہ نواب بہادر ہشیاری اور تجربہ کاری کی راہ سے باوجود ایسی بھاری کمک کے بھی سمجھا، ہو متھہ بھیر کی لڑائی مین جوکھم اُٹھانے کو مناسب نجان کر انگریزی فوجون کے پہنچنے کے پیشتر ہی لال پہاڑی پر ایک ایسے محکم مکان مین جو ہر طرح کے حملون سے محفوظ تھا چلا گیا، جب اُس انگریزی سپہسالار کا مطلب نہ نکلا تب اُس نے چاہا کہ جلد دشمن کو لڑائی کا اشتعال دے، یا اُسکے ساز و سامان جنگ اور رسد و غلّے کے گنجون کو لوٹ تاراج کر اُس کا جوش و خروش کم کرے، چنانچہ جنریل بہادر نے اِسی ارادے سے آرنی کی طرف کوچ کر اُس قلعے سے پانچ کوس کے فاصلے پر آمقام کیا، اب اِس حرکت سے اُسی امر کا اُسکو سامھنا ہوا جیسے اُسنے پہلے ٹھہرایا تھا یعنے نواب اِس خبر کے سنتے ہی کہ سر ئیری کوٹ آرنی کے قریب آپہنچا، ترنت لال پہاڑی سے اُتر کر اُس حصار کے بچاوے کے لیئے جہان جنگ و پیکار کے ذخیرے تھے چل کھڑا ہوا، چونکہ افواج انگریزی کو اُس جگہ جہان سے آرنی کا قلعہ دکھلائی دیتا تھا پہنچتے دیر نہ لگی تھی کہ اُن کے پیچھے لگی سپاہ حیدری بھی آپہنچی، بناچار دونون طرف جنگ کے لیئے صف آراستہ اور لڑائی شروع ہو گئی اسکے دوسرے دن دوپہر کے وقت فوج حیدری کی شکست

ہوئی، لیکن انگریزون کو فتح پانے کے بعد (اس لئے کہ اُنکے لشکر مین کوئی رسالہ سوارون کا نتھا جو فرار ہون کے قتل و اسیر کرنے اور دشمنون کے پس ماندہ جنگی اسباب لوٹنے کے ارادے اُنکا تعاقب کرے) کچھ فائدہ نہوا، اور نواب بہادر کا لشکر باوجودیکہ ہزیمت پا کے اُس مقام سے پیچھے ہٹ آیا، لیکن اُسکی مردانگی و بہادری کو گویا اس شکست کی خبر بھی نتھی دشمنون پر اب بھی اُسے اپنے رعب و دباو کا وہی عالم رکھا، چنانچہ ایک ہفتہ اس لڑائی پر نہ گذرا تھا کہ پہلے تو اُسے اپنے چیدہ و چالاک سوارون کے ایک غول کو انگریزونکی لشکر گاہ کے قریب گھات مین بٹھلایا، بعد اسکے کتنے اُونٹون اور بیلون کو بوجھ سمیت انگریزی بناقدارون کی نظرون کے سامھنے سے لیجانے کے لئے حکم دیا، انھین دیکھکر اُن مال غنیمت کے بھوکھون کے دل تاراج پر مائل ہو جائین، چنانچہ ویساہی ہوا کہ طالائے کے عہدہ دار ایسا فریبہ شکار روبرو پا کے اپنے سپاہیون سمیت اُسے گھیر لینے کے ارادے دوڑ پڑے، پر ادھر سے پھرتے وقت سبکے سب پنجے مین حیدری افواج کے جو گھات مین لگ رہی تھی آپ ہی شکار و گرفتار ہو گئے، ایک بھی اُنکے دام سے نہ بچا،

یہہ لڑائی پچھلی صف آرائی تھی اُن جنگون سے جن مین ویسے دو نامی و گرامی دلاور نواب حیدر علی خان بہادر اور جنریل سر ئیری کوٹ نے بذات خود سر گرم حرب و نبرد ہو کر اپنی اپنی سپہسالاری اور جوان مردی کا کمال اور دلیری و مردانگی کا فن دوست و دشمن کو دکھلایا، حیف ہی کہ ان دو شجاعان نامدار اور شیران بیشہ کارزار سے ایک بھی اس جنگ و پیکار کے بعد بہت دن نہ جیا، بلکہ جلد کئی مہینے مین ہر ایک نے جہان ناپایدار سے کوچ کیا، گمان غالب یہی ہی کہ چونکہ ان دو دلیرون نے میدان حرب و ضرب مین از بسکہ تنگ

وہ دو اور جانفشانی و عرقریزی کی تھی بالکل اُن کی قوتین زائل ہوگئی تھین اسی لیئے پیام اجل کا شنائی اُنھین پہنچ گیا، نواب حیدر علی خان نے مرھٹون اور نظام علی خان کے اتفاق و ملاپ سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نپایا اور فرانسیسون کی طرف سے بھی، جو جو اُس نے توقع و امید کی تھی پوری نہوئی، بہرصورت جبکہ اُسے مرھٹون اور انگریزون کے مصالحے کی جو مئے مہینے کی سترھوین سنہ ۱۷۸۲ مین واقع ہوا خبر پہنچی اور سواحل ملیبار کے محالون اور بندرون پر انگریزی افواج کے پچھلے حملون کا حال اُس نے سنا فوراً کرناٹک سے اپنے فرزند ارجمند ٹیپو سلطان کو ایک بڑی فوج ہمراہ دے ممالک محروسہ کی حفاظت و حمایت کے لیئے روانہ کیا،

معمور ہونا ہما فر حیات نواب حیدر علی خان بہادر کا اور رحلت کرنا اُس نامدار دلاور کا اس جہان بے ثبات و پر غرور سے عالم راحت و سرور کو اور ذکر اُسکے سیر حمیدہ و مآثر پسندیدہ کا مع بعضے دستور العمل اُس سکندر ثانی کے،

اُسی ایام مین کہ نواب بہادر نے پھلچری کا بندوبست اپنے خاطر خواہ کر بسعادت و کامرانی مراجعت کی قضا کار عارضہ داء السرطان جسے راج پھوڑا بھی کہتے ہین پشت پر اُس کی پیدا ہوا، طبیبان ماہر نے ہر چند اُسکے علاج مین جانفشانیان کین، لیکن اُنکے تردد و تدبیر نے کچھ فائدہ نکیا، اور روز بروز بیماری نے ترقی کی، آخر جب نو نبر مہینے مین نواب نے اپنے حال کو طریقہ اعتدال سے بہت منحرف پایا تب لشکرگاہ کے شور و فریاد سے احتراز کر شہر

آرکاٹ مین سکونت و اقامت اختیار کی، اور بڑی ازش بینی و ہشیاری سے ملکی اور
مالی کامون کے بندوبست کے لئے جابجا فرمان روانہ کئے۔ اسی مابین مین
جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ جنریل کوٹ بہادر اس مقام فانی سے کوچ کر گیا،
اس خبر کو سن نواب نامدار نے افسوس کیا اور فرمایا کیا ہی بہادر و عاقل تھا، خدا
اُس کی مغفرت کرے، بعد اُسکے حضوری مقرّبون نے مزاج عالی کا اور
رنگ دیکھکر عرض کی کہ چون اندنون طبیعت حضرت کی جادۂ اعتدال سے
منحرف ہی شب و روز بنفس نفیس امورات جلیلہ کی اہتمام مین اشتغال
رکھنا سبب زیادتی مرض کا ہوگا اسلئے صلاح دولت یہ ہی کہ شاہزادہ
عالی گوہر کو حضور مین طلب فرمائیے تا ممالک محروسہ کا انتظام و بندوبست
قایم و برقرار رہے، نواب نے اُن کے التماس کو قبول و پسند کر
ایک شقۂ خاص شاہزادے کے نام اِس مضمون سے ترقیم فرمایا
نور چشم راحت جان پدر، درصورتیکہ تم کو اُس نواح کے متمرّدون
کی تنبیہہ و تادیب سے قرار واقعی جمعیّت خاطر اور اطمینان کلّی حاصل
ہوئی ہو تو چشم پدر کو اپنے دیدار راحت آثار سے جلد روشن و منوّر کرو اور
اگر کچھ کمک اور فوج کی احتیاج ہو تو اُس کا حال گزارش کرو، دوسری صبح
کو خود بدولت نے جمیع ملازمون کو سرکاری خزانے سے ایک ایک مہینے کی
تنخواہ انعام دی ذی حجّہ کی سلخ کے دن کہ آخری روز گیارہ سی چھیانوّے
سن ہجری کا تھا نواب بہادر نے حاضرین مجلس سے پوچھا آج کون سی تاریخ
ہی، اُن لوگون نے التماس کیا قبلۂ عالم آج ماہ محرّم کی چاند رات ہی، بعد اِس
کلمہ کلام کے نواب ہمایون القاب نے غسل کر تبدیل پوشاک کیا اور کچھ پڑھکے
دست مبارک کو منہ پر پھیر بستر خاص پہ آرام فرمایا، اور اُسی وقت

دس ہزار سوار جرّار شمالی آرکاٹ کے راجاؤں کی تنبیہہ کے واسطے اور پانچ ہزار سوار نواح مدراس کی پاسبانی و محافظت کے لیے روانہ کیا چند ساعت بعد اُسی شب کو کہ سن ۱۷۸۲ کے دسمبر مہینے کی چھٹی تھی ستّر برس اور دوسرے قول سے ستاسی برس کے سن میں اُس بہادر عالی مقام اور حیدر ذوالاحتشام کی روح بافتوح نے قالب عنصری کے آشیانے سے پرواز کر نشیمن دارالسّلام کو اختیار کیا، کارپردازان سلطنت اور امیران مملکت نے اِس لحاظ سے کہ سر دست فاش ہونا اِس واقعہ ہولناک کا خلاف مصالح ملکی ہی، کئی روز تک اُس خبر کو بڑی ہشیاری سے مخفی و پوشیدہ رکھا اور اُسکے جنازے کو خفیہ سرینگپٹن پہنچایا، اور وہان بڑی عظمت و شان سے مقبرۂ عالیشان محکم بنا مین لال باغ کے، جو ایک عمدہ باغ بادشاہی ہی اُسے مدفون کیا،

آثار برگزیدہ اور اطوار سنجیدہ نواب نیک ذات کریم نہاد کے جو ان انگریزی اور فارسی معتبر کتابون سے (جیسے نشان حیدری سیّد حسین کرمانی، فتوحات حیدری لالہ بھیم نرائن دہلوی، فتوحاتِ برطنیہ ملا فیروز پارسی، حمید خانی منشی حمیدخان ملازم گورنر جنریل لارڈ کارنوالس بہادر، تواریخ منشی عبدالحق ملازم کپطان کنوی بہادر) نقل کئے گئے ہین،

محاسن ذاتی اُس ستودہ صفات معدن فیوضات کے حیزّ تحریر و حوصلہ تقریر سے زیادہ ہین فی الواقع نواب حیدر علی خان بہادر سے اکثر بڑے بڑے عمدہ کام وقوع میں آئے ہین کہ تا بقائے عالم صفحہ روزگار پر پایدار رہینگے،

نواب مغفور دم بھر بھی بیکار و جنگ اور توپ و تفنگ کی تیاری بن بیکار نہ رہتا
اُس یگانۂ زمانے کے اقوال مردانے سے ایک یہہ ہی کہ مرد بہادر سر بیرن کا
اُچھلنا اور تن بے سر کا تڑپنا دیکھکر جیسا شاد و مسرور ہوتا ہی ویسا دیکھنے سے
بازی و رقص سے زنو کے نہین ہوتا، اور توپ و تفنگ کی آواز، لاکھہ درجے اُسکو
زیادہ خوش آیند معلوم ہوتی ہے بہ آہنگ سرود و ساز سے، دوسرا یہہ کہ عمدہ ترین
نشستگاہ مردون کے لئے، خانۂ زین ہی لڑائی کے دن، اور یہہ کہ جہان مین، روز
فتح کی جشن سے زیادہ کوئی شادی نہین، اکثر ذکر مذکور مین فرمایا کرتا جو آپ
سا ایک شخص اور پاؤن تو تائید الٰہی سے عرصۂ قلیل مین ہفت اقلیم کو
زیر فرمان اور جہان مین رواج دینے سے دین محمدی کے عمر فاروق کا سا
دور آشکار و عیان کرون، اور یہہ بھی فرماتا کہ ہم کو اِس کا غم نہین جو بعضے
ہمین اُمّی کہتے ہین، کیونکہ حضرت ہادی و شافع اُمم، ہمارے نبی بھی
تو اُمّی ہی تھے، یہہ بھی ارشاد کرتا کہ مجھ ایک جاہل سے ایسے ایسے کار نمایان
وقوع مین آئے کہ ہزارون عالم فاضل سے ایک بھی ویسا نہ بن پڑا، حق تو یہہ ہی
کہ نواب غفران پناہ حیدر علی خان بہادر بے اشتباہ اُن نامور امیرون اور
جلیل القدر رئیسون مین ایک ہی ہو گذرا جو سر زمین ہندستان مین قدیم زمانے سے لے
آج تک جلوہ گاہ شہود و وجود مین آئے، پایۂ فتوحات حیدری کا کچھ فتوحات تیموری
و نادر شاہی سے جھکتا اور کم نہین باوجودیکہ فضائل ظاہری اور علوم رسمی سے
عاری تھا، لیکن چونکہ ہمّت اُس کی بلند اور طبیعت ارجمند تھی اِس جہت
سے سپہگری اور ملک گیری کے داو گھات اور جہانبانی و بادشاہی
کی رسم و رسومات کو خوب اخذ کیا تھا، چنانچہ اُس نے اپنے تئین عزم استوار
اور حوصلۂ عالی کی رہنمائی سے اوج سلطنت پر پہنچایا، عادل و داد گر بمرتبہ کہ ہر طرح

کے خلاف، خصومت مین قواعد عدل کا جاری کرنا، والانہادی اور مرحمت ذاتی کی جہت اہل زراعت اور ارباب تجارت کے تقویت دینے مین دل و جان سے کوشش کرنا، رعایا کے ساتھ نرمی و ملایمت سے پیش آنا، مگر سپاہیون پر لشکری آئین و قانون کے باب مین بڑی تاکید و قدغن فرمانا، اور سخت جد و کد عمل مین لانا، مفسدون اور شورپشتون کی تنبیہہ و سیاست مین حد سے زیادہ تند مزاج، دشمنون کے ساتھ انتقام لینے و سزا دینے مین جبّار و قہّار، کج فہم اُس پر تہمت لگاتے تھے کہ وہ نجومیون کی قول پر چلتا ہی اس لیئے کہ نوروز اور دسہرے کے دن آئینہ محل میں جشن شاہانہ اور بزم ملوکانہ آراستہ کر آتشبازیون کا تماشا اور پارتھون کی آپسمین لڑائیان، بھینسون کی باہم زور آزمائیان پیلان کوہ پیکر کے حملے ایک دوسرے پر، اور پہلوانون کی کشتیان بایکدیگر دیکھا کرتا، اور اپنی فوج کے بہادر سپاہیون کو بکتر پہنا ر بچھون سے اور بعضے دلاورون کو اُن کی خواہش و درخواست کرنے پر شیر ببرون سے لڑواتا، احیاناً اگر وہ جوانمرد اُس کشتی مین شیر پر غالب ہو کر اُسے مار ڈالتا تو تو نواب بہادر اُس دلاور کو اضافہ و خلعتین گرانمایہ اور انعام دیکے نہال و مالامال کر دیتا، اور درصورتیکہ بالعکس اُس کے وہ حیوان اُس پر غالب و مسلّط ہوتا تو فوراً تفنگ اُس انداز سے سر کرتا کہ گولی اُس کی شیر کے سر پر بیٹھ جاتی وہ تو اُسی دم سرد ہو جاتا اور وہ مرد صحیح و سالم اُٹھ کھڑا ہوتا، واقعی نواب والاجناب آلات جنگ کی ورزش و مشق اور درست شست لگانے اور بیخطا نشانہ اُڑانے مین اپنا ثانی و نظیر نرکھتا تھا، اپنے قلمرو بھر مین بٹپار گرد بر چور اُچکّے کا نام و نشان بھی باقی نرکھا تھا، جب کہیں کسی مہم پر فوج بھیجتا زنہار اُسّے غافل نرہتا، بلکہ ہمہ جہت اُسکی تایید و تقویت روپیہ اور سامان جنگ علوفہ و رسد بھیجنے سے واجب و

لازم جانتا ۔ حق تو یہ ہی کہ نواب مغفور اپنے عصر کا ایک امیر کبیر اور رئیس بے نظیر تھا، دولت و اقبال نے یہ سارا کرّ و فر اُسکی ذات باکمال سے پایا، نہ اُس نے اُن کے سبب یہ ناموری و شہرت پیدا کی، شجاعت و بردلی کو اُسکے قوّت بازو سے مرتبہ ملا، نہ اُسکو شجاعت و بردلی سے، بیم و ہراس اُس بلا کو ہے دو زان کی آمد آمد کا، چیناپٹن اور مدراس وغیرہ ملکون کے صغیر و کبیر برنا و پیر کے دلون مین ہراس در جے بیٹھے۔ گویا تھا کہ وے بھاگنے کے لیے ہر آن آمادہ و پابرکاب رہتے، انگریزون کی بھی روحین اُسکے حملہ کرنے اور ٹوٹ پڑنے کی دہشت سے کانپتی ہی رہتی، یہان تک کہ اُن کی جانون کو کھانے پینے کے لالے پڑ گئے تھے، اکثرون کا تو یہ حال تھا کہ سوتے مین ڈر کر حیدر حیدر ہراس ہراس حیدر ہراس ہراس یعنے حیدر کے گھوڑے حیدر کے گھوڑے کہتے ہوئے چونک پڑتے، فی الواقع اُن دنون صاحبان انگریز کے دلون پر رعب اُس کا ایسا چھا گیا تھا کہ ہر گھڑی اُس کی طرف سے ایک کھٹکا اور دغدغہ اُن کو لگا ہی رہتا اور ہر آن اُسکے ذکر سے خالی نہ رہتے نامی انگریزون کی زبانی معلوم ہوا کہ اُن کی ولایت مین جو لڑکا بہت روتا اور مچل پڑتا کھلائی دائیان حیدر کے نام سے اُسکو ڈراتین کہ وہ دیکھ حیدر چلا آتا اور ابھی پکڑ لیجاتا ہی، اور یہ حد مرتبہ خوف کا ہی، شاید کہ نادر شاہ کی بھی اتنی ہیبت نہوگی، فوج کی پرورش و تربیت کرنے مین وہ بہادر امیرون و زیرون سلاطینون سے گوئے سبقت لیگیا تھا، اُس کے وقت مین رعیّت اور لشکری ہزاری بزاری زمانے کے حادثون سے بہ امن و امان فارغ البال خوش گذران رہتے، بندوق چلانے کے فن مین ایسی مشق اُس نے بہم پہنچائی تھی کہ گولی اُسکی بندوق کی مثل شہاب ثاقب بے خطا سینہ اخوان شیاطین کا جلا دیتی، تیر اندازی مین بھی

ایسا قادر انداز و کامل تھا کہ شب دیجور میں نوک خدنگ چشم مور کو چھید ڈالتا۔ ایسا کہ اُس کی سنان کی دہشت سے مچھلیاں پانی میں زرہ پوش رہتیں، تلوار کا اس طرح کا کہ اُس کی شمشیر برق آہنگ کے ڈر سے گیدے سپر بدوش پھرتے،

جودت ذہن اور تیز حسّی اس درجے رکھتا تھا کہ خواب فراموش کی تعبیر بیان کرنا، رعیت نوازی اور خلق اللہ کی پاسبانی پدر مہربان کی طرح کرتا، بلند حوصلہ اور عالی ہمّت ایسا کہ ادنا چیزوں کے عوض تاجروں کو جو مدّاح اور مشہور کرنیوالے نام نیک کے ہیں قیمت اعلا عنایت فرماتا، سوداگر لوگ جو اُسکے حضور میں گذرانیکے ارادے گھوڑے لاتے قضاکار اگر راہ میں کوئی گھوڑا مرجاتا اور وے فقط اُسکی دم اور کان ہی لاکر دو پیش کرتے تو اُسکے بدلے اپنے منہ مانگے دام کا نصف سرکار سے پاتے، قدردان اتنا بڑا کہ اگر سپاہیوں میں سے کوئی کچھ بھی دلاوری اور بہادری کا کام کرتا تو اُسکو خلعت و جاگیر اور عمدہ جواہر و نقود انعام دیکر سرفراز کر دیتا، لشکریوں و سپاہیوں کا مشاہرہ مہینے میں دو بار تقسیم کرنا، جرأت و جلادت ایسی رکھتا تھا کہ صف اعدا میں ہرچند وے ریگ صحرا اور ستارے کی طرح بیشمار ہوتے، آفتاب یکہ تاز کی مانند گھس پڑتا، متوکّل ایسا کہ پہاڑ اور جنگل کے درمیان فتّاح حقیقی کے افضال پر قوی دل رہتا، ملک بالاگھاٹ میں جہاں کچھ فتنہ و فساد کی بنیاد قایم ہوتی فوراً اُسے اپنے عزم درست کی قوّت سے بخوبی تمام مستاصل کر دیتا،

مہذّب اور ادب دان ایسا کہ اُس کی محفل ہمایوں میں دخل کیا کہ بیہودہ سرایوں اور بیہودہ گویوں کو بار ملے، صاحب رعب ایسا کہ مجال کیا کہ کوئی

اُسکی جناب مین بلے رخصت کچھ چون وچرا کرسکے یالب کھولے، رحیم دل اور غریب نواز ایسا کہ سلطان محمود غزنوی کی طرح اپنے دار السلطنت کے کوچے گلیون مین شب گردی کرکے روزینہ اور وجہ گذران فقیر محتاجون اور مسکین مفلوکون کو بانٹتا، ملازم پروری کا اُسکے یہ حال تھا کہ جان نثار فدویون کو اُن کے ساز وسامان کے واسطے ماہ بماہ شرح مقرّری کے علاوہ اور بھی روپئی اشرفی عنایت کیا کرتا،

صولت اور سطوت کا اُس کی یہ عالم تھا کہ جو کوئی سرکش تکبّر کی راہ سے بغاوت کا سر اُٹھاتا تو برق خشم اور طوفان قہر اُس کا بلا کی طرح اُسکے سر پر آپڑتا،

فراست اور قیافہ شناسی مین ایسا درست مزاج تھا کہ معاً دیکھتے ہی آدمیون کی ذاتی کم ظرفی وبدگوہری اور اُن کی خلقی عالی منشی اور نیک نہادی معلوم کرلیتا،

ذہن وذکا مین بھی ایسا موصوف وستا تھا کہ رائے صحیح اور طبع سلیم کی رہنمائی سے ارباب حوائج کے مقاصد ومطالب تک بے کہے اُنکے پہنچ جاتا،

میر عبّاس علی، اُس منصف مزاج کے ایکدن کا ماجرا زبانی غلام علی خان کی جو مقرّب مصاحبون سے تھا اس طرح بیان کرتا ہی کہ سفر کے ایّام مین جب نواب بہادر فوج کشی کی زحمت کے بعد دن کو قدرے آرام وقیلولہ کے لئے مائل استراحت ہوتا، تو مین اکثر اُسکے پلنگ کے قریب خیمے کے اندر حاضر رہتا، ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ نواب حالت خواب مین گھبرا کر چونک پڑا، مین دیکھکے حیران ہوا کہ الٰہی خیر کیجیو، بعد بیدار ہونے کے حضور مین یہ حال پر اضطراب مین نے کہہ سنایا اور حقیقت اُس خواب کی پوچھی، نواب عالیجناب نے میرے جواب مین اس

علاوہ بر ارشاد فرمایا ای رفیق محرم میری اس سلطنت سے جس کے بہت حاسد ہین ایک بھکمنگا جوگی زیادہ خوش حال ہی ٭ جو چین سے دن رات مگن رہتا ہی ٭ نہ دن کو اُسے کچھ دشمن کے مکر و فریب کی پروا نہ رات کو لٹیرے قزاقون کا کھٹکا ٭ سونے جاگنے سدا عیش و آرام کرتا ہی ٭

کہتے ہین نواب حیدر علی خان بہادر کا سخن تکیہ تھا کہ خفگی اور غضب کے وقت خادمون کو لونڈی کا یعنے باندی بچا کہہ بیٹھتا ٭ علی زمان خان نے ایک دن خلوت مین عرض کیا گستاخی معاف بڑون کے منہ سے ایسے چھوٹے لفظ کا نکلنا نازیبا ہی ٭ اُس عالی منش نے ہنسکر فرمایا کہ ہم سب کنیزک زادے ہین ٭ بی بی کی طرف سے صرف حسنین علیہما الصلوٰۃ والسّلام ہیں کہ حضرت جناب خاتون دو جہان سیدۃ النّسا کے بطن سے پیدا ہوئے ٭

اُس جلیل الشان کی قیافہ شناسی اور دور اندیشی کے آثار سے ایک یہ ہی کہ اپنے فرزند ٹیپو سلطان کے حق مین کہا کرتا ٭ حیف کہ وہ عالی طبع اور بلند حوصلہ نہوا ٭ ایک دن شاہزادے نے ناگاہ کئی انگریزی سپاہ کو پکڑ کے جبراً اپنے سامھنے اُن کے ختنہ کرنے کا حکم کیا ٭ نواب نے جو یہ حال سنا ٭ اُسے کمال ملال و ناگوار گذرا اور فرمایا کہ یہ سفاک مجھسے سلطنت پا کے ہاتھ سے کھو بیٹھیگا ٭

نواب مغفور کی والا نہادی اور عالی منشی کے آثار سے ایک یہ ہی کہ اُس کے ملک و لشکر مین ہر مذہب و قوم کے آدمی فراغت سے بے پروا بود و باش کرتے ٭ اس مادے مین کبھی کسی سے کچھ پرسش و پرخاش نکرتا ٭ اُس کے حضور ذہن و قوت حافظے کا یہ حال تھا کہ جدے جدے کام کو ایک ہی وقت مین انجام کرتا ٭ اِدھر تو منشی کو نامے لکھنے مین ارشاد فرماتا اُدھر جاسوس کی زبانی اخبار

سنتا، علاوہ اہل کاروں سے بھی اُسی حالت میں ہیچ در ہیچ معاملے مقدّمے کا سوال جواب کرتا سانھ، اِسکے اپنے بعضے ملازموں کو موافق اُن کی فہموں کے تعلیم و ارشاد فرماتا جاتا،

مجرموں قصور مندوں کی تادیب و تعذیب کے لئے ہمیشہ در دولت پر دو سو سنٹی کوڑے کے لئے حاضر رہتے سیاست کے وقت ہر قسم اور ہر درجے کے مجرم برابر تھے، کیا اُمرا کیا خواص اور کیا عوام لوگ،

اُس کے تمام قلمرو بھر میں یہ بھی ایک طریقہ پسندیدہ جاری تھا کہ ہر یتیم و بیکس کے حال پر جن کے والی و سر پرست نہ ہوتے سرکار عالی سے غور پرداخت کی جاتی، بعد اس کے یہ لوگ سپہگری کے فنون تعلیم پا کر اُن سپاہیوں میں جو یتیموں کی فوج مشہور تھے بھرتی کئے جاتے اُس کی رحلت کے وقت وسعت اُس کے ملک کی، سوائے محالات مفتوحہ ملک کرناٹک کے اسّی ہزار انگریزی میل مربّع پر مشتمل تھی،

ممالک محروسہ میں اُسکے، ہزار قلعے تھے، اور جس شہر و قلعے کو مسخّر کرتا تو اُسکی تاسیس و ترمیم کے لئے سر نو لاکھوں روپئے بیدریغ صرف کرتا، چنانچہ ہنوز اکثر زمین دوز و کوہی قلعے با مین گھاٹ وغیرہ کے شاہد و ناطق عدل اس بات کے ہیں،

باج و خراج سے ممالک محروسہ کے سالیانہ تین کروڑ روپئے بعد تنہا کرنے ملکی و فوجی و خانگی اخراجات وغیرہ کے خزانۂ عامرہ میں داخل ہوتے تھے، صرف سپاہ کی جمعیّت تین لاکھ چالیس ہزار تھی علاوہ اُسکے شاگرد پیشہ وغیرہ تھے،

ثقہ لوگوں کی زبانی جو دیکھنے والے اُن واردات و حالات کے اب تک بقید حیات موجود ہیں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہی کہ وہ مغفرت پناہ خزانہ دفینہ بیش

قیمتی جواہرات و مروارید اور سونے روپے کی اینٹین اِس قدر رکھتا تھا کہ حساب اور تولنے کے وقت من اور پنسیری سے مثل غلّے کے وزن و شمار کیئے جاتے تھے،

فوج اور توپ خانہ تو خدا نے جیسا اُس مغفور کو عطا کیا تھا اُس کے معاصرین بلکہ قدیم کے امیروں سلاطین کے پاس بھی کم ہی کم تھا، انجام کار ایسا صاحب ثروت ذو اقتدار سارے ساز و سامان سلطنت و اساس و اسباب دولت کو جنھین بڑے جبر و قہر سے لیا و جمع کیا تھا، مجبوری و بے بسی کی حالت مین سب چھوڑ گیا اور اِس جہان ناپایدار سے افسوس و حسرت ہی لے گیا،

بیت

جہان گرد کردم نخوردم برش
برفتم چو بیگانگان از سرش

نسب نامہ نواب مغفرت مآب
حیدر علی خان بہادر کا،

شرافت پناہ امارت دستگاہ حسن بن یحییٰ کہ عرب کے امیرون اور قریش کے رئیسون مین محبوب اور امانت و دیانت کی صفت سے موصوف اور جمال صورت و کمال معنی کے سبب معروف تھا، تیس برس کے سن مین شہنشاہ اعظم خاقان معظّم سلطان روم کے حضور سے حرمین شریفین کے عہدۂ شریفی پر مامور و مقرّر ہوا، اُس عالی گہر کی نسل سے، دریاے ثروت کے دو گوہر شاہوار محمد بن حسن اور علی بن حسن پیدا ہوئے، علی بن حسن کا تو دس ہی

2621 (۴۹۱)

برس کے سن میں بہانۂ عمر معمور ہو گیا، اور محمد بن حسن ایک فرزند طالع
بلند احمد بن محمد نام یادگار چھوڑ آٹھ سو چوہتر ہجری میں گلزار جنت کا راہی
ہوا، اس حادثے کے ایک برس بعد، باپ بھی ان کا حسن بن عجلان شریف مکہ
منورہ اپنے لڑکوں کے رنج و الم میں رمضان شریف کی پندرھویں پنجشنبے کی
رات کو سنہ آٹھ سو چھہتر ہجری میں اس منزل فانی سے ملک جاودانی
کی طرف کوچ کر گیا، جب یہ خبر بارگاہ خلافت پناہ میں قیصر روم کے پہنچی تو
داؤد پادشاہ کے نام پر یرلیغ قضا بلیغ شریف مکے کے مقرر کرنے کے باب
میں صادر ہوا، اُس نے احمد بن محمد کو باوجودیکہ اُن دنوں پندرہ برس اور
چند ماہ اُس عہدے کا تھا کم سن جان کے اُس کی جگہ میں سید عبد الملک
بن ابو عبد اللہ کو کہ فصیح زبان اور عالی خاندان تھا خادم مکہ مقرر کیا، احمد بن محمد
کہ جوان دلاور اور شجاع باعقل و ہنر تھا یہ ماجرا دیکھ وہاں سے برخاستہ خاطر
ہو کر جلد ملک یمن کی طرف چل کھڑا ہوا، کچھ دنوں عدن میں ٹھہر پھر شہر صنعا میں
جا وہاں کے فرمانروا کی ملاقات سے مشرف اور اُس کے متوسلوں کے زمرے
میں منسلک ہوا، بعد چندے والی صنعا نے جب اُس کے حسب و نسب کی
بخوبی اطلاع پائی اور اُسے صورت و شجاعت میں بے نظیر دیکھا تو اپنی لڑکی
کو اُس کی زوجیت میں دی اور بالکل امورات ملکی و مالی کا انتظام و بند و بست
اُس کے اختیار میں کر دیا، بیس برس اس نکاح پر گذرے تھے جو
اُس نے مرض موت کی حالت میں سب ارکان دولت کے سامنے
اپنا ایک لڑکا بھی جو پانچ برس کا تھا داماد کو سپرد کر وصیت کی کہ جب تک یہ
جوان نہ ہو اسے اپنے فرزند کی طرح تعلیم و تربیت کرنا اور ملک کے نظم و نسق
اور رعیت کی رفاہیت میں ایسی سعی و کوشش بجا لانا کہ کوئی فرمان برداری

کی راہ سے قدم باہر نہ نکالے، القصہ بعد انتقال فرمانروا ے صنعا کے
تیرہ سال تک احمد بن محمد ملک کے ضبط ربط مین شرابط عدل وانصاف کو بجالاتا رہا،
ایک دن شیخ سالم بحرانی جو اس سرکار کے ایک معتبر ملازمون سے اور
ظاہراً دنیاسازی کی راہ سے احمد بن محمد کا دوست لیکن حقیقت مین اُس کے
خون کا پیاسا تھا، حاکم صنعا کے بیٹے پاس گیا، اور احمد کی طرف سے بہاتک
شکایت کی کہ اُس نوجوان کے دل پر کچھ میل آگئی، تب اُس حیلہ گر نے
چاپلوسی و خوشامد کی باتین شروع کر اُس سادہ لوح کے سامھنے یہہ عہد کیا
کہ آپ کو سلطنت موروثی پر بتھانا اور احمد کا قتل کرنا میرے ذمّے ہی اِس
شرط پر کہ مجھے سپہسالاری کا عہدہ ملے، اُس لڑکے نے بھی اِن باتون کو غنیمت
جان کے مان لیا، تب تو وہ مکّار اِدھر لشکر کے سرداروں اور سپاہیون
کے ساتھ لگاوٹ ملاوٹ کرنے اور اُدھر احمد بن محمد کے حضور مین ظاہرا زحد
اپنی دلسوزی و متابعت دکھلانے لگا، ہر ایک کام پر نہایت مرتبے مین دوڑ دھوپ
کرتا، مگر ہمیشہ، وقت قابو کی تاک مین رہا کرتا، ایک برس اسی تگاپو
و جستجو مین گذر گیا، آخر سن نو سو گیارہ ہجری مین اُس بد نہاد نے فرزند والی
صنعا کی مشورت سے اُس بچارے معصوم صفت کے قتل کا دن تھہرا زہر کی بجھی
ایک تلوار سمیت دربار عالی مین نذر گذراننے کے بہانے حاضر ہو کر اُسی
تلوار زہر دار سے اپنے سردار کا سر کاٹ خوشی و افتخار کی راہ سے یہہ احوال
والی صنعا کے لڑکے کو جا کر کہہ سنایا عالاوہ یہہ بھی عرض کی کہ داناؤن کا قول ہی
کہ آتش کشتن و اخگر گذاشتن کار خردمندان نیست، مناسب ہی کہ اِسی
دم اُس ظالم کا بیتا محمد بن احمد حضور مین بلایا اور مارا او رمال و اسباب اُس کا
قرق کیا جاے، قضارا قنبر نام ایک حبشی اُس شہید بیگناہ کا غلام وہان حاضر تھا، جو نہین

اُس بدزاد کے منہ سے یہ بات اُس نے سنی نمک حلالی کی جہت سے اُسکو ایسی
غیرت آئی کہ مجبوری سے بے قرار ہو کر ریحان نامے ایک دوسرے غلام سے جو اُس کے
پاس کھڑا تھا کہنے لگا کہ بھائی، آقا کا حق نمک نہیں ہم سے ادا ہوگا کہ جس طرح ہو تو شتاب تر
محمد بن احمد کو جو ہمارا مخدوم زادہ ہی اعدا کی نظر بچا ہمراہ لے بغداد کی جانب لے نکل
اور مین بھی انشاء اللّٰہ المستعان اُس نطفۂ حرام سے اپنے صاحب بالطف
واحسان کے خون ناحق کا عوض و انتقام لیکر بشرط حیات وہان آ پہنچتا ہون
اور اگر نہ پہنچا تو جانیو کہ آقا کے قدم پر اِس خاکسار کا سر تصدق ہوا، غرض
جب ریحان وہان سے روانہ ہوا تو شیخ سالم بھی محمد بن احمد کے گرفتار کر لینے کو
چلا کہ اتنے مین قنبر نے پیچھے سے آکر ایک گھونسا اِس زور سے اُسکی گردن پر مارا
کہ وہ بد اصل گر پڑا تب اُس وفادار حبشی نے ترنت پیٹھ پر چڑھ اُسی
کی شمشیر سے سر اُس بد شریر کا کاٹ ڈالا اور چاہا کہ اپنے تئین اُس
مجمعے سے بچائے لیکن شیخ کے ساتھ والون نے اُس بیچارے کو تیغ و خنجر سے
پارہ پارہ کیا، اُدھر ریحان نے محمد بن احمد کو کہ اُنّون تیرھوین برس مین تھا جا کر
اُسکے باپ پر جو مصیبت گذری تھی کہہ سنائی اور فی الفور اُسے ایک گھوڑے
پر چڑھا دوسرے پر آپ چڑھ پہاڑون کے رستے بغداد کی راہ لی اور دھاوا مار
دجلے کے پار ہو شہر مین طاہر افندی کے گھر لے پہنچایا، افندی مذکور نے اُس
رئیس زادے کے اطوار سے آثار سرداری نمایان دیکھ اپنی لڑکی اُسے
بیاہ دی، اُس صالحہ کی طرف سے تین لڑکے عبد الوہّاب عبد الرزّاق عبد الغنی
پیدا ہوئے، ساقی قضا نے سنہ ۹۶۸ ہجری مین محمد بن احمد کے پیمانۂ عمر کو
ستّر برس کے سن مین معمور کیا، عبد الوہّاب بڑا لڑکا اُس حضرت مآب کا اور
منجھلا عبد الرزّاق دونون لاولد مرے، مگر عبد الغنی سب سے چھوٹا جسکی آغا محمد طاہر

نام ایک سوداگر کی لڑکی سے شادی ہوئی تھی ، ایک بیٹی و ایکہی بیٹا چھوڑ کے سن
ایک ہزار تیس ہجری مین اپنی موت مؤا ، ابراہیم اُسکا بیٹا بھی جسنے اپنے
باپ کی طرح تجارت کا کاروبار پھیلایا تھا ، سنہ ایک ہزار سینتالیس ہجری مین
تین لڑکی ایک لڑکا حسن بن ابراہیم نام یادگار چھوڑ ملک عدم کو سدھارا
چونکہ حسن ابراہیم کے مرتے وقت ایک برس کا تھا کارباری گماشتون نے
اُسکے باپ کے نقد و جنس پر ایسا خورد برد کا ہاتھ صاف کیا کہ اُسکے بالغ
ہونے تک دو تین ہی ہزار روپیہ بچے تھے ، تب وہ صاحب غیرت کہ بارہا اُس
شہر کے وضیع و شریف کی زبانی اپنے بزرگوارون کی تونگری کا حال سنا
کرتا تھا تہی دستی کے سبب اُس شہر مین رہنے کو نامناسب سمجھ اپنی مان بہنون
سمیت ہندوستان کی طرف روانہ ہو کر اجمیر مین خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ
کے متولّی پاس جو وہان کے ذی عزّتون مین تھا جا رہا ، متولّی موصوف نے اُسکا
کردار و رفتار نیک دیکھکر اپنی بیٹی کے ساتھ اُسے کدخدا کیا ، چھہ مہینے کا حمل
اُس لڑکی کو تھا کہ اُسکے شوہر حسن نے ایک ہزار چہتّر ہجری مین انتقال
کیا ، القصہ اُس لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا ، نانا نے نام
اُسکا ولی محمد رکھا ، جب وہ سن شباب کو پہنچا تو اُسکی پھپیری بہن
کے ساتھ شادی ہوئی جسّے ایک ہی لڑکا پیدا ہوا ، بعد اسکے ولی محمد ،
بہ سبب ناچاقی کے کہ درمیان اسکے اور اُسکے سسر کے واقع ہوئی
رنجیدہ ہو معہ اپنے لڑکے جسکا محمد علی نام تھا شاہ جہان آباد چلا گیا ، چندے
وہان ٹھہر دکھن کی طرف روانہ ہو کلبرگہ شریف مین جا رہا جب محمد علی صاحب
بالغ اور تحصیل علوم و تکمیل فضائل و کمال سے فارغ ہوا اُس عالی مقدار کے
بزرگوار نے سیّد معصوم صاحب کی لڑکی (سجّادہ نشین سیّد محمد گیسو دراز

جو شیخ نصیر الدّین چراغ دہلی کے مرید و خلیفون سے اور دکھن کے لوگون مین بلقب
بندہ نواز گیسودراز مشہور ہی) کے ساتھ اُسکی کتخدائی کر دی اور آپ وہین
عالم بقا کا رستا لیا۔ محمد علی صاحب بعد انتقال والد مغفور کے اپنے قبیلہ سمیت
بیجاپور کے مشائخ پرے مین اپنے سالونکے گھر جا رہا۔ پھر یہان سے کئی دن بعد معہ اپنے
اہل و عیال کرناٹک بالاگھاٹ کا عازم ہو کر قصبہ کولار مین سکونت کیا۔ آخر چار لڑکے
شیخ محمد الیاس و شیخ محمد و محمد امام و فتح محمد یادگار چھوڑ سن گیارہ سی
ہجری مین اس جہان سست بنیاد سے رحلت کیا اُس کا بڑا بیٹا شیخ الیاس
اپنے چھوٹے بھائیون اور سب خویشون کی تسلّی و پرورش مین مصروف
ہو کر سلامت روی کی چال چلا۔ بعد چندے فتح محمد وہان سے برخاستہ خاطر ہو
بے حکم اپنے برادر بزرگ کے کرناٹک پائین گھاٹ کی جانب روانہ ہوا اور محمد
الیاس اپنے بھائیون کو معہ ایک لڑکے کے جس کا چار برس کا سن اور
حیدر صاحب نام تھا گھر مین چھوڑ تنجاور کو گیا اور گیارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال
کیا۔ تب فتح محمد نے کر شہر ارکات مین تھا تنجاور سے برہان الدّین پیرزادے کو
بلا کر اُسکی لڑکی کو جو ابراہیم صاحب کی سگی بہن تھی اپنی زوجیت مین اختیار کی
اور اپنی اہلیہ کے بھانجی کے ساتھ جو سن بلوغ کو پہنچ چکی تھی امام صاحب
کے ساتھ شادی کر دا دی۔ بعد اسکے وہ اپنی ستوراتون کو کولار مین
چھوڑ کر میسور کو چلا گیا۔ وہان دو سال مین اُس کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک
شاہباز صاحب دوسرا ولی محمد نام جسنے دو برس کے سن مین انتقال کیا۔
تب فتح محمد کا وہان دل نہ لگا معہ اپنے وابستون کے بالابورکان کا عازم ہوا۔ اب
سنہ گیارہ سی انتیس ہجری مین دیلون ہلّی کے درمیان اور ایک فرزند
فریدون فر جمشید حشمت دارا شکوہ سکندر طالع ایسی ساعت کے بیچ کر

آفتاب برج حمل مین تھا متولّد ہوا جسکے وجود سے وہ خاندان نورانی و منوّر ہو گیا،
نام اِس ہمایون طالع کا حیدر شاہ رکھا گیا،

القاب مستطاب نواب والا جناب
حیدر علی خان فردوس آشیان،

نواب بہادر

یعنے سپہسالار مظفّر فیروزمند، دلاور صف شکن میدان جنگ، طالب ناموس و ننگ، قانون بیکار و حرب مین نہت مشتاق فنون طعن و ضرب مین یگانۂ آفاق، اور اسی لقب سے دکھن کے سب چھوتے بڑے خاص و عام نواب حیدر علی خان کو بلاتے تھے،

فہرست اس

یعنے مزاوار القاب سترگ، امیر بزرگ، حاکم باشکوہ و شان، عظمت و حشمت نشان، زیب مسند حکومت و شجاعت، حامی شریعت و سلطنت، صوبہ دار شہر سرا کا، بادشاہ مرز و بوم کوتک کنٹر اکا،
سلطان حکمران ممالک چرکولی و کلیکوت کا، جسمین کوچین ترا و نکور و غیرہ کئی ریاستین ہین،
نواب بنگلور، بالاپور، باساپتن یا بسنگر کا،
مرزبان فرمانده فرازستان و نشیبستان یعنے پہاڑون اور اُسکی ترائیون کا

بہادران بہادر

او ر طرفہ ار فرمان فرما جزائر مالزیو ہ کا جو گنتی مین حساب و شمار سے باہر ہین،
کہتے ہین کر عہ دان جزیروں کا بارہ ہزار ہی،

مجمع نواب نامدار حیدر علی خان بہادر کا

بیت

بہر تسخیر جہان شد فتح حیدر آشکار
لا فتی الاّ علی لا سیف الاّ ذو الفقار

سکۂ حیدری یہ تھا

ثانی
سلطان سکندر قاتل
کل کافران

بابب دین محمد
حیدر آخر زمان
سنۃ ۱۱۵۵ ھجری

From Scurry's Captivity under Navab Hyder Allie Khan and Tippoo Sultan.

چونکہ ان ورقون مین نواب حیدر علی خان کے صبر و اخلاق کی خوبیان لکھنے مین آئین، اب اُس شیر صولت کی تھوڑی سی بیرحمی بھی جو دشمنون اور اسیرون کے ساتھ عمل مین آتی تھین، کتاب اسکربس کپٹویٹی (یا اسکری صاحب کی اسیری کے حال) سے لکھی جاتی ہی، تا اس کتاب کے پڑھنے والے موٌلف کو طرف کشی کی تہمت نہ لگائین، ع

ہنر ہابشں شمردی یک بیک آہوشں ہم بشمر

کپتان اسکری لکھتا ہی کہ ہم لوگون نے ایک مدّت تک فرانسیسون کی اسیری مین نوع بنوع کی اذیّت و مصیبت کھینچی، آخر اُن سنگدلون نے ہماری قوم کے اسیرون کو جو پانسی نفر تھے کئی جہازون پر چڑھا دیا چھہ مہینے بعد ہم سب کے سب قلعہ گدلور مین پہنچے، جب یہان کچھ دن گئے تو ہم کو چیلمبرم مین جو مستحکم قلعون سے نواب بہادر کے ہی، لیگئے، وہان ہم اُس قلعے کے درمیان کیا دیکھتے ہین کہ جا بجا سیکڑون آدمی بحال تباہ پڑے بلکہ مردے بن رہے ہین، مارے بھوک کے کتنون کی تو ایسی [illegible]ت تھی کہ اگر ایک سڑی ہڈّی گندی جگہہ مین کہین پڑی دیکھتے تو بھوک کے [illegible]ے اُسکی طرف بھی ہاتھہ منہہ پھیلاتے خوراک ہم لوگون کی یہان یہہ تھی کہ فقط گائے کا گوشت اور موٹے چاول کھانے کو ملتے، اِسی غذا اور لونی زمین کا باعث تھا جو ہمارے ساتھہ کے بہت آدمی دردِ معدہ سے مرے، اور اکثر تن و توش والون کو ہم نے دیکھا کہ گھڑی بھر کے تشنّج کے سبب اعضا اُنکے انگریز کر شان ہوگئے، خدا جانے فرانسیسونکو انگریزون سے کیا ایسی عداوت تھی جسکے باعث اُنھون نے ہمین ایسے ظالم کے حوالے کر دیا اور یہہ بھی تعجّب و حیرت کا مقام تھا کہ ہمارے ہم جنس بھائی ہماری رہائی سے کیون دست بردار ہوئے تھے، لیکن حقیقت حال یون ہی کہ

انگریزون سے جو اس امر مین غفلت واقع ہوئی وجہ اُسکی یہہ تھی کہ وے آپ ہی ہندستان کے درمیان تباہی اور مصیبت میں گرفتار تھے، پھر آپ ہی درماندے تو شفاعت کس کی کرین مسٹر اسکری کہتا ہی کہ جب قریب دو مہینے کے ہم اُس مقام مین رہے ہم مین سے اُنیس آدمیون نے لفٹنٹ ولسن کے ہمراہ بھاگنے کا منصوبہ ٹھان کی تھی جو اُن کے پاس تھے اُسے پھاڑ کر بطور رسّے کے باٹا، اُس کے سہارے سے وے سب شب تاریک مین اُس حصار کی دیوار پر سے نیچے اُترنے کو تو اُتر گئے لیکن یہہ نہین جانتے تھے کہ کہان جاتے ہین، آخر کو صبح کے وقت اُنیس آدمی تو پکڑ آئے جن کی مشکین بندھی تھین اور بیسوان شخص اُن مین سے، ایک ندّی پار ہوتے وقت پانی مین ڈوب گیا، لفٹنٹ ولسن کو ننگا کر کے املی کی ایک ڈالی سے سخت سیاست کی گئی اور باقی لوگون کے ہاتھ پانون مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائی بعد دو دن کے ہم کو ایک بڑے محکم زندان مین لے گئے جہان ہماری ساقین چھید آہنی بیڑیان اُسمین پہنا کر مقید کیا اور پاسبانون کا عدد دو چند کر دیا،

دو مہینے کے بعد حیدر علی خان نے حکم بھیجا تا ہمین بنگلور لیجائین، تب ہمارے پیرون کی بیڑیان کاٹ دو دو آدمیون کے ہاتھ ایک ساتھ زنجیرون مین باندھ اس خرابی سے ہم کو ننگے پانون اُس قلعے سے لیچلے، ہم اپنے دل میں کہتے تھے الٰہی دیکھیے آگے کو اور کیا کیا تقدیر کا بدا ہی، اس حال مین ہم سب چھوٹے بڑے برابر تھے مگر اتنا ہی فرق تھا کہ عہدہ دار اور سپاہی الگ الگ باہم بندھے تھے، حاصل کلام انواع طرح کی زحمت و رنج اُٹھا کر اکیس دن بعد بنگلور جا پہنچے قسمت سے وہان یہہ معاملہ پیش آیا کہ تین دن بعد اُس قلعے کے سردارون سے کئی مسلمان اور برہمن ہمارے پاس آئے جنھون نے ہم لوگون کو نین فریق کیا، وہ

فریق جس کے درمیان مین تھا موضع بہرام پور کو روانہ کیا گیا جو بنگلور سے تین
منزل ہی، مجبور کیا کرین کچھ بس نتھا ہم پشمون کی جدائی پر صبر کر با چشم پر
نم و سینہ پر غم آپس سے جدا ہوئے، جب وہان کے زندان مین جا پہنچیے ہاتھ
ہمارے کھولے گئے لیکن اُسکے عوض پیرون مین بیڑیان پڑین اور ہمارے
کھانے کے لئے دس دن تک تو یہان بھی وہی موٹے چاول تھے بعد اس کے
راگی یعنے منڑوا مقرر ہوا، لاچار کتنے تو ایسی غذا اے ناموافق کھا کھا مرے، بعد
تین مہینے کے ہم مین سے پندرہ آدمی نوجوان کو جن مین ایک مین بھی تھا چن کر بیڑیان
کاٹ اور یہہ بات کہہ بنگلور کو روانہ کیا کہ وہان تمھاری غم خواری خاطرداری کی جائیگی،
الغرض بعد تین دن کے ہم وہان پہنچکر کیا دیکھتے ہین کہ ہماری طرح اور بھی کتنے
نوجوانون کو اور اور زندانخانون سے لے آئے ہین، ایک دوسرے کے دیکھنے
اور آپس مین ملاقات ہونے سے خوش ہوئے، جب ہم لوگ شمار کیے گئے
تو حساب مین باون آدمی تھے، تین دن بعد وہان کے قلعہ دار نے ہم لوگون کو
اپنے روبرو بلوایا اور ظاہر اشفقت و دردمندی کی نظرون سے دیکھکر، کچھ پھل
پھلاری دے کے یہہ کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہراسان مت ہو، نواب بہادر تمہین
اپنے لڑکون کی طرح جانتا ہی، تم پر بدگمان نہین بلکہ مہربان ہی، اُس شخص
سے اتنا سن کر بعضے تو ہماری سنگت کے کچھ اور ہی سوچنے سمجھنے لگے اور
کتنے غافل رہے، خیر بعد اس کے ہم کو سریرنگپٹن روانہ کیا، اس سفر مین
زاد وراہ ہمارے ساتھ بہت تھا اور چونکہ اب ہم بے قید و بند تھے راہ چلنا دشوار
نتھا، نو دن بعد جب سریرنگپٹن پہنچیے، تو ہم کو اس قلعے کے دو دروازون مین
تین ساعت تک بٹھلا رکھا تا وہان کے لوگ ہمین دیکھین، چنانچہ اسی دیکھا دیکھی
مین وہ ساعتین کٹین، پھر ہم کو ایک چبوترے کے پاس لیگئے، یہان بھی ہمارے

حال بر سابق کیسی تواضع و مدارات و مہربانیان تھین، بہر صورت ایک مہینا
کمال خوشی خرمی سے گذر چکا تھا جو کتنے حجاموں نے ہمارے پاس آکر یہہ
قصد کیا کہ ہمارے سر کے بال چھانٹ ڈالین جب اِس کام سے ہم لوگ مرجھانے
لگے تو وے ہم پر تقاضا اور جبر کرنے لگے کہ اپنے مین مسلمانون کا سا لباس و عمامہ
بھیے ایک شخص فرنگستانی نے جس کی بڑی بڑی مونچھین تھین ہمارے
نزدیک آکر دوستون اور ملنسارون کے طور پر سلام کرکے یہہ ظاہر کیا کہ مجھے
بھی قلعہ دار نے اِسی کام کے انجام کرنے کے لیئے بھیجا ہی تا مسلمانون کے
طریقے کے موافق تمہارے سر وغیرہ کے بال ترشوانے منڈوانے مین سعی
کرون اور اگر تم اِس امر کا انکار کروگے تو بھی جبراً قہراً یہہ فعل وقوع مین آیگا،
تب تو اُس شفیق کی ایسی دوستانہ باتین سن کر لاچار اِس بار کو بھی
ہم لوگون نے سر جھکا کر اُٹھالیا، یہہ رنج و وبال تو ہم نے گوارا کیا ہی تھا کہ پھر
ایک ہفتے بعد پھر دن چڑھے وہی لوگ دس بارہ جنگی تشدد آدمی ہمراہ لیئے
آپہنچے ساتھ ہی اُس کے اُسی مرد فرنگستانی نے آکر ہمین جتا دیا کہ اب نواب نے
تمہارے ختنہ کرنے اور مسلمان بنانے کا حکم کیاہی، اگرچہ اتنا سنتے ہی اور
اُن سفاکون کو مستعد دیکھکر ہمارے چہرون کے رنگ فق ہوگیے، لیکن سوائے
تسلیم و رضا کے چارہ کیا تھا، چنانچہ پہلے تو اُنھون نے ہم سبکے سب کو نشے والی
معجون مین کھلا دین، بعد اُسکے ہر ایک کے واسطے ایک ایک چٹائی اور چادر
منگوائین، تب اُن بوریاؤن پر ہمین دو قطار ہوکر لیٹنے کہا، جب اُنکے کہنے بموجب
ہم سب باتین عمل مین آئین تو کتنے نگہبان اور وے حجام اور اُنکے ساتھ کے وہ
بارہ سندے ہمارے پاس آئے، تب سے پہلے دندال کا ڈمن کو دھر پکڑ کر
ایک دینگ پر بٹھلایا اور سب بدست حجام نافرجام نے اپنا کام سر انجام کیا،

الغرض اُن بیرحموں نے ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ یہ سلوک کیا، اس حال میں بعضے تو معجون کے نشے سے ہنستے اور کتنے رونے تھے، واقعی کہ ہماری ایسی مصیبت و دردکی حالت قابل دیکھنے اور رحم کرنے کے تھی، رات کے وقت کتنے پاسبان ہم پر تعینات ہوئے تاکہ ظلم سے صحرائی بڑے بڑے چوہوں کے جو اُس ملک میں بہت ہیں ہم کو بچائیں، قصہ کوتاہ دو مہینے بعد کتنی اذیّت و تکلیف اُٹھاکر سوا دو صاحبوں کے ہم سب کے سب چنگے ہوئے، جب یہ مراتب دین و اسلام کے پورے ہو چکے تب اُن لوگوں نے ہمیں مبارک سلامت کی بشارت دی کہ خوش رہو اب تم پیغمبر خدا کی اُمّت اور نواب عالی جاہ کے مقرّب حضرت ہوئے،

جو بندوں پر حالات نواب مغفور اور سلطان مبرور کے پوشیدہ نہ رہے، کہ وہ قدیم دشمنی جو ان دونوں عالی ہمّتوں کے دلوں میں قوم انگریز کی طرف سے تھی (کیونکہ یہ لوگ مہمّات دکھن کے مسخّر کرنے میں اُن بہادروں کے مزاحم تھے) اور وہ تعزیر و سیاستیں کہ انگریزی اسیروں پر ہوئی تھیں ممکن نہیں کہ اُن کی اخبار کا کوئی راوی انکار کرے، کیونکہ سترا سکری کی ہزار ہا روایتیں انواع و اقسام طرح کی اذیتیں بھری جن میں سے یہ قدرے احوال یہاں بیان کیا گیا، ایک شمّہ ہی اُن مصائب و محن کا جو جبدری قید و بند میں انگریزی اسیروں پر گذرے، اور ایک جرعہ ہی اُن تلخابوں سے جیسے انگریزی قیدیوں نے اُس دور میں قدح قدح پیا ہی چنانچہ یہ حالات دفتر دفتر لکھے گئے ہیں، جیمس برشطو نے جو اپنی دس برس کی اسیری کی مصیبت لکھی ہی اور بھی مسٹر ڈونالڈ کنبل کا سفرنامہ ایک باب ہی اُس کتاب غم افزا کا، بہتیرے بے بچارے مصیبت کے مارے قید کی حالت میں سختیاں کھینچ کھینچ

مرے اور کتنے لوگ نوع بنوع کے عذاب سے مارے گئے اکثر لڑائیون مین
فتح ہونے کے بعد انگریزون کے باقی ماندگان مجروح کم بچنے پاتے تھے، جنگ
کوہستانی مین جو بیلی کی لڑائی مشہور ہی انگریزون کی طرف کے ہزارون سپاہ
ہندوستانی و فرنگستانی قتل ہوئے، سیکڑون اسیر اور پا بزنجیر کیے گئے، اور
کولیرم ندی کنارے کرنیل بریتھوٹ کی لڑائی مین بھی جسے سلطان نے
فتح کی ایک جماعت کثیر اور جم غفیر انگریزون کی جانب مارے پڑے، بقیۃ
السیف گرفتار ہو آئے اور بڑی سختی و اذیّت کے ساتھ سریرنگپٹن بھیجے
گئے اگر موسیر لالی اُن کی شفاعت کے لیے درمیان نہ پڑتا تو باقی ماندون مین
سے ایک کی بھی جان نہ بچتی، القصّہ جن لڑائیون مین حیدری سپاہ کی فتح ہوتی
تو دے حریف کے مجروحون اور باقی ماندون پر ترحم کم کرتے اور اسیرون پر
سیاست و تنبیہ بہت، اگرچہ اُن کی طرف سے کبھی کبھی سنگدلیان اور
بیرحمیان عمل مین آئین پر ان رحیم دل کریم نہاد انگریزونکی جانب سے بعد تسخیر
سریرنگپٹن کے نوازش و کرم و لطف و احسان ہی نواب حیدر علی خان مغفور
اور پادشاہ شہید کی آل اولاد کے حال پر مبذول ہوا اور اب بھی ہوتا جاتا ہی
اور دے سب انگریزی حکومت کے سایۂ مرحمت مین بعزّت و حرمت آرام
و فراغت کے ساتھ خوش و خرّم زندگانی بسر کرتے اور اُس سرکار دولتمدار کی
ترقی جاہ و اقبال ابد اتصال کی دعاگوئی و شکرگزاری مین اشتغال رکھتے ہین،

ترجمہ نشان حیدری

جلوس فرمانا شاہ عالیجاہ ٹیپو سلطان کا دکھن کے تخت سلطنت پر اور لشکر کشی کرنا جنریل لانک اور جنریل اسطوارط کا وانڈیواش کی طرف

جب آفتاب جاہ و جلال نواب ہمایون فال کا وسط السماے عروج و کمال سے ہبوط و زوال کو پہنچا تو جتنے ملازمان سلطنت اور مقربان دولت جیسے غلام علی خان شوشتری، عبد المجید خان کابلی سردار خان اور اسد اللہ خان قندھاری محمد علی کمیدان، بدر الزمان خان مہامرزا خان محمد رضا خان حیدر علی بیگ سید حمید خان غازی خان ابو محمد پودنیا کشن راو، وغیرہ جو اُس وقت حاضر تھے، سب کے سب وفاداری و خدمت گذاری کی شرطیں بجالائے اور کارخانہ سلطنت کو ابتر نہ ہونے دیا اور نظم و نسق امورات ملکی کا اُسی طور و ضابطے سے بحال رکھا جیسا [illegible] مغفور کے حین حیات جاری تھا، اُسکے جنازے کو راتون رات خفیہ بڑی اہتمام سے سرنگپتن لے پہنچایا، وہان درمیان لال باغ، متصل ایک بڑی مسجد کے مقبرۂ عظیم الشان مین جسکی تعمیر کے واسطے نواب مغفور نے پائین گھاٹ جاتے وقت حکم دیا اور وہ ان دنون طیار ہو چکا تھا، مدفون کیا، اور مصلحت وقت جان کر فی الحال شاہزادۂ خرد صفدر شکوہ عرف کریم شاہ کو باپ کی جگہ تخت حکومت پر بٹھایا، اِس نونہال دولت و اقبال نے ایسا بند و بست و انتظام مہام ملکی کا کیا اور مراتب و مناصب کو ارکان دولت کے بحال و برقرار رکھا کہ مطلق نقصان و اختلال اُس مین نہ آیا، خاص و عام کیا لشکری کیا ملازمان سرکاری سب کے سب ایسے آسودہ و مرفہ

الحال رہے جیسے نواب مغفرت مآب کے وقت میں تھے چنانچہ اُس کریم نہاد کے حکم سے ممالک محروسہ کے عہدہ داروں اور فوجداروں کی تسلی واطمینان کلی کے لئے حیدری دستور کے موافق تنخواہ تقسیم ہوئی اور اُسی دن مقام بیلور اور انگریزی لشکر کی جانب دو دو ہزار سوار بھیجے گئے بعد اسکے میرزا خان کو شاہزادہ بزرگ ٹیپو سلطان کی خدمت میں کر اُن دونوں کو تنباتور اور پالیگھاٹ کی نواح میں تھا معہ ارکان دولت کی عرضیوں کے جن میں اُس روداد کا حال اور یہہ التماس مندرج تھا کو حضرت جلد برسعادت واقبال اس طرف کا عزم فرمائیں روانہ کیا، اگرچہ شاہزادہ گرامی منش نے مرزا موصوف کے آنے اور صورت ماجرا معلوم کرنے کے بعد خلوت میں اُس اخلاص مند وفادار سے لشکر کے سرداروں کا حال بلطف پوچھکر دلجمعی تمام حاصل کی لیکن کریم شاہ کے جلوس سے سلطان کو بڑا خلجان رہا، بہر حال چوں تائید الٰہی پہنچ چکی تھی ہردم طالع یاور اور بخت راہبر یہہ مژدہ سناتے تھے،

قطعه

ہمین بہ پای عزیمت درر کاب ای شہریار،
تا درو داندر رکاب دولتت فتح و ظفر
شاہباز از صعوہ ہراسد میندیش از حریف
چون ترا اقبال یار است وسعادت راہبر

بناچار وہ ہمایوں اختر اُن دعا گویان دولت کا التماس قبول کر جلد لشکر میں آداخل ہوا، بالکل سردار اور عہدہ دار شاہزادہ کریم شاہ سمیت استقبال کو آکے دست بوسی میں مشرف وسرفراز ہوئے ماتم پرسی کی رسمیں ادا ہونے کے بعد، ساعت سعید اور شروع سال گیارہ سی ستانوے ہجری میں بروز

یکشنبہ اُس فخر سلطنت نے تخت حکومت پر جلوس فرمایا، اُمرائے دولت اور رؤسائے ریاست نے تہنیت و مبارک باد کی شرطین ادا کر کے نذرین گذران عرض کیا،

بیت

شہا ہم سبھی ہیں تیرے خیر خواہ ۔ سلامت رہے تیرا تخت و کلاہ

اُس عالی گہر جوہر شناس مردم نے بھی ہر ایک کو اُن کی جان نثاری اور حسن خدمت کے درجون کے لایق الطاف خسروانہ سے سرفراز کر کے قدر و منزلت بخشی، پھر جشن نشاط اور بزم انبساط کی طیاری کے واسطے حکم کیا،

مثنوی

سران سپہ محفل آراستند ۔ ہمہ دست بر سینہ برخاستند
بگفتند کای شاہ گردون سریر ۔ ہمہ چاکرانیم فرمان پذیر
سر ماست بر خط فرمان بری ۔ ز تو حکم کردن ز ما چاکری
تن سیم از آتش و آب و خاک ۔ فدای ہوا خواہیت جان پاک
چو سلطان لقب یافتی از نخست ۔ کنون تخت و تاج شہی زان تست
بسر در جہان آن بو و نیکنام ۔ کہ برتر نہد از پدر چند گام
رخسار چون ماہ برکش نقاب ۔ جہان چند داری بابر آفتاب
چو ایزد ترا داد فر شہی ۔ بتقدیم فرمان مکن کوتہی
سکندر صفت ملک تسخیر کن ۔ سر دشمنان زیر شمشیر کن
بزن سکہ خویش بر سیم و زر ۔ کہ از سکہ نام شہان شد سمر
بسر جای دہ تاج شاہنشہی ۔ بہ پای بر تخت فرمان دہی

بفتح و ظفر پای نہ در رکاب | جہان گیر شو چون بلند آفتاب
سپہ نامداران و گردن کشان | ہی خدمت تنگ بستہ میان
اگر حکم سازی بوقت وغا | چو جوہر در آہن بسازیم جا
بفرمانت ای شاہ مالک رقاب | بدریا بتازیم ہمچون حباب
بفرمانت ای شہ در آذر رویم | خداریم غم چون سمندر رویم
باقبالت ای سرور دین پناہ | ربائیم از فرق کیوان کلاہ
خدایا ور وبخت یار تو باد | جہان از کرم زیر بار تو باد
سر بر تو بادا سپہر برین | سم مرکبت باد تاج زمین
سر حاسدان زیر پای تو باد | ہمہ عیش عالم برای تو باد

شاعران شیرین زبان اور ندیمان رنگین بیان نے لآلی نظم ونثر نثار کیا اور اُس جوان بخت ستودہ سیر نے صلہ وانعام سے اُن کے دامن مراد کو بھر دیا، بعد گذرنے ایام عیش وطرب کے سلطان عالی تبار عدالت شعار نے مہمّات ملک کے انتظام وبندوبست پر توجّہ فرمایا، قلعہ داروں اور عمل داروں کو شفقے بھیجکر امیدوار وقوی دل کر ہرایک کو بطور قدیم اُن کے منصب وعہدے پر قائم رکھا، اِس اثنا مین فرانسیس کے سپہسالار نے مشیر بلیش کے ہمراہ دو ہزار فرنگی جوان حضور فیض گنجور مین روانہ کیا، اب سلطان گیتی ستان امور سلطنت کے ضبط وربط سے فراغت کرکے لشکر ظفر پیکر کا ویری پاک کو رونق افزا ہوا، جب اُسے یہہ خبر پہنچی کہ جنریل اسطوارطا اور جنریل لانگ انگریزی لشکر کے سرغنہ جنگل پیتا کی راہ سے مقابلے کے ارادے فوج لے واندیواش مین آپہنچے تو وہ بہادر فوراً اپنی ساری فوج دریاموج ہمیت دوشی مامیر وگے رستے غنیم کی مدافعے کے واسطے روانہ ہوا اور واندیواش سے تین کوس ورے آپڑا، دوسرے

دن بآئین شایستہ میمنہ میسرہ قلب آراستہ کر توپخانہ صاحب نے جما آمادۂ کارزار و پیکار ہوا ، اگرچہ عہدہ داران انگریزی اپنی سپاہ لیکر لڑنے کو طیار ہوئے پر اُس کے لشکر جرّار کی جمادات و آراستگی اور فرانسیس کی براہندی دیکھ دیکھ اُس دن لڑنا مناسب نہ سمجھکر اپنی جگہہ پر جمے رہے ، اُس کی صبح کو گورنر مدراس کے حکم بموجب دانڈیواش کا قلعہ توڑ با کل سامان و اسباب لے مدراس بھر گئے ، سلطان نے بھی وہان سے کوچ کر ترپانور کی نواح مین آمقام کیا ، اتنے مین جاسوس خبر لائے کہ ایاز خان نواب مغفور کا لے پالک جسے اُس مغفرت مآب نے نگر اور کوڑیال بندر وغیرہ ممالک کی فرمانداری دی تھی ، اِن دنون نمک حرامی کی راہ سے وہان کے سب قلعے انگریزون کے حوالے کر آپ لواحق و اسباب اور بہت سا سامان وذخیرہ جواہر سمیت جہاز پر بیٹھ بمبئی کو چلا گیا اور وہ انگریز اُن ملکون مین متصرف ہوے ، اور اور بدخواہان قابو جو کر اسی تاک مین تھے ہر ایک ناحیہ سے بغاوت کے ہاتھ پانوٗن پھیلا در پی فتنہ و فساد ہین چنانچہ آنچی شامیا سرکار کی ڈاک گھر کے سردار نے وہان کے قلعہ دارون سے ملکر اپنے آقا کے تباہ کرنے کے منصوبے پر بڑا ہنگامہ مچایا ہی ، اور سیّد محمد خان نے بھی جو نواب عبد الحلیم خان کڑپے کے پٹھان کا داماد ہی قابو پا کے پیادہ و سوار جمع کر مچھلیپٹن کے انگریزون سے کڑپے کی تسخیر کے مقدّمے مین قول قرار استوار کر اُس اطراف مین فتنہ فساد برپا کر رکھا ہی ،

متوجّہ ہونا رایات نصرت آیات سلطانی کانگرا ورکوڑیال بندر وغیرہ کے استرداد کو لوٹ لینا لشکر بمبئی کی ایک ٹولی، صلح مقرّر ہونا سلطان اور انگریزون کے درمیان، انتقال کرنا محمد علی شجیع کا،

جب سلطان عالیجاہ نے ایاز نامحمود کے فتنہ اُٹھانے اور نگر وغیرہ ملکون مین انگریزون کے دخل کرنے اور دارالسّلطنت کے قلعدار کے باغی ہونے کی خبر سنی تو بد نہادون کے شر و فساد مٹانے کا قصد کر بدر الزمان خان کو سات ہزار تفنگچیون کے ساتھ، اور صلابت خان و میرزا غضنفر بیگ بخشی کو چھہ ہزار سلحدار، اور میر غلام علی بخشی کو دس ہزار پیادہ و سوار سے میر معین الدّین بہادر سپہسالار کے ہمراہ پائین گھاٹ کے سرکشون کی زیادتی اور خیرہ سری گھٹانے کے واسطے تعینات کیا، اور خود اپنی فوج دریا موج کو ساتھ لے جنگم گھاٹ پار ہو محمد علی شجیع کو اُس کی جمعیّت سمیت دارالسّلطنت کے بندوبست اور بدسگالون کے نکال لینے اور جان نثار نمک حلالونکو اُنکی جگہہ پر بٹھالنے کے لئے پیشتر روانہ کر دیا، بعد اس کے میر قمرالدّین خان بہادر کو معہ لشکر انبوہ، سید محمد خان کے ہٹانے کے واسطے کل اختیار دے کر کڑپہ کی طرف بھیجا، اور آپ دیون ہلّی مدگیری صوبہ سرا کے رستے فوج و حشم سمیت کوچ کرچیتل درگ مین جا ڈیرا کیا، یہہ خبر سن کر دو لتخان وہان کا فوجدار اپنے اعوان و انصار کو ہمراہ لے دولت خواہی کی راہ سے بارگاہ عالم پناہ مین آحاضر ہوا، سلطان بلند اقبال نے اُس کے حال پر کمال نوازش فرمائی تو اُسے خلعت دے کر بحال کیا اور آپ وہان سے آگے کا عازم ہو نگر گھاٹ

کے میدان مین جا نزول فرمایا؛ اُدھر محمد علی جو حضور سے دار السلطنت کے نظم
نسق کو بھیجا گیا تھا کوچ بکوچ بنگلور کے رستے جا کر کڑی گنے کی پہاڑی تلے ایک
ندی کے کنارے اُترا اور اُس نے چالاکی یہ کی کہ اُس بغاوت شعار قلعدار کو
گرگ آشتی کی راہ سے برفق و مدارا یہ پیغام کہلا بھیجا چونکہ مجھے کل
صبحدم حسب الحکم سلطان کے کرگ کے بندوبست کو جانا ہے اِس لیے
مین چاہتا ہون کہ اگر ممانعت نہو تو ذرا آج کی رات تنہا اپنے گھر جا کر اہل و عیال
کو دیکھ لون؛ قلعدار نے اُس کی اِن باتون پر اعتماد کر اُسے نزدیک آنے کی قلعے کے
پاسبانون کو پروانگی دی؛ جب اِس حکمت عملی سے؛ محمد علی نے اپنا منصوبہ
پورا کیا تب اُس نے شب کے وقت اپنے سب جوانون سمیت دریا پار ہو
حصار کی دیوار پاس بہادرون کو گھات مین بٹھلا انھین تاکید کر دیا کہ خبردار جب
مین قلعے مین جا کر کرنا پھونکون ساتھ ہی اُسکے تم جھٹ پٹ اندر چلے آنا اور قلعے کی برجون
دیوارون کے اوپر حفاظت و پاسبانی پر مستعد ہو جانا؛ اُن کو اِس طرح تعلیم کر
آپ پچاس دلاور سپاہیون سمیت قلعے کے دروازے سے اندر داخل ہوا اور
کرنا بجانا شروع کیا نگہبانون کو قید کر اُن کی جگہہ پر اپنی سپاہیون کی چوکی بٹھلا دی؛ اور
اِتنے مین وے گھات والے بہادر نفیر کی آواز سن کر فوراً ایک بارگی قلعے پر ٹوٹ
پڑے اور جا بجا چوکی پہرے مین بٹ گئے؛ تب اُس شجاع نے چالاکی و جرأت کر
اُس قلعدار اور کرگ کے سردار اپنجی شامیا وغیرہ ہنگامہ آرا سرکشون کو
اُن کے گھرون مین گھس کے گرفتار کر لیا اور بعضون کو سلطان والا شکوہ کی
والدۂ ماجدہ کے حکم سے توپ کے منہ پر اُڑا دیا اپنجی شامیا کے شریکون کو
دار پر کھینچا اور اُس مفسد کو طوق و زنجیر کر لوہے کے پنجرے مین مقید کیا تادہ
دم واپسین تک اِس دار المکافات مین نمک حرامی کا خمیازہ کھینچے؛ بعد اِس

کہ وہ بہادر دولت سلطنت کی قلعداری سیّد محمد خان مہدوی کے حوالے اور
قلعے کی پاسبانی اسد خان رسالدار کے ذمّے جو مرد دلیر اور صاحب تدبیر تھا
سونپ کر اپنی جمعیّت سمیت حضور مین آ پہنچا، جب اُس نے شرح وار اس روداد
کو گزارش کیا سلطان نے اُس کی خدمتگزاری سے نہایت خوش ہوکر
الماس مال مروارید اور خلعت فاخرہ اُسے عنایت فرما اُس کے دوسرے
دن گھاٹ کے پار جانے کا حکم کیا، چنانچہ جوانان طالب نام ونہگ بتیلے کی
اُن راہون کو جنھین انگریزی سپاہ نے توپ و تفنگ سے بند کر رکھی تھی چھوڑ
کے کاواڈے کر دوسری طرف سے چڑھ گئے اور اُن کے پیچھے جا کتنی
شلّگین مار بن لیکن انگریزی لشکر اپنے بچاو کے لئے ایک جگہہ مجتمع ہو کر
بڑی چالاکی سے صحیح سلامت قلعے کے اندر پہنچ گیا، تب سلطان گیتی ستان
کے بہادران جان نثار قلعے کو محاصرہ کر مورچے لگا حصار توڑنے پر مستعد
ہو گئے، قضاکار ایک پتھر اُن پتھرون سے جنھین مورچے سے بارود
کے زور سے قلعے پر مارتے تھے مورچے پر قلعے کے جسکی دیوار کے
نیچے ایک کوا تھا جا گرا جسّے اُس النگ کی دیوار ٹوٹ کر سب کی سب کوئے
مین جاپڑی کنوان بھر گیا، تب تو قلعے والے بے آبی کے سبب پانی پانی کرنے
لگے، آخر جب وے نہایت بے تاب ہوئے تو ایک دن رات کے وقت قریب
ایک ہزار تفنگچیون کے ہمراہ، دو تین ہزار مزدور اور کئی اور لوگ وہان
کے رہنے والے، نانبے پیتل کے بڑے بڑے گھڑے لئے قلعے سے باہر نکلے
اور اُس تالاب سے جو قلعے کے نزدیک تھا شب تار مین پانی جو اُن کے
لئے حکم آب حیات کا رکھتا تھا لیگئے، یہہ خبر سن کر فوج سلطانی نے دوسری
رات کو اُس تالاب کی راہ روکی، قلعے والے پھر بہ دستور سابق آئے اور بانا،

لیجانے کے اضطراب مین ہرچند بادل کی طرح اِدھر اُدھر بہت گھومے، لیکن
برق اندازون کے ہاتھ سے بعضون نے شربت مرگ پیا اور بعضے
دستبرد دلیرون کی دیکھ آبرو سے ہاتھ دھو بیچارے گریز قلعے مین جا گھسے
اور آخر کو بعد کئی دن کی لڑائی کے اُن لوگون نے قلعہ سلطانی ملازمون
کے حوالے کر دیا، تب سلطان وہان سے فوراً کوڑیال بندر کی طرف روانہ ہوا
اور راہ مین انگریزون کی فوج کو جسکا سرلشکر جنریل کیمل قلعہ نگر کی مدد
کے لئے بہت سی رسد لئے آتا تھا اُسنے گھیر لیا اور پالیگار کے سوارون
کو لوٹ کا اسباب معاف اور غارتگرون و سلحدارون سے گھوڑے
پیچھے جو مارے پڑین دو دو سو روپیہ کا وعدہ کر کے اُنھین فوج کے
تاراج کرنے پر قوی دل کیا، اور تفنگچیون بدلون باندارون نے اُن دونون
تالاب کی راہ پر جو میدان جنگ سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھے بموجب حکم کے
توپخانہ لگا گولے مارنے لگے پھر ہنگامہ مین ہلڑ ڈالنے کے واسطے چابک دست
غارتگر سوار تعینات ہو گئے، اور سلطان خود آپ کتنے خواص اور خاص سوارون
کو ہمراہ لے جنگ قراولی مین مشغول ہوا لیکن جنریل کیمل نے دو پہر دن
تک بڑی جوانمردی و جرأت سے ہنگامہ کارزار کو قایم رکھا، آخر کو باروت گولے کی کمی
اور پانی کی نایابی کے باعث اُسکی جمعیت جو چار ہزار سپاہی ایک ہزار دو سو
گوڑے کی تھی ٹوٹ گئی، اور اُسنے بڑی شکست اُٹھائی، تب تو سلطان اقبال
نشان اُس فوج کا سب کا سب جنگی اسباب و ساز و سامان اپنے قبضے مین کر لیا، بہادر
جان بازون کے ہاتھون مین سونے کے کڑے ڈلوا دیئے اور پدک الماس اور مار
مروارید عطا کئے، بعد اسکے جلد آگے کوچ کر ایک ہی حملے مین شہرپناہ
کے سپاہ ترقی خواہ کو قلعہ محاصرہ کرنیکا حکم دیا، اُن کار آزمودہ خانہ زادون نے

تھوڑے ہی عرصے مین باوصف ایام بارش کے کہ اُنھون نے شدّت سے تھی
مورچے متعدّد مضبوط بنا تفنگ و توپ اور بان کی آتش زنی شروع کر دی
اور دریا کے رستے رسد آنے کی راہ بند کر لی، اہل حصار نے برجون کنگرون
پر اژدہام کر مردانہ کوششین کین، اور دو تین مہینے تک دلیری و دلاوری کی داد
دین، آخرکار ایام محاصرے کی درازی اور رسد کی کمی سے لاچار ہو حضور مین ایک
قاصد کو بھیجکر امان مانگی اور سلطانی دولت کے سائے مین آکر پناہ لی، ہر ایک نے
موافق اپنے مرتبے کے درجہ و عہدہ پایا اور اطاعت و بندگی اختیار کی،
جب منگلور اور بنادر وغیرہ سلطان کے تحت فرمان آ گئے، تب افواج
سلطانی بفتح و ظفر کورگ اور بل کی جانب پھری، اِن دونون کے بھاری
واقعات سے ایک یہ ہی کہ محمد علی شجیع جو خاص جان نثارون اور ترقی
خواہون سے تھا اِس منزل فانی سے عالم جاودانی کو رخت ہستی لے گیا اور
خیر خواہون کے دلون پر فراق و غم کا صدمہ دے گیا، حاصل کلام بعد اِس قضیے کے
سلطان گیتی ستان نے اُس اطراف کے قلعے اپنے خیر اندیشون کے حوالے کر
اور بدرالزمان خان کو کہ سید صاحب کے لشکر سے گوتی بوری کی لڑائی کے بعد
جس کا ذکر اُسکے مقام پر کیا جائیگا بلوا بھیجا تھا الک نگری فوجداری دے کورگ کا
عزم کیا، اُنھین دنون مین مسٹر شبلرز اور کرنل والس نے گورنر مدراس
کے حسب الحکم حضور مین آن کر دوستی و اتفاق کی بنا قایم کرنے مین کوششین کین
اور بہت سے نادر و بیش قیمت جواہر کی نذرین دین، اور تقریر معقول
و سخنان شستہ بیان کر گرد ملال و غبار نااتّفاقی کو خاطر انور سے دھو دیا، اِس
طرح وے صلح کی بنیاد محکم کر نواب محمد علی خان کے بھائی عبدالوہاب خان کو جو
دار السّلطنت مین قید تھا اور اہل فرنگ کے اسیرون کو ہمراہ لے فائز المرام

پھر گئے ، جب سلطان کو اِس مصالحے کی جہت سے اطمینان حاصل ہوئی تو اُسنے ممالک محروسہ کے سرکش قلعہ دارون اور عاملون کو ہر طرف کر اپنے دار السّلطنت کی جانب کوچ کیا ، قلعہ بل کی نواح میں پہنچ اُسے بنام مظفّر آباد مخصوص کر ایک پُر دل قلعہ دار کو وہان مقرّر فرمایا ، کورگ کی چھاونی کی سرداری پر زین العابدین خان مہدوی کو جو خاص ترقی خواہ دولت تھا سرفراز کر اوّل تو اُس پر ان اطراف کے باغی و سرکشون کی تادیب و تعذیب کے لیئے قدغن کیا بعد اِس کے قلعہ پر کر اکا جو صوبہ نشین تھا ظفر آباد نام رکھکے اُس مین خان موصوف کے تئین اقامت گزین ہونے کو رخصت فرمایا ، اور خود بدولت و اقبال دار السّلطنت کو روانہ ہوا ، ارکان مملکت اکابر و اشراف ، سادات سب اہالی موالی استقبال کے لیئے آحاضر ہوئے اور جلو فیروزی پرتو کے ساتھ ساتھ بارگاہ عالی مین پہنچ کر الطاف سلطانی سے مفتخر و مباہی ہوئے ، اِس کے بعد اُس والامقام نے فوج و رعیّت اور کار خانجات شاہی کے بند و بست و انتظام کی فکر کر سر نو شہریاری و فرمانروائی کے ضوابط و قوانین ایجاد کیئے ، لشکری و جنگی اصطلاحون کو جو نواب مغفور کے ایام سلطنت مین فرانسیسی زبان مین تھین اُٹھا دیا اور زین العابدین شوشتری کی تجویز سے جو سگا بھائی ابو القاسم خان مخاطب بہ میر عالم نائب نواب نظام الملک کا تھا ، لشکری قواعد کے الفاظ موافق اُن اِمضمون کے جیسا سے فتح المجاہدین مین لکھا ہی ، فارسی و ترکی مین بدل دیئے ،

بیان اُس جوانمردی و بہادری کا کہ میر معین الدّین بہادر
عرف سیّد صاحب سپہسالار سلطانی سے جو پائین گھاٹ میں تھا
ظاہر ہوئی اور احوال اُس جنگ و جدال کا جو اُس میں اور
انگریز و فرانسیس میں واقع ہوی اور حضور اعلا میں طلب ہونا
اُس کا بعد مقرّر ہونے مصالحہ سنہ گیارہ سی ستانوّے ہجری کے

اتنا یاد رہے کہ سیّد صاحب اپنی فوج سمیت اُن دنون والبندل نڈّی کے کنارے تھا جب سلطان گیتی ستان دارا سلطنت کو روانہ ہوا، حضور مین جاسوسون نے خبر کی کہ جنرل لانگ بہادر کرور اور تہ بگل کی تسخیر کے ارادے لشکر لے ترچناپلی سے روانہ ہوا، یہ خبر پہنچتے ہی پہلے نو بدر الزمان خان بموجب حکم عالی کے تفنگچیون کے بارہ رسالے اور توپین لے اعدا کی سرکوبی کو گیا، پیچھے سے موکب شاہی بھی روانہ ہوا، جب خان مذکور الغار دن ترور بالے مین پہنچا، مقام کرور کا قلعہ دار عثمان خان کشمیری باوصف سپاہ و ذخیرے اور جنگی اسباب کی بہنایت کے بزدلی کی راہ سے قلعہ جنرل موصوف کے حوالے کر آپ روشن خان اور سربت راو کے پاس جو نائرون کی تنبیہ کے اسطے مقرّر ہوئے تھے جا کر ملتجی ہوا، اودھر جنرل نے اُس قلعے مین اپنا تھانا تھا وہان سے کوچ کر قلعہ ارواکرچی کو محاصرہ کر اُس کے لینے کا قصد کیا، تب مان سطور نے اُس پر تاخت کر امراوتی نڈّی کے اس پار اپنی فوج سمیت یرا کیا، جنرل بہادر یہ خبر سن مودچہ چھوڑ دریا پار جا مقام کیا، پھر دوسرے ن جب اُس نے سلطانی جمعیت کو کم دیکھا بے کھٹکے قلعے کو گھیر توپین مارنی شروع کی تب خان موصوف نے اپنے رسالہ دارون مین سے قمر الدّین خان

لالی کو بعد اُس کی فوج چن کر مراتب قلعہ داری اور دفع اعادی کے باب مین
تقیّد کر ہمّت خان بختری اور بہر علی بیگ کے رسالے ہمراہ دے رات کے وقت
روانہ کیا، جب یے دونون رسالہ دار بڑی ہمّت و شیر دلی سے انگریزی ہراول
پر حملے کر قمر الدّین خان کو اُس کی جمعیت سمیت قلعے مین پہنچا کر پھرے، تو جنریل
نے اِس کمک پہنچنے کا حال معلوم کر بڑے قدغن سے اپنے لشکریون کو ایسا
حکم دیا کہ اُس کے توپچیون تفنگچیون نے چھہ ہی ساعت کے عرصے مین
اُس قلعے کی دیوار کو ایک طرف سے ڈھا کر قلعے والون پر ہلّا کیا محصورون نے
ہرچند اُن کے دفع کرنے مین کوششین کین کچھ مفید نہوئین، سب کے سب
مارے پڑے، انگریز فتح ہونے کے بعد قلعے کا بندوبست کر خان مذکور کی فوج
کے مقابلے کو آئے، وہ غریب بھاگ کر لشکر میں جا داخل ہوا، بدر الزّمان خان بھی
فوج انگریزی کا سامہنا نکر سکا، لاچار ڈھارا پور چلا گیا، لیکن روشن خان اور بہرپت
راو اُس لشکر کے گرد بگرد لوٹ لات مین لگے رہے اور سیّد صاحب نے چار
پانچ دن بعد وہان پہنچکر کروڑ کے قلعہ دار عثمان خان کشمیری کی نمک حرامی
قصور ثابت کر اُسے سولی دی، بعد اُس کے لشکر انگریز کے دفع کرنے کو
فوجین آراستہ کین اسی درمیان مین فرانسیسی سپہدار موشیر بھوسی کا ایک خط
اُسے آ پہنچا اِس مضمون کا کہ انگریزونکا لشکر لڑنے کے قصد پر گوڈپور پر
چلا آتا ہی، سو تم بھی جلد اپنی جمعیّت سمیت یہان آ پہنچو تو ہم دونون مل کے پہلا
غنیم کو مار نکالین بعد اس کے اُس اطراف کے بندوبست کو چلین، سیّد صاحب
بہادر نے اِس خط کے پاتے ہی روشن خان اور بدر الزّمان خان دونون سردارون
کو بلا کر تاکید کی کہ بہادر و خبردار تم قرار واقعی ہشیار و چوکس رہنا اب انہو
پھر بھی دشمن کی سپاہ یہان کی رعیّت پر کچھ اذیّت پہنچاے بعد اس کے

اُس نے تانکار ہتّی کے رستے ہو کر تونیم سلی مین پہنچ ایک دن مقام کیا، اُسی دن جاسوس خبر لائے کہ کرپلم گڑھی مین انگریزی لشکر کی رسد کا ذخیرہ جمع اور طیّار ہے اور پاسبان اُس مین تھوڑے سے ہیں، وہ بہادر یہ خبر سن اپنی فوج ہمراہ لے محاصرے کے ارادے اُس گڑھی کے گرد گھیر جا پڑا، اُس گڑھی کی یہ صورت تھی کہ اُس کے اِدھر اُدھر کاویری ندّی کی کھاڑیان بہتی تھین، اہلِ حصار اگرچہ ایک سو بیس سے زیادہ نتھے لیکن حریف کے ٹالنے مین نہایت کوشش بجالائے، آخر سیّد موصوف نے سواران غارتگر کو حکم دیا تا معہ توپون اور سیڑھیون کے جا کر گڑھی مسخّر کرلین اور انگریزون کے تھانہ دارون کو آزوا گرجی کے مقتول تھانہ دارون کے بدلے تہ تیغ کرین، اُدھر قلعہ والے چونکہ مقابلہ کرنے سے عاجز ہوئے اُسی رات کو اپنا کچھ اسباب و ضروری چیزین لے باقی مین آگ لگا تر چناپلی کی راہ لی، سیّد موصوف وہان سے کوچ کر کوئمبتور کو گیا، اور خان سطور رسالے اور توپین مع شیر بھوسی کی کمک کو قلعے مین بھیج آپ معہ سوار و پیادے کے سلمبر کی راہ سے روانہ ہوا، سخن مختصر انگریزون کا لشکر جنرل اسٹوارٹ کی سرکردگی مین بھلحری اور ناگور کے رستے الغار ون آ کر قلعے کے پیچھم کورت ندّی کنارے اُترا، فرانسیس ملازم سلطانی اپنے ڈیڑھ ہزار سوار و بارہ توپ معیت انگریزی فوج کے بائین مین قلعے کے سامھنے آمادہ کر رکھا تھا، سلطانی رسالے خان سطور کے حکم سے فرانسیس کے ہراول کے داہنے ہاتھ ایک دمدمہ بنا اُترے، بعد دو روز جنرل بہادر اُس پہاڑی پر جو سامھنے تھی رات کے وقت توپین چڑھا جب اُن کے سر کرنے مین آمادہ ہوا تھا کہ اِتنے مین صبح کی پہلی ساعت مین مدراس کی جانب سے ایک جہاز آپہنچا جسے تین گولے قلعے کی طرف آئے، دمدمے پر کے لوگ تو جہاز کے دیکھے

مین مشغول تھے کہ اچانک اُس ٹیکرے سے علی التواتر کئی توپین چلین اور انگریزون کی فوجین فرانسیس کے غول اور سلطانی رسالون پر تاخت کر کے نزدیک آگئین یہہ حال دیکھہ فرانسیس کے سوار طیّار ہو کر توپون کو وہین چھوڑ قلعے کی طرف پھرے، اور رسالون کے لوگ بھی توپین چھوڑ چھاڑ دریا کی سمت بھاگ نکلے، لیکن بہادر خان رسالہ دار اور رہبر علی بیگ بڑی بہادری و دلیری سے اپنے رسالے کی توپین لے قلعے کی کھائی پر آپڑے انگریز اُن دمدمون پر قابض ہو گئے فرانسیس کے سپہ سالار نے جب کھیت کا یہہ رنگ دیکھا تو اپنے ڈیرھ ہزار فرنگستانی جوانون کو آراستہ و مسلّح کر بغیر توپ موشیر پیلش اور موشیر کرمو کرنیل کے ہمراہ انگریزون کے دفع کرنے کو مقرر کیا، تب تو فرانسیسون نے بازوے جوانمردی سے عرصۂ کارزار مین بڑی داد دلیری کی دی اگرچہ انگریزون کی سپاہ نے کرکٹّہم چار ہزار تھی مارے گولون کے بہتون کو کشتہ و خستہ کیا فرانسیس کے سردار بھی خوب ہی لڑے،

مثنوی

نتھی جنگ جوشان تھا دریاے چین — تھلکتی تھی جیسے سراسر زمین
اُڑے تھی زبس گرد کھا پیچ و تاب — نہ خورشید ظاہر تھا نہ ماہتاب

پہر بھر تک ہنگامہ کشت و خون کا قائم رہا، آخر تفنگ اندازی سے دست بردار ہو سنان لے لے جوان پل پڑے طرفین سے ایسی کشش و کوشش وقوع مین آئی کہ چرخ تیز رفتار اپنی چال بھول گیا، دوئین ہون کے تگ و تازکی دھمک سے زمین کے دوئین کھڑے ہوگیے، مقتولون پر اُس صف جنگ کے ایّام پر نیرنگ باوصف سنگدلی کے پھوٹ پھوٹ رویا، حلاّد فلک خونریزی کی کثرت دیکھہ حصار انجم مین جا چھپا، القصّہ دو ساعت تک ایسی سخت

لڑائی ہوئی کہ انگریز مقابلے کی تاب نہ لا کر بس پا ہوئے، تب تو ادھر سے میمنہ میسرہ سے کرناٹک کی فوجین پہنچکر فتحیاب ہوئین فرانسیسون مین سے پانچ چھہ سی آدمی جو بچ رہے تھے قلعے مین پھر آئے، اور یہان سے اعدا کے مدافعہ کو ایک بڑی فوج قلعے سے روانہ ہوئی، پر انگریزی سپاہ جنگ برقرار کہ منزل گاہ کی طرف پھر گئی،

بیت

رکھین جنگ کو آج موقوف ہم کرین حشر برپا یہان صبحدم

فرانسیسون کے جماو نے قلعے کے متّصل ڈیرا کیا، دو دن بعد جب یہان انگریزون نے حریف اور فرانسیس کے دفع کرنے کا قصد کیا تھا خبر صلح کی جو انگریز اور فرانسیس کے درمیان ولایت مین ہوئی تھی آ پہنچی جسّے جنگ وجدال موقوف ہو گئی طرفین کے سردار ایک ہی میز پر کھانے پینے لگے اور اُسی زمانے مین فرانسیسون کے وسیلے اور محمد علی خان کے مشورے سے سلطان اور انگریزون کے درمیان بھی مصالحے کا عہد و پیمان ہوا، تب بدر الزّمان خان اور سیّد صاحب دونون تروادی کی جانب گئے اور بعد مقرّر ہو جانے صلح کے فرانسیسی سردار کی اجازت سے وے آگے کو روانہ ہو کر پلیور کی سرحد مین جا اُترے، اتنے مین سیّد موصوف کے نام پر فرمان سلطانی ملک بالین گھاٹ وغیرہ انگریزون کو حوالہ کر وہان سے پھر آنے کے باب مین صادر ہوا، چنانچہ بموجب حکم عالی کے اُس اطراف کے سب قلعہ دارون اور عاملون کو اکٹھا کر اور بعضے کوہی اور زمین دوز قلعے معہ صوبہ آرکاٹ کی شہر پناہ کے جکی نئے سر سے ترمیم ہوئی تھی توڑ بالکل فوج و حشم کے ساتھ حضور پرنور مین آ حاضر ہوا، اُنھین دنون مین میر محمد صادق جسنے مدت تک آرکاٹ کی کوتوالی

کفایت شعاری سے انجام کیا تھا منظور نظر ہو کر منصب دیوانی پر بحال ہوا، اور اسی اثنا مین حاکم پونان اور ناظم حیدرآباد کی طرف سے مبارکباد جلوس کے تہنیت نامے مع نوادرات و جواہرات بیش قیمتی کے آئے،

مستحر ہونا کوہ نرکونڈے کا، راجۂ بنکور کا شرارت کرنا، اور بعد تعینات ہونے افواج شاہی کے اُس بد اصل کا مستاصل ہوجانا، رحمان گڑھ کا مرمت ہونا گیارہ سی اٹھانوے ہجری مین،

اِس ایام مین صاحان تذب بھدراندی کے خفیہ نویسون نے اپنی اخبار کے ذریعے سے یون گزارش کیا کہ ان دنون سرکار والا کے اکثر باج گزارون نے سرکشی اختیار کر جمہور خلایق کے حال پر جور و ستم کا ہاتھ دراز کیا ہی اور حاکم نرکونڈہ نے بھی رعایا کے ساتھ عہد شکنی و بے مہری آغاز کی ہی، علاوہ اس کے دو سال سے نذرانے کے روپی بھی حضور مین نہین گذرانے اور سدم گڑھی پر جو صوبہ کرم کنڈے کے تحت مین ہی تاخت کر وہان کے دہات کو لوٹ لیا اکثر لوگون کو شہید کیا، اور مدن ہلی کا راجا بھی اُس کے ساتھ مل گیا ہی، اِن خبرون کے سنتے ہی قہر سلطانی کی آگ دہک اُٹھی، تب اُس عالی صفات نے رعیت پرجا کی رفاہ و آرام کے لحاظ سے اُن حالات کے تحقیق کرنے کے واسطے اُسی دم سید غفار کو اُس کی فوج سمیت اُس طرف روانہ کیا، جب اِس سپہ سالار نے وہان جا کر معلوم کیا کہ پرسرام ناظم مرج کے اُرغان سے اُس مفسد یعنے نرکونڈے کے حاکم کے دماغ مین یہ خیال سما گیا ہی کہ کشتنا اور تنب بھدراندی کے درمیان کی ریاست کو اپنے قبضے مین لاوے اور بالفعل

سپاہ نصرت پناہ کا آنا سن کر وہ مستعد بجنگ ہوا ہی، تب سید محمد خان نے یہان کا احوال سرکار حضور مین لکھ بھیجا، جس پر برہان الدین خان سپہدار تین پلٹن اور پانچ ہزار سوار جرار ہمراہ اُس سرکش کو اسیر اور اُس کے ملک کو تسخیر کرنے کے واسطے رخصت ہوا اور شیخ عمر سرلشکر دو ہزار سوار اور دو پلٹن چھ توپ جمعیت مدن پلی اور دیون ہلی کی راہ سے اُن کی بانچکی کو روانہ ہو بنکور جا پہنچا، ہر چند اس سپہدار نے وہان کے راجہ بدبخت کو نصیحت کر کے اطاعت پر رہنمائی کی اور بہت سمجھایا پر وہ گمراہ سرکشی کر بارہ ہزار پیادون سے راہ روک لڑنے کو طیار ہو گیا، دو دن تک رام سمندرم کی نواح مین جو اُس کی سرحد تھی بڑی معرکہ آرائی ہوئی، مردان غازی کافرون کے سر و سینے کو تیغ و سنان سے پارہ و چاک کرتے رہے آخر کار سلطانی سپہدار تہور شعار نے سر اُس شقاوت کردار کا تن سے جدا کیا، یہ حال دیکھ کفار کی جماعت نے فرار اختیار کر بھونی کندے کے پہاڑ مین جس کے چارون طرف بڑا بیابان و جنگل ہی جا کے پناہ لی، تب لشکر نصرت پیکر اس شہر کو قتل و غارت کرنے اور رام سمندرم کی گڑھی لے لینے کے بعد بھونی کندے مین جا پڑا یہ بھی پانچ دن کے درمیان فتح ہو گیا، راجا ہان کا جو کاچکر ابان نام تھا جو نہین اُسنے اپنی فوج کی خبرِ شکست سنی خوف کے مارے بنکور کی پہاڑی سلطانی بہادرون کے حوالے کر اول پلی پہاڑ کے دیر جو ایک گھنے جنگل کے درمیان واقع ہی جا پناہ لی اور وہان چار ہزار جرار لوگون کی جمعیت بہم پہنچائی ادھر سپہدار مذکور نے پہلے تو بنکور کے پہاڑ کو محاصرہ اُس کی دیوار و برجے کو مارے توپون کے گرا قلعے مین کار آزمودہ سپاہ تعینات کئے بعد اس کے آپ تسخیر کے ارادے پر اُس پہاڑ تک دھاوا مار جا پہنچا

لیکن چونکہ وہان گنجان درختون کے سبب غازیون کی چڑھائی مشکل تھی غنیم کی فوج نے اُن کا دستا جھینک مقابلہ کیا ہرچند اِس سپہسالار نے ایک مہینے تک از بس کوشش کی مگر صورت کشایش کی کچھ بھی نظر نہ آئی تب مجبور ہو حضور مین عرضی واسطے کمک کے لکھی جس پر امام خان کابلی اپنی سپاہ سمیت اُسکی کمک کو جا پہنچا تب تو یے دونون سپہدار بوسیلہ رہنمائی باشندون کی اُس نواح کے دو طرف سے لڑتے بھڑتے جنگل مین گھس پڑے اور اڑھائی مہینے کے عرصے مین اُس پہاڑ کو اپنے قبضے مین لائے ؛ راجا وہان سے کئی آدمیون کے ساتھ چتور کی طرف بھاگ نکلا اور افواج سلطانی کے حملے سے بچ گیا وے دونون بہادر اِس نصرت و ظفر کے بعد سالم و غانم یہان سے معاودت کر ملازمت عالی مین پہنچ غنیمت کا سارا مال و متاع ہاتھی اونٹ حضور سلطانی مین در پیش کر کے الطاف خسروانی سے سرفراز و کامیاب ہوئے ؛

فتح ہونا کوہ نرکنتے کا میر قمرالدین خان بہادر کی پیروی سے اور حضور مین بلایا جانا اُس نامدار کا معہ اور واقعات کے جو سن گیارہ سو اٹھانوے ہجری مین واقع ہوئے ؛

جب برہان الدین خان سپہدار حضور عالی سے رخصت ہو کر دھاروار کی نواح مین سید غفار سے مل کوہ نرکنتے کی حدود مین جا پڑا اور وہان کے حاکم کو یہ پیغام بھیجا کر اگر تمھین ملک داری کی خواہش ہو تو خیریت اِسی مین ہی کہ نرکنتے استانی قلعہ ادا کے حوالے کر دو تا اِس کے بدلے ہر تو تم کو سند ملک و دولت ملے ؛ اور اُس کوہستانی سنگدل کی طرف سے سخت جواب پہنچا تو خان

موصوف کے حکم سے دو خیرخواہ سپہدار سیّد حمید اور سیّد غفّار بڑی دلیری سے سبقت و چالاکی کر اُس پہاڑ کو گھیر لیا اور حصار توڑنے و دوسر کرنے کے ارادے پر توپ و بندوق سے کرنا شروع کر دیا، اتفاقاً وہان کے حاکم نے ایک رات قابو پا شبخون مارا جس مین صلابت خان بخشی دو سو سوار جمعیت شہید ہوا جب اُن دونون سردار اُن جلادت نشان کی ویسی تگ و دو پیش رفت نہوئی تب اُن لوگون نے بڑی زحمت و کوشش کر مورچون کو حصار کے قریب پہنچایا، اب اُس حاکم نے ڈر کر ناظم مرج اور حاکم یونان سے اعانت طلب کی جس پر ناظم مذکور نے پانچ ہزار سوار اُس کی مدد کو بھیجے یے سوار ایک ندّی کنارے جو شدّت سے اُمنڈ رہی تھی اُتر کے انتظار اُن دس ہزار سوارون کی جو یونان سے کمک کے لیے آتے تھے کرنے لگے، جبتک اِدھر سپہداران مذکور نے ایسی فرصت کو غنیمت جان حضور مین اِس کیفیت کی اطلاع دی، تب میر قمرالدّین خان بہادر کے نام پر فرمان سلطانی اِس مضمون کا صادر ہوا کہ اپنی جمعیت لے اُن سپہدارون کی کمک کو بڑھ دوڑے اور غنیم لیئم کی تنبیہہ اور کوہ تر کنڈے کی تسخیر مین سعی کرے،

پوشیدہ نرہے کہ انہین دنون مین سیّد محمد کو جو نواب حلیم خان ناظم کرپے کا داماد تھا یہہ فرصت مل گئی کر وہ پانسو سوار اور دو ہزار پیدل کی جمعیت معیت مچھلی بندر کے انگریزون سے آملا اور اُن سے ایک پلٹن دو توپ لیکر کرپے کے استرداد اور اُس اطراف کے قلعون کے مسخر کرنے کے ارادے روانہ ہو قتل و غارت کرتا ہوا جلد بدّویل گڑھ مین آپہنچا اور جب یہان کے بادشاہی پاسبانون کو کچھ انعام دے لگا ملا اُن کی مرضی سے اپنے سپاہیونکا ایک غول اُس قلعے مین بھیج کر جو نہین کرپے کو جاتا تھا کہ اِدھر سے میر قمرالدّین خان بہادر بھی

حسب الحکم سلطانی اُس نواح مین جاپڑا ؛ تب تو دونون طرف کے جوان
کھیت مین اُتر پڑے صبح سے دوپہر تک خوب ہی لڑے ؛ آخر خان موصوف
حریف کے دھوکھا دینے کو اُن کے سامنے سے اپنی سپاہ جمعیت ٹل کر اُس جنگل
کے درمیان جس کے مقابل ایک تالاب پر آب اور چھوٹا سا پہاڑ بھی تھا
آچھپا اور وقت فرصت کا منتظر رہا ؛ سیّد محمد نے اِس حرکت کو اپنی فتح
پر حمل کر وہین اپنے لشکر کے ڈیرے کروائے اُن کے پیچھے انگریزی
سردار بھی اعدا کی طرف سے بے کھٹکے ہو اُتر پڑا ؛ غرض بعد اُس کے جب سیّد
مذکور کے سوار اُس تالاب پر گھوڑون کو پانی پلانے گئے خان بہادر کے سوار
جو ایسے ہی قابو کی گھات مین لگے ہوئے تھے اُن اجل گرفتون پر آپڑے ؛ اُس
جماعت مین سے اکثر آدمی اپنے لشکر کی جانب اِس بلاے بے ہنگام کی آمد کا
شور مچانے بھاگ چلے خان دلاور کے سوارون نے اُنکے پیچھے گھوڑے اُٹھا کر
سبھی سب کو گھوڑون کے سمون تلے کُچل ڈالا ؛ کوئی اُن مین سے نہ بچا ؛
لیکن سیّد مذکور اور انگریزون کا سردار بہزار خرابی اُس مصیبت و بلاے ناگہان
سے بچ نکلے ؛ اب خان فیروزی نشان بدّ ویل پہاڑ اور کھمّم کو قبضۂ تصرّف مین لایا
اور فرمان سلطانی کے پہنچتے ہی غنیم کی تنبیہ و تادیب کے لیے آمادہ ہوا چنانچہ
اُسنے چار ہزار سوار خونخوار جمعیت کشتنا مڈّی کے اُس پار جا شبخون مار خون کا
دریا بہا اور مرہٹون کو اُس مین ڈبا دیا بہتون کو اُنسے اسیر و گرفتار کر لیا بعد
اُس کے آپ اُس پہاڑ کا قصد کر اپنے سپہدار شیخ امام کو سیّد غفّار کی
کشتی کو بھیج دیا ؛ جب اُس پہاڑ کا حاکم اِس سردار کے آنے اور مرہٹون
کے شکست پانے سے آگاہ ہوا تو اُس کی ہمّت کی کمر ٹوٹ گئی ؛ تب اُسنے
صلح کرنے اور قلعہ چھوڑ دینے کا پیغام خان مذکور کو بھیجا اِس نے اُس کی صبح

اگوس بہ تمہید اور حیدر علی بیگ بہادر رسالہ دار کی معرفت عہد نامہ بھیج اُس کو پہاڑ سے اُتار مع عیال و اطفال گرفتار کر لیا اور احمد بیگ و غضنفر بیگ کی فوج اُن پر تعینات کر کے حضور مین روانہ کیا اور وہان کی حکمرانی پر ایک امانت شعار دولتخواہ کو مقرر کیا،

سر اُٹھانا باغیان کورگ کا، متوجہ ہونا موکب سلطانی کا اُس نواح کے مفسدون کی تنبیہ و تادیب کے لئے، اسیری مین پکڑ آنا هشتاد و هشت هزار مرد و زن کا معہ دیگر واردات جو سن گیارہ سی اٹھانوے ہجری میں واقع ہوے،

اُن دنون مین چونکہ زین العابدین خان مہدوی کورگ کا فوجدار قدامت و دوام کے باعث مختارِ کل بن تمام ممالک محروسہ کو بے انتظام و زیر و زبر کر اکثر امورات سلطنت اپنی خواہش و رغبت کے موافق انجام کرتا تھا اور غربا رعایا کی عزت و ابرو پر ہوا و ہوس کی دست دراز بان کر زبردستی خوبصورت عورتون کو اپنی ہمخوابہ بناتا، لاجرم ان بیجا حرکتون سے کورگ کے سب نجبا و شرفا جنگ و جدل کرنے پر مستعد ہو گئے اور وہان کے راجا کے عمال ممنوتی ماراو ور نگاناپر لے سب کی سب رعیت پرجا کو اکٹھی کر ظفرآباد کے تئین چارون طرف سے گھیر اُس کی گرد نواح مین لوٹ تاراج مچا دیا محصورون کو ایسا مجبور و عاجز کیا کہ اُنھین قلعے سے نکلنا مشکل ہوا لاچار خان موصوف نے اپنے کئے سے ندامت اُٹھا ایک جاسوس کو اس کیفیت کی عرضی بصحبت حضور انور مین روانہ کیا جس پر شاہ گیتی پناہ نے اس معروضے کے مضمون پڑھنے کے ساتھ ہی باشندگان

کورگ کی سیاست و گوشمال کا حکم دے رایات بہری اور خیمۂ زنگاری سلطان پٹیتا کی نواح مین کھڑے کروا دے اور سپہدار زین العابدین شوشتری کو اُس کی فوج اور دو ہزار سپاہی کے ساتھ بہت سی رسد ہمراہ دے اُس طرف تعینات فرمایا اور ارشاد کیا کہ جلد ظفر آباد کے قلعے مین پہنچ مفسدون کی تنبیہ عمل مین لاوے، القصہ جب یہہ سپہدار اُس گھاٹ کے دروازے تک جا پہنچا وہان کے باغیون نے اِدھر اُدھر سے دولا کر یہان تک تیر تفنگ کی بوچھاڑین مارین کہ اُس کے اوسان خطا ہو گئے کیونکہ اس سردار نے ہمیشہ عیش و عشرت ہی مین اوقات کاٹی تھی کبھی عمر بھر رزم کی صورت بھی نہین دیکھی بناچار ہمت ہار سدا بور مین آ پناہ لی ہر چند اُسکے ساتھ والے رسالدار اور سپاہی آگے بڑھنے اور مقابلہ کرنے کو اُسے ترغیب و انگیز دیتے رہے پر اُس خوف زدہ سپہدار نے تپ و لرزہ اور پیچش کی بیماری کا بہانہ کر ایک قدم بھی حریف کی جانب نہ اُٹھایا، جب یہہ خبر حضور مین پہنچی سلطان نے اُسکی بزدلی اور نامردی پر لعنت بھیجی اور دو ہفتے بعد آپ ہی بیس ہزار سپاہی اور بارہ ہزار سوار جرّار کی جمعیّت سے بیالیس ضرب توپ ہمراہ لے سنہ مذکور کے شہر ذی حجہ کی پندرھوین کو بڑے طمطراق اور کرّ و فر سے اُس طرف روانہ ہوا، جب شاہی موکب کورگ کے خار بند کے قریب جا پہنچا تب خود بدولت واقبال نے معہ فوج بے وسواس اُس دشت ہولناک مین قدم رکھا، وہ عجیب سرزمین تھی جس مین بستانون کی کثرت اور نشیب و فراز کی بہتابت، ساگوان، صندل، رال سفید، عود خام وغیرہ کے بڑے بڑے عظیم الشان درخت، سیاہ مرچ کی بیلین ہر ایک گاچھ کی ڈالیون پر پھیلی ہوئین، الایچیون کے ہرے ہرے کشتزار، دار چینیون کے سایہ دار اشجار، بوستانون مین

جہاں تہاں بھانت بھانت کے پھل پھلے ہوئے، گلستانون مین ہر طرف چمن چمن
پھول پھولے ہوئے اِن مین رنگ برنگ کی بو باس اُن مین شہد و شکر کی سی
مٹھاس، نہرین سدا جاری، رستون مین حوض تالاب آبجوئین جھرنے ہر روان
جنگلی بھینسے اور ہاتھی بھی بڑے بڑے اُس دشت مین پھرتے تھے ہاتھیون
کے بچے آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ سونڈ ملا ملا بازی کرتے اور کھیلتے،
ریچھ، بندر لنگور بھیڑیے و شیر بھی بے شمار تھے مکانات اُس ملک
کے چھوٹے چھوٹے پہاڑون کی ترائی مین درختون اور محکم حصارون کے درمیان
جن کے اندر بہت سے کوٹھے اور کوٹھریان گھرون کے گرد بگرد و اِس خوف سے
کہ ہاتھی اکثر اُنھین خراب و تباہ کر ڈالتے ہین گہری گہری کھائیان کھدی ہوئین،
مرد وہان کے قد اور اور خوب صورت ہوتے ہین جنکا لباس، صرف گلون مین
ایک دہرا کرتا موٹے کپڑے اور لمبے لمبے دامن کا ایسا کہ پنڈلیون تک پہنچے،
اور ایک ایک کالا پٹکا کمرون مین، چمڑے کی ٹوپیان سرون پر، یہ سب کے سب
سپاہی پیشہ، چنانچہ توڑے دار بندوقون کے علاوہ وے ایک ایک چوڑا چکلا
چھُرا بھی کمر مین باندھا کرتے ہین، عورتین اُن کی نکھ سکھ چھب تختی سے
درست، حسن کی سرمائی کے ساتھ زیبائی و شیرین ادائی مین چالاک
و چست حورون کی طرح ہر طرف اُس روضۂ غیرت رضوان مین خرام ناز
کرتی ہین، لیکن زینت و سنگار اُن کا فقط اِسی پر موقوف ہے کہ چھ ہاتھ کا
تہمند ناف سے زانون تک اور دو دو ہاتھ کے رومال سینون پر باندھتیان
ہین، برخلاف مردون کے جو سرد اور خشک ہوتے ہین یے گرم مزاج
اور تیز طبع ہوتیان ہین، مذہب مین یہان کے لوگون کے اِس کا مضائقہ نہین کہ
اگر ایک گھر کے چار بھائی ہون تو ایک ہی اِن مین سے بیاہ کرلے اور اُس کے

دوسرے بھائیون کا بھی اُن کی بھاوج ہی سے کام نکلے، یہہ تو وہ مثل ہوئی کہ
مانگے تانگے کام چلے تو بیاہ کرے بلا سے، الغرض نواب مرحوم نے جب اُس
سرزمین کو فتح کیا تھا تب بہ رسم وہان سے اِتحادی تھی بلکہ اُس قوم کی اکثر
عورتین جو پکڑ آئین سپاہیون کی خدمت مین دی گئین، سرما اُس ملک کا بشدت
یہانتک کہ گرمیون کے موسم مین بھی روز و شب سردی کا یہہ عالم ہوتا ہی کہ
آفتاب باوجود اُس گرمی و حرارت کے سراپا پوش سحاب بردوش
اور ماہتاب نت نیلی بارانی مین روپوش رہتا ہی اور عین زمستان کے ایام
مین تو ایسا جاڑا پالا پڑتا ہی کہ جوانان الف قامت و گرم خون راتون کو تنگ
کوٹھریون مین بشکل نون خمیدہ و پابستہ ہو سوتے ہین، قصہ کوتاہ چھہ مہینے تک
اِس اطراف کے لوگ از صبح تا شام سر سے پیر تک پشمین کپڑے
پہنے یا کنبل اوڑھے اپنے اپنے کاروبار کیا کرتے ہین، دیوچہ یا جونک کی اِس
نواح مین بڑی افراط و کثرت ہی اکثر ٹڈّی کی طرح اُڑ کر آدمیون اور چارپایون کے
بدن مین چمٹ جاتی ہی جسّے وے نہایت اذیت پاتے ہین، اجگر اور بڑے
بڑے موذی سانپ و بچھو بھی اُس اطراف مین بہت ہین جنکے ڈنک مین ایسا
زہر بھرا ہوا ہی کہ کوئی جاندار اُن کا ڈسا ہوا جانبر نہین ہوتا، حاصل کلام جب
سلطان خالی مقام بنگال کے رستے ہو کر وہان کی سرحد مین جا پہنچا اور اُس
خارستان رن مندل نام کے دروازے کے اِس طرف بادشاہی ڈیرے
کھڑے ہو گئے اُسکے دوسرے دن دونون سپہسالارون نے بموجب حکم عالی
افواج معیت اُسی دروازے پر جس کے آگے اُن گمراہون نے گہری
کھائی کھود کر دیوار اُٹھائی تھی تاخت کر لڑائی شروع کر دی لیکن اکثر
غازیون کو کافرون نے زخمی او قتل کیا، غب تو ادھر شاہ دین پناہ نے معہ لشکر

ظفر پیکر راہ دشوار گذار سے جانب ضلالت شعاروں کو جہنّم واصل
کیا، اور اُدھر مشیر الملک کی سرکردگی میں فرنگستانی فوجوں اور نواب مغفور کے
خاص پروردہ چیلوں کے رسالوں نے (جنھیں اُس مرحوم نے اسد اللّٰہی کا لقب
دیا تھا) کفّار فجّار کو نیزہ و تلوار کا لقمہ بنا ڈالا، جلودار پیدلوں نے بڑی جرأت
سے کتنے اہل عناد کو مارے بھالے برچھی کے فی النّار والسّقر اور ہزاروں
اشقیا کو اسیر کرلیا، جب بتائید الٰہی اعدائے دولت قرار واقعی مغلوب و مقہور
ہو چکے سلطان نے وہاں سے کوچ کر سواد ہلکلی بارہ میں جا مقام کیا، افواج شاہی نے
خوشحال پور پر تاخت و تاراج کر بہت سے شقاوت نہادوں کو زن و بچّے سمیت
پکڑ لیا، اور حضور سے چار رسالے اسباب جنگ اور رسد لیکر ظفر آباد کے
قلعے کو بھیجے گئے، بعد اس کے خود بدولت و اقبال نے شہر محرّم الحرام کی
پندرھوین گیارہ سو ننانوے میں اُس رستے جسّے امرا اور خوانین نے حسب
الحکم آگے جاکر ہر روز قریب دو کوس کے اُس کا جھاڑ جنگل کٹوا جلا تھوڑے ہی
عرصے میں وہان کے صحرا نشینوں کا قافیۂ وقت تنگ کر دیا تھا، کوچ کیا، اور
اِس مابین میں پیدلوں نے دشمنوں کا مقابلہ کر دو تین ہزار کو کشتہ و خستہ کر گرایا اور
کئی منزل آگے بڑھ کر قلعے کے پورب طرف آ خیمے و خرگاہ برپا کروائے، جب
کفّار ناہنجار لشکر اسلام کے ہاتھ سے عاجز آئے مقابلے و محاربے سے منھ موڑ پہاڑ
کے بیچ پہاڑ اور گھنے جنگل میں چلے گئے، سلطان نے بھاڑ سے فوج کفّار کی گوشمالی
اور اُس دیار کی تسخیر کے واسطے تعینات کیا، چنانچہ مشیر الملک تو کوہ الایچی
کے متمرّدوں کی آتش فتنہ کے بجھانے کو گرم عنان ہوا اور فوج شرقی
دوسری افواج سمیت حسن علی خان بخشی کے ہمراہ عقرب نار وغیرہ کی
جانب روانہ ہوئی، میر محمد محمود بہادر اور امام علی خان بخاری وغیرہ تھل کاویری

اور خوشحال پور کی طرف گیے ۔ سلطان خود آپ دو تین مہینے وہین رہا اور
بخشی مذکور نے اہل بغاوت پر تاخت کر آٹھ ہزار مرد و زن گرفتار کر لیے
شبر لالی بھی اُس پہاڑ کے قرب و جوار سے بکری بھیڑ کی طرح پہاڑی
لوگون کا ایک گلہ ہنوز کے حضور مین روانہ ہوا ۔ اسکے بعد سلطان آگے
بڑھکر دکھن طرف تعل کاویری پہاڑ کے جس پر کاویری ندی کا چشمہ یا سوتا ہی
علم ظفر پرچم قایم کر متمردون کی تنبیہ کے لیے اپنی افواج قاہرہ کو آگے روانہ کیا ۔
سرداران تہور دستگاہ ہر ایک طرف سے تاخت کر بڑی تگ و دو سے ایک
انبوہ عظیم اُس قوم سے جس کی بیخکنی مدّ نظر تھی پکڑ لائے ۔ سات مہینے اور کئی
دن کے عرصے مین اسّی ہزار آدمی زن و بچہ سمیت اسیر کیے گیے اور اُنکے
سردار بھی الایچی پہاڑ پر شبر لالی کے ہاتھ دستگیر ہوے باقی سرکش
مطیع و حلقہ بگوش بنے ۔ سلطان عالی شان وہان کے نظم و نسق اور لکڑ کوٹ
نامے جو بون کے کئی چھوٹے چھوٹے قلعون کی طیاری کے بعد محظوظ و مسرور
سراپور کے رستے مظفر و منصور دار السّلطنت کو پھرا ۔ مموتی نایر کارکن تھوڑے
ہی دنون مین اس جہان سے گذر گیا اور رنگا نایر سلطان دین پناہ کے ہاتھ
سے دولت اسلام حاصل کر شیخ احمد نام رکھا گیا اور سپہسالاری کا مرتبہ
پا کے معزز ہوا ۔ کنبا نور کی بلیار انی جو ماپلہ کے قوم سے تھی کاویری سرحد تک آئی اور
حضور مین باریاب ہو پیشکش دو سالہ نذرانے کے روپیے اور کئی ہاتھی گھوڑے
اور اور تحایف درپیش کر خلعت شاہی پا کے خوشی خوشی رخصت ہوئی
جب سلطان اپنے دار السّلطنت مین پہنچا تو اُسنے اہل کورگ کے سب
اسیرون سے جن کو مسلمان بنا کے احمدی لقب دیا تھا رسالے کھڑے کر
قدیمی رسالداردن کو اُنکے تعلیم کرنے کے لیے مقرر کیا چنانچہ اُن سردارون نے

تھوڑے ہی دنون مین انھین تربیت کر لڑائی کے قواعد سکھلا طیار کیا، انھین دنون مین حضور والا سے سلطانی فوج اور اسد اللّٰہی و احمدی لشکر کے سردارون کو طلائی اور جڑاؤ پدک مرحمت ہوئے، پر شاکین اُن لوگون کی بھری کپڑے کی قسم کی تھین جو ایک نئی طرز سے بنوائے گئے تھے، اسی ایام مین شہر کورگ کے بسانے کے واسطے ملازمون مین سے چھ سات ہزار آدمی اشراف شیخ و سید کی قوم کے چن کر اُس طرف روانہ کیے گئے،

چڑھائی کرنا نواب حیدر آباد اور مرھٹون کا واسطے مسخر کرنے ممالک خداداد کے لیے لینا اُن لوگونکا اُس اطراف کے کئی قلعون کو روانہ ہونا سلطان عالیشان کا دھونی ہوئے دشمنون کے دفع کرنے کو اور رفتہ ہوجانا اس کا سن گیارہ سو نا نوے ہجری مین،

جب نانا پھڑنویس نواب نظام علی خان بہادر کے ساتھ ملکر افواج متفرقہ کو اکٹھا کرنے لگا اور تھوڑے ہی دنون مین پونان کے سب امیر سپاہ لے لے آملے تب نظام علی خان معہ مشیر الملک اور سیف جنگ و تیغ جنگ وغیرہ کے چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیدل ہمراہ لے حیدر آباد سے بادامی قلعے کی جانب جو سلطانی سرحد تھی روانہ ہوا اور پیچھے سے نانا پھڑنویس بھی اسی ہزار سوار چالیس ہزار پیادہ پچاس ضرب توپونکے ساتھ وہین جا پہنچا، اور ان دونون امیرون نے آپسمین اتفاق کر اُس اطراف کے قلعون کے تسخیر کرنے کی تدبیر کی اور بادامی گڑھ کو جس کا قلعدار ایک مرد بہادر تھا گھیر لیا سپاہی اُن کے قلعہ توڑنے کے لئے مورچے باندھنے لگے آخر بعد کام آنے ہزارون جوان پختہ کار کے نو مہینے مین

اُن لوگون نے قلعہ مفتوح کیا، بعد اس کے رسد اور اور جنگی اسباب جمع کرنے کی نیت سے وہین مقام کر کے اپنے اسیرون کو اور اور قلعون کے مسخّر کرنے اور قصبون کے لینے کے واسطے ہر ایک اطراف مین بھیجا چنانچہ انھون نے دھارواڑ اور جالی ہال کے قلعدار حیدر بخش نام کو تیس ہزار روپیہ کی طمع دیکر انھین لے لیا اور یہ بے وفا غدار قلعدار اپنے مال اسباب سمیت پونا کو چلا گیا علاوہ اس کے اور نمک حرام قلعدارون نے بڑے منصب کی اُمید اور تھوڑے نقد روپیہ کی طمع پر قلعہ کپچن گڑھ و لکندر کو نذر اور تب بھدرا ندی کے اُس پار کی ساری سرزمینین بھی اُنھین حوالے کر دین اور اُس نواح کے راجے رجواڑے بھی جیسے راجا سرہٹی، ڈمل، کنک گیری، آنی کنڈی سب کے سب اُن سے مل گئے، جب جاسوسون نے یہ حقیقت حضور مین عرض کی اور ارکین سلطنت و اُمرائے دولت بھی دشمنون کے دفع کرنے پر باعث ہوئے تب سلطان عالی جاہ نے سپاہ و آلات جنگ کی طیّاری کا حکم دیکر سن مذکور کے شعبان کی چھٹی کو لشکر جرّار اور توپ خانۂ بیشمار سمیت دارالسّلطنت سے بنگلور کی جانب کوچ کیا، جب اُس مقام مین جا پہنچا تو اُس اطراف کے راجاؤن کے حاضر ہونے کا (اِس شرط پر کہ جبتک اِن دشمنون کے ساتھ لڑائی رہے وے اسباب جنگ اور رسد کی سربراہی کیا کرین اور سرکار سے اِس ایّام کا زرِ پیشکش و نذرانہ اُن پر معاف کیا جائیگا) حکم دیا چنانچہ راے درگ، چیتل درگ، ہرپن ہلّی وغیرہ کے راجا اچّھی اچّھی جمعیتون سے آ حاضر ہوئے، القصّہ سلطان والاشان شب قدر کے بعد بالکل لشکریون کی تقسیم تنخواہ سے فراغت کر اور ساز و سامان لشکر وغیرہ پورنیا دیوان کی حفاظت مین سپرد فرما جریدہ وہان سے ایلغارون آگے کو روانہ اور کنگلی کے سواد مین پہنچکر ایک رات

وہان شہر صبح ہوتے ہی ادھونی کے پہاڑون کے متصل لشکر کے ہراول تک
جا پہنچا وہان کے حاکم نے کہ نواب مہابت جنگ بیٹا نواب بسالت جنگ داماد
نواب نظام علی خان کا تھا جب لشکر ظفر پیکر کے متصل آنے کی خبر سنی خوف
زدہ ہوا اپنے دیوان اسد علی خان کو پیام صلح پہنچانے کے بہانے حضور والا مین
روانہ کیا اور خود اسی فرصت مین اپنی چیز بست معہ زنانہ پہاڑ پر بھیج دیا،
یہان سفیر نے جب ملازمت حاصل کر کے پیغام گزارش کیا سلطان
نے اُسکے جواب مین یہہ فرمایا کہ تم لوگون سے ہمین کچھ دشمنی نہین مگر چونکہ
نواب نظام علی خان نے بے وجہ ہم سے چھیڑ شروع اور مرہٹون سے میل
کر کے اس سرکار کی بربادی کی فکر کی ہی، دین اسلام کا کچھ بھی پاس نکیا جو
اس سلطنت کے اعداے قدیم ہے سازش کر یہان تک نوبت پہنچائی ہی کہ
بت پرستون نے مسجدون اور اہل اسلام کے گھرون مین آگ لگا لوٹ پاٹ
مچا ملک خداداد مین فتنہ و فساد اُٹھا رکھا ہی مقتضاے دینداری یہی ہی کہ ہم
سب باہم متفق ہو کر پونان پر چڑھائی کرنے کی طیّاری کرین اور مذہب و ملّت
کی پشتی، خدا کی رضامندی، خلق اللہ کی رفاہیت کے لئے جہاد پر کمر باندھین،
خیر حاکم مذکور جب اس صلاح کو عمل مین لانے سے متعد جنگ ہوا لاچار سلطان
نے ہیبت سلطنت کی رعایت اور اعادی کی عبرت کے واسطے اُس کے
دوسرے دن ایک حکم صادر فرمایا کہ لشکر کے سردارون نے اُس شہر پر
تاخت کر اُسے ویران و بے چراغ کر ڈالا، جب وہان کے حاکم نے میل و ملاپ کی
راہ اختیار نہ کی طرفین سے لڑائی ٹھن گئی اور غازیان لشکر فیروزی اثر داروغہٗ
آتشخانہ سمیت اُس حصار فلک اساس کے مسخر کرنے کے ارادے کوچ
کر چارون طرف سے اُس کو گھیر توپین مارنے مین مشغول ہوے، سلطان

دین پناہ کو ہرگز اس طرح سے اُس قلعے کے لینے کا خیال نہ تھا بلکہ اُس نے
اپنی نیک نہادی سے یہہ سمجھا تھا کہ چونکہ صوبہ نواب نظام الدولہ کی اُس قلعے مین
ہی وہ محاصرے کی خبر سنتے ہی ننگ و حمیت کی جہت سے البتّہ صلح کر لیگا،
جب کہ یہہ بات وقوع مین نہ آئی تب سلطان نے حصار کے محاصرہ کر لینے کا حکم
دیا جسوقت فوج سلطانی صبح کے وقت ہلا کر شادیانے مارتی ہوئی قلعے کے دروازے
تک جا پہنچی بہادرون نے دیکھا کہ قلعے کا دروازہ کھلا ہی اور قلعہ والون پر رعب و
دہشت مستولی، یہہ حال دیکھکر بعضے امیرون نے حضور مین عرض کیا کہ قلعہ
لے لینیکا یہی وقت ہی اگر حکم ہو تو قلعے مین دخل کر مہابت جنگ کو حضور مین حاضر
کرین اسی طرح رستم جنگ اور موشیر لالی فرانسیس بھی کئی بار عرض پرداز
ہوئے، سلطان رحیم دل نے فرمایا زنہار ایسا نکرنا، اللہ چاہے تو آپ ہی کل
پرسون تک کلید فتح دستیاب ہو جائیگی، راقم حروف بھی اس واقعے مین حاضر تھا، اور
مشاہدہ کیا کہ اُسی دن بعد دوپہر کے حاکم محصور نے قلعے مین جنگ و مدافعہ عظیم کا
حکم کیا، اُسوقت اُسکے حشم و خدم کہ سات ہزار جوان تھے قلعداری کی اہتمام
اپنے ذمّے لے سلطانی سپاہ ان کے حملون کے دفع کرنے مین متوجہ
ہوئے، ناظم حیدرآباد نے جونہین اِس سرگذشت کی خبر پائی بہت گھبرا کر حاکم
پونان کو بھی اِس کی اطّلاع دی اور اپنے امیرون سے بھی اِس امر کی تدبیر پوچھی،
اُن مین سے بعض دانشمندون نے التماس کیا کہ جب بادامی گڑھ کا قلعہ جو ایسا
سخت و مستحکم تھا نو مہینے کے تردد و جانفشانی کے بعد ہاتھ لگا، سو بھی بطور
مصالحہ کے اور برس دن تک نظم و نسق اُس کا جیسا کہ چاہیے کسی طرح
عمل مین نہ آیا، اِس لڑائی کا انجام کار تو ظاہر ہی ہی کیونکہ جب سلطانی
سپاہ اپنے آقا کی غیبت مین لڑائی بھڑائی مین کوتاہی نہین کرتی تھی تو روبرو اُسکے

کیا کیا جانفشانیان عمل مین نا آئینگی، اس صورت مین آپ دونون صاحبون کے
حق مین بہتر یہی ہی کہ اپنے چند سردارونکو بھاری جمعیت کے ساتھ حدود
سلطانی کے ویران و خراب کرنے کے واسطے تعینات کر خود اپنے دارالحکومت
کو سدھارین، چنانچہ یہہ تدبیر اُن دونون کو پسند آئی، تب ناظم حیدرآباد نے
مشیر الملک اور تیغ جنگ و سیف جنگ کو فوج سنگین سے ادھونی کی
جانب کمک کے لیے مقرر کیا، پونان کے حاکم نے جسونت راو ہلکر اور
پرسرام ناظم مرج اور ہری پنت وغیرہ کو تمامی سوار و پیدل اور
توپ خانہ سمیت سپہداران حیدرآباد کی مدد اور ممالک سلطانی کے تاراج کے
واسطے حکم دے کر خود دے دونون امیر جلیل القدر بیماری کے عذر سے
اپنے اپنے دارالامارت کو پھر گئے، سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی قلعہ ادھونی کے
مسخر کرنے کی تاکید کی اگرچہ سرلشکران سلطانی نے بیس دن تک قلعہ سر
کرنے اور اُس کی فصیل کے توڑنے مین بہترا ہر پٹکا لیکن کچھ نہوسکا، کیونکہ یہہ قلعہ
بادشاہ عادل شاہ کا بنایا ہوا ایسا حصین و متین تھا کہ بڑی بڑی توپون کی مار سے بھی
اُسمین کچھ خلل نہ آیا، آخر کار بموجب حکم عالی کے اِدھر تو بہادران رستم توان
بسالت جنگ کے مقبرے کی طرف سے، اور سید صاحب و قطب الدین خان بہادر
اور دولت رای تہبال دروازے کی جانب سے، اور اُس طرف مشیر الالی
و امام خان اسپہدار پہاڑ پر سے ہتا کر چڑھ گئے، اِدھر حسین خان اور محمد حلیم نے
سیڑھیان بنا قلعے کی تسخیر کا قصد کیا اہل حصار نے اُن لوگون کے حملون کو
تال بہتون کو تہ تیغ کیا، وجہ اِس کی یہہ ہوئی کہ اِن کی سیڑھیان قلعے کی بلندی
تک نہ پہنچ سکین اگرچہ بہادرون نے اُنھین نردبانون پر چڑھ رسیون کے
سہارے سے کنگرہ حصار تک پہنچے تب بھی فتحیاب نہوئے اس رو داد سے

خاطر ہمایون پر ملال گذرا بہرصورت کئی دن صبح سے شام تک سلطانی سپاہیون کا
سوا ے پیکار و کارزار کے اور کچھ کام نتہا ہر گھڑی جنگ و حرب کا سامہنا تھا
آخر جب یہے لوگ بڑی بڑی مضبوط سیڑھیان طیار کر معہ طناب و کمند تاخت کرنے
پر آمادہ ہوے تو شیر جنگ اور سیف جنگ مرہٹون کے لشکر سمیت
اُس قلعہ دار کی اعانت کو آپہنچے ؛ سلطان یہہ خبر سنتے ہی فوراً وہان سے
نگر کے بہاڑ دن مین آ اُس کے ہر چہار طرف ہراول بھیج لڑنے کے
تدبیر مین مصروف ہوا ؛ اتفاقاً دو دن بعد سلطان اور مرہٹون کے طلایہ
دارون مین بڑا محاربہ واقع ہوا اور بخشی حیدر حسین سلحدار جو خودرائی
اور نا آزمودہ کاری کی راہ سے غازیخان کے سات ہزار سوار ہمراہ لے
مرہٹون کے دس ہزار سوارون پر چڑھ دوڑا تھا اس بھاری جماو کے
مقابلے کی تاب نلا کر اُسنے ہزیمت اُٹھائی لیکن غازیخان اپنے اُنہین غازیون کو
جو موجود تھے ساتھ لیئے بڑی جرأت اور دلیری سے دو ساعت تک تو کھیت
سنبھالے رہا ؛ آخر جب کئی زخم کاری اُسے لگے تب رن سے پھرا ؛ دشمن کی
طرف کے لوگ پیچھا کر اُسکے ساتھ کے کتنے آدمیون کو مار کھپایا دو سو گھوڑے
سوار سمیت پکڑ لیگئے ؛ قادر خان کابلی رسالدار کافرون کا یہہ دستبرد دیکھ اپنے
جوانون کو لیکر اُنپر چڑھ دوڑا چنانچہ اُن ظالمون کے ہاتھ سے اپنے رسالے
کے تو ستّر سوار چھڑا اور ساتھ ہی اُسکے پچاس سوار اعدا کے پکڑ حضور
مین لایا ؛ اور ولی محمد اور ساہو چودھری بھی اسی دار و گیر مین دو ہاتھی آٹھ
اُونٹ بھرے ہوئے خزانے سے اور پچاس گھوڑے نواب موصوف کے
لشکر سے لوٹ لائے ؛ سلطان اس حال سے واقف ہو اپنی ساری فوج ہمراہ
لے جنگ کا نقارہ بجوا الغارون وہان جا پہنچا اور ایسی آتشباری عمل مین آئی کہ

غنیم کے طلایہ دار دہشت کے مارے نامردی کی راہ سے اپنی لشکر گاہ میں جا چھپے، الغرض حریف کی دونوں فوج شکست کھا در میان حصار کے قلعہ بند ہوئی اور پھر کسی رنے میدان کی طرف رخ نکیا، تب سلطان اعداء کے مقابلے کو دو پلٹن یہاں رکھ اپنی لشکر گاہ کی جانب پھر آیا اُسکے دوسرے دن جاسوس وہاں سے خبر لائے کہ شیر وغیرہ حاکم کو مع زنانہ اور لوازمۂ ضروری لے رائے پور کے قلعے میں لے گئے، اس کیفیت کے سنتے ہی شاہ گیتی پناہ نے میر صادق کو بڑی جمعیت کے ساتھ اُس قلعے کے مسخر کرنے کو روانہ کیا، چنانچہ اُسنے وہاں پہنچکر قلعے کو تسخیر اور ناظم کی خاص حویلی کو ضبط کرکے نواب بسالت جنگ مرحوم کے سلاح خانہ و کتاب خانہ وغیرہ کارخانوں کا مالکل اسباب ریاست توشکخانۂ سلطانی میں روانہ کیا، بعد اسکے اُس قلعے اور پہاڑوں کے پائین کا حصار توڑ کر قطب الدّین خان اور دولت رائے کو اُس صوبے کی سرداری پر قائم کیا،

متوجّہ ہونا موکب سلطانی کا مرھٹوں کی تنبیہ کے لئے جو تب بھدرا ندّی کے اُس طرف ھنگامہ مچا رہے تھے، اور مفتوح ہونا کنچن گرھ کا اور دریا پار ہونا سپاہ نصرت پناہ کا اور مقابلہ کرنا اعدای بدخواہ کا،

جب ادھونی کی تسخیر سے فراغت حاصل ہوئی تو سلطان دین پناہ نے مرھٹوں کی تادیب کے قصد پر کنچن گرھ کے رستے کوچ کیا اور کتنے سوار اُس زن حاکمہ کے گرفتار کر لانے کو جو اپنے شوہر کے بعد مسند حکومت پر بیٹھی تھی تعین کیے، لیکن وہ ہشیار عورت اس کیفیت سے خبر دار ہو بہت سے جواہرات

کیا، ادھر دوسرے دن سلطان فوج سمیت ندی پار ہو خیمہ کیا بسبب توقف ایک
مہینے کے جو مورچہ بندی مین بسر ہوا اعدا لشکر و توپخانہ لے بقصد مقابلہ چار فرسنگ
پر آ پڑے تب سلطان عالیشان کل سوار و پیدل اور توپخانہ ہمراہ لے اُنکے مقابلے
کو دو فرسنگ آگے بڑھا اور جب حریف نے وہان آکر صف آرائی کی تب
لشکر سلطانی کے سردارون نے ادھر تو نشیب زمینون مین تفنگچیون کو
گھات مین بٹھلا توپین چن طیار کر رکھین اور سواری سلطان دین پناہ کی با تجمل
و شان مع سواران شجاعت نشان کے ایک زمین بلند پر کھڑی تھی اور غازیخان
ولی محمد خان کابلی ابراہیم خان اور کتنے اور سپہسالار حسب الارشاد لشکر
اعدا پر چڑھ دوڑے اور جب وے ان سے مقابل ہوئے تو غازیخان وغیرہ کے سوار
فریب کی راہ سے بھاگ غنیم کو اپنے پیچھے توپخانے تک لگا لائے، تب تو
سامھنے سے گھات والے جوانون نے روبرو آکر توپ و تفنگ کی مار سے
اُن کے منہہ پھیر دیئے اور پیچھے سے سوار بھی آ پڑے جنھون نے قرار
واقعی مردمی و مردانگی کی داد دین اور اسی ہنگامۂ قتال وجدال مین آتش دست
باندارون نے بانون کے مارے دشمن کی جمعیت مین ہلچل ڈال دی چنانچہ
اُن کے سردارون نے مع لشکر فرار کا رستہ پکڑا، سلطانی بہادرون نے
دو فرسنگ تک تعاقب کر کے اکثرون کو قتل اور گرفتار کیا، جب اعدای
دولت اس طرح مغلوب و مقہور ہو چکے تو فوج سلطانی نے بفتح و نصرت وہان سے
آگے کو کوچ کر ایک بڑے میدان مین پہنچ مقام کیا، اُس دن لشکر کی منزل کا نقشہ
یہہ تھا کہ خاص خیمۂ سلطانی کے چارون طرف تو پلٹنون نے مع توپون کے قلعہ بندی
کی تھی، داہنے سوارون کے دستے، بائین سلحدار، ہراول پردے کے آس پاس
اسد اللّٰہی اور احمدی رسالہ، اور پیٹھون کی پلٹنین چنداول مین احشام دکند اجادی

فوج اور بھیر و بنگاہ کے لوگ، علاوہ اسکے راجاؤن کے پیادے و سوار، اور آگے
ایک فرسنگ کے فاصلے پر غارتگر سوار بطور ہراول کے، غنیم بھی اپنی سپاہ صبح
سجا لڑنے کے ارادے کشتنا کی ندّی کنارے آ اترا، تب سلطان نے شکے وقت
اپنی فوجین آراستہ کر شیخ امام شیخ عمر و امام خان سپہدارونکو سامان جنگ و توپ
اور بہت سے بان دارون کے ساتھ، اور حسین علی خان و مہامرزا خان کی سرداری
مین غازی خان کو دو ہزار سوار خونخوار ہمعیت حریف کے لشکر مین شبخون
مارنے کے لئے روانہ کیا، جب یہ سب سپہدار اور بخشی تین پہر رات
کے وقت غنیم کے طلائے تک پہنچے تو شیخ عمر نے جو اُن سبھون سے آگے تھا
کتنی جگہون مین جلتی آگ دیکھ کے گمان کیا کہ یہین اعدا کا لشکر پڑا ہی چنانچہ
اُس نے اسی خیال پر بے کہے اُن سرداروں کے توپ اور کتنے بان بھی
داغے جس سے حریف کی سپاہ آگاہ ہو گئی اکثرون نے تو اپنی راہ لی،
اور بعضون نے حملہ کیا تب باقی سپہدارون نے ترنت آکر حضور مین یہ حقیقت
عرض کی، سلطان نے یہ خبر سن نہایت برہم ہو شیخ عمر کو برطرف اور اُس کی
فوج فاضل خان رسالدار کے حوالے کر آپ اُس کی صبح کو بالانام ندّی کے
کنارے نزول کیا، وہان حریف نے بھی فوج ظفر موج کے آمنے سامنے تین فرسنگ
پر ڈیرا ڈالا، دوسرے دن رات کے وقت حضور سے امام خان، فاضل خان،
مہر محمود سپہدار ساز و اسباب جنگ لے کر دس ہزار سوار اور ایک ہزار
باندار ہمعیت قادر خان اور غازی خان کی سرداری مین لشکر غنیم کے تاخت
تاراج کے لئے رخصت ہوئے چنانچہ یہ ذی ہوش سپہدار اپنے اپنے
سپاہیون کو کنبل اڑھا سب کے سب لشکر غنیم کے عقب جا پڑے اور جب
اُنکے طلایہ دارون نے انھین روکا تب ان لوگون نے مرھٹی بولی مین اپنے تئین

لشکر مغل کے مددگاروں سے ظاہر کیا اور اس فریب سے اُس فوج مین گھس
جنگ وکارزار کا بازار گرم کردیا، تب تو حریف کے سردار مغلوب ہو خالی ہاتھ
بے زین و ہتھیار گھوڑون پر سوار ہو اپنے توپخانے کی طرف فراری ہوئے اور
سپہسالاران منصور بہت سی غنیمت، نقد و جنس اور تمام آلات جنگ
تو پرہ ہزار سواری کے گھوڑے اور اکثر جو دو لڑکے کو اُن کافرون کے اسیری مین لیکر
باریاب حضور ہوئے اور پدک ہائے الماس، ہار مروارید، جڑاؤ کڑے اُنھین
انعام ملے، بعد اس کے سلطان نامدار نے اُن اسیر عورتون کو پیش قیمتی
خلعتین دے، پالکیون پر سوار کروا بعزت تمام سوارون اور بان دارون کے
ہمراہ غنیم کے لشکر مین روانہ کر دیا اور خفیہ اُنھین کے ساتھ بڑے بڑے
چار ہاتھی اور سات گھوڑے مع زین مرصع اور بہت سے جواہر و نقد روپیہ
ہری پندت ورا ستیا اور ماد ھو مایتی کے واسطے بھیج کر اُن کو اپنا خزہ و مطیع
بنایا چنانچہ اُنھون نے وہان سے آگے کوچ کر سرہتی مین جا مقام کیا،

پیچھے ہٹ آنا سلطان کا واسطے مصلحت کے اور تعاقب کرنے غنیم
کے، پہنچنا سلطانی سپہسالار کا معہ سپاہ نصرت پناہ کے، رسد
لیکر آنا بدر الزمان خان فوجدار نگر کا، مستعد ہونا شانورو
بھاگ جانا نواب حکیم خان کا اور لشکر کفر و اسلام مین جنگ واقع ہونا،

جب سلطان نے اُس شبخون کے بعد دوسری شب کوچ کر کے اُس مقام
مین جہان بالا نام ندی، تب بھدرا سے آملی ہی پہنچ کر مقام کیا ادونی
کی طرف سے ایک سپہدار سلطانی اپنی فوج سمیت حضور مین آ پہنچا اور
بدر الزمان خان بھی بہت سی رسد کے ساتھ نگر سے آ کر شرف اندوز ہوا

اور بعد اسکے الغارون دشمن کا تعاقب کر کے فوج نصرت موج کی پیچھے دو فرسنگ کے فاصلے پر ڈیرا کیا تب دونون لشکر کے نیاقد ار ایک دوسرے کے حملون کو ٹالتے رہے، اب سلطان نے یہ تدبیر کی کر اپنے سپاہیون کو دو دو نون وقت صبح و شام قواعد سپہگری کی مشق کے لئے برای نام میدان مین جانے ورزش کرنے اور بندوق چھوڑنے کا حکم دیا چنانچہ کئی دن بھور سے پہر دن چڑھے اور سہ پہر سے گھڑی بھر رات تک اُن کا یہی کام تھا اور اسی عرصے مین اُس نے میر معین الدین کو دو پلٹن، پانچ توپ اور فرانسیس کا رسالہ ساتھ دے حریف کے میمنہ کی جانب روانہ کیا اور برہان الدین کو تین پلٹن چھ توپ جمعیت میسرہ کی طرف بھیجا، اور آپ دس پلٹن اور خاص سوارون پیدلون سے دشمن کے قلب کی فوج توڑنے کے قصد پر آگے بڑھا، چون اُس رات کو تاریکی شدت سے تھی، بڑی زحمت سے راہ کٹی، لیکن برہان الدین نے پہنچتے ہی سب پر پیشدستی کر کے بڑی شدت اور راستیا کی فوجون پر ہنگامہ قیامت مچا دیا، اُدھر سے میر معین الدین بھی بڑی توپین پیچھے چھوڑ فرانسیس کی دس توپ ہمراہ لے لشکر سے پہلے الغارون بلا کی طرح اُن اجل گرفتون پر ٹوٹ پڑا اُسیوقت سلطان بھی حریف کے قلب پر بروقت چڑھ آیا، تب تو اعدا کو اُس میدان مین ٹھہرنا دشوار ہوا، سردار اُن کے جو دلیر و اِس سرکار کے خیر خواہ تھے اُس جمعیت سے چھوٹ نکلے، نواب نظام علی خان کی فوج مین بھگیڑ مچ گئی، مال اسباب اُن کا غازیون کے گھوڑون کے سمون تلے پامال ہوا باقی مرہٹے سردار گھوڑون پر سوار ہو نکل بھاگے، لشکر کا سامان مال اموال خیمہ نشان، ہاتھی گھوڑے اونٹ سب کا سب ملازمان سلطانی کے ہاتھ لگا، پھر دو ساعت کے عرصے مین اعدا نے

باہم مجتمع ہو ایک فرسنگ کے فاصلے سے اِس طرح توپین سامھنے جما رکھین اُڑ ائین کہ اُسنے اکثر مظفّر بہادرون کو نہایت ضرر پہنچا، فرمان سلطانی غنیم کی ایسی دلیری و جرأت کے دفع کرنے کو صادر ہوا چنانچہ حسب الحکم والا سیّد حمید، شیخ انصر، احمد بیگ اور دوسرے سپہسالار مع شیرہ ملی کی فوج جمیعت غنیم کے توپ خانے پر چڑھ دوڑے، اتفاقاً اثنائے راہ مین اِنھون سے اور دشمن کے سپاہیون سے جو ایک سوکھے تالاب کے درمیان چھپے ہوئے غازیان نصرت سند پر دھاوا مارنے کی تاک مین لگ رہے تھے مقابلہ ہو گیا تب تو اُن شجاعت نشان سپہسالارون اور فرانسیس نے بندوقین طیّار کر ایسی شلکّین مارین کہ اعدا کے سپاہی جو ازدہام کے سبب سے بھاگ نسکے مارے گولیون اور تیر و سنان کے اُنکے سینے چھلنی بن گئے، دو نامور سردار مارے پڑے اور باقی اپنے مال سے دست بردار ہو اُس معرکے سے نکل بھاگے، حاصل کلام بات کی بات مین حریف کی جانب کے سات ہزار جوان کھیت آئے اور جو بچے وے وہان سے پچھلے قدم ہٹے، سلطان نصرت رکاب غنیمت کا اسباب ہمراہ لے شادیانے بجواتا سرا پردۂ خاص مین آداخل اور دوسرے دن یہان سے شانور کی جانب روانہ ہوا،

پوشیدہ نرہے کہ نواب عبد الحکیم خان شانور کا ناظم جو بعد رحلت نواب مغفور کے خواہی نخواہی سلطان سے بیر بڑھا مرہٹون کے ساتھ جا ملا تھا اب جو اُسنے بادشاہ کو اپنی طرف آتے دیکھا ڈرتے کانپتے آپ تو راتون رات وہان سے بھاگ غنیم کے لشکر مین جا داخل ہوا اور اپنے بیٹے نواب عبد النجیر خان کو شہر مین چھوڑ گیا، جب سلطان عالیشان نے یہ ماجرا سن تعجّب کیا اور رات کے وقت سیّد حمید، سیّد غفّار وغیرہ سپہداروں کو تو شہر کے ضبط کر لینے کے

واسطے روانہ فرمایا اور آپ شہر کے حوالی مین آ کر کے میر صادق کو مہدی خان بخشی کے ہمراہ بھیجکر اِس بات کی تاکید کی کہ تم بالکل اماس و اسباب امارت جو اگلے خوانین جمع کر چھوڑ گئے ہین حضور مین روانہ کرنا چنانچہ اُن لوگون نے جو کچھ نقد و جنس وہان پایا بموجب حکم حضور مین حاضر کیا، چنانچہ سب اسباب بعد ملاحظے کے توشکخانے مین داخل ہوا، توپین وغیرہ توپ خانے مین رکھوائی گئین، نواب عبد الحکیم خان باریاب ہو کر سرفراز ہوا، سلطان نے اُس سے پوچھا کہ تمھارے باپ نے یہ کیا کیا، اپنا شہر کیون چھوڑ دیا، ہم سے سوائے پاسداری و رعایت کے اُن کے حق مین کچھ ایسا برا سلوک بھی تو واقع نہین ہوا، یہ کیسی خویشی و قرابت تھی کہ تم ہمارے اعدا کے ساتھ مل کر ہم سے یون پھر گئے، وہ اِس کے جواب مین عرض پرداز ہوا واقعی یہ تو اُن سے نادانی کی حرکت وقوع مین آئی پر بندے کو مطلق اِس کا علم نتھا نہین تو بیشک اُنھین منع کرتا، سلطان نے بعد اِس گفتگو کے اُس کو اپنے خاص خیمے کے پاس جگہ دے نظربند رکھا،

زچ ہو جانا اعدا کا سپاہ منصور کے ہاتھ سے صلح قرار پانا فریقین متخاصم مین راجاؤن کے تعلقون کا بند و بست معہ بعض کیفیتون کے جو سن بارہ سی مین واقع ہوئین،

سلطان نے بعد بند و بست شانور کے جوہن گڑھ کی نواح مین آ کر نزول فرمایا اور عشرۂ محرم تک وہین توقف کیا بعد اِس کے اپنے تمام لشکر کو چار حصّے کیا ہر حصّے مین پیدل، پچیس ہزار سوار چودہ ہزار توپ پندرہ ضرب تھی، ایک کا

سپہسالار میر معین الدین دوسرے کا برہان الدین، تیسرے کا مہا مرزا خان
چوتھے کا حسین علی خان میر بخشی کو مقرر کر یہہ حکم دیا کہ تم یہان سے دو کوس
دور جا کر ڈیرے کرو چنانچہ وے تو اُدھر موافق ارشاد عالی کے ایک میدان
پکڑ ضروریات جنگ کی طیاری مین مصروف ہوئے اور اِدھر سلطان خود بدولت
و اقبال پیدلون کی دس پلٹن، اور اسد اللہی و احمدی کی تیس پلٹن، سوارون
کا آٹھ دستہ اور تین رسالہ و چار ہزار پنڈارے دس ہزار پیادہ ہائے
احشام سمیت اُسی مقام مین قایم رہا اور افواہ یہہ ہوئی کہ ایک
سپہسالار تو حیدرآباد کے تسخیر کرنے، دوسرا پونان کے لینے، تیسرا
راے چور اور کوتور وغیرہ کے تصرف مین لانے، چوتھا راجاؤن وغیرہ کے
قلعے تعلقے ضبط کر لینے کو بھیجا گیا ہی، اور یہان سلطان آپ دشمن کے
مقابلے کے لیے قائم ہی، اعدا یہہ خبر سن تھرا گیے، میر معین الدین نے
سید حمید و سید غفار تہوّر شعار کے اشتعال سے رات کو کوچ کر منڈرگی
درگ پر جو غنیم کا تھانہ تھا حملہ کیا، دم بھر مین اُس گھاٹی کو لیکر حریف کی فوج
مار لی، شہر کو لوٹ کر ساز و سامان اور زر و زیور سمیت باز گشت کی، برہان الدین
نے بنکاپور اور مصری کوٹے کو جو غنیم کے عمل سے تھے قتل و تاراج کیا، یہان سلطان
ممالک ستان بھی اُن ضلالت نشانون کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا لیکن
اعدا اِہتا کر چند اول پر لشکر سلطان کے آپڑے اور اناج بھرے دس ہزار
تھیلی بنجارون سے لوٹ لیگیے، تب سلطان عالیشان نے اُس لشکر کے سردار کو
کہلا بھیجا کہ بے قصور جمہور خلائق اور رعایا کو بار بار ستانا انصاف و مروت کے
آئین سے دور ہی، مقتضا جوانمردی کا تو یہہ ہی کہ ایک ہی دن مین اِس لڑائی بھڑائی
کے قضیے کو یکسو کر دین، اِس پیغام سے حریف نے چونکہ اپنی جنگی سپاہ پر

نازان تھا، جنگ سلطانی مان لیا، سلطان نے گنگ ندی کے کنارے ساری فوجین
اکٹھی کر آئین جنگ صف آرائی کی اور دائین بائین پلٹنین مقرر کر جلودارون
سمیت خود بدولت ہاتھی پر سوار ہو چلے تو شجاعان فوج کو حرب و ضرب کا حکم
کیا جس پر غول کے غول بہادران طالب جنگ کھیت مین اُتر پڑے اعدا بھی
مقابلے کے ارادے بڑے جوش و خروش سے سامنے آئے طرفین سے
زور شور کی لڑائی شروع ہو گئی، لیکن یہہ بات ٹھہری تھی کہ ہر ٹکڑی کے جوان
نوبت بنوبت آدھی ساعت تک لڑین جسّے سب سپاہیون اور سردارون کی
جرأت و جانبازی ظاہر ہو، اِس صورت مین ایک ہورا ایسا لڑا کہ رستم
و اسفندیار کی پُردلیان دلون سے محو ہو گئین، دوپہر تک جنگ کا بازار گرم
رہا، تیر و تفنگ سے نوبت گذر گئی، خنجر و جمدھر لے لے بہادر سنمکھ ہو گئے
دونون طرف لاشون کا انبار لگ گیا، سلطانی بہادرون اور سلحدارون نے
اپنی اپنی پردلی دکھا میدان مین خون اعدا سے دریا بہا دیا، تب غنیم کے سردارون
نے اِس خیال سے کہ اُنکی سپاہ بہت تھی یہہ ارادہ کیا کہ اب اکبارگی ہلّا کر کے
سلطانیون کو مغلوب کرین چنانچہ اِسی قصد پر اُنھون نے اپنی سپاہ سمیت
کہ اسّی ہزار سوار سے زیادہ تھی اپنی جگہہ سے جنبش کی، اِدھر سے بھی
توپچیون نے بموجب ارشاد کے مارے توپ و تفنگ کے اُنھین بدحواس
بنا ہٹا دیا، جب اعدا بھاگنے لگے تو لشکر ظفر اثر کے سوار دو فرسنگ تک اُن کے
پیچھے لگے چلے گئے اور تین ہزار گھوڑے، دس غرب توپ اور اسباب و آلات
لوٹ لائے، غنیم دو تین منزل تک دن رات ہی بھاگتے گئے، گنگ گری کا راجا
ہری نایک جو چندے سے سازش رکھتا تھا اُس کا یہہ رنگ دیکھ حضور سلطانی
مین حاضر ہو کر مورد عنایت ہوا، سلطان یہان سے اپنے لشکر سمیت بنکاپور

کو روانہ ہو شانور کے متصل جا اُترا، ہر کتنے سلطانی غارتگر سوار جو تاراج کے ارادے محالون پر دوڑ گئے تھے قضاکار غنیم کے بناقہ اادون نے اُن سے دوچار ہو کر ایک ہی حملے مین سب کو مار لیا، سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی اپنے لشکر کے سوارون پر تو یہہ حکم دیا، کہ کوئی بے اجازت چھاونی کی حد سے باہر نہ نکلے اور آپ ایک مہینے وہین رہکر مرہٹے کے کتنے سرداروں کو بہت سے روپئے اسباب بھیجکے اپنا مطیع بنالیا چنانچہ اُنھین کی صواب دید سے ایک دن چار دون فوج کو شبخون کے لئے مسلح کر روانہ کیا، وہان غنیم کے طلایہ دارون نے کرہری بدت بھر کیا کے ملازم تھے جان بوجھکے اُنھین آنے نرد کا یہان تک کہ وے دلاور فوج کی فوج حریف کے لشکر کے قریب جا پہنچے، تب کسی شخص نے اُنکے آنے کی اطلاع پاکر ہلکر کو جا خبر کر دی کہ پاسبانون کی خطا سے سلطانی سپاہ لشکر مین داخل ہو گئی، اُسنے اتنا سنتے ہی پیادہ پا خیمے سے نکل بان وشلنک اور بندوق کی آواز سن فرار کی راہ لی اور اپنی حرم خاص کو بھی جو اُسکی بڑی پیاری تھی ڈیرے ہی مین سوتے چھوڑا، اور سردار بھی بھاگ نکلے، تمام غنیم کی سپاہ پراگندہ اور فوج مغل کی بھی سراسر منتشر ہو گئی اتھارہ عورتین اُس قوم کے سردارون کی موتی جواہر بھری اسیری مین پکڑ آئین، جب فجر ہوئی، وے بہادر سر لشکر منصور و مظفر، اسباب غنیمت جھنڈا خیمہ ہاتھی اُونٹ خزانہ اور چودہ ضرب توپون کی لیکر پھر آئے، ہرچند غنیم نے بقیۃ السیف کے اکٹھا کرنے کو اُنکی راہین روک کر بہتیرا زور مارا پر کچھ بکار آمد نہوا، بناچار ناکام پھر گیا، اِدھر سلطانی سپہسالارون نے لوٹ کی چیزین مع اُن اسیر عورتون کے نظر انور مین گذرانین، سلطان عطا پاش نے اُن سب سردارون اور سپاہیون کو سبب اُنکی جان بازیون کے دو دو مہینے کی

طلب اور جو نعائی غنیمت بطور انعام کے اور اچھے عہدے دیکر سرور و
ممتاز کیا اور اُن عورتون سے یہ قول لے کر کہ کسی نوع اپنے شوہرون کو جنگ
و حرب سے باز رکھین اُنکے زیور و اسباب سمیت بڑی عزت و آبرو کے
ساتھ سلطان کے لشکر مین بھیج دیا، پر اُنکے شوہرون نے جب اِس شبہے سے
کر وے مسلمانون کے ہاتھ لگ گئی تھین گمان بد کر کے اپنے خیمون مین اُنھین
آنے نہ دیا تب اُن بدبختون نے اپنے شوہرون کی نادانی و کم ہمتی پر لعنت وملامت
کر کے، اُن سے سلطان فتوت و مروت نشان کی پاسداریون اور حسن اخلاق کا
اظہار کر سلطان سے آشتی و صلح کرنے کے لئے اصرار کیا تب اُنھون نے
اپنے دلون سے بدگمانی اور کینے کو میان ملاپ کے قصد پر بالکل دور کیا چنانچہ اب
فوج ظفر موج جدھر متوجہ ہو کر صف آرا ہوتی وے لوگ اُس جنگاہ سے پھر جاتے،
جب سلطان گیتی ستان نے دیکھا کہ اب سپاہ اعدا مین دم مقابلہ کرنے کا باقی
نہین رہا تب بعد ایک مہینے کے خلائق کے حال پر ترس کر کے لشکر غنیم کے
سرداروں اور مغلون کی صلاح سے بدر الزمان خان کو اور کئی خوانین کے ساتھ مع خطوط
متضمن صلح اور بہت سے نقود و نفیس تحفون خلعتون اور گرانبہا جواہر کے
جن مین ایک جڑاو گلوبند ہی پانچ لاکھ روپے کا تھا حاکم پونان کے پاس بھیجکر
اظہار دوستی کا کیا اور اُدھر سے ہلکر وغیرہ سرداران لشکر نے بھی کر کئی
بار افواج قاہرہ سے نوع بنوع کی ذکین اُٹھائی تھین، ساری حقیقت سلطان
کی شجاعت و ہمت کی شرح وار لکھکر آشتی و صلح کو ترجیح دی، تب اِس
مقدمے مین حاکم پونان نے اپنے ارکان سلطنت سے صلاح کی اُن لوگون
نے بھی عرض کیا کہ واقعی مناسب یہی ہے کہ ہم سلطان سے اتفاق کرین اور
ایلچیون کو بہان کے تحفے ہدیون کے ساتھ بھیج کر اُس کی خاطر آزردہ کو شاد

اور یہ امر ہماری حفاظت کی اپنی کا باعث ہوگا کیونکہ جوانمردی و دلاوری اُس عالی ہمت
کی خود ظاہر و باہر ہی جب اِدھر کا قصد کریگا تو بلا تکلف یہ ہمارا ملک مسخر کریگا،
جب حاکم یونان نے اُن خیر خواہوں کی بھی رائین اِسی طرف مائل دیکھین اور
سلطان کی کمک کے لئے فرانسیس کے جہاز پہنچنے کی خبر بھی اُسے پہنچ چکی تھی
اِسی واسطے اُس نے سلطان عالیشان کے ساتھہ مصالحہ کرنے کو غنیمت
جان کے اپنی اپنی ریاست کی اِسی مین سمجھی کر ایک سفیر کے ہمراہ بہت
سے تحفے، زر و جواہر اور عجیب باد پا گھوڑے، بڑے بڑے ہاتھی حضور مین بھیج کر
ترکونڈا، نولکندا، جالی مال کے تعلقے بطور انعام کے درخواست کیئے سلطان
نے بمقتضاے مصلحت، اِس التماس کو قبول کر کے سند تینون تعلقون کی
اُسے بھیج دی، تب قلعے اور صوبے اُس گرد و نواح کے جو پاہ اعدا کے
تسلط مین تھے سر نو سرکار عالی کے تحت مین آ گئے، اِسی تقریب سے
حضور سلطانی مین ہری پنت نے نواب حکیم خان کے قصورون کی طلب عفو کے
لئے عرض معروض کر شانور کا صوبہ پھر اُسے دلوا دیا، جب حاکم یونان کے
مصالحے کے سبب اُس جانب سے خاطر ہمایون کو اطمینان حاصل ہوئی تو لشکر سلطانی
بفتح و فیروزی مراجعت کر کے شانور مین آ پہنچا اور سلطان عالیشان نے ہری
پنت پھڑکیہ کو جو ہوا خواہون کے حلقے مین داخل ہو کر باعث صلح کا ہوا تھا کنچن
گڑھ کا تعلقہ اُس کے مضافات سمیت اور کئی اور قریے بطور جاگیر کے
دے آگے کو کوچ کر محال دیرہ جی کے تالاب پہ نزول اجلال فرمایا، اب راجا راے
درگ اور راجا ہرپن ہلی از خود بعسکر نصرت اثر مین داخل ہو کر مجرا کرنے کی
امید رکھتے تھے، لیکن چون سلطان کی خاطر مین اِس جہت سے کہ جب وے بلائے
گئے تھے اُس وقت حاضر نہوئے بلکہ سرگرم بد اندیشی کے تھے، غبار تھا

سلطان نے رات کے وقت پلٹنیں بھیج کر انھیں مع جمعیت اسیر کر بنگلور بھجوا دیا ملک و مال ان کا بالکل ضبط ہو گیا بعد اس کے سلطان یہاں سے کوچ کر اپنے دار السلطنت کو رونق افزا ہوا۔

ذکر بند و بست دار السلطنت اور تمام ممالک محروسہ کا، معزول ہونا میر صادق دیوان کا، مسجد اعلیٰ کی بنا کا سبب، پھر آنا وکیلوں کا حضور سے سلطان روم کے جو گیارہ سو اٹھانوے ہجری میں گئے تھے، جانا وکیلوں کا حیدرآباد کو سن بارہ سو میں

جب سلطان عالیشان نے ملک و لشکر کے نظم و نسق کا ارادہ کیا پہلے احوال دیوان سرکار عالی کا جسنے ادھونی اور شاہنور کے صوبے میں کچھ خورد برد کیا تھا حضور میں ظاہر ہوا اور وہ اپنے عہدے سے برطرف ہو کر مقید ہوا اسباب اسکے گھر کا سب حسب الحکم سرکار میں ضبط ہو گیا کہتے ہیں دس لاکھ روپیہ اور ایک لاکھ محمد شاہی اشرفی نقد اسکے گھر سے نکلی علاوہ جواہر و ظروف طلا و نقرے کے اور دیوانی خدمت میں مہدی خان نائط اسکی جگہہ پر بحال ہوا۔ مسجد اعلا جسکی گیارہ سو اٹھانوے میں درمیان قلعہ دار السلطنت کے بنا ہوئی وجہ اسکے احداث کی یہ تھی کہ جب کھنڈی داؤ کا فرنعمت نے اقبال خداداد کی تباہی کے ارادے اپنے مخدوم سے باغی ہو (جن دنوں نواب مغفور تنہا بنگلور کو گیا تھا) نواب کے زنانہ محل کو مع سلطان کہ اس وقت سات برس کا تھا ایک مکان میں قید کیا جسکے سامنے ایک بتخانہ وسیع صحن کا تھا سلطان اُن دنوں بتقاضائے سن اپنے مکان سے اکثر اس بتخانے میں جہاں لڑکے کھیلا کرتے

اُن کا تماشا دیکھنے کو جایا کرنا قضائے الٰہی ایک دن کسی فقیر روشن ضمیر نے
وہاں وارد ہو کر یہ خوشخبری اُسے سنائی کہ او بابا خوش نصیب تو کچھ
دنوں صبر کر آیندہ تو ہی اِس ملک کا بادشاہ ہوگا، اُس وقت میری نصیحت یاد
کر کے اِس دیول کو توڑ ایک مسجد بنانا کہ تیری نشانی تاقیامت باقی رہے،
سلطان نے مسکرا کر فرمایا اگر خدا مجھے تخت نشین کرے تو بیشک آپ کے ارشاد کو
بجا لاؤنگا چنانچہ اپنے والد کے بعد فرمانروائی پاکر بتخانے کو تڑوا وہاں ایک مسجد
عالیشان کی بنا قائم کی، دو سال کے عرصے مین چھ لاکھ روپیہ کی لاگت سے بن کر طیار ہوئی
تب اُس نے بارہ سو چار ہجری مین نماز عید الفطر کی وہین ادا کر کے مسجد
اعلا اُس کا نام رکھا، اور انہین دنون مین ہر ہر شہر و قصبے اور قلعے کے گرد بگرد
ایک ایک فرسنگ کے فاصلے پر گھنی گھنی بانس کی باڑی لگوا کر چار دروازے
مقرر کیے، جہان طلایہ دارون کو بٹھلا کر یہ تاکید فرمائی کہ قلعدار کے پروانے بغیر
کسی کو اُس کے اندر آنے نہ دین، اور ممالک محروسہ و علاقہ کرناٹک
پائین گھاٹ کی سرحدون کے درمیان، اور دندیگل و کڑوڑ سے بڈویل گھاٹ
اور لچھم کی حدون تک خار بند لگوا کر بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار جا بجا
جابجا پاسبانی کے لئے تعینات کئے تا نہ پائین گھاٹ سے سلطان کے ملک مین
کوئی آنے پاوے نہ بالا گھاٹ سے اُس طرف جانے، اور اِسی سال مین
سلطان روم کے پیشکش کے واسطے بہت سے نفیس و لطیف اسباب
و تحفے، نو ساخت ہند و قیمتی ضرب کے دس لاکھ روپئے، قماشہائے فاخرہ، زر و
جواہر گرانبہا میر غلام علی خان وغیرہ کے ہمراہ بھجوائے چنانچہ وے اُس دربار عالی
سے پھرتے وقت ایک نوازش نامہ جو مبارکباد سلطنت کے جلوس پر محتوی تھا
اور جڑاؤ تیغ و سپر اور بیش قیمتی جواہر اور بہت سے نوادر رومی لیتے آئے،

مے چیزین سبکی سب نظر مبارک مین پہنچین تب تو سلطان نے بموجب فرمانے سلطان روم کے ہر طرح کا سامان سلطنت آمادہ اور تخت شاہی کو نئی طرز پر طلا اور جواہر بیش قیمت سے مرصع اور مبالغ خطیر خرچ کر بشکل شیر طیار کروایا، چنانچہ یہہ تخت ابتک انگریزون کی ولایت مین موجود ہی، اور ہر برس اُن کے بادشاہ کی سالگرہ کے جشن کے دن حاضرین بزم شاہی اور ناظرین دربار عام کی نظرون مین مع اور نادر نادر نفایسون و اعجوبون کے جو بعد مسخر ہو جانے سرینگپٹن کے اِس سرکار سے اُن کے ہاتھ لگے جلوہ افروز ہوا کرتا ہی، اور قوم انگریز و فرانسیس کے اچھے اچھے ہنروران اور استادکاریگرون کو جمع کر کے توپ بندوق قینچی چاقو گھڑی و بانات و کمخاب اور ظروف چینی وغیرہ کے بنانے مین بڑے قدغن سے سر گرم کار کیا، اِس طرح کے کارخانے چار مقام دارالسلطنت، بنگلور، چیتل درگ اور نگر مین تھے، لیکن اوقات ہمایون سپاہیون کے اکٹھا کرنے مین صرف ہوتی تھی، قدیمی خیر سگال سپاہیون اور جنگ آزمودہ منصبدارون کو جنھین نواب مرحوم نے لاکھون روپیے خرچ کر کے ہر ایک ملک سے جمع کیا تھا سلطان نے بالکل اپنی نظرون سے گرا دیا، اور نا آزمودہ کار جوانون کو اُن کے قایم مقام کیا، اِسی جہت سے تھوڑے ہی دنون کے درمیان اُس ملک و سلطنت مین بہت سے خلل واقع ہوئے،

فوجکشی کرنا سلطان کا کلیکوٹ کی طرف، پھر چڑھ جانا کوچی بندر اور حاکم ملیبار کے تعلقون پر، مجروح و مقتول ہونا کتنے جوانان مظفر کا، لے لینا اُس بندر کا بارہ سی پانچ ہجری مین،

جب سلطان عالی شان دارالسلطنت وغیرہ کے نظم و نسق سے فارغ ہوا، جاسوس خبر لائے کر کالیکوٹ کے نائر سرکشی و بغاوت پر مستعد ہین ہر چند وہان کا حاکم ارشد بیگ خان اُن کی شورش کے فرو کرنے مین سعی کرتا ہی کچھ مفید نہین پڑتی، اتنا سنتے ہی سلطان عالیشان چار پلٹن تین رسالے اور توپخانے ساتھ خود اُس طرف روانہ ہوا اُن کو چکداون نے سلطان کی روانگی سے اپنی جان و مال کا خوف کرکے بہاڑ اور جنگل کا رستہ لیا، جب یہان کے حاکم نے موکب والا کا استقبال کرکے مجرا حاصل کیا سلطان نے عتاب کی راہ سے اُسکو خطاب کیا کہ رعایا کا دل ہاتھ مین لینا اور ملک کا ضبط و ربط کرنا جیسا کہ چاہئیے تم سے نہوسکیگا، بعد اسکے مہتاب خان بخشی کو اُس صوبے کا ناظم کر دارالسلطنت کی طرف مراجعت کی، بخشی مذکور نے اگرچہ اُس ضلع کی رعیتون کو دلاسا بھروسا دے دے بلایا لیکن اُن شوریدہ بختون نے کوچی والون کی پرچک و اغوا سے جنگ و جدال کا قصد کیا، جب یہہ حال ملازمان سلطانی کے گوش گذار ہوا تو اُس بلند اقبال نے اِدھر تو آپ معہ لشکر آمادہٗ قتال ستی کال اور کورکال کے رستے فوراً کالیکوٹ کی جانب کوچ کیا اور اُدھر اپنے سپاہیون کو اہل ضلال کے ملکون کے خراب کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اِن لوگون نے قصبون قریون مین قرار واقعی لوٹ بات مچادی، اکثر مفسد تمرد پیشہ مارے پڑے، باقی مغلوب ہو کر مطیع و فرمان بردار ہوے، اسی عرصے مین کتنے بندرون نے ترچناپلی کی اطراف پر تاخت

کر اُسے ویران و بے چراغ کیا، اور اُس قلعے کے سردار نے حضور والا مین ایک عرضی اِس مضمون کی بھیجی کہ تنبیہ اِن احمق قزاقون کی جو سرکار خداداد اور سرکار کمپنی انگریز کے باہم اِن دنون میل ملاپ کو دیکھ اِس صوبے کے علاقے کے محالون کو لوٹ کر چاہتے ہین کہ کسی طرح اِس اتفاق کو برہم کرین، ضرور ہی، سلطان نے اُس کے جواب مین فرمایا، ممکن نہین کہ سرکاری سپاہی بغیر اطلاع سرکار کے ایسی حرکت کرین، شاید اُس نواح کے کسی راجا نے قابو پا کے ایسی دلیری کی ہی اب جا ہو سون سے کوچی بندر کی حقیقت تحقیق کر آپ ہی سب فوج خاص سمیت اُس طرف تاخت کی، کوچی والے اِس حال سے خبردار ہو مورچہ اور گہری کھائی بنا لڑنے کو آمادہ ہو گئے، اِدھر سے بھی حسب الامر عالی بہادرون نے رات کے وقت ایسی جوانمردی کی کہ اُس بندر کو سر کیا ساتھ ہی اِس کے سلطان آگے بڑھنے پر مستعد ہوا، خیر خواہون نے حضور والا مین عرض کیا کہ اِس وقت آگے کا عزم کرنا اچھا نہین کیونکہ سامھنے راہین ناہموار اور بڑی بڑی ندیان واقع ہین خدانخواستہ اعدا غالب اور غازی مغلوب ہو جائین پر سلطان اپنے جان نثارون کے اِس کہنے کو خاطر مین نہ لا کر فوراً اندھیاری رات مین پالکی پر سوار ہو دو پلٹن اور دو ہزار سوار سمیت روانہ ہوا، اور حضوری فدائیون نے ایک ہی ہلّے مین دشمنون کو مار ہٹا حصار مسخّر کر لیا اعدا قلعے کی جانب بھاگ گئے سلطان نے آپ وہین اقامت کر فوج اور توپ خانون کی طلب کے لیئے ہرکارون کو حکم دیا، جب اُنھون نے دو پلٹنون کو جو لشکر کی ہراولی اور لڑائی پر تعینات تھین خبر کر روانہ کر دین اور دوسری پلٹنین جانے کو طیّار ہوتی تھین کہ اچانک حریف کے سپاہیون نے دغا کر کے نور کے

نہر کے پانی کے بندھون کا منھ کھول دیا جسّے کھائی خشمے سب بھر گئے اور فوج سلطانی پر کمک پہنچنے کی راہ بند ہو گئی، تب تو اعدا نے چارون طرف سے بہادرون کو گھیر لیا، ہر چند بے ان گمراہون کے ہٹانے میں کوشش عمل میں لائے پر ناکام نوع بنوع کے دام بلا مین گرفتار ہو گئے اور چار ہزار نجیب و جانگ سوار دلیری و شجاعت کو کام فرما کے آقا کے سامنے زخمی و شہید ہوئے، تب میر قمر الدّین خان بہادر نے کہ سواری خاص کے متصل تھا بر وقت پہنچ حضرت سلطان کو پالکی پر سے اُتار لیا اور بخیر و عافیت لشکر گاہ مین پہنچایا، مگر سلطانی جلوداروں میں سے کوئی بچ نہ نکلا اور وہ اورنگ نام مرصّع کار پالکی جس کے بنانے مین نو لاکھ روپی خرچ ہوئے تھے مع بچھونے اور ایک دفتے کتاب کے جس کا دستہ ایک زمرّد کے دانے کا تھا اعدا کے ہاتھ لگی، القصّہ حضرت سلطان اور میر قمر الدّین خان نے اُس ورطے ہلاکت سے نکل کر پھر دوڑ نے کے پار جاتے فیون پر خوب ہی تیغ زنی کی اور بہسا لارون نے بھی بموجب امر عالی کے، تلوار و تیر کی وارون سے جتنے چھوٹے بڑے کو پایا مار گرایا، باقی بچے بچائے ملک و مال چھوڑ چھاڑ ملیبار کی طرف نکل بھاگے اور سلطان عالی شان نے اُس بندر کے قلعے مین داخل ہو کر سب مال متاع توپ وغیرہ سمیت ضبط کر لیا،

چڑھ آنا جنریل مبنڈ وس بہادر کا راجہ ملیبار کی جنگ کو، لڑنا فریقین کا ستی منگل کی نواح مین، روانہ ہونا رایات ظفر آیات کا پائین گھاٹ کی طرف اور وہان کی فتوحات کا بیان،

جب سلطان عالیشان نے اِس نواح کے بندوبست سے فراغت حاصل کی تو

ملیبار کے راجاؤن سے خراج طلب کیا۔ اُنہون نے سپاہ سلطانی کے رعب سے خوف کھا کر
گورنر مدراس کے پاس اس امر کی نالش کی جس پر جنرل میڈوس بہادر
سلطان کے مقابلے کو متعین ہو کر شہر نگر مین آپڑا اور یہان سے راجا کی مدد کے
واسطے آگے بڑھا۔ کوئمباتور اور ستی منگل کی نواح مین سلطانی فوج ہراول
کے ساتھ بڑی لڑائی واقع ہوئی دونون طرف سے توپ بندوق بان کی آوازون
سے غوغای محشر برپا تھا قزاقون نے جنگل مین خیمہ و خرگاہ اعدا کے لوٹ زن و مرد
کو اُنکے گرفتار کر لیا اگرچہ دونون لشکر آپسمین لڑبھڑ کر برابر رہے۔ لیکن شام کے
وقت جب جنرل مذکور ایک پہاڑ کی ترائی مین اُترا تو سلطانی سپاہ نے بڑی
تک ودو سے اُسکو نرغے مین کر رسد کی راہ روک لیا۔ دوسرے دن جنرل نے آگے
کوچ کیا اور ستی منگل کے قلعے مین عمل کر چند سے وہان ٹھہرا۔ بعد اسکے کوئمباتور
کی جانب جو خاص خیمہ گاہ سلطانی تھا روانہ ہوا یہ خبر سنتے ہی خسرو گیتی سلطان
اپنی ساری فوج و سپاہ ہمراہ لے اُس پر جا پڑا اور لڑائی کے دستور پر صف
آرا ہوا۔ مگر جنرل بہادر بھوانی ندی کے کنارے اُتر کر اُس دن لڑنے کو طرح
دیگیا اور کرنیل مکسویل کو بنگالے سے پانچ پلٹن لے ہر ایک مین جسکے ایک ہزار
فرنگستانی جوان تھے آیا تھا کاسنری اور بیگات گری وغیرہ کے راجاؤن کی فوجون
سمیت کوچ کر کے وانمباڑی اور ترپاتور مین پاسبانون کو مقرر کر تپور گھاٹ کی
طرف روانہ ہوا سلطان اس حال سے آگاہ ہو سید صاحب سپہسالار کو اُنکے
مدافعے کے لیے بھیجا اور اپنا ڈیرا انگر مین رہنے دیا۔ جبکہ یہ سپہسالار اپنی فوج سمیت
الغارون چلا تب کرنیل بہادر جو دھرم پوری کی جانب گیا تھا ترنت کنڈلی کی نواح
مین پھر آیا۔ وہان سید غفار نے پنڈارون کے سوار سمیت اُس سپہسالار سے
لشکر سے آگے بڑھکے انگریزون کی فوج کے ہراول پر حملہ کر تپ کے ڈیڑھ سو

سوار اور دو سو سپاہی اسیر کرلیے، کرنیل بہادر نے اُس دن جنگل پہاڑ میں بسر
کرکے دیری پٹن کو کوچ کیا، جب راہ میں فوج قاہرہ کو اپنے گرد دیکھا تو پہاڑ کی ترائی
اور میدان میں ہوکر تپور گھاٹ کا رستا لیا، اُدھر سے جنریل میڈوس بھی اُسی
گھاٹی کے نیچے الغار دن اُس سے آملا لیکن اُس سے کچھ آگے ہی سلطانی جانبازوں
نے وہاں پہنچ جوانمردی و تہور کا جوہر ظاہر کرکے سخت زد و ضرب مچا دیا تھا، پر جب
حریف کی جانب کے سردار بھی حملہ آور ہوئے اور افواج سلطانی میں تہلکہ پڑ گیا،
تب سلطان خود بنفس نفیس جلد تر اسد اللّٰہی رسالوں اور توپخانے سے
اُن کے پیچھے تاخت کرا، اب اُن کا قافیہ تنگ کیا کہ کسی طرح بچاؤ کی
صورت نتھی جنریل اپنے سپاہیوں سمیت قلعہ باندہ بہیر و بنگاہ کو درمیان کر
پھر ستی منگل کی جانب روانہ ہوا، قصہ کوتاہ جبکہ دو تین مہینے تک باہم جنگ
و پیکار یکسو نہوئی، انگریزی لشکر میں رسد و آذوقہ نبڑ گیا، اس سے اُن پر بڑی
تکلیف و سختی گذرنے لگی اور جون رسد وغیرہ ضروری چیزوں کے پہنچنے کی بھی
اُمید نتھی، بضرورت جنریل بہادر معہ تمام لشکر ترچناپلی کی سمت پھر چلا،
بہادران ظفر توامان ستی منگل کے میدان میں اُس کی راہ چھینک چارو نطرف
سے اُس پر ٹوٹ پڑے اور ایسی جوانمردی و مردانگی بروی کار لائے کہ منصف
مزاج سرداروں نے تعریفیں کیں اُنکے پہلی دو ہی حملوں سے قریب تھا کہ سپاہ
اعدا پراگندہ و پریشان ہو جائے، لیکن رات کے آجانے سے جب جانبازان
لشکر سلطان جنگ سے باز رہے، جنریل بہادر لڑائی سے ہاتھ اُٹھا بہت سا
سامان و اسباب وہیں چھوڑ چھاڑ آگے چل نکلا، ناو نگر سواروں اور
دوسرے رسالوں نے پھر اُسے گھیر کر جنگ آغاز کردیا، قضاکار سلطانی
ہراول کا سردار مارا پڑا، سلطان مرحمت نہاد نے اس واقعے پر تاسف کھا کر

اُس دن جنگ کو موقوف رکھا اگرچہ سپہدار اور رسالے کے سردار لوگ
حرب و پیکار کا خرخشہ بپا دینے کو تاخت کرنے اور گھوڑے اُٹھانے پر مستعد ہو کر
طالب حکم تھے لیکن چون اجازت نتھی حسرت کا ہاتھ مل مل کر رہ گئے اور اِسی
سبب سے جنرل کو اُدھر بڑی فرصت مل گئی کہ وہ بے کھٹکے کوچ در کوچ ترچناپلی
کے قلعے مین جا پہنچا، اب سلطان نے میر قمر الدّین خان بہادر کو ستّی منگل کا قلعہ
عمل دخل کرنے کے واسطے روانہ اور سوارون کے تئین ترچناپلی کے محالون پر
تاخت وتاراج کرنے اور بھی تنجاور کے قصبون قریون کے اُجاڑنے پھونک دینے
کے لئے تعینات کیا، جب تک جنرل بہادر اپنے لشکر معیت دریا کنارے
کے رستے اُفتان و خیزان مدراس پہنچا، سلطان بھی چنجی اور ہرموکل گڑھ کے
سواد تک اُسکا پیچھا کئے گیا، اور اُدھر قمر الدّین خان بہادر نے ستّی منگل کے قلعے کو
محاصرہ اور ہر طرف سے ردلا کر حصار کے توڑنے ڈھانے مین سعی کی، لیکن
قبل اس کے کہ اولیائے دولت مظفر و منصور ہون اُس گروہ کے سردار نے
رسد و آذوقے کی کمی، سامان جنگ اور پانی کی نایابی کے خوف سے وکیل بھیجکر
صلح کا پیغام کیا اور قول قرار درمیان آنے کے بعد قلعہ سلطانی ملازمون کو چھوڑ
دیا، خان مذکور اسیرون کو لیکر حضور مین آ پہنچا، تب حکم ہوا کہ سردارون کو
بھیجکر سانبر معیت قید کرکے دار السّلطنت مین پہنچائین اور اُس کے سپاہی
سلطانی فوجون میں بھرتی کئے جائین جب جنرل مذکور مدراس مین پہنچا، سلطان
نے سوارون کے رسالے اطراف و نواح کی تسخیر و ویران کرنے کو بھیجے
چنانچہ قمر الدّین خان نے جو ہرموکل پہاڑ کے عمل کرنے کو تعینات ہوا تھا اپنی فوج معیت
وہان پہنچ اطراف کے ہزارون غریبون رعیتون کو جنھون نے انگریزون کے
تھانون کے آسرے پر اس پہاڑ کو اپنی پناہ کی جگہ سمجھا تھا تباہ و پریشان

کر ڈالا کیونکہ اُس قلعے کے سردار نے جو اوایل مین کچھ دنون نواب مرحوم کی قید کا مزا چکھ چکا تھا سپاہ نصرت پناہ کے پہنچتے ہی اُسکی بہتایت اور اپنی اگلی مصیبت کا دھیان کر دو دسر کے بہانے سے ایک کو ٹھری مین گھس کر قلعے کا انتظام اپنے کار گزارون کے ذمے کیا تھا اُن لوگون نے جب ایسی ابتری اور خانہ خرابی دیکھی لڑنا مناسب نجان کے قلعہ اپنے سردار کی مرضی کے موافق حوالے کر دیا٭

بنگالے سے آنا گورنر جنرل لارڈ کارنوالسن کا٭ اور ملا لینا اپنے ساتھ نظام علی خان اور مرہٹون کا٭ لشکر کشی کرنا ان تینون سرداران ہم عہد کا سلطنت خداداد پر٭ مسخر کرنا بالا گھاٹ کا٭ لڑائیان واقع ہوئی سلطانیون اور ان تین سردارون کے سپاہیون مین معہ اور رودادون کے جو سن بارہ سی چھ ہجری مین واقع ہوئین٭

نودیا کے اخبار نگارون نے جب پائین گھاٹ کی جانب سلطان کے متوجہ ہونے کی خبر گورنر جنرل بہادر کو لکھی کر فوج سلطانی٭ دو دو بست کرنا تک پائین گھاٹ کی سر زمین کو تاخت تاراج کر اُس کی اطراف پر مسلط ہو گئی٭ کچھ دنون تک تو جنرل میڈوس اُن کا سامنا کرتا رہا٭ آخر وہ بھی رسد اور ساز و سامان حربی کے تنگ جانے کے سبب بے بس ہو کر مدراس کو پھر گیا٭ اور گورنر جنرل کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر جلد حریف کی سپاہ کا مدافعہ عمل مین نہ آئے تو خوف ہی کہ مدراس بھی ملک بھی تباہ و برباد ہو اور عنقریب ہاتھ سے نکل جائے تب اس ضمن مین نظام علی خان کے وکیل ابو القاسم خان عرف میر عالم

نے جو قبل اِس کے باتجویز مشیر الملک دیوان ناظم حیدر آباد بنگالے مین آکر گورنر جنرل موصوف کو اقبال خداداد کے استیصال کے لیے اشتعال دیچکے مین مصروف تھا، فرصت وقت پا اُس بات مین بڑی کوشش کی یہان تک کہ گورنر جنرل کو اُن گھاتون اُتار اکہ اُدھر تو اُس نے ناظم حیدر آباد اور حاکم پونان کو آپس مین متفق ہوے اور تمام ملک بالاگھات کے تسخیر و تقسیم کرلینے کے واسطے شقّے لکھ بھیجا، اور مدراس کے سرداروں کو بھی سامان حرب و ذخیرے اور سپاہیون کے جمع کرنے کا قدغن کیا، اور ادھر آپ اپنے کام کا بند و بست و تدبیر کرنا شروع کیا، چونکہ حیدر آباد کے ناظم اور مرہٹون کو ملک خداداد کے لینے کی بڑی فکر و تلاش ہی رہا کرتی تھی، اِس لئے اب وے گورنر جنرل کے لکھنے بموجب فوج اور آلات جنگ کی طیاری مین سرگرم ہوے اور انگریز کے سردار بھی رزم و پیکار کے اسباب و آلات جمع کرنے لگے، کرنیل ریڈ اخبار نویسون کے داروغہ نے جو انبور گرہ کی چوکی پر تعینات ہو اتھا، بہیرات شایشتہ اور زرپاشی و شیرین زبانی سے بالاگھات کے راجاؤن کو جنھون نے نواب مرحوم کی جباری اور سلطان کی بیرحمی کے باعث اپنا اپنا ملک چھوڑ دیا تھا، ایک اقرار نامہ رسد جمع کرنے اور اور اسباب بہم پہنچانے کی شرط پر بھیجکر اُنھیں اپنے علاقون کی سرحدون مین دخل و تصرف کی پروانگی دی اور نقشہ سر تا سر ملک بالاگھات کا باوصف ایسے ضبط و انتظام کے کہ مجال کیا کہ کوئی ایک موضع سے دوسرے موضع مین بے حکم وہان کے حاکم کے جاسکے مبالغ کثیر خرچ کرکے اور ہوشمند جاسوسون منشیون کو سوداگرون کے بھیس مین بھیج کر منگوا لیا اور سرکار خداداد کے کتنے سردارون عہدہ دارون کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا، خبر یہ تو یہان اِس تدبیر سے گورنر جنرل کے پہنچنے کی

انتظار مین تھا اور وہان اُس کا خفیہ نویس سیّد امام جسنے دارالسّلطنت پٹن کی سکونت اور سلطان کی نوکری اختیار کرلی تھی بعد ظاہر ہونے اِس بھید کے کہ وہ ہمیشہ یہی دربی یہان کی ٹھیک ٹھیک خبرین لکھ بھیجا کرتا ہی حضور مین بلایا اور یہہ کہا گیا کہ جو کچھہ تو نے کیا ہی اگر سچ سچ کہہ دیگا تو تیری جان بچیگی، اُس ناآزمودہ کار نے کئی اور سردارون کے بھی نام جنھون نے دغا کی راہ مین قدم رکھا تھا لکھکر حضور مین گذرانے، چنانچہ بعد تحقیقات شایستہ و تدارک بایستہ پندرہ آدمی جلّادون کے حوالے کیے گئے، پھر اُس کافر نعمت سے جب پوچھا گیا کہ تو نے جو اِس سرکار کا نمک کھا کے ایسی حرکت کی اب تیری سزا کیا ہی، وہ چپ رہا تب حکم ہوا کہ اِسے بھی اورون کے ساتھہ قتل کرین، یہہ خبر سنکر دوسرا اخبار نویس امام الدّین نام بھی جو اِسی کام پر مقرّر ہوکر کولار اور نندی گڑھہ مین رہا کرتا تھا، راتون رات ستگڑھہ کے علاقے مین کرنیات کو اُڑ لاگا، ہرچند اِس طرح سے کرنیل ریت کے جاسوسونکا حال کھل گیا اور وے قتل ہوئے تسپر بھی اُسنے اِس کام کو نچھوڑا، الغرض جونہین گورنر جنرل بہادر کو لشکر وغیرہ کی طیّاری کی خبر پہنچی تو وہ پانچ ہزار بنگالی اور دو ہزار فرنگی سپاہیون کو ساتھہ لے جہاز پر سوار ہو مدراس مین آ اُترا، پھر یہان سے ایک مہینے بعد چار پلٹن چھہ ہزار اہل فرنگ تین ہزار سوار معیت بڑی طیّاری سے بالا گھات کی تسخیر کے اِرادے روانہ ہو راسے ویلور مین داخل ہوا، جس وقت سلطان پھلچری کے سردار فرانسیس کے ساتھہ کمک کا سوال جواب کر رہا تھا جاسوسون نے اِس سپہسالار کے کوچ کرنے کی خبر عرض اقدس مین پہنچائی جسپر محمد خان بخشی اُس رودادکی تحقیق کے واسطے بڑے جماو کے ساتھہ حضور سے رخصت ہو چنگم گھات کے رستے ترپاتور جا پہنچا، تب تو ڈیرھہ سی اگر بز

وقلعے مین تھے اور کالستری راجا کا سردار علاقہ دار جو تین سو پیادون سے اُس
قلعے کی نگہبانی کیا کرتا تھا بے سبب کے اُسب سورج نکلنے کے پہلے ہی گڑھ
سے نکل انبور گڑھ کے رستے چل کھڑے ہوئے، پر تہوّر شعار سوارون نے
دھاوا مار ایک ہی حملے مین اُنھین لوٹ لیا، اور دماغ دار سردارون کو بھی
اسیر کرکے مراجعت کیا، نظام علی خان خود تو چالیس ہزار سوار، بیس ہزار
پیدل سے معہ امرا اور اپنے دونون فرزند عالیجاہ و سکندر جاہ کے حیدرآباد
چھوڑ پانگل مین آرہا اور اپنے امیرون کو اُسنے بہت سی فوج کے ساتھ
ممالک محروسہ کے مدد کرنے کو روانہ کیا، جب گورنر جنرل بہادر موگلی گھاٹ اور
میاٹ گری پار ہو، موبرو اکل، کولار، ہسکوٹے مین تھانے مقرر کر سیدھا
کشنراج پور مین جو بنگلور سے تین کوس پر ہی داخل ہوا، سلطان یہ خبر سنتے ہی
الغارون چڑھ دوڑا، پوشیدہ نرہے کہ جب سردار فرانسیس نے انگریزی
لشکر کے قصد کرنے اور اطراف بالا گھاٹ کے درہم برہم ہونے کا حال سنا
تو کمال وفاداری و جان نثاری کی راہ سے چاہا کہ سلطان کی ملازمت مین اپنے
ہزار جوان تعینات کردے، مگر سلطان کے بعض بعض بدباطن ملازم جنکی گفتار و کردار
کا اُسکے حضور مین بڑا اعتبار تھا ظاہرا دلسوزی کی راہ سے عرض پرداز ہوئے کہ
لشکر اسلام کو کمک فرانسیس کی جو کسی کے ساتھ وفا نہین کرتے کچھ حاجت نہین
ہی القصہ سلطان عالیشان تنہا اپنی ہی سپاہ سے حریف غالب کے دفع
کرنے کا قصد کر اُسی شب قزّاقون بان دارون کو انگریزی لشکر کے گرد بگرد
آتشبازی کرنے کا حکم دے آپ بنگلور کی جانب روانہ ہوا، اور ان چالاک
سپاہیون نے حسب الامر تاخت کر اُس رات کو مارے بانون کے بھور
کردیا، گورنر جنرل بہادر بے کھٹکے آگے بڑھ کر بنگلور سے ایک فرسنگ پر آ

اور قلعہ بھی سر ہوا محصور اور اُن کے اہل و عیال گرفتار ہو گیے، قمر الدین خان بہادر اور سید صاحب انگریزون کی فوج پر حملہ کرنے کے واسطے طالب حکم ہوے، سلطان نے فرمایا اب تو قابو کا وقت ہاتھ سے جا چکا ہی سپاہیون کی جمعیت منتشر نکرو، اُنھین یون سمجھا صبح کو آگے کوچ کرنا کرنی کی نواح مین مقام و خیام کرنے کا حکم دیا، اِس رود اد پر چار دن گذرے تھے کہ گورنر جنریل بہادر تین ہزار سپاہی اور چھ سو فرنگی قلعے مین حفاظت کے لئے رکھ اُس طرف جہان جگ بالاپور، ہنگور، مدن پلّی کے راجاؤن نے سلطانی قلعداروں سے اپنے آبائی قلعے قصبے قریے بعضے کو لڑ کر اور بعضے کو صلح سے لیکر اپنے اپنے قول کے موافق رسد اور مواشی موجود کر رکھا تھا روانہ ہوا، ہرچند ادھر سے خان بہادر مذکور دشمنون کا ناکا روک کر اُن کے مقہور کرنے مین سعی بجالایا، چند بار بے بھی پیچھے سے آکر ٹوٹ پڑے اور لشکر والون کو پراگندہ و پریشان کر بہت سا مال اموال لوٹ لے گیے اور فوج اعدا کے ہٹانے کو بہت ساعی ہوئے، مگر چونکہ نصرت و اقبال نے یاوری نہ کی بناچار وے پیچھے ہٹے اور گورنر جنریل بہادر نے اُس کی صبح کو آگے بڑھ دیون ہلی مین پہنچکر اپنے لشکر کا ڈیرا کیا اور یہان کے قلعہ دار کو صلح پر راضی کر سارا ذخیرہ اور ہر جنس کا اناج جو اُس مین تھا اپنے سپاہیون پر تقسیم کر دیا پھر دو دن بعد یہان سے کوچ کر چھوٹے بالاپور کے قلعے کے قریب آمقام کیا پر قلعہ دار یہان کا قبل اِس کے کہ انگریزون کی فوج اُس حوالی مین آکر اُترے بموجب امر عالی کے قلعہ خالی کر بارکل سپاہ و آلات جنگ معیت نندی درگ کے پہاڑ کو چلا گیا اور انگریزون کی فوج ہراول بے تردد قلعے مین داخل ہوا اسباب و ذخیرے پر قابض و دخیل ہو گئی تب گورنر جنریل بہادر نے وہان کے راجا کے حال پر ترس کھا کر اُس کے ساتھ لاکھ روپیہ نذرانے کا

بند و بست کر قلعے کو مع متعلقات ' اُس کے حوالے کر دیا اور آپ اناجی درگ کی طرف کوچ کیا ' جبکہ اس راجا کے نصیبوں نے مدّت کے بعد اُسے یہ دن دکھلایا تو وہ بھی نیک ساعت دیکھ قلعے میں داخل ہوا ' یہاں کے بند و بست سے دلجمعی حاصل کر نکا کو تدا کی جانب چلا گیا ' اب سلطان کشورستان نے نیکت نایر کو انگریز کے سرداروں سمیت جو نرپاتور کے قلعے میں اسیر ہو آئے تھے اور صوبہ آرکاٹ کے نائب جوگی پنڈت کو جو حضور سے بر آورد اور راجا رام چند خطاب پا کر بنگلور کے تمام تعلقوں کی سر رشتہ داری پر متعین اور ان دنوں دشمن سے متفق ہو گیا تھا ' ہرپن ہلی اور رائے درگ کے راجاؤں کے شامل شمشیر سیاست و تعزیر سے قتل کروا دیا اور کشن راؤ کو دار السلطنت کے بند و بست اور خرچ لشکر کے واسطے خزانہ بھیجنے کے لیے رخصت اور آپ افواج انگریز کے عقب کوچ کر چھوٹے بالاپور کا عزم کیا ' جب رایات ظفر آیات وہاں جا پہنچا تو قلعے والوں نے اپنی نادانی و شامت کی راہ سے برج و حصار میں قرنا و نقارہ جنگ کا بجایا ' جس پر ادھر سے بھی نہنگان بحر ہیجا نے بموجب حکم والا کے نکل کر قلعہ مسخر کر لیا ' ہر چند اہل حصار نے پہلے ایسی جوانمردی کی کہ دو ہزار غازی کھیت آئے ' لیکن آخر کار وے بد کردار لاچار ہو کر مارے گئے اور تین سو بد دل جو اسیر ہو آئے تھے عبرت کے لیے اُن کے ہاتھ پاؤں توڑ کر چھوڑ دیا ' القصہ ایک ساعت کے درمیان اُس مکان میں شورِ محشر برپا ہو گیا ' بعد اسکے سلطان نے وہاں سے کوچ کر ساکنی کے گرد و نواح میں جا مقام کیا اور گورنر جنرل بہادر نے اناجی درگ محمد خان کابلی سے لے قلعے کو توڑ دو دن وہاں توقف کیا تھا کہ اسی میں اُن راجاؤں نے جنکا ذکر ہوا پرگندرا رسد کا لوازمہ اور مواشی وغیرہ انگریز کے لشکر میں پہنچایا ' اسکے بعد وہاں سے

کوچ کر سبر کت ملا کی اطراف مین جا ڈیرا کیا، اتنے مین اسد علی خان اور بہرام الملک شبر الملک کا دیوان پانچ ہزار سوار سمیت لشکر مین داخل ہوئے اسکے دوسرے دن یہ لوگ یہان سے کوچ کر چنتامنی اور سوہر داکل کے رستے بالا ہنگت گری کو جا پہنچے، اُنہین دنون جبکہ سلطان والا شان سپاہ فیروزی نشان ساتھ لیے سرگرم حرب و پیکار تھا جو اُس جناب کی والدہ محترمہ کے حضور سے ایک قاصد نے دار السلطنت سے پہنچ کر خلوت مین عرض کیا کہ کشن راو نے بعضے نمک حراموں کو ملا لیا اور بمبئی سے لشکر بھی منگوایا ہی غالب کہ ابتک دار السلطنت مین برا فتنہ و فساد برپا ہوا ہوگا یا آج ہی کل مین ہوا چاہتا ہی، جسکا علاج سہل نہین، جونہین اُس عالی شان نے یہ ماجرا سنا سید صاحب کو انبوہ فوج دریا موج کے ساتھ واسطے تسکین دینے اِس ہنگامے کے دار السلطنت کی طرف روانہ کیا،

ذکر دار السلطنت کے بند و بست و انتظام اور سزاے عمل کشن راو نا فرجام کا، پہنچنا سلطان عالیشان کا دار السلطنت مین، ہنگامہ و فتنہ مچانا نواب نظام علی خان اور مرہٹے کا سلطانی مملکت مین،

جب سید صاحب حضور سے رخصت ہو دو پہر رات کے وقت دار السلطنت کے نزدیک آ پہنچا تو اُسنے اپنی فوج کو ندی کے اسی پار رکھ آپ نور کے ترکے یان سی سوارون سے قلعے کے پاس جا کر آواز دی کہ یارو دروازہ کھولنا، جس پر اسد خان رسالہ دار جو اُس دروازے کی نگہبانی کرتا تھا سید موصوف

کے پہنچنے کو فتح الباب جان کشادہ روئی سے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ تب سید نے
قلعے کے اندر جا کے اپنے سواروں کو بعضے کارخانوں پر تعینات کر دیا اور آپ
سلطان کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو تسلیمات بجا لا کر سرکاری کچہری میں
جا بیٹھا جہاں کشن راؤ کے بھیجے ہوئے دار السلطنت کے قاعدادوں نے آ کر اپنی
وفاداری اور اُس نابکار کی بدکرداری بیان کر کے اُس کے قید کر لینے میں مبالغہ
کیا۔ تب سید مذکور نے ایک عصا بردار کو اُس کے حاضر کرنے کے واسطے
حکم دیا جس پر اُس سرکش نے کہلا بھیجا کہ میں تم سے کچھ سروکار نہیں رکھتا۔
جب اِس جواب سے صاف اُس کافر نعمت کی خیانت ثابت ہو گئی تو حضار
دربار نے سید موصوف کے حکم محکم سے اُس ناپاک کے گھر میں گھس
بیدریغ اُسے تہ تیغ کر کے اُس کی لاش کو ایک مزبلے پر ڈال دیا۔ لیکن مرتے
وقت بھی جلن کے مارے وہ جاتے جاتے یہ چنگاری چھوڑ گیا کہ دیکھنا میں وہ زور
گرم دہکتی آگ چھوڑے جاتا ہوں جو سلطان کے حین حیات تو ٹھنڈی بھی
ہونے کی نہیں۔ الحق زبان اُس کی خالی نہ گئی۔ جیسا اُس نے کہا تھا زبانۂ اُس
آتش فتنہ کا ویسا ہی پھیلا۔ قصہ کوتاہ بعد روانہ ہونے سید صاحب کے اِدھر
تو سلطان نے میر قمر الدین خان کو دس ہزار سوار آمادۂ حرب و پیکار کی سرداری میں
متعین کر کے ارشاد کیا کہ تم قابو کے وقت حریف کے لشکر و بنگاہ پر دو آ مارتے
رہو اور اُدھر آپ دار السلطنت کے بندوبست کے واسطے سید کے پیچھے
کوچ کیا۔ گورنر جنرل بہادر اپنی فوج وغیرہ معیت بنگلور کو گیا۔ سلطانی سپہسالار
نے فوج غنیم کا قصد کر ایسی تدبیر و قدغن کیا کہ چند آوارہ منش سپاہیوں کا
بانات ہی حریف کے چنداول پر جا پڑے اور اُسکے تاراج و غارت کرنے میں کچھ
قصور نکیا چنانچہ پانچ ہزار بیل اناج کی گونوں سمیت اور دو سو سوار پکڑ لائے

غرض کہ ہر روز سلحدارون ہتھیارون وکھسیون کا گویا یہ معمول ہو گیا تھا کہ وے
ٹڈّی کے دل کی طرح انگریز اور مغل دونون کے طلائے اور ہراول پر ٹوٹتے بعضون
کو لوٹتے و بعضون کو تیر و تفنگ سے مار گراتے اور دشمنون کے آنے جانے کی
راہ کو ایسی جو کسی سے روک لیے کر دے بچارے مجبوری کے مارے
اپنے لشکر کی حد سے پانون باہر نہین رکھتے تھے اور جنگ کے مقدّمے مین
تو خود مدد الٰہی اور سورما بہادرون کے جدّ و جہد سے بے حد و نہایت ہی رعب
و دہشت دشمنون کے دلون پر چھا رہا تھا اور وہ گمان غلط جو سلطان کے
بذات خود مقابلے کو نہ آنے کے سبب اُن کو تھا اب ترس و بیم سے بدل
گیا۔ جیسے وے نہایت بدحواس و مضطر تھے، نظام علی خان اور مرہٹے کی تو یہ
حالت تھی کہ اِدھر تو نواب موصوف نے پانگل مین مقام کرا اپنے امیرون
کو ممالک محروسہ کے تسخیر کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ عیسیٰ خان
بارجنگ نے اپنی فوجون سے قلعہ کنچیکوٹہ، نار ہنری، نارمری وغیرہ کو کئی مہینے
بعد عمل کر لیا، اور حافظ فرید الدین مخاطب بمؤید الدولہ لشکر عظیم لیکر گتی کی
جانب چڑھ دوڑا، جہان قطب الدین خان دولت زئی اپنا جمعاو لیکر اُس کے
مقابلے کو نکل آیا، لیکن پہلے دن فیروز ہوا، دوسرے دن پھر اُس نے دشمنون کا
سامہنا کر بڑی دلیری کی، تب وہ حضور مین طلب ہو کر اپنی فوج معیت دار السلطنت کا
عازم ہوا، حافظ مذکور نے جب دیکھا کہ گتی کا قلعہ اُس کے زور سے سر ہونا نظر
نہین آتا تو اُسے خاک سیاہ کر کر دینے کا عزم کیا اور تھوڑی سی محنت و کوشش سے
شہر کر پا اور سدہوت کے قلعے مین اپنا دخل کر چار ہزار سوار، پانچ ہزار پیدل،
نو ضرب توپ سے گرم کنڈے کو جا کر گھیر لیا، اگرچہ بہتیرے حملے کیے، اور بہادر
و نرائی کے حصار کے قلعدارون کو خط فریب آمیز بھیجے، پر وے اقسام طرح کی

آتشباریان کرنے اور بے دھڑک توپ و تفنگ کی شلک مارنے سے اعدا کو
تباہ و روسیاہ کرنے رہے اور اُدھر مرہٹے کے سردار بھی حاکم پونان کے حکم
سے اپنی سرحدون کے قریب کے قلعون کی تسخیر کو مستعد ہو چڑھ آئے،
چنانچہ پرسرام ناظم مرج نے وہاں کے بعضے قلعے اور مکان توڑ کر اور کتنے صلح پر مسخر کر کے
اپنے ملک کے داخل کرلیا، اور بدرالزمان خان قلعہ دھارواڑ کا صاحب صوبہ نو مہینے
تک تو (جب تک ذخیرہ و آذوقہ باقی تھا) اعدا کے نرغے مین رہکر داد شجاعت
و دلیری کی دیتا رہا آخر کو جب گولا باروت اور ذخیرہ چک گیا تب بمجبوری قول
قرار کے بعد قلعہ دشمنون کو حوالہ کر آپ دو ہزار جوانون سے متحصن ہوا، اب
غنیم نے محصّل تعینات کیے کہ خان مذکور کو طوق و زنجیر کر کے پونان روانہ
کیا چاہیے، خان موصوف یہہ خبر سن اُن ابلیس کردارون کے قول قرار پر
لاحول پڑھ اپنے ساتھیون سمیت بڑی دلیری سے لڑتا بھڑتا نگر کی طرف
چل نکلا، اعدا بھی تیغ و تبر لے لے مور و ملخ کی طرح کثرت سے اُن پر آ ٹوٹے،
سلطانی سپاہیون نے ہرچند اُن کے مار ہٹانے مین مقدور بھر قصور نکیا
لیکن آخرکار خان تھوڑے شمار کئی زخم کھا کر گرفتار ہوا اور ہرکوندے مین مقید رہا،
رفقا اُس کے چارپایون کے سمون تلے کچلے گئے، تب تو اُس ضلعے
کے سب قصبے قریے غنیم نے لے لیے، ہری پنڈت پھڑکیا نے ہرپن ہلی کے
رستے آکر اُس کی گردنواح کو ضبط اور شوم شنکر وہان کے راجا کو اُس کے
آبائی راج پر مسند نشین کر صوبہ سرا مین اپنا دخل کرلیا، پرسرام ناظم مرج
نے دھارواڑ، انگولا، نرجان، شانور وغیرہ کے بندوبست سے اطمینان
حاصل کر چیتل درگ مین پہنچ کے وہان کے قلعہ دار دولتخان کے پاس ایک
اقرارنامہ اس مضمون کا کہ اگر تم قلعہ چھوڑ دو تو چار لاکھ روپے کی جاگیر پاؤ اور

اپنے مال اسباب سے بے کھٹکے رہو گے بھیجا، دولت خان نے بظاہر اس امر کو
اقبال کر کہلا بھیجا کہ بہت مبارک شب کو انشاء اللہ تعالیٰ یہ خیر خواہ سامنے آکر
اس مقدمے میں جو کچھ کہنا ہے شاہی خاطر خواہ نجات پر کریگا، حریف اس پیغام پر
خوش ہو کر انتظار کرنے لگا، ادھر دولت خان رات کے وقت دو اسد اللہی
رسالے اور ایک ہزار جری پیدل سمیت قلعے سے نکل اس قصد پر کہ حریف
کے خیمے میں داخل ہو کر شجاعت کا اپنی جوہر دکھلاوے، اُس کے لشکر کو چلا
جب فوج کے بیچوں بیچ جا پڑا تو ایک تفنگچی نے جو شراب کے نشے میں
سرشار تھا بندوق سر کی اُس کی آواز پر اعدا کی تمام فوج خوف سے چونک
کر طیار ہو گئی دولتخان نے بھی دلاوری کا قدم جما پنجۂ بہادری کھول بہتوں کو
بستر نیستی پر سلایا، فوج اعدا منتشر ہو کر اپنے سردار کے ساتھ سرا
کی جانب چل نکلی دولت خان اعدائے دولت کو زیر کر اُس لشکر کا
سارا اسباب لوازمہ، خیمہ اور بان سو گھوڑے، جنگ کے ہتھیار لیکر
بفتح و ظفر نگر کو روانہ ہوا، اب ناظم مرج سرا سے نکل مدگری پہاڑ میں جا
داخل ہوا، وہاں اُس نے اپنے بھانجے مادھو کو مدگری مسخر کرنے کے لیے مقرر کر
آپ رسد کا سامان اور مواشی سمیت انگریزی فوج میں شامل ہونے
کے ارادے کوچ کیا، القصہ اُن دنوں میں کہ انگریز بہادر کا لشکر اپنی فوج کا
انتظام بندوبست کر دار السلطنت کا عازم ہوا، سلطانی سپہ سالار کے پیدل سپاہی
جو مدگری کے جنگل کے درمیان گھات میں لگ رہے تھے غنیم کی فوج پر بہادرانہ
حملہ کر ہر رات اُن کے کان ناک کاٹ بنجاروں سے پانچ چھ سو بیل غلے سمیت
چھین لاتے تھے، جو شخص ناک یا کان کاٹ لاتا وہ ایک ہون پاتا، اور اناج
بھرے سمیت بیل پیچھے پانچ روپے اور گھوڑے کا دس ہون انعام

مقرر تھا، چند آرے سمت اطراف و نواح میں فتنہ فساد مچا کر سپاہ اعدا کو نہایت حیران
و پریشان رکھا کرتے اکثر اہل بنگاہ کو پراگندہ و آوارہ کر دیتے رسد اور ذخیرہ ون
سے لوٹے بھرے سب بیل گاڑے پکڑ لیجاتے، غرض جب انگریزوں کی پلٹن کری گھٹہ
کے سواد میں پہنچی تو بالکل رسد اور ذخیرہ اُن کا چک گیا تھا اور کاویری ندی بھی
بڑے زور شور سے چڑھی ہوئی تھی، لیکن سلطان والاشان نے انگریزوں کی فوج
کے پہنچنے سے پہلے ہی ندی کے سامنے چار پانچ مورچے بنوا لئے، جن میں کئے
سپہسالار مع جوانان پر دل مستعد جنگ ہوئے، گورنر جنرل بہادر نے
صبح تڑکے آگے حملہ کر دو مورچے لے لئے، اور جنرل میڈوس بڑی بھیڑ بھاڑ
ساتھ لے کری گھٹہ کے پہاڑ پر چڑھ دوڑا، تب سید حمید وہان کے سردار نے
اُس پہاڑ پر سے ایسے شلکیں توپ و بندوق کی ماریں جس سے اُسکی جمعیت میں تفرقہ
پڑ گیا اور ہزاروں جنگی جوان کام آنے کے بعد وہ ناکام پھر چلا، اُسی ایام میں
اہل فرنگ کے دو رسالوں نے حسن خان خلیل سپہسالار کی منزلگاہ کی جانب
جو نیچے اُس گڑھی اور قلعے کے تھی دوڑ ماری ہنوز ہلّے کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ اُس
سردار نے اُن پر توپیں چلانا شروع کر دیا اور جب اعدا قریب آگئے، تو وہ،
توپوں کو چھوڑ بقدم استقلال اُن کے سنمکھ برآ مراتب حرب و قتال میں
کمال تردد و کوشش بجا لایا آخر زخمی و اسیر ہو گیا، انگریز کے سپہسالار نے
قلعے سر کرنے کے لئے بہتیری سعی و تدبیر کی لیکن کچھ نہ بن پڑی اور رسد کی
نایابی کے سبب جدھر تدھر الجوع الجوع کی صدا تھی، غلّے کی گرانی کا یہ حال تھا
کہ چاول چھ روپیہ سیر دال چار روپیہ سیر دوے کا آٹا تین روپیہ ہو گیا اور گھی تو
سولہ روپیہ سیر بھی میسر نہ تھا، لشکر والوں کی مارے بھوک اور فاقے کے یہ نوبت
پہنچی کہ سرداروں کے تاکید کرنے سے توپ کشی کے بیلوں کو ذبح کر کر کھانے لگے

گورنر جنرل بہادر نے جب اپنی فوج کے لوگون کی ایسی بری حالت دیکھی
اور یہہ بھی سنا کہ ملیبار کے رستے جو بہت سے آدمی بری رسد لیے آتے تھے
اُن پر غازی خان کی طرف کے غارتگر اور سید صاحب کے سلحدار ٹوٹ کر
سب کو لوٹ مار لشکر سلطانی مین لے گئے تب صلاح و مشورے کے بعد
اُس نے توپ سب زمین مین گاڑ توپ کے سارے جو بہہ آلات و اسباب
کو آگ لگا جلا دیا دبلے دبلے گھوڑون کو مار کری گتھ کے رستے ہو کر کوچ کیا
سلطان نے یہہ ماجرا سن کر بطور خوش طبعی کے چند بہنگی میوہ سرکاری منشی
کے نام سے جنرل کی منشی کے پاس بھجوا دیا حریف کے بعضے سردار اِس
ظرافت کو تاڑ گئے چنانچہ اُن لوگون نے میوہ لانے والون کو انعام اور دو بہنگیان
پھیر دین اور یہہ کہا کہ منشی جنرل بہادر کا یہان حاضر نہین بار کشی کے چارپایون کی
ناداری یہانتک تھی کہ انگریزی پلٹن کے سپاہی جلوی توپون کو کھینچتے تھے اور
ہر روز فجر سے دوپہر تک بہزار خرابی گرتے پڑتے ایک فرسنگ پر جا مقام کرتے یہہ
سوانگ دیکھ بعضے امرا و خوانین دولت خواہ نے حضور اقدس مین عرض کیا کہ
قبلۂ عالم فرصت کا یہی وقت ہے اگر ارشاد ہو تو فدویان ترقی خواہ سپاہ نصرت اشتباہ
ہمراہ لے اعدا کا تعاقب کر ایک ایک کو آستانۂ عالی مین دست بستہ پکڑ لائین لیکن سلطان
عالیشان نے اِس امر کو پسند نکیا خیر گورنر جنرل ہمت کر کے اُتری درگ
کی طرف جا پڑا اُس پہاڑ کے قلعدار بری بھیڑ بھاڑ دیکھ قلعے کی کنجی سمیت
استقبال کو نکل آئے گورنر بہادر نے اُن پر مہربانیان مبذول کین اب ذخیرے
اور مواشی کثرت سے یہان ہاتھ لگے اگرچہ وہ شدت فاقے کی کچھ کم ہو گئی
پر اکثر گورے اناج کے ٹوٹے بھوکھ کے مارے فقط گوشت کھا کھا پیچش کی
بیماریان اُٹھا اُٹھا مر گئے آخرکار وہ سپہسالار کئی بیل منگوا توپین جتوا وہان

سے آگے بڑھا، بعد ایک مہینے کے سوندکیا مین جا داخل ہوا، جہان بہ سرام مرہٹہ رسد کا
سامان اور ذخیرہ لیکر آن پہنچا، جس نے انگریزی فوج کو فاقہ کشی سے بچا لیا،
اور کرنیل ربٹ بہادر بھی رسد وآذوقے کے بہت سے غلے اور مواشی کے گلّے کے گلّے
لشکر مین لاکر گورنر بہادر کے نزدیک سرخرو اور اُس حسن خدمت کے بدلے مین
بانگور وغیرہ کی تحصیلداری پر بحال ہوا بعد اسکے اُس سپہسالار نے کئی سردارونکو
بڑی جمعیت کے ساتھ ماگڑی درگ اور نندی گڑھ مسخر کرنے کے لیے
تعینات کیا، چنانچہ کرنیل گوڈی نے تین پلٹن اور ایک فرنگی رسالے سے جاکر نندی
گڑھ کو گھیر لیا اور کرنیل ربٹ نے بھی مع چھ سو سپاہیون کے بالاپور سے
پہنچکر اُس گڑھ کے لینے مین بڑی کوشش وجانفشانی کی، ہرچند تیر وتفنگ
کا زخم اُٹھایا، تو بھی اٹھارہ دن مین آخر اُسے لے لیا، لیکن دھاوا مارنے کی رات
کو جنرل میڈوس نے مورچے مین آکر اہل فرنگ کو لوٹ کی چیزین اور محصور
عورتین معاف کرکے تاخت کا حکم دیا، محصورون نے مارے غیرت کے پہاڑ پر
سے نیچے آکر اپنی جانین دین، لطف علی بیگ بخشی اور سلطان خان قلعدار
اسیر اور ماگڑی درگ بھی تین دن کی لڑائی مین صلح پر سر ہوگیا،

بانکل کے گرد و نواح سے آملنا سکندر جاہ نظام علی خان کے بیٹے کا مشیر الملک اور بہت سے سپاہیوں سمیت گورنر جنرل بہادر کے لشکر میں تاراج کرنا شاہزادہ فتح حیدر کا مدگیری کی فوج محاصرہ پر، مارا جانا حافظ فریدالدین خان کا گرم کنڈے میں، دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر جنرل بہادر کا سرپر لکپتن پر، مرہٹوں کا وہاں آبڑنا اپنے لشکر لیکر، مصالحہ ہونا ان دونوں ہم عہدوں کی صلاح سے سلطان اور انگریزوں میں معہ اور واردات جو سنہ بارہ سی سات ہجری میں واقع ہوئیں

اُنہیں دنوں میں کہ گورنر جنرل بہادر ناکام پھر گیا سلطان عالیشان نے کاویری ندی کا پانی گھٹ جانے کے بعد شاہزادہ فتح حیدر کو معہ فوج سنگین گرم کنڈے کی طرف رخصت فرمایا اور زرِ تنخواہ ایک سالہ اُس قلعے کے محصورین کی بھی ہمراہ کر دیا، جب شاہزادہ عالی مناقب صوبہ کڑا کی جانب روانہ ہو کاواری اور بوکاپٹن کے جنگل کی پناہ میں سب فوج چھوڑ آپ چیدہ پیادہ و سوار سمیت الغار دوں گرم کنڈے میں جا پہنچا، حافظ فریدالدین جو اُس قلعے کو گھیرے ہوئے پڑا تھا اِس حال سے آگاہ ہو کر مقابلے کو نکلا، شاہزادہ بلند اقبال اور میر علی رضا خان اور دوسرے جانباز سلطانی نے دادِ بردلی کی دے حافظ کی فوج کو منہزم کیا اور اُس کا سر کاٹ لیا، بقیۃ السیف کڑپے کی طرف نکل بھاگے، شاہزادہ مظفر نے اُن محصوروں کا اسباب و لوازمہ قلعے میں بھیج اور زرِ مشاہرہ قلعدار کے حوالے کر آپ مدگیری کی طرف کوچ کیا، سکندر جاہ اور مشیر الملک جو آٹھ ہزار سوار و تین ہزار پیدل لے کر گرم کنڈے سے سترہ کوس پر

سواسن پلی اور پلم باڑی کی نواح مین آ اُترے تھے، وے یہ خبر سن کر وہان
ٹھہرنا مناسب نہ جان پناہ کے لیئے سنگل پالا کے پہاڑون مین جا گھسے، شاہزادہ
رستم دل راتون رات وہان سے چل نکلا اور مرہٹے کی فوج محاصر پر جا پڑا اور
سردارون کے برکات نصرت و فیروزی کے ساتھ حضور مین آ پہنچا، اِنہین
دنون مین میر قمرالدین خان رسد اور مواشی وغیرہ جمع کرنے کے واسطے نگر
کو گیا، اس کے ایک ہفتے بعد، نواب نظام علی خان کے سردار اپنے
لشکر سمیت خان خان ہلی کی اطراف مین گورنر بہادر سے آن ملے، اور جنرل
میڈوس، نندی گڑھ کا قلعہ لے کر کشن گیری سر کرنے کے ارادے پر اجماو
ساتھ لے چڑھ دوڑا، چنانچہ رات کے وقت اُس معمورے پر توٹ اُسے
لوٹ حصار کے دروازے تک پہاڑ کے اوپر بھی جا پہنچا تھا کہ قلعے کے پاسبانون
نے مارے توپ و تفنگ اور بانون کے اسے مار ہٹایا، اور بھگوڑون کا پیچھا
کر کے بہتون کو خاک ہلاک پر سلایا،

بیت

کیا اُنکو اتنا دلیرون نے تنگ
کہ دل سے گیا اُنکے سودائے جنگ

جنرل وہان سے پھر کر اپنے لشکر مین آ پہنچا، اور کرنل کوبری نے نندی گڑھ سر
ہو جانے کے بعد اپنی فوج سمیت آ کر پہلے تو قلعدار کو کچھ روپیے دے ملا لیا اور قلعے
کو قبضے مین لا اُس مین تھانہ بٹھا وہان سے کوچ کیا، جب برسات کے دن گذر گئے،
گورنر جنرل بہادر ناظم حیدرآباد کی فوج سمیت سرنگپٹن کے مسخر کرنے کے
قصد سے بڑی بڑی منزلین طی کرتا کوچ بکوچ گری کورے مین آ داخل اور ناظم کی فوج
کو پیچھے رکھ اُن مورچون پر جو سپہدارون کی چوک سے خالی پڑے تھے دھاوا کر

دخیل و قابض ہوگیا، بلکہ شلنگین مارتا آر دوے خاص کی طرف آگے بڑھا، تب سلطان نے جو اپنے لشکر سمیت ندی کے اسی پار تھا اور جاسوسون نے اُسے فوج اعدا کے پہنچنے کی خبر بھی نہین پہنچائی تھی، مجبور ہو حکم دیا کہ اطراف و نواح سے پیدل تفنگچی اور کہاندار مجتمع ہو کر دار السّلطنت کی پاسبانی و حفاظت مین سرگرم رہین اور خود سوار ہو جان نثارون کو ہمراہ لے اعدا کے مقابلے کا قصد کیا، لیکن رات کی تاریکی کے سبب لشکر والے اپنے بیگانے کو نہ پہچان آپس ہی مین لڑ پڑے، اُس وقت امام خان قندھاری اور سپہدار میر محمود شیرازی اپنی فوجون سے دشمن کا رستا چھینک بھر مقدور اُنھین مار ہٹاتے رہے یہان تک کہ آخر کو دونون شہید ہوے، اِس عرصے مین جنرل میڈوس نے بڑی دلیری سے چڑھائی کر شہر گنجام کا قلعہ اور لال باغ جو خندق اور کھائی کے سبب نہایت حصین و استوار تھا پر اُس شب اُسکی برجیان دیوان مہدی علی خان کے قریب سے جس نے حصار کے دروازے پر اُس کے پاسبانون کو تقسیم مشاہرہ کے بہانے بدون حکم حضور کے اکٹھے کیا تھا خالی پڑی تھین ایک ہی حملے مین لے لیا، سلطان نے جب یہ خبر سنی آپ تو ساری فوج سمیت دار السّلطنت کی طرف کوچ کیا اور دو اسد اللّٰہی رسالون کو اُس مورچے کے چھڑا لینے کے واسطے جسے انگریزون نے رات کے وقت لے لیا تھا تعینات فرمایا، جب روز روشن ہوا وے شیران بیشۂ ہیجا مورچے پر حملہ کر قلعے کے پاس جا پہنچے، لیکن چون گورنر جنرل بہادر وہان موجود تھا اُس کے سپاہیون نے اُن بہادرون کو وہان تک پہنچنے نہ دیا، ہر چند کئی بار اُن لوگون نے حملے کیے پر کچھ مفید نہوا، اکثرون نے جام شہادت کا پیا، باقی جوان قلعے مین پھر آئے، سلطان نے قلعۂ دار السّلطنت کی اطراف و جوانب مین توپ و منجنیق اور نوع بنوع کے آلات آتشبار نصب کر ہر ایک

جانب پاٹ بانون کو بٹھا ہوا اور سب میسور کو روانہ کر دیئے، دو پہر دن ڈھلے برگرام
اور ہری ہندت تو دونون اپنا لشکر لے چرکولی کی نواح مین آ اُترے اور فولاد
جنگ و شیر الملک نے اپنی فوجون سمیت موتی تالاب پر پہنچ کے ڈیرا کیا،
چونکہ سب کو معلوم ہو چکا تھا کہ زمانہ محاصرے اور مقابلے کا طول کھینچیگا، خاتمہ جنگ
کا سچ مین نہین ہوگا اور ایک خلقت ماری پڑیگی، نظر برین تینون امیر ہم عہد
اپنے اپنے واسطے مصالحے کی فکر مین تھے، اور گورنر جنریل بہادر ایک مورچہ
تو گنجام سے ورے قلعے کے دکھن اور دوسرا قلعے سے پورب ندی کے
اس پار بنا جنگ کو آمادہ ہوا، سلطان نے ایسے تین قوی عدو کے ساتھ
ستیز و آویز صلاح وقت نجان بعضے خیر اندیشون کی مصلحت و راے پر گورنر
جنریل بہادر کے پاس وکیلون کو معہ بہت سے تحفے ہدیون کے بھیجا،
تاوے میل ملاپ کی بنا ڈالین، چنانچہ اُن کے پہنچنے پر گورنر بہادر نے
سلطان کے ساتھ مصالحہ کرنے کو غنیمت سمجھا پر جنریل میڈوس
اس امر مین راضی نہو کر بڑی ردبدل کے بعد سپہسالار سے رخصت لے
گرتھ سنار پیٹا کی نہر پر چڑھ دوڑا، وہان سید غفار سپہسالار قدم استقلال
گاڑ فوج اعدا کے سمنکھ ہو بہادرانہ کوششین کر آخر اُن پر غالب ہوا، حریف
عاجز ہو کر پچھلے قدم ہٹ گئے، لیکن پھر دو ساعت بعد جب سپاہ منصور کھانے
پکانے مین مشغول اور دشمن کے حملے سے غافل تھے انگریز کے سپاہیون
نے قابو پا کے اکبارگی ہلا کیا اور سچ مین سپاہ منصور کو پاشیدہ کر اُن کی جگہہ
لے لی، اسپر سید حمید اور فاضل خان سپہدار اپنی جمعیت سمیت اُس
سپہسالار ہزیمت خوردہ کی مدد کو پہنچے اعدا پر ایک بہادرانہ حملہ کر اُس سپہدار
کو اُس کی جگہہ پر پھر قایم کیا، انگریزون کے دو ہزار سپاہی مارے پڑے، باقی

اپنے لشکر کی طرف چلے گئے، اُسی رات کو جنرل میڈوس نے اپنے ڈیرے
مین آکر پسطول بھر کر اپنے اوپر سر کیا پر گولی اُسکو نہ لگی، تب وہ دوسرا طپنچا طیار
کر کے چھوڑنے پر تھا کہ اتنے مین کرنیل مالکم جنرل اجنظ نے پہلی ہی آواز سن
اُسکے خیمے کے اندر جا کر پسطول اُسکے ہاتھ سے لے لیا اور اِس سرگذشت
سے سپہسالار کو آگاہ کر دیا، تب سپہسالار نے اُس کے ڈیرے مین
جا کے اُس کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہا کہ ہرچند قلعے کا تسخیر اور سلطان کا اسیر کر لینا کچھ
دشوار نہین، مگر چون سرداران ہم عہد جو سلطان کے ملک و مال مین کمپنی کے
ساتھ شرکت رکھتے ہین کمپنی کا بہت ہی کم فایدہ نظر آتا ہی اِس لئے میری
دانست مین تو بہتر تدبیر یہ ہی کہ سر دست اُسّے صلح کر لین، اتنا سن کر
جنرل تسلّی پذیر ہوا، قصّہ کوتاہ تینون ہمعہد سرداروں کی صلاح و مشورے
سے مصالحے کی صورت اِس طور پر ٹھہری کہ سلطان تین کروڑ کا ملک اُنھین
چھوڑ دے اور نقد تین کروڑ روپیے دے، اور اِن روپیون کے وصول ہونے
تک دو شاہزادون کو بطور اوّل کے گورنر جنرل بہادر کے پاس بھیج دے، غیر
سلطان دور اندیش نے جو نکہ اپنی سلطنت کے تمام کارخانون مین نمک حرام
ارکان دولت کی سستی و غفلت کے سبب سے خلل دیکھا بہ مجبوری موافق اِن شرطون
کے بارامحال، سالیم، انور امنگری، سنکلی درگ، دنڈیگل، کلیکوٹ وغیرہ ملک
انگریزون کو، اور کرپا، تارپتری، بادمری، باآاری وغیرہ، نواب نظام علی خان کو، اور
نتب بھدرا ندی کے اُسپار کا سارا ملک مرہٹے کو حوالے کر نقد کروڑ روپیے
تحفون ہدیون سمیت بھیج دیا، اور حسب الطلب گورنر جنرل سلطان عبد الخالق
اور سلطان معز الدّین کو بڑے تجمّل و حشم سے غلام علی خان کی اتالیقی مین، اور
میر علی رضا خان کو ایلچیگری مین اُس کے پاس روانہ کیا، انگریزون کے شرکا اپنے

حصے کے روپئے لیکر اپنے ملک پھر گئے، گورنر بہادر نے معہ شاہزادگان بلند اقبال مدراس کی طرف کوچ کر کرنیل ڈفٹن کو شاہزادون کا خانسامان مقرر کیا جو اُن کی زمانِ شان با اعزاز و اکرام بجا لایا کرے، انگریز بہادر کے پاسبان کل سلطنت خداداد سے برخاست ہو کر بادار محال وغیرہ کے انتظام و بند و بست کے لیئے روانہ ہوئے، سارے ملک میں امن چین ہو گیا، جب جنرل بہادر مدراس جا پہنچا تو اُس نے قلعے کے اندر ایک امیرانہ حویلی شاہزادون کی اقامت کے واسطے خالی کروا اُنھیں اُس میں رکھا اور سارا ضروری اسباب و لوازمہ طیار کروا دیا، نواب محمد علی خان بھی شاہزادون کی دل جوئی و خاطرداری کرتا اور نت نئے میوے بھیج بھیج دوستی کو بڑھاتا تھا،

کوچ کرنا سلطانی فوجون کا اطراف کے راجاؤن کی تنبیہ کو، بند و بست ممالک محروسہ کا، قلعۂ دارالسلطنت کی تعمیر معہ اور حالات سن بارہ سی سات ہجری کے،

اُسی تاریخ سے کہ تینون امراے ہم عہد (یعنے انگریز، نظام علی خان، مرہٹے) اپنے اپنے ملک کو گئے، سلطان عالیشان ممالک محروسہ کی مُہمّات اور تفتیش احوال میں اپنے عمّال اور کارگزارون کے متوجہ ہوا، جب اُن میں سے ہر ایک کے عہدون کا اُسنے حساب لیا اور تفرقہ بادریافت کیا کہ مہدی خان مدار المہام، کرناٹک کے کئی ساہوکارون اور دوسرے نمک حرامون کے ساتھ متفق ہوا اطاعت کی حد سے پانو باہر نکال کر چاہتا ہی کہ اپنے آقا کی سلطنت کو تباہ کرے، انہین کم بختون کی صلاح سے، تو بہن جن میں ریت کیچڑ بھری گئی تھی عین جنگ کے

وقت بیکار پڑی تھین۔ پس ایک ایک کے عملون کی سزا دے کر گھر اُن ناعاقبت اندیشون کے لٹوا دیئے، لیکن میر محمد صادق علی کہ ایک ہی نمک حرام اور ظالم نافرجام تھا پھر منصب دیوانی پر قائم ہوا، گویا گرگ مردم خوار کوشبانی ملی تب وہ قابوجی گرگ کہن جو اپنی معزولی کے وقت سے عداوت قلبی سلطان کے ساتھ رکھتا تھا اکثر پرانے وفادار نمک خوار امیرون سرداروں کو ہیچ پوچ دلیلون سے سستی و غفلات کی تہمت لگا حسب الحکم والا قتل کرنے لگا، اُنہین دنون بعضے امیرون اور جاسوسون نے حضور عالی مین خبر پہنچائی کہ دارالسلطنت کے اُتر جانب ہر ایک اطراف و نواح سے مفسدون اور جبّارون نے بغاوت پر سر اُٹھا فتنہ و فساد کا قدم بڑھا ممالک محروسہ کے رعایا کی اذیت و ضرر پر کمر باندھی ہی چنانچہ ترہنسی راجاؤن کی طرح ایک شخص نے اپنے تئین مرگسی راجاؤن کی اولاد مین ظاہر کر مدگیری عمل کر لیا اور دوسرا ارتن گیری لیکر سرگرم جنگ و جدال ہی اسی اثنا مین سیّد محمد خان چیتل درگ کے آصف یا تحصیلدار اور دولت خان وہان کے فوجدار نے حضور مین عرضی گذرانی کہ ایک اجنبی آدمی جو بعضے کے نزدیک راجا ہرپن ہلّی کے خاندان مین ہی اپنے کو بسپانائک مقتول قرار دیکر سرداری کا دعوا کرتا ہی بلکہ اُس نے چار ہزار پیدل جوان جمع کر کے ہوجنگی درگ اور کوتور گڑھ کو جو صوبہ ہرپن ہلّی کے متعلقات سے ہی اپنا مسکن و مامن ٹھہرایا ہی سلطان نے سنتے ہی ان خبرون کے سیّد صاحب کو تو بڑی جمعیت سے مدگیری وغیرہ کی جانب شقاوت نشانون کی تنبیہ کے لئے اور میر قمرالدّین خان کو بڑی فوج کے ساتھ ہرپن ہلّی کے راجا بدبخت کی گوشمالی کے واسطے تعینات کیا، خان موصوف وہان جا اُس گڑھ

کو سرکرہو جنگی درگ پر چڑھ دوڑا، تب سپاہ سلطانی کے دفع کرنے مین وہ
مکار سرکش قلعے کو غلّے اور جنگی آلات سے سجا دو ہزار پیدل لیکر
سات مہینے تک مقابلہ کرتا رہا، آخر ایک دن خان مذکور جوش مین آ اپنے
جوانون جمعیت اُس حصار کے مسخر کرنے کو سوار ہوا، بہادران نصرت مند
نے دشمنون کے جماؤ کا کچھ بھی کھٹکا نکر اُس مردود کافر سے کینہ کشی کا قصد
کیا، بلکہ نہایت پردلی کی راہ سے فصیلون کنگرون پر چڑھ کر کوس و نقارہ بجایا،
پر کافرون نے بھی خوب ہی جرأت کر داد جنگ کی دی اور خان مذکور کو زخمی
کیا، مگر آخر کار بہت سی پریشانی و سرگردانی اُٹھا کر اُس شقی کو چار سی کفار
جمعیت اسیر کیا شوم شنکر بھتیجا نائک مقتول کا جو مرہٹون کی پشتی کے
سبب ہربن ہلی کے اکثر تعلّقون کو عمل کر نارائن گڑہ مین رہتا تھا یہ خبر سن کر
دوڑ آیا، خان موصوف نے تھوڑے اسیرونکو عبرت کے لیئے ہاتھ پانو کاٹے
اور بہتون کو خوجا کروایا اور ہربن ہلّی وغیرہ پہاڑ کے قلعون کو ڈھا کر وہان سے
مراجعت کی، بیر جنگ صوبہ دار جو چیتل درگ مین پناہ کے لیئے آ رہا تھا اُسنے
اُن اطراف کا قصد کر آنی گنڈی اور کناگری مین اپنا دخل کر لیا، بلکہ کناگری کے
راجا ہری نائک کو بھی قولنامہ بھیج کر بلوا اور اُس کے تعلقے کی واگذاشت
کی سند مع خلعت اور ایک ہاتھی چاندی کی عماری سمیت دے کر اُسے مطیع
کیا چنانچہ نایک مذکور بندگان سلطانی مین داخل ہوا اور سیّد صاحب
موصوف اکثر گمراہون کے کان ناک کاٹ پھر آیا اور سیّد حمید سپہدار اپنے
حسن خدمت کے عوض نوبت نقّارہ فیل مع سنہری عماری اور نواب کا
خطاب پا کر حیدر نگر کا ناظم مقرّر ہوا، قصّہ کوتاہ اُس اطراف کے حکّام کو جب
یقین ہوا کہ سلطان عالیشان سے عداوت رکھنی اپنے پیرون پر آپ کلہاڑی

ماری ہی، اس لیے اپنی حرکتون سے نادم ہو فرمان بردار و مطیع ہو گئے، اور
بگوڑ کا راجا بہ سبب گورنر جنرل بہادر کی سفارش کے لاکھ روپیہ سالیانہ
خراج واگذشت کی شرط پر اپنے تعلقے کی سند حضور سے پا کے اپنے راج
مین بحال رہا، انہین دنون سلطان عالیشان نے سلطنت کے عمدہ کار پردازون اور
عاملون کی تغیر و تبدیل موقوف کر ایک معقول تدبیر ٹھہرائی کہ ہر برس تعلقون اور
پرگنون سے آصف لوگ اپنے اپنے دفتر کے عملے فعلے سمیت ذی حجہ کے مہینے
کے اندر، بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو عید قربان کی نماز ادا کرنے کے بعد، منبر کے
سامھنے، قران شریف سر پر لیکر اس بات کا مچلکا دین کہ آیندہ ہم سب کے سب
زنہار حاصلات کے روپیہ مین خورد برد اور اُسکے بھیجنے مین تاخیر نہین کرنے کے
اور البتہ غریب غربا رعیت پرجا کو بھی نہین ستاینگے بلکہ منہیات کے تارک ہو کر
امانت و دیانت سے صلاح و سلامت روی کی چال اختیار کرینگے، اگرچہ یے خدا
فراموش یہان تو ان شرطون پر راضی ہو خدا کا کلام درمیان لا عہد و پیمان کرتے
لیکن جب اپنے پرگنون پر جاتے تو وہان سب دین و ایمان کا پاس بکھو رکھ وہی ظلم
و ستم قدیم کو عمل مین لاتے، اِس لیے سلطان نے کہ بالطبع اُس کو
ہندؤن کی قوم سے نفرت تھی اہل اسلام کو جو لکھنے پڑھنے مین فی الجملہ سواد رکھتے
تھے جمع کر اُن کو میرزا بان دفتر اپنے دیوان کا بنایا اور بالکل دفتر خانون کا حساب
کتاب فارسی خطون مین مقرر کروائے، اور علی ہذا القیاس اپنی سلطنت بھر مین
ہر پرگنے پر اُنہین مین سے ایک آصف یا تحصیلدار اور ہر ایک محالون مین جہان
سے ہزار ہون کی آمد تھی جداگانہ ایک ایک عامل، سررشتہ دار، مجموعہ دار،
امین، خزانچی مامور کیا اور ہندو قانون گویون کو ایک قلم موقوف، لیکن
تو بھی بے سیانی قوم اپنی معاملہ دانی کے سبب (یے اِس کے کہ اُن کا حال

حضور میں معلوم ہو عاملون اور آصفون کے ساتھ گاؤ ت ملاوٹ کر کاروبار
عملداری میں دخل کرنے سے باز نہیں آئے تھے یہان تک کہ آصف اور عامل
لوگ ملکی بندوبست کا بار اُنھیں پر ڈال کر آپ تو رات دن ناچ راگ میں
مشغول رہتے اور اِدھر یہ ناہنجار سارے تعلقون کو خاطر خواہ تاراج کر آدھون
آدھ محاصل تو آپ اُڑا لے جاتے اور آدھا آصفون کے پاس
پہنچاتے، ہر چند اُن کے اِس خورد برد کرنے کے اخبار خارج سے حضور میں
گوش گذار ہونے پر سلطان اِس راہ سے کہ اُن دنون اُنھیں ظالمون کا دور دورہ تھا،
دیدہ و دانستہ طرح دے جاتا، علاوہ اِس کے وہ دین پناہ دنیای دون سے ایسا دل
برداشتہ تھا کہ اُمور ملکی میں اُن دنون چندان توجہ بھی نہیں رکھتا، اکثر اوقات
نماز و تلاوت قرآن اور تسبیح و وظیفے میں اشتغال رکھتا اور بے نمازون اور بدکارون
کو دل و جان سے دشمن جانتا، عاملون اور قلعہ دارون پر اِس مراتب کی تاکید
کے باب میں فرمان صادر فرماتا، چنانچہ ایک فرمان فارسی عبارت میں لکھا ہوا
سن ۱۷۹۲ء کا جس پر مہر بھی اُس بادشاہ دین پناہ کی تھی کلکتے میں برٹش کرسپ
اِسکوبرے کرنیل جان مارس صاحب کے حکم سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا جس کا
خلاصہ یہ ہی کہ ہر ایک عاملون اور قلعہ دارون کو چاہیئے کہ کیفیت مشاہرہ مقرری
اور زمین معافی یعنے لاخراجی قاضیان شہر وغیرہ اور مسجدون کے خطیبون اور
موذنون کی حضور میں بھیجے اور مطابق سند اُن سبھونکے عمل کرے اور وہاں کے
مسلمانون کے لڑکونکے اکٹھا کرنے اور علم سکھانے میں سعی و اہتمام کرے
اور دین لین کے باب میں ایمانداری اور راستکاری اختیار کرے اور احوال
لڑکون کے تربیت اور تعلیم کا حضور میں بھیجے اور قاضی مسائل سکھانے میں
دین اور اسلام کے مشغول رہے اور نئے مسلمانون کا نام اسامیون میں اہلی

اسلام کے لکھے اور سوائے قاضی کے دوسرا کوئی مسلمان نکرے اور جہان مسجد نہو وہان پانچ گنبذ والی مسجد بنوا وے اور خطیب کی تنخواہ دس ہون مقرر کر بعوض تنخواہ کے اسقدر زمین دیوے کہ محاصل اسکا برابر تنخواہ کے ہو اور علاوہ اُسکے اسقدر زمین وقف کردے کہ حاصلات سے اُسکے روشنی اور فرش وغیرہ مسجد کی بخوبی انجام پاوے اور مسلمانون کے لڑکے بالونکی تربیت اور تعلیم کے لئے اور پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے واسطے رہنے والون پر وہان کے تاکید کرے اور اگر کوئی رعیتون مین سے مسلمان ہووے تو اُسّے خزانہ باغ اور شالی زمین کا لے اور خراج اُسکے رہنے کی زمین کا معاف کرے اگر وہ نومسلم تجارت پیشہ ہو تو اُسّے سوداگری کے مال کا بھی محصول نلے القصّہ جب سلطان عالی ہمّت بسبب تعصّب دین و نہایت مصروف ہونے سے امور دینی کے مہمّات مین شہریاری اور عاملون وغیرہ کے تدارک و تفتیش سے دست بردار ہوا تب سب اپنی اپنی جگہہ پر بیباک ہو گئے اور چونکہ اُس سلطان دین پناہ کی تمامتر یہی نیّت تھی کہ سارے اہل اسلام اُس کی فیض بخشی سے بہرہ ور ہون اور چھوٹے لوگ بھی اِس طبقے کے بڑے درجون پر ترقی کرین اِس جہت سے اُس کی سلطنت مین بہت سے رخنے پیدا ہوئے بالکل عمائد و خوانین بدظن ہو آپس مین مل متصدّر فساد و شر کے ہوئے میر صادق مذکور تو جہات خسروانہ کے باعث سب چھوٹے بڑے پر اپنے مکر و فریب کا سکہ چلانے لگا یہانتک کہ رفتہ رفتہ سارا ملک اور تمام سلطنت کے مہمات اُسی کے اختیار مین ہو گئے جب وہ اِس درجے کو پہنچا تو ایسا عُجب و رعونت اُس کے دماغ مین سمایا کہ اکثر ملکی و مالی مہمّون کو غیر مرضی سلطان کے فیصل کرنے لگا

سر تابعہ ممالک محروسہ مین فتنہ و ہنگامہ مچا، بڑے بڑے امورات اپنی خاطر خواہ انجام کرنا سحر و نیرنگ کے زور سے سلطان کو مسحور کر دو دو بست سلطنت کے بند و بست مین کسی کو دخل نہ دینا، صوبون مین بیہودہ و بیجا حکومتون کا فرمان بھیجنا، کارخانجات شاہی کی خبرین، رعایا کا احوال ملک کے واقعات و واردات حضور مین گذرنے نہ دینا، سلطانی ہوا خواہ سب کے سب یہہ رنگ ڈنگ دیکھہ تنگ آئے، صلاح نیک کے بتانے اور کلمہ خیر کے کہنے سے خاموش ہوئے، اُنہین دنون مین سلطان نے قلعہ دار السلطنت کے بنانے کا ارادہ کر طرز نو اُس کی بنیاد ڈالی اور پرانے قلعے کو توڑ کر دریا کی جانب ایک حصار سنگین معہ گہری کھائی اور برج و فصیل کے اور دکھن کی طرف پانچ حصار استوار بنا گیا،

بخیر و عافیت مراجعت کرنا شاہزادون کا سن بارہ سی آٹھہ ہجری مین مدراس سے، مقرر ہونا کچہریون کا اسمای حسنا کے حساب سے، سرفراز ہونا اراکین کا میر میزان کا لقب پا کر، آنا ایران کے شاہزادے کا غربت و آوارگی کی حالت مین، سرانجام پانا شاہزادون کی شادی کدخدائی کا با دیگر وقائع جو اس شادی کی ابتدا سے لیکر بارہ سو بارہ تک ظہور مین آئے،

جب دونون شاہزادے ایک برس کئی مہینے چیناپٹن مین مخالفون کے پاس رہکر اُنھین اپنے ساتھہ موافق بنا اور میعاد کے روپیے تمام ادا مین لا بدرمالی مقدار کی قدمبوسی مین حاضر ہوئے، شاہ دین پناہ نے اُن کے

ساتھ آنے والوں کو نوازشات خسروانہ سے سرفراز کر کے رخصت کیا اور بزم شادی و سرور آراستہ کر کے سب امیروں اور منصبداروں کو الطاف شاہی اور مناصب عالی سے معزز و ممتاز کیا،

مثنوی

بیفزود شان پایۂ عزّ و جاہ بانعام شہ گشت خرّم سپاہ

ہمہ خوشدل و شاد و خرّم شدند ز بار عطا جملگی خم شدند

عمدہ اور نامی ملازموں نے میر میران کا خطاب پایا، سلطانی کارخانوں کی کچہری اسمای حسنیٰ کے شمار سے جو ننانوے ہیں بنی، اور ہر کچہری پر ہزار سپاہ تعینات ہوئی، اکثر مشائخ پیرزادے جو سپہگری کے فنون میں محض ناواقف تھے بارگاہ سلطنت میں پیش و سُر خرو ہو کر میر میران اور صاحب نوبت و نقارہ ہو گئے، موتی اور جواہر کے طرّے بھی جڑاؤ پدک سمیت اُنھیں ملے، اسی اثنا میں شاہزادہ ایران بسبب آقا بابا خواجہ سرا کی بیوفائی اور استیلا کے اپنا ملک چھوڑ غربت کی منزلیں طی کر حضور میں شاہ دین پناہ کے آیا، اُس دریا نوال نے سلوک و مدارات شاہانہ کی پاسداریاں کر پوشاک خوراک فرش فروش اور امیرانہ اسباب کے علاوہ، دس ہزار روپیہ ماہواری اُس کے واسطے مقرر کیے، اور چونکہ تمامتر اُس عالی ہمّت کی یہہ خواہش تھی کہ سلاطین اہل اسلام باہم متّفق و موافق رہیں اِس لیے اُسنے بیغرض بارادۂ خالص اپنے کتنے ایلچیوں کے ہمراہ بہت سے تحایف اور اقبال کو شکوہ اور ایک نامہ محبت بنیاد کمک و امداد قبول کرنے کے باب میں والی کابل زمان شاہ درانی کے پاس روانہ کیا، جس پر اُس بادشاہ عالیجاہ نے بھی اُن قاصدوں کو گرانمایہ خلعتیں اور بہت سا انعام اکرام عطا فرما کر وہان کے تحفوں ہدیوں اور اُس مکتوب کے جواب

نصیحت جو امورِ محبت کی درستی اور صداقت کی اُستواری پر مشتمل تھا
رخصت کیا۔ اُنھین دونون سلطان نے باقتضاے اخوت دینی ایک ہی دسترخوان
عام پر اپنے سب خوانین و امیرون کے ساتھ شیر برنج خاصہ نوش جان فرما کر
زبان مرحمت بیان سے یہ ارشاد کیا کہ چونکہ ہم تم سب کے سب دینی بھائی ہین
لازم ہی کہ شریعت کا پاس کر کے کینے کو سینے سے نکال کر زبان و دل سے
باہم متفق رہین اور فی سبیل اللہ جہاد کے لیے شہادت کی نیت پر کمرِ ہمت
کو باندھین بعد اِسکے سب کو لال لال خلعتین عطا کر فرمایا کہ یارو جہاد دوا اِسکو
جامۂ شہادت سمجھو۔ پر افسوس کہ وے سیہ دلان آخرت فراموش باوصف
اس قدر الطاف شہریاری کے خیرخواہی و وفاداری کی چال ہی بھول
گئے۔ اب سلطان دین پناہ کی خوشی یہ ہوئی کہ بتقریب کدخدائی
شاہزادگان اقبال نشان، جشن و نشاط کی مجلس آراستہ کرے چنانچہ
اِس امرِ خیر کے سامان و سرانجام کے باب مین حکم عالی صادر ہوا۔ سلطنت
کے کارپردازون نے سارا اسباب و لوازمہ طرب کا طیار و آمادہ اور
سب شاہزادون کے لیے خاندان عالی کی صاحب عصمت نیک بخت بیٹیان ٹھہرا
کر بدستور شاہانہ اُنھین تحت عروسی و دامادی پر جلوہ گر کیا۔ اِسی ہنگام
میمنت انجام مین ایران کا شاہزادہ حضور سے رخصت ہوا، جسکو سلطان
نے انواع طرح کی تواضع و خاطرداری اور بہت سے نقد و جنس کے
ساتھ وداع کر فرمایا کہ لازمہ محبت یہ ہی کہ انتظام ایران کے بعد ہم تم
زمان شاہ سے اتفاق کر ہند اور دکھن کے بندوبست مین کوشش کرین
چنانچہ اُسنے بھی اِس امر کا اقبال کر وعدہ کیا۔ چونکہ قبل اِسکے اکثر
میر صادق نطفۂ حرام کی زبانی کبحردی اور بداندیشی ہندیون کی جو

فی الحقیقت نمک حلال اور جان نثار تھے اور اسی لیے وے لوگ اُس
مردود حاسد کی آنکھون مین کانٹے کی طرح چبھتے تھے، حضور مین مذکور ہوئی تھی، سو
ان دنون سلطان بسبب پاس خاطر اُس لعین کے اپنے وے فدائیون کو
جورو لڑکے سمیت شہر بدر کیا، بعد اسکے اپنی راے عاقبت بین کے
فتوے پر سریرنگپٹن، کولار، ھسکوٹا، دیون ہلی، صوبہ سرا، تنجاور اور
بڑے بالاپور کے باشندون مین سے قوم اشراف دس ہزار آدمی شیخ
سید چن کر زمرہ خاص (جیسا انگلستان مین ملکی امورات کے انجام و انصرام کے
واسطے پارلیمنٹ مقرر رہی) اُن کا نام رکھا، اشخاص اس گروہ کے بتدریج
ہر ناسہ سلطانی کارخانون پر اقتدار پاکر دخل و تصرف بیجا کرنے لگے، چنانچہ ایک
اُن مین سے میر ندیم تھا جو باوجود ناتجربہ کاری کے دارالسلطنت کی
قلعہ داری کا اختیار رکھتا تھا، سلطان کو تو اُس زمرے کے لوگون پر بڑا اعتماد تھا،
حالانکہ وے ناتراشیدے اگرچہ بحسب ظاہر اطاعت و فرمان برداری
مین سرگرم رہتے پر در پردہ میر صادق ہی کا کلمہ پڑھتے تھے اور اِس
نامعقول نے اپنے آقا کی سلطنت تباہ و خراب کرنے کے لیے پہلے تو اکثر
لشکر کے سردارون اور امیرون کی تنخواہین گھٹانے اور اُنھین
اُن کے درجے سے گرانے کے سبب فوج کے توڑنے مین کمر باندھی، بعد
اسکے کلام اللہ درمیان دے سلطان کے دل کو اپنی طرف سے بے کھٹکے کر
سارا دربار کا دربار اپنا کر لیا یہانتک کہ میر عرض، بعضے مصاحب اور
امیر و صغیر اور کل نقیب و یساول، ملازم و جاسوس وغیرہ کوئی بے اُسکی
صلاح و مرضی کے حضور مین کچھ عرض معروض نکرتا، عرضیان خواہ ملکی خواہ مالی
مقدمات کی جو ممالک محروسہ سے پہنچتین بغیر حکم حالی کے وہ آپ ہی پڑھکر

بہاتر ڈالتا اور اپنی طرف سے کچھ لکھکر حضور مین بھیج دیتا، دوسرا امیر آصف
میران حسین جو ایک ہی مالیخولیا، ناکارہ و شراب خوار تھا کہ تعلقون اور محالون
کے درمیان ننگی طوائفون کے کندھے، پالکی پر کچہری مین پھرا کرتا بلکہ کبھی
قوالون اور لولیون کو بلوا اُنکو ننگا کروا آپ بھی وہ مسخرا اُن کے ساتھ
اسی ہیئت سے اس سوانگ مین شریک و شامل ہوتا، انہین
ناسمجھون کے اقتدار و اختیار دینے کے سبب ملک و سلطنت کے انتظام
مین ایسا اختلال آیا کہ باج و خراج کا آٹھوان حصہ بھی خزانے مین داخل نہوتا، فرامین و
پروانجات دارالسلطنت کے سوا اور صوبون تک پہنچنے نپاتے، اسی
ایام مین دندوجی واگ مرد بہادر چار سو دو اسپہ سوارون سے مرہٹے اور
نظام علی خان کے ملک اور ممالک محروسہ مین اپنی بہادری اور نہب و تاراج کا
ڈنکا بجا رہا تھا، سلطان نے اُسے بلوا بھیجا، چنانچہ وہ اپنے سوارون سمیت
حضور مین آ زمرے مین امیرون کے داخل ہوا پر شیطان مجسم میر صادق نے
اُسکے گرانے مین سلطان کی نظرون سے ایسے حیلے اُٹھائے کہ آخر کو اُس
بیقصور کی طرف سے بدگمان ہو کر حضور اعلا نے اُسے مقید اور مسلمان
کر ملک جہان خان بہادر شیر جنگ خطاب دیا اور اُسکے سوارونکو
لشکر ظفر اثر مین بھرتی کر دس روپیہ روز اُن کا مقرر کیا، اور جب کچھ دنون
بعد اُس بیگناہ کو سوارون کی کچہری کا کام تجویز کر اُسکی مخلصی کرنے کو فرمایا
تب وزیر کژدم نہاد، نیش زنی کی راہ سے حضور مین یون عرض پرداز ہوا،
کہ ایسے دلاور کو اس کام کا مختار کل بنانا ملکداری و شہر یاری کے
مصالح سے دور ہے، خدا نکرے اگر اُس سے کسی طرح کا شر پیدا ہو تو
پھر تدارک مشکل ہوگا، یہ التماس اُس مردود کا درگاہ سلطانی مین مقبول

ہوا اور وہ خیر خواہ ترقی طلب بدستور سابق زندانی کیا گیا، حاصل کلام وہ پلید اپنے فسون کا ایسا اثر دیکھ ہر ایک کام میں اپنے مطلب ہی کے موافق عمل کرنے لگا، چنانچہ غازی خان رسالدار کو بھی، جو بلا شبہہ وفادار جان نثار تھا بیوجہ اُس حرامی نے مشیر الملک کے ساتھ سازش کی تہمت لگا سلطان کے حکم سے مقید و اسیر کیا،

فوجکشی کرنا جنرل ہارس کا سرینگپٹن پر بموجب حکم لارڈ مارنگٹن بہادر اور مشورے ابو القاسم خان شوشتری اور مشیر الملک بہادر دیوان حیدرآباد کے، لڑائیاں واقع ہونی سلطان اور اِس سپہسالار کے درمیان، مسخّر ہو جانا دار السّلطنت کے قلعے کا، شہید ہونا سلطان کا چوسن بارہ سی تیرہ میں واقع ہوا،

اُن دنوں سلطان عالی مقام نے (جو مالکی کاموں کو بے صلاح و مشورہ انجام کیا کرتا اور اس باب میں خیر خواہوں کا کہنا سنتا اُسکی جناب میں مقبول نہیں ہوتا تھا) دو سفیر تحفے ہدیوں سمیت ایک کو زمان شاہ کے پاس معہ خط محبّت نمط بھیج کر آئین دوستی تازہ کیا اور دوسرے کو سلطان روم کے حضور میں روانہ کیا، اسی عرصے میں مودس بندر سے کئی فرانسیس جن کا موشیر بوسی سر غنہ تھا حضور میں آن پہنچے، چونکہ انگریزوں اور فرانسیس کے درمیان سات برس سے اُن کی ولایتوں میں جنگ و حرب کا ہنگامہ برپا ہو رہا تھا اِس لیے یہاں اُن فرانسیسوں کے وارد ہونے سے انگریزوں کے دل میں دھڑکا پیدا ہوا چنانچہ اُن لوگوں نے تدارک سلطنت خداداد کی بیخکنی کے لیے تدبیریں

اور فرانسیس کے آنے کو اپنے پڑھائی کرنے کا بہانہ ٹھہرا مشیر الملک اور
میر عالم کی صلاح سے یہ حوال بہ روداد لارڈ مارنگٹن بہادر کے پاس جو کلکتے مین
تھا لکھ بھیجا، لارڈ ممدوح تو ایسی فرصت کے وقت کا طالب ہی تھا چھٹ پٹ
گورے کی چار پلٹن ہمراہ لے شعبان کے مہینے مین مدراس مین داخل ہوا اور
یہان سے اُسنے فوجین اکٹھی کر جرنیل ہارس کے ساتھ سرینگپٹن کو مسخر کر لینے
کے قصد پر آگے روانہ کر دین، اُدھر حیدرآباد سے کرنیل راپٹ اور کرنیل
ڈالس بھی چار پلٹن صمیت آکر جنریل مذکور سے ملحق ہو گئے، اور میر عالم
آٹھ ہزار سوار ساتھ لے اور روشن رای معہ چھ پلٹن، انگریز کی فوج مین
آملے، اب لارڈ موصوف نے اتمام حجت کے لیے حضور مین سلطان کے
پہی در پہی کئی مکتوب اس مضمون کے بھیجے کہ اتفاق و دوستی کے آئین
مین عہد شکنی پر کمر باندھنی جایز نہین، مقتضاء محبت و خلوص کا تو یہ ہی کہ پہلے تو
اِن کئی فرانسیس تازہ واردون کو اِس مخلص کے حوالے فرمایئے، اور دوسرا
التماس یہ ہی کہ انگریز بہادر کی طرف کا وکیل بارگاہ سلطانی مین حاضر رہا کرے،
اور تیسرا یہ کہ کوڑیال بندر، منگلور تھاور وغیرہ قلعے جو جہازون کے آنے
جانے کی جگھین ہمین سرکار انگریز بہادر کو چھوڑ دیجیئے، اِن اِلتماسون کا پذیرا ہونا
کمال میل ملاپ کا باعث ہوگا، خیر اِس درخواست کا منظور کرنا تو مشکل تھا،
لیکن چونکہ میر صادق کم بخت کے ورغلانے کے سبب مزاج عالی طریق مصلحت
اندیشی سے بہک رہا تھا ایک بھی اُن خطون کا جواب بھیجا نگیا، تب جنریل
مذکور، لارڈ صاحب کے حکم بموجب، جنریل فلایڈ اور جنریل برجس وغیرہ
صمیت رمضان شریف کی دوسری، سن ۱۲۱۳ مین کوچ در کوچ رائے کوٹے
مین آپڑا، بعضے خودغرض اور میر صادق کذّاب نے جناب والا مین عرض کیا کہ

انگریز اور نواب نظام علی خان جسکے ہمراہ کئی چار پانچ ہزار جوان ہونگے چڑھے آتے ہیں پر اقبال شاہی سے خبر بتہ یہی کہ حاکم یوں ان سے نہیں ملا ہی سلطان نے یہ خبر سن کر پورنیا میر میر ان کو فوج سنگین کے ساتھہ اور دوسرے میر میران کو دشمنون کے مقابلہ کرنے کو روانہ کریہان آپ بھی امیران اور سپاہیان جنگجو کے جمع ہونے کے باب مین حکم دیا جب میر میران مذکور انگریز کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا سوار اُسکے منتشر ہو کر جنگل کے آمرے مین آ کھڑے ہوئے اور ادھر انگریز کے رسالے جنگ کو مستعد ہوئے تب سلطانی جوان بھی حلقہ باندھ حرب و ضرب پر آمادہ ہو گئے جنریل بہادر نے آنیکل کی نواح مین ڈیرا ڈالا تھا کہ سلطان کے سوارون نے اُسکے بناقدارون پر دوڑ مار اکثرون کو تہ تیغ کیا جسکے بدلے بچارون نے شاباشی اور تحسین کی جگہہ میر میران سے گالیان انعام پائین کر احمقو کیون تمنے ایسی سبقت و جرأت کی اس لعن طعن سے وے سب کے سب تاڑ گئے کہ سردار نہین چاہتے ہین کہ ہم لوگ جانفشانی کی راہ سے دشمنون کے ساتھہ لڑین بناچار ان بہادرون نے اُس دن سے لڑنے کا قصد چھوڑ پنڈارون کی طرح فوج اعدا کے آگے پیچھے چلنے القصہ جب سارا لاؤ لشکر عالم شاہی کے سائے تلے اکٹھا ہوا سلطان نے تختگاہ سے کوچ کر چن پٹن کے سواد کو خیمہ گاہ بنایا کیونکہ اسی راہ سے دغاباز قابو جیون نے انگریزی پلٹن کے آنے کا پتا دیا تھا پر وہان اور ہی بھول کھا یعنے جنریل مذکور اُدھر سے بات کرنا تحان ہلی جا پہنچا سلطان نے یہ خبر سنتے ہی الغار ون گلشن آباد کی سرحد مین پہنچ اعدا کا نا کا کاٹ جنگ و حرب کا تہیا کیا اور حریف بھی مستعد جنگ ہوئے

317

نظم

صف جنگ آراستہ وان ہوئی — جہان مین قیامت نمایان ہوئی
ہوا گبر ہو کر غبار زمین — گیا تا سر سقف چرخ برین
ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش — کر یکسر پریشان ہوا مغز و ہوش
مقابل ہوئی جب سپاہ عدو — تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو
ہوا گرم ہنگامۂ کشت و خون — ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
بہت دیر تک ضرب بر ضرب تھی — الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی

ہر چند اُس دن وفادار اور خیرخواہ سردار لوگ جو سچے فدائی و جان نثار تھے اور میدان جنگ مین مارے جانے کو میر صادق سیہکار کی حکومت کے عار سے افضل جانتے تھے، صف جنگ مین پانون جما جما دل کھول قرار واقعی لڑے اور بہادرانہ خونریزی کرتے رہے چنانچہ قریب تھا کہ معاملہ جنگ کا اُسی دن یکسو ہو جاے مگر غضب یہ ہو گیا کہ میر قمر الدّین خان کو سلطان والاشان نے اپنا معتمد و خیرخواہ جان کر غنیم پر حملہ کرنے کے لیے مقرر کیا اور وہان اور ہی مطلب تھا یعنے چونکہ اُس بدنہاد کو کار آزمودہ بہادرون کا ضائع و برباد کرنا منظور تھا اِس واسطے وہ سلطانی فوج کے چیدہ چیدہ جوانون کو ہمراہ لے جنرل بہادر کے توپخانے پر حملہ کیا مقابل ہوتے ہی آپ الگ ہو گیا، ساتھ والے اُسکے بندوق و توپ کی ایک ہی باڑ مین اُڑ گئے، باقی ماندہ سپاہ وہان سے بچ نکلے، انگریز فتح پا کر خوش ہوے، اتنے مین خبر آئی کہ بمبئی سے انگریزی کئی پلٹن بکثرت لوازمہ رسد کا لیے جنرل استوارٹ کے ساتھ دارالسّلطنت کو چلی آتی ہی، تب سلطان نے یہ تدبیر کی کہ کئی سردار کو مع سپاہ جرار دشمن کے سامھنے رکھ آپ اُسکے پیچھے سے ساری فوج سمیت پہنچکر جنگ کا علم دیا جس ہر ایک جانب سے تو

سید غفار جو بہادری اور دولت خواہی مین بے بدل تھا حریف کے لشکر پر ٹوٹ پڑا اور دوسری طرف سے نواب حسین علی خان نے جا کر بڑے ہی زور شور سے جنگ و جدل کا دمامہ بجایا اور بہت سے میر میران نے بھی دشمنون کے دفع کرنے مین بڑی بڑی کوششین کین بھانک کر مارے تلوار و توپ و تفنگ کے اُنھین بھگا دیا،

بیت

هوا اُس گھڑی اسقدر کشت و خون　　کہ حیرت مین تھا چرخ فیروزہ گون
زد و کشت اُس دم ہوئی اسقدر　　کہ میدان ہوا بحر خون سر بسر

انگریز سامھنا کرنے سے عاجز ہو اپنے بعضے مال و متاع سے ہاتھ دھو جنگل مین گھس گیے، فتح مند بہادرون نے تعاقب کرنے مین خوب ہی سعی کی، نواب محمد رضا خان حضور سے رخصت ہو کر شیر نر کی طرح اپنی جمعیت سمیت اُن پر جا گرا قریب تھا کہ فوج مخالف بالکل تباہ ہو جاے لیکن چونکہ خواہش ایزدی یہ تھی کہ اہل اسلام کی شکست ہو، اتفاقاً ایک گولی نواب مذکور کو لگی، جسّے فی الفور اُس کا کام تمام ہوا، سلطان نے اُس کی لاش دار السلطنت کو روانہ کر آپ دشمن کے مدافعے پر کمر باندھی، اتنے مین جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ اعدا کا لشکر مقابلے سے باز آ کر کلیکوٹ کی جانب کوچ کر گیا، اِس حال کے سننے سے سلطان اپنے دار السلطنت کو تشریف فرما ہوا اور جنرل ہارس قلعے کے پچھم جانب اُتر پڑا، دوسرے دن انگریز کے رسالون نے حملا کر کئی مورچے جو سلطان کے حکم سے قلعے کے سامھنے بنائے گیے تھے تر بعتر کے اکثر جوانون کے نقصان ہونے کے بعد لے لیا، اُسی دن نواب حسین علی خان نے صف

اعدا پر بڑی جوانمردی سے حملہ کر جام شہادت نوش کیا انگریز کے سپاہی
قلعے کے پچھم طرف ایک مورچہ بنا کر حصار کے توڑنے میں نہایت کوشش
بجالائے، سلطان نے جب اُس فساد کے سبب جو دارالسلطنت کے گردبگرد
برپا ہوا تھا امورات سلطانی کا ہرج مرج معلوم کیا اور دارالسلطنت سے نکل جانے
یا مصالحہ اختیار کرلے کو ہمت و حوصلے سے شہریاری کے خلاف جان تقدیر
الٰہی پر راضی و شاکر ہو کر ننگ و ناموس کی غیرت سے محل سرا کے چاروں
طرف ایک گہری کھائی کھدوا اور باروت بھروا طیار کروا رکھی کہ مبادا اگر یا سا الٹا
پڑ جائے اور قلعہ دشمنوں کے ہاتھ آجائے تو اُسے آگ لگا کر اُڑا دے، تا
اُسکے زن و فرزند مخالف کے ہاتھ نلگیں بعد اسکے حفاظت برج اور فصیل
دارالسلطنت کے قلعے کی زمرۂ خاص پر چھوڑ خود بدولت و اقبال نے حرب و قتل کا
ارادہ کیا اور میر قمرالدین خان کو جو ایک ہی شتر کینہ تھا بہت فوج کے ساتھ
انگریز کی پلٹن کے رسد لانے والوں اور جو فوج کہ آنکے کمک کو چلی آتی تھی لوٹ
لینے کے واسطے بھیج دیا، اور یہ بھی حکم کیا کہ شاہزادۂ کلان سلطان فتح حیدر،
سب لشکر اور پورنیا میر میران وغیرہ سمیت کری کٹ کے میدان میں حرب
پیکار کے لیے مستعد رہے، چنانچہ سلطانی سوار اس حکم کے موافق کبھی کبھی
انگریز کی پلٹن کے اِدھر اُدھر گشت کرنے مگر لڑنے کے واسطے چونکہ اُنکے
سرداروں کا حکم نتھا افسوس کے مارے ہاتھ مل مل دانت پیس پیس
رہ جاتے، قصہ کوتاہ بمبئی کی فوج نے بہادرپور کے گردنواح میں پہنچ کر نزول کیا،
چونکہ غازیوں کا سوائے جہاد و حرب کے کچھ اور کام نتھا، ہر روز وے
مسلح ہو فوج دشمن پر یوں پڑتے جیسے شمع پر پروانہ ٹوٹ پڑنے اور اشرار کے
شعلہ فساد و شر کے بجھانے میں مردانہ کوشش کرتے، چونکہ ہوا زمانے کی

ڈالنی بھی تھی، خلاف مطلب ہی اُن کے پیش آنا چنانچہ سید غفار جو مہتاب باغ مین انگریزی فوج کا رستا روکے پڑا تھا میر صادق اور دوسرے مفسد و فتنہ انگیزون کی صلاح سے وہ جان نثار سردار وہان سے قلعے مین طلب ہو آیا اور دوسرا اُس کی جگہہ پر گیا، تب تو انگریزون نے اُسی دن ایک ہی حملے مین اُسے لیکر قلعے پر گولون کی بارش برسائی، سلطان نے اُس وقت ہوشیر بوسی کو حضور مین یاد فرما کر اُسّے پوچھا کر اب کیا علاج کیا چاہیئے، اُسنے عرض کی کہ خاکسار کی دانست مین تو مناسب یہہ ہی کہ یہان حریف کے دفع کرنے کو لشکر تعینات کر آپ خاص سوارون کا دستہ اور خزانہ و زنانہ ساتھہ لے قلعے سے سرا اور چیتل درگ کی جانب تشریف لیجائین، خواہ نمکحوار کو ساتھیون سمیت انگریزون کے حوالے کر دین جس مین کسی طرح یہہ بکھرا مت جائے نہین تو قلعے کی سرداری و پاسبانی اِس فدائی اور ہوشیر لالی کے ذمّے مقرّر ہو، سلطان نے جواب دیا کہ اگر تم سے شخص کی سلامتی کے واسطے ہماری ساری سلطنت بھی تباہ و برباد ہو جائے تو کچھ غم و الم نہین، بعد اسکے خسرو والا مقام نے میر صادق نمکحرام کو بلا کر قلعہ داری کا اختیار ہوشیر بوسی اور ہوشیر لالی کے سپرد کرنے کے مقدّمے مین صلاح پوچھی اُس پاجی نے اپنی خواہش کے موافق یون اظہار کیا، جناب اقدس مین خوب روشن ہو گا کہ اِس قوم نے کسی کے ساتھہ وفاداری کا طریقہ نہین نباہا، آپ بیشک جان لیجئے کہ قلعہ کا اختیار انہین ملتے ہی اُس مین انگریزون کا دخل ہو گیا، کیونکہ بلحاظ جنسیت کے یہ گورے گورے دونو ایک ہی ہین، مثل مشہور ہی، سگ زرد برادر شغال، جب اِس طریق سے اُس کج رفتار موذی نے عمل خبر مین بھاجی مار سلطانکو اُس راست رسی کے چلنے سے روک رکھا، اُس عالی شان نے فلک کی

طرف آنکھ اُٹھا ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بول اُٹھا توکلا علی اللہ برحمہ مرضی مولیٰ
برہمہ اولیٰ۔ قصہ کوتاہ قلعے کی دیوار ٹوٹنے تک کی بھی کسی نے حضور میں خبر نہ دی۔
آخر جب ذیقعدہ کی ستائیسویں کو خارج سے بعضے حرام خواروں کے قصور کی خبر
گوش مبارک میں پہنچی۔ اُسکے دوسرے دن صبح کے وقت سلطان نے کئی
نمکحراموں کا نام خط خاص سے ایک کاغذ پر لکھ اور اُسے لپیٹ کر امیر معین الدین
کے ہاتھ میں دیا اور بتاکید ارشاد کیا کہ آج ہی کی رات اِس حکم کو بجا لایا چاہیے۔
جسمین کارخانہ سلطنت کا قائم رہے۔ وہ بیچارہ فلک ستمگر کی کجرویوں سے
بے خبر عین دربار ہی میں اُس نوشتے کو کھول کر دیکھنے لگا۔ قضا کار سلطانی
فراشوں سے ایک فراش جو لکھنے پڑھنے کا سواد رکھتا تھا اور وہان حاضر تھا۔
کہین اُس نے کن انکھیوں سے دیکھ لیا کہ سب سے پہلے اُس چھوٹے نمکحرام
میر صادق کا نام لکھا تھا۔ نت یہ خبر ہو بہو اُسے پہنچا دی کہ حضرت سلامت
دیکھتے کیا ہیں۔ آج رات کو آپ کے اندھا بنانے میں حکم سلطانی صادر ہوا ہے
اتنا سنتے ہی اُسکی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ تب اُس خرنا مشخص نے اپنے
بچاؤ کی تدبیر کر دوپہر دن کے وقت قلعے کی ٹوٹی النگ کے پاسبانوں کو تقسیم
تنخواہ کے بہانے سے بلا مسجد اعلا کے پاس اُنکو جمع کیا۔ اتفاقاً جب وہ مردود قابو کے وقت
کی تاک میں تھا جو سلطان اُسی مہینے کے اٹھائیسویں سوار ہو قلعے کی ٹوٹی دیوار
دیکھنے آیا اور بیلداروں کو اُسکے درست کرنے کے لئے حکم دیا اور فصیل
پر ایک شامیانہ اپنے واسطے کھڑا کروا وہان سے پھر دولتخانے میں آ
حمام کو گیا۔ جب نجومیوں اور میر غلام حسین منجم نے بھی تقویم اور
زیچ کے رو سے اُس دن کی نحوست دریافت کر کے عرض کیا کہ آج
اڑھائی پہر تک جناب عالی کے حق میں ساعت نہایت نحس ہی نظر ہین

مناسب تو یون ہی کہ شام تک حضرت لشکر مین تشریف رکھین اور کچھ صدقہ ذات مبارک کا خدا کی راہ مین دیا جاے ؛ سلطان نے پہلی بات کو تو قبول نہ کیا مگر صدقہ جس سے زمینی و آسمانی بلا مندفع ہوتی ہی اُسکے اسباب کی طیّاری کا حکم دیا جب غسل سے فراغت کی باہر آکر ایک ہاتھی کالے مخمل کے جھول سمیت جسکے چارون کونون مین کئی سیر موتی جواہر دو یا سونا و نیلم و یاقوت باندھ دیا گیا تھا مستحقون جمعدارون کو مرحمت کیا اور محتاج درویشون کو بلوا دو یا اشرفی کپڑے خیرات کر خاصہ منگوایا جو نہین ایک لقمہ تناول فرما دوسرا اُٹھا منہ تک لایا تھا کہ اُسکا کھانا نصیب نہوا کیونکہ لوگون نے اِسی بیچ مین واویلا کرتے ہوئے یہ خبر سلطان کو پہنچائی کہ سیّد غفّار وفادار نے ذات عالی پر اپنی جان کو نثار کیا ؛

نظم

سنی شاہ ٹیپو نے جب یہ خبر — کہ سید ہوا قتل وقت سحر
یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال — کہ دولت کا میرے اب آیا زوال
دل زار سے کھینچکر آہ سرد — لگا کہنے یون شاہ بارنج و درد
ہوا غم سے سیّد کے مین سوگوار — خوشی آتی نہین زندگی زینہار
نہین چاہتا تاج اور تخت اب — شہادت کا پیاسا ہون اب تشنہ لب

سلطان اوہین کھانے سے دست بردار ہو بیخودی کے عالم مین بول اٹھا آہ آہ ہم بھی آفتاب لب بام پا بر کاب کوئی دم کے مہمان ہین ؛

بیت

عدم مین قافلہ سب ہمرہون کا جا پہنچا
مثال نقش قدم ہم ہین واپسینون مین

اور طاؤس نامے گھوڑے پر سوار ہو در یچے کے رستے سے علم بندی کے
طرف تشریف لے گیا، ادھر قابو جو دشمنون نے اُس سید کے شہید
ہوتے ہی قلعے پر سے سفید رومال گھما گھما انگریز کے فوج والون کو جو باؤلی
کنارے اکٹھے ہو حملا کرنے پر آمادہ تھے آگاہ کر دیا چنانچہ دو پہر دو گھڑی دن
کے وقت انگریز کی پلٹن اُسی ٹوٹی دیوار کے رستے قبل اسکے کہ سلطانی
جوان دوسری النگ کی برجون فصیلون پر جمع ہو کر خبردار ہو جائین چڑھائی کر
تھوڑی سی تگ و تاز مین قلعہ سر کر لیا ہر چند قلعے کے بہادرون نے بھی تگ و دو
شروع کی اور تلوار و تبر لے لے راہ گھیر لی تھی، لیکن ہر طرف سے ایسا
شور و ہنگامہ مچ گیا کہ ہرگز تدارک اُس کا نہو سکا، یہانتک کہ اس جانب
سے سبھون کے پانو اُکھڑ گیے، اسی بیچ مین اُس پاجی قابو جی نے
خاص سواری کو مورچے کی طرف جاتے دیکھ پیچھے سے پہنچ اُس دریچے کو
جو شاہ دین پناہ کے پھر آنے کی وہی راہ تھی بند کر دیا اور آپ کمک لانے کے
بہانے سے گھوڑے پر چڑھ قلعے کے باہر نکل اپنا رستا لیا، گنجام کے تیسرے
دروازے پر آ کر دربانون کو کہا کہ خبردار میرے جانے کے بعد تم چپ چاپ
جلد دروازہ بند کر لینا، وہ تو یہ کہہ آگے بڑھا تھا کہ سامھنے سے ایک سپاہی ملازم
سلطانی آ کر اُسے لعن طعن کرنے لگا، کہ ای روسیاہ راندۂ درگاہ یہ کیسی بے حمیتی
ہی کہ تو ایسے سلطان دین پرور اور محسن عالی گوہر کو دشمنون کے جال مین
پھنسا اپنی جان بچائے لئے جاتا ہی، ٹھہرا رہ روسیاہی کے کاجل سے اپنا منہ
تو کالا کرلے یہہ کہتا ہوا کمال طیش سے ایک ہی وار مین اُسکو آب تیغ
سے شربت اجل پلا زین سے زمین پر مار گرایا، لاش اُسکی چار دن بعد قلعے کے
دروازے پر بے کفن دفن کی گئی شہر کے لوگ ابتک بھی آتے جاتے

قصداً اُسکی قبر پر تھوکنے پیشاب کرنے اور ڈھیر کی ڈھیر برائی جوتیان ڈالتے ہین

بیت

یقین جانیو تم کہ زیر فلک
رہی اُس پہ لعنت قیامت تلک

میر معین الدین گھائل ہو خندق مین گر کر مر گیا، اور شیر خان میر آصف کا تو پتا ہی نہ لگا کہ کیا ہوا، جب شہرباز شریعت شعار نے معلوم کیا کہ اب شجاعت و دلیری کا وقت گذر چکا، نمک حرامون نے صریحاً بیوفائی و دغا کی تب اُس دریچے پر آکر ہرچند اُسکے کھولنے مین دربانون کو حکم دیا پر وے سب نمک حرامون نے جان سن کر تغافل کیا اور حیرت تو اِس مین ہی کہ خود میر ندیم قلعدار بھی سپاہیون سمیت اُسی دریچے کے پیچھے کھڑا تھا، لیکن اُس ملعون نے بھی حق نمک کا مطلق لحاظ نکیا، القصہ جب حریف حملہ آور شلک مارتے ہوئے قریب آپہونچے، سلطان شیر دل نے بڑے تہوّر سے اُن پر حملہ کیا اور باوصف چپقلش و تنگی کے کئی شخص کو تلوار سے مار آپ بھی کئی زخم کاری منہ پر کھا انجام کار ساقی اجل کے ہاتھ سے جام شہادت کا پیا، اب اہل اسلام کے حال کا تباہ و خراب ہونا اور اُن کے مال و ناموس کا لوٹا جانا کیا لکھین،

لیکن فرانسیس لوگ خاص محلسرا کے دروازے پر اکٹھے ہو حملہ آورون کے اُوپر شلک مارنے لگے، آخر وے بھی جنگ سے باز آئے، جب تو سارا خزانہ اور مال و اسباب شاہانہ جو شمار و حساب سے زیادہ تھا انگریزون کے ہاتھ لگا جتنے اُن کے سپاہی جو تہیدست و بے اسباب و سامان ہو رہے تھے غنی و مالدار ہو گئے، شاہزادے معہ زنانہ محل اور کریم شاہ اسیر و دستگیر ہوئے، مگر سلطان فتح حیدر سر لشکر جو کل فوج و اصطبل اور فیل خانہ و سلطنت و تجمل کے

لوازمہ صحبت گری گت کی نواح مین اقامت گزین تھا اِس ماتم جگر سوز کی خبر سن کر وہان سے روانہ ہو چند روز اسے پٹن کی جانب چلا گیا، انگریز کے سردارون نے بڑی تلاش سے دوسرے روز سلطان شہید کی لاش پایا، رات بھر درمیان پالکی کے، توشکخانے مین رکھا، صبح کے وقت سب شاہزادون دیمون خدمت گزارون کو اُسکے آخری دیدار سے مشرف کر تجہیز تکفین کا حکم دیا، سلطان شہید لال باغ مین نواب مغفور کے مقبرے کے اندر مرقد آسایش مین سویا دنیا کے درد و رنج سے خلاص ہوا، اور نمک حرامونکے مکر و فریب سے رہائی پایا اللہ اللہ خدا کی شان کو دیکھا چاہیے کہ فلک دوّار کے ایک ہی دورے میں اُس قدر شان و شوکت اور تجمل و حشمت کسی نے بچانا کہ کیا ہوا اور کدھر گیا،

بیت

بیک گردش چرخ نیلوفری   نہ نادر بجا ماند نے نادری

مثنوی

یہی رسم و آیین چرخ بلند   کہ گاہے رکھے شاد گہ دردمند
جہان مین کسیکو نہین ہی قرار   کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
کرے نامدارون کو دم مین تباہ   کرے سربلند انکو یون پست آہ
گدا ہووے یا شاہ تاج و سریر   قضا سے کسیکو نہین ہی گزیر
جہان مین بجز پاک پروردگار   نہین ہی کسیکو بقا زینہار

قطعہ

کدام دوحۂ اقبال سر بچرخ کشید   کہ صرصر اجلش عاقبت زبیخ نکند
کرا نہاد فلک تاج سروری بر سر   کہ بند حادثہ بر دست و پای او نفگند

لے کی ہیتین جنکا اخیر مصرع اس واقعے کی تاریخ پر ناطق ہی بطور مرثیے کے لکھی گئین؛

مثنوی

ٹیپو سلطان شہید شد ناگاہ ۔۔۔ جان خود داد فی سبیل اللہ
بد ز ذیقعدہ بیست و ہشتم آن ۔۔۔ کہ شدہ روز شنبہ حشر عیان
ہفت ساعت ز صبح بگذشتہ ۔۔۔ خون ز دیوار و در روان گشتہ
زیست پنجاہ سال با اقبال ۔۔۔ بادشاہی نمودہ ہفدہ سال
داشت در دل ہمیشہ عزم جہاد ۔۔۔ گشتہ آخر شہید حسب مراد
آہ تاراجے مکین و مکان ۔۔۔ خون بگریند ای زمین و زمان
شدہ خورشید و مہ بگریہ شریک ۔۔۔ آسمان شد نگون زمین تاریک
چون غم او بحز و کل دیدم ۔۔۔ سال ماتم ز درد پرسیدم
گفت ہاتف ز نیم آہ بہ تفت ۔۔۔ نور اسلام و دین ز دنیا رفت

اور اس مصرع سے بھی وہی تاریخ نکلتی ہی ع حامی دین شہ زمانہ برفت
میر غلام حسین منعم نے جو تاریخ کہی تھی وہ یہ ہی

نظم

شاہ ما چون بملک برتر شد ۔۔۔ حاضر مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ ۔۔۔ نسل حیدر شہید اکبر شد

مادہ تاریخ کا آہ نسل حیدر شہید اکبر شد ہی؛

ایک ہفتے بعد میر قمر الدین خان جو خدا سے ایسا دن مانگتا تھا خوشی خوشی جنرل کی خدمت مین حاضر ہو اپنی جاگیر گرم کنڈے کی بابت کا سوال جواب اُنکا کر سند بحالی پا کے ہشاش بشاش وہان چلا گیا؛ سلطان فتح حیدر نے بھی انگریز کے سپہسالار اور دوسرے سرداروں کی زبانی چکنی چپڑی باتین اس باب مین کر وے

اُسی کو تخت پر بیٹھائینگے سن کر لڑنے کا ارادہ دل سے شاد یا اگرچہ شجاعان کار پرداز جیسے ملک جہان خان جو سلطان جنّت آشیان کے شہید ہونے کے بعد قید سے مخلصی پاکر اُس کے حضور مین حاضر ہوا تھا اور سیّد ناصر علی مبر مبران وغیرہ نے اُسے انگریزون کے ساتھ ملنے کو منع اور لڑنے کے لئے رغبت دلاکر عرض کیا تھا کہ سلطان والاشان نے صرف اپنی جان رضامندی خالق مین نثار کی ہی اب بھی تمام ملک اور محکم محکم قلعے اور قلب جگہین سرکاری گماشتون کے اختیار مین ہین اور فوج بھی فضل الٰہی سے موسماز و سامان جنگ آراستہ وآمادہ ہی اگر مملکت ستانی اور داد شجاعت دینی منظور رہی تو بسم اللہ بہی وقت کار ہی اور ہم مین سے ایک ایک لڑنے اور جان نثاری کو مستعد وطیّار، پر وہ حید رخصال باوجود کمال بہادری اور جوانمردی ذاتی بے گے ور غلانے سے پورنیا دیوان کے جو اُس سلطنت کا زوال چاہتا تھا اور دوسرے خود غرضون کے اُنھین کی مرضی اور دم کے موافق چلا اور ذرا بھی اپنے سمجھے فدائیون کا کہنا نہ مان سلطنت و ریاست سے ہاتھ دھو جنریل ہارس کی ملاقات کو قلعے مین چلا گیا، اور وہان انگریز کے کار پردازون نے یہ بیش بندی کی کہ ظاہراً میسور کے تخت سلطنت پر وہین کے راجاؤن کی اولاد سے پانچ برس کے ایک لڑکے کو بٹھلا، تیس لاکھ ہون کی تحصیل کا مالک، پورنیا نا ر دار کی دیوانی مین اُسکے ام لگا دیا، اور سب شاہزادون اور خانوادہ شاہی کو معہ اُس مغفور کے بھائی نواب کریم شاہ اور اُسکے علاقہ دارون کے راے ویلور کی طرف روانہ اور ہر ایک شہزادے کے واسطے بیش قرار مد خرچ مقرر کیا،

پھر بعد اِسکے جنریل ممدوح بہمہ وجوہ بے کھٹکے ہو چیتل درگ تک پہنچ تمام کوہی لعون اور مکانات کو اپنے اختیار مین لاکر بلی رپڈ اور جنریل فلائڈ وغیرہ معیت

ولایت کو روانہ ہوا، اور گتی، رتن گیری، مرگسی، بھرپن ہلی، انی گندی، پنوکنڈا،
مرگ سرا وغیرہ جگہین جو سلطان شہید کے ملکون سے نواب نظام علی خان
کے حصے مین دی گئین تھین بارہ سی پندرہ سنہ ہجری کے درمیان پھر
انگریزی سرکار مین ضبط ہو گئین،

بیت

زمانیکا ہر دم ہی رنگے دگر
کبھی شام ہی اور کبھی ہی سحر

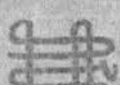
ملک جہان خان بہادر جو سلطان فتح حیدر کی ذات سے قطع اُمید کر فقط ایک گھوڑا جو آرے نکلا تھا تھوڑی ہی عرصے مین اُسنے اپنے حسن تردد اور قوت بازو کے بدولت ترقی کر بیس ہزار سوار و پیدل جمع کر کے درمیان کشتنا اور تنب بھدرا ندی کے خروج کیا، ببر جنگ وغیرہ بھی اُسے مل گئے تھے، تب اُس شیردل نے کولاپور مین، ایک ہی بہادرانہ حملے سے کھوکھلا مرہٹہ اور پرسرام ناظم مرچ کا سر کاٹ لیا، بعد اسکے کتنے دنون تک تو انگریزی لشکر کا سامہنا کر کر لڑائی بھڑائی مین رہا، ہرچند اُس ایام مین اور بھی بہت سی فتحین اور غنیمتین حاصل کین لیکن چونکہ وہ کوئی ایسا قلعہ نہین رکھتا تھا جس مین ضرورت کے وقت پناہ لے اور انگریزون کے مقابلے کا جواب دے، دو برس بعد کرپا اور کرنول والے پٹھانون کی چوک کے باعث کوتال بھوکی نواح مین انگریزی سپاہ کے ہاتھ شہید ہوا، اور زمانے مین سوائے نام کے کچھ اور نچھوڑا، میر قمر الدین خان جو باپ کی جاگیر پا کر بڑا متکبر ہو گیا تھا شامت اعمال کے سبب کو آڑھ پھوٹ ناشاد و نامراد ہو موا، اور کتنے سلطانی سردار جیسے بدر الزمان خان، غلام علی خان، علی رضا خان اور کئی میر میران اور سپہدار اور غلام علی خان بخشی وغیرہ عوض میر

اپنے حق السعی کے جو اُنھون نے شہریار دین پناہ کے ملک و تبار کے خراب کرنے مین کی تھی بھاری تنخواہین کنپنی انگریز بہادر کی سرکار سے پاتے ہین، واہ رے ہمّت و دیانت و پاس اسلام حمیّت، اِسی سن مین نواب فتح علی نام نواب کریم شاہ بہادر کا بیٹا خروج کر مرہٹّے کے ملک کو چلا گیا،

بیان اخلاق و اطوار اور آئین حکمرانی اُس سلطان دین پناہ فردوس آرامگاہ کا،

ہرچند اخلاق و اوصاف حمیدہ اُس چشم چراغ دودمان سلطنت کے مشہور ہین محتاج بیان کے نہین مگر بطریق یادگار یہان مختصر لکھے جاتے ہین، کہ وہ مغفور ہر ایک علم سے بقدر ضرورت بہرہ ور تھا، انشاپردازی مین صاحب سلیقہ، دانائی اور فرزانگی مین اپنے زمانے کا ایسا یگانہ، کہ مہمّات ملکی کے انجام کرنے مین کسی کی رہنمائی کا محتاج نتھا، سیرتین اُسکی پسندیدہ اور اطوار سنجیدہ تھے، ہنرمندون اور صاحب علمون کا قدردان، مسلمانون کی غور پرداخت مین بدل متوجّہ فجر سے دوپہر رات تک دربار مین بیٹھتا نماز صبح کے بعد کلام مجید کی ہمیشہ تلاوت کرتا ہروقت باوضو رہتا اور تسبیح ہاتھ مین رکھا کرتا، غرّے ماہ مُحرّم سے تیرھوین تک مسند کا بیٹھنا چھوڑ دیتا، ملکی اور خانگی امورات کا عشرہ مُحرّم مین مطلق دھیان نکرتا، راتون کو تلاوت قرآن کیا کرتا، مسکینون فقیرون کو کھانا کپڑا اچّھا اچّھا بانٹتا، بعد افطار صوم کے ایک ہی وقت اکل و شرب معمول رکھتا، دسترخوان خاص پر آپکے دونون وقت سب شہزادے و مقرّبان حضرت حاضر ہوتے، تب شاہان عجم و عرب کی تواریخ و حکایتین معتد اول کتابون سے،

اور دین ومذہب کا ذکر اذکار، حدیث و اشعار خود زبانی بیان فرماتا، اور بعض ہمنشین مصاحبون سے بھی نقلین برجستہ و رنگین سنتا، پر ایسی مزاح و ہزل کا جسّے کسر شان اسلام کی پائی جائے کیا امکان کہ اُس پیرو شریعت کی مجلس مین مذکور نکلے، گفتگو فارسی زبان مین کیا کرتا، محتاط ایسا کہ کسی امر مین بمصداق خَیرُ الاُمُور اَوسَطُہا کے اعتدال سے قدم باہر نہ رکھتا، رنگین کپڑون سے پرہیز کرتا، مگر گھوڑے کی سواری کے وقت تلوّن و تفنّن کی راہ سے زربفتی ہبری کی قبا پہنا کرتا، ولیکن اپنے اخیر عہد مین عربون کے طور پر سبز پگڑی باندھتا، اور جرا و طرہ یا کلگی سر پر لگانا صوم و صلوۃ اور بہت سے دینی مراتب مین خود نہایت کوشش کرتا، اور تمام اہل اسلام کو ایسے کام مین اعلام فرماتا، داڑھی کو جو فقط زنخدانی تھی خلاف وضع جان کر ترشواتا، صاحب حیا ایسا کہ ہنگام بلوغ سے وفات تک بجز اُس کی پنڈلی اور قبضے کے کسی نے نہ دیکھا، چنانچہ حمام مین بھی یہہ حال تھا کہ اعضا و اندام چھپا کے غسل کرتا، بالا گھاٹ کی سرحدون کے درمیان جو اکثر ہندنیان سر و سینہ عریان راہون مین پھرا کرتیان تھین، یہہ بیحیائی کی چال بھی دیکھ نسکا، اور یہہ حکم کیا کہ کوئی عورت بے کرتہ و چادر ننگے سر باہر نہ نکلے اگر کوئی نکلتی تو داغی جاتی اِسی سبب سے وہ رسم یہہ موقوف ہو گئی، جوہر شناسی و قدر دانی مین یکتا، پر دلی اور بہادری مین لاثانی، اسپ تازی اور نیزہ بازی مین اُس سرے فائق، گھوڑے اور تلوار کا نپٹ شائق، ہر ایک صنعتون مین نئی نئی اختراع کرتا، چنانچہ انوٹھی انوٹھی شیر دہان توپ دو نالی سہ نالی یا دہری تہری جوٹ کی بندوق، قینچی، چاقو، گھڑی یا ساعت نما، قبلہ نما، قطب نما، خنجر و کٹار بنی ہوئین ڈھالین ایسی کہ تیر اور گولی اُن پر اثر نکرے بنواتا، اور لاکھون روپئی شال د

مخمل و بانات و کمخاب وغیرہ کے کارخانون مین خرچ کرنا اور طیار کرواتا ہر سب سے پہلے دین کی حمایت اور شریعت پیغمبر خدا کی تقویت فرض جانتا، شرع سے باہر ہرگز کوئی کام نکرتا اور نامشروع رسومات ظاہر سے آپ بھی پرہیز کرتا اور اپنے تمام نوکر چاکر کو بھی اُنکے عمل سے مانع ہوتا، اتفاقاً اگر کوئی خلاف شرع کرتا تو سلطان اُسپر حد شرع جاری کرتا، اہل سنت و جماعت کے روییّ پر چلتا، حکمنامے بہ امرا اور کارندانے کے لیے بموجب حکم کے الگ الگ کئی طرح کے حرفون سے لکھے جاتے، و لیکن اِن صفتون اور ہنرونکو اِسی ایک عیب نے چھپا دیا کہ جس شخص کو اُسکے عہدے سے برطرف کردیتا پھر اُسکو اُسی منصب پر بحال کرتا اور اِسی عمل نے اُسکی سلطنت مین خلل ڈالا، فرمانون اور پروانون کی پیشانی پر تمام بسم اللہ دست خاص سے بطور طغرا کے لکھکر اُسکے نیچے دستخط اپنا اِس صورت سے  یعنے نبی مالک ثبت فرماتا،

سکہ ٹیپو سلطان مہرور

دین احمد
درجہان روشن زفتح
حیدر است، ضرب نگر
سال دلو سنہ ۱۱۹۹
ھجری

ھو
السلطان الوحید
العادل، سیوم بہاری
سال دلو سنہ ۲
جلوس

اگرچہ یہ سکہ ٹیپو سلطان مغفور کاہی پر سلطان نے تبرکاً و تیمناً اپنے والد ماجد کے نام کو بقید سال اُسکے سکے کے اپنے سکے کی دوسری جانب مین ثبت کروایا تھا

روایتین نشان حیدری تصنیف میر حسین علی کرمانی کی تمام ہوئین

تاریخ حمید خانی کا ترجمہ

فوجکشی کرنا لارڈ کارنوالس بہادر کا سرینگپٹن پر خانخان ہلی کے رستے ہو کر، اور سختی اُس راہ کی،

لشکر نصرت پیکر خانخان ہلی کی راہ ہو کر روانہ ہوا، تمام دن اہل لشکر راہ طی کرتے اور شام کو جہان تھوڑا پانی دیکھتے وہان مقام کرتے، نوین دن ہروڑ کی سرحد مین سرینگپٹن کے قلعے سے تین کوس ورے اُتر کر دو روز تک حریف کے مورچے پر تاخت کرنے کے لیئے جگہ ٹھہرانے کی فکر مین تھے کہ اسی مابین مین گوبندون نے آکر یہہ اظہار کیا کہ موکب عالی کے سامنے، سلطانی سپاہ توپین لگائے فرصت کی تاک گھات مین لگی ہوئی ہی اور راہ دشوار گذار، جسمین تو چھلے پتھر اور کنکریون کی ایسی بہتات ہی کہ پیادہ تو کیا اگر سوار بھی اِس راہ مین جاے تو گھوڑے سمیت گر کر اپنے کپڑے ہتھیار دونون کھو بیٹھے، اور راہ کی دشوار گذاری کے علاوہ اگر سرکاری پلٹن کوچ کر دے تا تھوڑی راہ چل نکلے تو یہہ بھی خوف ہی کہ طرف ثانی کی کوئی جماعت اِس حرکت سے خبردار ہو چارون جہت سے گھیرے تو اُس وقت کیسی مصیبت کا سامہنا ہوگا کہ نہ تو سپاہیون کو لڑنے کی سکت نہ بھاگنے کی طاقت رہیگی، اور دوسرا رستا بھی ہرچند ایسا دشوار گذار نہین مگر کری گٹ پہاڑ کے دامن سے لیکر لشکر اعدا کی پچھلی النگ تک شدت سے اُس مین نشیب و فراز واقع ہی، اگر لشکر بقصد شبخون کسیطرح اُس رستے ہو کر جاے تو البتہ منزل مقصود مین پہنچ سکتا ہی، گو درز موصوف

جب اِس احوال سے مطلع ہوا تو اُسنے اُسی دوسری راہ کا جانا اختیار کر
اتوار کے دن سے مہینے کی پندرھوین تاریخ پہلے تو انگریزی فوج کے
سرداروں کے نام شبخون کرنے کی چٹھیاں لکھ بھیجین بھر سوا پہر رات کے
وقت خود بدولت و اقبال اور دوسرے صاحبان لوگ گھوڑون پر سوار
ہو شبخون کے ارادے روانہ ہوئے، اگرچہ اُس شب کو بشدت باد و
باران تھا لیکن گورنر معہ فوج و توپخانہ وغیرہ اندھیری رات و ناہموار راہ
کے ساتھ بھی سبکے سب قریب صبح حریف کے لشکر تک جا پہنچے، اِدھر کے
بعضے لوگ جو قضاے حاجت کو نکلے تھے اُنھوں نے انگریزی فوج کی بھیر بھاڑ
دیکھ، مورچے مین جاکے خبر کردی، جب وہانکے بہادرون نے سرکاری لشکرگاہ
کی جانب توپون کے منہ پھرا گولے مارنے لگے، گورنر ممدوح توپون کی آواز
سن چوکنا ہو گیا، اور کمال آہستگی سے مورچال پر ہلّا کیا، چار گھڑی دن چڑھ
چکا تھا جو اِدھر سے بھی حسب الحکم گولے چلنے لگے دو پہر دو گھڑی تک توپ و
تفنگ کی یہ لڑائی مچی رہی کہ طرفین سے ہزارون جوان نقصان اور گھائل
ہوئے، پر دونون جانب کی سپاہ بہادر نے بڑی پردلی سے پرے جمائے
استعمال جنگی آلات اور سپہگری کے داؤ گھات مین داد مردانگی کی
دیتی تھی اِن کی جنگ کا یہ ڈھنگ دیکھ اسد علی خان بہادر لاکر د
موصوف کا سپہسالار چھ گھڑی دن باقی رہتے اپنے سوارون جمعیت
حریف کے مورچے پر آ پڑا، چونکہ پیدل اور سوار مین بڑا فرق ہی اکبارگی
حریف کا جماؤ ٹوٹ گیا، تب تو انگریز کے سپاہیون نے سلطانی فوج کا تعاقب
کیا، انیس بڑی بڑی توپین اور کئی نشان اُنکے ہاتھ لگے، ہرچند گورے اور
سپاہی کی پلٹنین فراریون کے پیچھے کریکٹ کے دیول تک جو کاویری ندی کے

کنارے واقع ہی دور گئین لیکن اِس لئے کر راہ مین دریا حائل اور چڑھا ہوا تھا لاچار پھر آئین، تین دن تک پانی نہ اُترا اور نہ ہر گز دور آنے کی کوئی معقول جگہ ملی، اناج کا قحط بھی لشکر انگریزی مین نہایت کو پہنچا، ہر قسم کی جنسین عنقا ہو گئین، لوگ کاہ اور دانہ و آب کی طلب مین حیران و سرگردان پھرتے تھے، جانور کثرت سے مر گئے، اور چونکہ برسات کے ایّام مین لڑائی بھی غیر ممکن تھی بناچار جناب لارڈ صاحب نے سر کرنے سے سریرنگپٹن کے اِس موسم بھر ہاتھ اُٹھا سنہ ۱۷۹۱ع کے مے مہینے کی اُنیسوین کو مقام کنمباڑی مین جا کر نزول فرمایا، اور وہان اِس واسطے کر توپکشی کے بیل ماندے ہو گئے تھے گیارہ بڑی بڑی توپین تڑوا ڈالین گولے دریا مین پھنکوا بارود کی پیپیون کو جلوا آگے کوچ کرنے کا تہیّا کیا اسی اثنا مین سیّد علی رضا کی بھیجی ہوئین میوے کی ڈالیان معہ ایک چٹھی نام مین خداوند نعمت مسٹر چیری صاحب کے، سلطانی چوبدارون کی معرفت آپہنچین مگر صاحب موصوف نے بغیر پڑھے اس خط کے گورنر صاحب کی خدمت مین حاضر ہو عرض کیا کہ سلطان نے جناب عالی کے واسطے میوجات بھیجے ہین جیسا حضور سے ارشاد ہو فدوی بجا لاوے، تب گورنر ممدوح نے اُس خط کے پڑھنے اور مضمون دریافت کرنے کا حکم دیا کہ دیکھو اُس مین کیا لکھا ہی، خداوند نعمت نے خط کا سرنامہ جو دیکھا تو اُنہین کے نام نکلا، کھول کر پڑھا تو یہی مختصر دو سطرین مرقوم تھین، کہ ہمارے سلطان عالیشان نے کچھ میوے، حضور مین بھیجنے کے واسطے خادم کے حوالے کیا ہی، چونکہ اُس شفیق کی ذات دونون سرکارون کے بیچ محبّت و ارتباط کا وسیلہ ہوا ہی اِس نظر سے اُن پھلون کو بھیجوا کر شجر دوستی کو تازہ کر امیدوار قبول کا ہی لارڈ ممدوح نے مطلب معلوم کر فرمایا کہ تم اِس خط کا جواب عذر خواہی کے ساتھ۔ ایسی تمہید سے

جنھین ہماری رنجش خاطر مفہوم نہو لکھکر اُنھین واپس کر دو، تب آقاے نامدار نے جواب یون لکھوایا، الطاف نامہ اُس مشفق کا مع میوے، بھیجے ہوئے سلطان کے جو لارڈ صاحب کے واسطے تھے وصول ہوا، نیازمند نے بموجب آپ کے اشارے کے بجنسہ اُنھین بارگاہ والا مین پیش کر مطالب نیاز نامے کا حرف بحرف گزارش کیا، جس پر جناب عالی نے ارشاد فرمایا کہ سلطان نے کیون اس باب مین ہم کو نہ لکھا، دوستون کے تحفے کو دوسرون کی معرفت لینے کی کیا احتیاج ہی، زیادہ والسلام، اور اُنھین میوہ لانے والون کے ہاتھ اُن پھلون کو روانہ کر دیا، تب دوسرے دن وہان سے کوچ کیا، راہ مین مرہٹے کی فوج دکھلائی دی، اُن مین سے دو سوارنے لشکر مین آکر لارڈ صاحب کے حضور مین اپنے سردارون کی طرف سے عرض کی کہ آج تو راہ کی ماندگی کے سبب ملاقات حسب دلخواہ مشکل ہی، کل انشاء اللہ تعالی بخوبی حاصل ہوگی، گورنر ممدوح نے اس بات کو قبول کر ڈیرا کھڑا کرنے کا حکم دیا، تب اکثر لوگ غلہ لانے کے واسطے مرہٹے کے لشکر مین گئے اور وہان سے چاول روپیے مین دو سیر گیہون کا آٹا اڑھائی سیر گھی ڈیڑھ سیر کے حساب مول لے آئے اور لشکریون کے چہرون پر سر نو رونق آئی، اُسکی صبح کو موتی تالاب کے قریب مرہٹے کے سردارون سے ملاقات ہوئی، نوین تاریخ کو جب دونون لشکر نے ایک ساتھ کوچ کرنا گ منگل اور وہان سے اوتری درگ مین جا ڈیرا کیا تو اُس جگہ آپس مین یہ صلاح ٹھہری کہ بارش کے موسم بھر صبر کرنا اُن بڑے بڑے پہاڑ کے قلعون کا جنھین اعادی فوج ظفر موج کے رسد و غلہ لانے والون کے سنگ راہ ہین موقوف رکھا، اور آغاز بسنت کی رت مین سرینگپٹن پر چڑھائی کیا چاہیے چنانچہ یہی بات سب

بڑے سرداروں کے دلون کو پسند آئی، جولائی مہینے کی دوسری کو وہان سے کوچ کر موضع کڑی ماتصلی مین مقام ہوا، دوپہر کو خبر آئی کہ نواب آصفجاہ کے بہادرون کی کوشش سے کنچی کوٹے کا قلعہ مسخر ہو گیا، ابھی لشکر ظفر پیکر موضع جھنرہی مین اُترا ہوا تھا جو قلعہ دار بے لڑائی اُس حصار کو چھوڑ بھاگا، گورنر نے یہہ خبر سن کر کپطان اسکاٹ کو وہان کا قلعدار بنا موضع جھور مین جا ڈیرا کیا دوپہر کے وقت ہری پنڈت تانتیا کی فوج سے قلعہ دھارواڑ کے فتح ہونے کی خبر پہنچی تب وہان سے کوچ کر ہلیہال درگ کے قلعے کو محصور کیا، اُسکے قلعدار نے دوسرے دن اقرار لیکر کوٹ حوالے کر دیا اُسی دن تانتیا بہادر کے خیمے مین لارڈ صاحب کی دعوت بھی ہوئی، آگسط مہینے کی تیسوین تاریخ جب موضع اکرار مین پہنچے تو دہۂ محرم کے باعث سپطمبر کی نوین تک وہان مقام رہا، چونکہ ہندوستان کے سب سپاہی لوگ بے لحاظ و بیہودہ آدل فول بکنے کے عادی ہین خاص کر عوام الناس عشرے کے دنون مین اپنے روپ اور بھیس کو بدل تعزیہ خانون کے وگلی اور محلان کے بیچ آزاد قلندرون کی طرح فقیرانہ صدااُون کے نعرے بھرا کرتے ہین بلکہ بعضے تو اپنے سر کے بال اور کاکل کو منتشر و پریشان کر بدن مین راکھ بھبھوت مل فحش و اہیات گلی کوچون مین پڑے بکتے پھرتے ہین، علاوہ اِسکے چونکہ سب تلنگے اور مرہٹونکے سپاہی عشرۂ محرم کے پہلے یہہ خوب سمجھے تھے کہ قوم نصارا قدیم سے دین اسلام کے مخالف ہین، اِس خیال سے کوئی لشکری کسی چھوٹے بڑے انگریز کا نام، تعظیم و احترام کے طور سے زبان پر نہ لاتا یہانتک کہ بنگالے کے مسلمان بھائی بند جو نوکری کے پاس سے ہر گھڑی صاحبان عالیشان کو خداوند نعمت اور صاحب کہا کرتے ہین اُس ملک

کے لوگ اُنکی ملّت و مذہب کو سست جانتے اور اُنپر عیب پکڑتے اور جو لفظ
کافر یا فرنگی کے، صاحب کا کلمہ اُن کے حق مین کہنے کو کفر و بدعت جانتے، اِس لیے
اُنھون نے آپس مین جتھا باندھا کہ عہد سے پھرا انگریزون کے لشکر مین نکالا چاہیے
اور اگر اُن کے ملازمون سے کوئی بشر جو بصورت مسلمان اور بمعنی کافر ہی
یہان کے تعزیہ خانون مین زیارت کو آوے تو اُسے گردنی دے کر محفل سے باہر
کر دیا چاہیے، یہہ خبر و اللہ اعلم بالصواب انگریزون نے سنی یا نہین، مگر اتنا تو معلوم
ہی کہ عاشورے کی رات کو ترک سوارون کے رسالے مین کئی جگہہ مجلسین ہوئین
اور جب اُن کے غول کے جوان شدّون اور علمون کے پھرانے کے واسطے
ماتم کرتے شیون پڑھتے باجا بجاتے نکلے تو لارڈ صاحب نے اِسی حالت سے
اُن سب کو اپنے سامھنے بلوا ادب سے کھڑے ہو تعزیون کی تعظیم اور اُنکو
سلام کیا اور کچھ نذر بھی دیا، جب یہہ بات رفتہ رفتہ مغلون اور مرہٹون کی فوج
مین پھیل گئی، ایک ایک دو دو تعزیہ دار غول باندھ باندھ شدّے لے لے
باجا و روشن چوکی بجاتے گورنر کے ڈیرے پاس آئے اور لعنت ملامت کی
واہی تباہی بیجا بولی ٹھولی سنانے لگے تب گورنر موصوف نے چیری صاحب کی
معرفت اُنھین بھی نہایت توقیر سے حضور مین بلوا ظاہرا بڑے اعتقاد کے
ساتھ بہ مجرد دیکھنے علمون اور شدّون کے سر و قد اُٹھکر انہی تعظیم و تکریم
کی اور چاندی کی تھالی مین روپیے رکھ رکھ ہر ایک کو لائق اُن کے مرتبے درجے
کے نذر دی، بعد قبول ہونے نذر کے، دو تین قدم پچھلے پاؤن ہٹ کر آداب
بجالایا، یہہ خبر بھی جب مرہٹے اور مغلان کے لشکر والون مین مشہور ہوئی تو ہر دن
چالیس چالیس پچاس پچاس غول تعزیہ دارون کا گورنر کے خیمے مین آنے لگا،
اُنھین استقبال کر کے حضور مین لانا جناب چیری صاحب کا کام تھا، گورنر بھی

بدستور سابق اپنے ڈیرے سے نکل نکل سلام مجرا بجالاتا اور نذرین دیتا، ساتوین سے دسوین تک جولارڈ صاحب کی طرف سے ان تعزیہ دارون کے ساتھ ایسا سلوک تھا البتہ اُس تین دن مین قریب چار ہزار روپیہ کے بہمہ وجوہ خرچ ہوئے ہونگے، لیکن نیکنامی کی دولت بھی ویسی ہی ملی کہ اُنھین لوگون کے منہہ سے جو پہلے اِن صاحبون کو کافرون مین شمار کرتے تھے اب بیساختہ یہہ کلمہ تحسین کا نکلنے لگا کہ واہ واہ نصارا کی قوم تو اہل اسلام سے بھی فوقیت لے گئی، بعد اِسکے ان سبھون نے صاحبون کی شان مین کافر کا لفظ کہنا چھوڑ دیا، القصہ جب دہہ آخر ہو گیا تو وہان سے کوچ کر قریب قلعہ نندی درگ عرف گردون شکوہ کے مقام ہوا اتفاق سے اُسی رات کو بہادران نصرت نمند نے جو پیش ازین اُس گڑھ کے محاصرہ کرنے مین مشغول تھے، پہاڑ کے اوپر کر کمر ویش تین کوس کی چڑھائی تھی، پہنچ کر اُسے فتح کرلیا، نندی کے دیول سے بہت سا مال دولت اور بے شمار جواہر، جڑاؤ زیور، سنگھاسن ہیرے کا، موتی کا چھاتا بیش قیمتی تخمیناً کروڑ روپیہ کی متاع اُن کے ہاتھ لگی، علاوہ تاخت کے وقت سے لیکر بھور تک بے حساب مال اسباب کی لوٹ ہوئی، مگر دن چڑھے حکم عام دیا گیا کہ کوئی کسی طرح رعایا کو نہ چھیڑے، بعد اِسکے ان لوگون نے عثمان قلعدار اور محمد برہان خیلنخا نے کے سردار اور کئی پیدل و سوار کو جو گرفتار ہو گئے تھے فوج فتح نشان مین پہنچا دیا، گورنر ممدوح نے اسامی پیچھے ایک ایک روپیہ اور اُنکے اہل خدمت کے مصرف کے واسطے تین تین روپیہ روزینہ مقرر کر اُنھین بنگلور بھیج دیا، تب خود بدولت و اقبال وہان سے کوچ کر مقام پودی گڑھ پھر کنجورد ناک منگال مین تشریف لائے، سپطنبر کی چوبیسوین کو بنگلور کے قریب موضع

ساری میں پہنچ چکے تھے جو اُن کے چھوٹے بھائی کار نواب بہادر میر بحر کی سعی سے قلعہ بسوراج درگ کے مسخّر ہونے کی خبر آئی، اُسے سن کر جناب گورنر جنرل بہت خوش ہوئے،

اب لکھنا قلعہ مذکور کے اُن عجائب احوال کا جو نگارندہ اوراق کے گوش زد ہوا ہی ضرور ہوا، جو بندگان اخبار کو معلوم ہو کہ وہ قلعہ مقام کابکوت کے متعلقات سے سمندر کے کنارے واقع ایسا رفیع و متین ہی کہ کسی سیاح کی چشم جہان بین نے ہرگز ایسا قلعہ نہ دیکھا ہوگا، قلعے کی نیو تو ایک اونچے پہاڑ پر ہی جسکے تین طرف دریاے شور محیط، شان الٰہی کو دیکھا چاہیے گویا سمندر کے پیٹ سے پربت کا بچا نکلا ہی جسکی چوٹی آسمان پر فرقدان کے سر جا چڑھی ہی، طول مین پورب پچھم ایک سو چوالیس فرسخ، اور عرض مین دکھن اُتر قیاساً پینتیس فرسخ ہوگا، اگرچہ تمام سنگ ہی سنگ ہی اس پر بھی وہان ہر جنس کی کشتکاری اور نوع بنوع پھل پھلاری موجود، اچنبھا یہ ہی کہ قلعے کے باہر بھی خوش مزہ پانی کے چشمے اکثر، اور بہتیر میٹھا پانی بسان آب حیوان پتھر کی دو چٹان دو قد آدم کی بلندی سے جاری ہوکر نیچے کی طرف روان ہی، قدیم زمانے کے راجاؤن نے جو ایام اسلام سے پہلے وہان راج پات رکھتے تھے اُس سوتے کے منہہ پر ایک گوسالے کی مورت بنوادی ہی اُسی کے منہہ سے پانی نکلتا ہی اور نیچے اُسکے سنگ مرمر کا ایک حوض بنوایا ہی اور احترام کے رو سے نام اُسکا گومکھ رکھا، قصہ کوتاہ گورنر موصوف نے دسمبر کی پندرھوین کو ساوتی گرھ کے قلعے کے سامنے پڑاو کر لڑائی کا آغاز کیا اور بائیسوین کو انگریزی پلٹن نے ویسا سنگین و محکم قلعہ سر کرلیا، سپاہی قلعہ دار وہان کے کچھ تو مارے گئے اور باقی گرفتار ہو آئے، اسی عرصے مین

پھر پہنچی کہ رام گرھ کے قلعہ دار نے عساکر منصورہ کے پہنچتے ہی ہاتھ جوڑ امان مانگ قلعے کو معہ مال و متاع حوالے کیا، پھر خبر آئی کہ سپاہ ظفر پیکر جو بیسویں کو کرنیل اشطون نے اوپری درگ لے لیا،

محاصرہ کرنا ماکری درگ نامے قلعے کا،

چونکہ روداد اس نواح کی سرتاسر راقم حروف کے مشاہدے مین آئی اسواسطے تفصیلاً اُسے بیان کرتاہی جب بہادران نصرت نشان نے ایک رستا برٹھ گز چوڑا آدھہ کوس کے پلے سے اُس کوٹ کے پاس تک جنگل کاٹ نکالا، دانایان فرنگ نے باوصف اسکے کہ وہان کی راہین نہایت ناہموار اور نیچی اونچی ہین، جر ثقیل کے قاعدون سے جو یہ لوگ بھاری چیزونکے اوپر اُٹھانے اور لیجانے کے واسطے عمل مین لاتے ہین (اور فی الواقع اُس جگہہ اِس قسم کے آلات کاکام مین لانا قابل دیکھنے کے تھا) توپون کو نہایت آسانی مین اُسی دشوار گذار راہ سے منزل مقصود تک پہنچایا اور قلعہ گھیر لیا،

بعضے خصوصیات قلعہ ماکری کے،

یہ قلعہ نہایت استوار ایک پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہواہی اور گرد بگرد اُسکے خندق بہت عمیق، اُسکے اطراف مین جنگلستان اور کنٹیلے درخت ایسے گنجان کہ پیون کے پانو اُس رستے سے گذرنے چلنی بن جائین، رستم و اسفندیار کا ہفت خوان، اُسکی راہ پر فراز و نشیب کے سامھنے افسانہ کہن تھا

ور ما ڈمنڈرن کا ردئینہ دژ باوجود اُس اوج و شان کے، اُس کوٹ کی حصانت
مضبوطی کے روبرو لڑکون کے گھروندے کی طرح ناچیز ہا۔ آسمان کی نگاہ جب اُس
مکان عالیشان اور کوہ باشکوہ پر پڑتی تب کلاہ اُسکی سر سے زمین پر گر پڑتی، قصہ
مختصر ویسا مقام حیرت انگیز نہ چرخ دوّار نے دیکھا ہوگا نہ زمانہ کہن سال نے
سنا۔ بیان اُسکا یہ ہی کہ دو بڑے بڑے اونچے پربت ایک دوسرے کے
سامھنے پچاس گز تفاوت سطح زمین سے نکل کر اُچان مین یان سی گز بلند ہو
آخر کو چوٹی کے قریب دونون آپس مین آ ملے ہین گویا دراصل ایک ہی
ہین مابین اُن دونون کے ایک گہری خندق ہی جو ایام بارش مین پہاڑ کے
پانی سے لبریز ہو جاتی ہی چنانچہ قلعہ والے برسات کے بعد اُس خندق کے لبالب
رہنے مین بڑی کوشش اور اہتمام کرتے ہین اور پتھر کی بڑی بڑی چٹانون سے
پشتے باندھ رکھتے ہین کہ لڑائی بھڑائی کی ضرورت کے وقت اکثر پانی اُسکا
کام آتا ہی مگر غفلت یا سہو سے اس چڑھائی کے زمانے مین اِس قسم کی کچھ بھی
تدبیر نہین ہوئی تھی، بارہی دن کے عرصے مین وہ قلعہ فتح ہو گیا، گورنر ممدوح
نے خدا کا شکر کر کے اِس فتح کی خوشخبری میر ابو القاسم خان اور
سری ہندت کے پاس بھیج دی، اسی مابین مین کرنیل اسطوارط بہادر
کی کوشش سے ادتری درگ کے مفتوح ہو جانے کی خبر آئی جسے
خوشی خاطر عالی کی زیادہ ہوئی،
سنہ ۱۷۹۲ کے فبروری مہینے کی پانچوین کو جب سپاہ کنپنی کی مدد کے لیے
نواب سکندر جاہ ابن نواب آصفجاہ بہادر معہ مشیر الملک وغیرہ کے
تشریف لانے کی خبر حضور والا مین پہنچی تو جناب لارڈ صاحب اقبال کے
واسطے معہ اپنے مصاحبون اور جنریل میڈوس بہادر اور کرنیل فلیت بہادر کے

ترک سواروں کے ساتھ سو بیسر کے دیول تک جو فوج نصرت موج
کے ڈیرے سے ڈیڑھ کوس پر ہی رونق افزا ہو کر چشم براہ تھے جو
سواری نواب سکندر جاہ کی آ پہنچی، ہری پنڈت تاتیا اور نواب
مشیر الملک بہادر نے جو ہاتھی پر سوار تھے شامیانے کے قریب اُتر گورنر
جنرل بہادر سے مصافحہ کر ایک دوسرے نے آپس میں مزاج کی خیر و عافیت
پوچھی اتنے میں ہاتھی پر نواب سکندر جاہ بھی شامیانے کے نزدیک آ پہنچے،
گورنر ممدوح آگے بڑھ تعظیم کر سواری سے اُنھیں اُتارا، بعد اسکے خود بدولت
اور جنرل ہینڈوس بہادر نے نواب صاحب سے معانقہ کر شامیانے کے اندر
لا بٹھلایا، ایک آدھ گھڑی باہم دوستانہ گفتگو کر کے اُنھیں رخصت کیا،
ہری پنڈت تاتیا اور نواب مشیر الملک بہادر بھی جناب عالی سے بات چیت
کر روانہ ہوئے، جناب لارڈ صاحب خرم و محظوظ اپنے ڈیرے میں پھر آئے پھر
جنوری کی چھبیسویں کو مقام اکل کوٹھ اور ہتر ہلی سے کوچ کر موضع ملہاں درگ میں
جا پہنچے چنانچہ اخیر تک جنوری مہینے کے وہیں مقام رہا اکیسویں تاریخ منگل کے
دن نواب سکندر جاہ و نواب مشیر الملک و ہری پنڈت تاتیا وغیرہ گورنر
کے خیمے میں رونق بخش اور محفل شورا کے شریک ہو کر شام کے وقت
رخصت ہوئے، اور فبروری مہینے کی دوسری کو مقام کبیر کوڈا اور جولال میں
سرکار کی طرف سے تھانہ بٹھا سریرنگپٹن کو روانہ ہوئے، اور پانچویں کو اتوار
کے دن ہروڈ پہاڑ کے پورب جہاں سے سریرنگپٹن کے قلعے تک دو کوس کا
فاصلہ تھا اور بالکل برج اور دیوار اس حصار کی دکھائی دیتی تھی ایک دن رہ کر
دشمن کی فوج پر شبخون مارنے کو مستعد ہوئے، یہاں چھٹی تاریخ دو پہر بارہ
گھڑی کے وقت جناب گورنر جنرل خیمے سے نکل کرسی پر جلوہ افروز ہوئے

پہلے تو جنریل سیدوس اور کرنیل ہارس جناب لارڈ صاحب کے دربار مین
آ کے کچھ سرگوشی کرا پنے لشکر کی طرف چلے گئے، بعد اس کے کرنیل
کا کربل اور کپتان ڈمل صاحب بھی اسیطرح خفیہ کچھ کہہ سدھارے، الغرض
شام تک یہی حال رہا کہ ایک ایک دو دو سردار آتے اور سرگوشی کر
چلے جاتے، اُسی زمانے مین گورنر ممدوح نے چیری صاحب کو ارشاد کیا کہ
دوشقّے ہری پنڈت تانیا اور نواب اعظم الامرا کے پاس لکھ بھیجا چاہیئے
جن مین شبخون کی اطّلاع اور اس کا بھی ذکر رہے کہ مغلی اور مرہٹّی فوجین اپنی
جگہ سے جنبش نکرین اور جب تک کیفیت شبخون کی خوب معلوم اور وارات تمام
نہو جاوے ضرور ہی کہ وے اُسی مقام پر جہان قائم ہین جمے ہوئے اپنی اپنی بھیڑ و بنگاہ کی
چوکی اور پہرے سے قرار واقعی چوکس رہین، بعد شبخون کے جیسا ہم اُن کی
خدمت مین اطّلاع کرینگے اُسی طور پر عمل کرین، خیر صاحب مخدومی نے تب
راقم اوراق کو بلوا کر اُن شقّون کے لکھنے کے واسطے حکم دیا چنانچہ خیرخواہ
درگاہ نے دونون رقعے لکھ، گورنر جنریل کے ڈیرے کے درمیان جا کر جناب
آقا کے ملاحظے مین گذرانا، اُنھون نے دستخط کر گورنر کی نظر انور مین
پیش کیا، گورنر بہادر نے دونون رقعے فدوی کے حوالے کر جناب خدایگانی کو
کچھ ارشاد فرمایا، تب چیری صاحب نے حسب الامر عالی کے اِس کمترین سے
کہا کہ ابھی تم اِن رقعون کو بحفاظت اپنے پاس رکھ چھوڑو، جب ادھر
سے توپون کی آواز سنا تو ہرکارون کی معرفت یے رقعے مرہٹّے و مغلیہ کی فوج مین بھیج
دینا، فدوی نے بموجب حکم کے اُن رقعونکو جان کی طرح عزیز جان کر رکھا، جب جناب
لارڈ صاحب اپنے سب رفیقون مصاحبون سمیت جن مین ہر ایک بہادر میدان
جنگ کا شیر اور فنون حرب و ضرب مین ماہر و دلیر تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور

لشکرگاہ سے آگے بڑھے تو پلٹنین موافق ارشاد والا کے تین ٹولی ہو کھڑی
ہوئین، جناب صاحب کلان نے جنرل میڈوس بہادر کو پہلی ٹولی کے ساتھ اعدا
کے مورچے پر عیدگاہ کی طرف مقابلے کے لئے تعین کیا اور دوسری کو واسطے مقابلے
ٹیپو سلطان کے خاص مورچے لعل باغ کی جانب اپنے جلو مین رکھا تیسری مین کرنیل
مکسول بہادر کو سرغنہ بنا کے کریکٹ کے مورچے کی طرف متعین کیا، چنانچہ ہر ایک
یہ تینون سردار اپنے اپنے رستے چڑھ دوڑے اور سلطانی فوج کے چور پہرے
والے شب گرد سوارون تک جو لشکر کے چارون طرف برنگ شعلہ جوالہ
ہاتھون مین بان لئے پھر رہے تھے پہنچکر آگے بڑھے تھے کہ اتنے مین عیدگاہ کی
طرف سے پہلے تو اُن سوارون نے کتنے بان داغے، اسی عرصے مین لال باغ
کی جانب سے بھی دستے دستے بان کے بجلی کی طرح درخشان عالم ہوا مین
سر کئے گئے، پل بھر مین کریکٹ کی طرف سے بھی بان کی یہ بار بن آرائی گئین کہ
دھوان اُسکا بام گردون تک چھا گیا، بالا تکلف عیدگاہ کے مورچے سے لیکر
کریکٹ کے دامنے تک کہ ڈیڑھ کوس سے سوا ہوگا بانون کی کثرت سے
شب برات کا عالم نمودار تھا، لیکن سلطانی سپاہیون سے سوائے زادروی کے
اور کوئی امر وقوع مین نہین آیا، آخرکار باندار جب بان مار مار تھکے، تب اُنھون نے
فرار اختیار کر اپنے لشکر اور مورچے کے لوگون کو انگریزی پلٹن کی تاخت کی
خبر جا سنائی، جسکے سنتے ہی سلطانی سردارون نے جو اُسوقت سپاہیون کی تنخواہ
تقسیم کر رہے تھے چوکنے ہو کر بے تحاشے توپین مارنی شروع کین، چنانچہ لعل باغ کی
عیدگاہ کے مورچے سے کریکٹ پہاڑ کے دامنے تک توپون اور بندوقون کا گولا
گولی اور بان کی ایسی تابڑ توڑ بوچھاڑ اور بارش ہو رہی تھی کہ اِدھر کے
بہادرون کو کھیت اُترنے کی فرصت بھی نہین ملتی تھی، ولیکن گورنر بہادر نے

کمال بزدلی سے بے خوف حریف کا مورچا لے لینے کا قصد کر حکم دیا کہ جب غنیم کے لشکر سے نزعے کی نوبت پہنچے اُن مین سے جو کوئی سوار جرأت کر کے اس طرف آگے بڑھے تو نزنت اُسے قتل کیا چاہیے، قصہ کوتاہ گورنر نے اسی تدبیر و منصوبے سے کاویری ندی کے پار متصل سیکاکائی کی باڑ کے جو ایک طرح کا کتیا جھاڑ ہی جسکے گھنے جنگل مین کسی نوع کا چارپایہ گذر نہین سکتا، (اور سلطان موصوف نے مورچہ بنوانے کے وقت احتیاط کی راہ سے تا اُس مورچے پر تاخت کرنے کی راہ بند ہو جاے اُس ٹٹی کے پاس ایک بڑی گہری کھائی کھدوا اُس مین دریا سے نہر کٹوا پانی بھر رکھا تھا اور اُسکے سامھنے مورچا بنا اُسپر توپین چڑھا بذات خود امورات جنگ کا انتظام کر نام اُسکا سلطان بیٹری اور اُسکا کام اُسکا اپنے ذمے رکھا تھا) پہنچکر کئی جگہ سے اُس باڑ کو کٹوا فوج سمیت اُسی کٹھن جنگل خاردار کے رستے ویسی کھائی پار ہو توپون اور بندوقون کے سر کرنے کا حکم فرمایا،

بیت

ہوئی جبکہ طیار مردون کی صف

مبارز نکلنے لگے ہر طرف

فوج کے سرداروں نے بھی حکم پاکر کتنی توپین داغین، تب تو دونون طرف سے آگ کشت و خون کی ایسی مشتعل ہوئی کہ پلٹن کے بہت سے سپاہی اُس گرمی کارزار مین مقتول و گھائل ہوے، فوج کا کپطان برسر میدان مورچے کے گولے سے مارا پڑا چیری صاحب بہادر کپطان کا یہ حال دیکھ جوش شجاعت سے آپ اُسکی جگہ پر جا کھڑے ہوئے اور جب تک دوسرا سردار اُس عہدے پر مقرر ہوا بڑی دلبری سے اُس کام کے انجام کرنے مین سرگرم رہے، اُدھر کربکت کی طرف سے کرنیل گھول بہادر بھی غنیم کا مورچہ اپنے دخل مین لا کر

شہر گنجام کے قریب آپڑا، اور اِدھر عیدگاہ کے مورچے والون نے بھی شکست کھائی، لیکن جنرل میڈوس بہادر مورچے کے مسخر ہونے کے بعد، رستا بھول کر گورنر کی تائید کو پہنچ نہ سکا، جناب گورنر نے جو سپاہ منصور کے جمع ہوجانے کی صورت مین کچھ اور منصوبہ ٹھان رکھا تھا، بہ سبب اُسکے حاصل نہونے کے اندر کے شکستہ خاطر ہو اپنے ساتھ ہی کے سپاہیون سے حملہ کر لال باغ کا مورچہ لینے کے بعد قلعے کا عزم کیا تھا کہ کرنیل مکسول بھی گنجام مفتوح کر گورنر ممدوح کے جلو کی پلٹن مین آملا، اُس شہر کے لوٹ سے بحساب اسباب اور لال باغ کے مورچے سے ۔۔ بچہتر ضرب بڑی بڑی توپین سپاہ انگریز کے ہاتھ آئین،

بیت

بہت مال سپہ کے لگا ہاتھ زر
تونگر ہوئی وہ سپہ سر بسر

اب ملے دونون فوج گورنر و کرنیل کی اکٹھی ہو قلعہ ڈھا گرانے کے ارادے چلین، چونکہ ہزیمت خوردون نے قلعے مین آپناہ لیا تھا بھور ہوتے ہی اُنمین سے ایک جم غفیر کے جمگھٹ نے اُقتلوا الکفار پکارتے تلوارین کھینچ کھینچ فوج انگریزی پر آکر ایسا قتل و خون کا ہنگامہ برپا کیا جسکا بیان نہین ہوسکتا، اور قلعے پر سے خود سلطان بھی توپ و تفنگ اندازی کی اہتمام مین سرگرم ہو توپین سر کرواتا تھا،

بیت

برستے تھے وان گولے یون بیشمار
پڑین جیسے اولے بفصل بہار

یہان تک کہ سلطانیون کے غلبے اور دستبرد کے سبب انگریزی بہادرون کے آگے بڑھنے کی راہ ماری گئی، بناچار وے پچھلے پیرون رجعت کر مورچے مین پھر آئے،

تب لارڈ صاحب نے اس نظر سے کہ ساری فوج رات بھر کی راہ روی اور
میدان کی سختی و اذیت کی جہت سے تھک کر چور ہو رہی تھی، اسواسطے سپاہیوں کے
ضایع ہونے کو مقتضای وقت نجان کر، لال باغ کے مورچے مین گورون کی ایک پلٹن
رکھ وہان سے مراجعت کر دریا پار ایک کوس تفاوت جا مقام کیا۔ اسی طرح کرنیل
مکسول بہادر جب گنجام تک لڑتا بھڑتا آپہنچا تو اپنے بھی شہرپناہ کے دروازے
پر کتنے سپاہی تعینات کر اپنے ساتھیون سمیت پھر کر گیت کی دیول کے متصل
ڈیرا ڈالا۔ سپاہ خاقانی نے اُس پلٹن کے نکالنے اور لال باغ کا مورچا لینے کو حملے پر حملہ
کیا پر کچھ پیش رفت نہوا اور اُن لوگون نے گنجام کے پھیر لینے کو بھی اُسکی
شہرپناہ کی طرف ہجوم کر حرب کے اقسام طرح کے حیلے کیئے پر کچھ نہ بن پڑا۔
دوپہر تک جنگ کر قلعے کو پھر گئے۔ اُسکے دوسرے دن سلطان عالیجاہ نے ایک
نامہ محبت انجام اور آشتی کا پیام انگریزون کے پاس بھیج کر اپنی فوج کے سردارونکے
ساتھ یہ صلاح ٹھہرائی کہ البتہ جنرل ابرکرمبی بہادر اور پرسرام بھاؤ کے
لشکر کے ساتھ لڑ بھڑ کر اُس محاصرے کو دفع کیا چاہیئے چنانچہ اسی منصوبے پر
کل سپاہیون نے تڑکے ہی چیری صاحب بہادر اور بھاؤ صاحب کی سپاہ پر
توڑت کر اپنی سعی و کوشش نمایان کی کہ پہلے ہی حملے مین جنرل مڈ کوڈ کی پلٹن
پر غلبہ کر لشکر کو اُسکے پڑاو کی جگہ سے ہٹا دیا تب لشکر انگریز کا وہانسے ڈیڑھ
کوس پیچھے ہٹ کر ایک نالے کے کنارے آ اُترا مگر سلطانی سپاہ سے خطا
یہ واقع ہوئی کہ کچھ بھی استحکام اُس مقام کا نکر کے فقط تھوڑے سے سوار
اور پیدل کا جماو وہان رکھ شام ہوتے ہی قلعے مین داخل ہو گئی۔

بیت

غرض مہر تابان ہوا جب نہان
گئے قلعے کو سارے جنگ آوران

اِدھر سے بہادران انگریز اُن کے جاتے ہی اُس موضع کے قریب پہنچ کر غفلت کا وقت تاک اُن اجل گرفتون پر جو وہان کی پاسبانی مین مقرّر ہوئے تھے یہانتک شلکین مارین کر اکثر تو زخمی ہو خاک پر لوٹتے رہے اور بعضے قلعے کی جانب بھاگ نکلے ٭ سپاہ انگریز نے اُس مقام پر قیام کر اسکا ایسا استحکام کیا کہ صبح کو سلطان ممدوح کے جوان بہتیرا اسر پٹک رہے کچھ نہو سکا جناب گورنر بہادر نے دو دن کے بعد جواب سلطان کے مکتوب کا دوستی کے اسلوب پر لکھکر روانہ کیا ٭ اِس اثنا مین سلطانی سپاہ تین دن تک چیبری صاحب کی فوج سے لڑکر آخر قلعہ گیر ہوئی اُدھر لال باغ کی طرف فوج انگریز بہادر نے مورچہ بنانے کے لئے سرو و شمشاد کے درخت کاٹ اُن کی جڑ اور ڈال پال سے دمدمے بنا بڑی بڑی تین توپ اُن پر لگا صبح ہوتے ہی قلعے کی طرف سر کیا چنانچہ ایک گولا تو سلطان موصوف کے محلسرا اور دوسرا مسجد کے صحن مین اور تیسرا نشان کے برج پر جہان خود بدولت سلطان بھی کھڑے تھا جا گرا ٭ اُسی شب کو سلطان نے کیا صلاح و مشورت کی کسی کو معلوم نہین پر جب رات آخر ہوئی سلطان نے ایک نامہ ہری پندت تاتیا اور گورنر جنریل کے نام سے ٭ جواب مین خط محبّت نمط کے مدامی میل ملاپ کے واسطے اور معتمد لوگونکے بھیجنے کے باب مین لکھ سردار ہرکارے کی معرفت ہری پندت تاتیا کے لشکر مین بھیج دیا ٭ ہرکارہ وہان پہنچ اپنا کام انجام کر پھر آیا اور تمام مراتب خلوت مین سلطان ممدوح سے عرض کیا ٭ سلطان نے پھر اُسی وقت دو خط نواب مشیر الملک

اور پنڈت مذکور کے نام پر متضمن اس مضمون کے کہ اپنے اور تینون سرکارون
کے درمیان آشتی دایمی رہے ارقام فرما روانہ کیا، ہری پنڈت خط پانے ہی
رات کو مشیر الملک کے ڈیرے مین گیا اور دونون نے باہم صلاح مشورت
کر صورت مصالحے کی اس ڈول پر کہ گورنر جنرل بہادر کے نزدیک مقبول ہو
ٹھہرا صبح کے وقت میر عالم بہادر اور بجاجی پنڈت کو گورنر کی خدمت مین
استمزاج کے لیے بھیجا، تب جناب جبری صاحب بہادر قایم جنگ نے
سلطان کے پیغام کی بابستگی و شایستگی کو اس فصاحت و خوبی سے محل
عرض مین جلوہ دیا کہ گورنر کو خواہی نخواہی اُسکا ماننا پڑا، مگر چونکہ اس
جنگ مین مبالغ خطیر سرکار کمپنی کے خرچ ہوئے تھے اسکے تدارک
کے لیئے زبان مبارک سے کچھ کنایتہ ارشاد فرمایا، اُن دونون سرکار وکیلون
نے جب یہہ حال دریافت کیا تو تمہید سررشتۂ سخن کی بوجہ احسن کر کے
اس انداز سے سلطان کے ذہن نشین کیا کہ تینون سرکارون کے خسارے و نقصان کے
بدلے کچھ روپیہ لازم الادا ٹھہرایا کہ سلطان کی رضامندی اور اُن سرکارون کی
کفایت و بہبودی کا باعث ہو، چنانچہ گورنر صاحب نے شرحوار اُن مراتب
اور سلطان موصوف کے خط کے مطالب دریافت کر اقبال صلح کو صلاح و
فلاح جان سلطانی معتمدون کے آنے کی پروانگی دی، جب وے عیدگاہ مین آکر وارد
ہوئے، تب گورنر بہادر نے سلطان کے دلی ارادے کے معلوم کرنے کے
واسطے یہہ تجویز کی کہ اب چاہیئے کہ تینون سرکار سے معتمد لوگ جا کر اُنکا
پیغام سن کے عرض کرین، چنانچہ سرکار کمپنی کی جانب سے اس مطلب کا
سوال جواب پیر خان کمیدان دلاور جنگ بہادر کی وکالت پر متعلق ہوا
اور فبروری مہینے کی چودھوین کو اور سرکار کی سرکارون سے بھی وکلا

حاضر ہو کر سلطان ممدوح کے فرستادون کے بلانے کو ہرکارے بھیجے چنانچہ
وکلاے سلطان ڈیرے مین پیر خان دلاور جنگ کے تشریف لائے، تب خود
دلاور جنگ و میر عالم بہادر اور بجاجی بندت نے جلوخانے کے صحن تک
استقبال کو جاکر انھین بڑی تپاک و توقیر سے ہاتھ پکڑ خیمے کے اندر لیجا مسند پر
بٹھلایا سلطانی معتمدون کے درمیان سید غلام علی خان ایک شخص تراذی اہم
و عالی خاندان تھا جو زمان سابق مین سلطان کی طرف سے سلطان روم کی
سفارت کو بڑی دانشمندی سے بجالایا جب وہ راہ مین جہاز پر بہ سبب
تشنج کی بیماری کے چلنے پھرنے سے مجبور ہو گیا تب اُسنے اپنی چالاکی و ذوفنونی
سے سونے کی ایک چوکی بنوایا جسپر بیٹھکر سلطان روم کی بارگاہ مین
پاے تخت تک پہنچ مُجرا حاصل کیا اور کمال زبان آوری اور فصیح البیانی سے
اپنے موکل کی نیکنامی و قدردانی کو حضور اقدس مین کرسی نشین کر ایک
فرمان مرحمت نشان سلطان ممدوح کے نام کا دستیاب کرلا پہنچایا، اِس تقریب
سے خان معز الیہ سلطان کے نزدیک درجے اور تقرب مین بہ نسبت اور
امیرون کے زیادہ محترم و معتمد ہوا تھا لہذا اِن دونون سلطان نے اُسی کو
صلح کے بندوبست اور اِس بڑے کام کے انجام کرنے کے قابل جان کر علی رضا
خطیب کو کہ وہ بھی ہر ایک قسم کے معاملے خصوصاً ایلچی گری مین نہایت سابقہ
رکھتا تھا خان مذکور کے ہمراہ اپنا سفیر کر بھیجا، چنانچہ خان موصوف اُسی
عذر لنگ کے بہانے مسند پر پانو پھیلا بیٹھا اور ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا، حضار
محفل نے اُسکی طلاقت اور بلاغت سے سکتے کی حالت مین آ عش عش کیا،
اور بعد اُسکے کہ ہر طرف سے بہت سی گفت و شنود درمیان آئی اور باہم
کاردان سرکارون کے وکیلون مین انواع طرح کی رد و بدل ہوئی، معاملہ صلح تین

کروڑ کی تحصیل کا ملک سلطان کے ممالک محروسہ سے چھوڑ دینے اور نقد تین کروڑ روپیہ بعوض اُن اخراجات کے جو منشار کے سرکار دون کی افواج کشی مین خرچ ہو اتھا ادا کرنے پر ان شرطون سے فیصل ہوا کہ طرفین کے جتنے آدمی اس لڑائی کی ابتدا سے اسیر ہوئے ہیں اور بھی وے لوگ جو نواب مغفور حیدر علی خان بہادر کے زمانے سے قید ہیں خلاص کیے جائیں اور زر مصالحہ نصف سردست، اور نصف موافق میعاد کے ادا کیا جاے اور ممالک مقسومہ کے دخل پانے اور صلح کے باقی روپیہ قسطبندی کے موافق ادا ہونے تک دو شاہزادے والا گہر سرکار کمپنی کے لشکر مین تشریف رکھین، الفقصہ اسی قول قرار پر وے دونون معتمد بنیاد آشتی کو محکم کر عہد و پیمان کی مجمل شرطون سے ایک صلحنامہ لکھ سلطان کے حضور مین گیے تا جمیع مراتب عرض کرین اور پھر کاغذ اُن محالون کے کاغذات سمیت حاضر ہون تا حصہ بخرا ملک کا برابر کیا جاے اور تا وقتیکہ یہہ تقسیم وقوع مین آے مصالحہ کے نصف روپیہ بھی تین چار دن کے عرصے مین داخل کر دیئے جائین اور بتفصیل عہد نامہ لکھ دینے کی طیاری کی جاے، اور جب عہد نامہ طرفین کی مہر و دستخط سے مزین ہو کر ایک دوسرے کو دیا جایگا چاہیئے کہ دونون شہزادے بھی سرکار کے لشکر مین رونق افزا ہون، خیر بعد جانے اُن دو معتمدون کے دلاور جنگ حضور مین گورنر جنرل کے حاضر ہو کر جواب و سوال کا شرح وار احوال گزارش کر کے اپنے ڈیرے کو سدھارا، دوسرے دن گورنر نے تڑکے ہی مسٹر چیری صاحب بہادر کو حکم دیا کہ تم بھی منشی سمیت تقرر مصالحہ کی محفل مین حاضر رہکر ہشیاری سے طرف ثانی کے وکیلون کے روبرو دوستی کے قول قرار کو لکھوانا، چنانچہ آقاے ممدوح نے

فدوی کو بلوا کر فرمایا کہ ہم دلاور جنگ کے ڈیرے مین جاتے ہین تم بھی چلو، تب فدوی حسب الحکم وہان حاضر ہو کر کاغذات ملکی کی تفصیل اور تینون مضمون کے متعلق موضعون کی تحصیل کے لکھنے مین سرگرم ہوا، اور سلطان کے وکیلون نے تینون برابر مضمون کا خاکا بموجب ضابطے دفتر کے طیار کر جناب خدایگانی کے ذریعے سے حضور مین گورنر جنرل کے پیش کیا، گورنر ممدوح نے اُسے ملاحظہ اور مہر دستخط کر فبروری مہینے کی چوبیسوین تاریخ کو لڑائی موقوف کرنے کے باب مین حکم صادر کیا اور چھبیسوین کو جب وے دونون معتمد بموجب قول قرار اُس عہدنامے کے شاہزادہ سلطان عبدالخالق اور سلطان معزّ الدین کو سوار و پیدل وغیرہ کا غول ہمراہ لیئے بڑے بڑے فلک شکوہ ہاتھیون پر جن کے اوپر سنہری عماریان مرصّع کار جڑی تھی اور مغرّق کارچوبی جھولین پڑی تھین چڑھائے نہایت حشمت و دبدبے کے ساتھ قلعے سے لیئے آتے تھے یہ خبر سنکر دریا کے کنارے تک اُنکے استقبال کے واسطے مستر چیری صاحب بہادر اور دلاور جنگ اور چند مصاحب کو بھیج اُسکے پیچھے ایک عمدہ گاڑی حضور سے روانہ کیا اور یہان حسب الحکم رستے کے دونون طرف گورون کی پلٹن اور ترک سوارونکے رسالے پرا باندھ کھڑے ہوئے خیمے کے اندر فرش فروش اور ستھری چاندنیان جن پر سنہری کرسیان لگائی گئین تھین بچھائی گئین، اور گورنر خود بدولت و اقبال بھی انتظار کر رہا تھا کہ اس مابین مین جنریل میدوس بہادر نے وہان آکر گورنر سے کیا کیا باتین کہین کوئی معلوم نکر سکا لیکن جنریل مذکور کچھ غصّے مین جو تھا کانپتا ہوا نکلا اور اپنے ڈیرے مین جا پستول بھر کر اپنے پیٹ پر مارا، پر خیریت گذری کہ گولی اُسکی بائین پسلی سے تھوڑا سا پوست خراش کر نکل گئی اور وہ بیہوش ہو کر پڑا،

گورنر اُس کی اِس نادانی کی حرکت سے رنجیدہ خاطر ہو لاچار ظاہرداری کی راہ سے جبراً قہراً واکراہاً اور کپتان مارٹن کو جنریل مذکور کی تیمارداری کے لیئے بھیج آپ شاہزادون کے تشریف لانے کا منتظر رہا، جب اُنکی سواری دریا کے اِس پار آئی تو دلاور جنگ اور چیری صاحب وغیرہ استقبال کو اُنکی جلو مین پہنچے اور ہمراہ ہو خیمے تک لے آئے شاہزادون کے پہنچتے ہی اُن سب سپاہیون نے سلامی کے قواعد سے بندوقین زمین پر رکھ پھر جلدی سے اُٹھالین اور سلامی کی توپین بھی سر ہوئین شاہزادے کہ ابھی باغ سلطنت کے نونہال تھے یہہ حال دیکھ سہم گئے، میر علی رضا خان وکیل جو خواصی مین بیٹھا تھا اُنھین تسلی دے کر انھیون کو خیمے کے پاس لا بیٹھایا پھر دوبارہ توپین دغین تب گورنر نے آگے بڑھ دونون شاہزادون کو ہاتھی پر سے ہاتھ پکڑ اُتارا اور معانقہ کر خیمے مین لیگیا اپنے دہنے بائین کرسیون پر بٹھلا بڑی محبت و مرحمت سے مزاج کی خیر و عافیت پوچھی، تب سید غلام علی خان اور میر علی رضا خان نے عرض کیا کہ سلطان نے حضور کا لطف و احسان سن ان دو فرزند ارجمند کو سایۂ مرحمت مین تربیت کے لیئے حوالے کیا ہی، آپ ان کے حال پر باپ سے زیادہ اشفاق بزرگانہ مبذول فرمائیگا، اتنا کہہ کے علی رضا خان نے اُٹھکر دونون شہزادون کو دست بدست گورنر بہادر کے سپرد کیا، لارڈ صاحب نے اُن کے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھ فرمایا، چشم ما روشن ہماری عین خوشی ہی کہ اللہ تعالی ہمیشہ انھین خرم و کامیاب رکھے،

بیت

رہے انکے اقبال و دولت قرین
نگہبان رہے انکا جان آفرین

ہے ہمارے نینون کے تارے اور ہمارے فرزند سے زیادہ محبوب و پیارے ہین؛
اور عزت و حرمت مین بزرگون سے زاید؛ ہم سے حتی المقدور انکی خدمت گزاری
اور خاطرداری مین قصور نہین ہونے کا؛ تم لوگ ہماری طرف سے اچھی طرح ان
مراتب کو سلطان موصوف کے خاطرنشین کرو؛ الغرض ایک ساعت تک ایسے
ایسے تسلی آمیز کلمے ارشاد کر کے عطر پان کی تواضع کر رخصت فرمایا؛ جب
شاہزادے وہان سے برخاست ہو کر چلے تو سلامی کی توپین پھر چلین بعد اسکے
وے بسعادت و اقبال اپنے خیمے مین جو اُنکے واسطے کھڑا کیا گیا تھا داخل ہوئے؛ لارڈ
صاحب اُسکی صبح کو شاہزادون کے خیمے مین ملاقات کو تشریف لیگئے؛ اُنکے پیچھے
میر عالم بہادر اور سماجی پندت بھی وہان حاضر ہوئے دو پہر تک نشست رہی جب
لارڈ صاحب اپنے ڈیرے کو آنے لگے تو سر برنگپٹن کے قلعے پر سے خوشی کی بارآبین
داغین؛ دوسرے دن نواب مشیر الملک شاہزادون کے حضور مین حاضر ہو کر
اُنھین نواب سکندر جاہ بہادر کے ڈیرے مین ملاقات کے لئے لیگیا؛ چنانچہ نواب
موصوف بعد استقبال کے کمال تکریم و توقیر سے معانقہ کر اپنی مسند پر بٹھا انواع
طرح سے اُنکے ساتھ پیار اخلاص کی باتین کین اور رخصت کے وقت شاہزادون کو
جواہر کے خوان اور ستره پارچے کا خلعت معه سپر و شمشیر و اسپ و فیل اور سنہری
عماری ہر ایک کو پیشکش دیا اور اُن دونون معتمد کو چھه پارچے کا خلعت معه جیغه و
سرپیچ اور سمالک مروارید وغیرہ تواضع کیا تب نواب مشیر الملک بہادر نے
اُنکو اپنے ڈیرے مین لیجا کر خلعت و جواہر کے خوان اور اسپ و فیل اپنی طرف سے
نذر دے رخصت کیا؛ شاہزادے اُدھر سے پھرتے وقت تانیا صاحب کے
ڈیرے مین تشریف لیگئے وہان بھی ایک لحظه بیٹھه پیشرو قیمتی خلعت اور
جواہر کے ہدئے لے اپنے خیمے مین داخل ہوئے؛ ہنوز عہد نامه سلطان کی طرف سے

مہر و دستخط ہو کر امیران ہمعہد کی سرکار ون مین داخل نہین ہوا تھا کہ تینون سرکارون کے حصّون کی سرحد ٹھہرانے مین سلطانی اہلکارون کے ساتھ کچھ مباحثہ درمیان مین آیا (میر صادق ملعون کی غمازی اور بد صلاحی کی سبب سے) سلطان نے اس مطارحے سے برہم ہو کر اگرچہ شہزادون کو بخوشی و رضامندی عہد نامہ اوّل کی شرطون سے سرکار کمپنی کی مرحمت کے اعتماد پر لارڈ صاحب بہادر کی حفاظت مین سونپا تھا، خشم و تندی کی راہ سے عہد محبت کو توڑ سرکاری فوج پر شبخون کے ارادے سوار ان خونخوار کا دستہ تعینات کیا، ان سوارون نے چونکہ ہرو آ پہاڑ کے پیچھے سے بڑی مسافت طی کر افواج سرکار کی پشت پر شبخون مارنے کا قصد کیا اور بسبب فاصلے کے بروقت منزل مقصود کو نہ پہنچ صبح ہونے ہوتے ایکا ایکی جس وقت کہ ادھر کے لشکر والے صلح کے خیال اور بھی اس نظر سے کہ شاہزادے قابو مین انگریز بہادر کے آچکے ہین چوکی پہرے سے غافل تھے سرکاری توپخانے پر توت زد و ضرب مچادی، تو بھی توپخانے کے سردار نے گھوڑون کے سم کی آہٹ پاکر بڑی چالاکی سے اُن سوارون پر کئی توپ جو پہلے سے بھر کر طیار رکھا تھا سر کیا جن سے قریب بیس سوار و کے گھوڑون سمیت کھیت آئے، یہہ ماجرا دیکھ باقی سوار باگین موڑ بھاگ نکلے، لارڈ صاحب نے اس خبر سے تعجب کر شاہزادون کا خیمہ قلب لشکر مین لانے کے واسطے گورے سپاہیون کی پلٹنین تعینات کین اور اُنکے سردارون کو حکم دیا کہ شاہزادون کو پالکیون مین نہایت بڑی خبرداری سے لاکر رکھو، تب اُن سردارون نے حکم بموجب معہ پلٹن شاہزادون کے ڈیرے کے نزدیک جا اُسے گھیر لیا اور شاہزادون کو پالکی پر بڑی نگہبانی اور خبرگیری سے فوج نصرت موج کے درمیان خیمے مین لا کر اُنکے گرد بگرد

چوکی پہرا کھڑا کر دیا اور مورچے کی طیاری کو بھی حکم دیا گیا، الغرض کئی دن تک یہہ
مجہلہ مچا رہا، آخر ہری پنڈت تانیا بہادر کے حسن تدبیر کے سبب طرفین سے یہہ
قضیہ فیصل ہوا، اور مارچ مہینے کی اُنیسوین تاریخ عہد نامہ سلطان کی مہر و
دستخط ہو کر شاہزادون کے پاس پہنچا، تب اُنھون نے گورنر کی خدمت مین
جا کر بہت سا عذر معذرت کر کے اُس عہد نامے کو گذرانا، لارڈ صاحب نے
سر و قد اُٹھکر بڑے شاہزادے سلطان عبد الخالق کے ہاتھ سے عہد نامہ لے
دست بسر ہو سلامی کی توپین سر کرنے کو حکم دیا، بعد اِسکے شاہزادے سب
رخصت ہو کر اپنے خیمے کو گئے، اُسی دن دوپہر دو گھڑی کے وقت گورنر کی
ضیافت کے طور پر الوان و اقسام طعام کے خوان سلطان عالیشان کے بھیجے
ہوئے محمد علی چوبدار کی معرفت پہنچے لارڈ صاحب نے خوشی دل سے ضیافت قبول
کر چوبدار کو ایک دو شالا اور نقد دوسی روپیے انعام دیا اور اُن الوان
نعمت مین سے کچھ فوج کے سردارون پر تقسیم کروا باقی کھانا خاص باورچیخانے
مین لیجانے اور کھانے کے وقت میز پر لانے کو فرمایا، چوبدار مذکور دو پہر رات
تک راقم اوراق کے ڈیرے مین تھا بعد اِسکے لارڈ صاحب، سرکار کمپنی کے
عہد نامے پر اپنی مہر و دستخط کر پہلے دلاور جنگ کے ڈیرے کو تشریف
فرما ہوئے، ایک گھنٹے وہان بیٹھ میر عالم بہادر اور بچاجی پنڈت کو پیشتر
شہزادون کو خبر کرنے کے لئے بھیج آپ بعد ایک لحظے کے پاپیادہ اُنکے
ڈیرے مین تشریف لے گئے، شہزادے استقبال کر گورنر بہادر کو خیمے کے
اندر لائے اور گفت و شنود دلپسند سے لوازم اتحاد و دوستی بجا لائے،
بندۂ درگاہ بھی عہد نامہ ہاتھ مین لئے وہان حاضر تھا لارڈ صاحب نے فدوی سے وہ
عہد نامہ لے شہزادۂ کلان سلطان عبد الخالق کے ہاتھ مین دے مبارکبادیان دین،

ملے آپس مین یہان نہایت خوشی و خرمی کے ساتھ بیٹھے ہی تھے کہ گورنر کے تشریف
لانے اور شاہزادونکو عہد نامہ دینے کی تقریب پر سریرنگپٹن کے قلعے پر سے تہنیت کی
توپین چلنے لگین٬ لارڈ صاحب ان شلکون کو سنکر کچھ متردد ہوئے تب سید
غلام علی خان بہادر نے عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے کی جہت سے خوشی کی
توپین قلعے پر سر ہوتی ہین٬ لارڈ صاحب اس حال سے مطلع ہو مراتب شکر و سلام ادا کر
خوشی خوشی شاہزادونکے ساتھ معانقہ کرنے کے بعد وہانسے اپنے ڈیرے کو تشریف
لائے٬ اُسی دن سے سب کے دل کو یقین ہو گیا کہ الحمد اللہ و اہب ملے منت نے خلق اللہ
کے حال پر رحم کیا کہ وے اس رات دن کے دغدغے اور کھٹکے سے چھوٹے٬
مارچ کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۱۷۹۲ مین زر مصالحہ اقرار کے موافق سلطان کی
طرف سے تینون سرکار مین داخل کر دیئے گئے جو انواع طرح کے ہون٬ کاس٬ فلم٬
چکری وغیرہ (سونے چاندی کے بنے ہوئے) اکثر ناقص عیار تھے اور سوائے سریرنگپٹن
اور اُسکی اطراف کے اور کہین اُن کا رواج نتھا٬ اِس لیئے صرافون نے اُنکے
پرکھنے سے حیران ہو کر عرض کیا کہ ایسے سکّون کے لینے مین سرکار کا بڑا
نقصان ہی مگر حیدری اشرفیون اور اُس مغفور کے نام کے کاس٬
قلم اور روپی سب کے سب کا طلا نقرہ دونون کھرا ہی اور اُن کا وزن بھی
چیناپٹن٬ حیدرآباد٬ پونان وغیرہ کے ہون و روپی٬ فلم و کاس سے کئی ماشہ
کئی جو زیادہ ہی٬ اُنکا لینا بازار کے بھاو سے کہ ہون پیچھے سکہ ساڑھے چار روپی
ہی مضائقہ نہین اور کم وزن سکّون کو گلا کر جس قدر اُن مین سے خالص
سونا چاندی نکلے اُسکا حساب کیا چاہیئے٬ لارڈ صاحب نے اِس بات پر راضی
ہو کر سلطان کے معتمدون کو شرح وار حالات کہلا بھیجا٬ تب اُن لوگون نے
اِس امر کا اقرار کیا کہ انشاء اللہ تعالی ہم لوگ سلطان کے حضور مین نمونہ ہر ایک

رقم سکّے کے سونے چاندی کا جوگلانے کے بعد معلوم ہوگا کہ اُنکے وزن مین
کس قدر کمی ہی معہ اُسکی فرد کیفیت کے بھیج جواب منگا کر بہہ بکھیڑا ابھی
مٹادینگے، القصہ ایک ہفتے مین سرکاری صرّافون کی جنچائی کے موافق طرفین سے
نزاع رفع ہو گئی اور خسارے کے بدلے زرخالص کئی اونٹ پربار ہو کر سرکار
کمپنی کے خزانے مین آداخل ہوا، رسید اُسکی گورنر کی مُہرو دستخط سے
سلطان کے حضور مین بھیج دی گئی اور دوسری سرکارون سے بھی رسیدین مُہر
و دستخط ہوکر داخل سررشتہ ہوئین، اُسکی صبح کو اُس مقام سے فوج انگریزی
کے کوچ کا دن ٹھہرا، سلطان نے وفور دوستی و یکجہتی کی راہ سے لارڈ صاحب کی
ضیافت کے طور پر پان سی اکاون بڑی دیگین الوان و اقسام طعام کی اور
آٹھ سو نوّے پتیلے قلیے و قورمے وغیرہ کے، علاوہ اِسکے سات سو
خوان مٹھائی حلوا لوزیات وغیرہ اور پھول کی طلائی جواہرنگار کشتی چنگیربان محمد علی
چوبدار اور غلام قادر خانسامان کی معرفت معہ ایک نیازنامہ مشتمل اِس مضمون
پر کہ باعتماد محبّت و اتحاد یہہ ہدیۂ محقّر بھیجا گیا ہی گورنر موصوف نے ضیافت
شاہی کا سامان و لوازمہ دیکھ بڑی خوشی و نشاط سے کچھ کچھ تناول فرما
چارسی روپی نقد و دو جفت شال اور خط کا جواب اُن دونون لانے والون کو
دے کر رخصت کر خود بہ دولت و اقبال شاہزادون سمیت خوشی خوشی ہروڑ
پہاڑ سے دو کوس اِس طرف آکر اقامت کیا، اِس مقام مین قوم انگریز کے وے
اسیر جو پیشتر نواب حیدر علی خان بہادر کی لڑائی بھڑائی کے وقت اور جو لوگ
بالفعل ستی منگل وغیرہ کی لڑائیون مین گرفتار ہوئے تھے سب کے سب خراب
خستہ گورنر بہادر کی بارگاہ مین آپہنچے، احوال اُن مصیبت زدون کا کیا کہیئے کہ صرف
ہڈّی و چمڑا اور رشتۂ حیات ہی کا اُن مین باقی تھا، عندالتحقیق معلوم ہوا کہ سلطان

اُنکو پابزنجیر کرمٹی کاٹنے کے کام مین رکھا تھا، خیر اب لارڈ صاحب نے سلطانی اسیرون کی رہائی کے واسطے جو قلعۂ بنگلور مین موافق اپنے رتبے کے سرکار عالی سے راتب روزینہ پاتے اور آرام سے رہتے تھے ایک چٹھی نام پر کرنیل کے جو اُس قلعے پر متعین تھا لکھی، تب وے لوگ بھی بموجب امر والا کے مخلصی پاکر سرینگپٹن کو روانہ ہوئے، بعد اِسکے سرینگپٹن کے متعلق قلعجات بنگلور، نندی درگ، ماکری وغیرہ چھوڑ دینے کے باب مین اُن حصارون کے متعین سردارون کے نام پر اِس مضمون کے پروانے صادر ہوئے، کہ تم نے جسقدر جنگی سامان کہ سلطانی سردارون کے دخل سے اُن قلعونکے لینے کے وقت اُن مین پایا ہی اور لحاظ سے اِس طول ایام حرب کے جتنا اسباب و آذوقہ وغیرہ اپنی جہد وکوشش سے قلعون مین جمع کیا ہو چاہیے کہ اُن سب کا تعلیقہ کرکے افواج قاہرہ کے وہان پہنچنے کے منتظر رہو تا کہ جب لشکر انگریزی اُن قلعون کی نواح مین پہنچے تو قلعہ سلطان کے کارپردازون کے حوالہ کرنے مین کسی طرح کا خرخشہ باقی نرہے، چنانچہ جونہین افواج دریاموج وہان پہنچی تو سرکار کے سردار حاضر ہو کر تعلیقے کی فرد قلعے کی کنجی سمیت سلطانی اہل کارونکے سپرد کرکے معہ اپنی جمعیت، لشکر نصرت اثر مین آن ملے، اور اِسی مضمون کے انگریزی پروانے بھی جو سلطانی دہات چھوڑ دینے کے باب مین لکھے گئے تھے اور گورنری مہر ودستخط سے مزین تھے سلطان کے معتمدون سید غلام علی خان وغیرہ کے حوالے کئے گئے، تب وہان سے کوچ درکوچ ماکری کے قلعے کی اطراف مین مقام ہوا یہان کے قلعدار نے بھی اُسی وقت کہ افواج منصورہ اُس نواح مین پہنچی، اپنی جمعیت سمیت ملازمت حاصل کر قلعے کی قبض الوصول اور جنسون کی فہرست جو سلطانی کارگزارون سے لی تھین حضور مین

داخل کئین اسی طرح ہسوڑ کا قلعہ اور بھی قلعے اور دوسری جنسون کا ذخیرہ قلعے
کی کنجی سمیت سلطان کے کارپردازون کو دے اُنسے رسد لیکر لشکر
ظفر پیکر مین آملا۔ تب یہان سے کوچ کر بعد چند روز کے مقام کونکال مین ڈیرا ہوا
اپریل کی پانچوین کو لارڈ صاحب اپنے رفقا سمیت بموجب نانا صاحب کی استدعا
کے بڑی خوشی سے اُنکی محتشم ضیافت مین کھانے کے شریک ہو کر گرم صحبت
ہوئے اور رخصت کے وقت خلعت و جواہر، اسپ و فیل، عطر و پان کی تواضع
قبول کرا اپنے ڈیرے مین تشریف لائے، ہری پنڈت نانا اپنے ساتھ کے
سردارون سمیت اُسی مقام سے رخصت کے لیے گورنر کے خیمے مین آکر
طالب رخصت ہوا، تب گورنر بہادر نے بطور رسم ہندوستان کے
بیش قیمتی خلعت وجیغہ و سرپیچ اور موتی کا ہار، ڈھال تلوار، ہاتھی گھوڑا
جڑاؤ مینا کار ساز سمیت، جھالا بور مغرق پالکی وغیرہ تعظیم و تکریم کا لوازمہ
نانا صاحب اور اُنکی ہمراہی کے سردارون کو تواضع کر رخصت کیا، اسکے
دوسرے دن مرہٹے کی فوج لشکر ظفر پیکر سے پونان کی جانب روانہ ہوئی،
ساتوین کو جب لارڈ صاحب نواب سکندر جاہ کے ڈیرے مین رونق افزا
ہوکر خلعت اور جواہر اسپ و فیل پیشکش لیکے وہان سے رخصت ہو آئے، تو
نواب سکندر جاہ و اعظم الامرا و سیف الملک و راے رایان و راے شام لعل
بہادر گورنر کے خیمے مین رخصت ہونیکو تشریف لائے اس طرف سے بھی سب
آداب و مراسم بترتیب مراتب ادا کیے گئے، بعد اسکے فریقین ایک
دوسرے سے رخصت ہوئے تب لارڈ صاحب وہان سے شاہزادون سمیت
کوچ و مقام کرتے ہوئے مہینے کی سولہوین کو انبور گڑھ کے نزدیک
پہنچ اقامت گزین ہوئے، راقم اوراق اُسکی صبح کو اپنے کئی رفیقون سمیت

جنسے اکثر وہین کے رہنے والے تھے قلعہ دیکھنے گیا، معلوم ہوا کہ بانی اس
قلعے کا پانڈ ڈون کی اولاد سے ایک راجا بڑا صاحب حشمت و شوکت تھا کہ
کرناٹک کا تمام ملک باغ ارم کی سرحد سے لیکر سیت بندرامیشر تک
اپنے قبضۂ تصرّف مین رکھتا تھا اور چونکہ ملک بالاگھاٹ کا ایک اور بڑا زبردست
راجانایر کی قوم سے پائین گھاٹ کے مسخر کرنے کا قصد رکھتا تھا اس لیئے نت
ان دونون مین لڑائی بھڑائی مچی رہتی، بناچار کرناٹک کے راجا نے اپنے ملک
کے بچاو کے واسطے وہ قلعہ بنایا تھا حصانت اور متانت اس حصن کی اسی
سے سمجھ لیا چاہیئے کہ اسکی تعمیر پر قریب ہزار برس کے گذرا ہر اسکے مکانات کا
یہہ عالم ہی گویا ابھی بنے ہین کہین مرمّت کی حاجت نہین، اگر مارتذران کے
وزروئین کے ساتھ اسکو تشبیہ دیجیئے تو سزاوار ہی، الحاصل احقر العباد
اُن مکانون کی سیر کرتا ہوا قلعے کے اندر جا پہنچا، چونکہ اُستادی و نادرہ کاری
اسکے در و دیوار اور عمارتون کے چھتون کی حیّز بیان سے باہر ہی عمسند خامہ کو
اُسکی تحریر سے روک مطلب کے میدان مین جولان دیتا ہی یعنے جب لارڈ
صاحب مے مہینے کی بیسوین تاریخ وہان سے روانہ ہو کر کوچ در کوچ اٹھیسوین کو
شہر چینا پٹن مین پہنچ کر امیر باغ کی جانب جو بنایا ہوا نواب والاجاہ بہادر کا ہی چلے
اُدھر سے نواب والاجاہ اور عمدۃ الامرا بہادر نے بھی جو اپنا حشم خدم لیئے قدوم
میمنت لزوم کے منتظر تھے، سواری خاص کے وہان پہنچتے ہی استقبال کے واسطے
آکر گورنر بہادر سے مصافحہ و معانقہ کر کے اُس مکان کو زینت بخشا شاہزادون کے
واسطے قلعے کے اندر ایک مکان عالیشان مقرّر کیا گیا، لشکر شہر مین داخل ہونے لگا،
اُس وقت شہر کے باہر دو قطار چھوٹے بڑے خاص و عام تماشائیون کی بھیڑ
بھاڑ اور اُنکا رنگ برنگ کا لباس، طرح بطرح کا ساز و اسباب عجب عالم

دکھلاتا تھا، اہلِ سواری ستھرے ستھرے گھوڑون پر سنہری زین باندھے ہتھیار لگائے اِدھر اُدھر جلوہ گر اور پالکی نشین بڑی بڑی طیاری سے بطور استقبال کے جدھر تدھر روان، مستورات بھی مارے اشتیاق کے چھتون پر اور دیوارون کے سوراخ سے اس مشیّت آلٰہی کی نظارہ بازی مین مصروف کہ سبحان اللہ کیا اسکی شان ہی جسنے اپنے بندگان مخلص کو اسطرح فیروزی و ظفر کے ساتھہ قحط و حرب کی بلا سے بچا پھر بخیر و عافیت اس ملک مین لایا، گویا جان تن مین اور روح جسم مین آئی، بازار مین ہر ایک پیشے کے دکاندار دور ستہ دوکانین ہر رقم کی اجناس و اشیا کی لگائے، خرید ادمول تول کر رہے تھے، ناظرین اور تماشائیونکا یہہ ٹھٹ لگا تھا کہ لوگون کو دید او فرحت آثار اُن یوسفان دیار ہجرت و غربت و عزیزان مصر عزّت و رتبت یعنے شہزادگان عالی تبار کی کہمراہ لشکر نصرت اثر کے تھے کم نصیب ہوئی، القصہ شاہزادے بصحت و کامرانی چیناپٹن کے قلعے مین داخل ہوئے سلامی کی شلکین دغین، لارڈ صاحب جبتک وہان رونق افزا تھے ایک دن بعد ہمیشہ اُنکے دیکھنے کو تشریف لیجاتے، بعد چند روز کے شاہزادونکے ملال خاطر کے باعث اس لحاظ سے کہ طبیعت بشری کا خاصہ ہی کہ سدا ایکہی جگہہ رہنے سے ہر چند گلشن جنّت کیون نہو اُچاٹ ہو جاتی ہی اُس قلعے کے نزدیک ایک خوشنما قطع زمین پر از گل و ریاحین، جسمین مکانات اچھے خوش فضا دلچسپ تھے شہزادونکی سیر و تفریح کے واسطے ٹھہرائی گئی، اور اس نظر سے کہ نوجوانونکی طبیعتین از بس کہ باغ و بستان کے گلگشت اور لہو و لعب کی مائل ہوتی ہین مقرّر یہہ ہوا کہ شاہزادے دن کے وقت جب چاہین قلعے سے معہ اپنے اتالیق و معلم کے ساتھہ جنھین سلطان والاشان نے اُنکے ہمراہ متعیّن کیا تھا اُس گلستان کی سیر

تماشے کو جایا اور رات کو قلعے کے اندر آکر آسایش و آرام کیا کرین ‘ اور جسوقت شاہزادے اپنے وطن کو تشریف فرما ہوئے دو پالکی بارہ بارہ ہزار روپیہ کے طیاری کی کلکتہ مین استوبرت کمپنی کاری ساز کے کارخانے سے طیار کروا کر معہ تلوارین اور بندوقین و گھڑیان اور اقسام طرح کے تحفے تحایف ولایتی سرکار کمپنی بہادر کے طرف سے پیشکش کیا گیا

روایات منشی حمید خان کی جو ہمراہ گورنر جنریل
لارڈ کارنوالس بہادر کے اس مہم مین حاضر تھا تمام ہوئین ‘

ذکر ولادت بادشاہ عالیجاہ ٹیپو
سلطان کا اور اُسکی تعلیم و تربیت کا

اختر طالع خسرو ممالک ستان ٹیپو سلطان کا شہر ذیحجہ کی بیسوین سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین موافق سترہ سو انچاس عیسوی کے اُفق اقبال سے طلوع ہوا جسنے خاندان حیدری نے نور و فروغ پایا والدہ ماجدہ اُسکی نواب میر معین الدین کی بیٹی تھی‘ کہتے ہین کہ یہ خاتون عفیفہ حالت بارداری مین ہندستان کی عادت و اعتقاد کے موافق خدمت فیض درجت مین ٹیپو ستان نام درویش کے جسکی کرامت اور اجابت دعوت کا دکھن مین شہرہ تھا حاضر ہو کر امید کے باب مین اُس صاحبدل سے دعای خیر کی استدعا کی تب اُس پاک طینت نے اُسے یہ خوشخبری دی کہ بفضلہ تعالی فرزند تیرا بادشاہ رفیع القدر ہوگا اُسکا نام ٹیپو رکھنا چنانچہ اُس درویش کامل کے فرمانے

سے نام اُسکا ٹیپو رکھا گیا اسکے پدر جلیل القدر نے اکثر ملکون سے ہر ایک علم
ہنر کے بڑے بڑے عالم و فاضل و اہل کمال و ہنر بلوا کر بڑی تقید سے اُسے
تحصیل علم و ہنر مین مشغول کیا چنانچہ ٹیپو سلطان نے ہر ایک علم مین مہارت کامل
حاصل کی اور ورزش سپہگری و کشتی گیری اور تیر اندازی و گوی بازی
اور اسپ تازی وغیرہ مین بھی کم سنی ہی مین کمال مشق بہم پہنچائی اور ایام
شباب مین حرب و ضرب کے قانون اور رزم و جنگ فرنگ کے قاعدے
خوب اخذ کیے سنہ ۱۷۷۷ اور ۱۷۷۸ ع مین جب نواب حیدر علی خان
کرناٹک کی تاخت تاراج پر متوجہ تھا سلطان اُنیس ہی برس کی عمر مین
چابک و جری سوارون کی ایک بڑی فوج کی سپہسالاری رکھتا تھا پہلی بار
اُسنے اپنی سپہگری اور معرکہ آرائی کا یہ جوہر دکھلایا کہ نواح مدراس کی
سرحدون کو درو بست سمار و تباہ کیا سارے اہل سیف و اہل قلم اُسکے
آثار و اطوار خورد سالی کو دیکھ اُسکے ایام سلطنت کے دبدبے اور ضابطے کی
پیش بینی کرتے تھے چند نون سنہ ۱۷۸۰ کے جولائی مہینے مین حیدر علی خان کی
افواج بحر موّاج کی طرح کرناٹک کی سر تا سر سرزمینون پر آپڑی تھی سلطان ہی
دہنے کی فوج کا جن مین بارہ ہزار سوار خونخوار اور چھہ ہزار پیادہ جرّار کی جمعیت اور
بارہ ضرب میدانی یا جلوی توپ تھی سر لشکر ہو کر شمالی سرکار و نکے محالون کی تسخیر
کو متعین ہوا تھا چنانچہ اُسنے جمعیت مذکور سے سپطمبر کی چھٹی کو مع اور آٹھ ہزار جوانونکے
اُسکے ماموون میر علی رضا خان کے ہمراہ کمک کے لیے اُسے جا ملے تھے پریا پالم کے
گرد و نواح مین کرنیل بیلی کی فوج پر حملہ کر اور بڑے محاربے کے بعد اُنکا تمام ذخیرہ
و بنگاہ لوٹ پاٹ کر اُنھین شکست کا مزہ خوب ہی چکھایا اور اُس مہینے کی دسوین تاریخ
جو لڑائی ہوئی اس مین انگریزون کے بالکل لشکر کو مار لیا اور جب کرنیل بیلی کا

یادوست والی بیٹیون کو بلا کر خاک سیاہ اور اپنے ہوادون صحبت آپکے ترتھ
انگریزی باتین بر ناحت کر انھین ملبت رو تباہ کر دیا جب تو وہ اپنے والدبزرگوار کے
حضور مین نہایت مرتبے مین شایستہ تھین وآفرین ہوا چنانچہ اُسی دن سے
نواب فلک جناب اپنے فرزند ارجمند کو عمدہ سر لشکر اور سپہدار باتہور سمجھا
اور جس ایام مین کہ نواب بہادر نے آرکاٹ کو محصور اور قلعہ والونکو اُسکے چھوڑ
دینے کے لئے تنگ و مجبور کیا تھا ٹیپو سلطان بھی وہان موجود اور قلعے کی تسخیر کے
طریقے اور حیلے دیکھنے مین جو اُس وقت کمال بہا کی وجو کسی سے عمل مین آئے
تھے مصروف تھا بعد اُسکے خود بذات خاص ویلور و چنگلپیٹ اور وندیواش کے
محاصرہ کرنے مین متوجہ ہوا اور بعد ۱۷۸۱ع مین جب نواب بہادر اپنی فوج صحبت
ترچناپلی پر چڑھائی کرنے کے ارادے جنوب کی جانب روانہ ہوا تھا تو ٹیپو سلطان
کو اُسکی جمعیت کے ساتھ واسطے محاصرے ویلور اور وندیواش کے
پیچھے چھوڑ گیا تھا مگر پورٹونو مین جرنیل سر ایری کوٹ کے فتح ہونے کی جب اُسے
خبر پہنچی تو ناچار اُس مہم سے دست بردار ہو باپ بیٹے دونون ملکر بھی فوج نگاہداشت
کرنے اور اُس لڑائی کی جو کہ ستانے مین سرگرم ہوئے بعد اُسکے ٹیپو سلطان سے
کارنامہ ہندوستان کا وقوع مین آیا کہ فروری مہینے کی اٹھارہوین سنہ ۱۷۸۲
مین کولبرن نامے ندی کے کنارے اُسنے کرنیل برتھوہیٹ سے سردار کو اُسکی
بالکل فوج جمعیت مار گرا ہندوستان مین جوانمردی کے ہوئے نام کو بلند کیا پر
مشہور ہی کہ جیسا دوست دشمن اُسکی ہمت وشجاعت کے قائل ہین ویسی ہی جباری
وسنگدلی کے بھی ناقل ہین اگر اس فتح کے بعد فرانسیسیون مین سے جرنیل
ہوشیر الی اور وہ برے عہدہ دار لوگ دشمن کے اسیرون کی جان بخشی کے لئے
درمیان مین نپڑتے تو سبکے سب انگریز بہت خورد سے مارے جاتے اکثر انگریزی

عہدہ دار جو زخمی ہوئے تھے سریرنگپٹن بھیج دیئے گئے وہاں اُن مصیبت زدے گرفتاروں کا
حال یہہ تھا کہ دن بھر تو دھوپ میں جلتے رہتے اور رات کو ایک چھوٹی ہال میں
بھیڑ بکری کی طرح بند کیے جاتے ۔ بعد اس روداد کے انگریزوں نے مرہٹوں کے
مانند مصالحہ کر ایسا اقتدار بہم پہنچایا کہ اپنی افواج کرناٹک پر بھیجنے کا قصد کیا چنانچہ
آگسٹ مہینے میں کرنیل ہمبرسٹن کے ہمراہ ایک بڑی جمعیت بمبئی سے دریا کی
راہ ہو کر ملیبار کی سرزمین پر چڑھائی کرنے کے ارادے بھیجی گئی ۔ کرنیل
مذکور نے کالیکوٹ میں اُتر کر تھوڑے ہی عرصے میں اُسے فتح کیا ۔ اس فتح کے
سبب اُسے یہہ جرأت ہوئی کہ ملیبار کے درمیان میں بھی ہاتھ پانوں پھیلاے
پالیکاچری کا رستا لیا اور پانیاری رام گڑھی منگاری کوٹہ کے قلعے معہ اور
سخت و قابل جگہوں کے (جو متصل اُس شاہراہ کے ہیں جسکے سوا اور کوئی
راہ لشکر کے جانے کی نہیں) لیکر تنجاور اور مالوہ کے سیر حاصل محالوں کو
اُس نقصان و ضرر سے جو تاخت و فوجکشی کے ہنگام میں واقع ہوتا ہے بچا لیا ۔
سلطان بھی کرنیل کے دھاوا مارنے اور چڑھائی کرنے سے خبردار ہو ترنت
اپنی فوج دریا موج سمیت اس ارادے سے کہ اُن لٹیروں کو مار بھگاے
آپ ۱۹ انگریزی پلٹن اکٹوبر مہینے کی نوبن کو شہر پالیکاچری کے گرد و نواح میں پہنچی
لیکن کرنیل ہمبرسٹن چونکہ اُس مکان کو برخلاف اپنے گمان کے نہایت محکم پایا اور
اسلئے کہ عوام میں یہہ بھی افواہ مشہور ہوئی تھی کہ ایک بڑی بھاری فوج حیدری
اُسکے پیچھے لگی چلی آتی ہی وہاں کا رہنا مناسب نجان کر کوچ کیا ۔ پھر پہلے ہی منزل
میں اس قلعے کے نگہبان سپاہیوں اور ایک بڑے غول نے سلطانی سواروں کے
جو انگریزی پلٹن سے قبل آپہنچے تھے اُنکا پیچھا کر بہت سا اسباب و آذوقہ لوٹ لیا ۔
چونکہ سلطان کا ارادہ یہہ تھا کہ جس طرح ہوسکے اُسکی فوجیں دریا کے ساحل اور

لشکر انگریزی کے مابین حائل رہین تا اُنکے بچاو اور بھاگنے کی راہ بند ہو جائے اسلیئے
اُس سپہدار عالی وقار نے ہرچند اس بات مین بڑی ہوشیاری وچالاکی کو کام
فرمایا تھا لیکن کرنیل ہمبرسٹن کی نہت چوکسی اور دوراندیشی کی جہت سے
منصوبہ اُسکا ٹھیک نہ بیٹھا اور انگریزکا لشکر کہ سلطانی سوارون کے حملون اور
تعاقب کے سبب سے خاص کر اُسکے کوچ کے پچھلے دو دن انواع طرح کی اذیت
و مصیبت مین پھنسا تھا وہان سے بچ کر نومبر کی بیسوین کو بخیریت پانیاری
مین داخل ہوا، قلعہ یہان کا نزدیک ایک بڑی ندّی کے مہانے پر دریاے
شور کے کنارے کلیکوت سے انگریزی چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہی،
اِس مقام مین کرنیل مکلوڈ جو قدامت کی راہ سے کرنیل ہمبرسٹن پر فوقیت رکھتا تھا
کچھ فوج لیکر مدد کو اُسسے آملا، لہذا فوج کی سرداری اُسی کے ذمّے ہوئی
تب اُسنے جھٹ پٹ دریا کنارے موقع کی جگھون پر دمدمہ اور پشتہ بنا اپنی فوجون
سے میسرہ میمنہ، مقدمہ آراستہ کیا اور جونو وینڈ پچبری نام دو بادشاہی جہازون
کے سپہسالارون کو حکم دیا کہ جس قدر ہو سکے تم کنارے ہی کی طرف لنگر
کرکے اپنی توپون سے لشکرگاہ کی پشتی مین سرگرم رہو، اِدھر تو یہہ بند و بست
ہو رہا تھا کہ سلطان کی فوج. جسمین آٹھ ہزار پیدل، چار سو فرنگی جوان، دس
ہزار سوار اور بہت سے سواران غارتگر. مجتمع تھے انگریزی لشکر کے سامنے
اُترکر کئی دن تک توپین مارتی رہی، آخر کو سلطان نے اپنے پیادون کی تین ٹولیان
بنائین ایک ٹولی مین جرنیل موشیر لالی اپنے ملک کے جوانون سمیت بڑی
دلیری و ہمّت کی راہ سے انگریزی فوجون پر کئی بار چڑھ گیا، لیکن بےنیل مرام، سلطانی
فوج کے دو سو آدمی کھیت آئے تب لشکر انگریز نے پانیاری ندّی کے پار جاکر
ڈیرا کیا اور اُسی مابین مین دسمبر مہینے کی گیارہوین شب کو قاصدون نے سلطان کے

حضور مین آکر اُسکے والد ماجد کے رحلت فرمانے کی خبر گزارش کی تب وہ
بضرورت جلدی سے سرنگپٹن کی جانب روانہ ہوا اور بیسوین تاریخ اُسی
مہینے کی سنہ ۱۷۸۲ء مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور جب ماتمداری کے رسومات اور
ملکداری کے ضروری امورات سے فارغ ہو چکا تو آرکاٹ کے ملکون کی طرف پھر کر
فوجون کی سپہسالاری کے مہمات مین مشغول ہوا لیکن جنریل میتھوس نے
جو اونور کی تسخیر کی اور بدنور و ساحل ملیبار کے آس پاس جو انگریزون کی فتح ہوئی
تھی یہہ خبر متواتر پہنچ چکی تھی پس سلطان کا ارادہ یہہ ہوا کہ حال کی بالکل مہمون اور
آرکاٹ کی آیندہ فتحون سے جن کی امید تھی باز آے اور اپنے ممالک محروسہ
کی پشتی و حمایت کے لیئے جو اُسکے نزدیک سب پر ترجیح رکھتی تھی روانہ ہوئے
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مارچ کے پہلے ہی دنون مین سلطانی فوجین چنگامہ کی راہ ہو کر
کوچ کرنے لگین یہانتک کہ مہینا نہ تمام ہوتے ہوتے ایک شخص بھی آرکاٹ مین
نرہا؛ الغرض سلطان ممدوح بڑی بھیر بھاڑ فوجون کی ساتھہ لیئے شتاب بدنور کی جانب
روانہ ہو اپریل کے اوائل مین وہان جا پہنچا ؛ جنریل میتھوس سے اُس مہم مین
بالکل سہو اور غفلت ہی وقوع مین آئی اُسکو لایق تھا کہ ایسی حصین و محکم جگہہ کو
پہاڑ کی کسی چھوٹی گھاٹی مین پناہ کے لیئے اختیار کرنا جہان سے ضرورت و مجبوری
کے وقت اونوریا اور کسی مضبوط دواستوار قلعے کو بھی جا سکتا اور جہان
ہر طرح کی مدد اور رسد بھی دریا کی راہ سے اُسکو ملتی ولیکن وہ برخلاف اُسکے
شہر بدنور مین جہان کوئی ایسی پناہگاہ نتھی میسور کی ساری افواج بحر امواج
کے سامھنے جسکی سپہسالاری خاص سلطان عالی منش کی ذات سے متعلق
تھی آکر مقابل ہوا آخر لاچار اور بیبس ہو کے محصور ہو گیا حوصلہ تو اُسکا دیکھا
چاہیئے کہ فقط چھہ سو فرنگی جوان اور دو ہزار ہندوستانی سپاہی سے وہ بے دھڑک

سلطان کے ایسے انبوہ لشکر کے جسمین لاکھ آدمی کا جماوتھا مقابلہ ومدافعہ
کرنے کو آمادہ ہوا، مگر اُس بےباکی و تہورکا خمیازہ بھی اُسے ویساہی ملا کر
پن سی اپنے چیدہ سپاہیون کو کتوا شہر حربف غالب بر چھوڑ شتاب
بقدم اضطرار وہان سے بھاگ نکلا اور بناچار ایک حصار مین آکر قلعہ بند ہوا،
تب سلطان نے اپنے کتنے دلاور سپاہی کو قلعہ محاصرہ کرنے پر تعینات کیا اور
ایک بھاری جمعیّت اُنکی شاہراہ کی طرف بھی روانہ کردی تالیے وہان آمادہ جنگ
اور دشمنون کی گھات کی جگہہ سے چوکس رہین، جب اِس ڈھپ سے
ناکے بندی اور قلعہ والون کے پھر جانے کی راہ مسدود ہو گئی تو سترہ دن
بعد بدنور کی سب محصور مجبور ہوکر اپنی اسیری پر راضی ہوئے، قول قرار اُنسے یہ
ہوا کہ عزّت و آبرو اہل حصار کی بحال رکھی جایگی پر ہتھیار ونکا اُنکے البتّہ قلعے کے پشتے
پر ڈھیر کروایا جایگا، اور اُنکو چاہیئے کہ اپنی نج کی چیز بست پاس رکھ لین اور
جو کچھ سرکار کنپنی کا مال ہی سو حوالہ کردین اور نہایت نزدیک کے رستے ہو کر
ساحل تک پھر وہان سے جہاز پر چڑھ بنبئی کو روانہ ہو جائین راہ مین رسد اور
منزل گاہ کی ضرورتون کی اہتمام سرکار سے کی جایگی اور سو سپاہی سپاہیون
سے جنرل کے اپنے سلاح ساتھ اُسکی پاسداری مین مشغول رہین
سنہ ۱۷۸۳ ء کے اپریل کی اتھائیسوین کو اس سپاہ محصور نے قلعے سے نکل کر
اپنے ہتھیارون کا ڈھیر لگا دیا اور جب بدنور سے ایک میل کے فاصلے پر جا کے
مقام کیا تو اُنکے گرد بگرد سلطان کی فوج آکر محیط ہوگئی، دوسرے دن جنرل کو اپنے
نشان بردارون سمیت حضور مین حاضر ہونے کا فرمان گیا اور جب وے ملازمت
مین پہنچے تو بعد بازجست اور تلاشی کے قید شدید مین مقیّد ہوئے، پھر دو دن
پیچھے لشکر کے دوسرے عہدہ دار و دار وغہ لوگ اور فوج کا بخشی سبکے سب

ے و مقید رکھیے گیے مگر بخشی منزل گاہ کو پھر گیا باقی سردار و
ھوئی کہ ننگے کیے اور تلاشی لیے گیے اُنکے پاس سے بہت
اُسکے اُن لوگونکو سورون کی راہ دھوپ مین ننگے بدن با
لے گیے اِسمین تو کچھ شک نہین کہ جنرل بل بڑی تکلیف سے
م کہ کون سا خاص صدمہ اُسکے مرنے کا باعث ہوا، گمان غال
یاست سے اُسکے سر کو تن سے جدا کیا ہوگا دوسرے سردا
ں تانجایے جانکہ از جاے سلطان نے اُن قلعے والون کو بھی جنھون ۔
کایا تھا برخلاف شرط معہود کے ویساہی سخت عذاب کیا
ہ کہ جنرل میتھوس کے پاس بدنور مین چوری کا کچھ مال و اسبا
نکی سپاہ نے بھی ممالک محروسہ کے بعضے محال پر بڑی لالچ سے جر
لیا تھا چنانچہ سلطان خود ان باتون کو بیان کرتا تھا، بہر تقدیر چون اُس
کی اُس فوج نے لوٹ پاٹ مچائی تھی جسکے سبب وہ ملک آرکا
قادر نہوا یہہ بھی ایک وجہ قریب اُلفہم ہی کہ اُسنے بطور انتقا
اُنکی سیاست و تعزیر کرنے مین اقدام کیا، القصہ بدنور مفتوح
ن ممدوح لشکر قہار اور بڑی بھیر بھاڑ ساتھ لیے منگلور کی طرف
یہہ ممالک محروسہ کے نامی بندرون سے تھا اُسکا لینا بھی خاص
چونکہ وہان کی حفاظت و پاسبانی کے لیے میجر کنبل کی سرکرد
ان رسالہ اور ہندوستانی سپاہیون کی کئی پلٹن بڑی چوکسی سے
سلطان کے ساتھ بھی بڑی جمعیت تھی تاہم محاصرہ اور قلعہ سر
کام کا علاقہ فرانسیس کی فوج سے جو سلطان کی ملازم تھی متع
لوگ مورچہ اور دمدمہ بنانے مین سرگرم ہونے اور اُنھین ۔

کی جہت سے جولائی مہینے کی ابتدا مین قلعے کے درمیان ایسی
ں کہ محصورون کے دلون مین حریف کی تاخت و جوہائی کانت
ہتا تھا، اُنھین دنون فرنگستان سے فیمابین انگریزون اور فرانس
پ ہونے کی خبر سلطان کی لشکرگاہ مین پہنچی، تب سلطانی
انسیسون نے یہ خبر سنتے ہی انگریزون کے ساتھ لڑنے
ی کیا، سلطان فرانسیس کی جمعیت پر اُنکی اُس حرکت سے نہ
و لیکن چونکہ جانتا تھا کہ اُسکے ہندوستانی سپاہیون مین استاد
سر کرین بناچار اُنھین فرانسیسون کو کبھی تو مصلحۃً اس
ی راہ سے اور کبھی تہدید و تنبیہ کرکے پھر اپنے کام مین سرگرم کرنے
کچھ ثمرہ بخشا اور آخرکار فرانسیس لوگ اُسکی لشکرگاہ سے چلے
کے محصورون کے آنے جانے کی راہ بند کی گئی اسّے
نہایت تنگی و تکلیف گذرنے لگی اور غلے وغیرہ کی نایابی کے سبب
ے مجبور و عاجز ہوئے یہانتک کہ سلطان کو گمان غالب یہ تھا کہ ا
مکان ہاتھ آجائیگا لیکن جنرل مکلود کے پہنچنے کی جہت سے جو بمبئی
سے بڑی جمعیت اور افراط سے رسد لیکر روانہ کیا گیا تھا، و
ر صلح کا پیغام درمیان آیا جسکو سلطان نے قبول کیا، تب سنہ
ن سر جارج اسطانطن اور دوسر دار مدراس سے سلطان
بعنوان سفارت آئے مارچ کی گیارہوین کو قول قرار مصالحے کا
طاہر کہ جانبین سے سبکے سب اسیر اور وے محالات جو جنگ د
ے مین طرفین کے عمل دخل مین آگئے ہین چھوڑ دئے جائین، چنانچہ انگر
، اونور اور دوسرے قلعے جو اُنکے قبضے مین آگئے تھے خالی ک

و محالات کے حوالے کر دینے مین طرفین سے عہد و پیمان کی
مگر دوسری شرط یعنے اسیرون کی رہائی ہرگز سلطان کی
ن نہ آئی، چونکہ انگریزون کے ساتھ عہد و پیمان ہونے سے کچھ دل
سلوکی کے سبب سلطان برہم ہو رہا تھا اور اُن دنون لشکر قہار
نہ بھی موافق تھا پس فرصت کو غنیمت جان کے اُسنے یہہ قص
دار کے زور سے اُس قوم یغماگر کی آتش فتنہ انگیزی کو فرو
سی عزم پر مالیبار سے بدنور کے رستے ہوکر شانور کی سرزمین سیر
خطۂ قدیم سے نواب عبدالحکیم خان کے بزرگوارون کے قب
خراج مرہٹون کی سرکار مین داخل ہوتا تھا، سنہ ۱۷۷۷ع مین حیدر
ن ملک پر تاخت کر یہان کے نواب نے تعابندی مقرر کی اور
چھوٹے بیٹے کریم شاہ کے ازدواج مین لی تھی ہرچند شانو
ان حیدری مین اسطرح کا ناتا رشتہ تھا باوجود اسکے وہ سلطان
ور اسکے ملاقات کرنے کو پسند نکر مرہٹون کے پاس چ
طبیعت پر اُسکی یہہ حرکت شاق گذری تب اُسنے سر ا
وت لیا، و نواب کے محلسرا کو مسمار کیا، بنکاپور کے
یا، اور شانور سے حملہ کر دھارواڑ اور بادامی دونون قل
ن کے مسخر ہونے سے جوزہ اُس ملک کا سر تا سر
ن تک جو مرہٹون کے عمل دخل اور کتہور یا وکشتنا ندی بو
راخ ہو گیا ایسی فوج کی تقویت سے ادھر تو وہ کشتنا ند
مرہٹون کے ملکون پر فوجکشی کرنے کا عازم ہوا اُدھر پونا
ن نے اِس حال سے واقف وخائف ہو زبان آور ایلچیون کو

چاہا کہ سلطان کے شعلۂ قہر کو فرو کر قول قرار آشتی کا درمیان لاوین چنانچہ سنہ ۱۷۸۴ کے آخر مین باہم میل ملاپ کا عہد و پیمان محکم ہوا اس قرار سے کہ سلطان ممدوح حال کے اپنے تمام ممالک مفتوحہ پر قابض و دخیل رہے مگر شانور وہان کے نواب کے حوالے کر دے اس شرط پر کہ وہ اُس کی محاصل سے چوتھ مرہٹون کے پیشوا کو دیا کرے خیر جب سلطان نے اُس طرح سے اپنے تمام حریفون کے ساتھ صلح غالبانہ کی بفتح و نصرت میسور کے دار الملک سرینگپٹن کے طرف کوچ کیا، چونکہ اُن دنون حکومت و سلطنت مین اُسکے خوب استقلال پیدا ہوا اور ممالک محروسہ کے بالکل رعایا اور اطراف کے نواب صوبے سبکے سب اُسکے منقاد و فرمان بردار ہوئے اُسنے بسعادت و کامرانی تخت حکمرانی پر جلوس فرمایا، اور سنہ ۱۷۸۵ مین خطہ ادھونی کو جو جاگیر نواب نظام علی خان کے بھانجے مہابت جنگ کی تھی بزور سر کیا، علاوہ کرنول اور کڑپے کے نواب کی بھی باقی ماندہ ریاست پر جسکے اکثر محالات کو اُسکے پدر بزرگوار نے سنہ ۱۷۷۸ اور ۱۷۷۹ کے درمیان اپنے ممالک محروسہ کے مضاف کیا تھا متصرف ہوا امتیاز گڑھ کا حصار کہ ہندوستان کے محکم و مشہور قلعون مین شمار کیا جاتا ہی اور مدت تک اُسپر نواب حیدر علی خان مغفور اور مرہٹون کا دانت تھا سلطان کے اختیار مین آیا بعد اسکے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ سال بھر تک اپنے عہد سلطنت کے سنہ ۱۷۸۶ مین خانگی امورات کے بندوبست اور ممالک محروسہ کے قلعجات کی تحقیق و تدارک اور خزینون و ذخیرون کے تفحص ہی مین مشغول رہا، جب اُن مہمات ضروری کے انتظام و ضبط و ربط سے فراغت ہوئی تب حکم کیا کہ ہر طرح کی پادشاہی اشیا و جایداد کی تعداد کو قلم بند کر کے الگ الگ اُنکی فرد بنائین جواہر و زیورات اور نفایس گران بہا کا سیاہہ بقید

قیمت طیار کرین چنانچہ سارا خزینہ چاندی سونے اور بیش قیمتی نفایس کا بعد
قیمت کرنے کے آٹھ کروڑ کا مال ٹھہرا اسکے سوا نو سو ہاتھی چھہ ہزار قطار شتر
تیس ہزار عربی گھوڑے چار لاکھ بیل ایک لاکھ بھینس چھہ لاکھ بھیڑ اور
تین لاکھ توڑے دار اور تین لاکھ چقماقی بندوق دو لاکھ تلوار بائیس ہزار
طرح بطرح کی توپ شمار مین آئین اور بارود کے انبار اور جنگی اسباب و
ہتھیار شمار سے باہر تھے یہ سب تو سرکار سلطانی کی اشیاے منقولہ تھین
اور املاک غیر منقولہ جیسے عمارات و باغات اور سوداگری کارخانجات وغیرہ
جن مین فقط باغات ہی سو اسی تھے اسی سے باقی ملکون کو بھی یہ مضمون
اس مصرع پارسیم کے ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا
سمجھ لیا چاہیے اور افواج جرار خونخوار سوار و پیدل کی مسلح و مکمل ایک لاکھ
چوالیس ہزار سوا انکے ایک لاکھ آٹھ ہزار سپاہی محالون مخزنون کی چوکی
پہرے کے واسطے جدے جدے تعینات تھے سلطان نے اپنے عمل مین افواج کے
دستورون کو بدل ڈالا یعنے نئے نئے نام لشکر کی جدی جدی ٹولیون کے واسطے
ایجاد کیا اور وہ احکام جو لڑائی کے ہنگام مین سپاہیون کو دیتے ہین قبل اسکے
انگریزی یا فرانسیسی زبان مین تھے اب انکی جگہہ پر فارسی و ترکی الفاظ
مقرر کیے اور سرینگپٹن کے انبار خانون مین اس قدر غلون کا ذخیرہ جو سال بھر
ایک لاکھ فوج کو کفایت کرے جمع کرنے کا حکم دیا اسیطرح اور قلعون مین بھی بقدر
ضرورت ذخیرہ و آذوقہ طیار رکھنے کو فرمایا بعد اسکے وہ دو برس تک سنہ ٧٨٧
اور ۱۷۸۸ مین کورگ اور خود ملیبار کے مسخر کرنے مین مشغول رہا کورگ
راجا چار برس سلطان کی قید مین رہکر زندان سے نکل بھاگا اور فتنہ و فساد
باعث ہوا اگرچہ ملیبار کے نائر لوگ کتنے توجہ بنیاد سے مسلمان اور اکثر مسلمان

کیے گیے باقی اُن مین سے انگریزون یا اپنی ذات قبیلون کے ملکون کو نکل گیے،
ور سلطان دین پناہ نے ستّر ہزار نصرانیون کو جنھین ملیبار کی سرزمین مین
سیر کیا تھا ایک لاکھ ہندوؤن کے ساتھ خلعت اسلام پہنایا، اور اس وسیلے سے
راد سلطان کی جو غلبہ اسلام اور کثرت ملازم و خدّام کے باب مین تھی پوری ہوئی
ونکہ ان مصیبت زدے مظلوم ہوکے مسلمان ہونے سے سلطان کے ممالک
محروسہ مین مسلمانونکی جمعیّت بہت سی بڑھگئی سلطان کی حرص مسلمان
کرنے کی صرف ملیبار کے باشندون پر منحصر نہ تھی بلکہ کومنباتور کے رہنے والان اور
دوسرے ہندوون کے ساتھ بھی جو اُسکے محلّ عتاب مین پڑجاتے تھے یہی
سلوک ہوتا تھا تاکہ آخر کو اُسکے دیوان پورنیا تک یہہ نوبت پہنچی تھی، اگر
سلطان کی والدۂ محترمہ کہ نہایت رحم دل تھین اُسکی شفاعت نکرتین تو وہ بھی
ناخواہی مسلمان کیا جاتا، اُنھین دنون سلطان نے حکم قطعی دیا کہ ممالک
محروسہ کے بالکل بتخانے اور دیول توڑ کرڈ ھادین، اور باجودیکہ شیے والی
بیزون مین کروڑ روپیہ سے زاید سالیانہ نفع سرکار کا تھا سلطان دین پناہ نے
پاس دین اسلام کے اپنے فایدیکا مطلق لحاظ نکر خرید فروخت اُن چیزونکی
یکبارگی اُٹھوادی اور تمام کھجور اور تاڑ کے درختون کو جڑ پیڑ سے اُکھڑوا
الا اور آیندہ بھی ان درختون کے لگانے کی مناہی رہی، اور کئی جہاز سرکار
سلطانی سے عند اللہ مقرّر کیے تھے کہ ہر سال حاجیون و زوارون کو
بیت اللہ و کربلاے معلّا کو لایا و لیجایا کرین بعد اِسکے کہ انگریزون کے ساتھ
عہد و پیمان ہو چکا تھا سلطان نے سنہ ١٧٨٤ع مین سید غلام علی خان اور دو
دوسرے سفیر پرند بیر کو ملک فرانس کی طرف روانہ کیا تا وہ ان
اس باب مین مطارحہ کرین کہ اُنکی قوم نے انگریزون کے ساتھ جو سلطان کے

دشمن ہمین کیون مصالحہ کیا اور اُسکے کارپردازون کو سرنو انگریزون سے
خلاف کرنے پر ترغیب و تحریض کرین بیش قیمتی نفایس و تحایف اور
سلطان روم اور بادشاہ فرانس کے نام کے مکتوب اُنکے ساتھ بھیجے گئے؛ چنانچہ
وے تینون سفیر سنہ مذکور مین ہندوستان سے فرنگستان کی طرف روانہ ہوکر
قسطنطنیہ مین جا پہنچے؛ طالبان اخبار کو معلوم ہو جیو کہ یہہ سید غلام علی خان دو مرتبہ
سرکار سلطانی سے دولت عثمانیہ کو بطریق سفارت گیا؛ ایک بار تو سلطان کے
تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے زمانے مین یہان سے عمدہ عمدہ ہدیے سلطان
روم کے حضور مین لیجا کر مورد الطاف سلطانی ہوا اور اُس ملک کے
نفیس نفیس تحفے شاہ روم سے بادشاہ دکھن کے واسطے لیکر پھر آیا پھر دوسری
دفعہ مکتوب محبّت اسلوب لیکر گیا اور اُدھر سے سلطان روم کا نامہ جو اس
کتاب مین داخل کیا گیا ہی لیتا آیا سلطان کو اپنے جلوس کے ایام سے لیکر ہنگام
شہادت تک سدا ہندوستان سے انگریزون کی ریاست اُٹھانے کی دھن تھی
لیکن چونکہ اِس مطلب کے پورے ہونے کی کوئی معقول تدبیر اُسکے خیال
مین نہین گذرتی تھی مگر یہہ کہ قوم فرانسیس کو جو ہندوستان مین انگریزون کے ہمسر اور
کاردانی و فطنت مین اُنکے برابر ہین اپنے ساتھ موافق کر بموجب اِس مصرع کے
ع نشاید کوفت آہن جز بآہن؛ اِس مہم کے انجام کرنے مین اہتمام کرے
اِسلیئے جب سلطان کے ایلچی ملک فرانس سے بیل مرام پھر آئے تب
اُسنے چاہا کہ پھر دانشمند اور زبان آور ایلچیون کو فرانسیسون کے پاس بھیجے
چنانچہ اپنے مقرّبان بارگاہ مین سے محمد درویش خان اور اکبر علی خان و محمد عثمان
خان کو اِس کام کے واسطے تجویز کر کے دار الملک فرانسیس کی طرف روانہ
کیا؛ چنانچہ وے جون مہینے کی نوین سنہ ١٧٨٨ مین شہر طولان مین پہنچکر جہاز سے

ڑے فرانسیسون کے بادشاہ نے جو سولہوان لوئس کہلاتا تھا بڑی عزت و توقیر
سے ان کی ملاقات کی پھر تیسری آگسٹ کو ان سفیرون نے پروانگی باریابی
کی پا کر انگریزون کی قوم کو خطۂ ہندوستان سے نکالنے کے باب مین سلطان کی
طرف سے کمک و مدد کی استدعا کی اور یہہ بھی ظاہر کیا کہ ان دونون سرکارون
کی سعی و کوشش سے جتنے ملک مسخر ہونگے اور جسقدر غنیمت کا مال ہاتھ
لگیگا باہم دوستانہ حصہ برابر تقسیم کرلیا جائیگا۔ ہرچند یہہ پیغام متضمن ترقی جاہ و
حشمت فرانسیس کے بادشاہ کو نہایت خوشی کا باعث تھا پر وہ بالفعل اُن
درخواستون کے منظور کرنے مین بسبب قرضداری کے بار کے مجبور تھا
با اینہمہ اُسنے اُن دوستانہ پیغامون کے جواب مین سفیرون سے کہا کہ تم
ہماری طرف سے بعد اظہار لوازم دوستی و محبّت کے سلطان کے خدمت
مین یون ظاہر کرو کہ یہہ مخلص خیر خواہ بمجرّد فارغ ہونے اپنے خانگی امورات اور
ملکی مہمات سے بہ وچشم امداد و کمک کے لیئے آمادہ و مستعد ہوگا۔ غرض جب
سلطانی سفیر کئی مہینے تک شہر فرانس مین رہے اور شرطین مہمان نوازی کی
بڑے بڑے تکلّف سے اُنکے لئے عمل مین آئین اسکے بعد وے توقیر و تکریم کے ساتھ فرانسیسی
جہاز پر سوار ہو ہندوستان کے عازم ہوئے اور سنہ ۱۷۸۹ کے مے مہینے مین سریرنگپٹن
آ پہنچے۔ لیکن چون وے اِس سفارت مین ناکام پھر آئے اور سلطان کا جو مرکوز
خاطر تھا حاصل نہوا تھا اِس لیئے بڑی بے التفاتی سے اُنھون نے حضور مین بار پایا۔
جب سلطان کو فرانسیسون کی طرف سے اعانت کے باب مین مایوسی
ہوئی تب ملک ستانی کے حوصلۂ بلند سے کرنگا نور اور جیاکوتا ان دونون قلعونکے
لینے کے قصد پر جنگ کی طیّاری کی۔ اِن قلعون مین پہلے ڈیڑھ سو برس تک قوم
نج کی عملداری تھی سنہ ۱۷۷۹ مین نواب حیدر علی خان نے اُنھین لے لیا تھا مگر

چونکہ وے لوگ اندنون مین کہ نواب بہادر اور انگریزون کے درمیان لڑائی ہوئی
اُسکے شریک و مددگار ہوئے تھے، اس لیئے نواب نے پھر وہ حصار اُنھین کو
دے ڈالا تھا یہ قلعے ٹراونکور سے اُتّر کی طرف ہین راجا یہان کا جو انگریزونکے
ہواخواہون سے تھا اُن حصارون کے دخل کرنے کی بڑی تمنا رکھتا تھا چنانچہ وہ کئی بار
ڈچ کے کارپردازون کے پاس اُنکی خریداری کا پیغام بھی بھیج چکا تھا، اور
یہی بات سلطان کی ناخوشی کا باعث ہوا کیونکہ وہ قلعے کوچین والے راجا کے
متعلقات سے ہین جنکا خراج بطریق نعلبندی سرکار حیدری مین داخل ہوتا تھا پس
یے دو قلعے بھی سلطانی قلمرو کے تحت مین تھے اور اس لیئے سلطان نے سنہ ۱۷۸۹ء
مین ڈچ کے کارپردازون سے بجبر اُن حصارون کو پھیر مانگا جسپر اُن لوگون نے
سلطان کے رعب و دہشت کے سبب اُس راجا سے قلعون کی فروخت کا معاملہ
پختہ و پزکر کے جلد اُنھین اُسکے کارپردازون کے حوالے کردیا، سلطان اُنکی
اس حرکت سے نہایت برہم ہو کر سنہ مذکور کے جون مہینے مین بڑی جمعیت
ہمراہ لے کر گنگاتوری کی جانب تسخیر کے ارادے سے روانہ ہوا، تب ٹراونکور
کے راجا نے انگریزون سے کمک مانگی، سلطان اس حال سے اور بھی آشفتہ
خاطر ہو کر اُسکے ملک پر لشکر جرار لے چڑھ گیا، اور اُنتیسوین ڈسنبر کو ٹراونکور پہ
حملہ کرکے ناکام پھر آیا اور آدمی بھی اُسکی فوج کے اُس لڑائی مین بہت مارے
گئے، چونکہ سلطان کا یہ ناحق کرنا برخلاف اُس مصالحے کے جسکا عہد و پیمان
بنگلور مین منعقد ہوا تھا اور راجا مذکور کے ملک کی حفاظت بھی اُس صلح کی
شرطون مین ایک بڑی شرط ٹھہری تھی وقوع مین آیا اس جہت سے انگریزون
نے ناخوش ہو کر راجا کی مدد کو کئی پلٹن بھیج دی تسپر بھی سلطان نے اپنی دھن
چھوڑی اور دوبارہ مارچ کی چھٹی سنہ ۱۷۸۹ مین اُسپر چڑھائی کی اور

پھر شکست اُٹھائی، بعد اِسکے سرنگپٹن سے بھاری توپخانہ منگوا کر پندرھوین
اپریل کو ہالا کر کے درو بست اُس سرحد پر دخل کر لیا راجا کی فوجین وہان سے
مجبور ہوا اپنے ملک کی طرف بھر گئین، سلطان نے اُنکے تعاقب مین لشکر بھیجنا
صلاح بجان کر ترنت کرنگانور پر تاخت کی اور بڑی اہتمام سے محاصرہ کر کے
جلد اُسکو بھی مفتوح کیا اور جیکوٹہ پارور کو تباہ پالی اور کئی قلعے سہج مین لے لیئے
جب تراونکور کے اُتر کی نواح سر ہو گئین سلطان نے اُس مرغہ کے تاخت
تاراج کرنے کو حکم دیا، جبکہ سلطان کی اِس جرأت و سبقت کو انگریزون نے
خلاف عہد اور مقدمہ جنگ کا سمجھا تب اُنھون نے راجا کی مدد کے لیئے کرنیل ہرطلی
کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا اور بنبئی و مدراس کی افواج مین بھی اُنکے
سپہسالارون کے نام پر جنگ و حرب کے آمادہ ہونے کو فرمان گیئے اور اُسی
عرصے مین مرھٹے اور نظام علی خان کے پاس بھی انگریزون کی طرف سے آشتی
کا پیغام بھیجا گیا تا وے لوگ اُن سے ملکر سلطان کے مقابلے کو اپنی اپنی فوج
طیار کرین وے دونون تو سلطان سے بدل عناد رکھتے ہی تھے اِس پیغام کو جلد قبول
کر لیا سلطان نے اِس خبر سے تراونکور کی فوجکشی موقوف کر سرنگپٹن کی
جانب مراجعت کی اور مدراس کے کارپردازون سے درخواست ایک ایلچی
کے روانہ کرنیکی کی تا اُسکے ذریعے سے تراونکور پر سلطان کے چڑھائی کرنے کی
وجہ بخوبی اُنھین معلوم ہو جاے، پر اس درخواست کو جنریل میڈوس نے قبول
نکیا اور کہا کہ یہہ بات ظاہر ہی کہ سلطان نے سنہ ١٧٨٤ کی شرطون کے
برعکس انگریزی اسیرون کے بھیجنے مین خلاف عہد کیا اور باوجود اِس عہد و
پیمان کے، سرکار انگریز کے خیر خواہ کی سرحدون پر تعدی کا ہاتھ پھیلایا،
القصہ سنہ ١٧٩٠ کی پندرھوین جون کو جنریل میڈوس نے ایک فوج سنگین

کے ساتھ سلطان کے ممالک محروسہ مین داخل ہو کر پہلے تو کرور کے قلعے مین
عمل کرلیا پھر یہان سے دارا پور رام اور کونمباتور جا کر اُن دونون کو بھی سر کیا٬
اُدھر کرنیل اسطوارٹ ڈنڈیگال اور پالیکاچری پر قابض و متصرّف ہو گیا٬ اب
جنرل میڈوس نے یہہ قصد کیا کہ گجیلہٹی گھاٹ ہو کر میسور مین داخل ہو٬ اور
جبتک یہان انگریزی فوج کونمباتور مین آذوقہ و غلّہ جمع کرنے مین مصروف تھی
ادھر کرنیل فلائڈ اپنی پلٹن سمیت ستیمنگل مسخر کرنے کو آگے بھیجا گیا٬ تب تو
جنرل مذکور نے اس مہم کو بڑی آسانی سے سر کر لیا٬ جس عرصے مین کہ انگریزی
پلٹنون نے اب انقلاب و تصرّف کیا لشکر سلطانی کی طرف سے کسی طرح کا
اُنکا مدافعہ و مقابلہ نہوا مگر فقط سیّد صاحب کے رسالے کے سوار اور کتنے پنڈارے
لوگ ہی تو کبھی کبھی اُنکی بنگاہ و سپاہ کا اسباب لوٹ تاراج کر پس ماندون
یا فوج کے بھولے بھٹکون کو مار لیتے٬ چونکہ اُنہون سلطان کے کوچ مقام کا کچھ بھی
حال ظاہر نہ تھا یہہ گمان گذرتا تھا کہ ابتک وہ سریرنگپٹن ہی کی اطراف مین ہی
ناگاہ ستمبر مہینے کی تیرھوین کو لشکر سلطانی کے ہراول نمود ہوئے جنھین کرنیل
فلائڈ کے طلایہ دارون نے دیکھا٬ پھر کئی ساعت بعد سلطان کی فوج بھی حسین
چار ہزار جوان معہ ایک بڑے توپخانے کے تھے کاروار کے میدان مین آن پہنچی
بہادرون نے پہنچنے کے ساتھہ ہی انگریزی پلٹنون پر گولے اور گولیون کا مینہہ برسایا دن
بھر تو طرفین مے بازار کشت و خون کا گرم رہا اور اکثر دلیران طالب نام کام آئے٬ شام کے
وقت دونون لشکر میدان جنگ سے تفاوت آکر اُترا٬ کرنیل فلائڈ مستعد تھا کہ انگریزی
لشکر سے جا ملے٬ پر باربرداری کے چارپایونکے نہونے کی جہت سے آخر کو بمجبوری
بہت سا بھاری سامان و سرانجام اور توپخانہ پیچھے چھوڑ کر ستمبر کی چودھوین اپنی
فوج سمیت روانہ ہوا٬ ساتھہ ہی اُسکے سلطانی فوجین بھی وہان جا پہنچین سواران تو

طرفین کو دور ہی دور سے گولے مارنے گذرا لیکن سہ پہر کو چار کے عمل مین جب حریف کا لشکر اپنی سنرلگاہ کو پہنچ چکا تھا بڑی لڑائی ہوئی اور تین گھڑی تک قایم رہی؛

بیت

غرض مہر تابان ہوا جب نہان
گئے تب سوئے خیمہ جنگ آوران

مذان جب سلطان نے مراجعت کی تو انگریزی پلٹنین بھٹکے و بلاڈی کی جانب چل نکلی اور دوسرے دن وہان جا پہنچی؛ اُدھر سے جنرل میڈوس سلطانی فوج کے پہنچنے کی خبر پاتے ہی کرنیل فلائڈ کی مدد کو چلا؛ لیکن چونکہ اُسکے رہنما غلطی سے سنیمنگل کے رستے بجا کر اُسکو دامیکوٹے کو لیگئے؛ اسواسطے جنرل اور کرنیل سے ملاقات نہونے پائی اور دونون کی فوجین بے دیکھنے ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہو گئین؛ پر سلطان نے چون اپنے دل مین جنرل مذکور کی اس حرکت کو دھوکھا سمجھا کہ وہ در پردہ یہ چاہتا ہی کہ اپنی فوج لیکر سریرنگپٹن اور اسکے لشکر کے بیچ حائل ہو لہذا وہانسے معاودت کر پھر بوانی ندی کے پار جا اُسکے اُتر کے کنارے پر ڈیرا کیا جبتک اُدھر انگریزی پلٹنین آپسمین ملکر کوئمبا تور پھر گئین؛ چونکہ سلطان کی سرکار مین باربرداری کے چارپائے بہتایت سے اور لشکری اسباب و ذخیرون کے کہین لیجانے مین شدّت سے پھرتیلے تھے اور اُسکے غارتگر سوار بھی ہمیشہ اطراف فوج کی چوکی پہرے مین نہپت چوکس اور ہشیار اور انگریزون کے جاسوس سے خبردار رہا کرتے تھے بلکہ جب اُنمین سے کسی کو پاتے بے دھڑک مار ہی ڈالتے تھے اور دمبدم انگریزی پلٹنون کی خبرین سلطان کو پہنچایا کرتے اس جہت سے انگریزون کو تو سلطان کی روانگی کی اطلاع نہوتی اور سلطان کو اُن لوگون کے کوچ مقام کا حال خوب معلوم رہتا؛ القصہ جب مدراس کے کارپردازون نے جانا

کہ جنرل میڈوس کی سپاہ اتنی نہین ہین کہ اُنسے عہدہ برائی جیسی چاہیے سلطان کے ویسے انبوہ لشکر کے سامہنے ہو سکے۔ تب کرنیل مکسویل کو حکم ہوا کہ وہ اپنی جمعیت سمیت کوننباتور مین جنرل مذکور سے جا ملے۔ جاسوسون نے یہ خبر سلطان کو پہنچائی تب وہ جہٹ پٹ کرنیل کے مقابلے کو روانہ ہو وہان جا پہنچا اور تین دن تک پیہم اُسکی فوج پر گولے مارتا رہا لیکن کرنیل اُسکے سامہنے سے تل کر جنرل میڈوس اور اُسکے لشکر کے پہنچنے کا منتظر تہا۔ جب نوین نومبر مین سلطان کو جنرل کے پہنچنے کی خبر ہوئی تو اُسنے ترنت بولامیٹی کی طرف کوچ کر اپنی فوجون کو حکم دیا تا وے اعدا کے سنمکہ نہو کر اُس سے آملین۔ چونکہ اندنون سلطان یہ سمجہکر کہ اعدا کی افواج کا مدافعہ اُس سے نہو سکیگا۔ اپنے والد مغفور کے قدیم روپے کو اختیار کر ممالک محروسہ کی محافظت و پاسبانی چہوڑ اعدا کے ملک و رعیت کو تباہ کرنے پر مستعد ہوا پس میسور کی طرف بچا کر شمالی اطراف کے دکہن روانہ ہوا اس ارادے سے کہ تنجور کی سرزمین ہو کر ایکا ایکی ترچناپلی پر جا پڑے۔ مگر جب کلیرون نامے ندی کے کنارے پہنچا تو اُسکی طغیانی اور جوش وخروش دیکہکر مجبور رہا۔ کیونکہ اگرچہ عبور کرنا ردد کا ممکن تہا پر اعدا کی افواج جو ان اُسکے لوٹنے کی راہ بند کرنے کے لئے تعاقب مین تہی وہ بائین ہاتہ کو مڑ کر رستے مین جتنے دہات اُسکے سامہنے آئے سرتاسر لوٹ پاٹ سے خاک سیاہ کیا پہر دسنبر مہینے مین اُسنے جا کر تہیاگرہ کو گہیر لیا۔ پر کچہ فائدہ نہوا۔ جب سترہ دن محاصرے کو گذرے تو ترنامالی چناپٹن۔ و انڈیواش کے رستے آگے کو کوچ کر راہ کے درمیان شہرون کے اُجاڑنے برہمنون۔ بتخانون کے اسیر و ہلاک کرنے مین جو اُسکے معمولات سے تہا دریغ نکیا۔ بعد اسکے وہ پانڈیچیری کو روانہ ہوا اس امید پر کہ فرانسیسیون سے کچہ مدد مانگے بلکہ تو اُنکے شاتہ دوستی و اتحاد کا عہد کرے۔

مگر اس جہت سے کہ اُنکے حاکم نے انگریزون کے ساتھ یہ اقرار کیا تھا کہ وہ زبہار
طرفین جنگجوے کسی کی کمک نہین کرینگا سلطان نے بناچار وان سے ناکام پھر کر
برماکایل کے قلعے کو سر ٭ اور اُس لڑائی کے زمانے مین خوب ہی اپنی سرلشکری
کا جوہر ظاہر کیا جنگ کے آلات اور سپہگری و دشمن سوزی کے داﺅ گھات کو
ایسی ہشیاری اور پردلی سے استعمال کیا کہ اُسکی چالاکی و جوانمردی نے انگریزون
کا سارا منصوبہ غلط کر دیا چنانچہ اب اُنھین میسور کی بڑی سرحدون کا لینا تو درکنار
ایک اور نیا اندیشہ پیدا ہوا کہ سلطان کہین مدراس کے آس پاس کی سرحدون پر
لشکر کشی نکرے اور وہان کے رہنے والون کو طرح بطرح کے رنج و مصیبت مین
نہ ڈالے ٭ لیکن چونکہ لارڈ کارنوالس ۱۷۹۱ سال مین بنگالے کی طرف سے ایک بڑا سنگین
لشکر اور مبالغ خطیر لیکر مدراس مین آپہنچا اور مرہٹے اور نظام علی خان کی فوجین
بھی پونان و حیدرآباد سے انگریزون کی مدد کو روانہ ہوئین زمانے کا رنگ ہی
اور ہوگیا تب سلطان نے کرناٹک کی اطراف سے اپنے ممالک محروسہ کی حفاظت
و پشتی کے لئے جلد کوچ کیا اُنتیسوین جنوری سنہ ۱۷۹۱ مین لارڈ کارنوالس مقام
دلہوت سے سپہسالاری کا عہدہ لیکر گیارھوین فبروری کو ویلور مین آپہنچا سلطان
نے یہ سمجھکر کہ انگریزی پلٹنین انبور کے گنڈارے گھاٹ ہو کر میسور کی سرحد
مین داخل ہونگین اپنی فوجون کو اُس اطراف مین جمع کیا لیکن لارڈ ممدوح ویلور چھوڑکر
اُتر کی جانب روانہ ہوا اور پہلے اُسکے کہ سلطان اُسکی اِس روانگی سے خبردار ہو
مگلی گھاٹ مین دخل کر سلطان کے قلمرو مین داخل ہوا کولار اور ہسکوٹے کے
باشندون نے یے دونون قلعے بے مزاحمت و مقابلہ اُسکے حوالے کر دیا ٭ پانچوین
مارچ کو لارڈ موصوف اپنی پلٹنون سمیت بنگلور کی نواح مین جا اترا اور سلطان نے
بھی اپنی فوجین لیکر انگریزی لشکرگاہ کے مقابلے مین آ ڈیرا کیا بنگلور کا قلعہ دونون

شکر کے درمیان رہا، اُسیدن انگریزی سواروں نے جو حریف کے لشکر کی کیفیت دریافت کرنیکو متعین ہوئے تھے افواج سلطانی کے ایک غول پر حملہ کیا، لیکن بڑی جدّ وجہد کے بعد مجبوری کی حالت مین ناکام پھر گئے اور اُنکے شاتھ والے بہت سے مارے پڑے شہر پیٹنیہ تاخت کر غنیم نے لے لیا میسور کے بہت جوان کھیت آئے اور قلعہ بھی اُسکا اکیسوین مارچ مین بلوے سے مسخّر ہوا، قلعدار ہزار سپاہیون جمیعت مارا پڑا باقی ماندہ سپاہ اسیر ہوئے ایسے واقعہ کے حادث ہونے سے سلطان نے پہلے تو لارڈ کارنوالس کو موقت صلح کے واسطے ایک نامہ لکھا مگر جب جواب اُسکا خاطر خواہ اُسکو نملا تب اپنی فوجون کی سرداری وخبرداری مین سپہسالارون کو مقرّر اور اُنھین یہہ تاکید کر کہ تم یہان اعدا کی تاخت سے ہشیار رہنا، آپ سرینگپٹن کی طرف روانہ ہوا تا وہان جا کر پناہ کے سامان کو سرانجام کرے اتھائیسوین کو اسی مہینے کی لارڈ ممدوح اس ارادے بنگلور سے چلا کہ سپاہ نظام علی خان اور اُسکے ہمراہ کی فوجون مین جو انبور گڑھ سے چلی تھین جا ملے، ۱ اپریل کی تیرھوین کو انگریزی لشکر نظام علی خان کے فوج تک جسمین پندرہ ہزار سوار تھے جا پہنچا، بعد اسکے لارڈ موصوف اپریل مہینے مین سنہ ۱۷۹۱ کے بنگلور کو پھر آیا، پھر مے مہینے کی تیسری کو اُسنے سرینگپٹن کی طرف کوچ کرنا شروع کیا اور مقام ارا گیری مین پہنچکر اپنے لشکر کا ڈیرا کیا سلطان نے اپنی فوجون کو کاویری ندّی کے اُتر کنارے پر جسکے سامھنے چورہا لو یا دلدل تھی لڑائی کے واسطے طیار کین، پندرھوین کو لارڈ کارنوالس نے اُسپر حملہ کیا اور بڑی کشش وکوشش کے بعد، بسبب لاچاری کے وہان سے نکل قلعے کی توپون کی آڑ مین آ کر مقام کیا، اُدھر سے بنبئی کی پلٹن بھی جسکا جنریل ابرکرمبی سپہسالار تھا، یہان مدراسی فوج کے پہنچنے سے کئی دن آگے ہی پہنچ چکی تھی،

لارڈ موصوف چاہتا تھا کہ ان دونون پلٹنون کو ایک ساتھ شامل کرے مگر چونکہ ایّام بارش کے سبب ندّیان چڑھی ہوئین تھین اِس مطلب مین تاخیر واقع ہوئی، جب تو اُسنے بھی اِس راہ سے اور بھی دوسرے موانع کی جہت سے سرنگپٹن کی چڑھائی، دوسری لڑائی پر موقوف رکھ جنرل ابرکرمبی کو ترنت مالیبار کی جانب جانے کا حکم دیا، جنرل مذکور چون بار برداری کی ناداری کے سبب توپخانہ اور جنگ کا لوازمہ کچھ بھی ساتھ نہین لے گیا تھا، باوجود اسکے سلطانی غارتگر سوارون کے ہاتھون شدّت سے تنگ کیا گیا، کیونکہ ان لوگون نے کچھ لشکری ساز و سامان تو لوٹ لیا، سپاہیون مین سے بعض بعض کو اسیر اور کتنون کو قتل کر ڈالا اور بالکل انبارون مین بارود کے جو سرنگاپٹن نامے بتخانے کے درمیان ڈھیر کر رکھی گئی تھی سلطان کے حکم سے آگ لگادی، الغرض کہ اِن سوارون نے انگریزی لشکرگاہ کے آس پاس کی سرحدون مین تنکے بھر کی چیز بھی باقی نہین چھوڑی تھی حریف کے آدھے سوارون کو پیادے چلنے کی نوبت آئی لارڈ کارنوالس کے لشکر مین ہر روز مواشی جانور ہزارون مرنے لگے، رسد کی راہ اِس طور سے بند کی گئی تھی کہ غنیم کی فوج مین ایک بیل چاول بھر لکا بھی پہنچنا ممکن نہ تھا، اسطرح اخبار و نامہ پیام کی تمام راہین یکلخت مسدود کردی گئی تھین یہانتک کہ خبر مرہٹون کی افواج کی جن کے پرسرام بھاؤ اور ہری پندت سرغنہ تھے اور سرنگپٹن مین پہلے ہی اُنھین پہنچنا ضرور تھا نہین پہنچ سکتی تھی، بناچار لارڈ موصوف ایسی بے بسی ولاچاری کی حالت مین اِس درجے مجبور ہوا کہ خواہی نخواہی اُسے تمام ساز و سامان اپنے توپخانے کا برباد کرنا گولون کو دریا مین ڈالنا، آلات لشکرکشی کے بالکل چھکڑون عرابون کو جلانا اور مے مہینے کی چھبیسوین بنگلور کی جانب ناکام پھر جانا ضرور ہوا اور اُدھر اسی جہت سے

سریرنگپٹن کے قلعے سے مبارکباد کی باڑین دغنے لگین رات کے وقت سارے شہر مین اِس خوشی سے روشنی کی گئی، درباریون اور حضور کے مقرّبون نے تہنیت کی رسمین اداکین کہ الحمد للہ اُنسے قوی دست اعداے دولت اِس دوسری لڑائی مین شکست پاکر ناشاد و نامراد پھراے گئے باوجود اسکے سلطان کے دل پر جون روزمرّہ اُسے فتح مندی کے ساتھ مرہٹّون کے آگے بڑھے آنے کی خبرین پہنچتی تھین خوب اِس بات کا نقش تھا کہ ہرچند انھون و عزیمت سے آسیب اِن سفید و یوون کا دار السّلطنت سے کچھ دور ہوا لیکن تسخیر اُنکی ہنوز قرار واقعی عمل مین نہین آئی اِسیواسطے لارڈ کارنوالس کے پاس صلح کرنے کے باب مین ایک نامہ لکھا، جب اُسکے مضمون سے لارڈ موصوف نے معلوم کیا کہ مانند نون جو انگریزون اور اُنکے خیرخواہون مرہٹے اور نظام علی خان مین باہم میل ملاپ کا عہد پیمان ہوا ہی سلطان اِس جتھے کے توڑنے اور فقط آپ ہی انگریزون کے ساتھ اتّفاق اور وفاق رکھنے کا ارادہ رکھتا ہی، تب جواب مین یون لکھا کہ بھیجا کر مین آپ کا کسیطرح کا پیام، جسمین خیرخواہان انگریز مرہٹے اور نظام علی خان شریک و متّفق نہون منظور نہین کرسکتا، علاوہ طرفین سے کچھ عہد و پیمان قرار پانے کے پہلے یہ بات نہایت ضرور ہی کہ آپ انگریز کے ہمارے اسیرون کو حوالے کر دیجیے، جب سلطان نے ٹھیک ٹھیک حقیقت حال بیان کیا کہ اُنکے اسیرون مین سے ایک بھی اُسکے یہان نہین ہی، اور چونکہ وہ یقین جان چکا تھا کہ لارڈ کارنوالس اپنے ہواخواہون کی عہدشکنی جائز نہین رکھنیکا اِس لیئے دوسرے ہمعہدون کو اپنے ساتھ ملانے یا اُنھین آپس کے معاہدے سے پھرانے اور اپنے تئین انگریزون کی دوسری لڑائی کے خطرون مین ڈالنے کے درپی نہوا اب جو انگریزی لشکرگاہ مین مرہٹون کے رسد لیکر پہنچیے

سے تنگی کی جگہ فراخی کا سامان پیدا ہوا جسّے لارڈ کارنوالس کو کچھ دن
سرنگپٹن کے حوالی مین ٹھہرنا تو ممکن ہوا پر سر دست دستیاب و درست ہونا
اُن حربی اسباب و ہتھیارون کا جنھین اُنسنے ابھی تباہ و برباد کیا دشوار تھا اور ویسے اسکے
محاصرے کا قصد کرنا بھی معلوم ۔ تب اپنے لشکریون کو حکم دیا کہ کرناٹک اور میسور
کے بیچ سے آنے جانے کی کوئی راہ ڈھونڈھ نکالین جسّے اسباب اور ذخیرون
کے لیجانے کی سہولت اور بنگلور مین رسد و جنگی سامان کے جمع کرنے کی
صورت ہو۔ جون مہینے کی چھٹی تاریخ افواج متفقہ نامکل مولیدرگ اور اوتری
درگ کے رستے سے جولائی کی ساتوین کو بنگلور کی نواح مین پہنچین ۔ تب
مرہٹون کی فوجین چیتال درگ کی جانب روانہ ہوئین اور نظام علی خان کے
سوار لوگ کنجیکوٹے کی طرف گئے انگریزون کی پلٹن نے بنگلور کو کوچ کیا
جولائی مہینے مین انگریزون کی فوج سے ایک غول نے اوسور کا حصار
سر کرلیا اتفاق سے وہان ایک روزنامچہ اُنھین ملا جسّے معلوم ہوا کہ تین شخص
فرنگی جو اُس قلعے مین اسیر تھے سلطان کے حکم سے قتل کیے گئے ۔ انگریزون کی پلٹن
اوسور کے گرد و نواح مین رہتی تھی کہ کرناٹک سے بھی ایک بڑی جمعیت وہین
اُنکے ساتھ آملی ۔ جب تو انگریزون اور اُنکے ہوا خواہون کی سپاہ نے آگسط
سپطنبر اکتوبر اسی تین مہینے کے درمیان کتنے ہی قلعے اور حصار جن مین سے
کئی انچیتی درگم اودیہ درگ رائے کوٹا نندی درگ بڑے نامی اور مشہور
تھے اپنے تحت و تصرّف مین کرلیا ۔ اسی ایّام مین جاسوسون نے سلطان کے
گوش گذار کیا کہ کوئنباتور کی سرزمین جو انگریزون کے دخل مین ہی اُسکے نگہبان
سپاہی تھوڑے سے ہین ۔ پھر سلطان نے ایسے قابو کے وقت کو غنیمت
جان کر اُسکے مسخّر کرنے کے لیئے ایک فوج تعینات کی ۔ پھر سپہر قمرالدین خان بہادر

کے ہمراہ بڑی کمک بھیجی جسکے سبب سے وہ تعلقہ بھی سر ہو گیا اور لفٹننٹ کالرس اپنے ایک ہزار سپاہی سمیت اسیر ہو آیا، سلطان اسکے کچھ دنون بعد ایک جماعت سپاہ کی جو بدنور سے آتی تھی اُسکے مقابلے کے ارادے اُس طرف روانہ ہوا، وہان سلطان کے پہنچتے ہی مرہٹّے کی فوج مین جو پرسرام بھاو کی اہتمام سے چیتل درگ کا قلعہ گھیرے پڑی تھی ہل چل پڑ گئی، لیکن سلطان اپنے کام کو انجام کر سرینگپٹن کا عازم ہوا اب لارڈ کارنوالس جیسے کرناٹک اور حیدرآباد کے درمیان آنے جانے کی راہ ملگئی تھی اِس بات پر مستعد ہوا کہ بنگلور اور سرینگپٹن کے بیچ مین جو قلعے ہین اُنھین لے لے جنمین سے ساوندرگ اور اُتری درگ یہ دونون بڑے بھاری اور مشہور حصار ہین، بلکہ ساوندرگ تو جمہور خلایق کے گمان کے موافق اُن حصین و متین قلعون مین محسوب ہی جنکے سر کرنے مین بڑے بڑے اُلوالعزمون کے بھی ہاتھ پانو کانپتے ہین، ہوا اسکے گرد و نواح کی اِس درجے ردی کہ اکثر طبیعتون کو ناموافق پڑتی ہی اور اِس لیئے اُسے مرت گرہی یا موت کا پہاڑ کہتے ہین سلطان اُس گڑھ کی استواری اور اُسکی ہوا کی رداءت پر اتنا اعتماد رکھتا تھا کہ جب گویندے اُسکے پاس خبر لائے کہ انگریزون نے اُسکے مسخر کرنے کا قصد کیا ہی تب وہ نہایت خوش ہو کر فرمانے لگا کہ انشاء الله تعالی اُنکی آدھی فوج تو غازیون کی تلوار آبدار سے زہرابۂ مرگ چکھیگی اور بقیۃ السیف ابھی بادسموم کے جھونکے مین برباد ہو جائینگے، القصہ سنہ ۱۷۹۱ کی دسوین دسمبر مین لارڈ کارنوالس نے اُس قلب حصار پر چڑھائی اور اُسکا محاصرہ کرکے گیارہ دن کے عرصے مین اُسے مسخر کر چوبیسوین کو اُتری درگ بھی سر کرلیا، افواج سلطانی کے لوگ ایسے رعب مین آ گئے تھے کہ فرنگستانیون کو دیکھتے ہی قلعہ چھوڑ بھاگ نکلے،

رام گڑھ وغیرہ بھی بے رنج و مقابلہ انگریزون کے ہاتھ آیا بلکہ دروبست وہ
سرزمین سنگلاخ جو مابین بنگلور اور کاویری ندی کے ہی اُنکے قبضے مین آگئی
نظام علی خان کی سپاہ نے آگسٹ مہینے سے نومبر تک گرم کنڈے کو محاصرہ کرکے
نیچے کی گڑھی لے لی۔ تب اس گڑھی کی محافظت و نگہبانی کو موید الدولہ عرف
حافظ جی سپاہیون کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ وہان [illegible] اور باقی سپاہ جسکا
نواب سکندر جاہ سرلشکر تھا وسط دسمبر مین کولار کی طرف کوچ کرگئی
اسی مابین مین اُسی مہینے کی ایکوین کو شاہزادہ فتح حیدر نے بارہ ہزار
سوار کی جمعیت مثل باد صرصر روانہ ہو کر ناگہان سر پیتا پر ٹوٹ کر مغلیونکی
بالکل جماعت کو جو وہان کی پاسبانی مین مشغول تھی اسیر کرلیا قلعے کے
پاسبانون کو تازی کمک سے قوی دل کیا اور بہت سے سردارون کو اُنکے اہل
و عیال ساتھ قلعے سے نکال بخیر و عافیت سرینگپٹن کی طرف مراجعت کی۔ جون
مہینے مین جب مرہٹون کی فوج پرسرام بھاو کی اہتمام سے چیتل درگ مین آپہنچی
تو اُس سردار نے اس حصار کے آثار و اوضاع کو دیکھکر یہہ معلوم کیا کہ
لڑبھڑ کر اسکا سر کرنا دائرہ امکان سے خارج ہی اسواسطے چاہا کہ رشوت دیکر
کوتوال کو ملا لے تا اس وسیلے سے قلعہ ملجاے لیکن جب یہہ بھی نہوسکا۔ تب وہ
چندے اُس نواح مین رہکر اُس سرزمین کو خراب و تباہ کرتا رہا۔ آخرالامر اُس
سرحد کے پچھم طرف اُسنے آکر انگریزی لشکر کی پشتی سے ہولی ہونور اور کئی
اور قلعون کو مسخر کر فتح پائی۔ چونکہ سلطانی ممالک محروسہ مین فقط کنڑے اور
بدنور کی سرزمین افواج متفقہ کی تاخت و تاراج سے بچ رہی تھی سلطان اُنھین
محالون سے حسب احتیاج غلہ منگوایا کرتا لیکن چونکہ مرہٹے کے لٹیرون کا بھی خوف
لگا ہی رہتا تھا کہ مبادا وے تنگ بھدرا ندی پار ہوکر اُن مکانون پر ظلم و ستم کا ہاتھ

دراز کرین اِس لیے سلطان ہشیاری و پیش بندی کی راہ سے وہان کی خبرداری وحفاظت کے واسطے نواب علی رضاخان کے ہمراہ ایک بھاری جماعت سپاہ بھیجی یہہ سردار تنب ندّی کے پچھم کنارے کے پاس جا کر سموکا نام حصار اپنے چند اول مین رکھہ اُتر پڑا۔ مرہٹون کا لشکر سنہ ١٧٩١ کی پچیسوین اور چھبیسوین دسمبر کو آگے پیچھے بھدرا اور تنب ندّی جو دونون اُن دنون پایاب تھین پار ہوا۔ تب انگریزی پلٹن اُسکی مدد کو پہنچکر میسور کی فوج پر دوڑ پڑی اور بڑی تگدو کے بعد فتح مند ہوئی نواب مذکور اپنی جمعیّت سمیت کلیدرگ کے قلعے مین جو بدنور سے تیرہ میل کے فاصلے پر واقع ہی اور وہ اپنے ہاتھیون اور خزانے کو اِسکے پہلے ہی وہان بھیج چکا تھا۔ آکر پناہ لی۔ اکیسوین دسمبر کو جب حریف نے سموکا مین تسخیر کے لیے مورچہ طیّار کیا تو قلعہ چار دن کے محاصرے کے بعد۔ اُسپر چھوڑ دیا۔ پرسرام بھاو دوسرے برس کے جنوری مہینے تک معہ اپنی فوج سموکا کی نواح مین رہا۔ بعد اِسکے بدنور کے حصار مین اُسنے آکر پہلے تو قلعے کے باہر کے بعضے مکانون پر حملہ کرنیکو حکم دیا لیکن جب یہہ سنا کہ سلطان کے نامور سپہسالارون مین سے قمرالدّین خان بہادر لشکر جرّار ہمراہ لئے بدنور کی پشتی وحمایت کے واسطے آتاہی تب اُس قصد سے باز آکر چاہا کہ لارڈ کارنوالس سے وعدے کے موافق جاملے اور محاصرہ کرنے مین دارالملک سلطان کے اُسکا مددگار ہو۔ چنانچہ پرسرام اِسی نیّت پر وہان سے چلا۔ جب نواب علی رضاخان کے شکست کھانے کی خبر سلطان کو پہنچی تو اُسنے ترنت قمرالدّین خان کو بدنور کی پشتی کے واسطے جانے کا حکم دیا اور اِس بات مین قدغن کیا کہ ہرگز مرہٹون کے تعاقب کا ارادہ نکرنا بلکہ اُن شریر شورپشتون کو غازیون کے حملون سے ہٹا کر اپنے فوج کیتئین قلّون کے جمع کرنے مین مصروف رکھنا اور جب اُنکے بھیجنے کی فرصت ہاتھہ لگے

تو سرِیرنگپٹن کی طرف روانہ کرنا، اُنھین دنون مین سلطان نے ایک فوج
اپنے غارتگر سوارونکی کرناٹک کی جانب اُسکے تاخت تاراج کرنے کے لیے
روانہ کی، اِسسے غرض سلطان کی یہ تھی کہ انگریزی افواج جو اُسکے قلمرو پر چڑھ
آئی ہین بعضی اُن مین سے ضرور اپنی سرحد کی خبرداری کو پھر جائنگی، اور
اِس تدبیر مین اعدا کا زور البتہ گھٹ جائیگا، القصہ سلطانی غارتگرون نے موافق
حکم والا کے اُس مقام پر جہان سے مدراس کچھ کم تین میل تھا پہنچکر رعایا کو قتل کیا
اور کئی گانو مین آگ لگا دیا آخر کو سلطان نے یہ سمجھکر کہ اِس طرح کا تاخت تاراج
کچھ فائدہ نہ بخشیگا، مرنولارڈ کارنوالس سے صلح کی خواہش اور ایلچی بھیجنے کی
پرسش کی، جسپر اُسنے اگلی عہدشکنی کی ناخوشیون کے سبب سے اُسی وقت
سلطان کے ایلچی کی معرفت کہلا بھیجا کہ بدون اِسکے کہ سلطان کو نبانور کے تمام
اسیرون کو چھوڑ دے مصالحے کے باب مین ایک بھی نامہ و پیام منظور نہو گا،
بعد اِسکے جب وہ محاصرہ کرنے کا بالکل لوازمہ اور ہر رقم کا اناج موجود کر چکا تو
پرسرام بھاؤ کی انتظار کرنے کو بے فائدہ سمجھ فبروری کے سنہ ١٧٩٢ مین
نظام علی خان اور ہری رام پنڈت کے لشکر کے ہمراہ اوتری درگ سے آگے بڑھا
اور اِدھر قریب ایک ہزار سلطان کے سوار لوٹ پاٹ مچانے کی تدبیر و تردد مین
تھے، لیکن جب اُنھون نے راہ کے گانؤن مین آگ لگا اُنکے جانورون اور رہنے والونکو
نکال باہر کیا، پانچوین کو افواج متفقہ سریرنگپٹن کے سواد مین آ پہنچین اور کاویری
ندی کے پاس اُتریں، اِدھر سلطان بھی اپنے لشکر کو ایک محکم جگہہ مین جمع کر
صف آرائی کر چکا تھا، اِس رزمگاہ مین سلطان کے ساتھ پانچ لیس ہزار پیدل
اور بیس ہزار سوار کی جمعیت اور سو ضرب توپ کی تھی، لارڈ کارنوالس
چھٹھی تاریخ کی رات کو نو بجے چھ ہزار سات سے انگریزی پیدلون سمیت

بے توپ، مدظانی برے بے کے سامھنے آپڑا طرفین سے بڑی لڑائی واقع ہوئی و ساتوین کو سلطان نے دلیری کی راہ سے کئی بار ہٹّا کیا کہ کسی طرح ندّی کے اُتّر کی النگ ہاتھ آجاے جسّے وہ انگریزون کو تاپو سے نکال باہر کرے لیکن کچھ مفید نہوا، اور اِس جہت سے کہ سلطان کے سپاہی رعب مین آگئے تھے غول کے غول اُسکی فوج سے نکل گئے اور فرانسیسون کی جماعت بھی جو سلطان کی خدمت مین تھی جنگ کی بد انجامی سوچ کے لارڈ کارنوالس سے جاملی، جزیرہ سرینگپٹن کے پورب رخ کو لال باغ نامے ایک شاہانہ بوستان ہی نہایت پرفضا اور دلکشا اس باغ مین کئی بڑے بڑے بالاخانے و بارادریان اور فرح افزا نشیمن بنے ہوئے ہمین جو انگریزون کے قبضے مین آگئے تھے لارڈ ممدوح نے ضرورت جان کر اس باغ کے درختون کے کاٹ ڈالنے اور وہان مورچے بنانے کے واسطے حکم دیا اور وہ قصر و عمارت شاہی مریضون اور مجروحون کے بیمارستان بنائے گئے،

بیت

آری چہ عجب داری کاندر چمن گیتی
چغد است پئی بلبل نوحہ است پئی الحان

سلطان کا غنچہ خاطر یہ انقلاب زمانے کا دیکھکر کہ جس باغ و بستان دلچسپ کی طیاّری مین لکھا روپے خرچ ہوئے تھے، اب وہی موافق اس شعر فارسی کے

بیت

جائیکہ بود آن دوستان باد وستان در بوستان
شد زاغ و کرگس را مکان شد گرگ و روبہ را وطن

ایسا ویرانہ اور وحشت خانہ بنا کہ جہان بہار اور گل کی جگہہ خزان اور خارہی رہگیا، نہایت پژمردہ ہوا، تب حسب الحکم والا اُس باغ اور مکانات پر جو بالفعل غنیم

کے تحت و تصرّف مین تھے قلعے سے متواتر توپون کے گولے مارے گئے، اگرچہ
انمین سے بعضے گولے انگریزی لشکرگاہ مین جو سامھنے ندّی کے کنارے پر تھی پہنچے
لیکن اُسّے کچھ اُسکے دردکا دُرمان نہوا، اب جو سلطان نے خوب تامّل کرکے دیکھا
مصوّرِ خردکوئی نقشِ مراد کا اُسکی لوحِ خاطر پر نہین کھینچتا تو پھر یہہ قصد کیا کہ بارِ دیگر نامہ و
پیام سے صلح کا طالب ہو چنانچہ اِس کام کے انجام دینے کے واسطے لفٹننٹ کلرس
اور ناش کو جو کوئنباتور کی لڑائی مین سلطان کے ہاتھون اسیر ہوئے تھے حضور مین
طلب کرکے یون ارشاد کیا کہ اب مین اِس فکر مین ہون کہ جلد تمھین قید سے مخلصی بخشون
صورت اُسکی یہہ ہی کہ مجھے چونکہ بہت دنون سے خواہش مصالحے کی ہی مین نے
صلح کے باب مین جو نامہ لارڈ کارنوالس کے نام کا لکھا ہی اُسکا تمھین کو حامل بناتا ہون
اُسکو لیجاؤ اور جواب اُسکا مجھے پہنچاؤ، اتنا کہنے کے بعد، وہ نامہ لفٹننٹ کلرس کے
حوالے کر دو شال اور پانسی ہون اُسکو دیا اور پیچھے سے اُسکے لواحق
واسباب کے بھیج دینے کا اُسّے وعدہ کیا، بعد اِسکے حکم ہوا کہ اُسے اُسکے
رفیق سمیت حضور کے سوار اور ملازم انگریزون کی لشکرگاہ مین پہنچا دین
چنانچہ وے دوسرے دن انگریزی لشکر مین جا پہنچے، سولھوین فبروری کو
بمبئی کی پلٹن جسکا جنریل ابرکرنبی سرغنہ تھا لارڈ کارنوالس سے آملی، اِس فوج مین
دو ہزار فرنگی جوان اور چار ہزار ہندوستانی تھے، اٹھارھوین رات کو قلعے کے
اُتّر رُخ مورچہ طیار ہوا، تب اُنیسوین تاریخ جنریل ابرکرنبی معہ اپنی فوج کاویری
ندّی پار ہو کر دکھن پورب کی طرف اُتر پڑا، اِس لڑائی مین سلطان بذاتِ خاص
مدافعے کے لیئے پیادہ و سوار کی ایک فوج سنگین لیکر سرگرم رہا، آخر بڑی تگاپو
کے بعد سریرنگپٹن کو چلا گیا، بائیسوین کو اُن مکانون پر جنھین جنریل مذکور نے
لے لیا تھا میسور کی سپاہ نے بڑے زور شور سے حملے پر حملے کیا پر کچھ فائدہ نہوا،

اسی حرب کے زمانے مین نامہ پیام مصالحے کا بھی باہم ہوتا تھا، آخرالامر
اسی مہینے کی چودھوین تاریخ وکلاے سلطان اور سرداران ہمداستان
کے وکیلون نے اُس ڈیرے مین جو خاص کر طرفین کے ایلچیون کے مجتمع
ہونے کے لیئے کھڑا کیا گیا تھا آ کر آپس مین ملاقات کی، ہر طرح کا سوال
جواب باہم درمیان آیا، لیکن کوئی بات فیصل نہوئی اور رفع شر کی کوئی
صورت نہ ٹھہری تب مورچہ بنانے کے اسباب کی طیاری کی گئی، انگریزون کی مدد
کو پرسرام بھاو کے آنے کی خبر بھی گرم تھی، سلطان بتقاضاے ضرورت لارڈ موصوف
کی درخواست کے موافق اپنا آدھا ملک ہمعہد سردارون کے حوالے کرنے
اور بارہ مہینے کے عرصے مین نقد تین کروڑ تیس لاکھ روپیے اُنھین دینے
اور اپنے والد بزرگوار کے وقت کے تمام انگریزی اسیرون کے چھوڑ دینے
اور اپنے دو فرزند دلبند کو اِس لیئے کہ اِن شرطون کے ایفا و اتمام پر
اعتماد رہے، اُسکے پاس بھیجنے پر راضی ہوا چنانچہ چھبیسوین کو یہ دونون
شاہزادے بڑے توزک و تجمل کے ساتھ انگریزی لشکرگاہ مین پہنچے،
لارڈ کارنوالس نے کتنے منصبدارون سمیت اپنے ڈیرے کے دروازے پر
شہزادون کو استقبال اور معانقہ کر کے نہایت خاطرداری اور گرم جوشی
سے خیمے کے اندر لا بٹھلایا اور اثناے کلام مین سلطان کے وکیل اور شاہزادون کی
تسلّی کے واسطے فرمایا کہ ہم سے تم صاحبون کی خدمت و دلداری جیسی کہ
چاہیئے موافق مرتبے و منزلت کے بے شبہہ عمل مین آئیگی تب دونون شہزادون
کو ایک ایک بیش قیمتی سنہری گھڑی اپنی محبت کی نشانی دی، بعد اُسکے
عطرپان کی تواضع کر گورنر موصوف نے اُنکی سواری کے ہاتھی تک ہمراہ آ کے
بغل گیر ہونے کے بعد، اُنھین رخصت کیا، شاہزادے اُسی مدارات و تعظیم

کے ساتھ جیسی لارڈ صاحب کے خیمے مین اُنکے داخل ہونے کے وقت وقوع میں آئی تھی اپنے خیمے مین آپہنچے، دوسرے دن جب گورنر صاحب شاہزادون کے خیمے مین اُنکی ملاقات کو گیا تو ادھر سے بھی اُسکی تعظیم وتکریم کی شرطین بجالائی گئین، اور رخصت کے وقت جواہر نگار قبضے کی دو فارسی تلوار بطریق پیشکش گورنر صاحب کو دی گئین لارڈ صاحب نے جو شاہزادون کے ساتھ ایسے حسن سلوک کی رعایتین کین یہہ بات سلطان اور اُسکے محل سرا کی بیگمون کی خوشی کا باعث ہوئی، اب عہدنامے پر سلطان نے اپنی مہر و دستخط کی، مارچ مہینے کی نوین کو دونون شاہزادے بڑی حشمت و شوکت کے ساتھ لارڈ صاحب کے خیمے مین وہ عہدنامۂ کامل مہر کیا ہوا سلطان کا دینے آئے، لارڈ موصوف کمال توقیر وتکریم سے استقبال کر لے آیا، جب طرفین سے ملاقات کی رسومات عرفی ادا ہو چکین تو شاہزادہ عبدالخالق نے تین قطعہ عہدنامۂ کامل لارڈ صاحب کے ہاتھ مین دیا گورنر بہادر نہایت خوشی سے وہ کاغذات لے بڑے تعظیم و تکریم سے دست بستہ ہوا، بعد اسکے شاہزادے وہان سے رخصت ہو اپنے خیمے کو پھر آئے، صحیح روایت سے یہہ بات ثابت ہوئی ہی کہ جب سر برنگپٹن سے سرداران ہمعہد اپنے اپنے دارالحکومت کی طرف روانہ ہوئے تو سلطان کو اِس صلح مغلوبانہ کے تقرر سے اسقدر رنج وملال لاحق حال ہوا تھا کہ وہ کتنے دنون تک ایک محل مین سب سے الگ ہو کر خلوت نشین رہا، آخر اُسکے اِس گوشہ تنہائی سے باہر نکالنے کے لیئے محلسرا کی بیگمون نے یہانتک گریہ و نالہ کیا کہ اُسنے بناچار اُنکی بیقراری واصرار پر رحم کرکے ملازمان بارگاہ سلطانی خصوصًا میر صادق اور پورنیا کو حضور مین طلب فرما اُن سے اپنی ریاست کی صلاح و بہبود اور خزانہ عامرہ کی معموری کے باب مین مشورہ کیا، اِن صلاحکارون نے اپنے آقا کی

اعانت کو لازم جان کر یہہ بات ٹھہرائی کہ رعایا سے اسقدر روپیہ سلطانی
خزانے مین داخل کیئے جائین جتنے شاہی خزانے سے غنیم کو دیئے گئے تا اُس
خسارے کا جبر نقصان ہو جاے ' سلطان نے مصالحے کے اُن تین کروڑ
تیس لاکھ روپیہ مین سے اپنی ہمّت و جوانمردی کے سبب تیس لاکھ کو
وضع کر کے یہہ حکم دیا کہ باقی تین کروڑ کو بطور اضافہ ' رعایا کے مقدور کے
موافق خراج معمولی پر اِس نسبت سے تقسیم کیا چاہیئے کہ کسی پر جبر و ستم نہو '
اگر یہہ زرِ اضافہ رعیتون سے بسہولت و راستی لیا جاتا تو اُن بیچارون کے حق مین
چندان بار نہوتا پر افسوس یہہ ہی کہ عاملون اور تحصیلدارون نے اِس حکم کو
اپنے ظلم و تحکّم کا وسیلہ پا کر اطراف کے صوبون کو بھی رشوت دے دے اِس
جور و ستم مین اپنے ساتھہ ملا لیا ' تب تو رعایا سے اُن ستمگار ظالمون نے
تین کروڑ کی جگہہ دس کروڑ وصول کیا ' اور طرفہ تر یہہ کہ سلطان تک اُن
مظلومون کی داد و فریاد نہین پہنچتی تھی آخر کو سلطان نے تختِ حکمرانی پر پھر
جلوس فرمانے کے بعد باج و خراج کا نیا دفتر طیاّر کروایا اور بعد تنزّلِ اضافے
کے نئی فوج نگاہداشت کرنے لگا ' ہر چند لوگ عرض کرتے تھے کہ اِن دنون
اِس قدر فوج کا بڑھانا مناسب نہین ہی پر وہ بلند حوصلہ اُنکے جواب مین
یہہ فرماتا کہ مین نہین چاہتا کہ کوئی رسالہ یا فوج اگلی افواجِ مقرّرہ سے کم ہو '
باوصف اِسکے حکم والا صادر ہوا کہ اُن قلعون اور گڑھیون کی دیوار
و حصار کو جن کی نگہبانی و پشتی مین اُنکے قلعہ دارون اور محافظون نے اعدا کی
تاخت و حملے کے زمانے مین قرار واقعی کوشش نہین کی تھی ڈھا گرائین اور
قلعہ بنگلور جون انگریزی پلٹنون کا ذخیرہ اور انبار خانہ بنا تھا اِس لیئے اُسکے باب
مین تو سلطان ایسا برہم ہو رہا تھا کہ حکم دیا کہ اُسکے مکانات کو (جنکے بنانے مین

خود سلطان اور اُسکے والد ماجد نے لاکھون روپیہ صرف کیا تھا) بیخ و بنیاد سے کھود خاک سیاہ کر ڈالین۔ اگلے دنون جب عرب و پیکار گذشتہ واقع نہین ہوئی تھی سلطان نے تیمور شاہ پسر احمد شاہ ابدالی کے ساتھ جو حاکم ملک افغانستان کا تھا طریقہ نامہ و پیام کا جاری کیا تھا اور بالفعل اُسکے بیٹے زمان شاہ کے پاس جو اپنے باپ کی جگہہ تخت پر بیٹھا تھا لکھ بھیجا کہ مقتضاے دین و اسلام کا یہی ہے کہ آپ ہندوستان کے مسلمانون کی اعانت اور مملکت دہلی کے مسخر کرنے کو فوجکشی کرین۔ اور سفیران کاردان پیشوا اور دولت رام سیندھیا اور نظام علی خان کی سرکارون مین بھی ہنگامہ و خلاف برپا کرنے اور فتور و خلل ڈالنے کے لیے اِس اتفاق و ہمداستانی مین جیسے اُنھون نے انگریزون کے ساتھ کی تھی بھیجے گئے اور نواب محمد علی خان کے ساتھ بھی جو انگریزون کا قدیمی دوست اور بڑا ہی خیر خواہ تھا۔ سلطان دانش پناہ نے لگاوٹ کرنے مین قصور نہین کیا تھا سلطان جب گذشتہ عہد و پیمان کی شرطون کو تمام پورا کر چکا تو اُسکے دونون نونہالان سلطنت مدراس سے پروانگی مراجعت کی پاکر میجر ڈفٹن کی اہتمام مین ایک جمعیت معقول کے ہمراہ سنہ ١٧٩٢ع کی اٹھائیسوین مارچ کو اپنے پدر عالی مقدار کے لشکر مین دیونہلی کے درمیان آئے اور اُسکے دوسرے دن میجر مذکور نے سلطان کے حضور مین آکر شاہزادون کو پہنچا دیا سلطان بڑے الطاف و اشفاق کے ساتھ میجر سے پیش آیا۔ اُسنے اپریل کی چھٹی تک سلطان کے لشکر مین رہکر کئی بار مجرا حاصل کیا۔ اور ہر مرتبے اُسنے انگریزون کا ذکر خیر سنا۔ انگریزونکی طرف سے پونان مین جو رزیڈنٹ تھا اُسنے گورنر جنریل کو اِس امر کی کہ اِندنون سلطان اور مرہٹون مین خفیہ خط کتابت ہی اطلاع کی صلح و آشتی

کے عہد و پیمان درمیان آنے کے بعد بھی سنہ ١٧٩٦ تک کوئی ایسا سردار
و صوبہ پاریس و امیر کیا ایران کیا ہندوستان کیا دکھن کیا کوہستان نیپال مین
نہ تھا جس کے پاس سلطان کا نامہ یا ایلچی اس پیغام کے ساتھ بھیجا نہ گیا کہ وے
سلطان کے ساتھ متفق ہو کر قوم انگریز ثروت طلب کو ہندوستان سے نکالنے
مین کوشش کرین۔ بہرکیف ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ان دنون سلطان کا اختر طالع
اوج سعادت پر تھا جو انگریزون کے ہواخواہون کی سرکارون مین باہم نزاع اور
خرخشے واقع ہوئے۔ جسّے اُس قوم کی بدخواہی کو نئے نئے دشمن نکلے۔ تفصیل
اُسکی یہ ہی کہ در سنہ ١٧٩۴ جب رام پور مین روہیلے پٹھانون کا سردار فیض اللہ
خان مرگیا اور اُسکا بڑا بیٹا مسند حکومت پر بیٹھا۔ جب یہ سردار زادہ اُسکے
چھوٹے بھائی غلام محمد خان کے جاسوسون کے ہاتھون مقتول اور غلام محمد خان
مسند ریاست پر مستقل ہوا۔ تب انگریزون نے اُس مقتول کے لڑکے کی
کمک کو آکر غلام محمد خان کو لڑائی مین شکست دینے کے بعد گرفتار کرکلکتے
روانہ کیا پر یہان وہ حج کرنے کے بہانے مکّے جانے کے لئے انگریزون سے رخصت
لیکر جہاز پر سوار ہوا۔ اور قضاکار یا باختیار کسی بندر مین جو ٹیپو سلطان کے عمل
مین تھا مکّہ سمجھ جہاز سے اُتر پڑا۔ پھر وہان سے جلد سلطان کے ایلچیون کے
ہمراہ کابل کو روانہ ہوا۔ اب وہان اُسنے پہنچکر انگریزون کی بیخ کنی کے
درپی ہو کر زمان شاہ والی کابل کو اِس بات پر تحریض کیا کہ آپ ہندوستان
کے تاخت و تاراج کرنے کے لئے لشکرکشی کیجیے انشاء اللہ تعالی
دلّی مین آپ کے پہنچتے جتنے روہیلے پٹھان ہین سبکے سب آپ کے ہمدم
و ہمقدم ہو جاوینگے اور پونا مین پیشوا کے ارکانِ دولت جو دولت
رام سندھیا کی بڑی بڑی فتحون اور کثرت سپاہ کو دیکھ دیکھ رشک

کی آگ سے جل بھن اُٹھے تھے اُسنے طالب خراج ہوئے جسپر یہ سردار
اپنا ہی مبلغ خطیر از روے حساب زمانہ گذشتہ اُس سرکار کے ذمّے پاتا ادّعا کر
ایک لشکر جرّار ہمراہ لے پیشوا کے دار الملک کی طرف اس قصد پر کہ تلوار
کے زور سے اپنے دعوے کو ثابت کرے روانہ ہوا۔ اس طرح پیشوا کے
امیرون مین سے بھی ایسا قوی حریف پیدا ہوا جسنے اس ریاست کی جمعیت مین
پھوٹ ڈالی اور اسی وقت سے پیشوا کے ارکان دولت مین خلاف
ونزاع پیدا ہوا اور اُسکی ریاست مین اختلال آیا غرض پونان کا تو اِن دنون یہ حال
تھا۔ اب ریاست حیدر آباد کی روداد سنیئے کہ اس ایّام مین چون صبح جوانی نواب
نظام علی خان کی شام پیری سے مبدّل ہو چکی تھی اور اقسام طرح کے رنج و
وبیماریان اُسپر مستولی ہوئی تھین اُسکے فرزند کہ ثروت و حشمت کے
آرزومند اور مسند ریاست کے مشتاق اور ہر سمت سے استعانت و
کمک کے جویان تھے۔ سلطان نے اس فرصت کو غنیمت سمجھ خفیہ امیرزادہ
فریدون جاہ کی طرفداری اختیار کر سیّد غفّار سپہسالار کو انبوہ لشکر کے ساتھ
اپنے باجگزار صوبون سے تحصیل خراج کے بہانے سے اُس طرف روانہ کیا اور
خلوت مین اس سردار کو حسن و قبح اس امر کا بخوبی سمجھا بجھا دیا تا وہ اس بات مین
کمال ہوشیاری سے جو کچھ مصلحت جانے بلا تاخیر بجا لاے ادھر انگریز لوگ یہ
سب احوال دیکھ سن شدّت سے بدگمان اور حربی ساز و یراق کی طیّاری
مین سرگرم ہوئے سنہ ۱۷۹۷ کے اوائل مین لشکر پٹھانون کا جن کا زمان شاہ
سپہسالار تھا اٹک ندّی پار ہو دلّی کی جانب روانہ ہوا لیکن پنجابی و نانک
شاہیون کے مقابلے اور مقاتلے کے سبب نامراد پھر گیا گمان غالب ہی کہ زمان شاہ
کا یہ قصد کرنا سلطان کے استدعا سے عمل مین آیا تھا پر تقدیر ظہور نے اس

واقعے کے ایسا انگریزون کے دلون پر خوف وہم مستولی کیا کہ اِن لوگون نے آشکارا ایک بڑی جمعیّت سپاہیون کی مہدی گھاٹ مین گنگا کے پچھم کنارے پر اُسکے مدافعے کو جمع کیا سلطان کی فکر و تدبیر اور اِندنون اُسکی فوجون کی حرکت سے اگرچہ زمان شاہ کے ساتھ اُسکے نامہ پیام کا حال اُسوقت نہین کھلا تھا یہ قیاس کیا جاتا ہی کہ سلطان یہ ارادہ رکھتا تھا کہ ایسے قابو کو جو اُسے ملا تھا ہاتھ سے نہ دے اور کرناٹک پر چڑھائی کرے اِس لیئے مدراس کی پلٹنون پر حکم بھیجا گیا کہ جلد جنگ و پیکار کے لیئے مستعد ہو جائین ہندستان سے زمان شاہ کی فوجون کا پھر جانا اور فرید دون جاہ کے ساتھ سلطان کی خفیہ سازش و بندش کا فاش ہونا قبل اِسکے کہ کچھ اُسکا نتیجہ ظہور مین آوے؛ اور خائف ہونا اُسکا انگریزی پلٹنون کا طور دیکھکر جو حرب و پیکار پر طیّار ہو رہی تھین یہ سب اسباب سلطان کو انگریزون سے آغاز جنگ کرنے مین مانع آئے تھے؛ کئی مہینے پیشتر سلطان نے خفیہ اپنے سفیرون کو جزیرۂ ماریطیس مین قوم فرانسیس کے پاس سرنو بنیاد اتّحاد کے محکم کرنے کے لیئے بھیج کر دس ہزار جوان فرنگی اور بیس ہزار حبشی سپاہیون کی کمک اُن سے طلب کی تھی؛ اِس راز کے کھل جانے اور سلطان کو فرانسیسون کے مدد بھیجنے کے باعث پھر اُسنے انگریزون سے انتقام کشی لازم جانا سنہ ۱۷۹۸ کے جون مہینے مین ہندستان کے گورنر جنریل کو جزیرۂ ماریطیس مین ٹیپو سلطان کے سفیرون کے جانے اور دوسرے مراتب کی خبر ہو گئی؛ جب تو انگریزی ریاست کے کونسل سے جنگی فوج کے اکٹھا کرنے کے لیئے حکم ہوا؛ ہندستان کے گورنر نے جو احتیاطاً اِس مُہم مین منصوبہ باندھا تھا؛ یہہ تدبیر فقط اُسکے قلمرو سے متعلّق نتھی بلکہ ایسی کوشش عمل مین آئی تھی کہ سلطان کے بالکل یار و انصار اور

فرانسیس لوگ جو سرکار حیدرآباد مین تھے ایک قلم مستاصل کیے جاین اور نواب
نظام علی خان کو اس بات پر راضی کیا جاے کہ وہ انگریزون کے سب دشمنون کے
توڑنے اور شکست دینے مین اُنکے ساتھ شریک و معاون رہے اور پونان کی
ریاست مین جو باہم پھوٹ واقع ہوئی ہی اُس خرخشے کے مٹانے کا بھی
بند و بست ہو چکا تھا، پر اِس جہت سے کہ مرہٹے کے سردار آپس مین بدگمانی
و نفاق رکھتے تھے اور بعض اُنمین سے سلطان کے خیر خواہ بھی تھے، پیشوا کو
اِس مقدّمے مین قدم رکھنے کی طاقت نتھی کہ باوجود ایسے خلاف نزاع خانگی کے
اپنے قول قرار کو انگریزون سے نباہے یا اِس لڑائی مین اُنکے متفق ہو ہرچند گورنر
جنرل اِس طور پر دشمن شکنی کا سامان آمادہ کر چکا تھا باوصف اِسکے اِس مہم پر
چون بڑے خرچ کا سامھنا تھا پیش دستی کرنے سے اپنے کو روکے ہوئے تھا،
آخر یہہ مناسب سمجھا کہ پہلے سلطان سے آشتی کی راہ کھولے تا وہ فیمابین کی اِس
جنگ و پرخاش کو معقول طور پر فیصل اور شرّ و فساد سے دست بردار ہو کر سر نو
جدید و معقول شرطون کے موافق بنیاد آشتی کی قایم کرے، چنانچہ اُسنے اِسی
نیّت سے کئی نامے سلطان کے پاس بھیجے اور جنگ وجدل کا مطلق اُنمین
ذکر نکیا بلکہ بے اُسکے کہ بو اِس امر کی پائی جاے صاف صاف عبارت اور دھی
انداز سے لکھکر سلطان کی اطّلاع کے لیے اتنے ہی پر اکتفا کیا کہ قوم فرانسیس کے
ساتھ آپ کے نامہ و پیام کا من وعن حال واضح ہوا اب التماس یہہ ہی کہ میجر
ڈفطن ہمعہد سردارون کی جانب سے بارگاہ سلطانی مین بھیجا جاے تا مقدّمات
متنازع فیہا کا بخوبی تصفیہ عمل مین آوے ولیکن سلطان کے نامے جو اِن مکتوبون کے
جواب مین، بھیجے گئے یک قلم بہانے اور بناوٹ پر مشتمل تھے اور میجر مذکور
کے آنے کا مطلق ابا کیا تھا اِس اثنا مین گورنر جنرل کو خبر ہوئی کہ فرانسیس کی

فوج نے مصر کے ملکون کی سمت کوچ کیا اور موشیر ڈوبک فرانسیسی
ریاست کی طرف سلطان کی جانب سے بطور ایلچی گری کے ترنکبار مین جہاز
پرسوار ہوا، ان خبرون کے سننے سے فبروری مہینے سنہ ۱۷۹۹ مین حکم ہوا کہ
انگریزی پلٹنین اور دوسرے ہمعہد سردارون کی فوجین سلطانی مملکت پر
چڑھائی کرنے کے لیئے مستعد ہو جائین اور اس امر مین تاخیر کو ناجائز جانین،
اسی بیچ مین گورنر جنریل کو سلطان کا ایک مکتوب اس مضمون کا پہنچا کہ چون
ہمیشہ سے میری طبیعت سیر و شکار کی راغب ہی اندنون مین نے
اسی ارادے پر شہر سے باہر ڈیرا کیا ہی، لازم کہ میجر ڈَوِٹن کو مختصر
ساز و سامان کے ساتھ میرے پاس بھیجا جائے، فبروری کی گیارھوین
کو جنریل ہارس کی سرکردگی مین ویلور سے ایک فوج کوچ کر اٹھائیسوین
کو مقام کاریمنگالم مین نظام علی خان کے لشکر سے جو چھہ ہزار سپاہی تھے آملی،
مارچ کی چوتھی تاریخ یہ فوجین متصل ریاکاتا کے میسور کی سرحد مین آئی تھین یہان سے
ایک مکتوب گورنر جنریل کی طرف سے سلطان کے پاس بھیجا گیا اس مضمون کا
کہ نامہ آپ کا پہنچا، اور باقی شرح احوال جنریل ہارس کی معرفت آپکے خدمت مین
روشن ہو جائیگا، پانچوین کو قلعہ نیلدرگم اور انچیتی مسخر کرنے کے لیئے مقدمہ
جنگ و پیکار کا قائم ہوا، نوین تاریخ افواج متفقہ جسمین سینتیس ہزار جوان
جنگجو تھے کلامنگالم کی نواح مین اکٹھی ہوئین بمبئی کی فوج قریب سات ہزار
سپاہیون کے قبل اسکے ساحل ملیبار سے کوچ کرکے کورگ کے راجا کی
سرزمین مین پہنچ سیداپور اور سیداسیر کی راہ مین آاُتری تھی، جب سلطان
کے اعدا اس کثرت سے پہنچے، اُنکے مقابل سلطانی سپاہ کی جمعیت نہایت
کم تھی، سلطان نے اپنے قلمرو کے گرد نواح مین دشمنون کی گھر آنے کی

خبر سن کر اپنے لشکر کے بڑے جمعیت سے کوچ کر مقام مادور مین بنگلور
جانے کی شاہراہ کے نزدیک خیمہ کیا اور یہان سے اپنے سوارون کے کئی
غول کو جا بجا بھیجا کہ اُن سرحدون کے اُجاڑنے اور دشمنون کے رستے مین
جسقدر علوفہ و آذوقہ پائین اُسکے جلا دینے مین سعی کرین۔ اِسی مقام مین
جاسوس خبر لائے کہ بمبئی کی فوج مملکت محروسہ کے پورب سرحد کے متصل
پہنچی اور کئی ٹولی ہو کر سید اسیر سید ابورا ہموتینت مین اُتری ہی۔ تب
سلطان والاشان نے مارچ کی تیسری کو مادور سے کوچ کر کے بارادۂ جنگ
اپنی فوجون کی کہ بارہ ہزار جوان جرار تھے پراندہ کر ایک جنگل کی طرف پناہ کے
لئے آگے کا قصد کیا۔ اور انگریزی تین پلٹن کے ہراول کو جسکا لفٹنٹ کرنل
مانٹر بسار سرغنہ تھا دور تمار گھیر لیا۔ ہرچند اُن لوگون نے بڑے استقلال
و جوانمردی سے اپنے بچاو کی تدبیرین کی تھین باوجود اسکے سبکے سب ضرور
مارے جاتے اگر جنرل استوارٹ فوج عظیم لیکر اُنکی پشتی و مدد کو نہ پہنچتا۔
آخر افواج سلطانی بڑی کشش و کوشش کر کے کھیت چھوڑ نکلی۔ سلطان نے
بعد اِس شکست کے بریاپاٹم کی طرف مراجعت کی۔ اور وہان پہنچکر مارچ
مہینے کی گیارھوین تک ڈیرا کر سریرنگپٹن کا عزم کیا پھر یہان سے بھی اپنے لشکریون
کو چار دن آسایش و آرام کی فرصت دیکر اُس فوج کے مقابلے کے ارادے
جسکا جنرل ہارس سر لشکر تھا کوچ کیا۔ دسوین مارچ کو افواج متفقہ نے مقام
ملامنگالم سے کوچ اور چودھوین کو منگلور کی اطراف مین آکر مقام کیا۔ اِس
چار دن کے عرصے مین سلطانی سوارون نے نہایت چالاکی و چستی سے ہر جنس کے
غلے علوفے کے برباد کرنے اور اُن دیہات کے جلانے مین جو اعدا کی فوجون کے
گذرنے کے رستے مین تھے قصور نہ کیا۔ پندرھوین تاریخ تک افواج متفقہ

اِس مقام مین اُتری ہوئی تھین اُسے سلطانی سوارون کے رسالےدار نے جو ن
یہ قیاس کیا کہ اس اقامت سے ان فوجون کے سردارون کا یہ مطلب
ہی کہ وے بنگلور کو اپنے لشکر کا ذخیرہ خانہ بنائین، تب اُسنے اُسکے گرد
نواح کے کل دہات مین آگ لگادی سولہوین کو جنرل ہارس کانکیلی اور سلطان
پیٹہ کے رستے سے سرنگپٹن روانہ ہوا تیسوین مارچ کو سلطان کی طرف سے
افواج حریف کے مدافعے کے باب مین بڑی سستی اور فروگذاشت واقع
ہوئی کہ اُسنے مادّور ندّی کنارے کی نہایت مضبوط و محکم منزلگاہ جہان سے
دشمنون کو اُس گھاٹ پار ہوتے بخوبی روک سکتا چھوڑ کر مقام ملوالی مین جا
ڈیرا کیا، دوسرے دن افواج متفقہ اُسی مقام مین جہان پہلے سلطانی لشکر
پڑا تھا آ اُتری، ستائیسوین کو جنرل ہارس نے ملوالی کی جانب کوچ کیا اور
یہان پہنچکر دیکھا کہ افواج سلطانی توپ و تفنگ لیئے مستعد بجنگ ہی بلکہ
ساتھ ہی اسکے اُن لوگون نے گولے اور گولیونکی بشدّت مار شروع کردی،
اعدا بھی سرگرمی سے مقابلہ کرنے مین پیچھو کے، آخر جنرل ہارس نے
اپنے سپاہیون کو ڈیرے کی طرف پھر جانیکا حکم دیا، اِس لڑائی مین
سلطانی تین سپہسالار اور ایک ہزار جوان کام آئے، اُنتیسوین کو
افواج متفقہ کاویری ندّی سے پار ہونے لگی، سلطان اپنے پیادون کو
توپخانے سمیت سرنگپٹن جانے کا حکم دے آپ سوارون کی جمعیّت
ہمراہ لے ندّی پار ہوا اور اپریل کی دوسری اِسقدر قریب جا پہنچا کہ
اُسنے انگریزی پلٹنون کے تئین دیکھکر اپنے پیدلون کو قلعے کے پورب اور دکھن
النگ کے متّصل اُترنے اور اعدا کے مدافعے کے لیئے مامور کیا، پانچوین کو
جنرل ہارس کے ساتھ کے سپاہیون نے سرنگپٹن کے پچھم طرف کے

سامھنے ایک محکم جگہہ مین آکر مقام کیا، دوسرے دن جنریل مذکور نے بڑی جد وکد
سے سامھنا کرا افواج سلطانی کے ایک گروہ کو جو انگریزی لشکرگاہ کے مقابل
نالے اور اُجاڑ بستیون مین اُترے ہوئے تھے اُنکی جگہہ سے ہٹادیا، سلطان نے
اعدا کے مقام کو جو خوب غور کرکے دیکھا تو معلوم کیا کہ اُنکے مدافعے کے
واسطے دو مورچے جو دکھن اور پورب طرف بنوائے گئے ہین کچھ مفید
مطلب نہونگے، اس لیے قلعے کے پچھم اور ندّی کے دونون کنارے پر دو نئی
کھائی کھدوائی، ندّی کے پچھم کنارے کی خندق تو پریاپاٹم کے پل سے کاویری
کے دکھن کنارے تک ممتد تھی اور دردوبست وہ سرزمین جسپر گذشتہ محاصرے
کے زمانے مین سواران سلطانی متصرّف تھے اِس احاطے کے اندر تھی،
چھٹیہی کو جنریل فلانڈ سوارون کے چار رسالے معیت پریاپاٹم کے رستے
اِس ارادے سے بھیجا گیا کہ بنبئی کی فوج سے جاملے، سلطان نے یہہ خبر سنتے ہی
جنریل کی افواج کے تعاقب کے واسطے اپنے سوارون کو میر قمرالدّین خان
کی سپہسالاری مین روانہ کیا اور یہہ فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے تو اعدا کی اِن
دونون جمعیّت کو باہم اکٹھی ہونے نہ دینا، اب معلوم ہوتا ہی کہ اِس مادّے
مین سپہسالار مذکور کی کوشش و تدبیر ہرگز اُسکے مخدوم کی خواہش و اہتمام
کے موافق ظہور مین نہ آئی کیونکہ خان موصوف اُسوقت جنریل کی فوج تک پہنچا
جب بنبئی کی پلٹن اُسّے مل چکی تھی، اور یہہ پہنچنا بھی اُسکا، مقابلے و مدافعے
کے قصد سے نتھا بلکہ صرف اُس فوج کی پچھلی طرف سے پس ماندون کے
قتال کرنے اور بھیڑ و بنگاہ کے کچھ اسباب لے لینے کی گھات مین رہا جون کی
نوبن کو سلطان نے اعدا کے اژدہام سے متحیّر ہوکر چاہا کہ انگریزی سپہسالار
کے ساتھ خط کتابت کی راہ نکالے اِس لیئے اُسکو ایک نامہ لکھا اِس مضمون کا

کہ گورنر جنرل لارڈ مارنگٹن بہادر نے ہمارے پاس ایک مکتوب بھیجا تھا جسکی
نقل آپ کے دریافت کرنے کے لیئے ملفوف بھیجی جاتی ہی، مجھے اس حال سے
اطلاع دیجئیگا کہ ہمارے ممالک محروسہ پر انگریزونکے لشکر کشی کرنے کا سبب کیا ہی،
حالانکہ مین اپنے قول قرار کی شرطون پر جیسا کہ چاہیے قائم ہون، زیادہ کیا لکھا
جاوے، جنرل ہارس نے انتہاہی مختصر جواب لکھا کہ آپ گورنر جنرل کے
مکتوبون کو خوب ملاحظہ فرمائیے، اُس مین ہر امر کو بتصریح و تفصیل مندرج پائیگا،
گیارھوین کو مورچے اور نئی کھائی جزیرے کے گرد بگرد طیّار ہو چکی اور سلطانی
پیدلون کی افواج مین سے کچھ لوگ بھی اُس مین جا رہے، دوسرے دن حسب الحکم
سلطان کے انگریزی لشکر پر گولے برسانے لگے لیکن اُسّے کچھ فائدہ نہوا،
چودھوین کو بمبئی کی پلٹن جنرل ہارس کی فوجون سے آملی، سولہوین تاریخ سے
سب کاویری ندی پار ہو کر اُسکے اُتر کنارے پر ایک محکم جگہ مین آرہے، سلطان نے
کہ حصار پر سے اُنکا آنا دیکھا تھا ترنت اپنی سپاہ کے ایک غول کو ندّی پار ہونے
اور اکرام نامے گانون مین مورچہ بنانے کا حکم کیا، لیکن اُدھر سے جنرل اسطوارٹ
نے دھاوا مار اِنھین ناکام پھرا دیا، بائیسوین کو جنرل ہارس نے ندّی کے
دکھن پچھم کنارے کے مورچے کو باوجودیکہ وہان ایک ہزار آٹھ سی
سلطانی سپاہی تھے ہتّا کر لیا سلطان نے جو اعدا کی طرف سے یہ درازدستی
دیکھی تو اِس کا بدلا لینے کے واسطے چھ ہزار جری پیدلون کو جنکے کل
پیشرو سردار قوم فرانسیس سے تھے ندّی پار ہونے اور رات کے وقت
اندھیارے مین جنرل اسطوارٹ کی فوج پر حملہ کرنے کے لیئے حکم دیا اہتمام
اِس مہم کا میر غلام حسین اور محمد حلیم کے ذمّے ہوا جو دونون نامور سر لشکر
تھے، اِن لوگون نے بڑی دلیری و بہادری سے بمبئی کی فوج پر دو آ ڈارہی

لیکن اتنی کی کئی ساعت مین چھ یا سات ہزار آدمی قتل کروا جنریل اسٹوارٹ کی آمد سن اپنی کل فوج معیت بازگشت کی؛ بیسوین تاریخ سلطان نے پھر ایک مکتوب جنریل ہارس کو لکھکر صلح کی استدعا کی؛ بائیسوین کو مسوّدہ اس صلحنامے کا گیارہ شرطون پر مشتمل جن پر سرداران ہمعہد متفق ہوئے تھے کہ اگر سلطان ان باتون کو منظور کرے تو پھر آپس مین مصالحہ ہوگا سلطان کے پاس پہنچا؛ ان شرائط مین بڑی شرطین یہ تعین کہ سلطان یک قلم فرنگستانیون کو جو اُسکے نوکر ہین اپنے خدمت سے برطرف کردے؛ فرانسیسون کے ساتھ کچھ خط کتابت نرکھے؛ اپنا آدھا ملک ہمعہد سردارون کے حوالہ کرنے اور دو کرور روپیہ دینے کا وعدہ کرے؛ اِس طور پر کہ نصف سردست نقد دے اور نصف چھ مہینے کے عرصے مین ادا کرے؛ اور بالکل اسیرون کو چھوڑ دے؛ اپنے چار فرزند اور چار شخص نامی منصبدار کو احتیاطاً عہود مقرّرہ کے بخوبی انجام پانے کے لیئے یہان بھیج دے؛ سلطان کو اِن شرطون کے منظور کرنے کے باب مین ایک دن رات کی فرصت دی گئی تھی؛ نوین تاریخ جسوقت سلطانی افواج کی ایک جماعت مورچے والی کھائی اور ایک طرف ندّی کے پچھم کنارے کے مورچے کو متصرّف اور قلعے کے سرکوب دمدمون کے بنانے سے مانع و مزاحم تھی اور اُس کھائی کی نگہبانی پر سیّد غفار ڈیڑھ ہزار جوانون سے مامور تھا جنریل ہارس نے اپنے سپاہیون کو اُس گروہ پر حملہ کرنے کے لیئے فرمایا چنانچہ چھبیسوین کو اِن لوگون نے ہلّا کیا؛ اگرچہ سلطان کے سپاہی بھی اِس لڑائی مین بڑی جانفشانی سے خوب ہی لڑے پر حریف کے حملون کے مدافعے پر قادر نہوئے؛ آخر جب ڈیڑھ سے جوان کھیت آئے؛ تب وے وہان سے پھر کر ندّی پار ہوئے؛ اٹھائیسوین کو سلطان نے جنریل ہارس کے

پاس ایک نامہ بھیجا اِس مضمون کا کہ تمہارا خط بائیسوین تاریخ کا مجھکو پہنچا، مطلب اُسکا معلوم ہوا، شرطین جو اُس مین مرقوم ہوئی ہین چون نہایت گرانمایہ ہین اور طی ہانا اُنکا بغیر وساطت سفیران شیرین بیان کے مشکل، جنرل ہارس نے اُسکا جواب یون لکھا کہ بائیسوین تاریخ کی پیش کی ہوئی باتین پر ضرور شرطین ہین کہ بن اُنکے سرداران ہمعہد کسی طرح صلح پر راضی نہین ہونگے اور اِس بات کے جواب کے واسطے فقط کلھہ ہی کا دن ہی کہ تین بجے تک انتظار کی جائیگی، قصّہ کوتاہ مے مہینے کے غرّے کی رات کو حریف کی جانب کے غبّارون کے قلعہ شکن گولون کی مار سے قلعے کی تھوڑی سی دیوار توٹ گئی اور جب تیسری تاریخ کو ہرکارون نے حضور والا مین عرض کیا کہ غنیم نے حصار مین حملہ کرنے کے لائق راہ پیدا کیا سیڑھیان وغیرہ سامان تاخت کا طیار ہوا، اور اُسکے دوسرے دن تمام فوجین پناہگاہ کی آڑ مین آمادہ اور ہلّا کرنیکے حکم کی منتظر تھین، سلطان ابتداے محاصرہ سے حصار کے متّصل ہی رہا کرتا تھا تا حملے اور تاخت کے مقام سے دور نرہے، پر دلی اور حمیّت کی راہ سے بارہا زبان پر لاتا کہ جبتک دم مین دم ہی قلعے کی حمایت مین کوتاہی نہ کرونگا آخر ایک دن تو مرنا ہی ہی،

بیت

دم بمردی میزنم تا در تن من جان بود
جان چہ کار آید اگر در مردیم نقصان بود

مثنوی

نتابم رخ از دشمن تیز چنگ — کہ مرگم بہ از زندگانی بہ ننگ
چو روزے بود رفتنم زین سرا — ہمان روز انگارم این روز را

چوتھی تاریخ سلطان نے پچھم طرف کی دیوار کے پاس جا کر اُسکے شگافون کو خوب دیکھکر معلوم کیا کہ اب اُسکی اقامت وہان پر خطر ہی پر اُسکے چہرے پر ذری بھی ترس و بیم کی نشانی ظاہر نہ ہوئی، بلکہ سیّد غفّار کو کہ اُن سپاہیون پر ما مور تھا جو حصار کے شگاف کے آس پاس متعین تھے کمال استقلال و تحمّل سے کتنے کام کرنے کا حکم دیا، جب سلطان اپنے دولت سرا کو پھرا تو منجّمون نے یہہ عرض کی کہ آج ذات عالی پر بڑا خطرا ہی، سو اگر صالحون کی دعا سے استمداد کی جاے اور محتاجون مسکینون کو بطور صدقے کے کچھ خیرات دی جاے تو شاید یہہ بلا مندفع ہو، بہرصورت سلطان نے اُنھون کے کہنے سے دولتخانے مین داخل ہو کر جو جو صدقہ اور نذر اُن لوگون نے مقرّر کیا تھا اُسکے سر انجام کے باب مین بتاکید حکم دیا اور منجّمون کو بہت سا انعام دیکر سرفراز کیا، نواب خلد مکان حیدر علی خان منجّمون کے قول کا بہت معتقد تھا اور بغیر اِنکی اجازت کے کوئی کام شروع نکرتا، اِسی باعث اِنھین بڑی آسایش و آرام سے رکھتا تھا لیکن سلطان دین پناہ کا عقیدہ اِس خصوص مین برعکس عقیدے نواب مغفور کے تھا اور یہی ایکبار اِس جنگ کے زمانے مین ایسا اتّفاق ہوا والاّ کبھی ہم نے نہین سنا کہ اُسنے برہمنون سے کچھ پوچھ پاچھ کی ہو، دوپہر کے وقت سلطان محل سے باہر نکلا بے اُسکے کہ وہان کے لوگون سے ملاقات کرے، اُسوقت لباس سلطان کا نیم رنگ کپڑے کی قبا بدن مین اور شاہانہ پگڑی سر پر تلوار مرصع کار پرتلے مین پڑی ہوئی داہنے بازو پر ایک کلام اللہ بندھا ہوا، خیر جو نہین وہ بہادر کلالی دیڑی یعنے دروازۂ خرد پر پہنچا، ہرکارون اور منصبدارون نے جو وہان کے کام پر تعینات تھے یون ظاہر کیا کہ انگریزی پلٹن کی طیّاری سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یے لوگ آج ہی خواہ دن کے وقت یا رات کو قلعے پر ہلّا کرینگے، سلطان نے فرمایا کہ ہرگز یہہ

قیاس مین نہین آتا کہ دن کو وے تاخت کرین اور رات کے وقت تو خود ایسی
خبرداری کی جاتی کہ دشمنون کا کوئی حملہ پیش رفت نہو گا، یہان یہہ گفتگو
ہو رہی تھی جو خبر آئی کہ سید غفار گولا کھاکر مارا پڑا سلطان اِس حادثۂ جان سوز
کے سنتے ہی نہبت اندوہگین ہوا اور فرمانے لگا کہ سید غفار ایک ہی مرد
جری تھا موت سے ڈرتا نتھا آخر درجۂ شہادت کا پایا محمد قاسم کو کہو کہ اُسکے
قایم مقام اُن سپاہیون کی سرداری مین جو حصار کے رخنے پر تعینات ہیں
سرگرم ہو، اِس اثنا مین سلطان کے کان مین قبل اُسکے کہ خاصہ نوش جان فرمانے
سے فارغ ہو آواز بڑے غل اور شور کی پہنچی، تب اُسنے فی الفور کھانا کھانے
کھانے ہاتھ دھویا تلوار بغل مین ڈالی اور اپنی بندوقون کے بھرنے کو حکم دیا،
بعد اسکے فصیل کے دکھن کی راہ ہو کر پچھم جانب کے ٹوٹے حصار کا قصد کیا،
اُسکے پیچھے پیچھے بہت سے ملازم و خدمتگار بھی جنگ کے حربے اور ہتھیار ہمیت
گئے، اور کئی عہدہ دار بھی چیدہ چیدہ جوانون کا ایک غول لیے اُسکے ساتھ
ہوئے، جب سلطان اِس حصار کے قریب پہنچا تو اُسنے بھگیڑون کی ایک
جماعت کو دیکھا اور معلوم کیا کہ انگریزی پلٹے والے پہلی صف کے سپاہی اِس
ٹوٹی دیوار کے رستے اندر آکر فصیل پر چڑھے ہیں، چاہا کہ اُنھین بھاگنے سے روکے،
چنانچہ اِسی ارادے پر دیوار کے قریب کھڑے ہو کر اُن سہم زدہ فراریونکو
اپنے قول اور فعل مردانے سے دل دیتا اور بھاگنے سے منع کرتا تھا اور اِس
عرصے مین کئی بار حریف کی جماعت پر بندوق داغی اور سپاہ غنیم کے کئی سپاہی کو
مار گرایا باوجود اِس تگاپو کے جب حریف کی سپاہ سلطان کے قریب آگئی تو
اکثر لوگ اُسکے بہادرون اور منصبدارن مین سے سلطان کو چھوڑ جی چرا نکل
بھاگے اور سپاہیون مین سے بھی کوئی ساتھ نرہا تاہم اُسنے اپنی جگہہ سے بس،

ہونے کو آئین حمیت وشجاعت مین ننگ اپنے مرتبے کا جانا، اِسی مابین مین دشمن کی سپاہ نے دروازے کے آدمیون پر گولیان مارین جسّے ایک گولی سلطان کے سینے کی بائین جانب آلگی، باوصف اسکے چاہا کہ بزدر دہان سے باہر آئے ولیکن اِسی جدوجہد مین فرنگستانی سپاہیون کے ایک غول نے دروازے کے اندر سے بندوقین سر کین ایک گولی سلطان کے زانو مین دوسری گولی داہنے پہلو مین لگی، اور گھوڑا بھی زخمی ہو کر بیٹھ گیا، سلطان زین پر سے زمین پر گر پڑا اِس دردناک حالت مین ایک ملازم نے سلطان کی خدمت مین عرض کیا کہ کاش اِسوقت بھی خود بدولت انگریزونکے نزدیک تشریف لیجلین وے البتہ جناب عالی کے وقار و تمکین کے لایق ہر طرح کی رعایت و پاس کرینگے، لیکن اُسنے اپنی غیرت سلطانی کے سبب بڑی حقارت کے ساتھ اِس امر سے ابا کیا، اِس رودادپر بھی دیر نہین ہوئی تھی کہ فرنگی سپاہیون کا ایک جتھا اِس رستے آنکلا، اِنمین سے ایک نے شمشیر سلطانی کی بیش قیمتی دوال کو دیکھکر اُسکے لینے کا قصد کیا پر سلطان نے اُس زخم کی حالت مین بھی کہ ابھی قبضہ تلوار کا اُسکے ہاتھ سے نہین چھوٹا تھا، لپک کر اُس حریص سپاہی پر وار کر گھٹنے کے قریب ایک زخم کاری مارا تب اُسنے ترنت اپنی بندوق سلطان پر چھوڑی گولی اُسکی سلطان کے ماتھے پر آلگی جسّے وہ بہادر جان بحق تسلیم کی، جب انگریزون نے سرینگپٹن کا قلعہ بخوبی عمل کر لیا، اور سلطان کے مارے جانے کا احوال معلوم کیا تو اُسکے دوسرے دن جنرل بیرڈ نے شام کے وقت سلطان کے قلعہ دار اور نوکرون اور دو شاہزادوے سمیت اُس دروازے پر جہان اُس شہید کی لاش پڑی تھی آکر بڑی تلاش سے اُسکے جسد پاک کو اور مقتولون کے درمیان سے نکالا، بشرہ سلطان کا مطلق متغیر نہوا تھا، مگر شجاعت و پردلی کی علامتین ابتک

پائی جاتی تھین ، دستار تلوار معہ دوال جواہر نگار اُنمین سے ایک بھی اب
نتھی جسم مبارک کو اُسکے ملازمون نے بخوبی پہچانا اور بحفاظت اُسے
پالکی کے اندر رات بھر سلطانی قصر مین رکھا ، محل شاہی کے ہر مکان پر چوکی پہرے
کو سپاہی تعینات ہو گئے تا دودمان شاہی کے باقی ماندون مین سے کوئی کہین
نکل نجاے اور تمام خزینہ اور بیش قیمتی مال متاع خائنون کے دست برد
سے محفوظ رہے بعد اُسکے انگریزون کی تجویز سے فوراً سلطان کے سپہسالارون
اور سردارون کے گھرون پر بھی نگہبانی کے واسطے انگریزی سپاہی مقرر
ہوئے ، یہہ معقول تدبیر جو انگریزون کی طرف سے سلطان کے سرلشکرون
اور عہدہ ملازمون کی جان و مال کے بچاو کے باب مین عمل مین آئی ، سو
سلطنت میسور کے سرتاسر مسخر کرلینے مین اُنکے لئے نہایت مفید پڑی ،
کیونکہ جب اُن سردارون نے دیکھا کہ اُنکی عزت و مال کی انگریز کس قدر
حفاظت کرتے ہین تب وے ازخود بالکل فوجون سمیت جنرل ہارس کے
مطیع و منقاد ہو گئے سلطانی قلعے مین نو سو انتیس ضرب توپ ننانوے ہزار
بندوق و قرابین ، تراسی بار وتخانے انگنت گولیان اور گولے زنجیری گولے
وغیرہ نکلے ، چونکہ جنرل ہارس نے بتاکید یہہ حکم دیا تھا کہ ہر طرح سے سلطان مرحوم کی
نعش کے احترام و تعظیم کرنے مین بقدر مقدور قصور نکیا جاے ، لہذا شہر
سرینگپٹن کے قاضی القضات نے سلطان فردوس مکان کے کفنانے دفنانے
کی شرطون کو بوجہ احسن ادا کیا صرف زر کا کسی نوع سے اس مادّے مین
ملحوظ نتھا رسمین جنازے کی جو پچھلی سواری اُس سلطان زیبندہ تخت و عماری
کی تھی ایسے توزک اور شان سے کہ اِس حالت و وقت کے شایان تھی عمل
مین آئین مے مہینے کی پانچوین ظہر کے وقت سلطان کی لاش جو اُسکے نوکرون

کے کندھے پر تھی اور فرنگی سپاہیون کی چار کمپنی سرداروں معیت اُنکے همراه، قلعے سے روانہ ہوئی، جنازے کے پیچھے پیچھے شاہزادہ عبدالخالق فرزند دوم سلطان مرحوم کا بڑے سوز و گداز سے گریہ وزاری کرتا تھا اور قلعہ دار و قاضی مفتی اور سر برنگپٹن کے اور مسلمان لوگ پیچھے جاتے تھے جب لال باغ کے دروازے پر جا پہنچے، نظام علی خان کی فوج کے بالکل سردار اور مسلمان آکر جنازے کے شریک ہوئے، رستے مین. جس گلی کوچے مے سلطانی جنازہ گذرا باشندے وہان کے دونون طرف راہون کے کھڑے بڑے اندوہ و سوگواری سے ٹکٹکی باندھ دیکھتے تھے، بہتیرے خاک مین لوٹ لوٹ بھوت روتے اور ہاے ہاے کر سر دھنتے اور خاک اُڑاتے، جب نواب حیدر علی خان خلد مکان کے مقبرے کے دروازے پر جنازہ پہنچا سپاہیون نے دورویہ پرا جما اپنے ہتھیارون کو جھکا تکریم و تعظیم کا دستور ادا کیا، تب قاضی نے جنازے کی نماز پڑھا، آخر اُسکے والد ماجد کی قبر کے نزدیک اُسکو مدفون کیا، پانچ ہزار روپیے گداؤن بینواؤن کو جو جنازے کے ساتھ ساتھ گئے تھے خیرات کیے گئے، جب سلطان کا جنازہ لیکر لال باغ کو چلے تھے اُسوقت سے لے اِسدم تک کر جسد پاک اُسکا قبر مین رکھا گیا قلعے سے ماتمی شلک کی توپین برابر سر ہوتی رہین اتفاق سے اُسدن شام کو بڑا طوفان اُٹھا، ساتھ اُسکے بجلی اور باد و باران بھی تھا، اکثر جگہون مین صاعقہ گرا خصوصاً مسجدون اور دیوانخانہ و محلسرا ے سلطانی پر، گویا کہ یہ اُس واقعے کا تتمہ تھا،

قطعہ

تاریخ شہادت متضمّن تعزیت بادشاہ سلیمان
جاہ ٹیپو سلطان جنّت آشیان جو شہر ذیقعدہ
سنہ ۱۲۱۳ ہجری میں واقع ہوئی

مویہ کنید اے مہان سینہ زنید اے گوان
در غم تاج شہان واندوہ فخر انام
مرگ چنان بازلی واقعۂ نیست خرد
قتل چنان باسلی خطبی باشد عظام
کز گہر واز ہنر داشت کلاہ و کمر
وز پئی مجد و خطر کوچش بود و مقام
صاحب سیف و قلم واہب کوس و علم
کاسر بیت الصنم عامر بیت السلام
سرور والا نسب مہتر زباحسب
خسرو بیضا لقب ٹیپو سلطان بنام
حامی دین متین ماحی کفر کمین
وارث تاج و نگین از پدر بوالکرام
والی ملک دکھن حیدر لشکر شکن
چون سمیش بوالحسن صفدر عالی مقام
رزم ندیدہ چو او پہلوے اعدا گداز
بزم ندیدہ چو او خسروے شیرین کلام

هند نیاورده بر چون او رائی دگر
در فر و برز و هنر کجکلاهی کشخرام
ذکرِ اخبار او شیرین سازد زبان
نشرِ آثار او مشکین سازد مشام
چون ز جهان بست رخت داد بجا تاج و تخت
با ابن فرخنده بخت نور مهینش همام
پیرو گام پدر در ره ننگ و خطر
لیک از و پیشتر در دین بنهاده گام
قاتل اعدای دین از پی کسب ثواب
رنجبر و گرم کین از پی تحصیل نام
از نیرنگ خان جوقی رذل از صغار
وز مکر ناکسان مشتی نذل از لیام
بر دست دشمنان کامده از هر کران
کشته شد آن پهلوان ناکام و تلخکام
کشته شد ای فغان مظلوم آن نامدار
کو را دولت کنیز بود و جلالتش غلام
در صف ناورد و حرب اوّل مردان کار
در هنر طعن و ضرب ثانی دستان سام
با فرس و با حسام بود بجان مهرورز
در سفر و در حضر مونس شان بر دوام
اسپش تازی نسب تیغش هندی نژاد

اینت جواہر فشان آنت مرصع سنام

ہندی او چون نہنگ تشنۂ خون عدو

نازی او چون پلنگ گرسنۂ انتقام

تیغ ورا ہمسفرین ہمچو دلارام جفت

اسپ ورا زیر زین رانش راگشته رام

سلطان بدشاہ مردوین دو بتاج ہمش

داشته از مردیش ہردو را شادکام

ہردو بفترش بہم ہمدم و ہم ہمقدم

این آن را ہم رکاب آن این را ہمنیام

بیوه شده ہردوتن از مرگش و زحزن

چاک زنان پیرہن خاک بسر مستہام

سال شہادت از ان خامۂ معجز بیان

گشت عزادار ہم او ہم گفت وحسام

۱۱۵ ۱۰۹۸

سنہ ـــــــــــــ ہجری

۱۲۱۳

سلطان اس جہان گذران سے رحلت کرنے کے زمانے مین پچاس برس کے سن کو پہنچ چکا تھا لیکن سلطان شہید کے خانہ انکے معتبر لوگون سے یہہ معلوم ہوا کہ وقت شہادت عمر اُسکی پچپن برس کی تھی. بشرہ اُس کا گندمی رنگ، اعضا قوی بالا بلند، منہہ گول، آنکھین بڑی بڑی اور کالی، ناک نکیلی اند کے مایل بکجی جسنے چہرے کی شکوہ کو دوبالا کیا تھا موچھین لنبی رکھتا اور داڑھی کو ترشواتا تھا،

فطرت ہی سے چابک و چست تھا گھوڑے کی سواری کا شائق اکثر دور تک
پاپیادہ چلنے میں مشتاق دن کے اکثر اوقات کو قرآن شریف کی تلاوت اور کتابوں کے
مطالعے میں صرف کرتا اپنے پدر بزرگوار کے حین حیات میں ہردل عزیز تھا، لیکن
بعد اُسکے کہ وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اکثر منصبدار اور عالی خاندان والے لوگ
چونکہ سلطان کے اطوار و کردار میں ثبات و قرار نہیں دیکھتے تھے اِسلیئے اُسّے
دل برداشتہ و بیزار رہتے باایہمہ اُسکے ملک کے سب چھوٹے بڑے
مسلمان اِس راہ سے کہ وہ دین و شریعت کی طرفکشی اور اہل اسلام کی
پشتی میں بدل مصروف تھا اُسکے جان نثار و خیرخواہ تھے، اور سلطان موصوف
اِسی دین محمدی کی حمایت کی برکت سے تمکین و وقار کے ساتھ شہادت
کے رتبے عظیم کو حاصل کیا، الحق تمام شمایل روحانی میں اُس بادشاہ کے
جسکو سیر نویسانِ انگریز جبّاروں سے سلاطین مشرق کے گنتے ہیں تعصّب
و سخت گیری دین اسلام میں سرحد بدادی و ستمگری کو پہنچی تھی چنانچہ
کہہ سکتے ہیں کہ جسطرح عالمگیر کا غایت تعصب دینی اُسکی سلطنت کا قوی
رخنہ گر واقع ہوا تھا اُسیطرح اِس بادشاہ کی مذہبی سختگیریوں نے اُسکی
ریاست کو برباد کیا، دشمنی و عداوت اُسکی انگریزوں کے ساتھ جسکا سبب
وہی تعصّب و تشدّد دینی تھا اِس مرتبے کو پہنچی تھی، کہ ایک انگریزی کتاب میں
ایک شیر کی تصویر کے تلے جو ایک فرنگی کو دبوچے ہوئے ہی یہہ عبارت لکھی
ہوئی تھی جسکا ترجمہ تھیک ہندی میں یہہ ہی

The following sentences have been taken from the Review of the Origin, Progress, and Result of the decisive War with the late Tippoo Sooltan in Mysore, with Notes by James Salmand Esq. of the Bengal Military Establishment.

Printed by Luke Hansard, Lincoln's in Fields Strand London, 1800.

ایک ارغنون کہ جسے شیر کی ہیئت پر اُستاد نے بنایا ہی اور وہ شیر ایک فرنگی کو دبوچے ہوے ہی ؛

پیٹ مین اِس شیر کے ساز موسیقی اور سرونکی کنجیان و چونگیان بترتیب چنی ہوئی ہین ؛

آواز جو اِس ارغنون سے نکلتی ہی ملی ہوئی ہی غرّش سے پلنگ کے اور نالے سے آدمی کے جو ایک بڑی بلا کے پنجے مین گرفتار ہی ؛

اِس ساز موسیقی کو اُسنے اِسطرح بنایا ہی کہ جب وہ بجتا ہی بیچارہ فرنگی باربار ہاتھ اُٹھاتا ہی اور گویا اپنی بیچارگی اور بیکسی کو دکھاتا ہی ؛

شیر و آدمی اِس ارغنون کا تمام قد با کمال اندام بنایا گیا ہی ٹیپو سلطان کے حکم سے جو دیکھنے سے اِس ساز کے اور سننے سے اُسکی آواز کے (جسمین فرنگی تو کنایہ ہی قوم انگریز سے اور شیر سرکار خداداد سلطانی سے) اکثر خوش ہوتا تھا ؛

یہہ ارغنون بعد فتح سرنگپٹن کے راگ محل مین پایا گیا جہان اور بہت سے آلات موسیقی کے رکھے ہوئے تھے ؛

یہہ ارغنون چوبین اِسی موسم کے کوئی جانے والے جہاز پر حضرات ڈیرکٹارس کو انگلستان مین بھیجا جایگا تا وے حضور مین پادشاہ کے گذرانین ؛

بارہ شاہزادے سلطان کی اولاد اور ایک بھائی بعد شہادت سلطان کے اسیر ہوئے اور اپنے اہل و عیال معیت ویلور کو، پھر کئی برس کے بعد وہان سے سنہ ۱۸۰۶ مین بنگالے کی طرف روانہ کیے گئے اور اُسکے سرداروں اور سپہسالاروں نے امیران ہمعہد سے جاگیرین پائین ؛

مجمل احوال سلطان فردوس مکان کی اولاد وغیرہ کا ؛

جب سرنگپٹن کا قلعہ مفتوح ہوا اور میسور کی ریاست جسکا بانی نواب حیدر علی خان مغفور تھا، بعد ساٹھ برس کے تقریباً انگریزون کے قبضۂ اقتدار مین آئی تب ملک ہند کے ناظم ارل مارننگٹن کی راے صواب انتما نے اُن مہمات کے درمیان جو ممالک مفتوحہ کے انتظام و بندوبست سے متعلق تھین اِن دو ضروری امر کو مقدم اور اہم سمجھا اور اُنمین متوجہ ہونے کو فرمانروائی کے سود و بہبود کی نظر سے بہ ضرور جانا ؛ ایک اُن دونون امر سے یہ تھا کہ نامی سپہداروں کی استمالت و خاطرداری اور صاحب اقتدار قلعداروں کی استرضا و دلجوئی کرے اور دوسرا یہ کہ نواب حیدر علی خان خلد مکان کے لواحق اور سلطان فردوس آشیان کے فرزندون و منتسبون کو دارالملک سرنگپٹن سے قلعۂ راے ویلور مین جو ریاست مدراس کے متعلق ہی روانہ کرے چنانچہ ہر واحد کی مدد معاش کے لیئے کمپنی بہادر کی سرکار سے پچاس ہزار روپیہ سالیانہ مقرر فرمایا اور بعد اسکے ایک سوبر نٹنڈنٹ بھی مہربان و زبان دان کہ بخوبی شاہزادون کی دلجوئی اور خاطرداری کرسکے بھیجا گیا تاپیے لوگ عزت

وحرمت سے بیگا نے ملک مین گذران کرین، کئی برس تو اسی طور پر خرّمی وکامرانی کے ساتھ وہان بسر ہوے بھانتک کہ لارڈ ولیم بنٹنک کی حکومت مین ایک شورش وہنگامہ واقع ہوا کہ ویلور مین سرکار کمپنی بہادر کے سپاہیون نے باغی ہو کر بلوا کیا، تفصیل اسکی آیندہ ورقون مین معلوم ہو گی، ہر چند جناب گورنر بہادر اور مدراس کے ارباب کونسل پر پاکدامنی و بیگناہی شاہزادون کی اس باب مین بخوبی روشن وہویدا ہو گئی تھی لیکن احتیاط وحزم کی راہ سے صاحبان کونسل کی رایون مین یہہ امر مستحسن ٹھہرا کہ دودمان سلطانی کی کئی بیگمات کے سوا سبکے سب شاہزادے کیا صغیر کیا کبیر اُس قلعے سے بنگالے کی طرف روانہ کیے جائین چنانچہ اسی قصد پر قریب آٹھ برس کی سکونت کے بعد شاہزادے تری کے رستے اور بیگمات اُنکی خشکی کی راہ سے کلکتے کو روانہ کی گئین، ان صاحبون کے درمیان نواب کریم شاہ بہادر چھوٹا بھائی سلطان جنت آشیان کا سب سے بڑا تھا جسکا مختصر احوال شجاعت اشتمال گذشتہ ورقون مین لکھا گیا، یہہ بزرگ معہ اپنے فرزند ارجمند نواب صفدر شکوہ عرف غلام علی اور نواب حیدر شکوہ عرف امام بخش، اور بارہ شہزادے سلطان کی اولاد صلبی اس تفصیل سے، فتح حیدر سلطان، عبدالخالق سلطان، محیّ الدین سلطان، معزّالدین سلطان، محمد یاسین سلطان، محمد سبحان سلطان، شکر اللہ سلطان، سرور الدین سلطان، جامع الدین سلطان، منیر الدین سلطان، محمد سلطان، احمد سلطان، اور چودھوان شخص اُنمین نواب حیدر حسین خان داماد سلطان فردوس مکان کا، یے حضرات اپنے لواحق ووابستون سمیت سنہ ۱۸۰٦ مین کلکتے پہنچکر مقام رسا مین سکن وماوا دیے گئے، بعد کتنی مدّت کے نواب سید شہباز مرحوم کے

لڑکے یعنے سلطان مغفرت نشان کے نواسے بھی اِن لوگون مین آملے، سبکے سب شاہزادے آسایش و آرام کے ساتھ نوع بنوع کے ناز و نعمت مین پلے، رفتہ رفتہ ہر ایک باب مین اُنکے حال پر ہر طرح کی غور و پرداخت ہوئی، اور ایک اسکول بھی مخصوص واسطے تربیت شاہزادون کی اولاد کے سرکار دولتمدار کنپنی بہادر کی طرف سے عہد حکومت مین گورنر جنرل لارڈ آکلنڈ بہادر دام اقبالہ کے در سنہ ۱۸۳۸ع مقرر ہوا اور استادان کامل ہر علم کے نوکر رکھے گئے، اب وے خرّم و شاد قید و بند سے آزاد بود و باش کرنے لگے، یے چار شاہزادۂ بزرگ فتح حیدر سلطان، عبد الخالق سلطان، محی الدین سلطان، معز الدین سلطان، ہر ایک کی گذران کے واسطے شاہرہ اڑھائی ہزار اور ہر واحد باقی شہزادون کے لئیے دو ہزار روپیے جناب لارڈ منٹو اور ارباب کونسل کی تجویز سے مقرر ہوئے، نواب کریم شاہ و حیدر حسین خان اور سلطان کے نواسون کے واسطے بھی معقول تنخواہین معیّن ہوئین، چنانچہ یے سبکے سب اپنے زمانۂ زندگانی کو سایۂ حمایت و رعایت مین اِس دولت ابد مدّت کے بہ عیش و کامرانی بسر کرتے رہے، اور اب بھی کرتے ہیں، اکثر اُنمین سے غریق رحمت ہوئے، جنکے ایک ایک کے انتقال کی تاریخ و تفصیل یہ ہی عبد الخالق سلطان سنہ ۱۲۲۲ مین شہر شوّال کے غرّے کے دن بواسیر کی بیماری کے سبب اِس دار فانی سے دار باقی کا راہی ہوا، جسّے یے دو بیٹے شاہزادہ منعم الدین اور شاہزادہ مقیم الدین یادگار رہے، نواب حیدر حسین خان داماد سلطان شہید نے بعارضہ سپر زماہ رجب سنہ ۱۲۲۴ مین رحلت کی. جسّے ایک بیٹا نواب خیر اللہ خان اور ایک بیٹی یادگار رہین، محیّ الدین سلطان نے چوتھی ربیع الثانی سنہ ۱۲۲۶ مین اپنے تئین بندوق کی گولی سے

ہلاک کیا، جسکے بیے پانچ بیٹے شاہزادہ سعید الدین شاہزادہ برہان الدین شاہزادہ
قطب الدین شاہزادہ محمد ٹیپو شاہزادہ غلام دستگیر و کئی بیٹیان یادگار رہین،
فتح حیدر سلطان سنہ ۱۲۲۰ مین شہر شعبان کی اکیسوین کو سرسام کے مرض
مین اس سراے پر آلام سے منزل دار السلام کو سدھارا، جسکے بیے سات
بیٹے شاہزادہ جعفر الدین شاہزادہ محمد باقر شاہزادہ غلام محی الدین شاہزادہ
شہاب الدین شاہزادہ محمد سلطان شاہزادہ سلطان حسین شاہزادہ محمد علی
وکئی بیٹیان باقی رہین، معز الدین سلطان نے بائیسوین جمادالاول سنہ ۱۲۳۲ مین
ہیضے کے عارضے سے اپنی جان شیر بن خالق آسمان و زمین کو سونپی، جسکے بھی ایک
بیٹا شاہزادہ نظام الدین اور تین بیٹیان یادگار رہین، اگرچہ اِس شاہزادے پر اس
شبہے کے سبب کہ اُسے اُس بلواے عام مین جو ویلور کے درمیان واقع ہوا تھا
شرکت تھی مقام رہا مین بہ نسبت اور شاہزادون کے تھوڑے دنون تک
قید و بند مین زیادہ سختگیری عمل مین آئی تھی ولیکن جب اُسکی بیگناہی اور
پاکدامنی کی خبر اُس مادّے مین دار السلطنت لنڈن سے جہان یہہ امر بعد
بڑی تحقیقات کے مقام ثبوت مین پہنچا تھا کلکتے مین آئی تب قید و بند سے اُسنے بھی
رہائی پائی اور دوسرے شاہزادون کی طرح خوش و خرّم و آزاد رہنے لگا،
احمد سلطان دسوین شعبان سنہ ۱۲۳۹ مین بعارضہ سرسام اِس دیر فنا سے دار بقا کو
روانہ ہوا، جسکے تین بیٹیان یادگار رہین، نواب کریم شاہ بہادر نے ۸ اسی
برس کے سن مین جمادی الثانی کے مہینے سنہ ۱۲۴۶ مین اِس عالم ظلمانی سے
عالم نورانی کا رستا لیا، جسکے بیے دو بیٹے نواب غلام علی و نواب امام بخش اور
دو بیٹیان باقی رہین، نواب امام بخش نے بھی سنہ ۱۸۳۲ع مین انتقال کیا
جسکے ایک بیٹا نواب نور الحق یادگار رہا، سرور الدین سلطان سنہ ۱۲۴۹ کے

ادالثانی کی چھٹی کو تپ اور مرگی کی بیماری مین اس جہان غرور سے
رف گلشن راحت و سرور کے روانہ ہوا، جسّے فقط دو بیٹی باقی رہین،
شکراللہ سلطان جمادالثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ ۱۲۶۳ مین ہیضے کے عارضے
سے اس شبستان فرودین سے طرف فرازستان برین کے رحلت گزین
وا، جسّے چھہ بیٹے شاہزادہ بشیرالدین شاہزادہ جلال الدین شاہزادہ
عظم الدین شاہزادہ محمد مہدی شاہزادہ وارث الدین شاہزادہ محمود شاہ
ور دو بیٹی یادگار رہین، منیرالدین سلطان دوسری رمضان سنہ ۱۲۶۳ مین
سپرز کی بیماری مین اس خاکدان ظلمانی سے عالم نورانی کو گیا، جسّے ایک بیٹا
شاہزادہ انور شاہ اور دو بیٹی یادگار رہین، جامع الدین سلطان سنہ ۱۲۶۸
سترھوین شوال کو پارس مین جو فرانسیسون کا دارالملک ہی روضۂ رضوان کا
ہ نورد ہوا جسّے ایکہی بیٹا شاہزادہ بدرالدین یادگار رہا، سلطان محمد سبحان نے
شہر رمضان کی چوبیسوین تاریخ سنہ ۱۲۶۱ مین ہیضے کے عارضے سے تلخابۂ
رگ کا چکھا، جسّے چار بیٹے شاہزادہ شوکت الدین شاہزادہ پاک اختر
شاہزادہ اللہ نواز شاہزادہ غلام محمود و کئی بیٹیان یادگار رہین، اور نواب
سید شہباز مرحوم کے لڑکون مین سے جو سلطان شہید کے نواسے ہوتے ہین
ب صرف یہ تین شاہزادے محمد رفیع الدین محمد رحیم الدین محمد عظیم الدین
قی ہین، اب سلطان جنت آشیان کی اولاد سے یہی دو شاہزادے یاسین سلطان
و محمد سلطان کہ اللہ تعالیٰ اُنکے ایام حیات کو عمر خضر و الیاس کی سی درازی
بخشے، باقی ہین، شاہزادہ یاسین سلطان کے یہ پانچ بیٹے شاہزادہ کیقباد
شاہزادہ خالی گوہر شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ مظفر شاہ شاہزادہ بہرام
شاہ اور کئی بیٹیان زندہ و حاضر ہین، اور شاہزادہ محمد سلطان کے یہ دو بیٹے

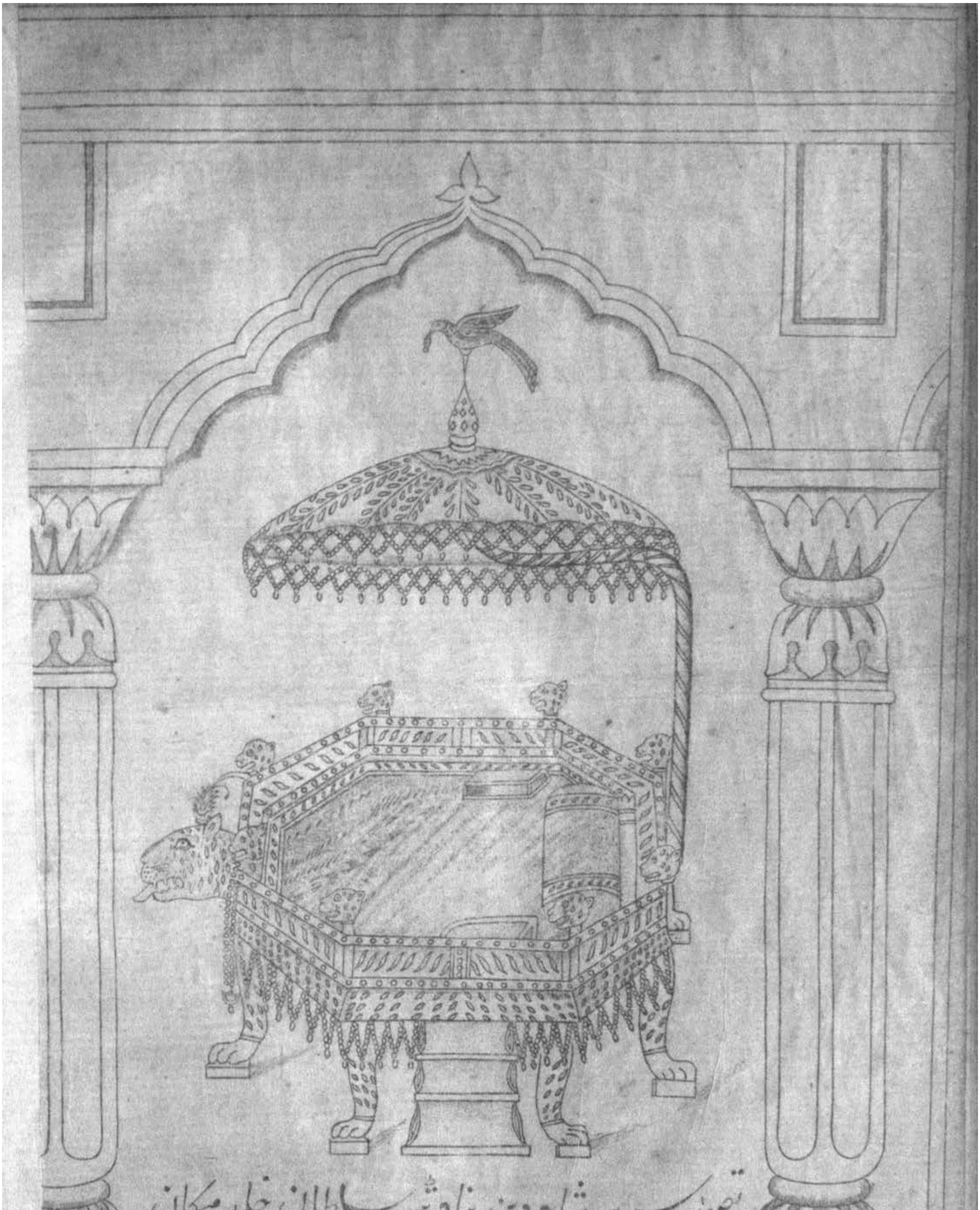
شاہزادہ فیروز شاہ شاہزادہ حلیم الزمان اور تین بیٹیان زندہ و حاضر ہین شاہزادہ محمد سلطان عرف شاہزادہ غلام محمد عالی منشی و والا نہادی اور قدر شناسی وجوادی ؛ نیک نیتی و پاک طینتی ؛ اور محامد اوصاف ؛ و مکارم اخلاق مین ممتاز و شہرۂ آفاق ہی ؛ ہمیشہ حوصلہ بلند اُسکا خیرات اور حسنات مالی اور اوقات گرامی نیکنامی کی دولت باقی اور فرخندہ فرجامی کے گوہر بےبہا کی جستجو مین مصروف ؛ فرزند کلان اُسکا شہزادہ فیروز شاہ جوان رشید پر تمیز ہی. جسمین برگزیدہ سیر شرافت و نجابت کے مجتمع ہوئے ہین اور فضائل کسبی نے اُسکے شمائل ذاتی کو دوبالا کیا ہی اور فضل و ہنر نے جوہر گوہر کو فروغ و ضیا بخشا ؛

شاہزادۂ فرخندہ نہاد غلام محمد کی اہتمام صوری سے دو مسجد رفیع البنا ہی ؛ ایک تو مقام رسا مین نہایت آب و تاب اور بڑی نزہت و لطافت کے ساتھ. جسکی بلندی و رفعت اور تعمیر کی متانت و حصانت و صحن کی وسعت و فضا اس قطعہ سے جو اس خانۂ پاک کے طیار ہونے کی تاریخ پر ناطق ہی ؛ قدرے ظاہر ہوگی

قطعہ

تاریخ بنای مسجد جو در سنہ ۱۲۵۱
ہجری مقام رسا مین بنائی گئی ؛

نام خدا مسجدی پر ز بہا و صفا — قبلۂ اہل سجود کعبۂ اہل قیام
نامش گردون جنابو مش مینو نشان — رضوان ہر بامداد دادہ ز خلدش سلام
گرچہ بنای جدید ہمسر بیت العتیق — نیست دوئی در گذر بیت الله خوانش نام
چست ضرب درش طالب حق را درآ — اینک مروہ صفا زمزم و رکن و مقام



تصویر سریر شاہِ دین پناہ ٹیپو سلطان خلد مکان

سال بنایش ازان گفت مردش اینچنین　　گر نہ دوئی خاست ثانی بیت الحرام

۱۲۰۳
۲
۱۲۰۱

اور دوسری مسجد ناف شہر دارالامارہ کلکتے مین ایسے مقام نضارت و لطافت آگین اور موضع فرحت و نشاط قرین پر جسکے دکھن طرف ایک سبزہ زار وسیع الفضاء نزہتگاہ دلکشاہی جو طراوت و نفاست سے ہوا کے تندرستی و آسایش کا آرامگاہ اور اس شہر خجستہ بنیاد کے متمولون اور امیرون کے لیئے صبح و شام کا رمناہی، چنانچہ یہ قطعہ اُس مکان میمنت بنیان کے بہت سے محاسن مین سے کچھ بیان کرتاہی،

قطعہ

تاریخ بنای مسجد جسکی تعمیر نے شہر کلکتہ مقام دھرم تلے مین در سنہ ۱۲۵۸ ہجری اتمام پایا،

ابن سلطان ٹیپوی مغفور　　ہم محمد بنام و ہم بہ ثنا
نہ محمد کہ بندہ اش از دل　　پیرو دین او بصدق و صفا
کردہ تعمیر این نشیمن پاک　　بہر ذکر و نماز و ورد و دعا
ہمچو سبع شداد محکم بام　　ہمچو ذات العماد خرم جا
در تمتع چو کعبۂ اسلام　　در ترفع چو مسجد اقصا
خویشی چون بمسجد اقصا داشت　　دوئی اندر میانہ ناپیدا
گفت روح الامین ازان تاریخ　　بہر اتمام او بہ طرز دعا

عمرک الله مسجد الاقصی   برسول حق و باهال عبا

سنـــــــــــــــــــــــــه هجری

۱۲۵۸

فی الواقع ابتک دار الاماره کلکتے مین اس خوبی و خوش اسلوبی کی مسجد نهین بنی ؛ اور اُس شاهزادهٔ عالی همت نے بهت سی جایداد واسطے اخراجات مسجد وکے اور ایک باغ وسیع مع تالاب و گهاٹ سنگین کو غریبان کے لیے وقف کیا هی

اور اُس شرف رتبهٔ سروری کی اپنے معنوی سے کتاب فارسی کارنامه حیدری هی ؛ جسکا لقب تاریخی تواریخ گزیده ۱۲۶۳ ؛ اور جسنے اُسکی کمال جهد و اهتمام و جرح و تعدیل سے زیور اختتام و در سنه ۱۲۶۳ هجری پیرایه انطباع پهنا ؛ اور یهه کتاب هندی حملات حیدری جسے اُسکے سلیقه درست و فطرت بلند نے آراسته و پیراسته کیا هی ؛

ترجمه جلد ثانی کے بارهوین رسالے کا

مارکوئس ویلزلی کے رسالون مین سے ؛

ارل اف مارننگٹن کی طرف سے ؛ لفطننط جنریل هارس ؛
کرنیل ارثر ویلزلی ؛ انرئیبل هنری ویلزلی ؛
لفطننط کرنیل ولیم کرکپاٹرک لفطننط کرنیل باری کلوز
کو جو امور میسور کے انتظام و بند وبست پر امین تھے ؛

صاحبان رحیم دل کریم نهاد

یهه سند جو اس نامے کے ساتھ جاتی هی نهین اُن حالات سے جنکا اختیار همنے

تم کفایت شعاروں کو دینا مصلحت سمجھا ہی مطلع کریگی، چونکہ میسور کے
امور وابستہ نظم و نسق اب سے آسان و سہل نظر آتے ہین کہ بغیر حاضر رہے
مخلص کے سرِ رنگپٹن مین سر انجام پانا اُنکا ممکن ہی، اس لیئے مین نے مدراس
مین اقامت کا قصد کیا ہی، جو تین شخص امینان مذکور سے کہ بر وقت پہنچنے اس
نامے کے سرِ رنگپٹن مین حاضر رہے، چاہیئے کہ زینت انجام کرنے مین ان
امور کے جو سند مین مذکور ہوئے ہین آمادہ ہو جاے اور احکام مرقومہ کو بجا لاے،
جب سرداران ہمعہد مین ملک کا بٹوارا ہونے لگے اسمین حصہ مرہٹون کا باقی
رکھنا البتہ ضرور ہی، اور خاندان سے راجہ میسور کے ایک وارث کا
راج پاٹ پر بٹھانا میرے نزدیک امر اہم جسکے لیئے مین نئے بند و بست کی
بنا ڈالتا ہون، دو دن کے عرصے مین اس امر مہم کی شرطین ٹھہرا اور درست
کر کے تمہارے پاس بھیج دونگا، اس پیش آیندہ دو کامون مین تاخیر و تساہل
مطلقاً جائز نہ سمجھ چاہیئے تاوہ نظم و نسق جو منظور نظر ہی بخوبی انجام ہو، اُن
دونون سے پہلا کام جلیل القدر عہدہ دارون کی دلجوئی و خاطرداری اور رکنے
حصار کے قلعہ دارون کی استمالت و رضا جوئی ہی جو مسلمان ہین، اور
دوسرا کام سلطان مرحوم کے اہل و عیال کو ملک میسور سے نہایت دلاسائی
اور خاطرداری کے ساتھ روانہ کرنا، امر اوّل کے باب مین ہمنے سٹر ہنری
ویلزلی کی خدمت مین میر عالم کے نام کا خط اور نقل نظام الدولہ کے مکتوب کی
جو راقم سطور کے نام پر ہی بھیج دیا ہی، اور مجھے اعتماد ہی کہ تم صاحب لوگ
اُسکے وسیلے سے نواب میر قمر الدین خان کی رضا جوئی مین اچھی طرح سرگرم
ہو سکتے ہو، اور رہنا اُسکا سرِ رنگپٹن کے درمیان اس جہت سے کہ اُسکی
عزت و آبرو لوگون کے دلون مین ثابت ہی، وہان کے مسلمانون کے ملالینے

مین بغایت مفید ہوگا، مین چاہتا ہون کہ تم لوگ بہت ہی جلد اُسے اسیر لاؤ کہ
وہ گرم کندہ بکو چلا جاوے، اور دوسرے سرداران اہل اسلام کے ساتھ ایسے
قول و قرار پیش کرو کہ اُنکے دلون مین نئے بندوبست کا ذرا بھی خوف و کھٹکا
نرہے، اور پھر مقدور کامون کے انتظام مین سراس امر کا لحاظ رکھیو کہ بھاری
اخراجات سرکار کمپنی کے خزانے سے متعلق نہو جائین، اور سلطان کے سارے
سردارون کا وظیفہ بھی فقط کمپنی بہادر کے ذمّے مقرّر نہو بلکہ سب امیران
متفق اور راجہ میسور پر تقسیم کیا جاوے اور سلطان مرحوم کے اُن سردارون
کے واپس ماندگون کو جو اس لڑائی مین مارے گئے بھی مناسب وظیفہ مقرّر
کیا چاہیئے، قلعدارون مین سے جن لوگون نے اپنا اپنا حصار حوالے کر دیا اور
وے جو ابتک اپنے خاص قلعون پر قابض ہین اُن سبکی اپریل و مے مہینے کی
باقی تنخواہین البتہ کمپنی کی سرکار سے دی جائینگی بلکہ جتنے دنون وے اُن
حصارون کی نگہبانی و خبرداری پر تعینات رہینگے مہینا پائینگے، اور مناسب ہی
کہ تم پہلے کام کے انجام دینے کے بعد، دوسرے کام مین کہ سلطان مرحوم کے
اہل خاندان کا روانہ اور اُنکا اسباب ولوازمہ سفر کا طیّار کرنا ہی بدل متوجہ
ہو کر اُن مراتب کو جو اس مادّے مین لازم و ناگزیر ہین بجا لائیو، مین اس مہم
دردانگیز کے سپرد کرنے کے لیئے جسکے بن انجام کئے دلجمعی متصوّر نہین کمپنی
کے کارپردازون کے درمیان کسی کو ایسا سر اوار جو اس بھاری کام کی
شرطین بجا لاسکے نہین دیکھتا، سواے کرنیل ویلزلی کے، اسواسطے بالکل اِن
ضروری کامون کا اختیار اُسکے ذمّے کرتا ہون، کرنیل مذکور حصار ویلور کی
قلعداری پر جو عنقریب سلطان مرحوم کے لواحق و توابع کے رہنے کی جگہہ ہوگی
مامور ہوا، اور اِن لوگون کے ماہواری وظیفون کا پہنچانا اور ویلور مین اُنکے

لیے ہر طرح کی ضروری چیزون کا تیار کرنا بھی اسی کرنیل کے ذمے ہی، اور یہہ بھی مین چاہتا ہون کہ اُنکے واسطے معقول وظیفہ عالی ہمتون کے حوصلے کے لایق مقرر کرون، تم صاحبون کو بھی ضرور ہی کہ ہر ایک شاہزادے کی وجہ گذران اور زنانہ اخراجات کے لیے تجویز کرو کہ کسقدر روپیہ کفایت کرینگے، مگر اس امر مین یہہ شرط ہی کہ کل اہال خاندان کے وظیفے کے لیے مبلغ زر سالیانہ تین لاکھ یا نہایت درجے کو چار لاکھ ہون سے زیادہ نہون، سلطان کے فرزندون کو اجازت ہی کہ اپنے اپنے خاص ملازم ساتھ لانے کے واسطے اختیار کرین اس شرط سے کہ اُنکی ایسی کثرت نہو جسّے سلطان مرحوم کے ہوا خواہون کا جنھا طیّار ہونے کا گمان ہو، اور بہتر تو یہہ ہی کہ علی رضا خان جو کمپنی کے ایک خیر خواہون اور شاہزادون کے غمخوارون مین سے ہی ساتھ کر دیا جاے، دو وہان سلطان کے ہر ایک گھر کی بیگمات اور اُنکے فرزند جسقدر جلد تر کہ امکان ہی شاہزادون کے ساتھ کر دیئے جائین، کرنیل ویلزلی میری طرف سے بخوبی اُنکے ذہن نشین کریگا کہ کسدرجے مجھے پاسداری اور اعانت اُنکی منظور رہی، اور شاہزادون کے نام کا فارسی خط* جو ملفوف ہی اُنھین پہنچا دیگا، اور لفطننط جنرل ہارس امور مذکور کے بالفعل کے ہرج مرج مین جو جو مشکل پیش آیگی اُسکی آسانی کے لیے ہر طرح کی سعی و کوشش مین کوتاہی نہ کریگا،

یہہ ترجمہ اُس خط کا ہی جو گورنر جنرل لارڈ مارننگطن بہادر نے شاہزادون کے خدمت مین لکھا تھا،

* صاحب نہایت شفیق را استظہار اخلاص کیشون کے سلامت

چون اندرون نواح ویلور مین جو اُس مہربان کی جاے سکونت تجویز ہوئی ہی

خیریت و آسایش کے ساتھہ اُس مہربان کے پہنچنے کی خوشخبری سے دل اخلاص منزل کو نشاط و خرّمی حاصل ہوئی ؛ اب یہہ بات خاطر مین گذری کہ اِسی عرصے مین پھر محبّت نامے کے وسیلے دوستی و ارتباط کے کتنے مراتب کے لکھنے سے اُس مہربان کی تسلّی کرے ؛ آپ بیشک بخوبی خاطر جمع رکھیئے کہ مخلص ہمیشہ رضا جوئی اور نیک اندیشی کے آثار ظاہر کرنے مین مائل و مشغول رہیگا اور منظور سب طرح سے یہہ تھا کہ حتی الامکان اقامت کا مکان تنگ و کلفت نہ پہونچنا لیکن اِس بند و بست و انتظام کے لئے حکم بھی ایسا ہی دیا تھا کہ جستجو و تکاپو مین کسی عنوان سے غفلت نہونے پاوے ؛ چونکہ کارگزاران سرکار کنپنی انگریز بہادر کی نیّتین ہمیشہ اُس مہربان کے آرام و آسایش سے زندگانی کرنے پر متوجہ رہینگی ؛ اور لفطننط کرنیل ڈفطن بہادر بھی مدام ہر نوع سے حق مین اُس مہربان کے حسن سلوک کے لوازم خدمتگزاری بجا لاویگا ؛ اِس تقدیر مین اُمید قوی ہی کہ وہان کسی قسم کا تصدیعہ و ملال اُس مہربان کو نہوگا ؛ اور آپ کی خوشی و راحت بلا تکلف خاطر دوستی مظاہر کی خوشی کا باعث ہوگی اور مخلص کو یقین ہی کہ اُس مہربان کے اطوار و اوصاف حمیدہ کی ایسی کشش ہوگی کہ مجھے بیش از بیش طریقۂ اُلفت و ارتباط کے آداب پیش کرنے پڑینگے اور خاص کر یہہ امر دل محبت گزین کی رضامندی کا باعث پڑیگا کہ آپ بے تکلفانہ صاف دلی کی راہ سے کرنیل موصوف کے پاس دلی اور مخفی باتون کے بیان کرنے مین ازحد اعتماد و اعتبار کو دل مین جگہہ دیجیئے اور صاحب موصوف اِس آرزومند کے اشارے کے موافق جو کبھی کبھی اُس مہربان کی خدمت مین کچھہ ظاہر کرے اُسے بگوش رضا سن لیجیئے ؛ اور چشم داشت یہہ ہی کہ جب اِس اخلاص شعار سے کسی امر کا اظہار ضرور ہو تو اُسے آپ صاحب موصوف کی معرفت ظاہر کیجیئے آپ کا خیرخواہ یہہ چاہتا ہی کہ تھوڑے دنون مین کسی صاحب کے ہاتھہ جسپر اپنا اعتماد ہو کچھہ تحفہ بطور اپنی دوستی کی نشانی کے بھیج کر اپنے دل کو مسرور و محفوظ کرے ؛ اُمید کہ ہمیشہ مخلص کو وہان کی خیریتون کا مشتاق سمجھکے مسرت بخش مکتوبونکے لکھنے سے خرم و خوشدل فرماتے رہیئے اور زیادہ کیا لکھے والسلام ؛

(Signed,) MORNINGTON.

مجھے اس امر کے سننے سے بڑا تاسف گذرا کہ سرنگپٹن مسخر
ہو جانے کے بعد، سلطان کا زنانہ محل دفینے و خزینے کی طمع سے تلاش کیا گیا
اور تم لوگون نے کمپنی کے نام و مرتبے کا پاس نکیا، کیا کہون کہ کسقدر
اس بات سے مجھے افسوس ہوا، کاشکے سلطان کے محلسرا کی بیگمات
اس سبب سے حیران و پریشان نہ کی جاتین، ہان ہلے کے ازدحام اور چڑھائی
کی دھوم دھام کے زمانے مین بے اختیار اس وضع کی زیادتیان اکثر وقوع
مین آتی ہین، مین سدا اس حسرت و افسوس سے آہ بھرا کرونگا اگر یہ
زبردستی جنگ و حرب موقوف ہونے کی دیر کے بعد جب تمام و کمال وہ مقام
جسپر جھگڑا تھا ہم پر چھوڑ دیا گیا، اور سبکے سب وضیع و شریف وہان کے
ہمارے مطیع و فرمانبردار ہو چکے سرزد ہوئی ہوگی، اگر زنانہ محل کے نفائس سے
کوئی بیش قیمتی چیز اور کسی رقم کا زیور اس منحوس گھڑی مین ادھر
والون مین سے کسی نے اُٹھالیا ہو تو مجھے کمال اعتماد ہے کہ وہان کا فرمانروا
سپہسالار اس مادے کی جستجو کو اپنی ضروری خدمتون سے جان کر اُن چیزون کے
پھروا دینے مین قرار واقعی کوشش کریگا، بڑی آرزو سے مجھے اُمید یہ ہے کہ
اُس وقت تک کہ وہان سے اُن لوگون کے روانہ ہونے کا دن آئے ہر ایک
شاہزادون اور اُنکی مستوراتون کے مال و متاع کی پاسبانی و چوکی مین بڑی
ہشیاری و خبرداری کی جائے، سلطان مرحوم کے اہل خاندان کو اُنکے مسکن
مقرر مین لیجانے کے لئے تمہین جتنے انگریزی سپاہی درکار ہون ضرور سپہسالار
فرماندہ سے لے لیجیو کہ رستے مین کسی طور کے خوف و خطرے کا کھٹکا نرہے،
لفٹننٹ ڈفطن کے پہنچنے تک بہتر یہ ہے کہ سپاہیون کے عہدہ دارون مین سے
ایک شخص جو اس ملک کی زبانون اور چالون سے خبردار ہو شہزادون

کے ساتھ کر دیا جاے اور صوبہ کنڑ کے نظم و نسق کے باب مین جبتک میرا کوئی حکم پناؤ لازم ہی کہ اُس مین تمھاری طرف سے کچھ دخل و تصرّف نہو، جنرل اسطوارط کو لکھا گیاہی کہ کچھ دنون موافق فرمانے اُس صوبے کے انتظام کے کام کو انجام کرے، اور مین تا وقتیکہ اُسّے حالات اُس نواح کے دریافت نکرلون وہان کے دستور و قانون کے باب مین حکم ناطق دے نہین سکتا، اگلے امینون کو جو برطرف کیئے گئے ہمین میری طرف سے بخوبی اُنکی کارگزاری کی شاباشی دینا اور اِن خدمات کے عوض مین اُنکو میرا سلام و شکر پہنچانا، بنیاد اِن ضابطون کی اِس راے پر رکھی گئی ہی کہ وہانکے فرمانروا سپہسالار کو ملکی حکمون اور دیوانی کامو نمین ہمیشہ اختیار نرہے اور وہ سواے ایک عصا با اعتماد کی وردی کے اپنے پاس نرکھے دل مین ایسا گذرتا ہی کہ کاش تمھاری کچہری سریرنگپٹن سے اُٹھ کے بنگلور کو جاتی تو اُسّے سردست ایک فائدہ نفع رسان ہاتھ لگتا یعنے اُسکے ضمن مین سریرنگپٹن سے غول کے غول مسلمان ساتھ چلے جاتے اِس کام مین نہایت جلد سعی کیا چاہیئے کیونکہ یہہ امر مسور مین ہمارے اطمینان کے واسطے بہت ہی ضرور ہی،

عہدنامہ یا وثیقہ

عہدنامہ جو مندوستانی انریبل کمپنی بہادر اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر اور پیشوا راو پنڈت پردھان بہادر کے درمیان آپس مین ہمقول و متفق ہونے کے استحکام اور سلطان شہید کے ملکون کے بندوبست وانتظام کے اتمام کے لئے لکھا گیا تھا

اِس نظر سے کہ سلطان مرحوم نے بغیر اسکے کہ اُسکے ساتھ امیران ہمعہد کی طرف سے جنگجوئی کے سببون سے کسی طرح کی چھیڑ چھاڑ عمل مین آئی ہو قوم فرانسیس سے ملکر اُنکے سپاہیون کا ایک گروہ انریبل کمپنی انگریز بہادر اور اُسکے خیرخواہون نظام الدولہ بہادر اور پیشوا راو پنڈت پردھان بہادر کے ساتھ حرب وکارزار کی بنیاد قائم کرنے کے عزم پر اپنے لشکر مین منگوایا اور انریبل کمپنی انگریز بہادر اور اُسکے ہواخواہون نے جو اپنی حفاظت و بچاو کے لئے اُن عزیمتون سے جن پر سلطان نے جماعت فرانسیس کو اپنے ساتھ متفق کیا تھا ضامن اور اول دینے کے باب مین بجادرخواستین کین اور سلطان نے اُنکے اقبال سے پہلو تہی کیا پس انریبل کمپنی انگریز بہادر اور نظام الدولہ آصفجاہ نے بیگانی فوجون کے خطرون اور ایسے بیرحم ستمگر دشمنون کے لوٹ وتاراج سے اپنی اپنی خاص حقیت وملکیت یا سرحدون اور ملکون کی پشتی اور حمایت کے واسطے لشکر متفقہ بہ نیت حرب و نبرد روانہ کیا اور چونکہ خواہش ایزدی مین انریبل کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے امیران ہمعہد کی فتحیابی وکامیابی اور اُنکے ہاتھون سلطان مغفور کا قتل اور اُسکی

رعیتون اور متعلقونکا مفاد ہونا مقدر تھا اور چونکہ امیران ہندوستان یہہ چاہتے تھے کہ اِس مکنت و اقتدار جدید کو کہ خدا ے تعالی نے اُنھین عطا کیا تھا گذری لڑائی کے اخراجات کی تلافی مین اور اپنے اپنے ملکون کی رعیتون اور آس پاس کے صوبون کے امن چین کے واسطے کام مین لائین لہذا سلطان مرحوم کے ملکون کے بند و بست کے واسطے انربل کنپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر کے درمیان بالفعل عہد و پیمان باندھا گیا بمعرفت لفطننط جنرل ہارس بادشاہ انگلستان کی فوجون اور انربل کنپنی انگریز بہادر کی اُس فوج کا سپہسالار فرمانروا جو کرناٹک اور ملیبار مین ہین اور انربل کرنیل آرثر ویلزلی اور انربل ہنری ویلزلی اور لفطننٹ کرنیل ولیم کرکپاٹرک اور لفطننٹ کرنیل باری کلوز ریط انربل ریچارڈ ارل اف مارننگٹن گورنر جنرل کی طرف سے اور بمعرفتِ نواب میر عالم بہادر نواب نظام الدولہ بہادر کی جانب سے تاموافق آیندہ شرطون کے کہ تائید ایزدی سے جبتک مہر و ماہ آسمان پر جلوہ گر ہین پایدار و برقرار رہینگی وے اور اُنکی آل اولاد بدل متوجہ رہکر فیمابین اِن باتون کی رعایت کرین

پہلی شرط

چونکہ دستور عدالت مقتضی اس بات کا ہی کہ سرداران ہمعہد اِس عہدنامے کے ذریعے سے اپنے اپنے دلی مطالب کے پورا کرنے یعنے جبر نقصان مین اُن اخراجات کے جو خود اُنہین کی حفاظت و پشتی مین ہوئے ہین اور بھی اپنے خاص ملکون کی قرار واقعی نگہبانی مین کہ آگے کو اعدا سے بے کھٹکے رہین ضرور کوشش کرین اسیواسطے اِس بات پر اتفاق کیا گیا ہی کہ فرد الف کی مندرج کی ہوئی سرزمین جسکی تفصیل ذیل مین اِس عہدنامے کے ہی

سلطان مرحوم کے ملکون کی اُن شاہراہون معیت کہ کمپنی انگریز بہادر یا اُسکے
ہوا خواہون باخراج گزاردون کے اُن محالون اور سرکارون سے ملی ہوئی ہین جو
درمیان پائین گھاٹون کے پورب پچھم کے دونون ساحلون پر ہین یا اُن قلعونسے
جو اُن راہونکے آس پاس ہین سرکار انگریز بہادر کے دخل مین رہیگی اور کمپنی
انگریز بہادر اِسی سرزمین کے خراج سے نواب حیدر علی خان مغفور کے
خاندان اور سلطان مرحوم کے بالکل متعلقون اور لواحقون کی بخوبی گذران و
پرورش کے لئے معقول خرچ جو دو لاکھ اسٹار ہون سے کم نہوگا (اور
بہ حساب کے روپے دو لاکھ چالیس ہزار کانٹریہ ہون ہوتا ہی، جو سات
لاکھ بیس ہزار روپی کے برابر ہی اور قیمت ایک کانٹریہ ہون کی تین
روپی) مقرر کرنے اور اُسکا بار اپنے ذمے لینے کا اقرار کرتی ہی، چنانچہ
فرد آمین جو سرزمین مذکور ہوئی ہی اُسکا خراج سنہ ۱۷۹۲ مین سلطان کے
تعین کے موافق، سات لاکھ چھتر ہزار ایک سو ستر کانٹریہ ہون ہی، اُسمین سے
بعد منہا کرنے دودمان حیدر علی خان اور سلطان مغفور کی مد خرچ کے کمپنی بہادر
کے حصے مین پانچ لاکھ سینتیس ہزار ایک سی کانٹریہ ہون باقی رہتا ہی،

دوسری شرط

موافق پہلی شرط کے فرد ب کی لکھی ہوئی سرزمین نواب نظام الدولہ بہادر
کے عمل دخل مین اور ہمیشہ اُسکے ملکون کے مضاف رہیگی، اور نواب
ممدوح اِس سرزمین کے خراج سے میر قمرالدین خان بہادر اور اُسکے اہل
و عیال اور متعلقون کی وجہ گذران کے خرچ دینے کا کفیل ہوا ہی، اور اِس
مطلب کی تکمیل کے لئے اُسکے واسطے گرم کنڈے مین ایک جاگیر خاص جسکی
سالیانہ آمدنی دو لاکھ دس ہزار روپی یا ستر ہزار کنٹریہ ہون ہو الگ کردیگا،

اور یہہ بھی اُسکا عہد ہی کہ وہ سواے اس جاگیر کے خان مذکور کے نام پر ایک محال بھی اُن سپاہیون کی تنخواہ کے لیئے جو سرکار نواب موصوف کی ملازمت کے واسطے جمعیت معقول میر قمرالدین خان بہادر کی سرداری مین نگاہ رکھی جائیگی مقرر کریگا اور چونکہ زر خراج اُس سرزمین کا جو فرد ب مین مرقوم ہی سنہ ۱۷۹۲ مین سلطان مرحوم کی تعین کے موافق چھہ لاکھ سات ہزار تین سو بتیس ہی اِس صورت مین میر قمرالدین خان کی خاص جاگیر کے وضع کرنے کے بعد نواب نظام الدولہ بہادر کے حصے مین پانچ لاکھ سنتیس ہزار تین سی بتیس کنتریہ ہون باقی رہیگا

تیسری شرط

کافۂ انام کی رفاہ و آرام اور امیران ہمعہد کے بندوبست کے دوام کی نظر سے یہہ نیک صلاح ٹھہری ہی کہ سرنگپٹن کا قلعہ کمپنی بہادر پر چھوڑ دیا جاے اور اِس بات پر اتفاق ہوا ہی کہ وہ قلعہ مع جزیرہ اور اُس قطعہ زمین کے جو اُسکے پچھم ہی اور مغرب کی طرف محدود ہی اُس ندی سے کہ میسور نالے کے نام سے مشہور ہی اور جنگل گھاٹ کے قریب کاویری ندی سے جاملی ہی کمپنی موصوف کے حصے والی سرزمین کے منضاف کیا جائیگا اور ہمیشہ کے واسطے تمامتر اُسی کے عمل دخل مین رہیگا

چوتھی شرط

یہہ ہی کہ میسور مین بالتخصیص ایک علحدہ حاکم مقرر کیا جائیگا یعنے کشتنہ راجہ اودیاور بہادر میسور کا مہاراجا کہ یہان کے قدیم راجاؤن کی اولاد سے ہی اُس سرزمین کا متصرف و مالک رہیگا جو تحدید کی گئی ہی اُن شرطون پر کہ عنقریب اُن کا ذکر کیا جائیگا

پانچوین شرط

امیران ہمداستان باہمدیگر متفق ہوئے ہین کہ یشک فردج کی لکھی ہوئی سرزمین جو اس عہدنامے کے ذیل مین مرقوم ہی مہاراجہ ممدوح کو اُن شرطون پر کہ مذکور ہونگی چھوڑ دی جائیگی،

چھٹھی شرط

کمپنی انگریز بہادر کو اس بات کا اختیار حاصل رہیگا کہ وہ اُس مبلغ کو جو موافق شرط اول اِس عہدنامے کے نواب حیدر علی خان اور سلطان مرحوم کے اہل خاندان کا وظیفہ مقرر ہوا ہی جب کبھی چاہے در صورت سرزد ہونے انواع و اقسام واردات کے مثلاً اِس خاندان مین سے کسی رکن کے فوت ہونے یا کسی طرح بغاوت اختیار کرنے یا سرداران ہمعہد کی ریاست و حشمت پر ہاتھہ یا اُنکے اور راجہ میسور کے ملکون کے درمیان امن چین کے مقدمے مین کچھ خلل اور فساد ڈالنے کے زمانے مین جیسا بہتر جانے عمل مین لاے خواہ اُسے کسی خاص وقت پر منحصر کرے یعنے کچھ مقرر کیئے ہوئے ایام تک روک رکھے خواہ یک قلم بند کر دے یا کچھ اُسمین تخفیف کرے،

ساتوین شرط

پیشوا راو پنڈت پردھان بہادر ضرور اِس عہد و پیمان مین شریک کیا جائیگا، ہرچند وہ اِس حرب و قتال کے ایام کے درمیان نہ اُسکے ضروری خرچون اور کوششون مین سرداران ہمداستان کے شامل تھا اور نہ اب کسی وجہ سے فتح کی غنیمتون اور منفعتون مین خواہی نخواہی فریقین مشارک یعنے کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ کے ساتھہ حصہ دار ہونے کا مستحق ہی، باایں ہمہ چونکہ فیمابین پیشوا بہادر اور کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر اور مہاراجہ

میسور کشتنہ راجہ بہادر کے حق دوستی ثابت ہی اس رعایت سے راین
اس بات پر قرار پائی ہمین کر وہ خاص سرحد جسکی تفصیل فرد ڈ اور ذیل مین
اس عہد نامے کے مرقوم ہی اُسکے تصرف مین دینے کے لیے باقی رکھی جاویگی
تا در وبست پیشوا بہادر کی مالکیت اور اُسکے ممالک کے داخل رہے اس
طور پر کہ گویا پیشوا بھی اس عہد نامے کے ہمعہد استانون مین ایک رکن تھا
مگر اس شرط پر کہ پیشوا مذکور سراسر اس عہد نامے کو اُس دن سے ایک
مہینے کے اندر جسمین امیران ہم آہنگ دستور کے موافق اس عہد نامے
کی اطلاع کرینگے منظور کرے، اور بھی اُن امور مین کہ ابھی نواب اور پیشوا
کے درمیان شک وشبہے مین ملتوی ہمین، اور بھی اُن باتون مین جنکی خبر کمپنی
انگریز بہادر کی طرف سے گورنر جنریل انگریزی رزیڈنٹ کی معرفت پونا مین
اُسکے پاس بھیج دیگا، کمپنی اور نواب موصوف کی دلجمعی اور اطمینان کردے،

آٹھوین شرط

اگر پیشوا موصوف امیران ہمعہد کی امید دوستانہ کے برعکس اس عہد نامے
کے منظور کرنے یا اُن باتون کے خاطر نشان کر دینے سے جنکا ساتوین شرط
مین اشارہ ہوا ہی پہلو تہی کرے تو اس تقدیر پر وہ سرزمین کہ اُسے پہلے اسکے
لیے مقرر کی گئی ہی کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے شرکت
اور مالکیت مین رہیگی اور اب بلے اُس سرزمین کو چاہین راجہ میسور کے
ساتھ اُسکے اُس محال وصوبے سے جو اُنکے خاص ملکون کے نزدیک ہی مبادلہ
یا معاوضہ کرین خواہ کسی اور طور سے اُسکا بندوبست جیسا بہتر سمجھین ٹھہرائین،

نوین شرط

مہاراجہ میسور کشتنہ بہادر کو یہان کے تخت سلطنت پر بٹھلانے کے واسطے

بہت بہتر پسند ہوئی ہی کہ کمکی فوجون کی ایک معقول جمعیت سے اُسکی
پشتی وحمایت کی جاے، اور اسپر اتفاق کیا گیاہی کہ یے فوجین کمپنی انگریز
بہادر کے ذریعے سے موافق اُس جداگانہ قول قرار کے جو عنقریب کمپنی انگریز
بہادر اور مہاراجہ مذکور مین ہوگا مقرر کی جاینگی،

دسوین شرط

یہہ عہد وپیمان دس شرطون پر مشتمل آج کے دن کہ جون مہینے کی بائیسوین
سنہ ١٧٩٩ اور محرم کی سترھوین سنہ ١٢١٤ ہی رایٹ انربل ارل اف
مارننگٹن گورنر جنریل بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے نام پر دوبرو ایک
طرف کے وکلا لفٹننٹ جنریل جارج ہارس، انربل کرنیل ارثر ویلزلی،
انربل ہنری ویلزلی، لفٹننٹ کرنیل ولیم کرکپاطرک، لفٹننٹ کرنیل باری کلوز،
اور دوسری جانب کے وکیل میر عالم بہادر کے، منعقد ہوا، طرفین کے وکیلون
نے اس عہدنامے کی ایک ایک نقل پر اپنی اپنی مہر ودستخط کر ایک
دوسرے کے حوالے کر کے اسکا اقرار کیا کہ یہہ عہدنامہ آج سے ایک
اتھوارے کے درمیان گورنر جنریل کے دستخط ومہر سے اور پچیس دن مین
نواب نظام الدولہ کے دستخط ومہر سے بیشک مزین ومستحکم ہو جائیگا،

مہر نواب نظام الدولہ کی

نواب نظام الدولہ نے حیدرآباد مین مہر ودستخط کیا، سنہ ١٧٩٩ کی تیرھوین
جولائی کو، رایٹ انربل گورنر جنریل بہادر نے سنط جارج نام قلعے مین مہر ودستخط
کیا، سنہ مذکور کی چھبیسوین جون کو،

AN ACCOUNT OF THE MUTINY AT VELORE

IN THE YEAR 1806,

BY J. DEAN, ESQ. M. D.

TRANSLATED FROM THE UNITED SERVICE JOURNAL AND NAVAL AND MILITARY MAGAZINE.

PART II.

1841.

بیان اُس شورش اور قتل عام کا جو ویلور کے قلعے مین سنہ ۱۸۰۶ کی دسوین جولائی کو واقع ہوا، مسٹر جونس سرجیٹن اور مسٹر ج ڈین معین سرجیٹن کی روایت سے جو دونون اِس واقعۂ شوم کی ابتدا سے انتہا تک وہان موجود تھے،

اُسدن قلعے کا پاسبان سپاہیونکا سرغنہ کرنیل مسٹر جان فنکورٹ تھا، اور نگہبان سپاہی وہان چار کمپنی بادشاہی اُنہترھوین رجمنٹ کی، چھہ کمپنی ہندوستانی پیادونکی پہلی رجمنٹ سے، دوسرا رسالہ ہندوستانی پیادون کی تئیسوین رجمنٹ کا، ایک غول فرنگستانی گولندازونکا، بالکل ہندوستانی سپاہی ڈیڑھ ہزار تھے، سنہ مذکور کی دسوین جولائی کے پہلے اِس واقعے کا کچھ بھی خیال اور بدگمانی نتھی، مین کرنیل ماکراس کے ساتھہ گذشتہ رات کھانا کھاکر قواعد کے میدان ہو کے جاتا تھا کہ قلعے کے اندر والی دولتسرا مین غلغلہ عیش و نشاط کا معلوم ہوا شہزادون کے محل مین روشنی کی کثرت تھی، ساز و سرود کی آواز سے جشن و انبساط کا سماں بندھا تھا، مگر کچھ شر و فساد واقع ہونے کا ہرگز گمان نہ تھا، شبکو مین بندوقون کی شلک سے چونک پڑا، کھڑکی سے نگاہ کیا تو دیکھا کہ کتنے آدمی دوڑے چلے جاتے ہین، بعد تھوڑی دیر کے میرے رسالے کے دو نوجوان عہدہ دار نے مجھے آکر کہا کہ

اُنہترھوین رجمنٹ کے فرنگستانی سپاہیون نے باہر نکل کر باغی سپاہیون پر بندوقین
مارنی شروع کی ہین ' مین نے کہا کہ مین اِسی دم کپڑا پہنکر تمہارے ساتھ
سپاہیون کے بارک مین چلتا ہون پر وے نہ ٹھہرے اپنے اپنے گھر کو چلے گئے '
بعد اسکے مین موزہ پہن رہا تھا کہ پہلی رجمنٹ کے لفٹنٹ کٹکلیف نے آکر کہا
کہ میرے بازو پر ایک گولی لگی ہی ' مین اُسکو اپنے ہمراہ لیکر مسٹر جونس
جراح کے گھر گیا اور اُسکا زخم دکھلایا ' الغرض اُس مجروح کا زخم بند ہوا ہم
ہندوستانی پیدلون کی پہلی رجمنٹ کے دستۂ اول کے اجیٹن کے گھر گئے '
اور وہان ہندوستانی پاسبانون کے ہتھیار لیکر کل نو آدمی لڑنے کے لئے
طیار ہوئے ' اِس اثنا مین قلعے کی ہر ایک اتنگ سے بندوق کی باڑ کی آوازین
آنے اور گولیان چارون طرف سے برسنے لگین اس گھر کے صدر رستے پر
ہمنے کئی آدمیون کے تگ و دو کرنے کی آواز سنا تب باہر نکلتے وقت آدھا
دروازہ کھلا رہنے دیا جائے کہ اگر کوئی اندر آنے کا ارادہ کرے تو دکھلائی
دے ' اب اُن متمردون کا ایک جتھا جن مین تخمیناً بیس آدمی ہونگے گلی سے
نکل کر صدر برآمدے مین گھس آئے اور اُنھین جو گولی کے گھائل اور کشتہ
تھے بھی اپنے ساتھ لیتے گئے ' پھر اُنکا کچھ نشان ظاہر نہوا ' ہم لوگون نے یہ
خیال کیا کہ مسٹر جونس کا گھر چون بارک کے متصل ہی ان بلاؤن سے
بہت محفوظ ہی ' ایک لحظہ بہی شش و پنج رہا کہ اب کسی طرح ہم بارک
مین داخل ہو جائین پر اِس جہت سے کہ وے بغاوت شعار سپاہی گھر کے
گرد بگرد محیط تھے وہ تدبیر پیش رفت نہوئی یہانتک کہ رات آخر ہوئی اور
صبح کو یہ آہٹ آتی تھی کہ بہت سے سپاہی ہمارے گھر کے پیچھے اِدھر اُدھر
گھومتے اور اندر آنے کی راہ ڈھونڈھتے ہین لیکن اُنسے کچھ نہ بن پڑا ' آخر الام

جوق جوق باغیون نے ہمارے گھر کی پچھواڑے کے باہر والے گھرون کی دیوار پر چڑھ گئے اور بندوق سر کرنے لگے، ہم دروازے کے بچاو مین مصروف ہوئے، جب وے قریب آئے تو ہم برامدے کی جانب گئے اور گولی کی جگہہ بندوق کا کندا لے نے اُنکے مدافعے مین سر گرم ہوئے اُنکی طرف سے ہم پر گولیون کی بوچھاڑ تھی، مین ایک ضرب کھاکر گر پڑا، اس بیچ مین اٹھترھوین رجمنٹ کے آدمیون نے بندوق کی آواز سن بارک کی کھڑکی جو ہماری جانب تھی کھول کر ہم کو بارک مین داخل ہونے کے لئے آواز دی، باغی لوگ یہہ حال معلوم کرتے ہی ہمارے پیچھے دوڑ پڑے یہہ خیریت یہہ گذری کہ ہم اُنکی بندوقون کی مار سے بہ سبب اُن گولیون کے کہ اٹھترھوین رجمنٹ کے جوان ہمارے بچانے کو اُن پر مارتے تھے بچکر اُس گھائل حمیت کھڑکی کی راہ سے بارک مین داخل ہوگئے، اب اِن متمردون نے تین ضرب توپ سلاح خانے سے لا قدیم بارک کے اُوپر لگا اٹھترھوین رجمنٹ کے بارک پر کہ اِن دونون کے درمیان ایک چھوٹا سا میدان تھا حالی الاتصال گولیون کی بوچھاڑ مچادی، گولیان بارک کے دریچون سے اندر آتی تھین، جھنڈا ابھی ٹیپو سلطان کا استادہ تھا، اور گروہ گروہ بے سرکش سپاہی عہدہ دارون کے مکانون پر آتے جاتے دکھائی دیتے تھے اسلئے کہ اُنھین اِس درمیان سے نکال باہر کرین، اب دو منصبدار نظر آئے کہ وے باغی لوگ قیدیون کی طرح اُنھین قلعے کی جانب لئے جاتے تھے اور قلعہ بھی سر تا سر اُن باغیون کے دخل مین آگیا، الغرض بارک کے درمیان عجب طرح کی ہلچل مچ رہی تھی، بارک کے سپاہی مجبور ہوتے ہی اِس بات پر مستعد ہوئے کہ جبراً بارک کے دروازے کی راہ اپنے قبضے مین کرلین، لیکن چونکہ توپین اُسکے قریب ہی لگی تھین کتنے اُنمین سے گولون

سے اُڑ گئے، آخر کو سپاہیون نے بارک کے دروازے کا رستا بند کر دیا،
پھر بھی بارک کی کھڑکیون کی جانب سے پیہم گولیان برس رہی
تھین اور ہم لوگون کو ایک دم لینے کے واسطے کوئی اور پناہ کی جگہ
سوا بارک کے پیلپایون کی اوٹ کے نہ تھی، ایسے مین کپتان مکلاکلن نے
فرصت کا وقت دیکھہ بالکل حربی اسباب و ہتھیار جمع کرنے کو فرمایا اور یہہ
کہا کہ جسکو چلنے کی طاقت ہو وہ یہان سے قلعے کی دیوار کے پاس کی
کھڑکیون کے رستے باہر چل کھڑا ہو، چنانچہ اُن دریچون کے رستے دو دو آدمی نکلے،
اور بھروسا یہہ تھا کہ ہم حریف کی مار سے عیالدار سپاہیون کے گھرونکی آڑ مین
بچکر نکل جائینگے اور یہہ بھی اس نکلنے کا بڑا سبب تھا کہ ہم چھوٹے ذخیرہ خانے کے
پاس جا کر مقام کرینگے چنانچہ کپتان مکلاکلن بھی سپاہیون کے ساتھہ اُنہین
دریچون سے نکلا، مین اور سطرجوس دونون، سپاہیون کی ٹوپی پہن
بندوق ہاتھہ مین لے سپاہیون کے ہمراہ معہ اُس رفیق مجروح کے باہر آئے،
قصہ کوتاہ جو لوگ اُن گھرون کی پناہ مین جاتے تھے اُنمین سے کئی آدمی زخمی
ہوئے، اور جتنا ہم قلعے کی دیوار کے نزدیک ہوتے اتنا ہی گولیون کے
زیادہ نشانے بنتے، بہرصورت اُس ذخیرہ خانے تک پہنچ کے کیا دیکھتے ہین کہ
اُسکا دروازہ کھلا ہی معلوم ہوا کہ اعدا وہان کی گولیان لیگئے ہین فقط گولیون
کے خالی لفافے ہمکو ملے، تب ہم حصار پر چڑھے، کپتان مکلاکلن نے حکم دیا کہ تم
اُس گمٹی مین (جو قریب ہی تھی) جا کر ٹھہرو، جبتک اور سپاہی بھی پہنچ جائین،
لگ بھگ اُسی گمٹی کے جسمین ہم تھے ہندؤن کا ایک دیول تھا جسپر
باغی لوگ مجتمع تھے، قرب کے سبب بیطرح اُنھون نے ہم پر گولیان
برسائین، سامھنے ہم لوگون کے ایک برج تھا جہان صبح شام کی توپ سر ہوا کرتی تھی

اُس برج پر بھی باغیون کی ایک بڑی فوج متسلّط تھی، کپطان مکلاکلن نے اُسیدم بہت سے سپاہیونکو جو آکر جمے تھے آگے بڑھنے کو حکم کیا اور آپ بھی اُن سپاہیون کے آگے آگے چلا جاتا تھا کہ ران مین ایک زخم کاری لگنے کے سبب گر پڑا، ساتھ ہی اسکے کپطان بارو جو قلعے کی دیوار پاس اپنے گھروالون سمیت سکونت رکھتا تھا ہمارے سپاہیون کی جماعت مین آملا، اب جھٹ پٹ ہم لوگون نے وہ برج لے لیا، اس تگ و تاز مین دونون طرف سے کئی آدمی مارے پڑے، آخرکار متمرّدون نے وہ مکان چھوڑ دیا، تب کپطان بارو اور اُسکے ساتھ والے دروازے کی جانب چلے، پھر اُس دیول سے لگاتار ہمپر گولیون کی بارش رہی، جب ہم بخشی خانے کی طرف گذرے، تو معلوم ہوا کہ اُسے باغیون نے لوٹ لیا ہی اور روپیے کے توڑے حصار کے نزدیک رکھا، بعضے سپاہی اُنہترھوین رجمنط کے جو حصار سے اُس طرف جاتے تھے مارے گئے، اُدھر صدر برامدے مین جو سپاہی تھے وے پکار پکار گولیان مانگ رہے تھے مین نے کہا آر کاٹ کے روپیے گولی کی جگہہ استعمال مین لاؤ، جب اِن مکانون کی محافظت سے فراغت ہوئی تو ہم دروازے کے رستے کی جانب چلے، اُدھر اُن بہادرون نے کہ وے ہم سے پہلے ہی یہان پہنچ گئے تھے باغیون کو اُنکے مقام سے ہٹا دیا جہان ایک توڑا روپیونکا جسے وے باغی بخشی خانے سے بھاگتے وقت چھوڑ گئے تھے ہاتھ لگا، جس پر بعضے سپاہیون اور عہدہ دارون کا جی للچایا بلکہ بعضون نے حصار پر سے بھی اُترنے کا قصد کیا، کپطان بارو نے یہ طور دیکھکر پاسبانون کو اُن پر تعینات کر حکم دیا کہ جو شخص پہلے اپنی جگہہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ کرے اُسکو گولی مارین، جس وقت ہم دروازے کی راہ پر تھے عجیب مصیبت جانسوز دیکھنے مین

آئی کہ اعدا کی ایک بڑی فوج آ کے بیمار خانے سے تخمیناً پندرہ آدمی
فرنگستانیون کو پکڑ کر صدر دولتخانے تک لیگئی اور اِن بچارون کو اُن
بیرحمون نے شلک مار مار قتل کیا، سلاح خانے سے اُن گمراہون نے
دو توپ دروازے کی بھیتر والی راہ پر لگائی تھی شاید اِس ارادے سے
کہ ہم کو قواعد کے میدان مین جانے روکین، اب گولیون کی نوبت آخر ہوئی،
کپتان بارو یہہ سوچا کہ سلاح خانے مین بم بروف مل سکتا ہی کیونکہ گولی کے
بدلے روپیون کے استعمال کرنے مین بہت وقت ضایع ہوتا تھا، یہان حصار
سے لگے ہوئے کئی گھر تھے، کپتان دیو ڈ ولسن جو تئیسوین رجمنٹ کا عہدہ
دار تھا اُسکے گھر کے سامھنے لاش اُسکی ملی، حصار کی دوسری النگ
ایک گھر تھا جسمین لفٹننٹ ابلی اُنہترھوین رجمنٹ کے عہدہ دار کے
لڑکے بالے رہتے تھے، جب اُسکے اندر ہمارے گروہ کے بعض بعض آدمی
گئے تو اُنھون نے اِس بچارے کے لڑکون مین سے ایک کو مقتول پایا
اب باغیون کا غول کا غول قلعے کی جڑی جڑی جگھون مین دکھلائی دیتا تھا اور
شدّت سے گولیان اُن آدمیون پر جو دروازے کی راہ مین تھے برستی تھین
چنانچہ ایک گولی لفٹننٹ میکائیل اُنہترھوین رجمنٹ کے منصبدار کی کلائی مین لگی
اور اُسّے خون اتنا بہا کہ وہ کمزور و سست ہوگیا، اب فقط کپتان بارو، سطر
جونس اور مین سپاہیون کے ساتھ باقی رہ گئے، باغیون کی گولیون سے محفوظ
پناہ گاہون کے مختلف مقامون پر سنگین چوکیان بٹھلا ہماری طرف کی سپاہ
کپتان بارو کے ہمراہ حربی سامان کی کھوج مین سلاح خانے کی جانب گئی، سامھنے
ہم لوگون کے فرنگی بیمارستان اور کپتان فنکورٹ قاعدار کے گھر کے قریب
ایک برج تھا، جسے باغیون نے بڑی مضبوطی سے اپنے دخل مین کرلیا تھا،

جب ہم اُسکے نزدیک پہنچے بری طرح سے حریف کی مار کے نشانے ہوئے، کپتان بارو اور راقم سطور کو ایک ایک گولی لگی، مجھے تو پشت پا پر جسسے اذیت نہ پہنچی، لیکن کپتان بارو کو چھاتی مین جسّے اُسے بڑا ہی صدمہ پہنچا، تب اُسنے سپاہیون کے ساتھ جانے کے لئے مجھسے التماس کیا چنانچہ مین اُنکے شامل برج مین داخل ہوا، ہرچند اِس مکان مین مختلف جگہون سے بشدت گولیان برستی تھین پر جب اُنترھوین رجمنٹ کے دلاورون نے اُسکو دخل کرلیا، سبکے سب باغی بھاگ نکلے، سپاہیون نے کپتان بارو کے گھایل ہونے اور چند اول مین اُسکے لیجانے کا حال معلوم کرکے کہا کہ ابتو ہم بے سردار ہوگئے، مین نے کہا کہ ہم اور سطر جونس دونون تمہارے ساتھ ہر ایک مشکل مین شریک ہین، اسی بیچ مین بیمارستان کا ایک شخص ہم مین آملا اور اُسنے ظاہر کیا کہ غت کے غت باغیون نے بیمارخانے مین آکر بالکل بیمار سپاہیون کو مار ڈالا مین اُنسے بھاگ بچا، الغرض ہم لوگ اُسوقت کہ چند اول کے اکثر جوان آکر اکٹھے ہوئے اُس سلاح خانے کے جانے پر مستعد ہوئے، رستے مین ہم پر گولیان چلین، دو آدمی مقتول اور دوسرے مجروح ہوئے، ایسے مین کئی سپاہی آکر ہمارے ساتھ ہوئے، اب ہم حصار سے اُتر کر بہیئت مجموعی غلّے کے انبار خانے کی دیوار کی آڑ مین پہنچے، مین نے ایک باغی کے پکڑنے کا ارادہ کیا، اُسنے بندوق چھوڑی، ٹوپی میرے سر سے گر پڑی، مین نے اِس شخص کو دیکھتے ہی پہچانا کہ وہ ہمارے ہی رسالے کے سپاہیون سے ہے، بے ساختہ میری زبان سے یہ کلمہ نکل پڑا کہ خیر تو ہی آدم خان یہ کیا تھا، تب وہ بھی مجھے پہچان گیا، اور اب ہم سلاح خانے کی جانب چلے، رستے مین پھر بندوقین ہمپر چلین، ہمارے کئی آدمیون سمیت ہم سلاح خانے مین جا پہنچے، یہان ایک

نئے وحشت انگیز تماشے کا سامھنا ہوا کہ تمام پاسبان کیا فرنگستانی کیا سپاہی
سبھی سب کشتہ پڑے ہوے تھے، اور عہدہ دار بھی انکا مارا گیا تھا، ہمنے چاہا کہ بندوق
کی سنگین وغیرہ سے سلاح خانے کے قفل کو توڑ ڈالین، نہوسکا، جب سطر
جونس سے مین نے یہہ حال بیان کیا تو وہ مجھے حصار پر چڑھنے کو کہکر آپ نیچے اُترا
اور بول اُتھا شکر کہ گنج مقصود ملا، الحاصل باروت بھرا ایک خم حصار پر لایا گیا
لیکن گولی ندارد جب گولی کے پانے سے ہمین یاس ہوئی تو سلاح خانے کی جانب
جانے اور راہ مین سلطان کے نشان کو گرا دینے کی صلاح ٹھہری چنانچہ ہم اسی
قصد پر سپاہیونکے بارک سے کئی جوان ساتھ لیکر قلعے کی برج تک ایسے وقت
مین جا پہنچے کہ سپاہیان باغی اسباب غنیمت کے باندھنے چھاندنے مین لگ
رہے تھے، باوجود اسکے وے ہمین دیکھتے ہی بندوقین چھوڑنے لگے، ہم وہانسے
پھرے، اور اُن لوگون نے ہمارا پیچھا کیا، ہم جلد اپنے رفیقون مین آکر
بندوق سر کرنے مین سر گرم ہوئے، اسی طرح لڑتے بھڑتے علم تک
پہنچ گئے، لیکن رستے بھر گولیون کے نشانے تھے، ہم مین سے تین
شخص نشان کی نردبان پر چڑھ جانے کے مستعد ہوئے، پہلا تو گولی
سے مارا پڑا، بعد اسکے سارجنٹ ماکماس اس کام پر مستعد ہوا،
اگرچہ اُسپر قریب کے گھرون سے گولیان برستی رہین، تیسرا
شخص پریویٹ فلیپ باٹم سیڑھی کے نیچے اس ارادے پر کھڑا تھا
کہ اگر سارجنٹ مذکور کو کچھ صدمہ پہنچے تو وہ اُوپر چڑھ جائے، اس
عرصے مین کتنے لوگ مقتول اور زخمی ہوگئے، چونکہ میرے دوست جونس
نے سارجنٹ سے علم لے لیا تھا ہم دروازے کے رستے کی جانب پھر آے اور
اب ہمین اُن زخمیون کو بھی وہان سے اُٹھالانا ضرور ہوا (ہرچند اس لانے مین

کثرت سے گولیان ہم پر برستین) کیونکہ اگر ہلے لوگ وہین پڑے رہتے تو بیشبہ
مارے جاتے، مین نے اِن مجروحون کو بیمارستان کے ایک گوشے مین
جو قریب تھی رکھا، تب کئی بیکار منصبدار میرے پاس آئے اور بڑی محبت و
دلسوزی سے کہنے لگے کہ ابتو تمہارے نزدیک نہ سامان جنگ باقی رہا نہ اذوقہ
اور نشانیان یاس کی ہر نوع ظاہر ہین اور مدد کی بھی کچھ اُمید نہین، اِس لیے
مقتضاے وقت تو یہی ہے کہ جو کتنے بقیۃ السیف رہگئے ہین اُنکی جانون پر
ترس کر کے بوجہ معقول کہ امکان سے خارج نہو میل ملاپ کی تدبیر کیجاے، مین نے
اُسکا جواب دیا کہ قلعے سے باہر جو کچھ عہدہ دار لوگ رہتے ہین اُنمین سے
مقرر بعضون نے آرکاٹ کے ناظمون کو اِس سانحے کی اطلاع کی ہوگی، کیونکہ
ایسے واقعۂ خطرناک کی خبر جو یکقلم فروگذاشت ہو یہ بات کسی طرح خیال
مین نہین گذرتی، بعد اِسکے مین نے کہا کہ بالفعل تو صدر دروازے کا رستا
بھی ہمارے اختیار مین آگیا ہی، علاوہ باغیون مین کون ایسا شخص ہی کہ
اُسکے نزدیک التجا لاؤن اور اِسمین بھی شک نہین کہ کمک عنقریب آن پہنچی
اور چاہیے کہ ہم دم آخر تک جو کچھ ہمارے تحت مین ہی اُسکے محافظت کی کوشش
کرین اِس عرصے مین جونس میراموس بھی کپطان ماکراس کے گھر سے حصار
پر آن پہنچا مین نے اُن خانہ نشین عہدہ دارون کی یہ سب باتین اُسسے کہین
اُسنے اِس امر مین میری بات کی تقویت کی کہ ابھی کوئی دم مین کمک آپہنچی
ہی، اِس گفتگو کو چندان دیر نہوئی تھی کہ کرنیل گاسپی اور کپطان ولسن
انیسوین ڈراگون کے فرمانفرما دروازے کی راہ کے لگ بھگ کمک کو
آپہنچیے، لوگون نے کرنیل مذکور سے ظاہر کیا کہ ابھی بہت سے باغی بوشیدہ
کھڑکی کے رستے بھاگتے ہین چنانچہ کتنے ایک سوار اُس طرف تعینات ہوئے،

بعد اسکے کرنیل نے میرا حال پوچھا اور ہم دونون حصار سے باہر آئے، جونس
نے میسور کا جھنڈا جو ہاتھ آیا تھا کرنیل کے ہاتھ مین دیا اُسنے کرنیل فنکورٹ کا
حال پوچھا چونکہ ہم کچھ اُسکا حال جانتے نتھے بیان نکرسکے، بعد اسکے کپطان
بارد کی خبر پوچھی، مین نے اُس گمٹی کی جانب جسمین وہ تھا اشارہ کیا اور
اُسکے زخمی ہونے کی کیفیت بھی ظاہر کی، تب مجھسے پوچھا کہ تم کو بھی کوئی
زخم لگا ہی، مین نے اپنا پانو اور زخم دکھلایا، بعد اسکے مجھکو کہا کہ کپطان بارد
جس برج مین ہی وہان تک تم میرے ہمراہ چلو، ہیتیسوین رجمنٹ کے جھنڈے
کپطان ماکراس کے گھر سے قلعے کے صدر دروازے پر لائے اور حصار کے
نیچے رکھے گئے تھے، ایک سپاہی بادشاہی علم لیکے ہمارے ہمراہ دمدمے کی گمٹی مین آیا،
رستے مین ہرچند باغیون نے ہم پر بندوقین داغین پر خیریت گذری، ہم نے
اُس برج مین پہنچکے دیکھا کہ اور بھی کتنے سوار جنکے ساتھ میدانی توپین بھی تھین آرکاٹ
سے قلعے کی جانب دوڑے چلے آتے ہین، کرنیل گاسپی نے دمدمے کی گمٹی
چھوڑنے کے وقت کپطان باروسے کہا دیکھنا مین توفیق یزدانی کی یاوری سے
کبتک تم لوگون کا بدلا لونگا، جسوقت ہم دروازے کی طرف پھرے پھر ہندوونکی
دبول سے گولیون کے نشانے بنے یہانتک کہ دور نکل آئے، جب
دروازے پر پہنچ گئے تو ددمکک کی توپین بہیتر والے دروازے پر منگوائی گئین
اور کرنیل گاسپی نے توپون کے سر کرنے کا حکم دیا چنانچہ لفٹننٹ بلاک طین
عہدہ دار جو سوارون کے ہمراہ آرکاٹ سے آیا تھا اس سلیقے سے اس کام مین
در آیا کہ دروازہ پہلی ہی شلک مین کھل گیا، اب کرنیل گاسپی نے جنگ کے
لیئے طیار ہونے کو حکم کیا، اگرچہ وہان لڑنے کے قابل پچاس آدمی سے زیادہ
نتھے، پھر کیفت ہم کرنیل گاسپی کے ہمراہ حصار سے چلے، ہمارے پیچھے ایک

رسالہ ڈراگونون کا اور ایک رسالہ ہندوستانیون کا تھا، جونہین کرنیل نے
آگے بڑھنے کا حکم دیا ہم سب ان کی جانب روانہ ہوئے، وہان پہنچتے ہی اُس
ریول اور قدیم بارک سے ہم پر خوب ہی گولیون کی بوچھاڑ برسی، غول
ہمارے سپاہیون کا صدر محلسرا کی طرف آگے بڑھا اور جب ہم متصل اُس مقام کے
جہان بیمار سپاہی مارے پڑے تھے جا پہنچے، یہان بھی اعدا نے بڑے زور شور
سے گولیونکا مینہ برسایا، اکثر لوگ ہماری جماعت کے مقتول اور مجروح
ہوئے، الغرض ہماری جمعیت کے انتظام مین خلل واقع ہوا یعنے جب کرنیل
گلسپی ہم کو اِس ارادے سے کہ ڈراگون کے رسالے کے سوارون کو
حملہ کرنے کا حکم دے داہنی طرف جانے کو رستا دکھلا رہا تھا کہ اتنے مین ایک سوار
جسکو شاید کوئی زخم پہنچا تھا صف چھوڑ اپنی جگہہ سے اُچھل پڑا جسکے دھکّے سے
کرنیل زمین پر گرا، مین اور رسالدار جنطبرادی نے اُسے پکڑ کر اُٹھایا، ہرچند صدمہ
بڑا پہنچا تھا پر جانکی خیریت ہوئی، اب سوارون نے صدر دولتسرا کی طرف جاکے
بالکل باغیون کو جو وہان سے بھاگتے تھے قتل کر ڈالا، بعد اسکے مین نے دیکھا کر
کرنیل ماربط اپنے گھر سے نکلا چلا آتا ہی اُسے کرنیل گلسپی کو دکھلا دیا اور ترنت
مین نے بھی اُسکے پاس پہنچکے مصافحہ کیا، یے دونون کرنیل آپسمین گفتگو
کر رہے تھے جو ہم دولت سرا کے اندر پہنچ گئے، تعجب تھا کہ دولت سرا کی
چھت پر سے کتنے باغیون نے بندوقین سر کر فرار کا رستا پکڑا، کرنیل گلسپی
نے مجھکو فرمایا کہ اُنھین پکڑ کر قید کرو، کتنے باغیون نے تو آپہی ہتھیار رکھد یا تھا
اور جو بندوقین ہاتھ مین لئے ہوئے تھے اُنمین سے بعضون کو مین نے کہا کہ بندوق
زمین پر رکھدو اور اپنی راہ لو، اور ادھر پہلے ہی سے مین نے دروازے پر
چوکیان بٹھلا رکھی تھین تا یے لوگ باہر نکلنے نپائین، تب مین نے اُنکا کمربند کھولا

اُنکی جیب سے ہم لوگون نے کتنی گولیان نکالین جن سے اپنی بندوقین بھرین ' کرنیل گلسپی اور کرنیل ماربط آپسمین گفتگو کر رہے تھے ' کرنیل ماربط نے کہا شاہزادون مین سے ایک بھی اپنے دولتخانے سے باہر نہین نکلا بلکہ میرا دل گواہی دیتاہی اور یقین کلی ہی کہ اُنمین سے کوئی اِس بلوے مین باغیون کے ساتھ شریک نہین ہی ' جبکہ کرنیل گلسپی محلسرا کے بھیتر جانے کے باب مین گفتگو کرتا تھا مجھکو اُسکے صحن مین اُسنے قیدیون کی نگہبانی پر مامور کرکے اس کام مین خوب چوکس رہنے کے لئے قدغن کیا ' یے قیدی تیئیسوین رجمنٹ کے لوگ تھے ' جب سوار دروازے پر جا پہنچے تو سپاہیون کا ایک غول بھیجا گیا جنھون نے بہت سے سرکشون کو جو کھڑکی کے رستے چھپکر بھاگتے تھے مار لیا ' ابتک جنگی سپاہیون کے ہمراہ کوئی عہدہ دار سوائے کرنیل ماربط کے نہو اتھا ' کرنیل گلسپی نے مجھسے کہا کہ تم بھی میرے نزدیک منصبدارون مین داخل ہو ' ذرا ادہر کا حال تو جاکے دریافت کرو کہ کیاہی اور اگر انہترھوین رجمنٹ کا کوئی منصبدار ملجاے تو اُسے تاکید کر دینا کہ جلد اپنے سپاہیون مین آن ملے ' خیر مین رخصت ہو کر قواعدگاہ سے سلاح خانے کی جانب گذرا ' جہان توپ گاڑیون کے ایک سارجنٹ کو مین نے دیکھا اور کہا کہ مین کرنیل گلسپی کے پاس سے یہان کا احوال معلوم کرنے کو آیا ہون اُسنے کہا کہ ابھی کوئی دم مین سلاح خانہ آگ لگا کے اُڑا دیا جائیگا ' خدا کے واسطے اُسکے بھیتر نجائیو ' آخرالامر مین اندر گھسا ' دیکھتا کیا ہون کہ ڈراگونون اور سپاہیون مین جو وہان آچھپے تھے ' بیطرح گولیان چل رہی ہین ' لفٹنٹ بلاکسٹی کو وہان دیکھکے اُسی سے جو مین نے حقیقت حال پوچھی ' بولا باغیون نے سلاح خانے مین آگ لگا دی تھی ' پر جلد بجھائی گئی ' جب مین اُدھر سے پھرا اُنہترھوین رجمنٹ کے دو عہدہ دار ملے '

مین نے کرنیل گلسپی کا پیغام اُنھین پہنچایا کہ تم جھٹ پٹ اپنے سپاہیون مین جا ملو، بعد اسکے کرنیل گلسپی کو دولتخانے کے صحن مین آکر پایا، اُسکو اُس لفٹنٹ نے جو کچھ کہنے کہا تھا کہا بالکل مفسدار جو اپنے طالع کی یاوری سے باغیون کے ساتھ ظلم و ستم مین شریک نہوئے تھے نزت آن پہنچے، مین نے دولتخانے سے باہر آکر اپنے گھر کا رستا لیا دیکھا کہ گھر تو لوٹ ہو گیا ہی مگر گھوڑا اور کئی ایک چیز تاراج سے بچ رہی ہی، مین نے فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر پھر قواعد کے میدان مین جا کے دیکھا کہ بندیون کو دولتخانے سے لیجا کر ایک دیوار تلے بٹھلایا ہی اور اُنکے قتل کرنے کا اسباب مہیا کیا جاتا ہی چنانچہ قلعے مین میدانی توپین متصل اٹھترھوین رجمنٹ کے سپاہیون کے جو بانی فساد و شر کے نکلے تھے لائی گئین، اُنمین سے ساتھ آدمی توپ کے منہ پر اُڑائے گئے، دوپہر ڈھلے ایک گروہ باغی سپاہیون کا جنھون نے صبح کو قلعہ چھوڑ کر پہاڑ پر کی گھاٹی اپنے قبضے مین کر لیا تھا گرفتار ہو آیا، اِنھین بھی اُن کشتون کی لاشون کے پشتون پر بٹھلا وہی سیاست کا لقمہ چکھایا گیا، بعد ایک لحظے کے ظاہر ہوا کہ تیئیسوین رجمنٹ والے ہنگامہ و شورش کا قصد نہین رکھتے تھے بلکہ یہ فتنہ و فساد پہلی ہی رجمنٹ سے اُٹھا وے ہندوستانی عہدہ دار جنکی فجر کے وقت رہائی ہوئی تھی جنگی عدالت کی تجویز سے قتل کئے گئے، بعضے تو توپ کے منہ پر اُڑائے اور کتنے بندوق کی گولی سے مروائے اور باقی سولی پر چڑھائے گئے، یہہ تعزیر کئی ہفتون بعد عمل مین آئی، دونون رجمنٹ کے سپاہی معزول کئے اور جھنڈے اُنکے قواعد کے میدان مین جلا دئے گئے، مجھے یاد ہی کہ قلعے کے درمیان اُن ضلالت کردارون کی جماعت سے قریب ساڑھے چارسی آدمیون کے جان سے مارے گئے،

اب وہانکے مقتول و مجروح عہدہ دارونکے نام لکھنے پر خاتمہ اِس روایت کا کیا جاتا ہی،

تفصیل کشتون کی یہ ہی ، بادشاہی چونتیسوین رجمنٹ کا فرمانروا لفٹننٹ سنٹ جان فنکورٹ قلعہ دار ، انہترھوین رجمنٹ کا لفٹننٹ ایلی انسبن یوفم ، پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کا کپطان سیار ، لفٹننٹ طکیورن ، ریلی ، اسماورط ، تنیسوین رجمنٹ کا لفٹننٹ کرنیل جیمس ماکراس ، کپطان ڈیوڈ ولیسن ، لفٹننٹ وہیبت ، لفٹننٹ رجالی اسمتھ ، اسکونیر بخشی من ، توپخانے کا ڈیپوطی کمساری ، سطرگیل کا تذاکطر اُسی توپخانے کا ، ہندوستانی پیادون کا فرمانروا بحر جارس ادم اسطرانگ ، تفصیل مجروحون کی ، انہترھوین رجمنٹ کا کپطان باروا ورمکلا کان ، لفٹننٹ میکابل ، پہلی رجمنٹ کے دستہ اول کا لفٹننٹ کط کلیف ، یہ سبکے سب چور زخمی ہو گیے تھے ،

روایتین مسطرجونس سرجئین اورمسطر
جے ڈین معین سرجئین کی تمام ہوئین ،

نامۂ نواب حیدر علیخان بہادر فرمان فرماے ملک دکھن کا جو شاہ ایران کریم خان کو نوین رمضان سنہ ۱۱۷۹ مین بھیجا تھا مسودہ لالہ مہتاب راے سرکار حیدری کے منشی کا ،

جبتک آفتاب انور کے ظہور اور ماہتاب منوّر کے نور سے ساحت آسمان و زمین نوریاب اور گلزار کائنات ابرآذری سے سرسبز و شاداب رہے محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنت و حشمت

بیت

خداوند اورنگ شاہنشہی	سپہدار اقلیم فرماندہی

خدیو زمان شاہ عالی تبار　　شہزادہ گرخسرو نامدار

فرازندۂ رایت سروری　　فروزندہ خورشید اوج سری

زیب و زینت چار بالش تمکین و جاہ نوازندۂ خلق اللہ کا شمع تائید ایزدی اور ابر کرم سرمدی سے منور و سیراب رہیو،

آپ کا الطاف نامہ جسکے مضمون سے سراسر اخلاص و محبّت کا رابجہ فایح تھا ایسے وقت مین کہ دل آرزومند کو وہان کی خبر خیریت کی انتظار تھی بساعت مسعود اور زمانۂ محمود سیادت پناہ شرافت دستگاہ شاہ نور اللہ اور والا جاہان رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز وصول ہوا، اُسکے مشاہدے اور مطالعے سے دل و دماغ مین کمال بسطت و سرور حاصل ہوا، مخلص نیازمند سننّے سے اُن مراتب موالات و مصافات کے جو سفیران مذکور کی زبانی معلوم ہوئے الطاف سامی کا شکر گزار و مشکور ہوا، چونکہ اتّفاق و وفاق عامۂ بنی آدم زایندہ خیرات و حسنات کا ہوتا ہی جب صاحب شوکت حاکمون اور ذی اقتدار شہریارون کے درمیان موالفت و موانست کی بنیاد قایم ہو تو ظاہر ہی کہ بیحد و شمار فواید اسپر مترتب ہونگے، اسلیئے یہہ وفاکیش اُس زیبندۂ تاج و دیہیم کے اوصاف ذاتی و کمالات فطری سن کر برحسب مضمون اس شعر کے،

بیت

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را
ہنوز بادہ بمن محو نکہت عربیست

اُس جناب سے الفت و ارتباط کا خواہان ہوا تھا، الحمد للہ کہ دل نیازمنزل کو آئین فتوت و مروت سے اُس والاتبار کے جسقدر چشمداشت تھی سو بخوبی

ظہور مین آئی، اتحاد و وفاق کا خورشید دلون پر پرتو افگن اور کاشانۂ وداد و اتفاق روشن ہوا، یہہ بات جو از راہ لطف و کرم قید تحریر مین آئی ہی کہ یہہ اخلاص شعار، اپنی سرکاری کشتیون اور جہازون کی لنگرگاہ کے لئے جو بندر کہ ممالک ایران کے متعلق بنادر سے درکار و ضرور ہو آپ کو لکھہ بھیجے، الحق جب بنائے یکجہتی و اتحاد کی قایم ہوئی تو جانبین کے امصار و دیار حکم واحد مین داخل ہوئے، نیاز مند ملک ایران کے علاقے کے کل جزیرون اور ساحلون کو از آن خود سمجھتا ہی، اب اُس فروغ اکلیل شہریاری سے بھی بحکم القلب یہدی الی القلب چشم داشت یہہ ہی کہ اس ضیا گستر کے قلمرو کے سراسر جزائر و بنادر کو اپنا ہی جان کر جس بندر کی خواہش ہو اُسے اپنے خیر خواہ کو آگاہ اور سرکاری معتمدون کو وہان روانہ فرمایئے کہ بسر و چشم اُنکے حوالے کر دیا جاے تا یہان سے بڑے بڑے شہتیر اور کندے اور تختے وغیرہ جہازون کی طیاری کا سامان جو اس اطراف مین کثرت سے ہی اور بھی اِس دیار کے تحایف اور عجایب ہمیشہ وہان پہنچا کرین، باقی مراتب سیادت دستگاہ سید نور الدین کے ذریعے سے راے جہان کشا پر روشن ہونگے، شفقت دلی سے رجاے واثق ہی کہ مدام بھیجنے سے مکتوبات محبت طراز کے جو ذات مجمع محاسن و فیوضات کی صحت و آسایش اور تحایف کی فرمایش پر متضمن ہون دل آرزومند کو خرم و خرسند کیجئیگا، الٰہی خورشید سلطنت و اقبال مشرق جاہ و جلال سے طالع رہیو،

مسودہ اُس مکتوب کا جو حاکم افغانستان زمان شاہ نے شہریار دکھن ٹیپو سلطان کو لکھا تھا،

بعد حمد یزدان پاک اور نعت نبی صاحب لولاک اور القاب سلطان مکتوب الیہ کے مشاطۂ خامہ شاہد مدعا کے رخ سے اسطرح نقاب کھولتی ہی، خط مسرت نمط، جواہر محبت و وفا کا مخزن، کنوز مودت و ولا کا معدن جو آپکی اہتمام و توجہ پر شریعت محمدی کے رواج دینے اور بد دنیان بدعتی کے تباہ و تاراج کرنے مین متضمن تھا، اور اِس بات سے مخبر کہ سلطانی قلمرو کی جامع مسجدون مین ہر آدینے کے دن بعد فارغ ہونے نماز کے اِس نیاز مند کی وسعت مملکت اور نصرت رایات فتح آیات کے واسطے ایزد سبحانہ کی جناب مین مناجات کی جاتی ہی، اور اِس امر پر مشعر کہ اُس عالی جاہ کے ایلچی سید حبیب اللہ اور سید محمد رضا کی زبانی باقی حالات وہان کے اِس نیاز مند درگاہ الٰہی کو معلوم ہوگا، اور کئی سوغات اُن سفیرون کے ہمراہ بھیجی گئی تھی معہ اِس درخواست کے کہ اُس سرکار کے دو شخص ہمیشہ اِس مخلص کے دربار مین حاضر رہا کرین، علاوہ اور بھی کتنے مراتب محبت و ولا کے جو اُسمین مندرج تھے ساعت نیک مین پہنچا، جسّے دوستی و یکجہتی کا گلزار تر و تازہ ہوا،

چونکہ اُس سلطان والا شان کو نیست و نابود کرنا بے دینان مخذول اور جاری کرنا شرع اطہر رسول مقبول کا منظور ہی، ہم بعون الٰہی معہ لشکر قاہرہ جلد اُسطرف کوچ کرتے ہین تا کفار بد کردار و تثلیث کے قائلان ضلالت شعار کے ساتھ غزا و جنگ کر بضرب تیغ آبدار اُس ملک کو لوث کفر و بدعت سے پاک و صاف کرین، آپ اِس امر مین خاطر جمع رہئے کہ شتاب باشندے وہانکے اپنی داد کو پہنچکے مہاد امن و آسایش مین چین سے رہینگے،

اور اُس سلطنت پناہ نے جو فیمابین استواری محبّت و ارتباط کے واسطے اپنی سرکار والا کے دو شخص ہمارے یہان بھیجنے کے باب مین درخواست کی تھی ، ہمنے بخوشی اُسے قبول کیا ،
اُس عالی منزلت کے سفیرون کی معرفت کروے اپنی سفارت و رسالت کے مراتب و مطالب جکی گزارش اُنکے مفوّض ہوئی تھی بخوبی محل بیان مین لائے ، کچھ ہدیے و تحفے جو ہمارے وفور محبّت و التفات کی نشانی ہی موافق تفصیل ذیل کے بھیجے گئے ،
مدام اپنے مرکوزات خاطر مع خصوصیات دیگر کے اعلام سے ہمارے دل مشتاق کے مذاق کو شیرین رکھا کیجیگا ،

ٹھیک ٹھیک ترجمہ اُس انگریزی مکتوب کا جو پہلے
عربی سے انگریزی عبارت مین لکھا گیا تھا ،

هندی ترجمه انگریزی عبارت سے خوند کار روم سلطان سلیم کے عربی مکتوب کا که فرمانروائے دکهن ٹیپوسلطان کے نام پر آٹھوین ربیع الثانی سنه ۱۲۱۳ کا لکھا ہوا تھا اور سلطان ممدوح کی سرکار سے مسٹر اسپنسر اسمتھ کو جو اس دربار مین بادشاہ انگلستان کی طرف سے اُندنون رزیڈنٹ مقرر تھا ملا تھا ،

اُس سلطان برادر قدر دان کو معلوم ہو جیو کہ اس ایام مین کر فرانسیس لوگ دیار فرنگ کی اکثر ریاستون کے ساتھ سرگرم حرب و پیکار تھے ہماری سرکار نے اُن لوگون کے تعارف و دوستی کے سبب جو سابق سے چلی آتی ہی کسی

طرح اُنکی دشمنی کے ارادے دوسرون کے شریک و طرفدار نہو کر صلح
کل کا طریقہ اختیار کیا بلکہ اِس جانب سے اُنکے حال پر یہانتک لطف و توجہ مبذول
ہوا تھا کہ اور سرکارون کے شاکی ہونے کی نوبت پہنچی تھی، سرکار عالی کو
چون بہ نسبت اُن لوگون کے نہایت درجے میلان و التفات تھا اور اُنکے تپاک
و یگانگت کی باتون کا کمال اعتماد، یہی باعث تھا کہ رزم آرا سرکارون کی طرف
سے جو بہتیرے سوال اور پیغام طرف کشی کے مشتمل ہماری دولت کے
سود و بہبود پر حضور مین درپیش کیے گئے مسموع نہوئے بلکہ ہمنے باقتضاے
حلم و حق بینی جو ہماری سرکار والا کا دستور العمل ہی اُنکی مخاصمت کو تا وقتیکہ
قطعی حجت اور کوئی سبب ظاہر سرزد نہو طرح دینا لازم جانا اور کمال استقلال
سے طرف گیری کی چال نہ اختیار کی چنانچہ ساری خلقت اِن حالات سے مطلع ہی،
اِسی عرصے مین اُس قوم کے رؤسا کہ ہمارے ایسے سلوک و مراعات کے
بڑے بڑے آثار دیکھ چکے تھے اور سرکار عالی کو خیال یہ تھا کہ وے بھی اُن
مدارات کے بدلے لوازم مروت و دوستی بجا لاوینگے، پر برخلاف اِسکے
اُن لوگون نے اندنون حالانکہ کوئی ایسا سبب قوی جسّے آپس کے میل ملاپ
مین خلل پڑے واقع نہوا تھا یکایکی دغابازی اور مکّاری کا طریقہ اختیار کیا ہی
چنانچہ پہلے تو اُنھون نے تولون مین جو ملک فرانسیس کے متعلق بندرون سے
ہی جہازون کی طیاری کی اس طور پر کہ اُسکی غرض و غایت دوسرون کے
مخیلے مین نہین آسکتی تھی اور اِن جہازون کے روانہ کرنے کا لوازمہ و اسباب
مہیا کرنے کے بعد لشکر انبوہ اُنپر چڑھایا، اور بعضے آدمیون کو جو عربی زبان
سے ماہر اور قبل اِسکے مصر کے ملک مین گئے تھے ساتھ کیا اور سرداری
اُسکی بوناپارٹی کو دی جو اُس قوم کا سپہ سالار تھا چنانچہ سپہسالار نامبردہ

اُن جہازون وغیرہ سمیت جزیرۂ مالطہ کی سمت کوچ کر اُس مقام کو اپنے قبضے
مین لایا، پھر یہان سے اسکندریہ کی جانب روانہ ہو کے سترھوین محرم
سنہ ۱۲۱۳ مین اُسکے آمنے سامنے جا کر اکبارگی اپنے ساتھ کے کل لشکر کو وہان
اتار جبراً شہر مین داخل ہو گیا، کچھ دنون بعد اُسنے وہان کے تمام فرقون کے
نزدیک عربی عبارت مین اشتہارنامے اِس مضمون کے بھیجوا کر مشہور
کر دیا کہ ہم کو سرکار عثمانیہ کے ساتھ کچھ حرب و پیکار کا سروکار نہین فقط تادیب
و تعذیب مصر کے بیگون کی جنھون نے گذشتہ دنون مین قوم فرانسیس کے
سوداگرون کے حال پر ذلت و ستم جائز رکھا البتہ منظور رہی اور سرکار
موصوف سے بدستور سابق میل ملاپ کی راہ و رسم جاری و استوار، علاوہ
عرب کے جتنے آدمی فرانسیسون کی موافقت اختیار کرینگے اُنکے ساتھ حسن
سلوک عمل مین آئیگا اور جو لوگ مخالف رہینگے موت کا مزہ چکھینگے، تعجب تو
یہ ہی کہ اُن مفتریون نے اور بھی بعضے دوسری جگہون خصوصاً ہمارے کسی
کسی ہواخواہون کی سرکارون مین کنایتہً یہانتک مشہور کر دیا تھا کہ مصر کی
مہم ہماری مرضی و صلاح سے واقع ہوئی اور حالانکہ یہہ بات محض جھوٹھ ہی،
بعد اسکے اُس مکار نے شہر روضہ مین دخل کر لیا، تب تو دولت عثمانیہ کی فوجون
کے ساتھ جو شہر قاہرہ سے اِن مصیبت زدون کی مدد کو تعینات ہوئی تھین
مقابلے کی نوبت آئی، ہر ایک قوم اور ریاست کا قدیم سے معمول ہی کہ صلح کی
مدت باقی رہتے کوئی آپس کی مملکت و علاقے پر دست انداز نہین ہوتا بلکہ جب
خلاف عہد و دستور کوئی نئی بات سر زد ہوتی ہی تو پہلے اُسکی وجہون سے
ایک دوسرے کو آگاہی دی جاتی ہی اور تاوقتیکہ جنگ کا پیغام آشکارا
درمیان نہ آے جانبین کے تعلقون پر چڑھائی کی قصد سے سبقت عمل مین نہین

آئی ؛ برخلاف اِن ضابطون کے فرانسیسون نے ہماری سرکار کے ساتھ بے اِسکے کہ ہمارے اور اُنکے درمیان صلح و آشتی کے مقدمے مین کچھ خلل و رخنہ یا اور کسی طرح کی نااتفاقی یا بگاڑ واقع ہو فریب کی راہ سے ایسی بے موقع و بے جہت حرکتین کین جنسے صریحاً ہماری سرکار کی سبکی اور اُن لوگون کی دغابازی ظاہر ہوئی اور مصر کی سرزمین چون اِس اعتبار سے کہ متصل قبلۂ اہل اسلام مکۂ معظمہ اور بھی مدینۂ منوّرہ کے کہ مزار بابرکت حضرت رسالت پناہ علیہ السلام کا ہی واقع ہی سب مسلمانون کے نزدیک متبرّک و مکرّم اور حرمین شریفین کے باشندون کے اذوقہ اور رسد کا ذخیرہ گاہ بھی ہی ؛ اِسکے سوا قوم مذکور کے بعضے نامے جو پکڑے گئے اُنکی عبارتون سے ایسا معلوم ہوا کہ اُن لوگون کا اِس طور پر قصد ہی کہ عرب کے ملک کو لیکے اُسمین چھوٹے چھوٹے صوبے بنائین اور مسلمانون کے ساتھ اُنکے دین و مذہب کے نیست نابود اور خراب کرنے کے ارادے بڑی کی لڑائی لڑین اور رفتہ رفتہ یکقلم اُنھین دنیا سے ناپدید کر دین اِس تقدیر مین اتنی وجہون کی جہت سے جو اُوپر لکھنے مین آئین ہمارے دل مین یہہ بات سمائی ہی کہ توفیق الٓہی اور تائید رسالت پناہی کی استمداد سے اِن دشمنون اور دین کے بدخواہون کے دفع کرنے مین ہر طرح کی تگاپو عمل مین لائین ؛ پس اُس برادر قدردان کے ساتھ کہ دین و اسلام کی پشتی و حمایت مین بواقعی شہرۂ آفاق ہین چون حقیقت مین علاوہ دینی اخوّت کے مدّت سے مراسم یکجہتی ثابت و مستحکم ہین اور بارہا ارتباط و یگانگی کی جو رسمین ہمین طرفین سے ظہور مین آئین جنسے جانبین کے ملکون مین بخوبی ملاپ کا طریقہ جاری ہوا ؛ تو اب اُس برادر کی بلند ہمتی سے اُمید قوی یہہ ہی کہ غالبا وہ برادر مہربان اِس خرخشے کی صفائی کے

لیے اپنی خواہش دلی اور ثابت قدمی کے اقتضا سے حمیت دین داری کا
پاس کر کے وسیع الوسع اِس سرکار عالی کے ساتھ درمیان عزم و رزم کے
متفق و معاون ہونے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے اور ہمنے سنا ہی کہ اِندنون
قوم فرانسیس نے اپنے قدیم دستور کے موافق سرکار انگریز کے علاقے کی
سرحدون مین ہندوستان کے درمیان درپردہ اقسام طرح کی سازش کی
ہی اور اِس تقریب سے درمیان قوم مذکور اور اُس برادر کے نہایت
موافقت و میل پیدا ہوا ہی چنانچہ اُنکے سردارون نے اُس برادر جلیل القدر
کی نوکری کے واسطے مصر کے رستے فوجون کی جمعیّت تعینات کرنے کا
اقرار کیا ہی سو ہم کو یقین حاصل ہی کہ فرانسیس لوگ جو اِندنون سعی و
کوشش کر رہے ہین انجام و نتیجہ اُسکا فراست کی نظر سے اُس برادر
خردہ دان کے نزدیک پوشیدہ و پنہان نرہیگا اور اُنکے مکر و فریب کے اظہار و نکا
بھی کچھ اعتبار و فروغ نہوگا، چونکہ اِس قوم کے مقابلے کو اُدھر سے تو ناظمان
سرکار انگریز مستعد ہین اور اِدھر ہم بھی اُنکے فتنہ و شورش کے دفع
کرنے پر آمادہ اِس لیے کہ اُنھین دونون سرکار سے عناد ہی اِس صورت
مین دونون سرکار کے سردارون کو آپس کی یکجہتی کے سبب مناسب ہی
کہ ہر طرح سے ایک دوسرے کی تائید و تقویت کے شریک رہین، اور
یہ بات ایک جہان کے گوش زد ہوگئی ہی کہ فرانسیسون کے سردارون نے
سب دین و مذہب کے نیست و نابود کرنے پر کمر باندھکے آزادی نام کا
ایک نیا پنتھ نکالا اور در حقیقت دہر کا طریقہ اختیار کیا ہی یہانتک کہ ملکون
پر پاپا پاے روم کے جو یہان کے قدیم رئیسون سے ہی اور دیار فرنگ کی
ساری قوم کے پاس صاحب عزت و توقیر ہی ظلم و تعدی کا ہاتھ پھیلایا ہی

اور ریاست ٹیشگر ان بھی جو بطور ریاست اجماعی کے تھی باوصف اسکے کہ مالک اُس ریاست کے قوم مذکور کی مہم مین اُنکی دشمنی کے ڈر سے الگ رہے تھے بلکہ اُس زمانے مین اُنکی خدمتین بجالائے تھے اُنکے قبضے سے اُس ریاست کے بالکل ملکون کو دوسرون کی مدد سے لیکر آپس مین بانٹ لیا اور اُس ریاست کا نام ونشان دفتر ایام سے مٹا دیا اور یہہ سرکار عثمانی کے ملکون پر قوم مذکور نے تاخت کی اور بھی بعد اسکے جو اُنھین ہندستان کے خزانے اور مال کی دھن ہی اِس سے بیشک غرض اُنکی صرف یہی ہی کہ انگریزون پر اذیت پہنچانے کے بہانے خدانکرے تمام ہند لے لین اور ہر ایک مسلمان کو وہان سے باہر نکال دین، کچھ ہو اِس قوم کو ایک بار ہندستان مین دخل کرلینے کی بڑی خواہش ہی تاوے خاطرخواہ اپنے جلے دل کے پھپھولے توڑین اور اپنے دل کا بخار نکالین جہان کہین اُن لوگون نے دخل پایا ہی اِسیطرح کی حرکتین کی ہین، الحاصل فرانسیسون کی قوم ایسی بے مروّت ہی کہ اُنکے چھل اور دغل آمیز کی لگاوٹ کا کچھ پایان نہین اور جس جگہہ وے قابو پاتے ہین وہان سوائے خلق اللہ کی جان ومال پر دست ستم دراز کرنے اور مذہب وملت کے استیصال کرنے کے کچھ اور خیال نہین رکھتے، پس جب یہہ سب احوال اُس برادر قدردان کو معلوم ہوجائیگا تو رجاے واثق ہی کہ وہ برادر طریقہ دین واسلام کے اقتضا سے اپنے تمام ہم مذہبون کی کمک ومدد مین بلکہ قوم فرانسیس کے شر وتزویر سے خطۂ ہند کے بھی بچانے کے لئے شرایط جد وجہد مین دریغ نفرمائینگے، اور ہر تقدیر یکہ درمیان اُس برادر قدردان اور قوم مذکور کے کچھ ارتباط ومیل ملاپ ہوا ہی جیسا کہ ہم سنتے ہین تو اُمید یہہ ہی کہ وہ برادر والاقدر حال واستقبال کے آغاز وانجام تک کے نتیجون اور

اُس نشیب و فراز کو جو اِس ڈھب کی ملاوٹ مین متصوّر و ممکن ہی
ترازوی دانش مین تول کر اُس سے احتراز لازم جانین اور اگر کسی طرح
فرانسیس کے ساتھ شریک ہونے کا ارادہ یا انگریزون سے لڑنے کا
قصد رکھتے ہون اُمید یہہ ہی کہ اِس نیت کو دل سے محو کر ڈالین ، الحاصل
خلاصہ مطلب ہمارا یہہ ہی کہ وہ قدرشناس انگریزون پر چڑھائی اور معرکہ
آرائی کرنے سے باز آئین اور فرانسیس کے لطف ولبق نہ سنین ،
اور جس صورت مین کہ اُس برادر کو انگریزون کی سرکار سے کچھ شکایت
ہو تو ہمین مفصّلاً اُس کا حال لکھ بھیجین کہ اُسکی صفائی کے لیئے ادھر سے ہر طرح
کی دوستانہ کوشش عمل مین آوے ، تمامتر خواہش ہماری یہہ ہی کہ وہ
برادر فرانسیسون کا میل ملاپ چھوڑ کر انگریزون کے ساتھ موافقت اختیار
کرین ، اور ہم کو اِس بات مین بڑی توقّع ہی کہ وہ برادر قدردان اِس
مکتوب کی عبارت اور بھی اِس ضرورت پر کہ اِس جہاد مین تمام مسلمانون
و ہم مذہبون کو اُن مکانات متبرک کتئین اعدای بدخواہ کے دخل سے نکال لینے
کے لیئے آپس مین شریک و معاون ہو کر اُسکی شرطون کا انجام کرنا واجب
ہی خوض و فکر کر کے بہ پاسداری دینداری اِس مہم مین جو تمام سرکارون کا
مقدمہ ہی ہر قسم کی سعی و کوشش اِس معاونت مین بجا لا کر اِس وسیلے
سے قدیم دوستی و ارتباط کی بنیاد کو کہ جانبین سے بطور شایستہ اُن دونون
سرکارون مین ثابت و قایم ہی مضبوط و استوار کرین ، زیادہ کیا لکھے ،

جواب خوندکار روم کے مکتوب کا شہر یارد کھن ٹیپو سلطان کی طرف سے جو عربی عبارت میں مرقوم تھا،

سب ستایش و حمد سزاوار ہی اُس دادار کو جسنے ملوک صاحب احتشام اور سلاطین عالی مقام کے نظم و نسق سے دین و اسلام کو ایسا نور و ظہور بخشا، اور درود و سلام اُسکے رسول مجتبا محمد مصطفا اور اُنکی آل و اصحاب امجاد پر جنھون نے شریعت خیر الانام کے طریقے کو اوج کمال پر پہنچایا،
بعد اُسکے شہنشاہ جمجاہ، حکومت و ابہت پناہ، ظل ملک صمد، الطاف ربانی کا مورد، منبع دانش و عرفان، مجمع بر و امتنان، مقدمۃ الجیش فیروزی و اقبال، برگزیدہ حضرت ذوالجلال، بادشاہ بر و بحر، نائب ایزد داور اعنی سلطان روم کی بارگاہ والا مین (پایندہ و دایم رکھے خدا اُسکے ملک و بادشاہی کو،) پوشیدہ نرہے، کہ آپ کا مکتوب گرامی جو قوم فرانسیس کی توہین و تذلیل اور جمیع مسلمین کے ساتھہ اُنکے عناد رکھنے اور یکقلم مذہب و طریقے کو صفحۂ جہان سے محو کر ڈالنے پر مشتمل، اور انگریزون کی توصیف و تحسین اور درمیان اُنکے اور ہمارے صفائی کر دینے کے لیئے اُس عظمت دستگاہ کے کفیل و عازم ہونے اور ہم مین اُنمین جو خصومت و دشمنی واقع ہی اُسکا سبب بیان کرنے پر محتوی تھا، نیکتر ین ساعتون مین پہنچا اور سراسر مضمون اُسکا معلوم ہوا، خاطر خطیر پر روشن و مبرہن ہو جیو کہ ہمنے فی سبیل اللہ جہاد اور دین محمد کی بنیاد قایم رکھنے کے واسطے کمر باندھی ہی، اور فی الواقع فرانسیسون کی ذات جیسا کہ آپ نے لکھا ہی بڑی بیوفا اور سنگدل ہی ہم اُنکی برائیون سے خوب آگاہ ہمین، اور چونکہ انگریزون کی قوم نے اندنون ہمارے ملک پر تاخت کرنے مین پیشدستی اور حرب و نبرد کی طیاری کی ہی ہم پر بلکہ سب اہل اسلام نون پر جہاد

واجب ہوئی ہی ٔ توقع کہ جناب عالی اوقات خاص مین مناجات کرکے ہمت و دعا سے ہماری معاونت فرمائین ٔ بعد اسکے ہم سبکو فضل الٰہی اور توفیق ایزدی کی اعانت بس ہی ٔ قبل اسکے ہمنے ایک نامہ سید علی محمد اور مدار الدین کی معرفت بھیجا ہی۔ جسمین بخوبی مفصل حالات مندرج ہمین ٔ علاوہ اسکے مدینے کے رستے یوسف وزیر بھی ایک دوسرا مکتوب لیکر گیا ہی ٔ عنقریب بارگاہ والا مین حاضر ہو کر باکل مقاصد و مطالب شرح وار گزارش کریگا ٔ صلوٰۃ و سلام خدا کا نبی برحق اور اُسکی آل امجاد و اصحاب پر ہو جیو ٔ

مکتوب مارکوئس ویلزلی گورنر جنرل بنگالہ کی طرف سے ریط انرئبل ولیم بنطک گورنر مدراس کو ٔ اور یہہ ایک سی اٹھتالیسوان مکتوب ھی اُس جناب ثروت مآب کی کتاب رقعات و مکتوبات کی تیسری جلد مین سے ٔ

حضرت من ٔ آپ کا خط مسرت نمط پچیسوین نو نبر کا لکھا متضمن کرنیل کنبل ناظم ویلور کی چٹھی کی نقل پر۔ جسمین شاہزادہ عبد الخالق کے حکم سے ایک کنیزک کے قتل ہونے کی روایت مشکوک مرقوم تھی آج پہنچا ٔ

ازانجا کہ ٹیپو سلطان مرحوم کے فرزندون کی عزت و آبرو اِس بات کا اقتضا کرتی ہی کہ یہ لوگ ہمارے دار العدالت کی تقیدات و تکلیفات سے معاف و آزاد رہمین ٔ پر ایسی رعایت خاص اُنھین کے واسطے ہوگی اور اُنکے حشم خدم و ملازم اِس حکم سے خارج ہمین ٔ پس وہ شخص کہ عبد الخالق کی جانب سے اس شبہے کے قتل پر مامور ہوا تھا اُسے بیشک اس امر کی تفتیش و پرسش کی جائیگی ٔ تا بہ ثبوت اُسکے عدالت کے آئین کے رو سے فیصلے کا حکم صادر ہو اور بے قصور یا مجرم ہونا عبد الخالق کا ظاہر ٔ

اُس کاغذ سے کہ مشتمل ہی اِس مقدمے کے تفحّص و تجسّس پر جو درمیان ویلور کے عمل مین آیا اب معلوم ہوتا ہی کہ اُس لونڈی کے پاس زہر لیجانیوالے کو یہہ خبر کی گئی تھی کہ صرف سچ کہدینے سے اُسکی جان بخشی اور رہائی ہو جائیگی ٭
حق تو یہہ ہی کہ اِسطرح کے خبر کرنے سے اُسکی مجلسی عدالت کی تجویز او رتعزیر سے نہین ہو سکتی ہی ٭ بااینہمہ اگر اُسکے قصور ثابت ہونے پر بھی اِسطور کا وعدہ ہوا ہی جکا اوپر ذکر گذرا تو بالضرور اُسکی جان بخشی کے حکم دینے کا اُس جناب کو اختیار ہی ٭
اگر گماشتہ مذکور کی تحقیقات سے عبد الخالق پر تہمت ثابت ہو تو وہ ایسی سزا کے لایق ہی کہ اُسکی تنخواہ کم کردی جاے اور قید و بند کی سختی زیادہ ٭
اگر سچی گواہی سے صاف ظاہر ہو کہ عبد الخالق نے ایسا سنگین جرم کیا ہی تو آپ ویلور کے ناظم کے نام حکم صادر فرماوین کہ شاہزادہ مذکور کو جواب دہی کی مہلت دے تا وہ اپنی صفائی آپکی جناب مین ظاہر کرے ٭ اور جب وہ اپنی صفائی آپ کی جناب مین ظاہر کرے اور اپنی بیگناہی کا حال لکھے تو اُسکے اظہار کے دریافت کرنے کے بعد اگر عبد الخالق آپ کے نزدیک مجرم ٹھہرے تو التماس یہہ ہی کہ کم سے کم اُسکی تنخواہ آدھوں آدھ کمانے اور ویلور کے قلعے مین مقید رکھنے کو جو چھہ مہینے سے کم نہو حکم کیجیئگا ٭
یہہ مناسب ہی کہ عدالت کے آئین قدیم کے موافق عبد الخالق کی بازخواست کی جاے لیکن عبرت کے لیئے چونکہ مصلحتاً ایسے بڑے گناہ کی راہ بھی بند کرنی ضرور ہی چاہیئے کہ لا اقل مدت مذکور تک اُسپر حد و تعزیر عمل مین آوے ٭
لکھا ہوا دسمبر کی نوین سنہ ۱۸۰۳ع کا ٭

تمام شد

392

غلط نامہ حملات حیدری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	١٤	بنگالہ	بنگالے
٧	١٣	کرتے	کرے
٨	١	رکھے	رکھتے
٩	٩	اسکارس	اسکریس
ایضا	ایضا	اسکر	اسکری
ایضا	١١	دار	وار
١٠	٤	چشمہ'	چشمہ
ایضا	٢٠	رہے	رہنے
١٦	١	حصہ	حصے
١٧	٦	دار	وار
١٨	١٣	جوتیان	جوتّیان
ایضا	١٧	ہزار	تین ہزار
٢٤	٥	اودہ	اودھ
ایضا	١٨	یونان	پونان
٢٥	٥	چھورا	چھُرا
٢٦	٢	کے	کی
٢٧	١٤	٢٩٠٠٠٠٠	٣٩٠٠٠٠٠
٢٨	٦	لہ	کر
ایضا	٢٠	٠٠٠٦	٦٠٠٠
ایضا	٢١	٠٠٠٢	٢٠٠٠
٢٩	٣	پھورا	پھور
٣١	١٣	مبدل	مندل
ایضا	٢٠	حما	جما
٣٢	٧	ذارا	دارا
٣٣	٩	چو	چون
ایضا	١٣	نشتہ	نشتہ
ایضا	١٥	ساز	باز
٣٤	١٦	دار	وار
٣٥	١	بی	بیٹی
٣٦	٨	چھورا	چھُرا
٣٧	٨	رسہ	رسم
ایضا	ایضا	عقیدۃ	عقیدے
ایضا	٩	لد	کد
٣٨	١٤	کئی	کی
ایضا	١٨	سانخہ	سانحہ
ایضا	٢١	یک	ایک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۵	زباہ	زیادہ
۴۰	۱	اُسکے	اُسکی
ایضا	۲	سرے	سری
ایضا	۹	اپنے	اپنی
ایضا	۱۳	زمان	زبان
ایضا	۱۶	موافق اُنکے	موافق اُنکی
۴۱	۱۱	افرابش	افزایش
ایضا	۱۷	باشندہ	باشندے
ایضا	۲۰	اپنے	اپنی
۴۲	۲	کے	کی
ایضا	۱۳	روزکی	روزکے
۴۳	۶	مرتبہ	مرتبے
ایضا	۲۱	کی	کا
۴۶	۱۲	کے	کی
۴۹	۵	رکھتا	رکھنا
۵۱	۴	ے ساتھ	کے ساتھ
ایضا	۶	طبقہ	طبقے
۵۳	۳	کے	کی
ایضا	۱۰	سرگردگی	سرکردگی
ایضا	۲۰	کے	کی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	ایضا	بنکی	بلکنی
۵۴	۷	عالیمقدارکے	عالیمقدارکی
۵۵	۲	سلیقنکی	سلیقنگی
ایضا	۳	سعادہ	سعادۃ
ایضا	۵	نہوتھی	نہو تو بھی
ایضا	ایضا	مرتے	مرتبے
ایضا	۶	سرگردگی	سرکردگی
ایضا	ایضا	کے	کی
ایضا	ایضا	معرکہ	معرکے
ایضا	۱۰	سکر	سکرا
ایضا	۱۳	سینہ	سینے
ایضا	۱۶	بیے	بنے
ایضا	ایضا	صلہ	صلے
ایضا	۲۰	پیدا ہو	پیدا ہوا
ایضا	ایضا	نے	
۵۶	۵	استینفا	استعفا
ایضا	۸	تی	تے
۵۷	۴	بک	ایک
ایضا	۱۱	کے	کی
۵۸	۱	ماری	ماری نے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۳	کے	کی
ایضا	۱۸	کے	کی
ایضا	۲۰	لیارہ	گیارہ
۶۰	۱۱	اعماد	اعتماد
۶۱	۱۳	کوح	کوچ
۶۲	۵	کرے	کرنے
۶۳	۳	سرگردگی	سرکردگی
ایضا	۸	کے	کی
ایضا	۱۳	او	اور
۶۷	۱۸	درا	ورا
۶۸	۶	روز	روزہ
ایضا	۸	بد	بُد
۶۹	۱۸	بھرآ	بھرائی
۷۰	۱۷	ہوئی	ہوئیں
۷۱	۳	کی بھاری تھی	کا بھاری تھا
ایضا	۶	کی	کے
ایضا	۹	کے	کی
ایضا	۱۱	بڑے	بڑا
۷۲	۱	لے	کا
۷۳	۳	جنش	جنس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۳	دیکھائی	دکھائی
ایضا	۱۴	میرے	میری
۷۴	۱۳	چیز۔	چیز ہیں
ایضا	۲۰	بڑھانا	بڑھانے
ایضا	۲۱	بہانہ	بہانے
۷۶	۳	کال	کامل
ایضا	۱۳	کا	کی
ایضا	۱۷	مکار کے	مکار کی
۷۷	۱۲	کے	کا
۷۸	۳	جہل خانہ	جیل خانہ
ایضا	۱۱	پرور	پرورد
۷۹	۷	پانڈے	پانڈی
ایضا	۱۲	بسر گردگی	بسرکردگی
۸۰	۱۶	پانڈے	پانڈی
۸۳	۹	بسر گردگی	بسرکردگی
ایضا	۱۴	چھوڑا	چھڑا
ایضا	۱۴	پھوہار ین	پھہار بن
۸۶	۱۳	کی	کے
۸۷	۱۲	اُسکے	اُسکی
۸۸	۱۸	قبضے	قبضہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	ایضا	پرور	پرورد
۹۰	۱۰	اُسکے	اُسکی
ایضا	۱۶	اوڑا	اُڑا
۹۲	۱۳	کے	کی
ایضا	۱۸	اپنے	اپنی
۹۳	۲	گتری	گتھری
ایضا	۵	اپنے	اپنی
۹۵	۳	قلعہ	قلعے
۹۶	۱۲	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۳	قلعہ	قلعے
۹۷	۴	مہبی تاب	نہبی تاب
ایضا	۹	حوالہ	حوالے
ایضا	۱۸	خانہ	خانے
ایضا	۱۹	کے	کی
۹۸	۱	اوڑا	اُڑا
ایضا	ایضا	پانچے	پہنچ
ایضا	۸	حیلہ	حیلے
۹۹	۲۱	زبان	زبان
۱۰۳	۱۲	وژ	دژ
۱۰۴	۲۱	کےکان	کی کان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۹	۱	قلعہ	قلعے
ایضا	۲	قلعہ	قلعے
ایضا	۳	رونے	روئے
ایضا	۱۲	بر	پر
ایضا	۱۵	کے	کی
۱۰۸	۱۶	جارو	چارو
ایضا	ایضا	کھل نے	کھلنے
ایضا	ایضا	چا و	چارو
ایضا	۱۹	ذمہ	ذمّے
۱۰۹	۸	رکھنا	رکھنے
ایضا	۱۸	دے	دیئے
۱۱۲	۲	زمانے	زمانہ
ایضا	۵	زمانہ	زمانے
ایضا	۱۱	لر	کر
۱۱۷	۱۶	کرنا	کرتی
ایضا	۱۹	اُسکے	اُسکی
۱۱۸	۲	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۱	پاندہ پکاری	پاندہ نگاری
ایضا	۱۳	نا	نے
ایضا	ایضا	قصبہ	قصبے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۶	ماپلے	ماپلہ
۱۱۹	۶	بھی	ہی
ایضا	ایضا	اُنھون نے	وے
ایضا	۱۶	جمرتے	چمرتے
۱۲۰	۱۶	لے	کے
ایضا	۱۸	رکھے تھے	رکھی تھی
۱۲۱	۳	ٹھین	نھین
ایضا	ایضا	طیاو	طیار
ایضا	۱۲	دئی	دی
ایضا	۲۰	جلے	چلے
۱۲۳	۹	تھا	تھی
ایضا	۱۵	دیکھا	دکھا
۱۲۴	۲۱	اُوسے	اُسے
۱۲۵	۵	نصور	منصور
ایضا	۱۲	اپنے	اپنی
ایضا	۱۸	کئی	کی
۱۲۷	۱	نقاذ	نفاذ
ایضا	۶	پچھلے	پچھلے
۱۲۹	۱۷	راجونکی	راجاؤنکی
۱۳۱	۷	چرڑونی	چرڑولی
ایضا	ایضا	ہرڑونی	ہرڑولی
ایضا	۸	ہرڑونی	ہرڑنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۳	۱۴	فاصلہ	فاصلے
۱۳۴	۱۰	مقفضی	مقفی
۱۳۵	۲	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۲	مادہو	مادھو
ایضا	۱۶	پلے	پلی
ایضا	۲۱	کی	کے
۱۳۶	۱۵	سینہ	سینے
ایضا	۲۱	بشت	پشت
۱۳۹	۲	سولا	سالا
۱۴۱	۲	کی	کے
۱۴۲	۹	زمرہ	زمرے
ایضا	۱۲	بہادر کے	بہادر کی
ایضا	۱۸	خان کے	خان کی
۱۴۴	۴	تیراسی	تراسی
ایضا	۱۴	ملاحظہ	ملاحظے
ایضا	۱۹	جسکے	جسکی
۱۴۸	۲	جسکے	جسکی
ایضا	۱۶	گڑہ	گڑھ
ایضا	۲۱	دھارواڑکے	دھارواڑکی
۱۴۹	۸	قتنہ	فتنہ
۱۵۰	۱۰	ببت	ثبت
ایضا	۱۷	اپنے	اپنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۸	جہین	نہین
۱۵۲	۱۰	سانھ	ساتھ
۱۵۵	۶	اُتھا	اُٹھا
ایضا	ایضا	جہنم	جہنم
ایضا	۱۰	کر	کے
ایضا	۲۱	ہہین	نہین
۱۵۶	۱۳	کی	کے
۱۵۹	۷	سائے	سایۂ
ایضا	۱۳	گو	کو
۱۶۱	۷	بزگوا	بزرگوار
ایضا	۱۰	بیجی	بیجے
ایضا	۱۶	اُسکی	اُسکے
۱۶۳	۵	درخشان کے	درخشانکی
۱۶۵	۶	بالاگھات کے	بالاگھاٹکی
ایضا	۱۳	اُسکی	اُسکے
ایضا	۱۷	اُسکی	اُسکا
ایضا	ایضا	گذری	گذرا
ایضا	۲۰	کے	کی
۱۶۸	۱۵	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	۱۶	تھی	تھین
۱۶۹	۱۶	حیلہ	حیلے
۱۷۰	۱۸	خزانہ	خزانے
۱۷۴	۳	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	ایضا	اپنی	اپنے
۱۷۵	۲	سر	سر
ایضا	۱۴	خانہ	خانے
۱۷۶	۸	خیمہ	خیمے
۱۷۷	۱	جیسی	جیسے
ایضا	۴	ہفتہ	ہفتے
ایضا	ایضا	عشرہ	عشرے
ایضا	۱۴	پیادہ	پیادے
۱۷۹	۳	پروانہ	پروانے
ایضا	۱۲	مظفر	مضطر
ایضا	۲۰	قلعہ	قلعے
۱۸۰	۱۵	ہاتھیون نے	ہاتھی
۱۸۱	۱۸	مرہٹہ	مرہٹے
ایضا	۱۹	مقابلہ	مقابلے
۱۸۳	۱۶	کی	کے
۱۸۴	۱۴	کے	کی
ایضا	۱۸	توشک خانہ	توشکخانے
۱۸۶	۱۰	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۴	قلعہ	قلعے
ایضا	۱۵	قلعہ	قلعے
۱۸۸	۳	نحوت	نخوت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	ایضا	استکبار	استکبار
۱۹۱	۴	ابروی	آبروی
۱۹۳	۱۱	اُٹھایا تھا	اُٹھائی تھی
ایضا	۱۳	تمہارا	تمہارے
۱۹۴	۱۲	قلعہ	قلعے
۱۹۵	۱	قلعہ	قلعے
ایضا	۵	قلعہ	قلعے
ایضا	۸	قلعہ	قلعے
ایضا	۹	گول	گولے
ایضا	۱۰	قلعہ	قلعے
۱۹۷	۱	قلعہ	قلعے
۱۹۹	۱۶	قلعہ	قلعے
۲۰۰	۸	اذوق	اذوقے
۲۰۱	۱۲	قاعدہ	قاعدے
۲۰۳	۱	سواز	سوار
ایضا	۱۹	اذوق	اذوقے
۲۰۵	۷	مصالحہ	مصالحے
۲۰۷	۱۳	معروضہ	معروضے
ایضا	۳۱	روبی	روپی
۲۱۱	۳	داحل	داخل
ایضا	۱۰	صالح	صلح
۲۱۲	۲	نشفی	تشفی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۱	۱۸	نرمک راو	نرمک داونے
۲۲۲	۱۷	لے	کے
۲۲۴	۴	بیگات	بنگت
ایضا	۱۹	معروضہ	معروضے
۲۲۵	۷	اندیث	اندیشے
ایضا	۸	اپنے	اپنی
ایضا	۱۴	معروضہ	معروضے
۲۲۶	۱	معروضہ	معروضے
ایضا	۱۴	اذوق	اذوقے
ایضا	۱۶	مثوبات	مثوبات
۲۲۷	۱۶	او	اور
ایضا	۲۰	کی	کے
۲۳۱	۷	حیمہ	خیمہ
ایضا	۸	طلم	حلیم
۲۳۲	۵	کے	کی
۲۳۳	۱۴	بہالت	جہالت
ایضا	۱۶	نرلھا	نرکھا
۲۳۵	۹	باہ	باہر
۲۳۶	۱	لو	کو
۲۳۸	۲۰	ملا	بلا
۲۳۹	۲۰	منل	مثل
۲۴۳	۹	لے	کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضا	۱۰	اذوقہ	اذوقے
۲۴۴	۱۸	ایسے	ایسی
ایضا	۲۰	بھرنے	بھرتے
۲۴۹	۸	لیے	گیے
۲۵۳	۳	جا	جاتا
ایضا	۱۹	کی	کے
۲۵۶	۳	پالہ	پالے
ایضا	۱۶	اذوقہ	اذوقے
۲۵۷	۱۳	کوتہ	کوتے
۲۵۹	۲۱	ہر	پر
ایضا	ایضا	برشاوین	برساوین
۲۶۳	۱۹	کی	کے
۲۶۳	۱	لھول	کھول
۲۶۴	۲	اذق	اذوقے
ایضا	۱۷	ترا	پڑا
۲۶۵	۱۹	ہاسکوتہ	ہاسکوتے
۲۶۶	۱۰	اُس سے	اُسّے
ایضا	۱۴	بک	ایک
۲۶۸	۲۱	دروازہ	دروازے
۲۷۰	۸	ارادہ	ارادے
۲۷۱	۱	شاکوتہ	شاکوتے
۲۷۴	۴	او	اور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۲۰	ماشن	پلشن
۲۷۸	۴	سلتا	سکتا
۲۷۹	۱۲	عمل	عمل مین
۲۸۱	۶	کھر	گھر
۲۸۲	۷	رکھبن	رکھین
ایضا	۲۰	حوالہ	حوالے
۲۹۰	۱۴	بنوبی	جنوبی
۲۹۱	۱۷	مسلیح	مسلح
۲۹۴	۲	انلریزون	انگریزون
ایضا	۷	ستمکری	ستمگری
ایضا	۸	کئی	گئی
۲۹۵	۱۱	جست	چست
۲۹۶	۱۴	ایلک	ایک
۲۹۸	۷	ور	اور
ایضا	۸	یہ	بہ
۳۰۰	۱۲	بیٹھتے	بیٹھتے
۳۰۱	۱۰	اُنکے	اُنکی
۳۰۴	۱۹	نیزہ	نیزے
۳۰۵	۱	تورگ	توزگ
ایضا	۱۴	بنتی	بختی
۳۰۶	۴	کی	کے
ایضا	۱۳	ہوانا	ہوتا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۷	۱۳	سینہ	سینے
۳۰۹	۱۰	شادبانہ	شادیانے
۳۱۴	۱۰	حملہ	حملے
۳۱۹	۱	سرگردگی	سرکردگی
۳۰۷	۱	شونفر	سونفر
۳۱۸	۱	با	باہم
۳۱۹	۱	یک	ایک
۳۲۰	۶	خیمہ	خیمے
ایضاً	۱۹	سیسامین	سیناپتی
۳۲۳	۱۶	اپیے	اپنے
ایضاً	ایضاً	بھتیجے	بھانجے
۳۲۶	۱۶	انار یز	انگریز
۳۲۷	۳۰	مضوبہ	مضوبے
۳۲۸	۱۹	لردیا	کردیا
۳۳۰	۳	طبقہ	طبقے
۳۳۳	۲	س	اس
ایضاً	۱۸	بر	برا
۳۳۷	۱	قلعہ	قلعے
۳۳۸	۱	گی	کی
۳۴۰	۷	جنک	جنگ
۳۴۱	۱۰	ساناج	سناج

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ایضاً	۲۰		[illegible]
۳۴۹	۱۰	سوادن	سواروں
ایضاً	۱۸	سرانجام	سرانجام
۳۵۲	۳	اذوقہ	اذوقے
۳۵۹	۷	طرج	طرح
۳۶۳	۱۲	انلریز	انگریز
ایضاً	۲۱	ما	نا
۳۶۶	۲	کوح	کوچ
۳۷۰	۱	خوابکاہ	خوابگاہ
ایضاً	۱۰	ھ	پھر
۳۷۴	۲	اہی کب س	ہی کاب اس
۳۷۵	۶	مابت	ثابت
۳۷۶	۲۱	حرف	حرف
۳۷۸	۲	لرے	لڑنے
۳۷۹	۱۴	سوقت	اُسوقت
۳۸۶	۳	تارنا	اُتارنا
ایضاً	۲۱	آتھ	آٹھ
۳۹۶	۵	طتار	طیار
۳۹۸	۱	انلریز	انگریز
ایضاً	۱۲	پرا	پڑا
۴۰۰	۲۱	عیسا	عیسائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۱	۲۱	کمی	کی
۴۰۳	۲	ث	ت
۴۰۴	۱	خاندان	خاندان
۴۰۷	۲۱	لر	کر
۴۰۸	۱	پادریون	پادریون
۴۱۷	۱۵	پینے	اپنے
۴۲۳	۱۰	نکھبان	نگھبان
۴۲۸	۱۰	سپاہون	سپاہیون
۴۳۲	۴	گزارس	گزارش
ایضا	۱۵	دیکھے دیکھے	دیکھیے دیکھیے
۴۳۳	۱۱	اُسکا	اُسکی
ایضا	۲۱	لپنی	کمپنی
۴۳۹	۱	روپے	روپیٔے
۴۴۳	۲۱	چوتھ	چونھ
۴۴۷	۳	بن	پن
۴۵۱	۲۰	مصالحہ	مصالحے
۴۵۲	۲۱	بھر	بھی
۴۵۴	۱۷	ستارہ	ستاریکو
۴۶۰	۱	بر	پر
ایضا	ایضا	ضر	ضرور
ایضا	۲۰	مور	نامور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۴	۱	ر	پر
۴۷۱	۱	لیے	گیے
۴۷۳	۱۶	افروختہ	افروختہ
۴۷۶	۱۰	گھبرا کیے	گھبرا گیے
۴۷۷	۱۳	جنگاپیٹ	جنگاپیت
۴۸۰	۱۷	رلھنے	رکھنے
۴۸۲	۱۰	کے	کی
۴۸۳	۲۱	دنا	دیا
۴۸۵	۱۰	ہوی	ہوئی
۴۸۸	۱۶	پشت	پشت مبارک
۴۸۹	۱	اپش	پیش
ایضا	۱۵	لچھ	کچھ
ایضا	۲۰	لچھ	کچھ
۴۹۲	۹	نرکھتا	نرکھتا
۴۹۸	۸	گما	گیا
۵۰۰	۵	حون	خون
۵۰۳	۵	لے	نے
۵۰۹	۱۳	فرنستانی	فرنگستانی
۵۱۰	۲	معحون	معجون
ایضا	۴	بر	پر
۵۳۵	۲۱	پینچا	پہنچا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲۹	۱	موصوف و	موصوف
ایضا	۲۱	کے،	کے
۵۳۰	۱۰	پہنچ	پہنچ
۵۳۱	۱۵	کر	کر
۵۳۲	۱۹	لشتی	پشتی
۵۳۳	۱۸	لی	کی
۵۳۴	۹	پور	پور
۵۳۸	۸	گر	گئی
۵۳۹	۳	پیشاکین	پوشاکین
ایضا	۹	ہور	ہو کر
ایضا	۱۰	فتہ	فتح
۵۴۲	۱۵	گھیرا	گھبرا
۵۴۵	۱	گاہ	گاہ
۵۵۶	۱	لو	کو
۵۵۷	۴	سلطان کے	غنیم کے
۵۵۸	۱۰	اُسنے	اُسے
ایضا	۲۱	ناصر	حاضر
۵۵۹	۱۴	جلی	جکی
۵۶۰	۱۴	لھم	کھم
۵۶۲	۸	ساتھ	ساتھ لے
۵۶۳	۲۱	کرکے	کرکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۶۴	۱	لھول	کھول
ایضا	۴	ہوئے	ہوگئے
ایضا	ایضا	جابک	چابک
۵۶۵	۲۰	لے	کے
ایضا	۲۱	ہراواپر	ہراول پر
۵۶۶	۱۵	پر	پرے
۵۶۷	۵	منگل	ستی منگل
۵۷۰	۸	لو	ہو
۵۷۱	۱۶	لچھ	کچھ
۵۷۳	۱۳	طرف	طرف
۵۸۳	۱	لولوان لی	لوگون کی
۵۸۵	۲۱	لو	کو
۵۹۲	۱	لئے	گئے
۵۹۴	۹	لرے	کرے
۵۹۵	۱۶	شادی	حال
۵۹۶	۸	لچھری	کچھری
ایضا	ایضا	ہزار	چار ہزار
ایضا	۱۶	ساطین	سلاطین
۵۹۷	۹	پھول	بھول
۶۰۰	۲۱	تدبر	تدبیرین
[illegible]	۳	اسلام حمیت	اسلام وحمیت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱۷	۸	لرونا	کرونا
۶۱۹	۱۰	توبون	توبون
۶۲۰	۱۶	لھو	کھول
۶۲۲	۱۰	سحرم	محرم
۶۲۳	۱	سلام	سلام
۶۲۵	۱۷	بیچے	نیچے
۶۲۶	۶	نشن	نشان
۶۲۷	۱	نازندون	نازندوان
ایضا	۵	دوسرے	ادوسرے
ایضا	۱۶	ے	کے
۶۲۸	۱۳	اکیسوین	اکتیسوین
۶۳۲	۱	انجام	گنجام
۶۳۶	۲۱	چارون	چارون
۶۳۹	۱	ناداني	نادانی
۶۳۹	۳	کاری ساز	کاری ساز
۶۴۴	۲	ن سی	پان سی
۶۴۸	۱۷	سے	ہونے
۶۶۰	۴	لالھ	لالھ
۶۶۱	۳	ہندوون	ہندوون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۶۲	۲	خاف	خلاف
ایضا	۲۱	بھیجکر	پھینکر
۶۶۳	۲	کے	کی
ایضا	۱۰	کے	کی
۶۶۵	۲	پر	کا
ایضا	۵	وز	اور
ایضا	۶	کے	کی
۶۸۰	۲۱	نظیم	تعظیم
۶۸۲	۱۰	سیگار	سیگار
۶۹۱	۴	عدا	اعدا
۶۹۳	۱	کتنی	کبھی
۷۱۲	۱۹	۱۶	۲۰
۷۱۲	۱	۴	نم
۷۲۸	۴	تے	ے
۷۳۰	۱۷	بھاگتے	بھاگے
۷۳۴	۱	پرے	پڑتے
۷۴۷	۱۹	طریقہ	طریقہ
۷۴۹	۱۳	مترک	متبرک
۷۵۲	۲۰	کہد بیٹے	کہد بیٹے